

نئے اضافوں کے ساتھ

عالمِ اسلام میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

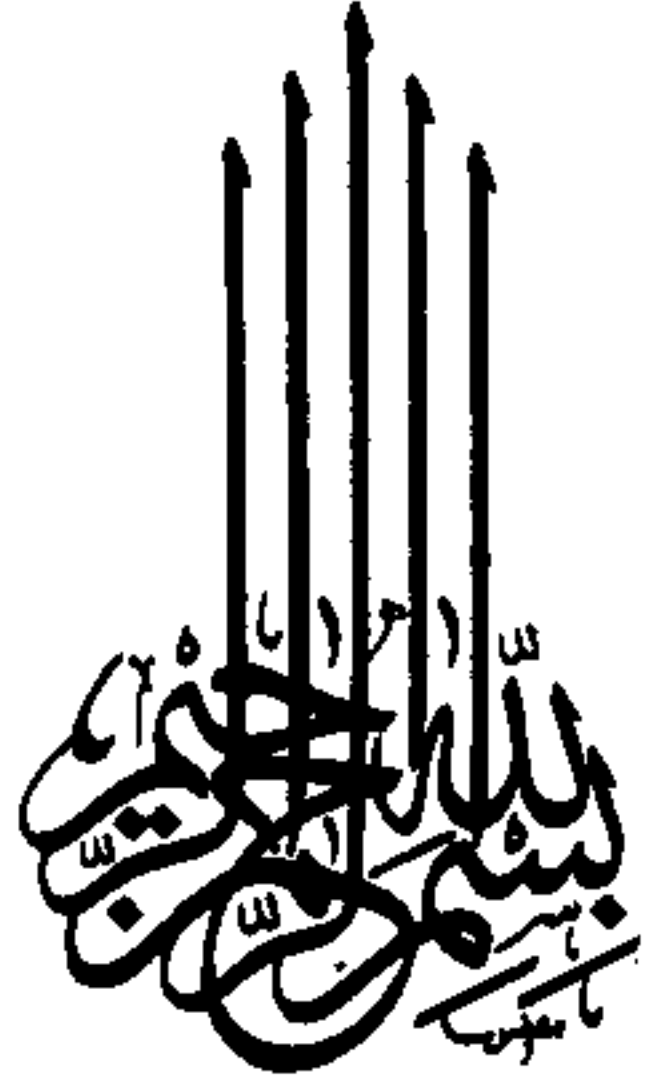
# ثبوتِ حاضریں! قادیانیت

قادیانی مذہب کے عقائد و عزام، مضحکہ خیزیوں، تضاد بیانیوں اور کذب و ریا پر مبنی ناقابلِ تردید اور ہوش ربا عکس شہادتیں

4

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد



پوتِ حاضریں! <sup>قلدینیت</sup>

## چیلنج

”ثبوت حاضر ہیں“

یہ کتاب، اپنے اندر

قادیانی مذہب کے بانی

آنجنابی، مرزا غلام احمد قادیانی

اس کے بیٹوں، اس کے نام نہاد خلیفوں اور دیگر اہم قادیانیوں کی

مستند تصانیف اور اخبارات و رسائل کی

قابل اعتراض اور دل آزار کفریہ عبارتوں کی عکسی نقول لیے ہوئے ہے

قادیانی جرائم کے یہ ثبوت

اتنے واضح ہیں کہ دنیا کی کسی بھی عدالت میں

ان عکسی دستاویزات کی صداقت کو چیلنج کرنا

کسی بھی قادیانی کے لیے ممکن نہیں ہے

میں اس کتاب میں درج

تمام حوالوں اور عکسی نقول کے مصدقہ ہونے

کی ذمہ داری قبول کرنا ہوں

اور قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ سمیت

دنیا کے تمام قادیانیوں (بشمول لاہوری گروپ) کو

چیلنج کرتا ہوں کہ

اگر اس کتاب میں موجود، کوئی بھی عکس غیر حقیقی ہو،

یا میری طرف سے کسی بھی نوع کی ترمیم ہوئی ہو، کسی قسم کا اضافہ کیا گیا ہو، یا

ایک بھی خانہ ساز حوالہ پایا جائے

تو میں اس کے لیے ہر قسم کی سزا پانے کے لیے تیار ہوں!

بصورت دیگر انہیں ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر آخرت کی فکر کرتے

ہوئے اسلام کی آغوش میں آ جانا چاہیے

ہے کسی قادیانی میں اخلاقی جرأت جو میرے اس چیلنج کو قبول کرے؟

محمد شمیم خالد

نئے اضافوں کے ساتھ

عالم اسلام میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

# قادیانیت پر تباہی کا ضریح!

قادیانی مذہب کے عقائد و عزام، مضحکہ خیزیوں، تضاد بیانیوں  
اور کذب و ریا پر مبنی ناقابل تردید اور ہوش ربا عکسی شہادتیں

جلد چہارم

محمد تقی خاں

علم و فن پبلشرز

الحمد مارکیٹ 40- اردو بازار، لاہور،

فون: 7352332-7232336-8405100



## جملہ حقوق محفوظ

### ثبوتِ حاضریں! جلد چہارم

ثبوتِ حاضریں!	نام کتب
علم و سائنس پبلیشرز	مصنف
محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ ہائی کورٹ	ناشر
جوہر رحمانیہ پرنٹرز، لاہور	قانونی مشیر
فضیل کیانی	مطبع
تاج کمپوزنگ سنٹر، لاہور	سرورق
(نئے اضافوں کے ساتھ) 2011ء	کمپوزنگ
900/- روپے	سن اشاعت
	قیمت

## علم و سائنس پبلیشرز

الحمد مارکیٹ 40- اردو بازار، لاہور،

فون: 7352332-7232336-8405100



# انتساب

بے شمار مسائل اور لاتعداد مشکلات کے باوجود ”ثبوت حاضر ہیں!“ ایسی ضخیم و وسیع کتاب کا تیار ہو جانا میرے لیے ایک خوشگوار حیرت سے کم نہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم، اہل علم حضرات کی سرپرستی اور جید بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ میں نے اس پر خار وادی کو نہایت صبر و استقامت سے عبور کیا۔ ان حضرات کی ذاتی دلچسپی، محبت و شفقت، مسلسل رابطہ اور حوصلہ افزائی میرے لیے نہایت محرک ثابت ہوئی۔ میں اس کتاب کا انتساب اپنے اہل علم محسنین اور ذی وقار بزرگوں حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب صاحبزادہ طارق محمود، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا محبت اللہ مدظلہ، حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ، حضرت پیر سید محمد امین الحسنات شاہ مدظلہ، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، حضرت مولانا حافظ خان محمد قادری مدظلہ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ، حضرت مولانا مفتی احمد علی مدظلہ، حضرت مولانا عبدالرحمن یعقوب باوا مدظلہ، جناب صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ، حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن مدظلہ، محترم سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ، محترم الیاس ستار مدظلہ، محترم پروفیسر محمد اقبال جاوید مدظلہ اور محترم حافظ شفیق الرحمن مدظلہ کے نام کرتے ہوئے ایسی روحانی خوشی محسوس کر رہا ہوں جو ایک طرف ناقابل بیان ہے تو دوسری جانب میرے ایمان و ایقان کو ایک نئی جلا بخش رہی ہے۔

دم عارف نسیم محمد ہے  
اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے  
اگر کوئی شعیب آئے میر  
شانی سے کلیسی دو قدم ہے

## ترتیب عنوانات

	چیلنج	•
	انتساب	•
32	توجہ فرمائیں	•
33	فہرست ٹائٹل کتب	•
37	قادیانی طلسم ہوشربا کی چند جھلکیاں	•
	شفیق مرزا	
45	تغیر قلم	•
	محمد متین خالد	

### 51 قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا

57	REPORT OF MISSIONARY FATHERS	□
66	مرزا قادیانی کا قلم..... حضرت علیؑ کی تلواری؟	□
66	ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواریوں کے برابر ہیں	□
67	خاندانی خدمات	□
67	قدیم خیر خواہ خاندان	□
68	والد کی خدمات	□
69	میرا باپ، بھائی اور میں	□
70	باپ بڑا یا بیٹا؟	□
70	قادیانی بزرگوں کا کارنامہ	□

- 71 قدیم خدمت گزار
- 71 بزرگوں سے زیادہ خدمات
- 72 خود کاشتہ پودا
- 73 ہم اور ہماری اولاد پر فرض
- 73 کیریئر شوقیٹ
- 77 ممانعت جہاد کی کتابیں، بے نظیر کارگزاری
- 79 20 سالہ بے نظیر خدمات
- 80 لاجواب سروس
- 81 شکرگزاری
- 81 خدا تعالیٰ سے عہد
- 82 پچاس الماریاں
- 83 پچاس ہزار کتابیں، رسائل اور اشتہارات
- 84 مجھے فخر ہے!
- 84 16 برس سے..... حق واجب ٹھہرا لیا
- 85 19 برس سے..... اپنا وقت بسر کیا
- 85 22 برس سے..... اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے
- 86 سلطنت برطانیہ..... نعمت الہی، نعمت عظمیٰ
- 86 گورنمنٹ برطانیہ..... ابر رحمت
- 87 سلطنت برطانیہ..... باران رحمت
- 88 انگریزی سلطنت، ایک رحمت اور برکت
- 88 گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ..... روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ
- 88 برٹش گورنمنٹ میں آسمان، زمین سے نزدیک ہو گیا



- 89 سرکار انگریزی پھل وار درخت کی طرح ہے □
- 89 راحت کا جام □
- 92 گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور اطاعت کا 60 سالہ درس □
- 93 اسلام کو دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت سے ملی □
- 93 حدیثوں سے انگریز سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے □
- 94 انگریزی گورنمنٹ بمقابلہ رومی گورنمنٹ □
- 94 رگ وریشہ میں شکر گزاری □
- 95 خدا کی پسند □
- 96 سچی خیر خواہی □
- 96 سخت جاہل، نادان اور نالائق مسلمان □
- 97 گورنمنٹ کی وقاداری □
- 98 لعنت □
- 98 مرزا قادیانی، حرز سلطنت □
- 99 سلطنت برطانیہ..... امن و راحت کی پناہ گاہ □
- 99 گورنمنٹ برطانیہ کے لیے پناہ اور تعویذ □
- 99 حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے بڑھ کر □
- 100 اللہ کی قسم!!! □
- 100 اعتقاد اور یقین □
- 101 ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کے سائے میں □
- 101 تلوار □
- 102 قادیانی تلوار □
- 102 ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ خدا کا □

- 103 خدا کا شکر □
- 103 سکون، نہ مکہ میں نہ مدینہ میں □
- 103 مکہ و مدینہ والے میرے لیے درندوں کی طرح ہیں □
- 104 مکہ معظمہ سے لندن بہتر! (نعوذ باللہ) □
- 104 مرزا قادیانی کو مسیح اور مہدی ماننے کا نتیجہ؟ □
- 105 قادیانی بیعت کی شرط □
- 106 قادیانی جماعت کے لیے ضروری نصیحت □
- 106 قادیانی اصول، ہدایتیں اور تعلیم □
- 107 قادیانی مذہب اور عقیدہ □
- 107 ہر قادیانی کا عقیدہ □
- 108 حق بات کو ظاہر کرنا فرض ہے □
- 109 ہمارا فرض ہے □
- 109 قادیانی جماعت..... انگریز کی وفادار جماعت □
- 110 انگریز کی نمک پروردہ جماعت □
- 110 مسلمانوں کی جاسوسی □
- 111 ”قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار جموں تحصیل جمعہ □
- 113 پڑا سراہی آرڈر □
- 114 سچا مگر □
- 115 جمعہ کے خطبات میں انگریز کا شکر یہ □
- 115 انگریز کے لیے چندہ □
- 116 بھگتوں کو □
- 117 طفیلی آزادی کو نصیحت سمجھو □

- 117 میرا مدعا □
- 118 قادیانی حکمت عملی؟؟؟ □
- 119 وہ نبی بھی کیسا نبی ہے؟ □
- 120 قادیانی عہد □
- 121 خون کا آخری قطرہ □
- 121 حرامی اور بدکار آدمی □
- 121 گورنمنٹ انگریزی کا رزق مقسوم □
- 122 بندوق کا جہاد؟ □
- 122 دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ □
- 125 میں سچ سچ کہتا ہوں □
- 126 میں ایک حکم لے کر آیا ہوں □
- 126 خلیفہ جو جنگ کا حکم نہ دے □
- 127 دین کے لیے لڑنا حرام ہے □
- 127 خدا تعالیٰ کا الہام؟ □
- 128 جہاد، خدا کے حکم سے بند □
- 129 جہاد ختم □
- 129 اسلام کے دو حصے □
- 129 اولی الامر سے مراد..... انگریز حکمران □
- 131 رسول دنیا میں مطیع ہو کر نہیں آتا □
- 132 نیا فرقہ □
- 132 فرقہ احمدیہ □
- 133 قادیانیت فرقہ جدیدہ □

- 133 برٹش گورنمنٹ کا وفادار اور جانثار فرقہ □
- 133 ایک نیا فرقہ □
- 135 مرزا قادیانی کی تعلیمات سے انسان کھسرا بن جاتا ہے □
- 135 باادب گذارش! □
- 136 ملکہ معظمہ کا واسطہ □
- 136 ستارہ قیصرہ □
- 148 اللہ کی روح میرے اندر بولتی ہے □
- 149 اے قیصرہ و ملکہ معظمہ! □
- 151 مبارک، مبارک، مبارک!! □
- 152 مبارک ہو □
- 152 اے موحده صدیقہ، تجھے آسمان سے بھی مبارک باد □
- 154 مہربانی کے مینہ سے پرورش □
- 154 یا اللہ انگریزوں کے چہرے آخرت میں بھی نورانی اور منور فرما! □
- 155 خدا تعالیٰ برطانوی حکومت کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے! □
- 155 اللہ انگریز حکومت کو تکلیف (عذاب) میں نہ ڈالے گا □
- 156 یا اللہ! ملکہ معظمہ کے دل میں الہام کر □
- 156 ملکہ و کٹوریہ، مرزا قادیانی کے گھر میں □
- 157 انگریز فرشتہ □
- 157 انگریزی الہامات □
- 158 قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی □
- 159 مرزا قادیانی کی تحریریں پڑھ کر شرم آتی ہے □
- 159 قادیانی حکومت کی پلاننگ □

- 160 گورنمنٹ کی پٹھو جماعت □
- 160 قادیانی جماعت..... انگریزوں کی ایجنٹ □
- 161 مرزا قادیانی کی حفاظت □
- 162 قرآن سے دوسرے درجہ پر □
- 162 تائید الہی سے لکھے گئے رسائل □
- 163 میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی روح بولتی ہے □
- 163 خدا کا کلام □
- 163 خزانہ مدفونہ □
- 164 شجاعت □
- 164 کوئی اندر سے تعلیم دیتا ہے □
- 168 علامہ اقبال اور فقہ قادیانیت □
- 169 شیخ اولرد فرنگی رامرید □
- 172 آں ز ایراں بود و این ہندی نژاد □
- 173 کہ از تیغ و سپر بیگانہ ساز و مرد غازی را!! □
- 175 نبوت □
- 175 مہدی برحق □
- 175 امامت □
- 176 جہاد □
- 177 درسِ غلامی □
- 178 آزاد قادیانی ریاست کا اعلان □
- 180 تصویریں بولتی ہیں! □
- 182 مرزا قادیانی کی تصویر □

## حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

- 183
- 185 حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن مجید
- 186 اللہ تعالیٰ کی قدرت پر اعتراض کرنا؟
- 186 کافر اور دہریہ کون؟
- 188 پہلی آیت
- 191 دوسری آیت
- 197 تیسری آیت
- 199 مسیح صلیب پر چڑھایا گیا
- 202 چوتھی آیت
- 205 پانچویں آیت
- 206 چھٹی آیت
- 207 مرزا قادیانی کا موقف
- 212 ساتویں آیت
- 215 آٹھویں آیت
- 215 نویں آیت
- 216 دسویں آیت
- 217 گیارہویں آیت
- 218 بارہویں آیت
- 219 تیرھویں آیت
- 225 حیات عیسیٰ علیہ السلام اور احادیث مبارکہ
- 228 پہلی حدیث

- 233 دوسری حدیث □
- 236 تیسری حدیث □
- 237 چوتھی حدیث □
- 238 پانچویں حدیث □
- 242 چھٹی حدیث □
- 243 ساتویں حدیث □
- 244 آٹھویں حدیث □
- 245 نویں حدیث □
- 247 دسویں حدیث □
- 248 گیارہویں حدیث □
- 249 خبیث کون؟ □
- 250 بیس ہزار روپے تاوان! □
- 250 آسمان سے □
- 251 احادیث کے چھوڑنے سے □
- 252 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی نشانیاں □  
(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)
- 259 حیات عیسیٰ علیہ السلام اور صحابہ کرام □
- 264 حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع امت □
- 270 13 صدیوں کے مجددین کی قادیانی فہرست □
- 274 اجماعی عقیدہ سے انکار باعث لعنت ہے □
- 274 اجماعی عقیدہ ماننا فرض ہے □
- 274 اجماعی عقیدے کا انکار کرنے والے پر اللہ کی لعنت □

- 274 اکابرین اسلام نے ہر زمانہ میں قرآن مجید کو تحریف مستوی سے محفوظ رکھا
- 275 حیات عیسیٰ علیہ السلام ..... 13 سو برس سے
- 276 پچھلی صدی کے بڑے بڑے بزرگوں اور اولیاء کا عقیدہ
- 277 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کی حکمت
- 287 اصلی مسیح اور نقلی مسیح: انجیل کیا کہتی ہے؟
- 292 دس ہزار سے زیادہ مسیح
- 292 مرزا قادیانی کس کا مثل؟
- 295 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی میں مشابہت؟؟؟
- 299 حضرت امام مہدیؑ
- 307 حضرت امام مہدیؑ اور مرزا قادیانی میں مشابہت؟؟؟
- 311 میں مہدی نہیں ہوں..... مرزا قادیانی کا اعتراف
- 312 مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے
- 312 میں کسی خونی مہدی کا قائل نہیں ہوں
- 313 مہدی کے بارے میں تمام حدیثیں ناقابل اعتبار ہیں
- 313 مہدی کفار سے جنگ کرے گا، یہ باتیں صحیح نہیں
- 313 نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو ماننے والا
- 314 میں وہ مہدی نہیں ہوں
- 314 پہلے بھی مہدی آئے، ممکن ہے آئندہ بھی آئیں
- 314 مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں
- 315 خونی مہدی
- 316 و جاں



- 322 دجال، مرزا قادیانی کی نظر میں □
- 322 حضور نبی کریم ﷺ کی توہین □
- 323 دجال کا گدھا اور ریل گاڑی □
- 323 دجال..... پادریوں کا گروہ □
- 323 دجال..... اس زمانے کے پادری □
- 323 دجال سے مراد جھوٹوں کا گروہ □
- 324 دجال..... خدا کے کلام میں تحریف کرنے والا □
- 324 دجال سے مراد..... بااقبال تو میں □
- 324 دجال سے مراد..... عیسائیت کا بھوت □
- 324 پادری سب سے بڑے دجال □
- 325 دجال اکبر..... پادریوں کا فتنہ □
- 325 دجال معبود..... پادریوں کا گروہ □
- 326 دجال..... شیطان کا اسم اعظم □
- 326 شیطان..... دجال □
- 326 ناس سے مراد..... دجال □
- 327 پرلے درجے کا جائل □
- 327 دجال ایک جماعت ہے..... منہم □
- 327 میری جماعت..... منہم □
- 327 مرزا قادیانی کی دجالیت..... حدیث میں تحریف □
- 329 اصل حدیث □
- 330 اعتراف □
- 331 دجال اور مرزا قادیانی میں مشابہت □

## 337 حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانیت

- 339 قرآن و حدیث کے مخالف اعتقاد رکھنے والا
- 340 صدق و کذب آزمانے کے لیے..... قرآن
- 341 ہمارا مذہب
- 341 حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے
- 342 حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے
- 342 حضرت مسیح آسمانوں پر جا بیٹھے
- 343 نزول مسیح کی پیش گوئی، قرآن مجید میں
- 343 نزول مسیح کی پیش گوئی، انجیل میں
- 343 مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے
- 344 مسیح موعود کے آنے کی خبر تو اتر سے ہے
- 344 حضرت مسیح کے آنے سے متعلقہ احادیث کا جھوٹ ہونا ناممکن ہے
- 345 تو اتر کیا ہے؟
- 345 متواترات سے انکار گویا اسلام کا انکار ہے
- 345 دونی آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے
- 346 مسیح موعود کے بارے میں پیش گوئی ابتدا سے مسلمانوں کے رگ و
- 346 ریشہ میں داخل ہے
- 346 تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آنے والا شخص عیسیٰ بن مریم ہوگا
- 347 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر تمام صدیوں کے
- 347 بزرگوں کا عقیدہ تھا
- 347 کمال تحقیق اور تدقیق
- 348 منکرین اسلام کو لاجواب کرنے والی کتاب

- 348 براہین احمدیہ: اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام □
- 349 براہین احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر لکھا □
- جو شخص براہین احمدیہ میں درج دلائل کو توڑے، اسے دس ہزار □
- 349 روپے انعام □
- 349 اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر و باطناً حضرت رب العالمین ہے □
- 350 براہین احمدیہ: حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی □
- 351 براہین احمدیہ: حضور نبی کریم ﷺ کا اظہار پسندیدگی □
- 353 براہین احمدیہ: تفسیر قرآن جسے حضرت علیؑ نے تالیف کیا □
- 353 براہین احمدیہ میں درج تمام دلائل قرآن مجید سے لیے گئے ہیں □
- 354 اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے صحیح معنی مجھ پر ظاہر کیے □
- 354 اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے □
- 355 ہم نے اس کتاب میں اپنے قیاس سے کوئی دلیل نہیں لکھی □
- 355 تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلائل پر مشتمل کتاب □
- 356 براہین احمدیہ کے فوائد □
- 356 مجھے اللہ تعالیٰ ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے □
- 356 کبھی کسی کتاب میں قرآن و حدیث کے خلاف نہیں لکھا □
- 357 میں وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے □
- 357 ملہم کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے □
- 357 خدا کی قسم مجھے قرآن کے حقائق و معارف ہر ایک شخص سے بڑھ □
- 358 کر سمجھائے گئے ہیں □
- 358 خدا تعالیٰ سے الہام پانے والے بغیر بلائے نہیں بولتے □
- 358 روح القدس کی قدسیت ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی ہے □

- 358 میں علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے مہر دہوں □
- 359 مہر دان نعمتوں کا وارث ہوتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں □
- 359 میں از خود کوئی کام نہیں کرتا □
- 360 مجھے اندر سے تعلیم ملتی ہے □
- 360 مجھ سے لغزش ہو جائے تو رحمت الہی جلد اس کا تدارک کر لیتی ہے □
- 360 اقرار کے بعد انکار □
- 361 اہم نکات □
- 366 براہین احمدیہ: بڑی تحقیقات کے بعد تالیف کی گئی □
- 367 خدا کا رسول □
- 369 مرزا قادیانی کی قلابازیاں □
- 369 الہام: مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے □
- 370 قرآن میں وفات مسیح □
- 371 وفات مسیح پر 3 آیتیں □
- 371 وفات مسیح پر 30 آیتیں □
- 372 صحیح بخاری میں □
- 374 اب وفات مسیح کا نسخہ □
- 375 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ۲۲۲ □
- 375 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں فوت ہوئے □
- 375 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں موجود ہے □
- 376 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر یرود شلم میں ہے □
- 377 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے □
- 379 مرزا قادیانی: مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ □

- 380 مثیل مسیح کے دعویٰ میں کیا حرج ہے؟ □
- 380 کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود سمجھتے ہیں، وہ کذاب ہیں □
- 381 فقط مثیل مسیح □
- 381 میرے جیسے دس ہزار مثیل مسیح □
- 381 قرآن مجید میں مسیح موعود سے مراد مثیل مسیح □
- 384 مرزا قادیانی: مسیح موعود بننے کی تیاریاں □
- 384 تم مسیحا بنو خدا کے لیے □
- 384 مخالفت کا شور □
- 385 بار بار الہام کی بنا پر مسیح موعود ہونے کا اعلان □
- 386 ”میں مسیح موعود ہوں“..... مرزا قادیانی کا دعویٰ □
- 386 میں مسیح موعود ہوں □
- 386 میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے □
- 387 میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں □
- 387 خدا نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا □
- 388 خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا □
- 388 خدا نے وعدہ کے مطابق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا □
- 388 قرآن مجید کی آیت کی رو سے..... □
- 388 نبی ماری! □
- 389 کیا مرزا قادیانی مسیح موعود ہے؟؟؟ □
- 403 مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟ □
- 403 اللہ کا بچہ □
- 404 اللہ مرد، مرزا عورت؟ □

- 404 خدا سے نہانی تعلق
- 404 حاملہ
- 405 مرزا قادیانی کو درود زہ
- 405 مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟
- 406 بغیر باپ کے
- 407 عیسیٰ علیہ السلام کی مانند..... جو قریش میں سے نہ ہو
- 407 عیسیٰ علیہ السلام کی مانند..... جو قریش میں سے ہو
- 408 مسیح الدجال کی حقیقت
- 409 ہندوؤں کا اصول
- 409 ”سلطان القلم“ کا دعویٰ
- 410 مرزا غلام احمد قادیانی..... ابن غلام مرتضیٰ یا ابن مریم؟؟؟
- 410 میرا نام غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے
- 410 میں مسیح ابن مریم نہیں ہوں
- 410 مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں
- 411 خدا نے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا
- 411 خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا
- 411 میں جھوٹا ہوں
- 412 ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے
- 412 مسلمانوں کا اتفاق کہ آنے والا عیسیٰ ابن مریم ہوگا
- 412 احادیث کے چھوڑنے سے
- 413 قادیانی تاویلات
- 414 مریم اور عیسیٰ سے مراد مرزا قادیانی

- 414 دمشق سے مراد قادیان □
- 415 قادیان میں یزیدی لوگ □
- 415 انا انزلنه قریباً من القادیان کی انوکھی تفسیر □
- 415 منارہ □
- 416 منارۃ اسح کے لیے چندہ □
- 417 اور حدیث پوری ہوگئی □
- 417 صحیح مسلم کی حدیث □
- 418 زرد رنگ کی چادریں یا بیماریاں □
- 418 مقام لد کہاں ہے؟ □
- 418 لد سے مراد لدھیانہ □
- 419 یاجوج و ماجوج □
- 421 رفع و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام..... مرزا قادیانی کی اہم تشریحات □
- 421 خدا کا اسح سے وعدہ □
- 421 قرآن شریف صاف کہتا ہے □
- 422 اپنی طرف اٹھاؤں گا □
- 422 تجھ کو پوری نعمت دوں گا □
- 423 تجھے کامل اجر بخشوں گا □
- 423 میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا □
- 424 عیسیٰ پیدا ہو گیا □
- 424 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا نمونہ ہوں □
- 425 اللہ نے حضرت عیسیٰ کو زندہ کر کے اپنے پاس آسمان پر بلا لیا □
- 425 معراج کی رات نبی کریم ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات □

- 425 حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھوڑی سی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے □
- 426 روح اور جسم لازم و ملزوم ہیں □
- 426 حضرت عیسیٰ کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی □
- 426 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا احادیث صحیحہ کے عین مطابق ہے □
- 427 آسمان سے □
- 427 مسیح آسمان سے نازل ہوگا □
- 429 مرزا قادیانی نے عقیدہ بدل لیا □
- 429 میرا بھی یہی اعتقاد تھا جو مسلمانوں کا تھا لیکن..... □
- 430 میں نے براہین احمدیہ میں غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا تھا □
- 430 حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ، سرسری بیرونی کی وجہ سے □
- 431 حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا رسمی عقیدہ □
- 432 خدا نے مجھے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ فوت ہو گیا ہے □
- 432 قرآن کے مخالف الہام □
- 433 قرآنی عقیدہ الہاموں نے چھڑا دیا □
- 433 خاص الہام □
- 434 شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے □
- 434 مناقض باتوں کو براہین احمدیہ میں جمع کر دیا □
- 434 محبط الحواس انسان □
- 435 میں بارہ برس تک غافل رہا □
- 435 اس وحی کو سمجھ نہ سکا جو مجھے مسیح موعود بتاتی ہے □
- 436 میں نے اپنا عقیدہ 11 سال تک چھپائے رکھا □
- 436 کمینہ کون؟ □



- 437 جھوٹ بولنا، کتوں کا طریقہ □
- 437 انکار کی نجاست □
- 437 خنزیر سے زیادہ پلید جو حق کی گواہی چھپائے □
- 437 مرزا قادیانی کا استدراج □
- 438 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ □
- 438 پہلے مسیح سے بڑھ کر □
- 438 پیٹ میں باتیں □
- 438 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت □
- 440 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین □
- 442 نعوذ باللہ □
- 442 حضرت عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے □
- 443 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی □
- 443 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں □
- 443 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی حقیقت □
- 444 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکر و فریب □
- 444 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کیتھے کے کوڑے □
- 444 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیاں □
- 444 حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے □
- 445 شراب کی تخم ریزی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی □
- 445 شراب اور انجون □
- 445 شراب اور خدائی کا دعویٰ □
- 446 مسیح کا چال چلن □

- 446 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کنجریاں
- 447 شراب اور فاحشہ عورتیں
- 448 کاش ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا!
- 449 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سوروں کا شکار
- 449 کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟
- 449 اخلاقی تعلیم؟
- 450 دماغ میں خلل
- 450 دیوانہ
- 450 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک شرمناک بہتان
- 451 میں نے جو کچھ لکھا، وہ یہودیوں کے الفاظ ہیں
- 452 حضرت مریم علیہا السلام کی توہین
- 453 حضرت مریم علیہا السلام کی صدیقیت؟؟؟
- 453 حضرت مریم کی اولاد؟
- 454 حضرت مریم علیہا السلام کا دوسرا نکاح؟
- 454 حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب سے نکاح سے پہلے تعلق
- 454 نکاح سے دو ماہ بعد (نعوذ باللہ)
- 455 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سچا سفیر
- 455 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی
- 456 کنجرا اور ولد الزنا بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں
- 456 جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے
- 457 حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت کا دعویٰ
- 457 میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے

- 457 میرے اندر یسوع مسیح کی روح ہے □
- 457 میں عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہم رنگ ہوں □
- 458 مجھے ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے □
- 458 مجھے مسیح ابن مریم کا جامہ پہنایا گیا ہے □
- 458 مجھے حضرت مسیح کی روحانی شکل، خواہر طبیعت پر بھیجا گیا ہے □
- 458 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں □
- 459 میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں بھائی ہیں □
- 461 نزول عیسیٰ علیہ السلام کا علم □
- 461 نبی کریم ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت نہ کھلی □
- 462 اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ کا واقعہ صحابہ کرام سے چھپائے رکھا □
- 462 صحابہ کرام اور تابعین نزول عیسیٰ پر مجمل ایمان رکھتے تھے □
- 462 اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ کی حقیقت مجھ پر منکشف کی □
- 464 حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ مرزا قادیانی کی نظر میں □
- 464 پہلا موقف □
- 464 نزول مسیح کا عقیدہ ایمانیات میں نہیں ہے □
- 465 نزول مسیح کا عقیدہ کوئی اہم امر نہیں □
- 465 نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر کوئی گناہ نہیں □
- 466 حیات و وفات مسیح علیہ السلام ایک ادنیٰ سی بات ہے □
- 467 دوسرا موقف □
- 467 حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ شرک عظیم ہے □
- 467 حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ گپ ہے □
- 468 نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل مسلمان گمراہ ہیں □

- 468 حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ گمراہی ہے
- 468 حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل کافر ہے
- 469 نزول عیسیٰ علیہ السلام میں عیسائیوں کا فائدہ ہے
- 469 عقیدہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام جھوٹا ہے
- 469 اسلام کی زندگی اور موت
- 469 اعتراف
- 471 پیش گوئیاں مسیح موعود
- 471 مسیح موعود شادی کرے گا
- 473 نامرد
- 473 صحبت کے وقت
- 473 حالت مردی کا عدم
- 474 قادیانی ویانگرا
- 475 مسیح موعود حج کرے گا
- 475 مسیح موعود نبی کریم ﷺ کی قبر میں دفن ہوگا
- 476 تاویل کے بارے میں مرزا قادیانی کا فیصلہ
- 477 مرزا قادیانی اور حج
- 478 مسیح موعود کا فرض؟
- 479 ہمارا حج
- 480 میں ابھی فارغ نہیں
- 480 پہلے میری بیعت کریں!
- 481 پہلا فرض تبلیغ ہے، حج نہیں
- 482 حج نہیں کیا... گھر کی گواہی

- 482 آمدن
- 483 ہم بزدل نہیں ہیں
- 484 اے مرزا، تو خدا کا پہلوان ہے
- 484 اے مرزا، تو مت ڈر
- 484 خدا تجھے بچائے گا
- 484 ہم تیرے محافظ ہیں گے
- 485 دجال مکہ مدینہ میں داخل نہ ہوگا
- 486 حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایک زبردست دلیل
- 486 حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں
- 489 دودھ دینے والا بکرا
- 490 قانون قدرت
- 491 چولہ آسمان سے نازل ہوا
- 492 گوروناک کے چولہ کی فرضی تصویر
- 492 حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات
- 493 بلا عنوان
- 494 دہریہ اور فلسفی لوگ
- 494 فرقہ خالہ بچریہ

495

حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر  
قادیانی اعتراضات اور ان کے جوابات

498

قادیانی اعتراض نمبر 1 

501

قادیانی اعتراض نمبر 2

503	قادیانی اعتراض نمبر 3	□
504	قادیانی اعتراض نمبر 4	□
504	قادیانی اعتراض نمبر 5	□
505	قادیانی اعتراض نمبر 6	□
505	قادیانی اعتراض نمبر 7	□
507	قادیانی اعتراض نمبر 8	□
509	قادیانی اعتراض نمبر 9	□
510	قادیانی اعتراض نمبر 10	□
510	قادیانی اعتراض نمبر 11	□
514	قادیانی اعتراض نمبر 12	□
515	قادیانی اعتراض نمبر 13	□
517	قادیانی اعتراض نمبر 14	□
518	قادیانی اعتراض نمبر 15	□
519	قادیانی اعتراض نمبر 16	□
519	قادیانی اعتراض نمبر 17	□
524	قادیانی اعتراض نمبر 18	□
526	قادیانی اعتراض نمبر 19	□
527	قادیانی اعتراض نمبر 20	□
529	قادیانی اعتراض نمبر 21	□
530	قادیانی اعتراض نمبر 22	□
532	قادیانی اعتراض نمبر 23	□
534	قادیانی اعتراض نمبر 24	□

- 535 قادیانی اعتراض نمبر 25
- 536 قادیانی اعتراض نمبر 26
- 538 قادیانی اعتراض نمبر 27
- 542 قادیانی اعتراض نمبر 28
- 544 قادیانی اعتراض نمبر 29
- 547 قادیانی اعتراض نمبر 30
- 547 قادیانی اعتراض نمبر 31

549 **حق کے متلاشی قادیانیوں سے ایک**  
**درومندانہ درخواست**

599

**عکسی شہادتیں**

- 601 مجھے ضرور پڑھیے!!!
- 601 مناظرہ کی کتاب
- 601 زبانی تبلیغ نہیں بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیے
- 601 غور و فکر کرنے کی نصیحت
- 602 مسخ شدہ لوگوں کی علامت
- 602 تعصب



## توجہ فرمائیں!

- اس کتاب کے 5 ابواب ہیں۔
- ہر باب ایک مختلف موضوع کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔
- ان ابواب کے شروع میں قادیانی مذہب کے عقائد و عزائم، ہرزہ سرانیوں، مسلحہ خیزیوں، تضاد بیانیوں اور کذب و ریا پر مبنی تحریروں کو نمبر شمار لگا کر ایک خاص ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔
- پھر کتاب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ اصل قادیانی کتب کے عکس دے دیے گئے ہیں۔ مثلاً ”قادیانیت، انگریز کا خود کاشتہ پودا“ کے باب میں حوالہ نمبر 11 کا عکسی ثبوت، کتاب کے آخر میں حوالہ نمبر 11 کے تحت فراہم کر دیا گیا ہے۔
- اصل قادیانی کتابوں کے ہائل کا عکس ہر حوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے، اس کے لیے دیکھیے صفحہ نمبر 33 تا 36
- اہم معترضہ قادیانی تحریروں کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے گرد موٹی آؤٹ لائن لگا دی گئی ہے۔
- قادیانی کتب سے پورے صفحے کا عکس دینے سے قادیانیوں کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کی گستاخانہ اور متنازع فیہ عبارات سیاق و سباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔
- قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کتاب میں موجود قابل اعتراض، دل آزار اور توہین آمیز قادیانی عبارات پڑھتے وقت کثرت سے استغفار کریں۔ شکر یہ!





## فہرست ٹائٹل کتب

صفحہ نمبر

- |     |  |   |
|-----|--|---|
| 603 | تذکرہ مجموعہ وحی والہامات (مرزا قادیانی)             | □ |
| 604 | مکتوبات احمد جلد اول (مرزا قادیانی)                  | □ |
| 605 | مکتوبات احمد جلد دوم (مرزا قادیانی)                  | □ |
| 606 | ملفوظات جلد اول (مرزا قادیانی)                       | □ |
| 607 | ملفوظات جلد دوم (مرزا قادیانی)                       | □ |
| 608 | ملفوظات جلد سوم (مرزا قادیانی)                       | □ |
| 609 | ملفوظات جلد چہارم (مرزا قادیانی)                     | □ |
| 610 | ملفوظات جلد پنجم (مرزا قادیانی)                      | □ |
| 611 | مجموعہ اشتہارات جلد اول (مرزا قادیانی)               | □ |
| 612 | مجموعہ اشتہارات جلد دوم (مرزا قادیانی)               | □ |
| 613 | سیرت المہدی جلد اول (مرزا بشیر احمد ایم اے)          | □ |
| 614 | سیرت المہدی جلد دوم (مرزا بشیر احمد ایم اے)          | □ |
| 615 | سیرت المہدی جلد سوم (مرزا بشیر احمد ایم اے)          | □ |
| 616 | ریویو آف ویلیجنز، کلمۃ الفصل (مرزا بشیر احمد ایم اے) | □ |

- 617 انجام آتھم (مرزا قادیانی) □
- 618 شخہ حق (مرزا قادیانی) □
- 619 براہین احمدیہ (چہار حصص) (مرزا قادیانی) □
- 620 ست بچن (مرزا قادیانی) □
- 621 مواہب الرحمن (مرزا قادیانی) □
- 622 ازالہ اوہام (مرزا قادیانی) □
- 623 کشتی نوح (مرزا قادیانی) □
- 624 اربعین (مرزا قادیانی) □
- 625 براہین احمدیہ حصہ پنجم (مرزا قادیانی) □
- 626 نزول اسح (مرزا قادیانی) □
- 627 نور الحق (مرزا قادیانی) □
- 628 چشمہ معرفت (مرزا قادیانی) □
- 629 حقیقت الوحی (مرزا قادیانی) □
- 630 آئینہ کمالات اسلام (مرزا قادیانی) □
- 631 اعجاز احمدی (مرزا قادیانی) □
- 632 ضرورۃ الامام (مرزا قادیانی) □
- 633 تحفہ الندوہ (مرزا قادیانی) □
- 634 الہدیٰ (مرزا قادیانی) □
- 635 خطبہ الہامیہ (مرزا قادیانی) □
- 636 تذکرہ الشہادتین (مرزا قادیانی) □

- 637 حملۃ البشری (مرزا قادیانی) □
- 638 حقیقت المہدی (مرزا قادیانی) □
- 639 تحفہ گولڈویہ (مرزا قادیانی) □
- 640 ایام الصلح (مرزا قادیانی) □
- 641 شہادۃ القرآن (مرزا قادیانی) □
- 642 سراج منیر (مرزا قادیانی) □
- 643 کشف الغطاء (مرزا قادیانی) □
- 644 تریاق القلوب (مرزا قادیانی) □
- 645 البلاغ (مرزا قادیانی) □
- 646 کتاب البریہ (مرزا قادیانی) □
- 647 دافع البلاء (مرزا قادیانی) □
- 648 سر الخلافہ (مرزا قادیانی) □
- 649 توضیح مرام (مرزا قادیانی) □
- 650 ایک غلطی کا ازالہ (مرزا قادیانی) □
- 651 تحفہ بغداد (مرزا قادیانی) □
- 652 الاستثناء (مرزا قادیانی) □
- 653 ستارہ قیصرہ (مرزا قادیانی) □
- 654 لیکچر لاہور (مرزا قادیانی) □
- 655 لیکچر لدھیانہ (مرزا قادیانی) □
- 656 تحفہ قیصریہ (مرزا قادیانی) □

- 657 رسالہ معیار الحمد اہب (مرزا قادیانی) □
- 658 گورنمنٹ انگریزی اور جہاد (مرزا قادیانی) □
- 659 لہجۃ النور (مرزا قادیانی) □
- 660 سرمہ چشم آریہ (مرزا قادیانی) □
- 661 سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (مرزا قادیانی) □
- 662 نور القرآن (مرزا قادیانی) □
- 663 نسیم دعوت (مرزا قادیانی) □
- 664 مسیح ہندوستان میں (مرزا قادیانی) □
- 665 فتح اسلام (مرزا قادیانی) □
- 666 اتمام الحجۃ (مرزا قادیانی) □
- 667 راز حقیقت (مرزا قادیانی) □
- 668 چشمہ سبکی (مرزا قادیانی) □
- 669 اسلامی اصولوں کی فلاسفی (مرزا قادیانی) □
- 670 احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ (مرزا قادیانی) □
- 671 انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3، (مرزا بشیر الدین محمود) □
- 672 حقیقت النبوة، انوار العلوم جلد 2 (مرزا بشیر الدین محمود) □
- 673 سیرت مسیح موعود (مرزا بشیر الدین محمود) □
- 674 اسلامی قربانی (قاضی یار محمد قادیانی) □
- 675 تاریخ احمدیت جلد چہارم (دوست محمد شاہد قادیانی) □



## قادیانی طلسم ہوشربا کی چند جھلکیاں

28 مئی 2010ء کو جب پاکستان بھارتی ایٹمی دھماکوں کے جواب میں یوم تکبیر منارہا تھا عین اس روز لاہور میں دو قادیانی عبادت گاہوں پر دہشت گردوں کا اچانک حملہ بے حد افسوسناک اور وطن عزیز کے امیج کو قوموں کی برادری میں داغدار کرنے کی ایک ایسی کوشش تھی جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات، بابائے قوم محمد علی جناح کے ارشادات اور آئین ملکی کے مطابق تفاوت مذہب و ملت اور رنگ و نسل کے ہر امتیاز کے بغیر تمام شہریوں کے جان و مال کا تحفظ کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور اسے یہ فریضہ پوری قوت سے ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے کہ اس بارے میں دو آراء ہو ہی نہیں سکتیں۔ لیکن اس سانحہ کی آڑ میں قادیانیوں نے اپنی تجوریوں کے منہ کھول کر اخبارات و جرائد میں قومی اسمبلی میں گیارہ روز کی طویل آزادانہ بحث کے بعد کی جانے والی آئینی ترامیم کے خلاف مکروہ پروپیگنڈے کا طوفان کھڑا کر کے انہیں دستور پاکستان ہی سے نکال باہر کرنے کی جو سنی مذموم شروع کر دی اور اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے نام نہاد لبرل ترقی پسند دانشوروں اور امریکی اشریرواد سے چلنے والی اباحت پسند این جی اووز کو اپنے ساتھ ملا کر نہ صرف اپنے حق میں مظاہرے کرانے کا اہتمام کیا بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان غلاماں کے مرجھائے ہوئے ایک فرد کو خطاب و خندہ سے مرصع کر کے ٹی وی چینلوں سے جس انداز میں پاکستانی عوام سے خطاب کرنے کا موقع فراہم کیا اور انہوں نے جس طرح اپنے آبائی عقائد کو چھپاتے ہوئے اپنی امت کو ”مسلمان“ ثابت کرنے کے لئے تلبیس سے کام لیا۔ اس سے گوبھلو تو کیا اس کے آباؤ اجداد کی رو میں بھی شرمسار ہو کر رہ گئیں اور ہر پاکستانی مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کہیں یہ سارا ڈرامہ بھی قادیانی مفادات کو تقویت دینے کے لئے ہی تو تلخ نہیں کیا گیا تھا کیونکہ اسے جس طریقے سے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے استعمال کیا گیا اس

سے تو یوں لگتا تھا جیسے قادیانیوں کو اس بات کا کھلا لائسنس دے دیا گیا ہے کہ وہ اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو از سر نو تیز کر کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو اس زور سے اپنے حق میں استعمال کریں کہ اس سیلاب بلاخیز میں سب کچھ بہہ کر رہ جائے۔ زرداری حکومت کی دینی حیات سے محرومی کی وجہ سے اگر کسی قادیانی ذہن میں یہ خناسیت موجود ہے کہ وہ اس نادر موقع سے فائدہ اٹھا سکتا ہے تو اسے فی الفور اس سے نجات حاصل کر لینی چاہئے کیونکہ پاکستان میں بسنے والے مٹھی بھر سیکولر عناصر ہی کیا امریکہ، برطانیہ، اسرائیل اور بھارت سب مل کر بھی آئین پاکستان سے یہ تزامیم ختم نہیں کرا سکتے۔ کیونکہ انہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ اگر اس نے ایسی کوئی ناپاک جسارت کی تو پھر چناب نگر کے دوزخی مقبرے میں قادیانیت کی گلی سڑی ہڈیاں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔ لیکن اگر فرض محال کے طور پر مان بھی لیا جائے کہ وہ ایسا کرنے میں کبھی کامیاب ہو سکتے ہیں تو پھر بھی ان کے امت مسلمہ میں شامل ہونے کا دور دور تک کوئی امکان نہیں کیونکہ قرآن حکیم دو ٹوک الفاظ میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی، دین اسلام کو آخری دین اور فرقان حمید کو آخری کتاب قرار دے چکا ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد کی امت اس کے اضغاث و احلام کو جمع کر کے اور انہیں مجموعہ الہامات شمار کر کے ”تذکرہ“ کے نام سے خواہ کتنی بھی کتابیں شائع کر ڈالے۔ وہ ایسی ہزار کوششوں کے باوجود اسے زمرہ انبیاء میں شامل نہیں کر سکتی کیونکہ جب قرآن مجید نہایت واضح الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دے چکا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان فیض ترجمان سے بنفس نفیس لانی بعدی کہہ کر اس کی یہ تشریح کر چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تو پھر کسی ظلی بروزی، غیر تشریحی یا ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہونے کے کسی دعویدار کی کوئی گنجائش ہی موجود نہیں اور جو کوئی بھی اپنی مسخ شدہ ذہنیت کے تحت ان اصطلاحات سے مسلمانوں کو فریب دے کر انہیں مدینے کی روح پرور فضاؤں سے نکال کر چناب نگر کی بنجر، ویران اور شور زدہ زمین کے سپرد کرنا چاہتا ہے، اسے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر مسلمانوں نے اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود اسود طہی اور مسلمہ کذاب کی ”نبوت“ کو پرکھنے کی حیثیت نہیں دی تو وہ مسلمہ کادیان سے بھی اس سے مختلف سلوک نہیں کرے گی اور قادیانی خود یہ سوچ لیں کہ اگر امریکہ و برطانیہ کی تمام تر حمایت کے باوجود وہ پاکستان اور جنوبی افریقہ میں ریاستی و عدالتی سطح پر غیر مسلم قرار پا جانے کے بعد اٹھو نیسیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش میں بھی

اسی حشر سے دوچار ہونے والے ہیں تو پھر انہیں خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ جو پودا اپنی جنم بھومی سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے، کسی دوسری زمین پر اس کا پھولنا پھلنا تو درکنار، پھوٹنے کا مرحلہ بھی نہیں آتا۔ اس لئے کہ جعلسازی بہر حال جعلسازی ہوتی ہے اور اس کی حقیقت ایک نہ ایک روز ضرور کھل کر رہتی ہے۔

قادیا نیت کے لئے اپنے ذہنوں میں نرم گوشہ رکھنے والوں کو یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ اگر فوج اور پولیس کی جعلی وردی پہن کر اپنے آپ کو ان اداروں سے منسوب کرنے والا ریاستی عتاب سے نہیں بچ سکتا تو ظلی بروزی اور غیر تشریحی نبوت کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو صف انبیاء میں کھڑا کرنے والا غضب الہی سے کیسے بچ سکتا ہے؟

مجھے اس بات سے آگاہی ہے کہ بعض متصوفین نے مبشرات پر مشتمل خوابوں اور رویا و کشوف کو نبوت غیر تشریحی سے تعبیر کیا ہے لیکن وہ اس اصطلاح کو ولایت کے معنوں میں ہی استعمال کرتے رہے ہیں اور کبھی اسے نبوت کے مقام تک نہیں لائے لیکن مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکاروں نے اسے جس طرح نبوت کی ایک قسم بنا کر پیش کیا ہے اس کی کوئی مثال اہل تصوف تو کیا، ان کی طرف منسوب کی جانے والی شطیحات تک میں موجود نہیں اور خود بانی قادیانیت نے اپنی کتاب ”نور الحق“ میں اسے انہی معنوں میں استعمال کیا ہے لیکن جب ذیابیطس اور مرقا ایسے عوارض نے گھیر کر اس پر خبط عظمت کی ایک ایسی کیفیت طاری کر دی کہ وہ اپنے آپ کو لک خطاب العزۃ کے تحت اعزازی طور پر نبی کے لقب سے سرفراز کئے جانے سے آگے بڑھ کر میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں کے نعرے لگانے لگا اور اس کے مریدوں نے نعوذ باللہ اس کی آمد کو محمد رسول اللہ کی آمد ثانی سے تشبیہ دینے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہ کی اور وہ اسلام کے دو بنیادی عقائد ختم نبوت اور جہاد دونوں کا انکار کر کے الہامی بنیادوں پر اہل فرنگ کی غلامی کو آزادی پر ترجیح دینے پر فخر کرنے لگا تو اس پر حریت پسند مسلمان اس سے صرف یہی کہہ سکتے تھے

سنو اے ساکنان ارض ہستی  
عما کیا آ رہی ہے آسمان سے  
کہ آزادی کا اک لمحہ ہے بہتر  
غلامی کی حیات جاوداں سے

لیکن وہ اپنی خوئے غلامی میں اس قدر پختہ تھا کہ 1857ء کی جنگ آزادی کو فخر، مسندہ اور انگریزوں سے برسر پیکار مجاہدین کو حرام زادہ تک لکھتے ہوئے بھی کوئی عار اس کے قلب و ذہن کے قریب تک پہنچنے کی جرأت نہیں کرتی تھی۔ اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ جو شخص

تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام

ان کی شاہی میں، میں پاتا ہوں رفاہ روزگار

کا ورد کرتے ہوئے تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصرہ ایسے ”قصیدے“ لکھ کر اہل فرنگ

کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے اور ان کے لیے رحمت اور مہربان حکومت کے الفاظ استعمال کرنے میں کوئی باک محسوس نہ کرتا ہو اور ان کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لیے جہاد کو منسوخ اور حرام قرار دے کر اپنے آپ کو غیر تشریحی نہیں بلکہ باقاعدہ صاحب شریعت انبیاء کی صف میں شامل کرنے کی ناپاک جدوجہد کرنے میں مصروف ہو، اس کے بارے میں یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ انگریز کی غلامی سے سرتابی کی جرأت کر کے عوام کو آزادی کا درس دے گا؟ قرآن کریم کے فرمان کے مطابق تو نبی کا بنیادی کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ ان کے ذہنوں کو جکڑ کر رکھنے والے تمام طوق و سلاسل کو توڑ کر انہیں آزادی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ لیکن قادیان کا یہ نام نہاد نبی بڑا عجیب ہے کہ وہ لوگوں کو آزادی کی جانب دعوت دینے کی بجائے ان کو غلامی کی تلقین کرنے میں عافیت محسوس کر رہا ہے۔ اس نوع کے غلام ابن غلام قومی آزادی کی تحریکوں کے لیے جتنا بڑا خطرہ ہیں، ان کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ سب ظاہر و باہر ہے۔

ہمارے بعض سیکولر کالم نگار کہتے ہیں کہ 1965ء کی جنگ میں تو قادیانی جرنیلوں نے بڑی قربانی دی تھیں اور اختر ملک نے اکتوبر تک پہنچ کر بہت بڑا معرکہ سر کر لیا تھا۔ تاریخ سے ناواقف ان لکھاریوں کو اس بات کا علم نہیں کہ ایوب خاں اور ذوالفقار علی بھٹو دونوں کو اپنے دام مہرنگ ز میں پھنسا کر کشمیر میں مداخلت کار بھجوانے پر آمادہ کرنے والے بھی قادیانی ہی تھے اور اپنے ”مہنتی کی تعلیمات سے بھی ان کے انحراف کرنے کا سبب یہی تھا کہ وہ سب مرزا غلام احمد کے ایک ”کشف“ کو پورا کرنے کے لئے کشمیر کی گلی سے ہو کر قادیان جانے کی تمنا اپنے دل میں بسائے بیٹھے تھے اور اس جنگ کا ہی یہ ثمر تھا کہ پاکستان اپنی ترقی کی منزل سے 50 برس پیچھے چلا گیا اور آج قادیانی نہ صرف اسرائیل میں اپنا مشن چلا رہے ہیں بلکہ



بھارت میں بھی نئی دہلی کے حکمرانوں سے نت نئی مراعات لے رہے ہیں لیکن افغانستان، کشمیر اور فلسطین تینوں جگہوں پر چلنے والی قومی آزادی کی تحریکوں کے وہ مخالف ہیں اور مسئلہ کشمیر اور فلسطین دونوں کو الجھانے میں انہوں نے جو کردار ادا کیا ہے اس کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔

میاں افتخار الدین نے اسمبلی کے فلور پر اپنے تاریخی خطاب میں کہا تھا کہ ظفر اللہ خاں نے اپنی بے معنی اور طویل تقریروں سے مسئلہ فلسطین کو الجھا کر رکھ دیا اور یہی بات برنگ دگر کرتے ہوئے ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ ظفر اللہ خاں نے مسئلہ فلسطین کا بیڑا غرق کرنے میں کوئی کمی نہیں کی، اسے کرنا بھی یہی کچھ تھا کیونکہ جو شخص قومی آزادی کی لذت سے ہی آشنا نہیں، وہ آزادی اور جہاد کی قدر و قیمت کیا جانے، اسی پس منظر میں یاد آیا کہ ایک دفعہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں ایک فلسطینی نوجوان سے میری اس موضوع پر بات ہو رہی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم اپنے ملک میں قادیانیوں کو کس نظر سے دیکھتے ہو تو اس نے کہا کہ ہم قومی آزادی کے ان دشمنوں کو یہودیوں سے بدتر سمجھتے ہیں کہ وہ کھلے دشمن ہیں اور یہ چھپے منافق، جو مشرق اوسط میں آتے ہی اس لئے ہیں کہ جاسوسی کر کے اپنے آقا یان ولی نعمت کا حق نمک ادا کر سکیں اور وہ یہ فریضہ اپنی مذہبی ذمہ داری سمجھ کر ادا کرتے ہیں، اس لئے ان پر اعتبار کرنا ممکن نہیں۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم ایک مرتبہ جب امریکہ کے دورے پر گئے تو امریکی حکام سے پاکستان کے ایشی پروگرام پر بات چیت کے دوران سی آئی اے کے ذمہ داران نے ان کے سامنے ایسے ایسے انکشافات کئے کہ جنرل مرحوم انگشت بدنداں ہو کر رہ گئے۔ واپس آ کر انہوں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ سب کچھ ڈاکٹر عبدالسلام کا کیا دھرا تھا جنہوں نے ڈایا گرام تک امریکہ کے حوالے کر دیئے تھے۔ جس پر اسے فوری طور پر چلنا کر دیا گیا تو اس نے اٹلی میں ایک جدید سائنسی ادارہ بنا کر اس میں دھڑا دھڑ قادیانیوں کو بھرتی کر لیا تا کہ وہ دآشتہ آید بکار کے طور پر آئندہ کی ضروریات کے کام آئیں۔

سیاسی، سفارتی اور مذہبی محاذ پر قادیانیوں کی یہ قلابازیاں مسلسل جاری ہیں اور مرزا غلام احمد کی ”تدریجی نبوت“ سے لے کر اب تک اس کی مثالیں جگہ جگہ بکھری نظر آتی ہیں۔ بہت کم قادیانیوں کو اس بات کا علم ہے کہ مرزا ناصر احمد نے ایک بار ترنگ میں آ کر منڈی بہاء الدین کی قادیانی عبادت گاہ میں یہ ویاکھیاں بھی دے دیا تھا کہ آخری زمانے میں جس نے آنا تھا، وہ مرزا غلام احمد کی صورت میں آچکا ہے اور اب اس کے بعد کوئی نہ سب سے آئے گا۔

اس زمانے میں منڈی بہاء الدین میں مقیم قادیانی مربی مجھ سے خاصی کھلی ڈلی گفتگو کر لیتے تھے۔ کہنے لگے کہ اس موقع پر میرے دل میں فوراً یہ خیال آیا کہ ”حضرت صاحب“ سے کہوں کہ اگر یہی کچھ کرنا تھا اور نبوت کو ”حضرت مسیح موعود“ پر ہی ختم کرنا تھا تو پھر ”اجزائے نبوت“ کا پنگا لینے کی ضرورت تھی نہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کی بجائے نبیوں کی مہر کر کے نبوت کی نکال کھولنے کا کوئی فائدہ۔ لیکن میں اپنی گزارہ الاؤنس والی ملازمت کے چلے جانے کے خوف سے دبک کر بیٹھا رہا کہ اس عمر میں کوئی دوسری ملازمت مل سکتی ہے نہ نئے تعلقات ہی بنائے جاسکتے ہیں لیکن یہی بات دوسرے کئی حاضرین کے لئے بھی تعجب کا باعث بنی اور انہوں نے وہاں پر موجود ”مورکھ احمدیت“ مولوی دوست محمد شاہد کو آڑے ہاتھوں لیا جو اس ناگہانی صورتحال سے بڑی مشکل سے جان چھڑا کر بھاگے۔ اس قسم کے مضحکہ خیز تماشوں سے قادیانی امت کی پوری تاریخ بھری پڑی ہے لیکن اس کے باوجود وہ سوچنے سمجھنے کے لئے تیار نہیں اور نحن علی ملۃ آباءنا کی پرانی روش پر پوری ہٹ دھری سے قائم رہ کر اپنے ”پیدائشی احمدی“ ہونے پر فخر کرتے رہتے ہیں حالانکہ کوئی شخص خواہ پیدائشی طور پر ذہنی توازن سے محروم ہو یا اس کے بعد اس حالت کو جانچنے تو یہ دونوں کیفیتیں کسی طرح موجب افتخار نہیں ہو سکتیں۔ ان تاویلات نے قادیانیوں کے ذہنوں کی برین واشنگ کر کے انہیں کس طرح کو نوا قرۃ خاسین کی صف میں لاکھڑا کیا ہے، اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج جسمانی کو تو خلاف عقل قرار دیتے ہوئے اسے ایک خواب، رویا اور کشف سمجھتے ہیں لیکن مرزا غلام احمد کے سرخی کے چھینٹوں والے ”کشف“ کو حقیقی خیال کرتے ہیں اور اس اجمال کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے خوابیدگی کی حالت میں یہ منظر دیکھا کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور کوئی قائل دستخطوں کے لئے پیش کر رہا ہے جس پر ذات باری نے اپنے دستخط کرنے کے لئے قلم اٹھا کر اسے سرخ روشنائی سے بھری ہوئی دوات میں ڈبویا تو اس کی نب پر بہت زیادہ مواد لگ گیا جو چھڑکا گیا تو اس کے چھینٹے عالم بیداری میں بھی مرزا غلام احمد کی چادر پر پڑے ہوئے تھے۔ بعد میں یہ چادر اس کے ایک ”صحابی“ عبداللہ سنوری نے لے لی جو آج بھی قادیانی امت نے سنبھال کر رکھی ہوئی ہے اور کوئی قادیانی یہ سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج مبارک اگر بھول ان کے ایک خواب تھا تو خواب پر تو کوئی احمق بھی اعتراض نہیں کر سکتا، زبان و بیان کے

ماہر اکابرین قریش جن میں سے ہر فرد انسان ہونے کے ناتے خواب دیکھتا تھا، وہ اس پر کیسے معترض ہو سکتے تھے؟ اعتراض تو وہ کسی غیر معمولی اور خارق عادت واقعہ پر ہی کر سکتے تھے۔

پنچبرگردوں رکاب <sup>مکلف</sup> کے اس معجزاتی سفر کو قادیانی ماننے کے لئے تیار نہیں مگر مرزا غلام احمد کے سرخی کے چھینٹوں والے خواب کو حقیقت پر محمول کرنے کو وہ نہ صرف ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں بلکہ انہیں اس میں کوئی بات خلاف عقل بھی نظر نہیں آتی۔ مرزا غلام احمد نے اپنی پہلی بیگم حرمت بی بی کی بے حرمتی کرنے کے بعد اسے ایک معلقہ کی طرح چھوڑ دینے کے بعد اپنے ہی خاندان کی ایک رشتہ دار لڑکی محمدی بیگم سے نکاح کے لئے جتنی جدوجہد کی، جس قدر آہیں بھریں، جس قدر پیشگوئیاں کیں اور اس آسمانی نکاح کو زمین پر وقوع پذیر کرنے کے لئے جو کچھ کیا، وہ اس شخص کی اخلاقی حالت، نفسیات اور سماجی شعور پر ایک افسوسناک تبصرہ ہے لیکن ان ساری کوششوں کے باوجود وہ مرزا غلام احمد کے ہاتھ نہ آسکی اور قادیانی امت کے ناظر اصلاح و ارشاد قاضی نذیر آنجنابی کو مجبوراً اس کی یہ تاویل کرنا پڑی کہ یہ حضرت صاحب کی اجتہادی فلسفی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے بارے میں مرزا غلام احمد وہی عقیدہ رکھتا تھا جو جمہور مسلمانوں کا ہے اور اس کا اظہار اس نے اپنی متعدد کتب میں اتنے زور اور تواتر سے کیا ہے کہ اس کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ لیکن پھر جب مرزا غلام احمد کے دل میں خود ”منصب نبوت“ پر براجمان ہونے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگی اور حقیقتہ الوحی میں ایک سو سے زائد دس روپے کی آمد کے بارے میں ہونے والے ”الہامات“ نے ان کی معاش کو بھی خاصا مضبوط کر دیا تو پھر انہوں نے فوراً اپنا پینٹر ابدل کر وفات مسیح کا اعلان کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ میں کیا کروں خدا کی طرف سے بارش کی طرح نازل ہونے والی وحی نے مجھے اپنے پرانے موقف پر قائم نہیں رہنے دیا اور اب قادیانی اجرائے نبوت سے بھی کہیں زیادہ، وفات مسیح کا راک لاپ رہے ہیں کہ اگر اصل مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی امت مسلمہ کے معتقدات میں ایک مرکزی حیثیت کی حامل رہے گی تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کو مثل مسیح ماننے کے لئے نہ قادیان کا جعلی منارۃ المسیح کام دے گا اور نہ ہی قادیان دمشق بن سکے گا۔ آخر قادیانی کب تک یہ اجتہادی غلطیاں کرتے چلے جائیں گے۔ میں نے تو ان چند سطور میں قادیانی طلسم ہوشربا کی چند جھلکیاں آپ کو دکھائی ہیں۔ تاہم اگر آپ ان بھول بھلیوں کی ذرا تفصیل سے میر کرنا چاہتے ہیں تو براہِ محمد متین خالد کی کتاب ”ثبوت حاضر ہیں“ کا مطالعہ

کریں اور مرزا غلام احمد کی کتابوں کے متعلقہ حوالہ جات کی عکسی تصاویر کے ساتھ دیکھیں کہ اس ”تابخہ روزگار“ کو تاریخ اسلام اور حضور کی سوانح سے اتنی ”گہری واقفیت“ ہے کہ اسے نہ یہ علم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی اور والدہ ماجدہ کی وفات کب ہوئی اور نہ یہ شناسائی کہ آپ کے کتنے بیٹے تھے۔ مان لیا کہ اس کا حافظہ کسی قدر کمزور تھا لیکن اگر اس نے حضور کے بیٹوں کی تعداد گیارہ تک پہنچا ہی دی تھی تو کسی مرید کو ہی اس کی اصلاح کر دینی چاہئے تھی یا کم از کم اس کی مدد کے لئے مامور فرشتے ٹیپی ٹیپی کو ہی سچ کر کے عین وقت پر پہنچ کر اسے اس سنگین غلطی سے متنبہ کر دینا چاہئے تھا۔ گوجھوٹ کے پاؤں تلاش کرنے کے لئے بہر طور کچھ وقت چاہئے لیکن کوئی عذر لنگ تراشنے کے لئے 105 برس کی مدت کچھ کم نہیں۔ محمد متین خالد نے اپنی تحقیقی کتاب میں اس حوالے سے اتنا کچھ اکٹھا کر دیا ہے کہ میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے تن تہاء وہ کام کر دکھایا ہے جو مالی وسائل پر اجارہ داری رکھنے والے اداروں اور جماعتوں کو کرنا چاہئے تھا لیکن شاید تقدیر کا چلن یہی ہے کہ وہ افراد ہی سے کام لیتی اور پھر جماعتیں اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔

شفیق مرزا

لاہور

Email: shafiqmirza@live.com



## تفسیر قلم

اس بات میں ذرا سا بھی شک و شبہ نہیں کہ قادیانی مذہب موجودہ دور کے فتنوں کا سرخیل ہے۔ دجل و کذب اور تاویل و حیلہ میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اگر اس بات میں کوئی ابہام ہو تو آپ قادیانی مذہب کا بلاستعمیاب مطالعہ کر لیں۔ آپ خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ پورا قادیانی لٹریچر الحاد و ضلالت اور فسق و اباحت سے بھرا پڑا ہے۔ ایسے شر انگیز، گمراہ کن اور سوقیانہ عقائد و نظریات صرف کسی حزمی اور عقربی گروہ کے ہی ہو سکتے ہیں۔ قادیانی نبوت کی غرض؛ غایت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو ان کے اصل مرکز سے برگشتہ کر دیا جائے اور یہی قادیانی مذہب کی ایجاد کا اصل مقصد ہے۔ قادیانی جماعت کا بانی آنجنمانی مرزا غلام احمد قادیانی بڑے فخریہ انداز سے اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ انگریز کی غلامی کو موجب رحمت، اس کی اطاعت کو اسلام کا حصہ، اس کی حکومت کو نعمتِ الہی، اس کے زمانے کو روحانی برکات کا مجموعہ، اس سے وفاداری کو حرزِ جان، اس سے جنگ کرنے والوں کو بدکار اور حرامی، اس کے سایہ حکومت کو خدا تعالیٰ کی پناہ اور اس کے وجود کو مکہ اور مدینہ سے افضل قرار دیتا ہے۔

امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ وہ آسمانوں پر زعمہ موجود ہیں اور قرب قیامت دوبارہ اس دنیا میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے کئی دوسرے دعاوی کے ساتھ ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ وہی مسیح ہے جس کے دوبارہ دنیا میں آنے کا وعدہ قرآن و حدیث میں کیا گیا ہے۔ پوچھا گیا کہ آپ کیسے وہی مسیح ہیں؟ وہ تو ابن مریم ہیں جنہوں نے آنا ہے اور آپ ابن چراغ بی بی ہیں۔ جواب میں مرزا قادیانی نے کہا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں، ان کی جگہ میں آ گیا ہوں۔ بس یہی وہ نظریہ ہے جس پر قادیانی معتقدات کی بوسیدہ عمارت کھڑی ہے۔

یوں تو ہر قادیانی اپنی بے مثل خباثت کے لحاظ سے پورے باون گز کا ہوتا ہے لیکن بحث و مباحثہ کے دوران وہ اس سے کہیں زیادہ ثابت ہوتا ہے۔ اس کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی گفتگو یا بحث کا آغاز ”وفات مسیح علیہ السلام“ کے موضوع سے کرے۔ دراصل یہ ایک ایسا ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام اور سادہ خاطر مسلمان قرآن و حدیث سے لاعلمی اور ناقص مطالعہ کی بنا پر اس حوالے سے زیادہ مدلل گفتگو نہیں کر سکتا۔ جبکہ ایک عام قادیانی کی بھی اس خاص موضوع پر بھرپور تیاری ہوتی ہے اور یوں وہ ایک عامی مسلمان پر نفسیاتی فتح بزعیم خود حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی قادیانی سے گفتگو، بحث یا مناظرہ کے شروع میں اگر یہ کہہ دیا جائے آج ”مرزا قادیانی کی شخصیت و کردار“ پر بات ہوگی تو یقین جانیے قادیانی مربیوں کے اوسان خطا اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں بلکہ بعض تو اس قدر طیش میں آجاتے ہیں کہ گویا گالی سے ان کی تواضع کر دی گئی ہے۔ قادیانی مربی کبھی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے رضا مند نہیں ہوتے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ قادیانیوں کو تنہائی میں بیٹھ کر اس اہم نکتہ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔ طرفہ لطفہ ہے کہ آنجنابی مرزا قادیانی دعویٰ تو کرے نبوت و رسالت کا لیکن بحث کی جائے حیات و وفات مسیح علیہ السلام پر۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسئلہ حیات مسیح سے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت و رسالت کا کیا تعلق ہے؟

قادیانی جماعت اپنے ماننے والوں کو تاویلات کے گورکھ دھندے، روحانی تعبیرات کے زینہ و بیجاں اور خود ساختہ الہامات، روایا و کشف کے دام میں الجھا کر بھٹکانے کا فریضہ، وظیفہ سمجھ کر ادا کر رہی ہے۔ قادیانی نوجوانوں کی اکثریت اپنے مذہب قادیانیت کو محض وراثت میں وصول کرنے کے سبب اسے سینے سے لگائے ہوئے پھر رہی ہے۔ انہیں سرے سے معلوم ہی نہیں کہ قادیانیت فی الحقیقت ہے کیا؟ نہ انہوں نے کبھی معروضی بیانات کو معیار مان کر اپنے آبائی نظریاتی اثاثے کے بودے پن پر غور کیا ہے۔ بقول شخصے: ”باپ دادا نے کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت کٹھے کیے۔“ میں پورے دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر قادیانی تمام تر تعصبات اور نفرتوں کو بھلا کر انتہائی غیر جانبداری سے مرزا قادیانی کی تمام کتابوں کو نہایت تدبر اور عمیق نظری سے پڑھیں تو ان شاء اللہ! وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ وفات مسیح کا مسئلہ محض ایک ڈھونگ ہے جو انگریز کی شہ پر چایا گیا۔ خود مرزا قادیانی اپنی عمر کے 52 سال

تک اس عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کرتا رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں، قرب قیامت دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ان کی آمد سے پوری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بقول خود مذکورہ عقیدہ قرآن و حدیث سے لیا اور جب وفات مسیح کا شوشہ چھوڑا تو کہا، مجھے خاص الہام ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ سیاسی محاذ پر قادیانیت برٹش گنٹھ جوڑ اور وفات مسیح کے قادیانی عقیدہ کو اصل حقائق کی روشنی میں مکمل طور پر آشکار کیا جائے۔ زیر نظر کتاب انہی بنیادی موضوعات پر محیط ہے۔ میں نے اپنے تئیں یہ کتاب نہایت عرق ریزی اور محنت شاقہ سے تیار کی ہے جو ناقابل تردید دلائل و براہین، چشم کشا انکشافات، حیرت انگیز حوالہ جات اور عبرت آموز حقائق کے لحاظ سے اپنی جامعیت و نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی باک نہیں کہ میں نے اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں اہل علم حضرات کی تحریروں سے خوب استفادہ کیا ہے۔ اصحاب علم و دانش، بالخصوص علماء کرام پر یہ امر مخفی نہیں کہ حیات و وفات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر قادیانی تلخیصی سوالات کا مسکت جواب دینا کس قدر مشکل ہے اور یہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ میں نے اس دشوار ترین موضوع کو نہایت آسان اور سلیس انداز میں اس طرح پیش کیا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ایک عام طالب علم بھی اس موضوع پر کما حقہ معلومات حاصل کر کے قادیانی اعتراضات اور شبہات کا منہ توڑ جواب دے سکے گا۔ (انشاء اللہ) اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے اپنی قیمتی آرا ضرور ارسال کریں۔ شکریہ!

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت

**ماتین خالد**

لاہور

Email: [mateenkh@gmail.com](mailto:mateenkh@gmail.com)







أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ  
بِأَعْدَائِكُمْ وَكَفَى بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَى بِاللَّهِ نَصِيرًا. لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكٰلِبِينَ.  
أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَتَتُوبُ إِلَيْهِ. وَلَا حَوْلَ وَلَا  
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ.



پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہوتا۔ آپ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ  
کریں، نکتہ چین اپنی نیش زنی سے باز نہیں آتے۔ کسی کے عیب  
تلاش کرنے والے کی مثال اس مکھی جیسی ہے جو سارا  
خوبصورت جسم چھوڑ کر صرف زخم پر ہی بیٹھتی ہے۔ چاند کو دیکھ کر  
کتے بھونکا کرتے ہیں اور بھونک بھونک کر یونہی اپنے آپ کو تھکا  
دیتے ہیں۔ حسد کا کوئی علاج نہیں۔ امیر المومنین حضرت علی کرم  
اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: حاسد کے لیے یہی سزا کافی ہے کہ  
جب تم خوش ہوتے ہو تو وہ افسردہ ہو جاتا ہے۔

حاسد حسد کی آگ میں ہر دم جلا کرے  
وہ شمع کیا بجھے، جسے روشن خدا کرے

ثبوتِ حاضر ہیں!

قادیانیت

انگریز کا

خود کاشتہ پودا

اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین اسلام کی بقا کے لیے اپنی جسمانی طاقت و توانائی کو راہ خدا میں بے دریغ صرف کرنا شریعت کی اصطلاح میں جہاد کہلاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر لڑائی میں مال و زر کا حصول، قوت و شوکت کی نمود، سامان حرب کی نمائش، شجاعت و مردانگی کا اظہار، سلطنت و حکومت کی توسیع، شہرت و ناموری کا شوق، لشکر کشی کا غلغلہ یا دوسروں کو زیر کرنے کا جنون پیش نظر ہو، تو پھر یہ جہاد نہیں ہوگا بلکہ جنگ ہوگی جو دینی نقطہ نگاہ سے بے مقصد ہے۔ اسلام میں وہ لڑائی معرکہ حق و باطل اور جنگ و قتال، جہاد ہے جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی خوشنودی کے لیے لڑی جائے۔ مدعا اور مقصد فقط دین اسلام کی سر بلندی ہو۔ ایسی لڑائی دنیاوی، نفسانی اور شیطانی خواہشات و اغراض سے یکسر پاک ہو۔ اس راہ میں لڑنے والے کا صرف ایک ہی نصب العین، ایک ہی جذبہ، ایک ہی شوق اور ایک ہی دلولہ ہو کہ اس کا مالک حقیقی اس سے راضی ہو جائے۔ بقول علامہ اقبالؒ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن  
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ایمان کے بعد اہم ترین فرض، دشمنان اسلام کے خلاف جہاد ہے۔ جہاد، بنیادی قانون خداوندی، دین اسلام کا اہم ستون اور عبادت ہے۔ عقیدہ جہاد کو اسلام میں بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ جہاد کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ کفر اور اسلام میں تمیز کرتا ہے۔ جہاد ہی ایسا عمل ہے جو دین کی ترویج و ترقی اور سر بلندی کا باعث بنتا ہے۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جہاد تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر جہاد کی یہ عظیم عبادت مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے۔

□ ”(مسلمانو!) تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہیں (طبعاً) ناگوار تو ہوگا، مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو

بھلی لگے اور وہ تمہارے لیے مضر ہو۔ اور (ان باتوں کو) اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔“ (البقرہ: 216)

□ ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو، امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔“ (المائدہ: 35)

□ ”مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر (پکا) ایمان لائیں، پھر شک و شبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں۔ (اپنے دعویٰ ایمان میں) یہی سچے اور راست گو ہیں۔“ (الحجرات: 15)

□ ”پس جو لوگ آخرت کو خریدنا اور اس کے بدل میں دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں، ان کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے، ہم عنقریب اس کو بڑا ثواب دیں گے۔“ (النساء: 74)

□ ”اور ان کافروں سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین (اسلام) پورے کا پورا اللہ کے لیے ہو جائے۔“ (الانفال: 39)

□ ”نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے، اگر تم جانتے ہو تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔“ (التوبہ: 41)

جہاد کی فرضیت اور اہمیت کے بارے میں حضور نبی الملاحم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی چند احادیث مبارکہ پیش ہیں:

□ ”جو شخص فقط اس لیے لڑے تاکہ اللہ کے نام کا بول بالا رہے بس وہی جہاد ہے۔“ (مسلم)

□ ”میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا، یہ لوگ اپنے

دشمنوں پر چھائے رہیں گے، جس کسی نے ان کی مخالفت کی۔ وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی راہ پر قائم ہوں گے۔“ (صحیح مسلم)

□ ”ایک صحابی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے افضل

ہجرت کون سی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین ہجرت جہاد کی ہجرت ہے۔

صحابی نے پوچھا کہ جہاد کیا چیز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد یہ ہے کہ تم بوقت

مقابلہ کفار سے لڑو اور اس راستے میں نہ خیانت کرو اور نہ بزدلی دکھاؤ۔“ (کنز العمال)

□ ”حضرت ابو ہریرہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ (بخاری)

□ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے کتنا بلند مقام مہیا کیا ہے! ”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔“ (بخاری و مسلم)

□ ”حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دین قائم رہے گا۔ اس حالت میں کہ مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے لیے جنگ کرتی رہے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔“ (مسلم)

□ ”حضرت سہیل بن حنیف سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے خلوص دل کے ساتھ شہادت کی درخواست کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے خواہ وہ اپنے بستر پر ہی کیوں نہ فوت ہوا ہو۔“ (مسلم)

□ ”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مرجائے اور اس نے کبھی جہاد نہیں کیا اور نہ اس سلسلہ میں کبھی خواہش کا اظہار کیا تو وہ نفاق (منافقت) کے ایک پہلو پر مرتا ہے۔“ (مسلم)

□ ”حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔“ (بخاری و مسلم)

□ ”حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازے تلوار کے سائے کے تلے ہیں۔“ (مسلم)

1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزی استعمار اپنے تمام مظالم، جبر و استبداد کے وجود ہندوستانی مسلمانوں کے جذبہ جہاد کے سامنے ہرا ہوا گیا تھا۔ انگریزوں کی پشانی کا اندازہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر (W.W.Hunter) کی کتاب ”ہندوستانی مسلمان“ سے لگایا جاسکتا ہے۔

30 مئی 1871ء کو وائسرائے لارڈ میو نے جو کہ ڈزرائیلی حکومت کا آئرش سیکرٹری تھا، ایک مقامی سول ملازم ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ ہنٹر کو اس سلسلے میں ایک رپورٹ تیار کرنے کو کہا: ”کیا مسلمان برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کے لیے اپنے ایمان کی وجہ سے مجبور ہیں؟“ ہنٹر کو حقیقت حال تک رسائی کے لیے تمام خفیہ سرکاری دستاویزات کی جانچ پڑتال کی اجازت دے دی گئی۔ ہنٹر نے 1871ء میں ”ہندوستانی مسلمان۔ کیا وہ اپنے ایمان کی وجہ سے شعوری طور پر ملک کے خلاف بغاوت کے لیے مجبور ہیں؟“ کے عنوان سے اپنی رپورٹ شائع کی۔ اس نے اسلامی تعلیمات خصوصاً جہادی تصور، نزول مسیح و مہدی کے نظریات وغیرہ پر بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا:

”مسلمانوں کی موجودہ نسل اپنے معقنات کی رو سے موجودہ صورت حال (جیسی کہ ہے) کو قبول کرنے کی پابند ہے، مگر قانون (قرآن) اور پیغمبروں (کے تصورات) کو دونوں طریقوں سے یعنی وفاداری اور بغاوت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان ہندوستان میں برطانوی راج کے لیے پہلے بھی خطرہ رہے ہیں اور آج بھی ہیں اور اس دعویٰ کی کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتا کہ یہ باغی اڈہ (شمال مغربی سرحد) جس کی پشت پناہی مغربی اطراف کے مسلمانوں کے جتنے کر رہے ہیں، کسی کی رہنمائی میں وہ قوت حاصل کرے گا جو ایشیائی قوموں کو اکٹھا اور قابو کر کے ایک وسیع محاربہ Crescentado کی شکل دے دے۔“

(The Indian Musalmans by W.W.Hunter)

اس کے علاوہ وہ مزید لکھتا ہے:

”ہماری مسلمان رعایا سے کسی بھی پڑجوش وفاداری کی توقع رکھنا عبث ہے۔ تمام قرآن مسلمانوں کے بطور فاتح نہ کہ مغتوح کے طور پر تصورات سے لبریز ہے۔ مسلمانان ہند ہندوستان میں برطانوی راج کے لیے ہمیشہ کا خطرہ ہو سکتے ہیں۔“

(The Indian Musalmans by W.W.Hunter)

سابق برطانوی وزیر اعظم ولیم ایورٹ گلڈسٹون (William Ewart Gladstone) نے اپنے ہاتھ میں قرآن مجید لہرا کر برطانوی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

”جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے ہاتھوں یا ان کے قلوب و اذہان میں موجود

رہے گا، اس کے تصور جہاد کی وجہ سے یورپ، اسلامی مشرق پر اولاً تو اپنا غلبہ و تسلط قائم نہیں کر سکتا اور اگر قائم کر لے تو وہ اسے برقرار رکھنے میں زیادہ دیر تک کامیاب نہیں رہ سکتا۔ حتیٰ کہ خود یورپ کا اپنا وجود بھی اسلام کی جانب سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔“

(اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں از علامہ جلال العالم)

اس سے پہلے انگلستان گورنمنٹ نے 1869ء کے اوائل میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں، برطانوی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد سرولیم کی زیر قیادت ہندوستان میں بھیجا تا کہ اس بات کا کھوج لگایا جاسکے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو کس طرح رام کیا جاسکتا ہے؟ ہندوستانی عوام اور بالخصوص مسلمانوں میں، وفاداری کیونکر پیدا کی جاسکتی ہے؟ برطانوی وفد ایک سال ہندوستان میں رہا اور حالات کا جائزہ لیا۔ اسی سال وائٹ ہال لندن میں اس وفد کا اجلاس ہوا، جس میں ہندوستانی مشنریز کے اہم پادری بھی تھے۔ کمیشن کے سربراہ سرولیم نے بتایا:

□ ”مذہبی نقطہ نظر سے مسلمان کسی دوسری قوم کی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے۔ ایسے حالات میں وہ جہاد کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ جوش کسی وقت بھی انہیں ہمارے خلاف ابھار سکتا ہے۔“

اس وفد نے "The Arrival of British Empire in India"

(ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد) کے عنوان سے دو رپورٹیں لکھیں، جس میں انہوں نے لکھا: ”ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی اور مذہبی پیشواؤں کی امداد و ہند پیروکار ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص مل جائے جو الہامی سند پیش کرے تو ایسے شخص کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر اس سے برطانوی مفادات کے لیے مفید کام لیا جاسکتا ہے۔“

انگلستانی وفد کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

## REPORT OF MISSIONARY FATHERS

"Majority of the population of the country blindly follow their "Peers" (their spiritual leaders. If at this stage, we succeed in finding out some who

would be ready to declare himself a Zilli Nabi (apostolic prophet) then the large number of people shall rally round him. But for this purpose, it is very difficult to persuade some one from the Muslim masses. If this problem is solved, the prophethood of such a person can flourish under the patronage of the Government. We have already overpowered the native governments mainly pursuing a policy of seeking help from the traitors. That was a different stage, for at that time, the traitors were from the military point of view. But now when we have sway over every nook of the country and there is peace and order every where we ought to undertake measures which might create internal unrest among the country."

(Extract from the Printed Report. India Office Library. London)

ترجمہ: "ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے پیروں اور روحانی رہنماؤں کی اندھی تقلید کرتی ہے۔ اگر اس وقت پر ہمیں کوئی ایسا شخص مل جائے، جو ظلی نبوت (حواری نبی) کا اعلان کر کے، اپنے گرد پیروکاروں کو اکٹھا کرے لیکن اس مقصد کے لیے اس کو عوام کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا، اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی حکومت کے لیے مفید کام لیا جاسکتا ہے۔ ہم نے مقامی حکومتوں کو پہلے ہی ایسی ہدایات دی ہوئی ہیں کہ غداروں سے معاونت حاصل کی جائے، اس وقت مسلح غداری ہوئی تھی اور صورت حال اور تھی، لیکن اب ہم نے ہندوستان کے طول و عرض میں ایسے انتظامات کر لیے ہیں، ملک میں ہر طرف امن و امان ہے۔ ملک کی اندرونی بدامنی سے نمٹنے کے لیے ایسے اقدامات کیے جا چکے ہیں جو ملک میں اندرونی بدامنی پیدا کریں گے۔"

(مطبوعہ رپورٹ سے ایک اقتباس: انڈیا آفس لائبریری، لندن)

رپورٹ کو مد نظر رکھ کر تاج برطانیہ کے حکم پر ایسے موزوں اور ہاتھ باندھنے والے شخص کی تلاش

شروع ہوئی، جو برطانوی حکومت کے استحکام اور عملداری کے تحفظات میں الہامات کا ڈھونگ



رچا سکے، جس کے نزدیک تاج برطانیہ کے مراسلات، وحی کا درجہ رکھتے ہوں، جو ملکہ معظّمہ کے لیے رطب اللسان ہو، برطانوی حکومت کی قصیدہ گوئی اور مدح سرائی جس کی نبوت کا دیباچہ ہو۔ برطانوی شہ و ماغوں نے ہندوستان میں ایسے شخص کے انتخاب کے لیے ہدایات جاری کیں۔ پنجاب کے گورنر نے اس کام کی ڈیوٹی ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے ذمہ لگائی۔ چنانچہ ”برطانوی معیار“ کے مطابق نبی کی تلاش کا کام شروع ہوا۔ آخر کار قرعہ فال قادیان ضلع گورداسپور کے رہائشی مرزا غلام احمد قادیانی کے نام نکلا۔

□ ”برطانوی ہند کی سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لیے طلب کیا۔ ان میں سے مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کے لیے نامزد کیے گئے۔“ (تحریک ختم نبوت از آغا شورش کاشمیری)

مرزا قادیانی، ملیھی سے نبوت تک کیسے پہنچا؟ اس مختصر مگر دلچسپ کہانی کو جناب ابو مدثرہ اپنے الفاظ میں یوں لکھتے ہیں:

”مرزا غلام احمد کی ابتدائی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے معمولی سی دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد نے سکھوں کے عہد میں چھن جانے والی جاگیروں کی بازیابی کے لیے مقدمات قائم کر رکھے تھے اور انگریز کے تعاون سے ان پر دوبارہ قابض ہونے کی فکر میں 1864ء میں آپ نے انگریز سے مل ملا کر آپ کو سیالکوٹ کی پکھری میں اہلہد (منشی) کی ملازمت دلوا دی۔ اس دوران آپ نے یورپی مشنریوں اور بعض انگریز افسران سے تعلقات پیدا کیے اور مذہبی مباحث کی آڑ میں باہمی میل جول کو بڑھایا۔

1868ء کے لگ بھگ سیالکوٹ میں ایک عرب محمد صالح وارد ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس حرمین شریفین کے بعض مفتیان کرام کا ایک فتویٰ تھا، جس میں ہندوستان کو دارالحرب ثابت کیا گیا تھا۔ انگریز کے مجبوروں نے آپ کو اعتماد میں لے کر گرفتار کر دیا۔ آپ پر دو الزامات عائد کیے گئے۔ ایک امیگریشن ایکٹ کی خلاف ورزی اور دوسرے برطانوی حکومت کے خلاف جاسوسی کرنا تھا۔ سیالکوٹ پکھری کے یہودی ڈپٹی کمشنر پارکینسن (Parkinson) نے تفتیش کا آغاز کیا۔ وہ ان تمام لوگوں کو گرفتار کرنا چاہتا تھا، جن سے نو وارد عرب کا رابطہ تھا۔ دوران تفتیش ایک ایسے آدمی کی ضرورت پڑی، جو عربی کے مترجم کے طور پر کام کر سکے۔ (مجدد اعظم صفحہ 42 از ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری قادیانی) یہ خدمت مرزا غلام احمد قادیانی نے

ادا کی اور عرب دشمن اور برطانیہ نوازی کی وہ مثال پیش کی کہ پارکنسن آپ کا گرویدہ ہو گیا۔ ایک اور واقعہ جسے مرزا قادیانی کی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے، وہ پادری بٹلر ایم۔ اے کی لندن واپسی ہے۔ یہ پادری برطانوی اٹھلی جنس کا ایک اہم رکن تھا اور مبلغ کے روپ میں کام کر رہا تھا۔ مرزا صاحب نے مذہبی بحث کی آڑ میں ان سے طویل ملاقاتیں کیں اور برطانوی راج کے قیام کے لیے اپنی ہر قسم کی خدمات پیش کیں۔ 1868ء میں بٹلر ولایت جانے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خفیہ بات چیت ہوئی اور معاملات کو حتمی صورت دی گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا محمود اپنی تصنیف ”سیرت مسیح موعود“ میں لکھتے ہیں:

□ ”ریورنڈ بٹلر ایم۔ اے، جو سیالکوٹ مشن میں کام کرتے تھے اور جن سے حضرت مرزا صاحب کے بہت سے مباحثات ہوتے رہتے تھے، جب ولایت واپس جانے لگے تو خود کچھری میں آپ کے پاس ملنے کے لیے چلے آئے اور جب ڈپٹی کمشنر صاحب نے پوچھا، کس طرح تشریف لائے تو ریورنڈ مذکور نے کہا، صرف مرزا صاحب کی ملاقات کے لیے! اور جہاں آپ بیٹھے تھے، وہیں سیدھے چلے گئے اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس چلے گئے۔“  
(سیرت مسیح موعود از مرزا بشیر الدین محمود صفحہ 12)

ایک خطبے میں مرزا محمود نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

□ ”اس وقت پادریوں کا بہت رعب تھا لیکن جب سیالکوٹ کا انچارج مشنری ولایت جانے لگا تو حضرت صاحب کو ملنے کے لیے خود کچھری آیا۔ ڈپٹی کمشنر سے دیکھ کر اس کے استقبال کے لیے آیا اور دریافت کیا کہ آپ کس طرح تشریف لائے۔ کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں مگر اس نے کہا، میں صرف آپ کے اس منشی سے ملنے آیا ہوں۔ یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ کے مخالف بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابل قدر ہے۔“

(روزنامہ ”الفضل“ قادیان، 24 اپریل 1934ء)

اسی سال 1868ء میں مرزا قادیانی بغیر کسی معقول ظاہری وجہ کے اہمد کی نوکری

سے استعفیٰ دے کر قادیان چلا گیا اور تصنیف و تالیف کے کام میں لگ گیا۔“

(قادیان سے اسرائیل تک از ابو مدثرہ)

مالی تحریک صیہونیت، برطانوی سیاست میں یہودیوں کا دخل، خصوصاً ان کا

وزرائے اعظم کے عہدے تک پہنچنا، اسلامیان عالم کی سیاسی و معاشی زبوں حالی، ہندوستانی مسلمانوں کی حصول آزادی کے لیے جدوجہد اور انگریزوں کے سیاسی اور مذہبی تخریب کاری کے لیے خطرناک عزائم، جو علی الترتیب ہنٹر رپورٹ اور مشنری فادرز رپورٹ سے عیاں ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک غدار خاندان کے فرد مرزا غلام احمد قادیانی کا یہودی افسروں اور جاسوس مشنری اداروں کے سربراہوں سے روابط اور ان کا پارکنسن کی شد اور بٹلر کی اشیرباد پر نوکری چھوڑ کر نام نہاد اصلاحی تحریک کا آغاز کرنا..... یہ سب واقعات اس عظیم سیاسی سازش کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جو مذہبی روپ دھار کر "احمدیت" کی صورت میں منظر عام پر آئی۔

قادیانیت ایک ایسی جارحیت پسند سیاسی تحریک ہے جس نے اپنے مخصوص سیاسی عزائم پر مذہبیت کا پردہ ڈال رکھا ہے۔ اسلام اور پاکستان کے خلاف جتنی تحریکیں کام کر رہی ہیں، ان میں قادیانی تحریک سب سے زیادہ منظم اور فعال ہے۔ مجددیت، محدثیت، ظلی، بروزی، تشریحی اور غیر تشریحی نبوت، وفات مسیح، الہامات، پیش گوئیاں وغیرہ پر مشتمل ایک پریچ اور پراسرار نظام کی آڑ میں اس تحریک کا خدوخال نمایاں نہیں ہوتا۔ اس تحریک کے مذہبی بہروپ کے پس پردہ دراصل وہی روح کام کر رہی ہے جو بالعموم زیر زمین کام کرنے والی خطرناک تحریکوں میں ہوتی ہے۔

بقول آغا شورش کشمیری "قادیانی" مذہب کی پناہ لیتے لیکن سیاست کا ناک کھیلتے ہیں۔ جب کوئی ان کے سیاسی عزائم کا محاسبہ کرتا ہے تو وہ مذہب کے حصار میں بیٹھ کر "ہم اقلیت ہیں" کا نادر بجا دیتے اور عالمی ضمیر کو معاونت کے لیے پکارتے ہیں جس سے حقائق نا آشنا دنیا سمجھتی ہے کہ پاکستان کے "جنونی مسلمان" گویا اپنی ایک چھوٹی سی اقلیت کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ مرزائی امت کے شاطرین حد درجہ عیار ہیں، کوئی شخص اس پر غور نہیں کرتا کہ جب قادیانی ایک مذہبی امت بن کر اپنے سیاسی اقتدار کے لیے سعی و سازش کرتے ہیں تو وہ انہی بنیادوں پر اس امت کے افراد کو اپنے محاسبہ کا حق کیوں نہیں دیتے جس امت میں نقب لگا کر انہوں نے اپنی جماعت بنا لی ہے؟ عجیب بات ہے کہ قادیانی امت کا مذہبی محاسبہ کیا جائے تو وہ سیاسی پناہ تلاش کرتے ہیں، سیاسی محاسبہ کریں تو وہ مذہبی اقلیت ہونے کا تحفظ چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ یہ مذاق ناروا ہے کہ ایک ایسی جماعت جو اس کے وجود کو قطع کر کے تیار ہوئی ہے، وہ اصل وجود کو اپنے اعضاء و جوارح کی حفاظت کا حق دینا نہیں چاہتی اور جو عارضہ

ان کو قادیانی سرطان کی شکل میں ماردینا چاہتا ہے، اس کے علاج سے روکتی ہے۔  
 حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں سے اپنے الگ ہونے کا اعلان سب سے پہلے خود  
 قادیانیوں نے کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے کافر قرار دیئے گئے۔ اُن کے  
 بچوں، عورتوں، معصوموں اور بوڑھوں کا جنازہ پڑھنے سے روک دیا گیا۔ انہیں زانیہ عورتوں کی  
 اولاد، کتوں کے بچے اور ولد الزنا تک کہا گیا۔ مسلمانوں نے تو اس سے بہت دیر بعد محاسبہ  
 شروع کیا اور انہیں اپنے سے خارج قرار دیا..... جب مرزائی خود مسلمانوں سے الگ اُمت  
 کہلاتے ہیں تو پھر انہیں مسلمانوں میں شامل رہنے پر اس وقت اصرار کیوں ہوتا ہے جب  
 مسلمان ان کے الگ کر دینے کا مطالبہ کرتے اور انہیں اقلیت قرار دیتے ہیں؟ آخر کیا وجہ ہے  
 کہ قادیانی مذہبی اور معاشرتی طور پر عقیدۂ مسلمانوں سے الگ رہتے لیکن سائرہ ان کا پند نہیں  
 چھوڑتے۔ اس کی واحد وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس طرح وہ مسلمانوں کے حقوق و مناصب  
 پر ہاتھ صاف کرتے اور ان کی ریاست پر حکمران ہونا چاہتے ہیں یا پھر انہیں مٹا کر اپنا سیاسی  
 نقشہ مرتب کرنے کی جدوجہد میں ہیں۔

ایک خطرناک صورت حال جو ہمارے ہاں پیدا ہو چکی ہے، یہ ہے کہ ہمارے  
 مغرب زدہ طبقے نے جس کے متعلق علامہ اقبالؒ نے سید سلیمان ندوی کو لکھا تھا کہ میں ڈکٹیٹر  
 بن جاؤں تو سب سے پہلے اس طبقہ کو ہلاک کر دوں۔ ابھی تک نہ قادیانی مذہب کو سمجھنے کی  
 ضرورت محسوس کی ہے کہ وہ خود مذہب سے بیگانہ ہو رہا ہے اور نہ وہ قادیانی اُمت کے سیاسی  
 عزائم کی مضرتوں سے آگاہ ہے۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت کو مسلمانوں کے کٹ  
 ملائنگ کر رہے ہیں۔ وہ ان کی چکی داڑھی دیکھ کر اور ان کے تبلیغی اداروں کی روداد سن کر  
 انہیں مسلمان سمجھتا ہے، کیونکہ اُس کے اپنے ظاہری و باطنی وجود سے اسلام خارج ہو چکا ہے۔  
 ان لوگوں سے بجا طور پر سوال کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان ایک وحدت کا نام ہیں اور  
 یہ وحدت ختم نبوت کے تصور سے اُستوار ہوئی ہے۔ اگر کوئی اس وحدت کو توڑتا ہے اور ختم  
 نبوت کی مرکزیت کو ظلی و بروزی کی آڑ میں اپنی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے تو کیا اُس کا وجود  
 خطرناک نہیں، باغی کون ہے؟ وہ یا محاسب؟ کیا اپنی قومی سرحدوں کی حفاظت کرنا جرم ہے یا  
 مذہبی جارحیت؟ بعض لوگ روداداری کا سبق دیتے ہیں، لیکن وہ روداداری کے معنی نہیں جانتے۔  
 اگر روداداری کے معنی غیرت، حمیت، عقیدے، مسلک اور اپنے شخص یا اجتماعی وجود سے دستبردار

ہو جانے کے ہیں تو یہ معافی کہاں ہیں اور کس تحریک، داعی، پیغمبر اور نظام نے بتلائے ہیں۔  
قادیانیوں کے باب میں مسلمانوں کا معاملہ ذاتی نہیں، اجتماعی ہے اور اس کے عناصر راجحہ میں  
غیرت و حمیت، عقیدہ و مسلک شامل ہیں۔“

جھوٹا مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی برٹش حکومت کا خود کاشتہ پودا تھا۔ انگریزوں نے  
اپنے نظریہ ضرورت کے تحت قادیانی تحریک کو پروان چڑھایا۔ جناب مرتضیٰ احمد میکیش رقمطراز ہیں:  
”قادیانیت، برطانیہ کی استعماری سیاست کا ایک خود کاشتہ پودا ہے یعنی ایک ایسی  
سیاسی تحریک ہے جو انگریزوں کے مقبوضہ ہندوستان میں ایک ایسی مذہبی جماعت پیدا کرنے  
کے لیے شروع کی گئی جو سرکار برطانیہ کی وفاداری کو اپنا جزو ایمان سمجھے، غیر اسلامی حکومت یا  
غیر مسلم حکمرانوں کے استیلا کو جائز قرار دے اور ایک ایسے ملک کو شرعی اصطلاح میں دارالحرب  
سمجھنے سے عقیدہ کا اعلان کرے جس پر کوئی غیر مسلم قوم اپنی طاقت و قوت کے بل پر قابض ہو  
گئی ہو۔ انگریز حکمرانوں کی قہاریت اور جباریت کو مسلمان از روئے عقیدہ دینی، اپنے حق  
میں اللہ کا بھیجا ہوا عذاب سمجھتے تھے اور ان کی رضا کارانہ اطاعت کو گناہ متصور کرتے تھے۔  
انگریز حکمران، مسلمانوں کے اس جذبے اور عقیدے سے پوری طرح آگاہ تھے۔ لہذا انہوں  
نے اس سرزمین میں ایک ایسا ”پیغمبر“ کھڑا کر دیا جو انگریزوں کو اولی الامر منکم کے تحت  
میں لا کر ان کی اطاعت کو مذہباً فرض قرار دینے لگا اور ان کے پاس ہندوستان کو دارالحرب  
سمجھنے والے مسلمانوں کی بھری کرنے لگا۔ جس طرح باغبان اپنے خود کاشتہ پودے کی  
حفاظت و آبیاری میں بڑے اہتمام سے کام لیتا ہے، اسی طرح سرکار انگریزی نے مرزائیت کو  
فروغ دینے کے لیے مرزائی جماعت کی پرورش کرنا اپنی سیاسی مصلحتوں کے لیے ضروری سمجھا  
اور اس فرقہ کے پیروؤں سے بھری، جاسوسی اور حکومت کے ساتھ جذبہ وفاداری کی نشرو  
اشاعت کا کام لیتی رہی۔“ (پاکستان میں مرزائیت از مرتضیٰ خاں میکیش)

مرزا قادیانی کا انگریزوں کا ٹاؤٹ ہونا اور جہاد کی مخالفت کرنا ایک ناقابل تردید  
حقیقت ہے۔ قادیانی مذہب میں انگریزوں کی اطاعت جزو ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس  
مذہب کی پرورش اور حفاظت، انگریزوں نے خود کی اور انہیں ہر طرح کی مراعات سے نوازا اور  
انہیں مسلمانوں کے غیظ و غضب سے بچایا۔ آج بھی اس مذہب کے ماننے والوں کی ہمدردیاں  
یہودیوں و نصاریٰ کے ساتھ ہیں اور ان کی ہمدردیاں قادیانیوں کے ساتھ ہیں۔ دونوں کا مقصد

اسلامی تعلیم اور یک جہتی کو تار تار کرنا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور قادیانوں کا باہمی گٹھ جوڑ "الکفر ملة واحدة" کی بہترین مثال ہے۔

اسلامی عقائد میں یہ عقیدہ تو اتر کے ساتھ متحول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ قرآن و حدیث میں ان کی کئی ایک نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔ ان نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔ کوئی شخص کافر نہ رہے گا اور جہاد ختم ہو جائے گا۔  
حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

□ حدثنا اسحق قال اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابي صالح عن ابي شهاب ان سعيد بن المسيب سمع ابو هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابي هريرة رضي الله عنه فائروا ن شتم و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته. (بخاری و مسلم)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے بغیر قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ابن مریم تمہارے درمیان حاکم عادل ہو کر اتریں گے، پس صلیب توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جنگ ختم کر دیں گے، مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال و متاع سے ایک بجدہ (قدر و قیمت کے لحاظ سے) اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: "ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته" کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

اس حدیث کا سہارا لیتے ہوئے آنجنابی مرزا قادیانی نے انگریز کی شہ پر اپنے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میرے آنے سے جہاد کی فرضیت ختم ہوگئی ہے۔ حالانکہ حدیث مبارکہ میں ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کا ذکر ہے جبکہ مرزا قادیانی ابن

چراغ بی بی ہے۔ ابن مریم سے چراغ بی بی مراد لینا قادیانی تاویلات کی ادنیٰ مثال ہے۔  
مرزا قادیانی نے کہا:

□ ”میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔“

(تحفہ گولڈویہ (ضمیمہ) صفحہ 118 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 295 از مرزا قادیانی)

□ ”میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے۔“

(دافع البلاء صفحہ 22 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 238 از مرزا قادیانی)

□ ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 526 طبع جدید از مرزا قادیانی)

□ ”اب سے زمنی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے، وہ خدا اور اس کے رسول کا، نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی بضع الحوب جس کے یہ معنی ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی اور اس کے جانشینوں کی مستند تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انہیں امت مسلمہ کے ماضی سے کوئی عقیدت ہے نہ اس کے حال سے کوئی دلچسپی۔ مستقبل کی تو بات ہی نہ کیجیے۔ ہماری اور ان کی امتوں میں کوئی یکسانیت ہے نہ یکجہتی۔ ملت اسلامیہ کے دشمنوں کو وہ اپنا مربی اور سرپرست سمجھتے رہے۔ جس انگریز نے برصغیر میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل کیا، ہماری تہذیبی قدروں کو روندنا لاکھوں بے گناہ مسلمانوں اور علما کرام کو قتل کیا، کیا کسی مسلمان کے دل میں ان دشمنان اسلام کے لیے خیر سگالی کے

جذبات پائے جاسکتے ہیں؟ لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی ان کے تعلق 'مدح سرائی' دعائیں، خیر سگالی کے جذبات اور ان کے بچہ استبداد کو مضبوط کرنے کے لیے مسلسل تقریری اور تحریری کاوشیں کرتا رہا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

□ یایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصارى اولیاء بعضهم  
اولیاء بعض<sup>ط</sup> ومن یتولہم منکم فانه منهم <sup>ط</sup> ان اللہ لا یہدی  
القوم الظلمین (المائدہ: 51)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو شخص انہیں اپنا دوست بنائے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اس قرآنی تعلیم کے برعکس یہود و نصاریٰ سے دوستی، ان کی پر جوش حمایت اور جہاد کی ممانعت کے سلسلہ میں مرزا قادیانی کی بے شمار تحریروں میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ وہ اسلام دشمنی میں کس طرح اپنے جذبات اور خدمات کے لیے ان کی ایک نگاہ التفات کے لیے بے تاب تھا۔

حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو  
وہاں قرآن اترا ہے، یہاں انگریز اترے ہیں

مرزا قادیانی کا قلم..... حضرت علیؑ کی تلوار؟

(1) ”اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا۔ اس میں یہی سر ہے کہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے، بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔“  
(ملفوظات احمد جلد اول، صفحہ 151، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 676 پر)

ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کے برابر ہیں

(2) ”اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کے برابر ہیں۔“  
(ملفوظات جلد اول صفحہ 114، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 677 پر)



۔ بتایا ایک ہی اہلیس آگ سے تو نے  
بنائے آگ سے اس نے دو صد ہزار اہلیس

## خاندانی خدمات

(3) ”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرینٹن صاحب کی تاریخ ریسان پنجاب میں ہے، اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں، مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں، ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔“

(کتاب البریہ صفحہ 6 تا 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 4 تا 6 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 678 تا 680 پر)

## قدیم خیر خواہ خاندان

(4) ”ہماری یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں بلکہ غریب سے غریب اور عاجز سے عاجز خدا کے بندوں کی ہمدردی کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس ملک کے پرندوں اور چمعدوں اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لیے بھی اس کے عدل گستر قوانین موجود ہیں۔ اور ہر ایک قوم اور فرقہ کو مساوی آنکھ سے دیکھ کر ان کی حق رسی میں مشغول ہے تو اس انصاف اور داد گستری اور عدل پسندی کی خصلت پر نظر کر کے یہ عاجز بھی اپنی ایک تکلیف کے رفع کے لیے حضور گورنمنٹ عالیہ میں یہ عاجزانہ عرضہ پیش کرتا ہے اور پہلے اس

سے کہ اصل مقصود کو ظاہر کیا جائے، اس محسن اور قدر شناس گورنمنٹ کی خدمت میں اس قدر بیان کرنا بے محل نہ ہوگا کہ یہ عاجز گورنمنٹ کے اس قدیم خیر خواہ خاندان میں سے ہے جس کی خیر خواہی کا گورنمنٹ کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے اور اپنی چٹھیوں سے گواہی دی ہے کہ وہ خاندان ابتدائی انگریزی عملداری سے آج تک خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ میں برابر سرگرم رہا ہے۔ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اس محسن گورنمنٹ کے ایسے مشہور خیر خواہ اور دلی چاہاں بنائے تھے کہ وہ تمام حکام جو ان کے وقت میں اس ضلع میں آئے، سب کے سب اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے میرے والد موصوف کو ضرورت کے وقتوں میں گورنمنٹ کی خدمت کرنے میں کیسا پایا۔ اور اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ انہوں نے 1857ء کے مفسدہ کے وقت اپنی تھوڑی حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے معہ پچاس نوجوانوں کے اس محسن گورنمنٹ کی امداد کے لیے دیئے اور ہر وقت امداد اور خدمت کے لیے کمر بستہ رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے گذر گئے۔ والد مرحوم گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور ہر دلعزیز رئیس تھے جن کو دربار گورنری میں گرسی ملتی تھی۔“

(تریاق القلوب صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 487، 488 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 681، 682 پر)

مرزا غلام احمد قادیانی ہر لحاظ سے انگریز حکومت کی خدمت اور برطانوی مفادات کے تحفظ کے لیے موزوں اور قابل اعتماد شخص تھا کیونکہ اس کا خاندان شروع ہی سے برطانوی سامراج کی خدمت اور کارہ لیسے میں مشہور تھا۔ مرزا قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے 1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کے خلاف 50 گھوڑے مع سواروں کے انگریزوں کی مدد کے لیے دیئے تھے، جبکہ مرزا قادیانی کا بھائی مرزا غلام قادر معروف سفاک اور ظالم جنرل نکلسن کی فوج میں شامل رہا تھا اور اس نے مسلمانوں کے خون میں ہاتھ رنگے تھے۔ انگریزوں کی وفاداری اور تابع فرمانی میں مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے:

### والد کی خدمات

(5) ”میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے

اعلیٰ افسروں نے پرزور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے۔ اور میرے والد صاحب کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام شائع اور قسمت کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لیے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے 1857ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لیے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ دار لڑائی نغدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم تموں کے تپن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جاں فشانی سے مدد دی۔ غرض اسی طرح میرے ان بزرگوں نے اپنے دن سے، اپنے مال سے، اپنی جان، اپنی متواتر خدمتوں سے، اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہیں خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ رے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی غنیمت نہیں کرے گی جو بڑے فتنے کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔“

(کشف الغطاء صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 180 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 683 پر)

## میرا باپ، بھائی اور میں

(6) ”اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا، یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آ گیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سمانہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عندالضرورت خدمتیں بجالاتا رہا، یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چشمت سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غنیمت فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں

میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی اور ان کے زمانہ کو یاد کیا۔“

(نور الحق حصہ اول صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 37، 38 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 684، 685 پر)

### باپ بڑا یا بیٹا؟

(7) ”میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے، دست بردار ہو جائیں۔“  
(مجموعہ اشتہارات جلد دوم، صفحہ 355 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 686 پر)

### قادیانی بزرگوں کا کارنامہ

(8) ”الم يفكر الناذرية ابا الفلوا اعمارهم في خدمات هذه الدولة.“  
ترجمہ: ”کیا گورنمنٹ اتنا غور نہیں کرتی کہ ہم انہی بزرگوں کی اولاد ہیں۔ جنہوں نے اپنی عمریں حکومت برطانیہ کی خدمت میں صرف کر دیں۔“  
(انجام آتھم صفحہ 283 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 283 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 687 پر)

## قدیم خدمت گزار

(9) ”اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اُس کی خدمت کرنے والے اور اُس کے ناصح اور خیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر ولی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہے ہیں۔ اور میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ کبھی ان خدمات کو بھلا دے گی۔ اور میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ ابن میرزا عطا محمد رئیس قادیان اس گورنمنٹ کے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے تھا اور اس کے نزدیک صاحب مرتبہ تھا اور صدر نشین بالین عزت سمجھا گیا تھا اور یہ گورنمنٹ اس کو خوب پہچانتی تھی اور ہم پر کبھی کوئی بدگمانی نہیں ہوئی بلکہ ہمارا اخلاص تمام لوگوں کی نظروں میں ثابت ہو گیا اور حکام پر کھل گیا۔ اور سرکار انگریزی اپنے ان حکام سے دریافت کر لیوے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں رہے اور ہم نے ان کی آنکھوں کے سامنے کیسی زندگی بسر کی اور کس طرح ہم ہر ایک خدمت میں سبقت کرنے والوں کے گروہ میں رہے۔“

(نور الحق صفحہ 36، 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 36، 37 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 688، 689 پر)

## بزرگوں سے زیادہ خدمات

(10) ”میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بعرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی

ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لیے دلی جان نثار۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 66، 67 طبع جدید، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 690، 691 پر)

### خود کاشتہ پودا

(11) ”سرکار دولتہمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے بکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتہمدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تاہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 198 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 692 پر)

کھا رہا ہوں غم بے مہری آقائے فرنگ  
سترہ سال سے یہ غم ہی مرا ناشتہ ہے  
سوکھ جائے نہ کہیں میری نبوت کا درخت  
یہ وہ پودا ہے جو سرکار کا خود کاشتہ ہے

## ہم اور ہماری اولاد پر فرض

(12) ”ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 132 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 166 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 693 پر)

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی  
جو مسلمانوں کو سلاطین کا پرستار کرے

## کیئر ایکٹر سرٹیفکیٹ

تاریخین کرام! مرزا قادیانی کے خاندان کی انگریز حکومت سے وفاداری کے اعتراف میں برٹش حکومت نے انہیں کئی ایک تعریفی خطوط لکھے۔ ان خطوط کی نقول درج ذیل حوالہ کے عکسی ثبوت میں ضرور ملاحظہ کریں۔

(13) ”سر لیبل گرینفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے اور میں ذیل میں ان چٹھیات حکام بالادست کو درج کرتا ہوں جن میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے۔“

(1)

Translation of Certificate of J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the

British Govt, you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable opportunity offers itself. You must continue to be faithful and devoted subjects as in it lies the satisfaction of the Govt, and welfare. 11.6.1849. Lahore.

نقل مراسلہ (ولسن صاحب) نمبر 352

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہ

عریفہ شاعر بریاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور میں جانب در آمد۔ ما خوب میدانم کہ بلا شک ثنا و خاندان ثنا از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جاں نثار و فاکیش ثابت قدم ماندہ آید و حقوق ثنا دراصل قابل قدر اند۔ بہر نچ تسلی و تسلی دا رید۔ سرکار انگریزی حقوق و خدمات خاندان ثنا ہرگز فراموش نہ خواہد کرد۔ بہوقہ مناسب بر حقوق و خدمات ثنا غور و توجہ کردہ خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جاں نثار سرکار انگریزی بہمانند۔ کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی ثنا متصور است۔

نقطہ: المرقوم 11 جون 1849ء مقام لاہور انارکلی

جناب مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب رئیس قادیان

(ترجمہ اردو): ”میں نے تمہاری درخواست کا بخور جائزہ لیا ہے جس نے مجھے تمہاری اور تمہارے خاندان کی ماضی کی خدمات اور حقوق یاد دلادیے ہیں۔ مجھے بخوبی علم ہے۔ عطا ہونے والی خدمت کے قیام سے لے کر تم اور تمہارا خاندان یقیناً تلخ، وفادار اور ثابت قدم رہا۔ یہ سب ہو اور تمہارے حقوق واقعی قابل لحاظ ہیں۔ تمہیں ہر لحاظ سے پر امید اور مطمئن رہنا



چاہیے کہ حکومت برطانیہ تمہارے خاندانی حقوق اور خدمات کو کبھی فراموش نہیں کرے گی اور جب بھی کوئی سازگار موقع آئے، ان کا خیال کیا جائے گا۔ تم بعینہ سرکار انگریزی کا ہوا خواہ اور جانثار ہو کیونکہ اسی میں سرکار کی خوشنودی اور تمہاری بہبود ہے۔“

بتاریخ: 11 جون، 1849ء

## (2)

Translation of Mr. Robert Casts Certificate

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Qadian

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horses to Govt in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning up to date and thereby gained the favour of Govt. A Khilat worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner a conveyed in his No. 576. Dt. 10th August 1858. this parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

نقل مراسلہ رابرٹ کاسٹ صاحب بہادر کیشنر لاہور تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام  
مرغزی رئیس قادیان بعافیت باشند۔  
از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ 1857ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر  
خواہی و مدد دہی سرکار دولتہ الہ انگریز درباب نگہداشت سواران و بہم رہمانی اسپاں بخوبی بمصنہ

ظہور پہنچی۔ اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا۔ لہذا جلد دے اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے نفع میں دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشا چشمی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری 576 مورخہ 10 اگست 1858ء پروانہ ہذا بابا ظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ: تاریخ 20 ستمبر 1858ء

(3)

Translation of Sir Robert Egerton Financial Commr's:

Murasala dt. 29 June 1876.

My dear friend

Ghulam Qadir,

I have persued your letter of the 2nd instant and deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtaza who was a great well wisher and faithful Chief of Govt.

In consideration of your family services will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and welfare of your family when a favourable opportunity occurs.

نقل مراسلہ فائنل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ

آپ کا خط دو ماہ حال کا لکھا ہوا حضور میں جانے میں گزرا۔

مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔ مرزا

غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔

ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ

وفادار کی، کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔

المرقوم 29 جون 1876ء راقم سررا برٹ ایجنٹن صاحب بہادر فائنل کمشنر پنجاب“

(کشف الغطاء صفحہ 4 تا 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 180 تا 185 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 694 تا 699 پر)

قادیانیت پہ کر سکتا ہے . وہی انتقاد  
منقل جاں میں ہے جس کی شعلہ زن جوش جہاد  
جو رہا ہے عمر بھر زندانی زلف فرنگ  
جس کو انگریزوں نے دی رہ رہ کے اس جذبے کے داد

### ممانعت جہاد کی کتابیں، بے نظیر کارگزاری

(14) ”پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد و تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں، ان سب میں سرکار انگریزی کی الممانعت اور ہمدردی کے لیے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لیے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلادِ شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا، کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں، کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی

سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلادِ شام اور روم وغیرہ بلادِ اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں، میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں، ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحات کے یہ ہیں، جن میں سرکارِ انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے:-

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
1	براہین احمدیہ حصہ سوم	1882ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
2	براہین احمدیہ حصہ چہارم	1884ء	الف سے د تک ایضاً
3	آریہ دھرم (نولس) دربارہ توسیع دفعہ 298	22 ستمبر 1895ء	57 سے 64 تک آخر کتاب
4	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	22 ستمبر 1895ء	1 سے 4 تک آخر کتاب
5	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	22 ستمبر 1895ء	69 سے 72 تک آخر کتاب
6	خط دربارہ توسیع دفعہ 298	21 اکتوبر 1895ء	1 سے 8 تک
7	آئینہ کمالات اسلام	فروری 1893ء	17 سے 20 تک اور 511 سے 528 تک
8	نور الحق حصہ اول (اعلان)	1311ھ	23 سے 54 تک
9	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)	22 ستمبر 1893ء	الف سے ع تک آخر کتاب
10	نور الحق حصہ دوم	1311ھ	49 سے 50 تک
11	سر الخلاف	1312ھ	71 سے 73 تک
12	اتمام الحجہ	1311ھ	25 سے 27 تک

39 سے 42 تک	1311ھ	حماۃ البشری	13
تمام کتاب	25 مئی 1897ء	تخذ قیصریہ	14
153 سے 154 تک	نومبر 1895ء	ست پن	15
283 سے 284 تک آخر کتاب	جنوری 1897ء	انجام آقلم	16
صفحہ 74	مئی 1897ء	سراج منیر	17
صفحہ 4 حاشیہ اور صفحہ 6 شرط چہارم	12 جنوری 1889ء	تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت	18
تمام اشتہار یکطرفہ	27 فروری 1895ء	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کے لیے	19
1 سے 3 تک	24 مئی 1897ء	اشتہار دربارہ سفیر سلطان روم	20
1 سے 4 تک	23 جون 1897ء	اشتہار جلسہ احباب بر جشن جوہلی بمقام قادیان	21
تمام اشتہار یک ورق	7 جون 1897ء	اشتہار جلسہ شکر یہ جشن جوہلی حضرت قیصرہ دام ظلہا	22
صفحہ 10	25 جون 1897ء	اشتہار متعلق بزرگ	23
تمام اشتہار 1 سے 7 تک	10 دسمبر 1894ء	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ مع ترجمہ انگریزی	24

(کتاب البریہ صفحہ 8۵5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 9۵6 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 700 تا 703 پر)

## 20 سالہ بے نظیر خدمات

(15) ”یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم

سے ہم جلتے ہوئے تنور میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو میں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محنت کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 355 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 704 پر)

### لاجواب سروکس

(16) ”میرے اس دعویٰ پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں، دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر سول ملٹری جیسی لاکھ پرچہ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو، تب بھی وہ درونگو ثابت ہوگا۔ (اول) یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے، میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔“

دوسری یہ کہ میں نے کئی کتابیں عربی فارسی تالیف کر کے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی نااندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جو کتابیں عربی و فارسی، روم اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں، وہ کارروائی کیونکر نفاق پر محمول ہو سکتی ہے۔ کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی؟ کیا سول ملٹری گزٹ کے پاس کسی ایسی خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے؟ اگر ہے تو پیش کریں۔ لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیے کی ہے، اس کی نظیر نہیں ملے گی۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 462 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 705 پر)

## شکر گزاری

(17) ”وہ تقریر جو دُعا اور شکر گزاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند میں سنائی گئی جس پر لوگوں نے بڑی خوشی سے آمین کے نعرے مارے، وہ چھ زبانوں میں بیان کی گئی تاہم ہمارے پنجاب کے ملک میں جس قدر مسلمان کسی زبان میں دسترس رکھتے ہیں، اُن تمام زبانوں سے شکر ادا ہو۔ اُن میں سے ایک اُردو میں تقریر تھی جو شکر اور دُعا پر مشتمل تھی جو عام جلسہ میں سنائی گئی اور پھر عربی اور فارسی اور انگریزی اور پنجابی اور پشتو میں تقریریں قلمبند ہو کر پڑھی گئیں۔ اُردو میں اس لیے کہ وہ عدالت کی بولی اور شاہی تجویز کے موافق دفتروں میں رواج یافتہ ہے اور عربی میں اس لیے کہ وہ خدا کی بولی ہے جس سے دُنیا کی تمام زبانیں نکلیں اور جو اُمّ اللانہ اور دُنیا کی تمام زبانوں کی ماں ہے جس میں خدا کی آخری کتاب قرآن شریف خلقت کی ہدایت کے لیے آیا۔ اور فارسی میں اس لیے کہ وہ گذشتہ اسلامی بادشاہوں کی یادگار ہے۔ جنہوں نے اس ملک میں قریباً سات سو برس تک فرمانروائی کی۔ اور انگریزی میں اس لیے کہ وہ ہماری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اس کے معزز ارکان کی زبان ہے جس کے عدل اور احسان کے ہم شکر گزار ہیں۔ اور پنجابی میں اس لیے کہ وہ ہماری مادری زبان ہے جس میں شکر کرنا واجب ہے اور پشتو میں اس لیے کہ وہ ہماری زبان اور فارسی زبان میں ایک برزخ اور سرحدی اقبال کا نشان ہے۔

اسی تقریب پر ایک کتاب شکر گزاری جناب قیصرہ ہند کے لیے تالیف کر کے اور چھاپ کر اُس کا نام تحفہ قیصریہ رکھا گیا اور چند جلدیں اس کی نہایت خوبصورت مجلد کرا کے اُن میں سے ایک حضرت قیصرہ کے حضور میں بھیجنے کے لیے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی اور ایک کتاب بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند روانہ ہوئی اور ایک بحضور جناب نواب لیفٹیننٹ گورنر پنجاب بھیج دی گئی۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 114، 115 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 706، 707 پر)

## خدا تعالیٰ سے عہد

(18) ”میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا بلکہ میں ان کی وفات کے بعد اللہ جلشانہ کی طرف جھک گیا اور ان میں جا ملا جنہوں نے دنیا کا تعلق توڑ دیا اور میرے رب نے

اپنی طرف مجھے کھینچ لیا اور مجھے نیک جگہ دی اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر کمال کیا اور مجھے دنیا کی آلودگیوں اور مکروہات سے نکال کر اپنی مقدس جگہ میں لے آیا اور مجھے اس نے دیا جو کچھ دیا اور مجھے ملہموں اور محدثوں میں سے کر دیا۔ سو میرے پاس دنیا کا مال اور دنیا کے گھوڑے اور دنیا کے سوار تو نہیں تھے بجز اس کے کہ عمدہ گھوڑے قلموں کے مجھ کو عطا کیے گئے اور کلام کے جواہر مجھ کو دیے گئے اور وہ نور مجھ کو عطا ہوا جو مجھے لعنہ شس سے بچاتا اور راست روی کے آثار مجھ پر ظاہر کرتا ہے۔ پس اس الہی اور آسمانی دولت نے مجھے غنی کر دیا اور میرے افلاس کا تدارک کیا اور مجھے روشن کیا اور میری رات کو منور کر دیا اور مجھے منعموں میں داخل کیا۔ سو میں نے چاہا کہ اس مال کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کروں۔ اگرچہ میرے پاس روپیہ اور گھوڑے اور خچر تو نہیں اور نہ میں مالدار ہوں۔ سو میں اس کی مدد کے لیے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اسی زمانہ سے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا جو اس میں احسانات قیصرہ ہند کا ذکر نہ ہو اور نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔“

(نور الحق حصہ اول صفحہ 28، 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 38، 39 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 708، 709 پر)

قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے؟  
ہنس کے بولی آپ ہی کی دلربا سالی ہوں میں

### پچاس الماریاں

(19) ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے



دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“  
(تریاق القلوب صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 155، 156 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 710، 711 پر)

ایں سعادت بزور بازو نیست  
تا نہ بخشد ”انگریز“ بخشندہ

مرزا قادیانی کی تقریباً 100 کے قریب کتب ہیں جس میں اپنی ذات اور اپنے آباو اجداد کی تعریف میں تقریباً نصف سے زیادہ صفحات سیاہ کر دیے ہیں اور بقیہ 1/4 حصہ میں گورنمنٹ برطانیہ کی تعریف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بازاری آوازے، توہین انبیائے کرام، شعائر اسلامی کی اہانت، بزرگان دین کے اقوال میں تحریف، مخالفین کو گالیاں، غیر مذاہب پر غیر شریفانہ جملے اور اپنی نام نہاد وحی والہامات پر خرچ کیے۔ مرزا قادیانی کی ان تمام تصانیف کے لیے ایک عام الماری کا 1/4 حصہ کافی ہے۔ مگر ”سلطان القلم“ کا دعویٰ ہے کہ اس نے انگریز کی اطاعت اور ممانعت جہاد کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اس سے 50 الماریاں بھر سکتی ہیں۔ ہمارا دنیا کے تمام قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ وہ ہمیں مرزا قادیانی کی پچاس الماریوں پر مشتمل کتابوں کی فہرست فراہم کریں، ہم انہیں منہ بولا انعام دیں گے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی قادیانی ہمارا یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کو ثابت کرنا کسی قادیانی کے بس میں نہیں۔ قادیانیوں کے لیے یہ لحوہ فکر یہ ہے!

طوق استعمار مغرب خود کیا زیب گلو  
اور گواہ اس پر ہیں مرزا کی پچاس الماریاں

پچاس ہزار کتابیں، رسائل اور اشتہارات

(20) ”مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی، وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا

شکر گزار اور دعا گو رہے۔“

(ستارہ قیصرہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 712 پر)

## مجھے فخر ہے!

(21) ”یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا، اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیے جو نا فہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔ اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے۔ اس لیے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی! اس مبارک قیصرہ ہند دام ملکہ کو دیرگاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔“

(ستارہ قیصرہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 114، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 713 پر)

## 16 برس سے..... حق واجب ٹھہرا لیا

(22) ”میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی دنیوی طریق پر زندگی نہیں تھی اور نہ اس کے کامل اسباب مہیا تھے۔ تاہم میں نے برابر 16 برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرا لیا

کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کی انجام دہی کے لیے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ، برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے، اس لیے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل پر بد ارادوں سے رکیں بلکہ اپنی سچی شکرگزاری اور ہمدردی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلاویں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 459، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 714 پر)

### 19 برس سے..... اپنا وقت بسر کیا

(23) ”یہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا حال ہے اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے، اس لیے میں ایسے درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں، میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیے اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہیے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا۔ اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں۔“

(کشف الغطاء صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 185 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 715 پر)

### 22 برس سے..... اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے

(24) ”میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ 152 میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں

جہاد کی ممانعت ہو، اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 533 طبع جدید، از حرا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 716 پر)

دنیا کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت  
ہو جس کی نگہ زلزلہ عالم افکار

### سلطنت برطانیہ..... نعمت الہی، نعمت عظمیٰ

(25) ”بلاخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلایق پر وارد ہیں۔ سلطنت مدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الہی کے، اس کا شکر بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہوں گے، اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے، نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔“

(برائین احمدیہ جلد اول تا چہارم صفحہ 140 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 140 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 717 پر)

اور غور کیجیے کہ چودہ سو سال سے جس مسیح کی آمد کی خوش خبری مسلمانوں کے کانوں میں گونج رہی ہے، معاذ اللہ، کیا وہ ایسا ہی مسیح ہے کہ جو صلیب پرستوں اور اسلامی حکومتوں کے دشمنوں کا مداح و ثنا خواں ہو، ان کے شکر اور دعا میں مع اپنی تمام امت کے رطب اللسان ہو، اسلامی حکومتوں کے زوال پر چراغاں کرنے والا ہو، اور مسلمانوں کے قاتلوں کو مبارک باد کے تار دینے والا ہو۔ مسیح کا کام تو کفر کی حکومت کو ختم کرنا ہے، نہ کہ دشمنان اسلام کی تائید اور حمایت کرنا اور ان کی بقا اور ترقی کے لیے دل و جان سے دعا کرنا اور ان کے سایہ کو سایہ رحمت سمجھنا۔

### گورنمنٹ برطانیہ..... ابر رحمت

(26) ”یہ بات قطعی اور فیصلہ شدہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمانان ہند کی محسن ہے کیونکہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے دین اور دنیا دونوں پر مصیبتیں تھیں۔ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ

کو دور سے ابر رحمت کی طرح لایا اور ان مصیبتوں سے اس گورنمنٹ کے عہد دولت نے ایک دم میں ہمیں چھوڑا دیا۔ پس اس گورنمنٹ کا شکر نہ کرنا بد ذاتی ہے اور جو شخص ایسے احسانات دیکھ کر پھر نفاق سے زندگی بسر کرے اور سچے دل سے شکر گزار نہ ہو تو بلاشبہ کافر نعمت ہے۔ ہماری ایمانداری کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم تہ دل سے اقرار کریں کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ ہماری محسن ہے۔ ہم اس گورنمنٹ کے قدم میننت لزوم سے ہزاروں بلاؤں سے بچے اور ہمیں وہ آزادی ملی جس کے ذریعہ سے ہم دین اور دنیا دونوں درست کر سکتے ہیں۔ پس اگر اب بھی ہم اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کے سامنے ناشکرے سمہریں گے۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جن کو میں نے مختلف کتابوں میں شائع کیا اور سولہ برس تک برابر میں اس خدمت کو بجالاتا رہا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 460,459 طبع جدید از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 718,719 پر)

### سلطنت برطانیہ..... باران رحمت

(27) ”یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلیشیہ سے اس کی حکومت اور آرام و حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلایق پر وارد ہیں۔ سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الہی کے، اس کا شکر بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے بے گناہ ہوں گے اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے، کو عین یقین نہ کریں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آگئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لیے ایک الٰہی برکت کا حکم رکھتی ہے جس کے آنے سے سب تکلیفیں ان کی دور ہوئیں اور ہر ایک قسم کی اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر ایک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میری ہوئی۔ کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل لائے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے

ایک بار ان رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔“  
(براہین احمدیہ حصہ اول تا چہارم صفحہ 140، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 140 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 720 پر)

### انگریزی سلطنت، ایک رحمت اور برکت

(28) ”سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کیے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے، تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔“  
(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 709 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 721 پر)

### گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ..... روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ

(29) ”بعد اس کے گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ آیا۔ یہ زمانہ نہایت پُر امن ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم خالصہ قوم کی عملداری کے دنوں کو امن عامہ اور آسائش کے لحاظ سے انگریزی عملداری کی راتوں سے بھی برابر قرار دیں تو یہ بھی ایک ظلم اور خلاف واقعہ ہوگا۔ یہ زمانہ روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ ہے۔ اور آنے والی برکتیں اس کی ابتدائی بہار سے ظاہر ہیں۔“  
(لیکچر لاہور صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 176، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 722 پر)

### برٹش گورنمنٹ میں آسمان، زمین سے نزدیک ہو گیا

(30) ”گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہئے کہ اس ملک میں اور اس کے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے کہ جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھے

ہوا ہے۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہے۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اس کی نظیر نہیں!“

(سراج منیر صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 23، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 723 پر)

### سرکار انگریزی پھل دار درخت کی طرح ہے

(31) ”سرکار انگریزی اس درخت کی طرح ہے جو پھلوں سے لدا ہوا ہو۔ اور ہر ایک شخص جو میوہ چینی کے قواعد کی رعایت سے اس درخت کی طرف ہاتھ لبا کرتا ہے تو کوئی نہ کوئی پھل اس کے ہاتھ میں آ جاتا ہے۔ ہماری بہت سی مرادیں ہیں جن کا مرجع اور مدار خدائے تعالیٰ نے اس گورنمنٹ کو بنا دیا ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ رفتہ رفتہ وہ ساری مرادیں اس مہربان گورنمنٹ سے ہمیں حاصل ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 548 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 724 پر)

### راحت کا جام

(32) ”پینک ہم اس سلطنت برطانیہ کے زیر سایہ پوری آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس حکومت کی مہربانی سے ہمارے اموال، ہماری جانیں، ہماری ملت اور ہماری عزتیں ظالموں کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں۔ پس ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کی مہربانی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ اس نے ہم کو اپنی عمدہ خصال کی وجہ سے راحت کا جام پلایا ہے، تہ دل سے اس کا شکر یہ ادا کریں اور ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم اس کے دشمنوں (مسلمانوں) کو تلواروں کی چمک دکھائیں اور اس کے خلاف نہیں بلکہ اس کی خاطر اپنے غصہ کی آگ کو بھڑکائیں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 417 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 725 پر)

1857ء میں مرزا قادیانی کوئی نا سمجھ طفل نہیں تھا بلکہ بھرپور جوان تھا اور 1857ء

میں انگریزوں نے اپنی کامیابی کے بعد مسلمانوں سے کیا سلوک کیا؟ اس سے وہ ناواقف نہیں

ہوسکتا تھا۔ خاص کر جب ہر طرف ایک ایک درخت کے ساتھ کئی کئی مسلمانوں کی لاشیں لگی ہوتی تھیں۔ اب جس حکومت کو مرزا قادیانی ”خدا کی رحمت“ قرار دیتا تھا، اس کے ماتحت مسلمانوں کی حالت زار بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔

1857ء کی جنگ آزادی میں برصغیر کے عوام کی ناکامی کے بعد تہذیب و تمدن کے علمبرداروں نے تہذیب کو برہنہ کر دیا۔ شرافت کا منہ نوچ لیا۔ حیا کے نقاب کو تار تار کر دیا۔ پردہ پوش خواتین کو گھروں سے نکال کر بالوں سے پکڑ کر عریاں کھینٹے ہوئے گورے نامیوں کے کیمپوں میں پہنچا دیا گیا۔ جس مسلمان کو دیکھا اس کو غدار سمجھ کر سولی پر چڑھا دیا یا توپ دم کر دیا۔ ان نظاروں کو دیکھ کر ظہیر دہلوی نے کہا تھا:

جسے دیکھا حاکم وقت نے کہا یہ بھی قابل دار ہے

1857ء کی جدوجہد آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے جو مظالم کیے، وہ اتنے شدید تھے کہ پورے ہندوستان پر خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ انبالہ سے دہلی تک کوئی درخت ایسا نہ تھا جس پر کسی مسلمان کی لاش نہ لگتی ہو۔

زینت دار بنانا تو کوئی بات نہیں

نعرہ حق کی کوئی اور سزا دیجیے!

ہزاروں بے قصور مسلمانوں کو انگریزوں نے مار ڈالا۔ ان کے بدنوں کو سنگینوں سے چھیدا جاتا تھا۔ مسلمانوں کو بچا کر کے اور زمین سے باندھ کر سر سے پاؤں تک جلتے ہوئے تانبہ کے ٹکڑوں سے بری طرح داغ دیا جاتا اور انہیں سور کی کھالوں میں سی دیا جاتا۔ ہزاروں مسلمان عورتوں نے فوج کے خوف سے کنوؤں میں چھلانگ لگا دی۔ یہاں تک کہ پانی میں ڈوب گئیں۔ جب زندہ عورتوں کو کنوؤں سے نکالنا چاہا تو انہوں نے کہا ہمیں گولیوں سے مار ڈالو، نکالو نہیں، ہم شریف گھروں کی بہو بیٹیاں ہیں۔ ہماری عزت خراب نہ کرو۔ بعض مسلمانوں نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے خودکشی کر لی۔

بقول حضرت مولانا محمد اقبال رنگونی: ”ستوطہ دہلی کے بعد مسلمانوں پر جو گزری ہے

وہ تاریخ میں محفوظ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دور دیکھا ہے۔ وہ اس وقت بچہ نہ تھا کہ اسے کچھ بھی معلوم نہ ہو اور اس کے بعد گزرنے والا ہر دن ہندوستان کے باشندوں بالخصوص مسلمانوں کے لیے قیامت کا منظر بنا ہوا تھا اور قدم قدم پر ہوش رہا اور روح فرسا واقعات رونما



ہور ہے تھے اور یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا جا رہا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا اسی غلامی اور جبر و تسلط کے دور سے تعلق ہے۔ یہ زیادتی اور نا انصافی کا زمانہ ہے مگر ایک مدعی نبوت اس دور غلامی کو رحمت و برکت کا زمانہ بتاتا ہے اور ظالموں و جاہلوں کے قصیدے اور نغمے گا گا کر ملت اسلامیہ کو ان کا غلام رہنے کی تعلیم و تاکید کرتا ہے۔“

13 اپریل 1919ء کو بیساکھی کے روز جلیانوالہ باغ کے احتجاجی جلسہ میں جنرل ڈائر نے نہتے لوگوں پر انگریز سپاہیوں کے کئی دستوں کے ساتھ دھاوا بول دیا۔ جلیانوالہ باغ کو فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور بغیر کسی اختیابہ کے پڑا من عوام پر اندھا دھند گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ نوجوان گولیاں کھا کھا کر گرتے تھے اور ان کی جگہ اور نوجوان آ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے جلیانوالہ باغ میں خون انسانی کی ندیاں بہنے لگیں۔ زخمی تڑپتے اور کراہتے ہوئے نظر آنے لگے، جو لوگ اس آتش بازی سے جاں بچانے کے لیے بھاگے، وہ جلیانوالہ باغ کے کنوئیں میں گر کر جاں بحق ہو گئے۔ جلیانوالہ باغ میں ہر طرف لاشیں بکھری پڑیں تھیں اور کتوں لاشوں سے اٹ گیا تھا۔ ڈائر نے جس وحشت و بربریت کا مظاہرہ کیا، اس نے 1857ء کے میجر ہڈسن اور کرنل نیل کے ظلم و ستم کی داستان خونچکاں کی یاد تازہ کر دی۔ میجر ہڈسن وہ خونخوار بھیڑیا تھا جس نے مغل شہزادوں کے سر کاٹ کر ان کا چلو بھر خون پیا تھا اور ان شہزادوں کے سروں کو ایک طشت میں لگا کر ہندوستان کے آخری مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کی خدمت میں پیش کیا تھا اور کرنل نیل وہ شیطان صفت بد طبیعت وحشی درندہ تھا جس نے 1857ء میں مسلم خواتین کو بے لباس کر کے ان کے لواحقین کو ان سے برا بھلا کرنے پر مجبور کیا تھا اور جب ان مجاہدوں نے انکار کیا تو انھیں بڑی بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں ان شریف زادوں کو وحشی نامیوں کے حوالے کر دیا گیا اور پھر جو ہوا سو ہوا حتیٰ کہ وہ ہمیشہ کی نیند سو گئیں۔

اگر مرزا قادیانی ان ستم رانیوں اور وحشت و بربریت کے باوجود انگریزی سلطنت کو ”رحمت خداوندی“ سمجھتا تھا تو پھر بیچارے چنگیز اور ہلاکو تو خواہ مخواہ میں بدنام ہیں۔ وہ تو انگریز کے مقابلے میں رحمت کے بہت بڑے فرشتے تھے کیونکہ انھوں نے کبھی شریف زادوں کو ہنکا کر کے ان کے لواحقین کو ان سے بدکاری کرنے پر مجبور نہیں کیا تھا حالانکہ وہ کورے وحشی تھے اور ”مہذب“ انگریز کے مقابلے میں تہذیب و تمدن جیسی کوئی چیز ان کے پاس سے نہ

گزری تھی۔ کٹے ہوئے سروں کے مینار، انسانی خون کی بہتی ہوئی ندیاں، کراہتے ہوئے زخمیوں کا ترہنا، بے بس عورتوں کی چیخ و پکار اور جلے ہوئے شہروں کی اڑتی ہوئی راکھ، چنگیز اور ہلاکو کی فوجوں کے دل پسند مناظر تھے لیکن ان کی قتل و غارت کی ساری تاریخ میں ایک واقعہ بھی نہیں جہاں انہوں نے بے بس عورتوں کو برہنہ کر کے ان کے لواحقین کو ان سے فعل بد کرنے پر مجبور کیا ہو لیکن یہ ننگ انسانیت، طغرائے امتیاز صرف اس سلطنت کو حاصل ہوا جو مرزا قادیانی کی نگاہ میں ”رحمت خداوندی“ تھی اور جس کے وہ عمر بھر قصیدے پڑھتا رہا۔ اگر یہ رحمت تھی تو پتہ نہیں لعنت کس کو کہتے ہیں؟

دنیا کی سب سے بڑی مکار، ظالم، اسلام دشمن، حضور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی عزت و ناموس پر ہر روز نئی یورش کرنے والی اور مسلمانوں کے خون سے صدیوں ہوئی کھیلنے والی انگریز حکومت کو، ٹھیک اس وقت جب اس کے ہاتھ ہندوستان کے ہزاروں علما اور مجاہدین حریت کے خون سے رنگین تھے اور اس لمحے جب یہ حکومت اسلام کو صفحہ ہستی سے نابود اور ملت اسلامیہ کے وجود کو ختم کرنے کے لیے پوری مسلم دنیا پر حملہ آور تھی، مرزا قادیانی یہ یقین دلاتا ہے:

### گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور اطاعت کا 60 سالہ درس

(33) ”دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں..... اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے

چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزار ہا روپیہ خرچ کیا گیا مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 190-191 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 726-727 پر)

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی

مجھے بتا تو سہی اور کافر کی کیا ہے؟

## اسلام کو دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت سے ملی

(34) ”ہم اس بات کے گماہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو، دل میں مجھے کچھ کہو، گالیاں نکالو، یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے، سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔“

(تریاق القلوب صفحہ 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 156 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 728 پر)

## حدیثوں سے انگریز سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے

(35) ”یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح حکم ہو کر آئے گا اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر حاکم عام ہوگا۔ جس کا ترجمہ انگریزی میں گورنر جنرل ہے۔ سو یہ گورنری اُس کی زمین کی نہیں ہوگی۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح غربت اور خاکساری سے آوے، سو ایسا ہی وہ ظاہر ہوا۔ تا وہ سب باتیں پوری ہوں جو صحیح بخاری میں ہیں کہ یضع الحرب یعنی وہ مذہبی جنگوں کو موقوف کر دے گا اور اس کا زمانہ امن اور صلح کاری ہوگا۔ جیسا کہ یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے زمانہ میں شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ اور بھیڑیے اپنے حملوں سے باز آئیں گے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک ایسی سلطنت کے زیر سایہ پیدا ہوگا جس کا کام انصاف اور عدل گستری ہوگا۔ سو ان حدیثوں سے صریح اور کھلے طور پر انگریزی سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ مسیح اسی

سلطنت کے ماتحت پیدا ہوا ہے اور یہی سلطنت ہے جو اپنے انصاف سے سانپوں کو بچوں کے ساتھ ایک جگہ جمع کر رہی ہے اور ایسا امن ہے کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا۔ اس لیے مجھے جو میں مسیح موعود ہوں، زمین کی بادشاہت سے کچھ تعلق نہیں۔“

(تزیان القلوب صفحہ 16، 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 144، 145 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 729، 730 پر)

## انگریزی گورنمنٹ بمقابلہ رومی گورنمنٹ

(36) ”جب کوئی موقعہ میرے مخالفوں کو ملا ہے، انہوں نے میرے کچل دینے اور ہلاک کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ہر آگ سے بچایا، اسی طرح جس طرح پر وہ اپنے رسولوں کو بچاتا آیا ہے۔ میں ان واقعات کو مد نظر رکھ کر بڑے زور سے کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ بمراتب اس رومی گورنمنٹ سے بہتر ہے جس کے زمانہ میں مسیح کو دکھ دیا گیا۔ پیلاطوس گورنر جس کے روبرو پہلے مقدمہ پیش ہوا وہ دراصل مسیح کا مرید تھا۔ اور اس کی بیوی بھی مرید تھی۔ اس وجہ سے اس نے مسیح کے خون سے ہاتھ دھوئے مگر باوجود اس کے کہ وہ مرید تھا اور گورنر تھا اس نے اس جرأت سے کام نہ لیا جو کپتان ڈگلس نے دکھائی۔ وہاں بھی مسیح بے گناہ تھا اور یہاں بھی میں بے گناہ تھا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو حق کے لیے ایک جرأت دی ہے۔ پس میں اس جگہ پر مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان پر فرض ہے کہ وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی اطاعت کریں۔ یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکر گزار نہیں ہوتا، وہ خدا تعالیٰ کا شکر بھی نہیں کر سکتا۔ جس قدر آسائش اور آرام اس زمانہ میں حاصل ہے، اس کی نظیر نہیں ملتی۔“

(لیکچر لدھیانہ صفحہ 23، 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 271، 272 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 731، 732 پر)

## رگ وریشہ میں شکر گزاری

(37) ”یہ عاجز صاف اور مختصر لفظوں میں گزارش کرتا ہے کہ باعث اس کے کہ گورنمنٹ

انگریزی کے احسانات میرے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال ہیں، اس لیے نہ کسی تکلف سے بلکہ میرے رگ و ریشہ میں شکر گزاری اس معزز گورنمنٹ کی سہائی ہوئی ہے۔ میرے والد مرحوم کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ ہو نہیں سکتیں۔ جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجلائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھلائی کہ جب تک انسان سچے دل اور تہ دل سے کسی کا خیر خواہ نہ ہو، ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔“

(شہادۃ القرآن صفحہ 82، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 378 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ 733 پر)

## خدا کی پسند

(38) ”جلسہ جوہلی کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو یاد کر کے مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے۔ اور حضور قیصرہ ہندو انگلستان میں شکر گزاری کا ہدیہ گزارے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ میرے لیے خدا نے پسند کیا کہ میں آسمانی کارروائی کے لیے ملکہ معظمہ کی پُر امن حکومت کی پناہ لوں۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور ایسے ملک میں مامور کیا جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کے لیے حضرت قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امان کے ساتھ میں نے اس ملک میں بود و باش کر کے سچائی کو پھیلایا۔ اس کا شکر کرنا میرے پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکر گزاری کے لیے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں، اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔ لیکن میرے لیے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔“

(تحفہ قیصریہ صفحہ 3، مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 255 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 734 پر)

## سچی خیر خواہی

(39) ”جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اُس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ٹکڑے ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔“

(کتاب البریہ صفحہ 14، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 14 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 735 پر)

## سخت جاہل، نادان اور نالائق مسلمان

(40) ”ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پارہے ہیں، وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے، ہرگز نہیں پاسکتے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 510 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 373 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 736 پر)

بروزی ہے نبوت قادیاں کی  
برازی ہے خلافت قادیاں کی  
عداوت حق سے، باطل سے محبت  
ہے اتنی ہی حقیقت قادیاں کی  
نصاری کی پرستش کے سب اسرار  
سکھاتی ہے شریعت قادیاں کی

(مولانا ظفر علی خان)

## گورنمنٹ کی وفاداری

(41) ”ایک اور خاص بات ہے جس کا بیان کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی حضرت صاحب نے بار بار تاکید فرمائی ہے۔ میں نے پچھلے جلسہ پر اس کے متعلق بیان کیا تھا۔ اور وہ گورنمنٹ کی وفاداری ہے۔ اس گورنمنٹ کے ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود کے منہ سے بارہا سنا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ اگر ہم اس کی وفاداری نہ کریں اور اسے مدد نہ دیں تو ہم بڑے ہی بے وفا ہوں گے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی وفاداری ہمیں دل و جان سے کرنی چاہیے۔ میں اگر کسی سے کوئی ایسی بات سنتا ہوں جو گورنمنٹ کے خلاف ہوتی ہے تو کانپ جاتا ہوں۔ کیونکہ اس قسم کی کوئی بات کرنا بہت ہی نمک حرامی ہے۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ اگر یہ گورنمنٹ نہ ہوتی تو نہ معلوم ہمارے لیے کیا کیا مشکلات ہوتیں۔ ابھی چند دنوں کا ہی ذکر ہے کہ ہمارے مالا بار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویشناک ہو گئی تھی۔ ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ ان کے مردے دفن کرنے سے روک دیے گئے۔ چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا۔ تجارت کو بند کر دیا لیکن اس گورنمنٹ نے ایسی مدد کی ہے کہ اگر ہماری اپنی سلطنت بھی ہوتی تو بھی ہم اس سے زیادہ نہ کر سکتے اور وہ یہ کہ گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنا لو لیکن وہاں کاراجہ اس پر بھی باز نہیں آیا اور اس نے یہ سوال اٹھایا کہ یہ زمین تو میری ہے، میں نہیں دیتا اور یہ بھی لکھا کہ خبردار! اگر تم نے اس پر کوئی عمارت بنائی تو سزا پاؤ گے اور یہ بھی کہا کہ تم لوگ حاضر ہو کر بتاؤ کہ کیوں تمہیں بائیکاٹ نہ کر دیا جائے کیونکہ علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ اس پر احمدیوں نے گورنمنٹ کی خدمت میں درخواست دی تو..... ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ حکم دیا کہ اگر اب احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں، ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔ اس طرح کا حکم کسی کے منہ سے نہیں نکل سکتا مگر اسی کے منہ سے جس کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی ہو تو یہ تازہ سلوک اس گورنمنٹ نے تمہارے مالا باری بھائیوں کے ساتھ کیا ہے اور جو کسی کے بھائی پر احسان کرتا ہے، وہ اسی پر کرتا ہے۔ پس جب مالا باری

احمدی ہمارے بھائی ہیں تو ہمیں گورنمنٹ کا کس قدر احسان مند ہونا چاہیے۔ پھر مارشس میں ہمارے ایک مبلغ گئے ہیں جو جہاں لیکچر دینا چاہتے، غیر احمدی بند کروا دیتے۔ آخر انہوں نے گورنمنٹ سے سرکاری ہال کے لیے درخواست کی تو وہاں کے گورنر نے حکم دیا کہ آپ ہفتہ میں تین دن اس ہال میں لیکچر دے سکتے ہیں۔ گویا گورنمنٹ نے ہفتہ کے نصف دن ہمارے مبلغ کو دیے اور نصف اپنے لیے رکھے۔ پس جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو، اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے، تھوڑی ہے۔“

(انوار خلافت، جلد 1، صفحہ 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000)

(صفحہ نمبر 737، 738 پر)

## لعنت

□ ”جو (فحش) کتاب ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی یہ تحریر پڑھتا ہے کہ ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو، کیونکہ یہ لوگ ہمارے (یعنی قادیانی صاحبان کے) محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل، اور سخت نادان، اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں، اس سے زیادہ بے ایمان اور کون فحش ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا مسیح تو کہتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو انگریزوں کی کامیابی کے لیے دعا کرنی چاہیے، اور یہ کہتا ہے کہ دعا کی کیا ضرورت ہے، انگریزوں کو شکست ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ میں تو ایسے احمدی کو لعنتی انسان سمجھتا ہوں، اور میں تو یقین رکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی دعا بہر حال قبول ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا عشا کسی اور بڑی حکمت کے تحت اس دعا کو قبول کرنے کا نہ بھی ہو، تو ابھی اس فحش پر لعنت پڑ جائے گی کیونکہ اس نے اپنے آپ کو اس صف میں کھڑا کیا جو خدا تعالیٰ کے مسیح کے دشمنوں کی ہے۔“

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان جلد 28 نمبر 127 مورخہ 5 جون 1940ء)

## مرزا قادیانی، حرز سلطنت

(42) ”اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات



نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟ غرض میں گورنمنٹ کے لیے بمنزلہ حرز سلطنت ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 69 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 739 پر)

## سلطنت برطانیہ..... امن و راحت کی پناہ گاہ

(43) ”جعل لی السلطنة البرطانية ربوة امن و راحة و مستقرا حسنا فالحمد لله.“

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے میرے لیے سلطنت برطانیہ کو ربوہ، امن و راحت کی پناہ گاہ

بنایا ہے اور یہ ٹھہرنے کی اچھی جگہ ہے اور اس پر خدا کی حمد و ثنا ہے۔“

(حقیقت الوحی، ضمیر، الاستغناء صفحہ 46، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 668، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 740 پر)

## گورنمنٹ برطانیہ کے لیے پناہ اور تعویذ

(44) ”پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا

ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لیے

بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاؤے اور خدا

نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاؤے اور تو ان

میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثل نہیں

اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی، اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔“

(نور الحق صفحہ 33، مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 44، 45 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 741، 742 پر)

## حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے بڑھ کر

(45) ”اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اس امن کے زمانہ سے مشابہت دیں جو

حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں تھا تو یہ زمانہ بلاوجہ اس کا مثل غالب ہوگا۔“  
(ازالہ اوہام صفحہ 58 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 131 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 743 پر)

## اللہ کی قسم!!!

(46) ”اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا اور اس کے ذریعہ سے بڑی بڑی مہربانیاں اور فضل ہم پر کیے۔ ہم نے اس سلطنت کے آنے سے انواع اقسام کی نعمتیں پائیں۔ ہماری قوم نے علم اور تہذیب سیکھی اور بہائم کی زندگی سے نکلتا انہیں نصیب ہوا اور حیوانی جذبوں سے نکل کر انسانی کمالات پر پہنچنا میسر آیا۔ سو ہمیں اس گورنمنٹ کے طفیل امید اور فکر سے بڑھ کر امن اور امان ملا..... اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوئی اور تمہارے یاروں اور دوستوں اور مکانوں کی نسبت خوب سلوک کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری پناہ اور جائے امن ہے۔ اب تم پر اس کے احسان کے حقائق ثابت ہیں..... سو مناسب ہے کہ اس گورنمنٹ کے شکر ادا کرنے میں اور ذکر و تذکرہ میں گونگے اور بیہوش نہ بن جاؤ۔ اس لیے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور شکر سے غفلت کرنا کفران ہے۔ اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سلطنت تمہارے لیے بڑا امن بخش تعویذ ہے اور اس کے ہوتے کسی خود پوش مددگار کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اور حقیقت میں ساری حمدیں خدا کے لیے ہیں جس نے ہمیں ایسا قیصر عطا فرمایا جو ہمارے حال کی خبر گیری اور پرداخت میں کوئی قصور اور کوتاہی نہیں کرتا اور کوشش کرتا ہے کہ ہمیں پستی سے باہر لائے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 542 تا 544 طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 744 تا 746 پر)

## اعتقاد اور یقین

(47) ”اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی۔ بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس

گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لیے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پناہ امن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اسی گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نمک حرام ہیں جو حکام انگریزی کے رو برواؤن کی خوشامدیں کرتے ہیں۔ اُن کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آ کر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے، وہ کافر ہے۔ یاد رکھو، اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے، منافقانہ نہیں ہے۔ وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 148 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 747 پر)

## ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کے سائے میں

(48) ”اعملوا ایہا الاخوان اننا قد نجونا من ایدی الظالمین فی ظل دولہ

ہذہ المکیلۃ..... الی نضرنا فی حکومتہا کنضارہ الارض من ایام التہتان.“

ترجمہ: ”اے بھائیو! جانو کہ ہم نے ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کے سائے میں ظالموں

کے ہاتھوں نجات پائی ہے۔ ہم اس حکومت کے سایہ میں اس طرح سرسبز ہوتے ہیں جیسے

زمین، موسم بہار میں سرسبز ہوتی ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 517 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 517 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 748 پر)

## تکواری

(49) ”ولو لاهیبة سیف سلہ عدل سلطنتہ البرطانیہ لحت الناس علی

سفک دمی.“

ترجمہ: ”اور اس تکواری کی ہیبت نہ ہوتی جو سلطنت برطانیہ نے سونت رکھی ہے تو لوگ

میرا خون کر دیتے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 18 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 749 پر)

## قادیانی تلواری

□ ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری تلواری ہے جس کے مقابلہ میں ان علما کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام، ہم ہر جگہ اپنی تلواری (انگریز) کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔“

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان جلد 6 نمبر 42 صفحہ 9 مورخہ 7 دسمبر 1918ء)

ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ خدا کا

(50) ”ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سے ہمارے لیے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں۔ اس لیے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دُعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے۔“

(شہادۃ القرآن صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 750 پر)

## خدا کا شکر

(51) ”ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقص امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لیے طیار ہیں اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔“

(کتاب البریہ صفحہ 17، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 18 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 751 پر)

۔ اور اک تو ہے کہ تیرا سایہ بھی نجس

## سکون، نہ مکہ میں نہ مدینہ میں

(52) ”میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا، تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے، نہ مدینہ میں، اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔“

(تریاق القلوب صفحہ 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 752 پر)

## مکہ و مدینہ والے میرے لیے درندوں کی طرح ہیں

(53) ”قدیم سے میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں بار بار یہی شائع کیا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہمارے سر پر احسان ہیں کہ اس کے زیر سایہ ہم آزادی سے اپنی خدمت تبلیغ پوری کرتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ظاہری اسباب کی رو سے آپ کے رہنے کے لیے اور بھی ملک ہیں اور اگر آپ اس ملک کو چھوڑ کر مکہ میں یا مدینہ میں یا قسطنطنیہ میں چلے

جائیں تو سب ممالک آپ کے مذہب اور مشرب کے موافق ہیں لیکن اگر میں جاؤں تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ سب لوگ میرے لیے بطور درندوں کے ہیں۔“

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم ضمیرہ صفحہ 128 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 294 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 753 پر)

### مکہ معظمہ سے لندن بہتر! (نعوذ باللہ)

(54) ”میرے خیال میں مذاہب کے پرکھنے اور جانچنے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے کے لیے اس سے بہتر کسی ملک کے باشندوں کو موقع ملنا ممکن نہیں۔ جو ہمارے ملک پنجاب اور ہندوستان کو ملا ہے۔ اس موقع کے حصول کے لیے پہلا فضل خدا تعالیٰ کا گورنمنٹ برطانیہ کا ہمارے اس ملک پر تسلط ہے۔ ہم نہایت ہی ناسپاس اور منکر نعمت ٹھہریں گے۔ اگر ہم سچے دل سے اس محسن گورنمنٹ کا شکر نہ کریں جس کے بابرکت وجود سے ہمیں دعوت اور تبلیغ اسلام کا وہ موقع ملا جو ہم سے پہلے کسی بادشاہ کو بھی نہ مل سکا کیونکہ اس علم دوست گورنمنٹ نے اظہار رائے میں وہ آزادی دی ہے جس کی نظیر اگر کسی اور موجودہ عملداری میں تلاش کرنا چاہیں تو لا حاصل ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہم لندن کے بازاروں میں دین اسلام کی تائید کے لئے وہ وعظ کر سکتے ہیں جس کا خاص مکہ معظمہ میں میرا آنا ہمارے لئے غیر ممکن ہے۔“

(رسالہ معیار المذاہب صفحہ 2، 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 460، 461 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 754، 755 پر)

### مرزا قادیانی کو مسیح اور مہدی ماننے کا نتیجہ؟

(55) ”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔“  
(مجموعہ اشتہارات، جلد دوم صفحہ 196 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 756 پر)

دیا میں اب ہی نہیں تلواری کارگر  
قلم کا ہے

لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں  
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر  
تیغ و تنگ دست مسلمان میں ہے کہاں؟  
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر  
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل  
کہتا ہے کون اس کو مسلمان کی موت مر

ملت اسلامیہ کے لیے ”غلامی“ بہت بری لعنت اور خدا کا بہت بڑا غضب ہے اور  
اس پر قانع ہو جانا گویا عذاب الہی اور لعنت خداوندی پر قناعت کر لینے کے مترادف ہے۔ یہی  
وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوت حق دیتے ہوئے پہلا مطالبہ یہ کیا کہ بنی  
اسرائیل کو اپنی غلامی سے آزاد کر دے تاکہ وہ میرے ساتھ ہو کر آزادانہ توحید الہی کے پرستار رہ  
سکیں اور ان کی مذہبی زندگی کے کسی شعبہ میں بھی جا بجا نہ اور کافرانہ اقتدار حاصل نہ رہ سکے۔  
لیکن یہاں ملاحظہ کیجیے! جھوٹا مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کس فخر کے ساتھ انگریزوں کا  
طوق غلامی اپنے گلے میں ڈالتا ہے۔ حیف..... صد حیف!!!

### قادیانی بیعت کی شرط

(56) ”اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے  
ثبوت پیش کیے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں  
اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول  
ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔“

(کتاب البریہ صفحہ ۹ مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 10 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 757 پر)

جرنیا انگریز کی غلامی کو رحمت اور نعمت قرار دیتا ہو، اس کی تعلیمات میں (امن حیث

القوم) مسلمانوں کو درپیش مسائل کا حل تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے ”چیل کے گھونسلے میں

ماں“ تلاش کرنا۔ حضور نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو حکومت، طاقت، شجاعت اور غیرت عطا کی لیکن چودھویں صدی کے ”بناہستی انگریزی نبی“ نے تمام عمر قوم کو غلامی کا درس دیا۔ اگر مرزا قادیانی کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا درد ہوتا تو وہ کبھی اپنی قوم کو اغیار کی غلامی کا سبق نہ پڑھاتا۔ لیکن وہ تو تمام عمر منارہ المسیح اور بہشتی مقبرہ کی آڑ میں دولت اکٹھی کرنے کی فکر میں سرگرداں رہا۔ قوم کی فکر تھی ہی کب اور ہوتی بھی تو کیونکر؟ اس نبوت کو کس چیز سے تعبیر کیا جائے جو قوم کی غلامی کی زنجیروں کو اور زیادہ مضبوط کر لے۔

### قادیانی جماعت کے لیے ضروری نصیحت

(57) ”چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں، جن سے بغاوت کی بو آتی ہے، بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا، اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو، جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں، جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے، نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں، جو قریباً سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرنا آیا ہوں، یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں، کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ ان کی ظل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجے سے محفوظ ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 708 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 758 پر)

### قادیانی اصول، ہدایتیں اور تعلیم

(58) ”اب میں نے جو کچھ میرے اصول اور ہدایتیں اور تعلیم تھی۔ سب گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ظاہر کر دیں۔ میری ہدایتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ صلح کاری اور غریبی سے زندگی بسر کرو اور جس گورنمنٹ کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ اس کے سچے خیر خواہ



اور تابعدار ہو جاؤ۔ نہ نفاق اور دنیا داری سے۔ آخر دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دمام اقبالہا کا اقبال دن بدن بڑھاوے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم سچے دل سے اس کے تابعدار اور امن پسند انسان ہوں۔ آمین!

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان 27 دسمبر 1898ء  
(کشف الغطاء صفحہ 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 213 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 759 پر)

### قادیانی مذہب اور عقیدہ

(59) ”میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ابتدا سے آج تک، وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی اور میں نے ہزار ہا روپیہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے ان میں جا بجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی چاہیے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بدذاتی ہے اور میں نے ایسی کتابوں کو نہ صرف برٹش انڈیا میں پھیلایا ہے بلکہ عرب اور شام اور مصر اور روم اور افغانستان اور دیگر اسلامی بلاد میں محض لٹی نیت سے شائع کیا ہے نہ اس خیال سے کہ یہ گورنمنٹ میری تعظیم کرے یا مجھے انعام دے کیونکہ یہ میرا مذہب اور میرا عقیدہ ہے جس کا شائع کرنا میرے پر حق واجب تھا۔“

(انجام آختم صفحہ 68 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 68، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 760 پر)

### ہر قادیانی کا عقیدہ

(60) ”آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے، جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر ایک شخص، جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو سچ موجد مانتا ہے، اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے کیونکہ مسیح آچکا۔ خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا

سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیر، صفحہ 6، 7، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 28، 29 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 761، 762 پر)

مرزا قادیانی کے تمام الہامات، ملفوظات اور تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ غلامی پر قناعت کرو اور دن رات انگریزی حکومت کے گن گاتے رہو۔

پلی ہے مغربی تہذیب کے آغوشِ عشرت میں  
نبوت بھی رسی ہے پیمبر بھی رسیلا ہے  
نصاری کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا  
اور ابطالِ جہاد انجام مقصد کا وسیلا ہے

### حق بات کو ظاہر کرنا فرض ہے

(61) ”میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اُس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے، بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلا یا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت ان کی محسن ہے، سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیے کہ وفاداری کے ساتھ اس کی شکرگزاری کرنی چاہیے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہو گے اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔“

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں ان لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے محروم ہیں۔ یہ عاقبت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور پھیلنے سے ہم کو ہمارے خیر خواہوں کو بھی اطلاع ہو گئی ہے۔ ہمارے خیر خواہوں نے کبھی نہیں چاہا کہ ان کو اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی توقع سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ

خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی۔  
اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔“

(کتاب البریہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 340، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 763 پر)

جو نبوت قوم کے افراد کو آغوش غلامی میں سلانے کی کوشش کرے، انہیں مفلوج اور  
مجہول بنانے کی راہ پر گامزن ہو، انہیں مسلسل غلامی کے ”فضائل“ یاد کروائے، وہ نبوت قوم  
کے لئے برگِ حشیش نہیں تو اور کیا ہے؟

وہ نبوت ہے مسلمان کے لیے برگِ حشیش  
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

### ہمارا فرض ہے

(62) ”بے شک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں  
اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی طیار ہوں۔“

(ابلاغ صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 400 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 764 پر)

### قادیانی جماعت..... انگریز کی وفادار جماعت

(63) ”جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی مجلس  
اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر  
مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لیے ایک وفادار فوج ہے، جن کا ظاہر باطن،  
گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔“

(ستارہ قیصریہ صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 264 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 765 پر)

چڑھتے ہوئے سورج کے پجاری ذرا سن لیں  
سورج کسی سر پہ کبھی سایہ نہیں کرتا

## انگریز کی نمک پروردہ جماعت

(64) ”غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مہر احم گورنمنٹ ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 20، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 766 پر)

## مسلمانوں کی جاسوسی

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں میں یہ بحث چھڑ گئی چونکہ مسلمانوں کی اسلامی حکومت ختم ہو گئی ہے اور ہندوستان پر انگریز قابض ہو گیا ہے، اب شرعی لحاظ سے ہندوستان کی حیثیت کیا ہے؟ دارالحرب یا دارالسلام؟ اگر دارالحرب ہے تو اب مسلمانوں پر (شرائط نماز جمعہ پوری نہ ہونے کی وجہ سے) نماز جمعہ فرض نہ رہا اور اگر دارالسلام ہے تو نماز جمعہ کی فرضیت بدستور قائم ہے۔ یہ بحث کچھ عرصہ چلتی رہی۔ بعد ازاں یہ قرار پایا کہ نماز جمعہ بھی ادا کیا جائے اور نماز ظہر بھی پوری پڑھی جائے۔ بعض لوگوں نے جمعہ کے روز نماز ظہر کو ترک کر دیا تھا اور بعض لوگ صرف نماز ظہر پڑھتے تھے۔ جن لوگوں کی یہ رائے تھی کہ ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ اب فرض نہیں رہی اور صرف نماز ظہر ہی پڑھنی چاہیے، انگریز بہادر کے نزدیک ایسے تمام مسلمان حکومت کے باغی تھے۔ انگریز کے محکمہ جاسوسی کا فرض تھا کہ ایسے لوگوں پر گہری نظر رکھے تاکہ مستقبل میں وہ اکٹھے اور منظم ہو کر حکومت کے لیے کوئی مشکلات پیدا نہ کریں۔ حکومت کے ایسے باغیوں کی نشاندہی کے لیے مرزا قادیانی نے یہ ڈیوٹی اپنے ذمہ لی۔ اس سلسلہ میں اس نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں گورنمنٹ برطانیہ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ مسلمان حکومت کے ساتھ باغیانہ رویہ رکھتے ہیں۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ جو لوگ نماز جمعہ نہیں پڑھتے، وہ سرکاری باغی اور ”دہشت گرد“ سمجھے جائیں۔ اس ”نیک“ کام کے لیے مرزا قادیانی نے باقاعدہ ایک گوشوارہ تیار کر کے

ہندوستان بھر میں اپنے تمام مریدوں میں تقسیم کیا اور حکم دیا کہ وہ اس گوشوارہ میں ایسے تمام مسلمانوں کے کوائف درج کر کے قادیان بھجوائیں جو اپنے اپنے علاقوں میں نماز جمعہ کے لیے مسجد نہیں آتے تاکہ باغیوں کے یہ نام انگریز بہادر کی خدمت میں پیش کر کے وہ اس کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکے۔ اب آپ اس اشتہار کی عبارت ملاحظہ فرمائیں جو مسلمانوں کی جاسوسی کی غرض سے مرزا قادیانی نے شائع کر کے اپنے مریدوں میں تقسیم کیا:

(۱۶۵) ”قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے ایسے نا فہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا کہ تا اس میں اُن ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں، جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لیے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کیے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریر پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے، وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے

نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اُس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی اور بالفضل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ صرف اطلاع دعویٰ کے طور پر ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام درج نہیں فقط یہی مضمون درج ہے، ہمراہ درخواست بھیجا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ و نشان یہ ہیں:

نمبر شمار	نام معہ لقب و عہدہ	سکونت	ضلع	کیفیت

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 555 تا 557 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 767 تا 769 پر)  
 آنجنابی مرزا قادیانی مسلمانوں کے خلاف انگریز کے لیے جاسوسی کا کام "مفت"  
 نہیں کرتا تھا بلکہ وہ ان خدمات کے لیے ہماری معاوضہ حاصل کرتا تھا۔ اس سلسلہ میں مرزا

قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی کتاب ”سیرۃ الہدی“ میں لکھتا ہے:

### پڑاسرار منی آرڈر

(66) ”مرزا دین محمد صاحب ساکن ننگروال ضلع گورداسپور نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود نے مجھے صبح کے قریب جگایا اور فرمایا کہ مجھے ایک خواب آیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا خواب ہے؟ فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ میرے تخت پوش کے چاروں طرف نمک پختا ہوا ہے۔ میں نے تعبیر پوچھی تو کتاب دیکھ کر فرمایا کہ کہیں سے بہت سا روپیہ آئے گا۔ اس کے بعد میں چار دن یہاں رہا۔ میرے سامنے ایک منی آرڈر آیا، جس میں ہزار سے زائد روپیہ تھا۔ مجھے اصل رقم یاد نہیں۔ جب مجھے خواب سنائی تو ملاوٹ اور شرٹ پت کو بھی بلا کر سنائی۔ جب منی آرڈر آیا تو ملاوٹ و شرٹ پت کو بلایا اور فرمایا کہ لو بھیجی یہ منی آرڈر آیا ہے، جا کر ڈاکخانہ سے لے آؤ۔ ہم نے دیکھا تو منی آرڈر بھیجنے والا کا پتہ اس پر درج نہیں تھا۔ حضرت صاحب کو بھی پتہ نہیں لگا کہ کس نے بھیجا ہے۔“

(سیرت الہدی جلد سوم صفحہ 101, 102 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 770, 771 پر)

مرزا بشیر احمد کی مذکورہ روایت کے مطابق مرزا قادیانی کو ایک ہزار روپے سے زائد کا منی آرڈر موصول ہوا۔ اگر اسے ہزار روپے بھی سمجھ لیا جائے تو آج کے تقریباً 64 لاکھ روپے بنتے ہیں۔ میں نے یہ حساب اس طرح لگایا ہے کہ مرزا بشیر احمد ایم اے کے مطابق اس زمانے میں ایک روپیہ کا سولہ کلو گوشت آتا تھا۔ (سیرت الہدی جلد اول صفحہ 182 از مرزا بشیر احمد ایم اے) آج کل گوشت 400 روپے فی کلو ہے۔ اس حساب سے سولہ کلو گوشت 6 ہزار 4 سو روپے مالیت کا بنتا ہے اور 6 ہزار 4 سو کو ایک ہزار سے ضرب دی جائے تو 64 لاکھ بنتا ہے۔ اس دور میں انگریز کے علاوہ ایسا کون نھی تھا جو مرزا قادیانی کو اس کی ”خصوصی خدمات“ کے عوض 64 لاکھ روپے دے اور اپنا نام بھی پوشیدہ رکھے؟

قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ بتائیں کہ رقم بھیجنے والا کون تھا اور اس نے یہ رقم

کس مقصد کے لیے بھیجی؟؟؟

۔ وہ جو کہتے ہیں بسائے ہیں چمن ہزاروں ہم نے  
ان سے پوچھو کہ اجاڑے ہیں گلستاں کتنے؟

### سچا منبر

(67) ”درخواست بکھور نواب گورنر جنرل و وائسرائے کشور ہند بالقابہ بمراد منظوری تعطیل جمعہ: یہ عرضداشت مسلمانان برٹش انڈیا کی طرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں، بکھور جناب گورنر جنرل ہند دامت اقبالہ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ ناگورنمنٹ عالیہ معروضات ذیل پر توجہ فرما کر تمام برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے لیے جمعہ کی تعطیل منظور فرما دے۔ وجوہات عرضداشت یہ ہیں.....“

یہ کہ تمام نیک دل اور پاک طبع مسلمان جو گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ ہیں، التزام جمعہ کی رسم کو اس محسن گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی اور دلی وفاداری کے لیے ایک علامت ٹھہراتے ہیں۔ مگر بعض دوسرے نالائق نام کے مسلمان جن کی تعداد قلیل ہے، اس ملک برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دے کر اپنے خود تراشیدہ خیالات کے زو سے جمعہ کی فرضیت سے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا گمان ہے جو برٹش انڈیا دارالحرب ہے اور دارالحرب میں جمعہ فرض نہیں رہتا۔ پس کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے بد باطن کمال صفائی سے شناخت کیے جائیں گے۔ کیونکہ اگر باوجود تعطیل کے پھر بھی وہ جمعہ کی نمازوں میں حاضر نہ ہوئے تو یہ بات کھل جائے گی کہ درحقیقت وہ نالائق اس گورنمنٹ کے ملک کو دارالحرب ہی قرار دیتے ہیں۔ تبھی تو جمعہ کی پابندی سے عہد اگریز کرتے ہیں۔ سو اس صورت میں یہ مبارک دن نہ صرف مسلمانوں کی عبادات خاصہ کا ایک دن ہوگا بلکہ گورنمنٹ کے لیے بھی ایک سچے منبر کا کام دے گا اور ایک معیار کی طرح کھرے اور کھوٹے میں فرق کر کے دکھلاتا رہے گا۔ چنانچہ اس درخواست پر بھی صرف انہیں سچے خیر خواہوں کے دستخط درج ہیں جو اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دیتے۔ اور دلی سچائی سے گورنمنٹ کی حکومت کو قبول کر لیا ہے اور اپنے لیے سراسر برکت اور رحمت سمجھا ہے اور کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے لوگ جو غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں، اثر پذیر بھی ہوں گے اور گورنمنٹ کے دلی خیر خواہ بہت ترقی پذیر ہوں گے اور بد



باطن تارک الجموعہ بڑی آسانی سے شناخت کیے جائیں گے۔ یہ بات دوبارہ گورنمنٹ کو یاد دلائی جاتی ہے کہ ایک جمعہ ہی مسلمانوں میں اس بات کی علامت ہے کہ کون شخص اس ملک گورنمنٹ کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور کون اس کی نفی کرتا ہے۔ سو جو شخص گورنمنٹ برطانیہ کی رعیت ہو کر جمعہ کی فرضیت کا قائل ہے اور اس کا ترک کرنا معصیت سمجھتا ہے، وہ ہرگز اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دے گا اور سچے دل سے گورنمنٹ کا خیر خواہ ہوگا لیکن جو شخص برٹش انڈیا میں جمعہ کی فرضیت کا منکر ہے، وہ در پردہ اس ملک کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور سچا خیر خواہ نہیں۔ سو جمعہ ان دونوں فریقوں کے پرکھنے کے لیے ایک معیار ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 551، 552 طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 772، 773 پر)

### جمعہ کے خطبات میں انگریز کا شکر یہ

(68) ”ہم رعایا کی یہ بھی تمنا ہے کہ جس طرح اسلامی ریاستوں میں ان سلاطین کا شکر کے ساتھ خطبہ میں ذکر ہوتا ہے جو مذہبی امور میں قرآن کے منشا کے موافق مسلمانوں کو آزادی دیتے ہیں۔ ہم بھی جمعہ کی تعطیل کے شکر یہ میں اور بلاد کے مسلمانوں کی طرح یہ دائمی شکر جمعہ کے ممبروں پر اپنا وظیفہ کر لیں کہ سرکار انگریزی نے علاوہ اور مراحم اور الطاف کے ہم پر یہ بھی عنایت کی نظر کی جو ہمارے دینی عظیم الشان دن کو جو مدت سے اس ملک برٹش انڈیا میں مردہ کی طرح پڑا تھا، پھرتے سرے سے زندہ کر دیا۔ سو بلاشبہ یہ ایسا احسان ہوگا کہ مسلمانوں کی ذریت کبھی اس کو فراموش نہیں کرے گی اور اسلامی تاریخ میں ہمیشہ عزت کے ساتھ یہ شکر ادا کیا جائے گا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 553 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 774 پر)

### انگریز کے لیے چندہ

(69) ”ہم نے اس مبارک عید کے موقع پر گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کر کے اپنی جماعت کو جو اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتی اور دیگر لوگوں کی طرح منافقانہ زندگی بسر کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہے، توجہ دلائی کہ سب لوگ تہ دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے لیے دُعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جنگ میں جو ٹرینسوال میں ہو رہی ہے، فتح عظیم بخشے اور نیز یہ بھی کہا کہ حق اللہ کے بعد اسلام کا اعظم ترین فرض ہمدردی خلاق ہے اور بالخصوص ایسی مہربان گورنمنٹ کے خادموں سے ہمدردی کرنا کارِ ثواب ہے جو ہماری جانوں اور مالوں اور سب سے بڑھ کر ہمارے دین کی محافظ ہے۔ اس لیے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں ہیں، اپنی توفیق اور مقدر کے موافق سرکارِ برطانیہ کے ان زخمیوں کے واسطے جو جنگ ٹرینسوال میں مجروح ہوئے ہیں، چندہ دیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار پتہ اپنی جماعت کے لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر ایک شہر میں فہرست کھل کر کے اور چندہ کو وصول کر کے یکم مارچ سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کے پاس بمقام قادیان بھیج دیں کیونکہ یہ ڈیوٹی ان کے سپرد کی گئی ہے۔ جب آپ کا روپیہ مع فہرستوں کے آجائے گا تو اس فہرست چندہ کو اس رپورٹ میں درج کیا جائے گا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ہماری جماعت اس کام کو ضروری سمجھ کر بہت جلد اس کی تکمیل کرے۔ والسلام، راقم، مرزا غلام احمد از قادیان، 10 فروری 1900ء۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 363، 364 طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 775، 776 پر)

## تنگ ظرف لوگ

(70) ”میں ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اس قدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے حملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لا کر گورنمنٹ سے ان کو سزا دلائی جائے یا ان سے کینہ رکھا جائے بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہیے۔ اسی وجہ سے جب عام مسلمانوں نے مصنف کتاب ”امہات المؤمنین“ کے سزا دلانے کے لیے انجمن حمایت اسلام کے ذریعے سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجے تو میں نے ان سے اتفاق نہیں کیا بلکہ ان کے برخلاف میموریل بھیجا اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر کوئی رنج و دہ امر پیش آوے تو اسلام کا اصول غنوا اور درگزر ہے۔ قرآن ہمیں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت لفظوں سے تمہیں تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک مت پہنچو اور صبر اور اخلاق سے کام لو۔ قرآن نے ہمیں صاف کہا ہے کہ عیسائیوں

سے محبت اور خلق سے پیش آؤ اور نیکی کرو۔“

(کشف الغطاء صفحہ 10, 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 186, 187 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 777, 778 پر)

### طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو

(71) ”یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شامی مذہب ہے۔ لہذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں، اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر ان کو باز پرس کرے تو ہم کس قدر باز پرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔“

(البلاغ صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 392 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 779 پر)

### میرا مدعا

(72) ”گذشتہ دنوں میں، میں نے بھی مسلمانوں میں ایسی تحریروں سے ایک جوش دیکھ کر چند دفعہ ایسی تحریریں شائع کی تھیں جن میں ان سخت کتابوں کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ ان تحریروں سے میرا مدعا یہ تھا کہ عوض معاوضہ کی صورت دیکھ کر مسلمانوں کا جوش رک جائے۔ سو اگرچہ اس حکمت عملی کی تحریروں سے مسلمانوں کو فائدہ تو ہوا اور وہ ایسے رنگ کا جواب پا کر ٹھنڈے ہو گئے۔“

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم صفحہ 250، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 780 پر)

## قادیانی حکمت عملی؟؟؟

(73) ”اب میں اپنی گورنمنٹ محنت کی خدمت میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو میں برس کا زمانہ ہے، ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں۔ اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ ”نور افشاں“ میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے، نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں..... تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے، ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تا سرچشمہ الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابلہ ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی، چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کائناتش نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں، ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔ اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزار ہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے، یکدم ان کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ ہاں ہم میری تحریر پادریوں کے مقابل پر

بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اُس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دُودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت ﷺ سے پہلے ہو چکے ہیں، ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں۔ جس کی تفصیل کے لیے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا، یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔“

(تریاق القلوب صفحہ 361 تا 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 489 تا 491 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 781 تا 783 پر)

1927ء میں لاہور کے ایک ہندو پبلشر راجپال نے دنیا کی عظیم ترین، پاکیزہ ترین

ہستی، محبوبہ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ایک نہایت دلاؤ دار کتاب شائع کی جس میں آپ ﷺ کی ذات گرامی کی بے حد توہین کی گئی تھی۔ اس کتاب کی اشاعت پر پورے عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ اس گستاخی کو برداشت نہ کرتے ہوئے ایک محبت رسول غازی علم الدین شہید نے 16 اپریل 1929ء کو لٹھوں راجپال کو قتل کر دیا۔ غازی علم الدین شہید کے اس کارنامے کو پوری ملت اسلامیہ نے سراہا۔ لیکن قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے اس واقعہ کی ناصر مذمت کی بلکہ راجپال کے خاندان کے ساتھ تعویض بھی کی۔ مرزا بشیر الدین نے اپنی ایک تقریر میں کہا:

وہ نبی بھی کیسا نبی ہے؟

(74) 'اسی طرح اس قوم کا جس کے جو شیلے آدمی قتل کرتے ہیں، خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ

سے ہی وہ ایسا کریں، فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار برأت کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعہ نہیں ہو سکتی، وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون سے ہاتھ رچھنے پڑیں، جس کے بچانے کے لیے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لیے قتل کرنا جائز ہے، سخت نادانی ہے.....

وہ لوگ (غازی علم الدین شہید، ناقل) جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں، وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے، وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ میرے نزدیک تو اگر یہی شخص (راج پان کا) قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے پاس جاوے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو تمہیں اب ملے گی ہی، لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے، تمہیں چاہیے، خدا سے صلح کر لو۔ اس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اسے (غازی علم الدین شہید کو) بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔“

(خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان جلد 16، نمبر 82، صفحہ 9، 8، مورخہ 19 اپریل 1929ء)

(عکس صفحہ نمبر 784 پر)

دیکھ اپنی صفوں میں کھڑے رشدی کے مقلد

ابلیس کو ٹھہراتا ہے کیا مورد الزام

غرض کہ یہ قادیانی اصول قرار پایا کہ رسول اللہ ﷺ یا اہل بیت کی شان میں خواہ کتنی ہی بے ادبی اور گستاخی کی جائے، ضبط و تحمل سے کام لیا جائے، آف تک نہ کی جائے اور اگر کوئی اس سلسلہ میں غیرت ایمانی میں اپنی جان پر کھیل جائے تو اس کو اور اس کے ہمدردوں کو مجرم گردان کر مٹھوایا گیا جائے..... لیکن مرزا قادیانی اور ان کے خاندان کے بارے میں یہ اصول بالکل الٹ گیا اور قرار پایا کہ قانونی چارہ جوئی کی جائے اور اگر جان بھی لی جائے تو اس کی تائید و تحسین کی جائے۔

### قادیانی عہد

□ ”جماعت احمدیہ کو اس کے مخالفین خواہ کتنا ہی غلطی خوردہ سمجھیں، گمراہ قرار دیں، لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ جماعت حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو خدا کا سچا

رسول اور نبی یقین کرتی ہے اور اس کا ہر ایک فرد سب سے اول دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اعلان کرتا ہوا جہاں یہ اقرار کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم اور آپ کے احکام کے مقابلے میں وہ ساری دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے کہ آپ کی حرمت اور آپ کی تقدیس کے لیے اگر اپنی جان بھی دینا پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا۔“  
(روزنامہ الفضل قادیان جلد 17 نمبر 80 صفحہ 3 مورخہ 15 اپریل 1930ء)

### خون کا آخری قطرہ

□ ”سب سے پہلی اور مقدم چیز جس کے لیے ہر احمدی کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہیں کرنا چاہیے وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور سلسلہ (قادیانیت) کی جگہ ہے۔“  
(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان جلد 23 نمبر 43 صفحہ 5 مورخہ 20 اگست 1935ء)

### حرامی اور بدکار آدمی

(75) ”بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے، یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔“  
(شہادت القرآن صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 785 پر)

### گورنمنٹ انگریزی کا رزق مقسوم

(76) ”تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں ... مضمون کی

بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے، اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی، عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی؟ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شانگلی اور حسن انتظام کے زو سے ترجیح ہو، اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے، گو وہ کسی گورنمنٹ میں پائی جائے۔ الحکمة ضالة المؤمن الخ۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے، اس کے ظل حمایت میں باسن و آسائش رہ کر اپنا رزق مقسوم کھاوے۔ اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اس کے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکر نہ بجلاوے۔“

(براہین احمدیہ حصہ اول تا چہارم صفحہ 2، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 316 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 786 پر)

### بندوق کا جہاد؟

(77) ”جنگ سے مراد کوار، بندوق کا جنگ نہیں۔ کیونکہ یہ تو سراسر نادانی اور خلاف ہدایت قرآن ہے جو دین کے پھیلانے کے لیے جنگ کیا جائے، اس جگہ جنگ سے ہماری مراد زبانی مباحثات ہیں جو نرمی اور انصاف اور معقولیت کی پابندی کے ساتھ کیے جاتے ہیں۔ ورنہ ہم ان تمام مذہبی جنگوں کے سخت مخالف ہیں جو جہاد کے طور پر کوار سے کیے جاتے ہیں۔“  
(تریاق القلوب صفحہ 2، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 130 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 787 پر)

سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے  
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے

### دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

(78) ”اب چھوڑ دو جہاد کا اسے دوستو خیال  
وہیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال



اب آگیا مسج جو دین کا امام ہے  
 دین کے لیے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے  
 اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے  
 اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے  
 دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد  
 منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(تحفہ گولڈیہ ضمیر صفحہ 42، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 77، 78 از مرزا قادیانی)  
 (عکس صفحہ نمبر 788، 789 پر)

نامور ادیب اور دانشور جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:  
 ”اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے تلوار چلانا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ  
 میں بھی ممنوع تھا (“لا اکراہ فی الدین”) اور آج بھی ممنوع ہے اور اسلام کی حمایت اور  
 حفاظت کے لیے تلوار اٹھانا، ابتدائے اسلام میں بھی جائز تھا، آج بھی جائز ہے اور قیامت  
 تک جائز رہے گا۔ مرزا قادیانی سے جو غلطی دانستہ یا نادانستہ طور پر سرزد ہوئی، وہ یہ تھی کہ اس  
 نے اسلامی جہاد کے غلط معنی دنیا کے سامنے پیش کیے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اسے دوشو خیال  
 دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال  
 ان دونوں معرعوں میں جو لفظ ”اب“ آیا ہے اگرچہ ادبی زاویے نگاہ سے اس کی  
 تکرار بہت مذموم ہے لیکن مرزا قادیانی کی، اسلام سے ناواقفیت کا ثبوت دینے کے لیے بہت  
 کافی ہے یعنی ان کا مطلب یہ ہے کہ دین کے لیے جنگ و قتال پہلے جائز تھا اب جائز نہیں  
 ہے۔ کس قدر عظیم الشان مغالطہ ہے جو اس نے دنیا کو دیا! کاش اسے تاریخ و فلسفہ اسلام سے  
 واقفیت ہوتی! دین کی اشاعت کے لیے جہاد کرنا پہلے کب جائز تھا؟ جو تم آج ناجائز قرار  
 دے رہے ہو؟ اسلام پہلے کب بزور شمشیر پھیلا یا گیا جو آج تم ماصح مشفق بن کر اس کی  
 ممانعت کر رہے ہو؟ اگر جوع الارض کو تسکین دینے کے لیے یا ملوکیت اور شہنشاہیت قائم  
 کرنے کے لیے یا بے گناہ اقوام کو غلام بنانے کے لیے جہاد کیا جائے تو وہ جہاد ہی کب ہے؟  
 وہ تو غارت گری ہے۔ خود علامہ اقبال فرماتے ہیں:

جنگ شایان جہاں غارت گری است .

جنگ مومن سب پنہیری است

تعب ہوتا ہے تعلیم یافتہ قادیانی حضرات پر کہ یہ لوگ کیونکر اس سفسطہ کا شکار ہو سکتے ہیں؟ کیا قادیانیوں میں کوئی ایسا روشن خیال انسان نہیں جو اسلامی فلسفہ و تاریخ کا مطالعہ کر کے اس مغالطہ کی دلدل سے باہر نکل سکے؟ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو سکتی ہے کہ اسلام میں جہاد کا معنی اور مفہوم کیا ہے؟ جنگ اور قتال اگر اس کا محرک ہوں ملک گیری اور استعماری حکمت عملی ہو تو یہ بات اسلام میں کبھی بھی جائز نہ تھی۔ پھر مرزا قادیانی اپنے اس ”الہامی شعر“ میں کس چیز کو حرام قرار دے رہا ہے؟ اسی بات کو نا جو پہلے ہی سے حرام ہے تو حرام کو حرام قرار دینا یہ کون سی دانشمندی ہے؟ اور اگر ان کا مطلب یہ ہے کہ خطرہ کے وقت بھی مسلمانوں کا اپنے مذہب کی حمایت میں تلوار اٹھانا حرام ہے تو وہ مذہب اسلام سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دے رہا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سے قادیانی حضرات جو صورت پسند کریں اختیار فرمائیں مرزا قادیانی کی علمی اور مذہبی پوزیشن بہر حال متزلزل ہو جائے گی۔ اگر پہلی صورت صحیح ہے تو مرزا قادیانی مغالطہ کا مرتکب ثابت ہوا اور دوسری صورت کو تسلیم کیا جائے تو اسلام کے اصولوں سے کورا نظر آتا ہے۔

اسی لیے حکیم الامت علامہ اقبال نے مسلمانوں کو مرزا قادیانی اور مرزائیت دونوں کی غلط تعلیمات سے محفوظ کر لینے کے لیے اسرار خودی میں اس حقیقت کو آشکار فرما دیا ہے کہ اسلام میں جہاد کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان کی زندگی کا مقصد وحید اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور اگر کوئی طاقت مسلمان کو اس کے اس مذہبی فریضہ کی تکمیل سے باز رکھنا چاہے یا اس میں مزاحمت کرے تو وہ حق و صداقت کی حمایت میں تلوار اٹھا سکتا ہے۔ لیکن وہ جہاد جس کا مقصد جوع الارض ہو، تسخیر ممالک ہو یا قتل و غارت گری ہو اسلام میں بالکل حرام ہے۔ چنانچہ علامہ فرماتے ہیں:

ہر کہ فخر بہر غیر اللہ کشید

تغ او در سینہ او آرمید

اب جو شخص بھی مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا شعر کو پڑھے گا وہ لامحالہ یہی سمجھے گا کہ دین کی اشاعت کے لیے پہلے اسلام میں جنگ و قتال جائز تھا یعنی نعوذ باللہ قرون اولیٰ میں اسلام کی اشاعت اس کے ماکیزہ اصولوں کی وجہ سے نہیں بلکہ تلوار کے زور سے ہوئی اور تیرہ

سوسال کے بعد جا کر مرزا قادیانی نے اس بات کو حرام قرار دیا ہے۔  
 معلوم نہیں مرزا قادیانی نے جہاد کے متعلق یہ غلط خیال کیوں پھیلا یا۔ شاید حکومت  
 برطانیہ کی نظروں میں عزت حاصل کرنے کے لیے، ورنہ یہ ایک حقیقت ہے کہ دین کی اشاعت  
 کے لیے تلوار چلانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی جائز نہ تھا اور نہ قرآن مجید  
 کی اس صریح آیت کی موجودگی میں (لا اکراه فی الدین) کسی کو بزور شمشیر مسلمان کرنا جائز  
 ہو سکتا ہے اور اسلام تو سرناپا معقولیت پسند مذہب ہے۔ وہ کب اس بات کو روارکھ سکتا ہے کہ  
 لوگوں کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جائے۔

اگر دین کے لیے جنگ و قتال، مرزا قادیانی سے پہلے حلال ہوتا تو ڈاکٹر آرنلڈ جو  
 ایک سچا مسیحی تھا اور یقیناً مسلم نہ تھا کس طرح اپنی مشہور کتاب ”پرہنگ آف اسلام“ مرتب کر  
 سکتا تھا؟ اس کتاب میں اس منصف مزاج عیسائی نے اسلامی تاریخ کی بناء پر یہ بات پایہ  
 ثبوت کو پہنچا دی ہے کہ اسلام اپنی ابتداء سے آج تک تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔“ (علامہ  
 اقبال اور فتنہ قادیانیت از محمد متین خالد)

## میں سچ سچ کہتا ہوں

(79) ”جب مسیح موعود ظاہر ہو جائے گا تو سنی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔  
 کیونکہ مسیح نہ تلوار اٹھائے گا اور نہ کوئی اور زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اُس کی دعا اُس کا  
 حربہ ہوگا۔ اور اُس کی عقدہ ہمت اُس کی تلوار ہوگی۔ وہ صلح کی بنیاد ڈالے گا اور بکری اور شیر کو  
 ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کرے گا۔ اور اس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہوگا۔  
 ہائے افسوس! کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کلمہ یضع الحرب جاری ہو چکا ہے۔ جس کے یہ معنی  
 ہیں کہ مسیح موعود جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی  
 آیت کا ہے۔ توضع الحرب اوزارہا۔ یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت  
 آجائے۔ یہی توضع الحرب اوزارہا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری موجود ہے جو قرآن شریف کے  
 بعد اصح الکتب مانی گئی ہے۔ اس کو غور سے پڑھو۔ اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات

سنو! میں سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے۔ خدا کے پاک نبی کے نافرمان مت بنو۔ مسیح موعود جو آنے والا تھا آچکا اور اس نے حکم بھی دیا کہ آئندہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کشت و خون کے ساتھ ہوتی ہیں، باز آ جاؤ تو اب بھی خونریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے منہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے۔ جس نے مجھے قبول کیا ہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے منہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کو نہایت بُرا اور موجب غضب الہی جانے گا۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ: 9.8 مندرجہ روحانی خزائن جلد: 17، صفحہ: 9.8 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 791، 790 پر)

## میں ایک حکم لے کر آیا ہوں

(80) ”دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں، وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی، بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اُس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے۔ کہ بضع الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان نیالائت کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ: 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد: 17، صفحہ: 15 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 792 پر)

## خلیفہ جو جنگ کا حکم نہ دے

(81) ”اور جس وقت کہ وعدہ مشابہت خلافت کے دونوں سلسلہ میں تھا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ موکد کیا گیا تھا، اس بات نے تقاضا کیا کہ سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو۔ کس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھے۔ جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ جو خاتم الخلفاء ہے، قریش میں سے نہ ہو دے اور تلوار نہ اٹھائے اور جنگ کا حکم

نہ کرے، تاکہ مشابہت پوری ہو جائے۔“

(خطبہ الہامیہ صفحہ 83، 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 83، 84، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 793، 794 پر)

## دین کے لیے لڑنا حرام ہے

(82) ”اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے، وہ خدا اور اس کے رسول کا، نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی یضع الحرب جس کے یہ معنی ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 401 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 795 پر)

حالانکہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ. (البقرہ: 193)

ترجمہ: ”اور ان (کافروں) سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین (یعنی

زندگی اور بندگی کا نظام عملاً) اللہ ہی کے تابع ہو جائے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا:

□ لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينَ قَائِمًا يَفْتَلِحُ عَلَيْهِ عَصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

حتى تقوم الساعة. (صحیح مسلم)

”دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔“

## خدا تعالیٰ کا الہام؟

(83) ”میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ

گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔  
(1) اول والد مرحوم کے اثر نے (2) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (3) تیسرے  
خدا تعالیٰ کے الہام نے۔“

(تریاق القلوب صفحہ 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 491 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 796 پر)

حقیقت قادیاں کی پوچھ لیجئے ابن جوزی سے  
نکوکاری کے پردے میں یہ کاری کا حیلہ ہے  
یہ وہ تلبیس ہے، ابلیس کو خود ناز ہے جس پر  
مسلمانوں کو اس رندے نے اچھی طرح چھیلا ہے  
پلی ہے مغربی تہذیب کے آغوشِ عشرت میں  
نبوت بھی رسیلی ہے، پیبر بھی رسیلا ہے  
نصاری کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا  
اور ابطال جہاد انجام مقصد کا وسیلا ہے  
(مولانا ظفر علی خاں)

## جہاد، خدا کے حکم سے بند

جہاد کی ممانعت کے بارے مرزا قادیانی نے کہا:

(84) ”آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔“  
(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 797 پر)

قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ خدا کے اس حکم کی نشاندہی فرمادیں کہ جس سے وہ  
ذاتی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم سے بند ہو گیا؟؟؟

حکوم کے الہام سے اللہ بچائے  
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چگیز

## جہاد ختم

(85) ”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرنا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔“  
(اربعین نمبر 4 صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 443 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 798 پر)

## اسلام کے دو حصے

(86) ”سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے..... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔“  
(شہادت القرآن صفحہ 84، 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380، 381 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 800، 799 پر)  
یہاں مرزا قادیانی نے ”ظالموں“ کا لفظ مسلمانوں کے لئے استعمال کیا حالانکہ مسلمان برطانوی سامراج کے بیخود استبداد میں بے بسی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور اس حقیقت کا علم مرزا قادیانی کو بخوبی تھا۔

اولی الامر سے مراد..... انگریز حکمران

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کو ارشاد ہے:

”أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ.“ (النساء: 59)

(ترجمہ): ”اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی، اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور

حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔“

مرزا قادیانی نے اس آیت کی تشریح میں لکھا:

(87) ”جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک

امیر اور بادشاہ ہو اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے

تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی

الامر منکم۔ اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور

جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو

سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لیے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی

بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

(ضرورۃ الامام صفحہ 23 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 801 پر)

قرآن مجید نے تو خدا، رسول ﷺ اور جماعت مومنین میں سے ان حکام کی

اطاعت کو فرض قرار دیا ہے جنہیں کچھ اختیارات تفویض کیے گئے ہوں۔ لیکن مرزا قادیانی نے

قرآن کریم کی معنوی تحریف کر کے کفار کی اطاعت کو فرض قرار دے دیا۔ مرزا قادیانی سے

تو جرنی کا مشہور و معروف شاعر گوسے بھی قرآن دانی میں کہیں آگے تھا اور اس کی سوچ اسلام

کے مطابق تھی۔ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ نبوت کے باوجود انگریز کی اطاعت کے شرک میں

سرتاپا غرق تھا لیکن گوسے نے جب قرآن حکیم پڑھا تو بے اختیار پکار اٹھا ”اس کا پڑھنے والا

کبھی کسی کا غلام نہیں ہو سکتا۔“

مرزا قادیانی نے قرآنی آیت کا صرف اتنا حصہ لیا جس کو وہ توڑ مروڑ سکتا تھا اور آیت

کے اس حصے کو چھوڑ دیا جو اس کی مذکورہ تحریف کا بھانڈا بیچ چورا ہے پھوڑ دیتا ہے۔ پوری آیت یہ ہے:

”يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر

منكم فان تنازعتم في شئ فردوه الى الله والرسول ان

كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلك خير و احسن



ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے  
ذیشان) رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑنے لگو  
تم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور (اپنے) رسول (کے فرمان) کی  
طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو، اللہ پر اور روز قیامت پر یہی بہتر ہے اور  
بہت اچھا ہے اس کا انجام۔“

آیت کا خط کشیدہ فقرہ مرزا قادیانی کمال عیاری سے چھوڑ گیا کیونکہ یہ وہ ہڈی تھی  
جو اس کے حلق سے اتر نہ سکتی تھی۔ سوال یہ ہے کہ اگر انگریز اولی الامر تھے تو ان سے نزاع  
کی صورت میں کس کی طرف رجوع کیا جاتا؟ ظاہر ہے کہ انگریز تو مسلمانوں کے خدا اور رسول  
کریم ﷺ کو مانتے نہیں تھے۔ لہذا مسلمانوں کے خدا اور رسول کی طرف تو رجوع ہو نہیں سکتا  
تھا۔ شاید ایسی صورت میں مرزا قادیانی کے ذہن میں خدا اور رسول سے مراد ملکہ برطانیہ اور  
سیکرٹری آف سٹیٹ ہوں کیونکہ انگریز کی حکومت میں تو انہی کی طرف رجوع ہو سکتا تھا۔

شورش فقیہ شہر کے چہرے کی ”آب و تاب“

قرآن کی آیتوں کے لہو کی دلیل ہے

انگریز کا عہد سیاسی شرک کا دور تھا کیونکہ انگریز کی حکومت غیر اللہ کی حکومت تھی۔  
انگریز کو اولی الامر میں داخل کرنا قرآن حکیم کی وہ بدترین تحریف ہے جس سے برا تغیر و تبدل  
شاید یہودیوں نے بھی توریت میں نہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے اس قدر بے خونی.....؟ نبوت تو  
کجا اس دیدہ دلیری کے ساتھ تو مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی میل نہیں کھاتا۔ معلوم نہیں  
قادیانیوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

### رسول دنیا میں مطیع ہو کر نہیں آتا

(88) ”خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا

بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا مطیع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرئیل نازل ہوتی ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 576 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 411 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 802 پر)

## نیا فرقہ

(89) ”میں خدا سے پاک الہام پا کر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دور ہو جائیں اور نفسانی جذبات سے ان کے سینے دھوئے جائیں۔ اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور حلم اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے۔ اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انھیں حاصل ہوگا۔“

(تریاق القلوب صفحہ 264، 265 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 492، 493 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 803، 804 پر)

## فرقہ احمدیہ

(90) ”اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ۔ دوسرا احمد ﷺ۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخلی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صد ہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا، جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔“

سو خدا نے ان دونوں ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت ﷺ کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ

پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔“  
(تریاق القلوب صفحہ 399، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 527 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 805 پر)

### قادیانیت، فرقہ جدیدہ

(91) ”میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں۔ گورنمنٹ کے لیے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلح کاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے۔ وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو 12 جنوری 1889ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام ”تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے۔“  
(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 195 طبع جدیدہ، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 806 پر)

### برٹش گورنمنٹ کا وفادار اور جانثار فرقہ

(92) ”میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جانثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لیے خطرناک نہیں۔“  
(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 193 طبع جدیدہ، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 807 پر)

### ایک نیا فرقہ

(93) ”چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب

اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نو تعلیم یاب جیسے بی اے اور ایم اے، اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے جو اس ملک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس لیے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں، حضور لفظیٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 188 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 808 پر) فرقہ واریت دین کے لئے زہر قاتل ہے۔ اسلام اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ حیرانی ہے کہ مرزا قادیانی ”فرقہ احمدیہ“ کے نام سے ایک نیا فرقہ بنا کر کس قدر اتر رہا ہے۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ جو شخص اسلام میں کوئی فرقہ بناتا ہے، قرآن مجید اُسے مشرک گردانتا ہے جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے۔

□ مُبِیِّنٍ اِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَاَقِمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ

الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الدِّیْنِ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیْعًا كُلُّ

جَزْبٍ اِبْعًا لَدِيْنِهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ (الروم: 31، 32)

ترجمہ: ”(اے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ تم بھی اپنا رخ اسلام کی طرف کر لو) اللہ کی طرف

رجوع کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے اور قائم کرو نماز کو اور نہ ہو جاؤ (ان)

مشرکوں میں سے، جنہوں نے پارہ پارہ کر دیا اپنے دین کو اور خود فرقہ فرقہ ہو گئے۔

ہر گروہ جو اس کے پاس ہے، وہ اسی پر خوش ہے۔“

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو فرقہ واریت

پھیلانے والوں سے لاطعلق رہنے کا ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الدِّیْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیْعًا لِّسْتُ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ

اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يَنْبِئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝

(الانعام: 159)

ترجمہ: ”بے شک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور ہو گئے کئی کئی فرقے (اے

محبوب!) نہیں ہے آپ کا ان سے کوئی تعلق۔ ان کا معاملہ صرف اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ بتائے گا انہیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔“

## مرزا قادیانی کی تعلیمات سے انسان کھسرا بن جاتا ہے

(94) ”یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خوجہ ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 357، 358 طبع جدید، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 810، 809 پر)

خوابگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی ہوتی  
پختہ ہو جاتے ہیں جب جوئے غلامی میں غلام!

## باادب گذارش!

(95) ”اے قادر خدا! اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے ٹیک جڑا دے اور اس سے نیکی کر جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ آمین!“

کشف الغطاء یعنی ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے بخضور گورنمنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور نیز اپنے حامیان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور نیز ان لوگوں کی خلاف آداب باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلاتے ہیں اور یہ مؤلف کی عزت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دمام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت

گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے باوب گزارش کرتا ہے کہ براہ  
 غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔“  
 (کشف الغطاء ٹائٹل پیج مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 177 از مرزا قادیانی)  
 (عکس صفحہ نمبر 811 پر)

### ملکہ معظمہ کا واسطہ

(96) ”میں تاج عزت عالیجناب حضرت مکرمہ معظمہ قیسرہ ہند دام اقبالہا کا  
 واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالے کو ہمارے عالی مرتبہ حکام توجہ سے اول سے آخر تک پڑھیں۔“  
 (کشف الغطاء صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 179 از مرزا قادیانی)  
 (عکس صفحہ نمبر 812 پر)

پانی پانی کر گئی مجھ کو قدر کی یہ بات  
 تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

### ستارہ قیسرہ

”ستارہ قیسرہ“ مرزا قادیانی کا ایک خط ہے جو اس نے 25 مئی 1897ء کو ملکہ  
 وکٹوریہ (ولیمہ برطانیہ) کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر تحریر کیا۔ بعد ازاں 20 جون 1897ء کو  
 قادیان میں ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب پر جلسہ بھی کیا گیا جس میں مرزا قادیانی  
 نے ملکہ کی شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے۔ دنیا میں ذلیل سے ذلیل تر خوشامدی  
 بھی کسی شخص کی ایسے خوشامد نہیں کرے گا جو ماہر چاپلوسیات مرزا قادیانی نے ایک کافرہ  
 عورت کی شان میں کی۔ اس کا ایک ایک لفظ قادیانیت کی ذلت و رسوائی پر خدائی مہر ہے۔  
 ”ستارہ قیسرہ“ کے صفحات کا عکس پڑھ کر آپ خود اندازہ کریں کہ کیا کوئی شریف آدمی  
 کسی کی اتنی چاپلوسی کر سکتا ہے چہ جائیکہ نبوت کا دعویدار..... (معاذ اللہ!) اس کے تصور

سے بھی ہماری روح کا پتی ہے۔ ہمارے خیال میں اس خط کا عنوان ”ستارہ قیصرہ“ کے بجائے ”بادشاہیاں قائم رہن تے بھاگ لگے رہن“ ہونا چاہیے تھا۔ ملاحظہ کیجیے.....!

”الحمد لله والمنه

(97)

کہ

یہ رسالہ مبارک کہ جس میں حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ دام اقبالہا کی برکات کا ذکر ہے۔ اور یہ بیان ہے کہ جناب ملکہ مدوحہ کے عہد عدالت مہد میں اور ان کے نہایت روشن ستارہ کی تاثیر سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتیں ظہور میں آئی ہیں۔ منطبع ہو کر انہی وجوہ کی مناسبت سے نام اس کا

ستارہ قیصرہ

رکھا گیا۔

بکھنور عالی شان قیصرہ ہند ملکہ معظمہ

شہنشاہ ہندوستان و انگلستان

ادام اللہ اقبالہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالی جاہ قیصرہ ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے اور اقبال اور جاہ و جلال میں ترقی دے اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عریفہ کے لکھنے والا جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے جو لاہور سے تخمیناً بقاصلہ ستر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ

عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اس ملک کے عموماً تمام رہنے والوں کو بوجہ ان آراموں کے جو حضور  
 قیصرہ ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور داد گستری سے حاصل ہو رہے ہیں اور بوجہ ان  
 تدابیر امن عامہ اور تجاویز آسائش جمیع طبقات رعایا کے جو کروڑ ہا روپیہ کے خرچ اور بے انتہا  
 فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں، جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت  
 احسان کے درجہ بدرجہ محبت اور دلی اطاعت ہے اور بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان  
 کرتا ہوں کہ در پردہ کچھ ایسے بھی ہیں جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بسر کرتے ہیں لیکن اس  
 عاجز کو بوجہ اس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقوق کی نسبت مجھے حاصل ہے۔  
 جس کو میں اپنے رسالہ تحفہ قیصریہ میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور  
 جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ  
 نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں۔ اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے  
 جشن شصت سالہ جوہلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام  
 سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ  
 تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی۔  
 اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا اور اس امید اور یقین کا موجب حضور قیصرہ  
 ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے جن کی تمام ممالک مشرقیہ میں دھوم ہے اور جو جناب ملکہ معظمہ کے  
 وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں ایسے پیش ہیں جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا  
 خیال محال ہے۔ مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور  
 میرا کانسٹنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ پد یہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور  
 ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور  
 باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل  
 نہیں لہذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ دوبارہ  
 مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ  
 منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عزیزہ روانہ کرتا ہوں  
 اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے  
 کے لیے جرات کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز خاندان مظاہ میں سے ہوں اور سکھوں



کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک خود مختار ریاست کے والی تھے اور میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد اس قدر دانا اور مدبر اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور ملک داری کی خوبیوں سے موصوف تھے کہ جب دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت باعث نالیاقتی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی کے کمزور ہو گئے تو بعض وزراء اس کوشش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب موصوف کو جو تمام شرائط بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے اور خاندان شاہی میں سے تھے، دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا، اس لیے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی اور ہم پر سکھوں کے عہد میں بہت سی سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دیے گئے اور ایک ساعت بھی امن کی نہیں گزرتی تھی اور انگریزی سلطنت نے قدم مبارک کے آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل چکی تھی اور صرف پانچ گاؤں باقی رہ گئے تھے اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنھوں نے سکھوں کے عہد میں بڑے بڑے صدقات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے خطر تھے جیسا کہ کوئی سخت پیا سا پانی کا خطر ہوتا ہے اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا تو وہ اس نعت یعنی انگریزی حکومت کی قانگی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جاں نثار تھے۔ اسی وجہ سے انھوں نے ایام غدر 1857ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیے تھے اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لیے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر 1857ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سو سوار تک اور بھی مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گزری اور پھر ان کے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے مشغلوں سے بالکل علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی، وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا

دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا، اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیے جو نا فہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرنا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس با برکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تھور سے نجات پائی ہے۔ اس لیے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی! اس مبارک قیصرہ ہند دام ملکہ کو دیرگاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔

میں نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا۔ یہی حالات اور خدمات اور دعوات گزارش کیے تھے اور میں اپنی جناب ملکہ معظمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعا گو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا۔ اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا، تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ ضرور آتا ضرور آتا۔ اس لیے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے پُر رحمت اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے۔ اس یاد دہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا۔ اور اس عریضہ کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پُر ارادت خط کے لکھنے کے لیے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خیر اور عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے۔ اپنی پاک فراست سے شناخت کر لیں اور رعیت پروری کے رو سے مجھے پر رحمت جواب سے ممنون فرما دیں اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے

لیے بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دمام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تاکہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارکہ قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلافت اور رفح نساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے۔ اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملک معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں۔ آسمانی آپاشی سے اس میں امداد فرمادے۔ سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔ تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملک معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا وہ ملک معظمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔

اے قیصرہ مبارکہ خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچادے اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور داد گستری میں بڑھ کر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں کہ مسیح موعود آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑیا اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھلیں گے۔ سوائے ملک مبارکہ معظمہ قیصرہ ہند وہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جو تعصب سے خالی ہو، وہ سمجھ لے، اے ملک معظمہ! یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے جس نے درعدوں اور غریب چرعدوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راست باز جو بچوں کی طرح ہیں، وہ شہریر سانپوں کے ساتھ کھیلتے ہیں اور تیرے پڑامن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت سے زیادہ پڑامن اور کونسا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا۔ اے ملک معظمہ! تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھلکا جاتا ہے۔ اس

لیے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لیے موزوں ہو، سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ اے مبارک اور بااقبال ملکہ زمان! جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں صریح تیرے پڑامن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا۔ جیسا کہ ایلیا نبی یوحنا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا ہی اپنی خواہر طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔ سو اس جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کو تیرے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خواہر طبیعت دی گئی۔ اس لیے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آتا کیونکہ خدا کے پاک نوشتوں کا ملنا ممکن نہیں۔ اے ملکہ معظمہ، اے تمام رعایا کی فخریہ، قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جب شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے اور رعیت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لیے اس کا دل درد مند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لیے رحمت الہی جوش مارتی ہے اور اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی روحانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور اس کا دل ریفارمر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ خلائق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک زمینی منجی کی صورت میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رو سے طبعاً ایک آسمانی منجی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا کیونکہ اس وقت کا قیصر روم ایک نیک نیت انسان تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو اور انسانوں کی بھلائی اور نجات کا طالب تھا۔ تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشے والا چاند ناصرہ کی زمین سے چڑھایا یعنی عیسیٰ مسیح۔ تا جیسا کہ ناصرہ کے لفظ کے معنی عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبزی ہے۔ یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے سوائے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیرگاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی نئی ہمدردی اس قیصر روم سے کم نہیں ہے۔ بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ ہے کیونکہ تیری نظر کے نیچے جس قدر غریب رعایا ہے۔ جس کی تو اے معظمہ قیصرہ ہمدردی کرنا چاہتی ہے اور جس طرح تو ہر ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیت کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور رعیت پروری کے نمونے دکھلائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گذشتہ

قیصروں میں سے کسی میں بھی نہیں پائے جاتے۔ اس لیے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیکی اور فیاضی سے رنگین ہیں۔ سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اے ملکہ معظمہ اپنی تمام رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لیے درد مند ہے۔ اور رعیت پروری کی تدبیروں میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹا دے۔ سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے درد مندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا دنیا کے لیے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ پیا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل کی تفریق کے لیے دنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے رو سے مسیح موعود حکم کہلاتا ہے اس لیے ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی طرف اشارہ ہو۔ جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے اور تا مسیح موعود کا نام جو حکم ہے۔ اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو اور اسلام پور قاضی ماجھی اس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا۔ جبکہ ہاجر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھ کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر اور بھی تغیر پا کر قادیاں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک بڑے بڑے معنی نام ہیں۔ جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے۔ اور دوسرا روحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند! خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں تا تمام ملک کو رشک بہار بنا دیں۔ شریہ ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر نہیں کرتا اور بدذات ہے۔ وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لیے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لغامی سے اس بات کو ظاہر کروں

کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لیے آب رواں کی طرح جاری ہیں اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اے بابرکت قیصرہ ہند، تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پرہیزگاری اور نیک اخلاقی اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند! مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ ایک عیب مسلمانوں میں اور ایک عیب عیسائیوں میں ایسا ہے۔ جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں اور وہ عیب ان کو ایک ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لیے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزار ہا مسلمانوں کے دل میری بائیس تیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لیے تلوار مت اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لیے نہیں کھینچی گئی تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے اور یا امن قائم کرنے کے لیے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لیے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے۔ جس کی اصلاح کے لیے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کیے ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دے گا۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی لڑائی نہیں کرے گا اور نہ تلوار اٹھائے گا۔ بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خواہ خلاق پر ہوگا اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہوگا کہ گویا ہو بہو وہی ہوگا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بغض رکھتے ہیں مگر مجھے خدا نے اس لیے بھیجا ہے کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں، اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ وہ اسی فیصلہ کے لیے ہے۔

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل شریف میں نور کہا گیا ہے۔ نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ طعون انسان کا دل خدا سے بگلی برگشتہ اور دور اور مجبور ہو کر ایسا گندہ اور ناپاک ہو جائے۔ جس طرح جذام سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اور عرب اور عبرانی کے اہل زبان اس بات پر متفق ہیں کہ طعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے جبکہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے توڑ دے اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے۔ اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے۔ اسی لیے لعین شیطان کا نام ہے۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لیے تجویز کرنا اور ان کے پاک اور منور دل کو نعوذ باللہ شیطان کے تاریک دل سے مشابہت دینا اور وہ جو بقول ان کے خدا سے نکلا ہے۔ اور وہ جو سراسر نور ہے۔ اور وہ جو آسمان سے ہے۔ اور وہ جو علم کا دروازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے۔ اسی کی نسبت نعوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا سے برگشتہ ہو کر اور معرفت الہی سے ناچینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا۔ اور اس لقب کا مستحق ہو گیا جو شیطان کے لیے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ اس کے سننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا

خدا کے مسیح کا دل خدا سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا۔ جس میں وہ خدا سے ہزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے ادبی ہے قریب ہے جو آسمان اس سے کھڑے کھڑے ہو جائے۔ غرض مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں ایک بداندیشی ہے اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بداندیشی ہے۔ اگر یہ ممکن ہے کہ نور کے ہوتے ہی اندھیرا ہو جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نعوذ باللہ کسی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہرناک کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسے بے ادبی پر موقوف ہے، تو بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرنا بہ نسبت اس بات کے اچھا ہے کہ مسیح جیسے نور اور نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصلاح پذیر ہو جائے اور میں شکر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں ارادوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا کے معجزات تھے۔ اس لیے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لیے مجھے بہت تکلیف اٹھانی نہیں پڑی۔ اور ہزار ہا مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادۃ نشانوں کو دیکھ کر میرے تابع ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دیے۔ جو وحشیانہ طور پر ان کے دلوں میں تھے۔ دوسرا گروہ ایک سچا نیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے جو برٹش انڈیا میں سب سے اول درجہ پر پر جوش اطاعت دل میں رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔ وہ عیسائیوں کا یہ عیب دور کرنے کے لیے خدا نے میری وہ مدد کی ہے جو میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں شکر کر سکوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بہت سے قطعی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب پر سے بچا لیا اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں خسی کی حالت میں داخل کیے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے جیسا کہ آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوئی۔ آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا معجزہ میں دکھلاؤں گا۔ سو آپ نے یہ معجزہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو انجیلوں سے ہمیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہے، وہ یہ ہے کہ دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر



سری نگر کشمیر میں موجود ہے۔ اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا اور سرینگر محلہ خان پار میں آپ کا مزار ہے۔ چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے۔ مسیح ہندوستان میں۔ یہ ایک بڑی فتح ہے۔ جو مجھے حاصل ہوئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ جلد تر یا کچھ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ یہ دو بزرگ قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی جو مدت سے ٹھٹھری ہوئی ہیں، باہم شیر و شکر ہو جائیں گی۔ اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہہ کر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں گی چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے۔ اس لیے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی قوموں کے اتفاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ جیسا کہ قانون سڈیشن کے بعض دفعات سے ظاہر ہے۔ اصل بھید یہ ہے کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تیاری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ہماری ملکہ معظمہ کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دیے ہیں کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے۔

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقل مند یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھے گا کہ نعوذ باللہ کسی وقت ان کا دل لعنت کی زہر ناک کیفیت سے رنگین ہو گیا تھا کیونکہ لعنت مصلوب ہونے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا بلکہ یہ ثابت ہوا کہ آپ کی ان دعاؤں کی برکت سے جو ساری رات باغ میں کی گئی تھیں اور فرشتے کی اس غشا کے موافق جو پلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی سفارش کے لیے ظاہر ہوا تھا۔ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کے موافق جو آپ نے یونس نبی کا تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہنا اپنے انجام کار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پھل سے جو لعنت ہے۔ نجات بخشی اور آپ کی یہ درد ناک آواز کہ ایللی ایللی لما سبتانی۔ (ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے خدا! تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا)۔ یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں اور اس امر کو کسی دانشمند کا کاشننس قبول نہیں کرے گا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ ارادہ معمم ہو کہ مسیح کو پھانسی دے۔ مگر اس کا فرشتہ خواہ مخواہ مسیح کے چھوڑانے کے لیے تڑپتا پھرے۔ کبھی پلاطوس کے دل میں مسیح کی محبت ڈالے اور اس کے منہ سے یہ کہلاوے کہ میں یسوع کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا

اور کبھی پلاطوس کی بیوی کے پاس خواب میں جاوے اور اس کو کہے کہ اگر یسوع مسیح پھانسی مل گیا تو پھر اس میں تمہاری خیر نہیں ہے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ فرشتہ کا خدا سے اختلاف رائے (جناب الہی میں سنی گئی یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اچھل پڑے گا۔ سو بلاشبہ یہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی برکات کا ایک پھل ہے۔ جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تھمنا انیس سو برس کی بیجا تہمت سے پاک کیا۔ اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریفہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں یہ جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گزاری کو حضور قیصرہ ہند دام ملکہ میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ ناچار دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس محسنہ قیصرہ ہند دام ملکہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور وہ فضل اس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا تک محدود ہو۔ بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو آخرت کو ہوگی، وہ بھی عطا فرما دے اور اس کو خوش رکھے اور ابدی خوشی پانے کے اس کے لیے سامان مہیا کرے۔ اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے کہ تا اس مبارک قدم ملکہ معظمہ کو کہ اس قدر مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے۔ اپنے اس الہام سے منور کریں جو بجلی کی چمک کی طرح ایک دم میں دل میں نازل ہوتا اور تمام مہن سینہ کو روشن کرتا اور فوق الخیال تبدیلی کر دیتا ہے۔ یا الہی ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو ہمیشہ ہر ایک پہلو سے خوش رکھ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اس کو تیرے ہمیشہ کے نوروں کی طرف کھینچ کر لے جائے اور دائمی اور ابدی سرور میں داخل کرے کہ تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ آمین! اور سب کہیں کہ آمین!

20 اگست 1899ء

خاکسار مرزا غلام احمد قادیاں ضلع گورداسپور، پنجاب

(ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 813 تا 829 پر)

اللہ کی روح میرے اندر بولتی ہے

(98) ”وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے میں

نے اس عریضہ کو لکھا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے اس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کرے گا۔ اسی کی روح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ میں نہ اپنی طرف سے بلکہ اس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حجت کے لیے چاہیے، پورا ہو۔ یہ سچ ہے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے کہتا ہوں اور وہی ہے جو میرا مددگار ہوگا۔

بالآخر میں اس بات کا بھی شکر کرتا ہوں کہ ایسے عریضہ کو پیش کرتے کے لیے میں بجز اس سلطنت محسنہ کے اور کسی سلطنت کو وسیع الاخلاق نہیں پاتا اور گو اس ملک کے مولوی ایک اور کفر کا فتویٰ بھی مجھ پر لگائیں۔ مگر میں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ایسے عرائض کے پیش کرنے کے لیے عالی حوصلہ، عالی اخلاق صرف سلطنت انگریزی ہے۔ میں اس سلطنت کے مقابل پر سلطنت روم کو بھی نہیں پاتا جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔ اب میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو عمر دراز کر کے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ ستارہ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں، قبول فرماوے اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے مشرف فرماوے گی۔ والد طا۔“

عریضہ خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

المرقوم 27 ستمبر 1899ء

(تریاق القلوب صفحہ 371، 372 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 499، 500 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 831، 830 پر)

اے قیصرہ و ملکہ معظمہ!

(99) ”میں نہ اپنے نفس سے اور نہ اپنے خیال سے بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس گورنمنٹ کے سایہ عطوفت کے نیچے، میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اس کے لیے دعا میں مشغول رہوں اور اس کے احسانات کا شکر کروں۔ اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھوں اور جو کچھ مجھے فرمایا گیا ہے، نیک نیتی سے اس تک پہنچاؤں۔ لہذا اس موقعہ جو ملی پر جناب ملکہ معظمہ کے ان متواتر احسانات کو یاد کر کے جو ہماری جان اور مال اور آبرو کے شامل حال

ہیں۔ ہدیہ شکرگزاری پیش کرتا ہوں اور وہ ہدیہ دعائے سلامتی و اقبال ملکہ ممدوحہ ہے جو دل سے اور وجود کے ذرہ ذرہ سے نکلتی ہے۔

اے قیصرہ و ملکہ معظمہ! ہمارے دل تیرے لیے دعا کرتے ہوئے جناب الہی میں جھکتے ہیں اور ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لیے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔ اے اقبال مند قیصرہ ہند! اس جوہلی کی تقریب پر ہم اپنے دل اور جان سے تجھے مبارکباد دیتے ہیں اور خدا سے چاہتے ہیں کہ خدا تجھے ان نیکیوں کی بہت بہت جزا دے۔ جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہیں۔ ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لیے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں۔ جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔ ہر ایک دعا جو ایک سچا شکر گزار تیرے لیے کر سکتا ہے، ہماری طرف سے تیرے حق میں قبول ہو۔ خدا تیری آنکھوں کو مرادوں کے ساتھ ٹھنڈی رکھے اور تیری عمر اور صحت اور سلامتی میں زیادہ سے زیادہ برکت دے اور تیرے اقبال کا سلسلہ ترقیات جاری رکھے اور تیری اولاد اور ذریت کو تیری طرح اقبال کے دن دکھا دے۔ اور فتح اور ظفر عطا کرتا رہے۔ ہم اس کریم و رحیم خدا کا بہت بہت شکر کرتے ہیں۔ جس نے اس مسرت بخش دن کو ہمیں دکھایا اور جس نے ایسی محسنہ رعیت پرور داد گستر بیدار مغز ملکہ کے زیر سایہ ہمیں پناہ دی اور ہمیں اس کے مبارک عہد سلطنت کے نیچے یہ موقعہ دیا کہ ہم ہر ایک بھلائی کو جو دنیا اور دین کے متعلق ہو، حاصل کر سکیں اور اپنے نفس اور اپنی قوم اور اپنے بنی نوع کے لیے سچی ہمدردی کے شرائط بجالا سکیں اور ترقی کی ان راہوں پر آزادی سے قدم مار سکیں۔ جن راہوں پر چلنے سے نہ صرف ہم دنیا کی کمزوریاں سے محفوظ رہ سکتے ہیں بلکہ ابدی جہان کی سعادتیں بھی ہمیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

جب ہم سوچتے ہیں کہ یہ تمام نیکیاں اور ان کے وسائل جناب قیصرہ ہند کی عہد سلطنت میں ہم کو ملی ہیں اور یہ سب خیر اور بھلائی کے دروازے اسی ملکہ معظمہ مبارک کے ایام بادشاہت میں ہم پر کھلے ہیں تو اس سے ہمیں اس بات پر قوی دلیل ملتی ہے کہ جناب قیصرہ ہند کی نیت رعایا پروری کے لیے نہایت مہربان ہے کیونکہ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ بادشاہ کی نیت رعایا کے اندرونی حالات اور ان کے اخلاق اور چال چلن پر بہت اثر رکھتی ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب کسی حصہ زمین پر نیک نیت اور عادل بادشاہ حکمرانی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کی

یہی عادت ہے کہ اس زمین کے رہنے والے اچھی باتوں اور نیک اخلاق کی طرف توجہ کرتے ہیں اور خدا اور خلقت کے ساتھ اخلاص کی عادت ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ سو یہ امر ہر ایک آنکھ کو بدیہی طور پر نظر آ رہا ہے کہ برٹش انڈیا میں اچھی حالتوں اور اچھے اخلاق کی طرف ایک انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اور وحشیانہ جذبات ملکوتی حالات کی طرف انتقال کر رہے ہیں اور نئی ذریت نفاق کی جگہ اخلاص کو زیادہ پسند کرتی جاتی ہے اور لوگوں کی استعدادیں سچائی کے قبول کرنے کے لیے بہت نزدیک آتی جاتی ہیں۔ انسانوں کی عقل اور فہم اور سوچ میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے اور اکثر لوگ ایک سادہ اور بے لوث زندگی کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہد سلطنت ایک ایسی روشنی کا پیش خیمہ ہے جو آسمان سے اتر کر دلوں کو روشن کرنے والی ہے۔ ہزاروں دل اس طرح پر راستی کے شوق میں اُچھل رہے ہیں کہ گویا وہ ایک آسمانی مہمان کے لیے جو سچائی کا نور ہے، پیشوائی کے طور پر قدم بڑھاتے ہیں۔ انسانی قوتی کے تمام پہلوؤں میں اچھے انقلاب کا رنگ دکھائی دیتا ہے اور دلوں کی حالت اس عمدہ زمین کی طرح ہو رہی ہے جو اپنا سبزہ نکالنے کے لیے پھول گئی ہو۔ ہماری ملک معظمہ اگر اس بات سے فخر کریں تو بجا ہے کہ روحانی ترقیات کے لیے خدا اسی زمین سے ابتدا کرنا چاہتا ہے جو برٹش انڈیا کی زمین ہے۔ اس ملک میں کچھ ایسے روحانی انقلاب کے آثار نظر آتے ہیں کہ گویا خدا بہتوں کو سفلی زندگی سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ اکثر لوگ بالطبع پاک زندگی کے حاصل کرنے کے لیے میل کرتے جاتے ہیں اور بہت سی روئیں عمدہ تعلیم اور عمدہ اخلاق کی تلاش میں ہیں اور خدا کا فضل امید دے رہا ہے کہ وہ اپنی ان مرادوں کو پائیں گے۔“

(تحدہ قیصریہ صفحہ 14 تا 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 266 تا 268 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 832 تا 834 پر)

بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر  
کہ دنیا میں فقط مردانِ حر کی آنکھ ہے پینا

مبارک، مبارک، مبارک!!

(100) ”یہ ریضہ مبارکہادی اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح

طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھوڑانے کے لیے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نری کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے۔ اور لوگوں کو اپنے پیدا کنندہ سے سچی محبت اور بندگی کا طریق سکھائے۔ اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں، سچی اطاعت کا طریق سمجھائے، اور بنی نوع میں باہمی سچی ہمدردی کرنے کا سبق دیوے۔ اور نفسانی کینوں اور جوشوں کو درمیان سے اٹھائے۔ اور ایک پاک صلح کاری کو خدا کے نیک نیت بندوں میں قائم کرے۔ جس کی نفاق سی ملونی نہ ہو اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گذاری ہے۔ کہ جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دامت اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بہترین جلسہ جوہلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔ مبارک! مبارک! مبارک!!“

(تختہ قیصریہ صفحہ 1، مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 253 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 835 پر)

## مبارک ہو

(101) ”تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام

ان کی شاعی میں، میں پاتا ہوں رفاہ روزگار“

(براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ 111 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 141 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 836 پر)

اے موحده صدیقہ، تجھے آسمان سے بھی مبارک باد

(102) ”اُس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا۔ کہ ہم

نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوہلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے

آنے سے مسرت ہوئی، کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محسنہ قیصرہ مبارک کو ہماری طرف

سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے، خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے!

وہ خدا جو زمین کو بنانے والا اور آسمانوں کو اونچا کرنے والا اور چمکتے ہوئے سورج

اور چاند کو ہمارے لیے کام میں لگانے والا ہے۔ اس کی جناب میں ہم دُعا کرتے ہیں کہ وہ

ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو جو اپنی رعایا کی مختلف اقوام کو کنارِ عاطفت میں لیے ہوئے ہے جس کے ایک وجود سے کروڑہا انسانوں کو آرام پہنچ رہا ہے۔ تا دیر گاہ سلامت رکھے۔ اور ایسا ہو کہ جلسہ جوہلی کی تقریب پر (جس کی خوشی سے کروڑہا دل برلش اٹھیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے ٹگفتہ ہو کر پردوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس زور شور سے زمین مبارکباد کے لیے اچھل رہی ہے۔ ایسا ہی آسمان بھی اپنے آفتاب و ماہتاب اور تمام ستاروں کے ساتھ مبارکبادیاں دیوے۔ اور عنایتِ صمدی ایسا کرے کہ جیسا کہ ہماری عالی شان محسنہ ملکہ معظمہ والی ہند و انگلستان اپنی رعایا کے تمام بوڑھوں اور بچوں کے دلوں میں ہر دل عزیز ہے۔ ویسا ہی آسمانی فرشتوں کے دلوں میں بھی ہر دل عزیز ہو جائے۔ وہ قادر جس نے بیچارہ دنیوی برکتیں اس کو عطا کیں۔ دینی برکتوں سے بھی اسے مالا مال کرے۔ وہ رحیم جس نے اس جہان میں اس کو خوش رکھا، اگلے جہان میں بھی خوشی کے سامان اس کے لیے عطا کرے۔ خدا کے کاموں سے کیا بعید ہے کہ ایسا مبارک وجود جس سے کروڑہا بلکہ بے شمار نیکی کے کام ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اس کے ہاتھ سے یہ آخری نیکی بھی ہو جائے کہ انگلستان کو رحم اور امن کے ساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے۔ تا فرشتوں کی رُوحیں بھی بھول اٹھیں۔ کہ اے موحّدہ صدیقہ تجھے آسمان سے بھی مبارکباد جیسا کہ زمین سے!!“

(تحدہ قیصریہ صفحہ 2، 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 254، 255 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 837، 838 پر)

غلامی اور محکومانہ زندگی کا سب سے بڑا اثر یہ ہوتا ہے کہ ہمت و عزم کی روح پست ہو کر رہ جاتی ہے۔ انسان اس ناپاک زندگی کے ذلت آمیز امن و سکون کو نعمت سمجھنے، حقیر راحتوں کو سب سے بڑی عظمت تصور کرنے اور جدوجہد کی زندگی سے پریشان و حیران نظر آتا ہے۔ آنجنابی مرزا قادیانی نے ملکہ و کٹورہ کے دربار سے اپنے لیے جس ذلت آمیز طریقے سے بھکھا مانگی، اس سے تو بڑے بڑے رذیل گداگروں کے سر بھی شرم سے جھک گئے ہوں گے۔ درج ذیل حوالہ بطور خاص اس حقیقت کا شاہد ہے:

## مہربانی کے مینہ سے پرورش

(103) ”ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گزار ہیں اور یہ خدا کا فضل اور احسان ہے، جو اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالہ نہیں کیا جو ہمیں پیروں کے نیچے کچل ڈالتا اور کچھ رحم نہ کرتا بلکہ اُس نے ہمیں ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔“

(نور الحق حصہ اول صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 6 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 839 پر)

یا اللہ انگریزوں کے چہرے آخرت میں بھی نورانی اور منور فرما!  
(104) ”گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے ایک بارانِ رحمت بھیجا، ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے۔ اس کے ظل حمایت میں باطن و آسائش رہ کر اپنا مقوم دکھاوے، اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے۔ پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور دعا سے بھی انھوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ یاد کیا ہے۔ ان کی آخری دعا ان کے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں جس کی بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند اور انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی ہے، یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور با رحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لیے دلی جوش بختا ہے کہ ہم ان کے دین و دنیا کے لیے دلی جوش سے بھو دی اور سلامتی چاہیں تا ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں، آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔“

(شہادت القرآن صفحہ 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 388 تا 393 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(عکس صفحہ 840 تا 845 پر)



خدا تعالیٰ برطانوی حکومت کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے!

(105) ”ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں۔ اس لیے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔“

(شہادت القرآن صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 846 پر)

اللہ انگریز حکومت کو تکلیف (عذاب) میں نہ ڈالے گا

(106) ”براہین احمدیہ کے صفحہ 241 میں ایک پیش گوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم. انما تولوا ظم وجه الله۔ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکلیف پہنچائے حالانکہ تو اُن کی عملداری میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا منہ خدا کا اسی طرف منہ ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت اور ظل حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لئے میں دُعا میں مشغول ہوں کیونکہ میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں، مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ لہذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دُعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔“

اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟ غرض میں گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ حرز سلطنت ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 69، طبع جدید، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 847 پر)

## یا اللہ! ملکہ معظمہ کے دل میں الہام کر

(107) ”میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی، جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔“

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ صدق اوقات ہونا نہیں چاہتا اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔“ آمین ثم آمین الملتمس

خاکسار: میرزا غلام احمد از قادیان

(تخفہ قیصریہ صفحہ 31، 32 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283، 284 از مرزا غلام احمد)  
(عکس صفحہ 848، 849 پر)

ملکہ کو ملہمہ بنانے کی آرزو کے پیچھے کوئی اور قصہ معلوم ہوتا ہے۔ شاید اکبر لہ

آبادی کا یہ شعر اشاریہ ترتیب دے سکے:

میں بھی گریجویٹ ہوں، تو بھی گریجویٹ  
علی مباحثے ہوں ذرا پاس آ کے لیٹ

## ملکہ وکٹوریہ، مرزا قادیانی کے گھر میں

(108) ”صبح حضرت اقدس کو یہ رویا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رویا میں عاجز راقم

عبدالکریم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے۔ ان کا کوئی شکر یہ بھی ادا کرنا چاہیے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 280 طبع چہارم، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 850 پر)

مرزا قادیانی نے انگریزوں کی اس قدر چالپوسی اور اطاعت کی کہ اسے خواب فرشتے بھی انگریز نظر آتے تھے۔

### انگریز فرشتہ

(109) ”ایک فرشتہ کو میں نے 20 برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 69 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 851 پر)

### انگریزی الہامات

1. "You must do what I told you. (110)
2. Though all men should be angry but God is with you. He shall help you. Words of God cannot exchange.
3. I shall help you.
4. You have to go Amritsar.
5. He halts in the Zilla Peshawar."

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 92 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 852 پر)

مرزا قادیانی کے خدا کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ضلع کی انگریزی Zilla نہیں بلکہ

District ہوتی ہے۔

- 1- "I love you. I am with you. Yes I am happy. (111)
- 2- Life of pain. I shall help you. I can, what I will do. We can, what we will do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord.
- 3- God maker of earth and heaven."

(حقیقۃ الوحی صفحہ 304 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 316 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 853 پر)

کاش مرزا قادیانی نے انگلش کی ٹیوشن پڑھی ہوتی!

(112) "ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا۔ آئی لو یو یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا۔ آئی ایم ویو یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں پھر الہام ہوا۔ آئی شیل ہیلمپ یو یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا آئی کین ویٹ آئی ول ڈو۔ یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر بعد اس کے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ وی کین ویٹ وی ول ڈو۔ یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریزی ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ 480 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 571، 572 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 854، 855 پر)

اس میں کیا شک ہے، یقیناً انگریزی ہی تمہارے سر پر کھڑا بولا تھا۔

## قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی

(113) "یہ کام بجز خدائی ہاتھ کے انجام پذیر ہوتا نظر نہیں آتا۔ اسی واسطے ہم نے ہتھیاروں یعنی قلم کو چھوڑ کر دعا کے واسطے یہ منان (حجرہ) بنوایا ہے کیونکہ دعا کا میدان خدا نے بڑا وسیع رکھا ہے اور اس کی قبولیت کا بھی اس نے وعدہ فرمایا ہے..... ساتھ یاہینسنہ سال عمر سے گزر چکے ہیں۔ موت کا وقت مقرر نہیں۔ خدا جانے کس وقت آ جاوے اور کام

ہمارا ابھی بہت باقی پڑا ہے۔ ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ رعی سیف، اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور نفاذ نہیں ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 191، 192 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 856، 857 پر)

قارئین کرام! آخر میں آپ قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی اس تحریر کو پڑھیں جو اس نے عام قادیانی کے خیالات کے اظہار کے طور پر لکھا ہے:

## مرزا قادیانی کی تحریریں پڑھ کر شرم آتی ہے

□ ”حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فخر یہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں، میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے غسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں (قادیانیوں) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، میں انہیں احمدی ہی کہوں گا کیونکہ ناپینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آ جاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے، اس لیے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔“

(روزنامہ الفضل قادیان جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 3 مورخہ 7 جولائی 1932ء)

مرزا محمود کو کہنا تو یہ چاہیے تھا کہ ابھی ان میں کچھ غیرت موجود ہے۔ لہذا وہ مرزا کی تحریریں پڑھ کر شرم محسوس کرتے ہیں لیکن جس کی اندر اور باہر کی آنکھ بند ہو چکی ہو، اس کو شرم آنے کا کیا سوال؟ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے: ”حقیقت تو یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں۔“ (انج: 46)

## قادیانی حکومت کی پلاننگ

□ ”ایک صاحب نے عرض کیا کہ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ انگریزوں کی سلطنت کی مخالفت اور ان کی کامیابی کے لیے حضرت مسیح موعود نے کیوں دعائیں کیں۔ حضور (مرزا بشیر الدین محمود) بھی ان کی کامیابی کے لیے دعا کرتے ہیں اور اپنی جماعت کے لوگوں کو جنگ میں مدد دینے کے لیے بھرتی ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں، حالانکہ انگریز مسلمان نہیں۔ اس کے جواب میں حضور (مرزا بشیر الدین محمود) نے جو ارشاد فرمایا، اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔“

”فرمایا، اس سوال کا جواب قرآن حکیم میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نظارے دکھائے گئے، ان میں ایک یہ تھا کہ ایک گری ہوئی دیوار بنا دی گئی جس کی وجہ بعد میں یہ بیان کی گئی کہ اس کے نیچے خزانہ تھا جس کے مالک چھوٹے بچے تھے۔ دیوار اس لیے بنا دی گئی کہ ان لڑکوں کے بڑے ہونے تک خزانہ کسی اور کے ہاتھ نہ لگے اور ان کے لیے محفوظ رہے۔ دراصل حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی جماعت کے متعلق پیش گوئی ہے، جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی، اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریزوں کی حکومت) کو قائم رکھا جائے تاکہ یہ نظام کسی ایسی طاقت کے قبضہ میں نہ چلا جائے جو احمدیت کے مفادات کے لیے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو۔ جب جماعت میں قابلیت پیدا ہو جائے گی اس وقت نظام اس کے ہاتھ میں آ جائے گا۔ یہ وجہ ہے انگریزوں کی حکومت کے لیے دعا کرنے اور ان کو فتح حاصل کرنے میں مدد دینے کی۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 3 جنوری 1945ء)

تعجب ہے ایک طرف فتویٰ یہ ہے کہ اب جہاد منسوخ ہو گیا ہے اور دوسری جانب عمل یہ ہے کہ فرنگی کی فوج میں بھرتی ہو کر مسلمانوں کے خلاف ”جہاد“ کرو!

### گورنمنٹ کی پٹھو جماعت

□ ”ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آئے کہ یہ خوشامدی جماعت، گورنمنٹ کی پٹھو ہے، بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھولی چک اور تے زمینداری محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے۔“

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ ”الفضل“ قادیان، 11 نومبر 1934ء)

### قادیانی جماعت..... انگریزوں کی ایجنٹ

□ ”دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا

کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔“  
(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان جلد 22 نمبر 54 مورخہ یکم نومبر 1934ء)

□ ”ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکرٹری ہیں، ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔“

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان جلد 23 نمبر 31 صفحہ 7-8 مورخہ 16 اگست 1935ء)

دھوئی نبوت کے بعد مرزا قادیانی، ہمیشہ انگریز پولیس کی حفاظت میں رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے غیظ و غضب سے بچا رہتا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے!

### مرزا قادیانی کی حفاظت

(114) ”میاں معراج الدین صاحب عمرے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت سچ موعود ایک مقدمہ فوجداری کی جوابدہی کے لیے جہلم کو جا رہے تھے۔ یہ مقدمہ کرم دین نے حضور اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کے خلاف توہین کے متعلق کیا ہوا تھا۔ اس سفر کی مکمل کیفیت تو بہت طول چاہتی ہے۔ میں صرف ایک چھوٹی سی لطیف بات عرض کرتا ہوں جس کو بہت کم دوستوں نے دیکھا ہوگا۔“

جب حضور لاہور ریلوے سٹیشن پر گاڑی میں پہنچے تو آپ کی زیارت کے لیے اس کثرت سے لوگ جمع تھے، جس کا اندازہ محال ہے کیونکہ نہ صرف پلیٹ فارم بلکہ باہر کا میدان بھی بھرا پڑا تھا اور لوگ نہایت منتوں سے دوسروں کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ ہمیں ذرا

چہرہ کی زیارت اور درشن تو کر لینے دو۔ اس اثنا میں ایک شخص جن کا نام فشی احمد الدین صاحب ہے (جو گورنمنٹ کے پشزر ہیں اور اب تک بفضلہ زعمہ موجود ہیں اور ان کی عمر اس وقت دو تین سال کم ایک سو برس کی ہے لیکن قوی اب تک اچھے ہیں اور احمدی ہیں) آگے آئے جس کھڑکی میں حضور بیٹھے ہوئے تھے، وہاں گورہ پولیس کا چہرہ تھا اور ایک پرنٹڈ ٹکٹ کی حیثیت کا افسر اس کھڑکی کے عین سامنے کھڑا مگرانی کر رہا تھا کہ اتنے میں حرات سے بڑھ کر فشی احمد الدین صاحب نے حضور سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھ کر فوراً اس پولیس افسر نے اپنی تلوار کو الٹے رخ پر اس کی کلائی پر رکھ کر کہا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں ان کا مرید ہوں اور مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس افسر نے جواب دیا کہ اس وقت ہم ان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، ہم اس لیے ساتھ ہیں کہ بٹالہ سے جہلم اور جہلم سے بٹالہ تک بحفاظت تمام ان کو واپس پہنچادیں۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ تم دوست ہو یا دشمن۔ ممکن ہے کہ تم اس بھیس میں کوئی حملہ کرو اور نقصان پہنچاؤ۔ پس یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔“

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 288، 289 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 859، 858 پر)

انگریز کی حمایت اور جہاد کی مخالفت کے سلسلہ میں کی گئی تحریری کوششوں کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

### قرآن سے دوسرے درجہ پر

(115) ”کلمما قلت من کمال بلاغتی فی البیان۔ فہو بعد کتاب اللہ القران۔“  
ترجمہ: ”جو کچھ میں نے اپنی کمال بلاغت بیانی سے کہا ہے تو وہ کتاب اللہ قرآن مجید سے دوسرے درجہ پر ہے۔“

(لجۃ النور صفحہ 128 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 464 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 860 پر)

### تائید الہی سے لکھے گئے رسائل

(116) ”یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الہی سے لکھے گئے ہیں۔ میں ان کا نام وحی اور



الہام تو نہیں رکھتا۔ مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔“

(سر الخلافہ صفحہ 101، 102 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 415، 416 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 862، 861 پر)

## میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی روح بولتی ہے

مرزا قادیانی کا الہام ہے:

(117) ”اعلموا ان فضل اللہ معی وان روح اللہ ینطق فی نفسی“

ترجمہ: ”جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے ساتھ بول رہی ہے۔“  
(انجام آقلم صفحہ 176 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 176 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 863 پر)

## خدا کا کلام

(118) ”یہ کلام جو میں سناتا ہوں، یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے۔“

(کشتی نوح صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 95 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 864 پر)

## خزائن مدفونہ

(119) ”اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کچڑ جو ان درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے۔ اس سے ان کو پاک صاف کروں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 38 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 865 پر)

(120) ”وہ خزان جو ہزاروں سال سے مدفون تھے

اب میں دیتا ہوں اگر کوئی لے امیدوار“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 117 مندرجہ روحانی خزان جلد 21 صفحہ 147، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 866 پر)

### شجاعت

(121) ”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ

لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 361 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 867 پر)

### کوئی اندر سے تعلیم دیتا ہے

(122) ”یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی

اعجاز نمائی کو انشا پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو

میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“

(نزول اسحٰ ص 56 مندرجہ روحانی خزان جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 868 پر)

مرزا قادیانی کا مزید کہنا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کچھ کہتا ہے جو

اُسے اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی نام نہاد وحی ملاحظہ فرمائیں:

□ وما یبطق عن الہوی. ان هو الا وحی یوحی.

(تذکرہ مجموعہ وحی الہامات طبع چہارم، ص 309، 321 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا مزید کہنا ہے:

□ ”وہب لی علوماً مقدّمة نقیة و معارف صافیة جلیة و علمنی ما لم

یعلم غیری من المعاصرین.“

ترجمہ: ”اللہ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف و روشن معارف عطا کیے۔ اور وہ

کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔“

(انجام آتھم صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 75 از مرزا قادیانی)

□ ”میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے، اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لیے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے، جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 563 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403 از مرزا قادیانی)

□ ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔“

(پیغام صلح صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485 از مرزا قادیانی)

□ ”میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا۔ اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔ بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے کہ ایک خدا کی رُوح ہے جو تیر رہی ہے۔ قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا۔ طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 483 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

□ ”اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے، وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں۔ اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لیے آب حیات کا حکم رکھتی ہے، دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104 از مرزا قادیانی)

□ ”میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔“

(تذکرہ اشہاد تین صفحہ 79 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 79 از مرزا قادیانی)

□ ”تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں۔“

(حقیقت الوحی صفحہ 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 106 از مرزا قادیانی)

□ ”وان الله لا يتركني على خطا طرفة عين و يعصمني من كل مين و يحفظني من سبل الشياطين.“

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے میری حفاظت کرتا ہے۔“  
(نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی)

□ ”انا واكتبنا في كتاب شينا يخالف النصوص القرآنيه او الحديثيه وما تفوهنا به يوما من الدهر۔“

ترجمہ: ”میں نے کسی کتاب میں کبھی کوئی چیز قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف نہیں لکھی۔“ (حماتہ البشری صفحہ 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 285)

□ ”والله يعلم اني ما قلت الا ما قال الله تعالى ولم اقل كلمة قط مخالفه وما مسها قلمي في عمري.“

ترجمہ: ”خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں، وہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور میں نے کوئی کبھی ایسا کلمہ تک نہیں کہا جو خلاف خداوند تعالیٰ ہو اور مخالفت خداوندی میرے قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔“

(حماتہ البشری صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 186 از مرزا قادیانی)

□ ”اور بیاعت نہایت درجہ فتانی اللہ ہونے کے اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہوتا ہے جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے، وہ اس کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 18 از مرزا قادیانی)

□ ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔“

(سراج منیر صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 41 از مرزا قادیانی)

□ ”جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے، اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔ اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 197 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197 از مرزا قادیانی)

□ ”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت

اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 93 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 93 از مرزا قادیانی)

□ ”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں، وہ نرے استخوان

فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ

ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی

ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے

ہیں نہ مجرد قال سے۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک

مشکل کے وقت روح القدس سے سکھائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی

کی طوئی نہیں ہوتی کیونکہ وہ ہلکی مصفا کیے گئے اور تمام وکمال کھینچے گئے ہیں۔“

(فتح اسلام صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7 از مرزا قادیانی)

□ ”انی امر یکلمنی ربی..... و یعلمنی من لدنہ و یحسن ادبی و یوحی

الی رحمة منه فاتبع ما یوحی..... وما کان لی ان اترک سبیلہ و اختار

طرقا شتی. و کلما قلت قلت من امرہ. وما فعلت شیئا عن امری. وما افتريت

علی ربی الاعلیٰ وقد خاب من افتری.“

(ترجمہ) ”میں وہ مرد ہوں کہ خدا میرے ساتھ گفتگو کرتا ہے اور خزانہ خاص سے

تعلیم دیتا ہے۔ اپنے ادب سے مجھ کو ادب سکھاتا ہے۔ اپنی رحمت سے مجھ پر وحی بھیجتا ہے۔

پس میں اس وحی کی پیروی کرتا ہوں اور مجھے کیا ہے کہ میں اس کی راہ کو چھوڑ دوں اور دوسرے

راستے کو اختیار کروں اور جو میں نے کہا ہے اس کے حکم سے کہا ہے۔ میں از خود کوئی کام نہیں

کرتا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باندھتا۔ ہلاک ہوا وہ جس نے افترا کیا۔“

(مواہب الرحمن صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 221 از مرزا قادیانی)

□ ”ازاں جملہ ایک عصمت بھی ہے جس کو حفظ الہی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور یہ

عصمت بھی فرقان مجید کے کامل تابعین کو بطور خارق عادت عطا ہوتی ہے۔ اور اس جگہ عصمت

سے مراد ہماری یہ ہے کہ وہ انکی نالائق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے

مخفی نظر رکھے جاتے ہیں جن میں دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور طوط نظر آتے ہیں۔ اور اگر

کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الہی جلت جلتہ ان کا تدارک کر لیتی ہے۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 111 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 536 از مرزا قادیانی)

## علامہ اقبال اور فتنہ قادیانیت

ترجمان حقیقت حضرت علامہ محمد اقبال بیسویں صدی کے شہرہ آفاق دانشور، عظیم روحانی شاعر، اعلیٰ درجہ کے مفکر اور بلند پایہ فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عہد ساز انسان بھی تھے۔ ایسی زندہ و جاوید ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا دل ملتِ اسلامیہ کے ساتھ دھڑکتا تھا۔ وہ انسانیت کی اعلیٰ قدروں کے وارث تھے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے انحطاط اور تنزل کی گھاٹی کی طرف تیزی سے گرتے ہوئے عالمِ اسلام کے تین مضطرب میں ایک نئی روح پھونکی اور اسے انقلاب کی راہ دکھائی۔

علامہ اقبال کے حوالے سے یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ وہ انسانی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ اعلیٰ تعلیم یافتہ، راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ جہاں تک قادیانیت کا تعلق ہے تو اس حوالے سے تو وہ محرم راز درون خانہ تھے۔ انہوں نے جب بظہر عاثر دیکھ لیا کہ مرزائی خود تو مرتد اور کافر ہیں ہی، لیکن علامۃ المسلمین کو بھی مرتد بنانے کے لیے کوشاں ہیں اور ”چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد“ کے مصداق اسلام کا لبادہ اوڑھ کر انہیں گمراہ کر رہے ہیں تو وہ اپنی اسلامی غیرت و حمیت اور محبت رسول کے حوالے سے برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے انتہائی زیرکی اور ژرف نگاہی سے اس اہم مسئلے کا جائزہ لیا اور اپنے تاثرات امت مسلمہ کے سامنے واضح انداز میں پیش کر دیئے۔

عاشق رسول علامہ اقبال کو اس بات پر کامل ایقان تھا کہ حضرت محمد عربی ﷺ کی ذاتِ اقدس پر رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، آپ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا، اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ نہ صرف کاذب و مفتری بلکہ واجب القتل ہے۔

حضرت علامہ اقبال کو اس بات کا کھل اور اک تھا کہ ملتِ اسلامیہ کو جن قوتوں نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا، ان میں سب سے خطرناک فتنہ قادیانیت کا ہے۔ علامہ اقبال نے قادیانیوں کی ملتِ اسلامیہ کے خلاف بڑھتی ہوئی سازشوں کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خطبات، مضامین، توضیحات اور خطوط کے ذریعے قادیانیت کی سرکوبی کی اور اس تحریک کے عالمِ اسلام پر دینی، معاشی اور تمدنی اثرات اور ان کے منفی نتائج سے

امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔ علامہ اقبالؒ کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے حکومت کو سب سے پہلے یہ مطالبہ پیش کیا کہ قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ملت اسلامیہ کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے اندر رہ کر ایک نئی امت تشکیل دے رہے ہیں۔

مولانا محمد حسین عرشی امرتسری حضرت علامہ محمد اقبالؒ سے اپنی ایک خصوصی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آخری عمر میں قریباً ہر صحبت میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر آ جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ سلطان ٹیپو (شہید) کے جہاد حریت سے انگریز نے اندازہ کیا کہ مسئلہ جہاد اس کی حکومت کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے۔ جب تک شریعت اسلامیہ سے اس مسئلے کو خارج نہ کیا جائے، انگریز کا مستقبل مطمئن نہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ سے مختلف ممالک کے علماء کو آلہ کار بنانا شروع کیا۔ ہندوستانی علماء سے بھی ایسے فتاویٰ حاصل کیے گئے، لیکن ایک منصوص قرآنی مسئلہ کو مٹانے کے لیے علماء کو کافی سمجھ کر ایک جدید نبوت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس کا بنیادی مسئلہ یہی ہو کہ اقوام اسلامیہ میں نسخ جہاد کی تبلیغ کی جائے۔ احمدیت کے اسباب وجوہ پر آج تک جو کچھ لکھا گیا ہے، اس کی وقعت سطحیت سے زیادہ نہیں اس کا حقیقی سبب اسی ضرورت کا احساس تھا۔“

(اقبال پر 15 مقالات، مرتب: پروفیسر احسان الہی سالک، ایس اے بخاری)

شاعر مشرق، حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ مرزا قادیانی کی انگریزی نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

### شیخ اولرد فرنگی رامرید

عمر من پنجمبرے ہم آفرید  
آنکہ در قرآن بغیر از را عدید

تن پرست و جاہ مست و کم نگہ  
اندرویش بے نصیب از لا الہ

در حرم زاد و کلیسا را مرید  
پردہ ناموس ما را پر درید

دامن اورا گرفتن اہلی است  
سینہ او از دل روشن تھی است

القدر! از گرمی گفتار او  
القدر! از حرف پہلو دار او

شیخ او لرد فرنگی را مرید  
گرچہ گوید از مقام بایزید

گفت دین را رونق از محکوی است  
زندگانی از خودی محروی است

دولت اغیار را رحمت شمرد  
رقصہا گرد کلیسا کرد و مُرد

(مثنوی پس چہ باید کرد)



## (ترجمہ)

- 1- میرے زمانے نے ایک نئی بھی پیدا کیا جس کو اپنے سوا قرآن میں کچھ نظر نہ آیا
- 2- خود پسند ، عزت چاہنے والا ، کوتاہ نظر اس کا دل لا الہ سے خالی ہے
- 3- مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا اور عیسائیوں کا غلام بنا اس نے ہماری ناموس کے پردے کو چاک کرایا
- 4- اس سے عقیدت رکھنا حماقت ہے اس کا سینہ دل کی روشنی سے خالی ہے
- 5- اس کی چب زبانی سے بچو اس کی چالبازانہ باتوں سے بچو
- 6- اس کا پیر شیطان اور فرنگی کا غلام ہے اگرچہ وہ کہتا ہے کہ میں بایزید کے مقام سے بول رہا ہوں
- 7- وہ کہتا ہے کہ غلامی میں عی دین کی رونق ہے اس کی زعمگی خودی سے محروم ہے

8- غیروں کی دولت کو وہ رحمت جانتا ہے  
اس نے گرجا کے گرد رقص کیا اور مر گیا

### آں ز ایراں بود وایں ہندی نژاد

رفت ازو آں مستی و ذوق و سرور  
دین او اندر کتاب و او بگور!

صحبش با عمر حاضر در گرفت!  
حرف دین را از دو ”پیغمبر“ گرفت!

آں ز ایراں بود وایں ہندی نژاد  
آں ز حج بیگانہ و ایں را جہاد!

تا جہاد و حج نماز از واجبات  
رفت جاں از بیکر صوم و صلوات!

روح چوں رفت از صلوات و از صیام  
فرد تاہوار و ملت بے نظام!

سینہ ہا از گرمی قرآن حمی  
از چنین مرداں چہ امید ہی!

از خودی مرد مسلمان در گذشت  
اے خطر دستے کہ آب از سرگذشت

(جاوید نامہ)

(ترجمہ)

- 1- وہ مستی اور ذوق و سرور ہو چکا ہے۔ دین اب کتاب ہی میں رہ گیا ہے۔ مسلمان مر چکا ہے۔
- 2- وہ عمر حاضر کی صحبت اختیار کر چکا ہے اب وہ دو جعلی پیغمبروں سے دین سیکھتا ہے۔
- 3- ان میں سے ایک (بہاء اللہ) ایرانی ہے اور دوسرا (مرزا قادیانی) پہلے نے حج منسوخ کر دیا اور دوسرے نے جہاد۔
- 4- جب جہاد اور حج واجب نہ رہے تو صوم و صلوٰۃ کی روح بھی ختم ہو گئی۔
- 5- نماز روزے کی روح جاتی رہی تو فرد بے لگام ہو گیا اور ملت بے نظام۔
- 6- سینے حرارت قرآن پاک سے خالی ہو گئے۔ ایسے لوگوں سے بھلائی کی کیا امید؟
- 7- مسلمان نے خودی ترک کر دی۔ اے خطر! مدد کو پہنچ۔ پانی سر سے گزر گیا۔

کہ از تیغ و سپر بیگانہ ساز و مرد غازی را!

من آں علم و فراست با پرکا ہے نمی گیرم  
کہ از تیغ و سپر بیگانہ ساز و مرد غازی را

بہر زنی کہ ایں کالا بگیری سودمند افتد  
بزور بازوئے حیدر بدہ ادراک رازی را

اگر یک قطرہ خون داری اگر مشت پرے داری  
بیامن باتو آموزم طریق شاہبازی را

اگر ایں کار را کار نفس دانی چہ نادانی!  
دم شمشیر اندر سینہ باید نے نوازی را

### (ترجمہ)

- 1- میری نظر میں اس علم و حکمت کی قیمت گھاس کے ایک تنکے کے برابر بھی نہیں جو مرد غازی کو اس کی تلوار اور ڈھال (عملِ جہاد) سے بے خبر کر دے۔
- 2- جس بھاؤ سے بھی تو یہ سودا خریدتا ہے، تیرے لئے سود مند ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت بازو کے عوض، امام فخر الدین رازی کی فہم و فراست چھوڑ دے۔ (ایسا علم کس کام کا جو مسلمان کو عملِ جہاد سے روک دے)۔
- 3- اگر تو خون کا ایک قطرہ رکھتا ہے (عمل کی رتق باقی ہے) اور اگر تو پروں کی مٹی رکھتا ہے (ہمت پرواز بھی ہے) تو میرے پاس آ۔ میں تجھے شاہبازی (دنیا پر حکمرانی) کے اصول سمجھا دوں گا۔
- 4- (اور) اگر تو اس کام (زندگی گزارنا) کو سانس کا کام سمجھتا ہے تو یہ تیری کیسی نادانی ہے۔ بانسری بجانے کے لئے (عام سانس کی نہیں) تلوار کی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ (جس طرح بانسری بجانے کے لئے صرف سانس پھونکنا ہی کافی نہیں، اس کے لئے سینے میں قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح عملی زندگی میں جان قربان کر دینے کی تمنا کرنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے لئے جان ہتھیلی پر رکھنا ضروری ہے)۔

## نبوت

میں نہ عارف، نہ مجدد، نہ محدث، نہ فقیہ  
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام  
ہاں مگر عالم اسلام پہ رکھتا ہوں نظر  
فاش ہے مجھ پہ ضمیرِ فلکِ نیلی فام  
”وہ نبوت ہے مسلمان کے لیے برگِ حشیش  
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام“

(ضربِ کلیم)

## مہدی برحق

سب اپنے بنائے ہوئے زعماء میں ہیں محبوس  
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سار  
بہرانِ کلیسا ہوں کہ شیطانِ حرم ہوں  
نے جدتِ گفتار ہے، نے جدتِ کردار  
ہیں اہل سیاست کے وہی ٹہنہ خم و بچ  
شاعر اسی اقلاسِ حخیل میں گرفتار  
دنیا کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت  
ہو جس کی نگہ زلزلائے عالمِ افکار

(ضربِ کلیم)

## امامت

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے  
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر زرخ دوست زندگی تیرے لیے اور بھی ڈشوار کرے دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے فقہِ ملتِ بیضا ہے امامت اُس کی جو مسلمانوں کو سلاطین کا پرستار کرے

(مغربِ کلیم)

### جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر تیغ و تنگ دست مسلمانوں میں ہے کہاں؟ ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل کہتا ہے کون اس کو مسلمانوں کی موت مر تعلیم اس کو چاہے ترکِ جہاد کی دنیا کو جس کے ہنجرِ خونیں سے ہو خطر باطل کے قال و فر کی حفاظت کے واسطے یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کر ہم پوچھتے ہیں شیخ کیسا نواز سے مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات  
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

(ضربِ کلیم)

ہو بندۂ آزاد اگر صاحب الہام  
ہے اُس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہینز  
مکھوم کے الہام سے اللہ بچائے  
غارت گر اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

(ضربِ کلیم)

### درسِ غلامی

ہند میں حکمتِ دین کوئی کہاں سے سیکھے  
نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق  
خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں  
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق  
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب  
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

(ضربِ کلیم)

## آزاد قادیانی ریاست کا اعلان

اس عنوان سے روزنامہ ”نوائے وقت“ اپنے ادارہ میں لکھتا ہے:

”ایک نوزائیدگی کی رپورٹ کے مطابق قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے قادیانیوں کی آزاد ریاست قائم کرنے کے لیے ایک نور کنی کمیٹی تشکیل دے دی ہے جس کے سربراہ وہ خود ہوں گے۔ یہ کمیٹی جسے تین سال کا عرصہ دیا گیا ہے، اس کا ہیڈ کوارٹر لندن میں قائم کر دیا گیا ہے۔ مرزا طاہر نے آزاد قادیانی ریاست کا اعلان کرتے ہوئے اسے پاکستان کے علاقوں شکر گڑھ، سیالکوٹ اور بھارت کے علاقے قادیان اور اس سے ملحقہ کشمیری علاقے پر مشتمل قرار دیا ہے۔ پاکستان میں اقلیتوں کو پوری آزادی حاصل ہے اور ان کے حقوق کی پاسداری، آئین کا حصہ ہے، لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ ”بازی بازی باریش بابا ہم بازی“ کے مصداق اب مملکت خداداد پاکستان کی ایک اقلیت ”قادیانی جماعت“ اس کے وجود سے بھی کھینے لگے۔ بھارت کے علاقوں کو کسی مجوزہ قادیانی ریاست میں شامل سمجھنے کا جواب تو بھارت ہی دے سکتا ہے، لیکن جہاں تک پاکستان کے سیالکوٹ اور شکر گڑھ کے علاقوں کو مجوزہ قادیانی ریاست کا حصہ قرار دینے کا اعلان ہے تو یہ براہ راست پاکستان کے وجود کو نقصان پہنچانے کے مذموم ارادے کا اظہار ہے۔ بالخصوص ایسے حالات میں جبکہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے قادیانی ریاست کے قیام کے لیے ایک کمیٹی کا اعلان کرنے کے ساتھ اس کا ہیڈ کوارٹر لندن میں قائم کر دیا۔ لندن میں قادیانی خلیفہ کا قیام اور وہاں سے پاکستان توڑنے کی سازش کا آغاز کرنے کا واضح مطلب یہ ہے کہ قادیانیت اپنے موجد کی گود میں بیٹھ کر اس کی نئی آشریباد کے ساتھ اس مذموم پروگرام کا آغاز کر چکی ہے۔ جس پودے کو برطانیہ نے مسلمانان برصغیر کو سیاسی و مذہبی نقصان پہنچانے کے لیے کاشت کیا تھا، وہ 1974ء کے فیصلے کے بعد اگرچہ سربریدہ ہو چکا تھا، لیکن اب پھر اسی برطانیہ کی آبیاری سے نئے برگ و بار لانے



پر ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ حکومت پاکستان مرزا طاہر کے خلاف کارروائی کرے اور برطانیہ سے بھی پوچھے کہ آخر اس نے ایسے لوگوں کو کیوں پناہ دے رکھی ہے جو وہاں بیٹھ کر پاکستان توڑنے کے پروگرام بناتے اور خواب دیکھتے ہیں۔ جب تک علماء دین اور مذہبی تنظیمیں قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان دشمنی کی باتیں کرتی تھیں تو حکومت اور کئی حلقے یہ تصور کرتے تھے کہ یہ ہمارے مذہبی حلقوں کی مذہبی انتہا پسندی ہے، لیکن اب جبکہ قادیانی جماعت کے سربراہ نے سر زمین پاکستان کے ایک حصے کو قادیانی سٹیٹ میں شامل کرنے کا اعلان کر دیا ہے تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قادیانی اور قادیانیت، پاکستان سے وفادار نہیں۔“

(روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور، 5 دسمبر 2000ء)

پوسٹ مارٹم			
قبلہ	.....	قادیان	☆
اعصابی مرکز	.....	ربوہ	☆
ترہتی کیمپ	.....	تل ابیب	☆
آماجگاہ	.....	لندن	☆
استاد	.....	ماسکو	☆
پناہ گاہ	.....	جرمنی	☆
	اور		
اس کا پتہ ہے	.....	واشنگٹن	☆

## تصویریں بولتی ہیں



اسرائیل میں قادیانی جماعت کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قادیانی مذہب نہیں بلکہ ایک خالص سیاسی جماعت ہے۔ یہودی دوسرا بنیا ہے جو کبھی خسارے کا سوا نہیں کرتا۔ اسرائیل نے قادیانیوں کو اپنے نظریاتی ملک میں جو مذہبی آزادی دے رکھی ہے، وہ اس کے اصول اور قواعد و ضوابط کے صریحاً خلاف ہے۔ قادیانی جماعت یہودی ٹکڑوں پر پلنے والا استعماری پٹھو ہے۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق اسرائیلی فوج میں کئی سو قادیانی شامل ہیں جو فلسطینی مسلمانوں پر قلم و تشدد میں پیش پیش رہتے ہیں۔ قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات اور روابط کا اندازہ قومی اخبارات میں 22 فروری 1985ء کے ”یروشلیم پوسٹ“ کے حوالے سے چھپنے والی اس تصویر سے لگایا جاسکتا ہے، جس میں دو قادیانی مبلغوں کو اسرائیلی صدر کے ساتھ نہایت سوہنہ انداز میں ملاقات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر میں اسرائیل میں سبکدوش ہونے والے قادیانی سربراہ شیخ شریف امینی نئے سربراہ شیخ محمد حمید کا اسرائیل کے صدر سے تعارف کروا رہے ہیں۔ اس موقع پر شیخ شریف نے قادیانیوں کو اسرائیل میں مکمل مذہبی آزادی دینے پر اسرائیلی حکومت کی تعریف کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تصویر قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور یہود دوستی کا منہ بولنا ثبوت ہے۔



اسرائیلی صدر شیون پیریز (Shimon Peres) نے ستمبر 2007ء میں اسرائیل کے شہر کبابیر (Kababir) میں واقع قادیانی عمارت گاہ کا دورہ کیا۔ اس موقع پر اسرائیلی صدر نے قادیانی جماعت کے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بین الاقوامی طور پر ہر ممکن امداد اور تعاون کا یقین دلایا۔



یہ ملکہ وکٹوریہ کی تصویر ہے جس کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہوئے ثبوت کے دعویدار آنجنابی مرزا آقا بانی نے اپنی کتابوں کے ہزاروں صفحات سیاہ کیے

## مرزا قادیانی کی تصویر

یہ مرزا قادیانی کی تصویر ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے، تمام انبیاء کرام کا مجموعہ ہے، بلکہ خود محمد رسول اللہ ہے (نعوذ باللہ) اللہ کا نبی اپنے دور میں تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت اور حسین و جمیل ہوتا ہے۔ وہ اپنے حسن کی زکوٰۃ تقسیم کرے تو پوری کائنات صاحب حیثیت ہو جائے۔



آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا نبی اس شکل کے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خود مبعوث کیا ہو اور ان کی موت بیت الخلا میں ہوئی ہو۔ (نعوذ باللہ)! ہمیں تو یہ رنجیت سنگھ کی تصویر لگتی ہے۔ (مہاراجا رنجیت سنگھ سے معذرت کے ساتھ)!



نبوت حاضر ہیں!

حیات و نزول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

## حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن مجید

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، رفع اور نزول کا عقیدہ ایک اسلامی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کی بنیاد قرآن مجید اور حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے وہ بے شمار ارشادات ہیں جو مجموعی اور معنوی حیثیت سے حد تو اتر کو پہنچ گئے ہیں۔ اس بنیاد پر تمام صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، فقہاء، متکلمین، صوفیا کرام اور جملہ اہل اسلام اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ہی آسمانوں پر اٹھا لیا ہے اور قرب قیامت آپ ہی کا نزول ہوگا۔ اس پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے۔ اکابرین اسلام نے اس کو عقائد میں جگہ دی ہے۔ سو اس عقیدہ کا انکار کفر ہے۔

حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے کم علم اور ناقص مطالعے کے حامل عام لوگ جلد مغالطے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی کئی آیات اس اہم مسئلہ کو کھول کر بیان کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جسمانی موت طاری نہیں ہوئی بلکہ وہ آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے ہیں۔ ان کی حیات طیبہ جس کی ابتدا ان کی پیدائش کے وقت سے ہوئی تھی، آج تک زندہ و جاری ہے اور اس وقت تک مسلسل رہے گی جب تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لا کر عام انسانوں کی طرح طبعی موت سے ہمکنار نہیں ہو جاتے۔ دراصل قادیانی فتنہ نے اس اہم مسئلہ کو اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے یہ کہہ کر الجھا دیا کہ ایسا ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اس سے ہمارے کم پڑھے لکھے مسلمان فوری متاثر ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اس مسئلہ میں بجائے فلسفیانہ موشگافیوں اور باطل تاویلات کے، یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور پھر قرب قیامت زمین پر واپس آنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر یہ بات قرآن و حدیث سے ثابت ہو

جائے تو پھر جس قادر مطلق نے اسے آسمان پر اٹھایا ہے اور لوگوں کے لیے اسے نشانِ قدرت ٹھہرایا ہے، اس کو یقیناً یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہر خطرے اور مفر شے سے حفاظت فرمائے اور اپنے ہاں ان کا پورا پورا خیال رکھے۔ اس سلسلہ میں آنجہانی مرزا قادیانی کی تحریروں کے مندرجہ ذیل اقتباسات قابلِ غور ہیں:

### اللہ تعالیٰ کی قدرت پر اعتراض کرنا؟

(123) ”یہ بات ہم مکرر لکھنا چاہتے ہیں کہ قدرتِ اللہ پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے انکارِ خدائے تعالیٰ ہے کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ کی قدرتِ مطلقہ کو نہ مانا جائے اور حسبِ اصولِ تباہی آریہ صاحبان یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جب تک زید نہ مرے، بکر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں تمام خدائی اس کی باطل ہو جاتی ہے بلکہ اعتقاد صحیح اور حق یہی ہے کہ پر میشر کو سربِ شکستہ مان اور قادرِ مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناتمام تجربہ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محکِ امتحان نہ بنایا جائے ورنہ ہمہ دانی کے دعویٰ پر اس قدر اعتراض وارد ہوں گے اور ایسی خجالتیں اٹھانی پڑیں گی کہ جن کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے بلند تر دیکھتا ہے اس کو خلافِ عقل سمجھ لیتا ہے حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شے دیگر ہے اور خلافِ عقل ہونا شے دیگر۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 63، 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 111، 112 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 869، 870 پر)

### کافر اور دہریہ کون؟

(124) ”در حقیقت کوئی شخص خدا کو شناخت نہیں کر سکتا جب تک اس حد تک اس کی معرفت نہ پہنچ جائے کہ وہ اس بات کو سمجھ لے کہ خدا کے بیٹا کام ایسے ہیں کہ جو انسانی طاقت اور عقل اور فہم سے بالاتر اور بلند تر ہیں اور اس مرتبہ معرفت سے پہلے یا تو انسان محض دہریہ ہوتا ہے اور خدا کے وجود پر ایمان ہی نہیں رکھتا اور یا اگر خدا کو مانتا ہے تو صرف اس خدا کو مانتا ہے کہ جو اس کے خود تراشیدہ دلائل کا ایک نتیجہ ہے نہ اس خدا کو جو اپنی جگہ سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور جس کی قدرتوں کے اسرار اس قدر ہیں کہ انسانی عقل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔“

جب سے خدا نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ خدا کی قدرتیں عجیب در عجیب اور عمیق در عمیق اور وراہ الورا لایدرک ہیں، تب سے میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں، بکے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے ہوئے دہریہ خیال کرتا ہوں۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 269 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 281 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 871 پر)

اس سے ثابت ہو گیا کہ قانون قدرت کی آڑ میں حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرنا دراصل باطنی کفر اور دہریت کا سبب ہے۔ امام رازی کا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کو عقل کے پیمانہ پر ناپنا چاہتا ہے، وہ کھلے طور پر گمراہ ہے۔ پس جو شخص حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بحسدِ عنصری رفع الی السماء کا اس لیے منکر ہے کہ عقلی فلسفہ اس کا انکار کرتا ہے تو اس کا یہ دعویٰ بُرہان و دلیل اور علم و یقین کی جگہ محض جہل، ظن اور اٹکل کے ماتحت ہے اور ایسے حضرات کے لیے پھر عالم غیب کی تمام ماورائے عقل باتوں، مثلاً وحی، فرشتہ، جنت، جہنم، حشر، معاد، معجزہ وغیرہ کو خلاف عقل کہہ کر جھٹلا دینا چاہیے۔ قرآن مجید نے انہی جیسے منکرین حق کے متعلق صاف صاف مکذبین کا لقب تجویز کر دیا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ سے زائد انبیاء کرام میں سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس بات کے لیے کیوں منتخب کیا کہ انھیں زندہ آسمانوں پر اٹھایا اور قرب قیامت آپ کو نازل فرمانے کا وعدہ فرمایا؟ پھر آپ کے نزول میں کیا حکمت کارفرما ہو سکتی ہے؟ انکارین اسلام کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہیں۔ اس کی حکمتوں کو کوئی نہیں جان سکتا، تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا: ”فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمة“ یہ الگ بات ہے کہ اس کی حکمتوں کو ہم پوری طرح نہ پا سکیں۔ البتہ بعض حضرات محدثین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے اسرار اور اس کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی حکمت پر کچھ روشنی دلوں کے اطمینان کا باعث بنتی ہے۔

علامہ حافظ بدرالدین العینی لکھتے ہیں:

□ ترجمہ: ..... ”اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے میں کیا حکمت ہے

اور اس خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں:

1- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے یہود کے اس باطل خیال کا رد کرنا ہے کہ



انہوں نے عیسیٰ کو قتل کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ واضح کر دیا اور یہ بتا دیا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی یہود کو قتل کریں گے۔

2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کی امت کی (عالی شان) صفت دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کو بھی اس امت میں شامل فرمادے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ان کو آسمان پر زندہ رکھا۔ یہاں تک کہ آپ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ دین اسلام کی تجدید کریں گے۔ اس وقت دجال نکلا ہوا ہوگا۔ آپ اس کو قتل کریں گے۔

3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول یہود و نصاریٰ کی تکذیب اور ان کے باطل دعوؤں کی کجی کے اظہار اور ان کے قتل کے لیے ہوگا۔

4- ان امور مذکورہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت کی وجہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے سب سے زیادہ تعلق عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ہے کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ پس دوسرے انبیائے کرام کی بہ نسبت ان کو قرب زمانی حاصل ہے اس لیے آپ نزول کے زیادہ مستحق تھے۔“

اب ہم قرآن مجید سے حیاتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیان کرتے ہیں۔  
تفصیلات کے لیے براہ کرم تفاسیر سے رجوع کیجیے۔

## پہلی آیت

وَمَكْرُؤًا وَّمَكْرَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ. (آل عمران: 54)

(ترجمہ) ”اور تدبیر کی ان کافروں نے اور تدبیر کی اللہ تعالیٰ نے اور

اللہ کی تدبیر سب سے بہتر ہے۔“

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی ”لکھتے ہیں: ”مکر کہتے ہیں لطیف و خفیہ تدبیر کو۔ اگر وہ اچھے مقصد کے لیے ہو، تو اچھا ہے اور برائی کے لیے ہو تو برا ہے۔ اسی لیے وَلَا يَجْنِيْ الْمَكْرَ السَّيِّئِ مِنْ مَّكْرِ كَسِيٍّ“ کی قید لگائی اور یہاں خدا کو ”خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ“ کہا۔ مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیے کہ یہ شخص (معاذ اللہ) ملحد ہے،

توریت کو بدلنا چاہتا ہے، سب کو بے دین بنا کر چھوڑے گا۔ چنانچہ اس نے مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ ادھر یہ ہو رہا تھا اور ادھر حق تعالیٰ کی لطیف و خفیہ تدبیر ان کے توڑ میں اپنا کام کر رہی تھی، بیشک خدا کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے جسے کوئی نہیں توڑ سکتا۔“ (تفسیر عثمانی)

”یہودا اسکر یوتی“ جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے 12 خاص حواریوں میں سے تھا، یہودیوں سے تیس (30) روپے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ لانے کے لیے مرکزی کردار ادا کیا۔ (متی: باب 26 فقرہ 14 تا 26) اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں تبدیل کر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی کمال قدرت سے آسمان پر اٹھالیا۔ جب دوسرے لوگ گھر میں گھسے تو انھوں نے اس شخص کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا۔ جب مقتول کو اچھی طرح دیکھا تو کہنے لگے اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرے سے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ اگر یہ مقتول مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں گیا اور اگر یہ مقتول ہمارا آدمی ہے تو مسیح کہاں ہے؟ غرض کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ صحیح علم کسی کو بھی نہیں تھا۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ کے تمام فرقے غلط فہمیوں اور اشتباہ کا شکار ہیں اور صرف جھوٹے گمان کی اتباع کرتے ہیں۔ یہ تمام قصہ موجودہ اناجیل اربعہ میں موجود ہے۔ حوالہ کے لیے دیکھیے۔

(1) متی باب 26 فقرہ 51، 67، 68، باب 27 فقرہ: 2، 5، 26 تا 35

(2) مرقس باب 14 فقرہ 65، باب 15 فقرہ 1 تا 32

(3) یوحنا باب 18 فقرہ 12 تا 24، باب 19 فقرہ: 1 تا 35

(4) لوقا باب 23 فقرہ 33، باب 24 فقرہ: 7، 8

امام فخر الدین رازی جو قادیانیوں کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں، اپنی تفسیر، تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 69، 70 میں لکھتے ہیں:

”اور یہود کا مکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ تھا کہ انھوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا مکر یہود سے..... سو اس کی کئی صورتیں ہوئیں..... ایک صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور یہ اس طرح ہوا کہ یہود کے ایک بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا اور جبرائیل علیہ السلام ایک گھڑی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جدا نہ ہوتے تھے اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا وَأَيُّدُنَا“

بِرُوحِ الْقُدُسِ یعنی ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جبرائیل سے مدد دی۔ پس جب یہود نے قتل کا ارادہ کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مکان میں داخل ہو جانے کے لیے فرمایا۔ اس مکان میں کھڑکی تھی۔ پس جب یہود اس مکان میں داخل ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کھڑکی سے نکال لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبابہت ایک اور آدمی کے اوپر ڈال دی۔ پس وہی پکڑا گیا اور پھانسی پر لٹکایا گیا..... غرضیکہ یہود کے ساتھ اللہ کے مکر کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور یہود کو حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ شرارت کرنے سے روک لیا۔“

یہاں قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ ایک شخص کی شکل ہو بہو عیسیٰ علیہ السلام جیسی کیسے ہوگئی؟ مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جس طرح فرشتوں کا شکل بشر متماثل ہونا اور موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا اڑدھا بن جانا قرآن کریم میں منصوص ہے۔ انبیاء کرام کے لیے پانی کا شراب اور زیتون بن جانا نصاریٰ کے نزدیک مسلم ہے۔ پس اسی طرح اگر کسی شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ اور ہم شکل بنا دیا جائے تو کیا استبعاد ہے؟ احیاء موتی کا معجزہ القاء شبیہ کے معجزہ سے کہیں زیادہ بلند تھا۔ لہذا احیاء موتی کی طرح القاء شبیہ کے معجزہ کو بھی بلاشبہ اور بلا تردد تسلیم کرنا چاہیے۔ نیز موجودہ سائنس کے دور میں پلاسٹک سرجری سے چہروں کی شبابہت تبدیل کی جاتی ہے۔ یہ انسان اپنے ذرائع سے کر رہا ہے۔ اگر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک شخص کی شبابہت دوسرے شخص پر ڈال دی تو وجہ استعجاب کیا ہے؟“

قادیانی مزید اعتراض کرتے ہیں کہ جس شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبابہت ڈالی گئی، وہ آپ کا دشمن تھا یا حواری، اگر دشمن پر ڈالی گئی تو اسے مسیح بنا کر عزت دی گئی، اس طرح ایک کافر کو عزت دی گئی۔ اگر حواری تھا تو اس پر ظلم ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہے؟

مولانا اللہ وسایا صاحب اس قادیانی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس میں مفسرین کے دو قول ہیں کیونکہ قرآن مجید تاریخی کتاب نہیں بلکہ ہدایت کا منبع ہے۔ یہ تاریخ کا موضوع ہے کہ وہ شخص جو پھانسی دیا گیا، وہ کون ہے؟ قرآن مجید صرف اتنا بتلانا چاہتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نہ قتل ہوئے نہ پھانسی دیے گئے۔ یہود کا قتل مسیح کا دعویٰ غلط ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے وہ شخص کون تھا؟ اس سلسلہ میں سابقہ کتب میں دو اقوال ہیں کہ وہ

دشمن تھا، وہ حواری تھا۔ اس لئے مفسرین نے دونوں اقوال نقل کیے۔ وہ دشمن تھا تو نبی کی شکل دے کر اعزاز کیوں دیا گیا؟ یہ قادیانیوں کی نادانی ہے۔ اس دشمن کو مسیح کی شکل دے کر اعزاز نہیں دیا گیا بلکہ عذاب دیا گیا کہ وہ پھانسی پر لٹکایا گیا۔ کیوں؟ اس کا جواب قرآن نے دیا۔ شبہ لہم۔ اور دوسرا قول کہ مسیح علیہ السلام کا حواری تھا، اس پر اشکال کہ بے قصور تھا۔ اس پر ظلم ہوا۔ اس کا جواب بھی تفسیروں اور کتب سابقہ میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کون شخص ہے جو میری جگہ پھانسی پر چڑھے اور قیامت کے دن جنت میں میرا رفیق بنے۔ یہ سوال تین بار کیا تو تینوں دفعہ مخلص حواری اٹھا جو اپنے نبی کی جگہ قربانی کی لیے آمادہ ہوا۔ یہ ایثار و قربانی کی بے مثال روایت ہے کہ اپنے نبی کے لیے جان قربان کر کے رفیق جنت بننے پر آمادہ ہوا اور ایسے کر کے وہ اعزاز کا مستحق ہوا نہ کہ اعتراض کا۔ وہ درجہ شہادت پر فائز ہوا۔ قادیانی، مخلص حواری مسیح کی شہادت کو ظلم سے تعبیر کریں تو جو لوگ اپنے دین و ایمان اسلام و قرآن انبیاء کرام کی عزتوں کے تحفظ کے لیے شہید ہوئے تو کیا ان سب پر ظلم ہوا؟ معاذ اللہ۔“

(قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم از مولانا اللہ وسایا)

## دوسری آیت

إِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَرَافِعُكَ إِلَىٰ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ (آل عمران: 55)

(ترجمہ) ”جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں، غالب، ان لوگوں سے جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک، پھر میری طرف ہے تم سب کو پھر آنا، پھر فیصلہ کر دوں گا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے ہو۔“

یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے اور قتل کرنے کی خفیہ تدبیریں کیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت اور عصمت کی ایسی تدبیر فرمائی جو ان کے وہم و گمان سے بھی بالا اور برتر تھی۔ وہ یہ کہ ایک شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور یہودی جب گھر میں داخل ہوئے تو اس ہم شکل کو پکڑ کر لے گئے اور عیسیٰ علیہ السلام

سمجھ کر اس کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر فرمانے والے ہیں۔ کوئی تدبیر اللہ کی تدبیر کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پریشانی دور کرنے کے لیے یہ فرمایا کہ اے عیسیٰ! تم گھبراؤ نہیں، بے شک میں تم کو تمہارے ان دشمنوں سے بلکہ اس جہان ہی سے پورا پورا لے لوں گا۔ اور بجائے اس کے کہ یہ نانبجار تمہے کو پکڑ کر لے جائیں اور صلیب پر چڑھائیں، میں تمہے کو اپنی پناہ میں لے لوں گا اور آسمان پر اٹھاؤں گا کہ جہاں کوئی پکڑنے والا پہنچ ہی نہ سکے اور تمہے کو ان ناپاک اور گندوں سے نکال کر پاک، مطہر اور معطر جگہ میں پہنچا دوں گا کہ یہ نانبجار تمہے کو بے عزت کر کے تیرے اور تیرے دین کے اتباع سے لوگوں کو روکنا چاہتے ہیں۔ اور میں اس کے بالمقابل تیرے پیروؤں کو تیرے کفر کرنے والوں پر قیامت تک غالب اور فائق رکھوں گا۔ تیرے خدام اور غلام ان پر حکمران ہوں گے اور یہ ان کے محکوم اور باج گزار ہوں گے۔ قیامت کے قریب تک یونہی سلسلہ رہے گا کہ نصاریٰ ہر جگہ یہود پر غالب اور حکمران رہیں گے اور اپنی ذلت و مسکنت اور حضرت مسیح بن مریم کے نام لیواؤں کی عزت و رفعت کا مشاہدہ کرتے رہیں گے اور اندر سے تمللاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ جب قیامت قریب آجائے گی اور دجال کو جیل خانہ سے چھوڑ دیا جائے گا تا کہ یہود بے بہود اپنی عزت اور حکومت قائم کرنے کے لیے اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں تو یکا یک عیسیٰ علیہ السلام بصد جاہ و جلال آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو جو یہود کا بادشاہ بنا ہوا ہوگا، اس کو تو خود اپنے دست مبارک سے قتل فرمائیں گے اور باقی یہود کا قتل و قتال اور اس جماعت کا بالکل تہ استیصال امام مہدی اور مسلمانوں کے سپرد ہوگا۔ دجال کے قبعین کو چن چن کر قتل کیا جائے گا۔ نزول سے پہلے یہود اگرچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے غلام اور محکوم تھے مگر زندہ رہنے کی تو اجازت تھی مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد زندہ رہنے کی بھی اجازت نہ رہے گی۔ ایمان لے آؤ! یا اپنے وجود سے بھی دستبردار ہو جاؤ اور نصاریٰ کو حکم ہوگا کہ میری الوہیت اور ابیت کے عقیدہ سے تائب ہو جاؤ اور مسلمانوں کی طرح مجھ کو اللہ کا بندہ اور رسول سمجھو اور صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ختم کریں گے اور سوائے دین اسلام کے کوئی دین قبول نہ فرمائیں گے۔ الغرض نزول کے بعد اس طرح تمام اختلافات کا فیصلہ فرمائیں گے جیسا کہ آئندہ آیت میں اس طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ پھر تم سب کو میری طرف لوٹنا ہے، پس اس وقت میں تمہارے اختلافات

کافیصلہ کروں گا۔ وہ فیصلہ یہ ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے یہود کا یہ زعم باطل ہو جائے گا کہ ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ. اور نصاریٰ کا یہ زعم باطل ہوگا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں اور حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے گا اور روزِ روشن کی طرح تمام عالم پر یہ واضح ہو جائے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے، اور اسی جسم کے ساتھ آسمان سے اترے ہیں۔

یہ آیت اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم و روح کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں کیونکہ آیت میں لفظ عیسیٰ مراد ہے۔ فقط جسم اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ عیسیٰ۔ ہر چہار ضمیروں کے خطاب کے مخاطب وہی ایک عیسیٰ زندہ بعینہ ہے کیونکہ ضمیر خطاب معرفہ ہے اور بوجہ تقدیم عطف و تاخیر ربط اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ چاروں واقعات (توفی، رفع، تطہیر، غلبہ تابعین) قیامت سے پہلے پہلے بعینہ حضرت عیسیٰ زندہ کے ساتھ ہو جائیں گے اور صیغہ اسم فاعل آئندہ کے لیے بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے: "وَأَنَا لَجَاعِلُونَ مَاعَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا" (کہف: 8) "اور ہم ہی بنانے والے ہیں ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں (ویران کر کے) چٹیل میدان، غیر آباد۔"

اب غور کیجیے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح مبارک کو نکال کر آسمان پر لے جایا جاتا تو اس صورت میں آپ کا جسم اطہر تو زمین پر ہی رہتا اور اس صورت میں دو طرح کا امکان تھا۔ اول تو یہ کہ آپ کا جسم مبارک یونہی زمین پر پڑا رہتا، جس میں ایک معظم و مکرم نبی کے جسد اطہر کی توہین تھی اور دوسرا امکان یہ تھا کہ بنی اسرائیل انہیں اپنے ناپاک ہاتھوں سے دفن کرتے، لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بھی گوارا نہ ہوا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

حکیم نور الدین قادیانی نے اپنی کتاب فصل الخطاب لمقدمۃ المل الکتاب حصہ دوم صفحہ 314 پر آیت وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْيَوْمِنِ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ كَاتِرْجَمِ ان الْقَاظِ مِمْ کیا ہے۔ "گور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا۔ ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اور ان کے گولہ۔"

یاد رہے کہ یہ اس شخص کا ترجمہ ہے جو مسیحیت مرزا کا سب سے بڑا حامی بلکہ بانی تھا۔

علماء مفسرین کے نزدیک متوفیک کا مادہ ”وفی“ ہے یعنی جب یہ مادہ باب تفعّل میں چلا جائے تو اس کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہوں گے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اتوفیت الثمن“ بعض دفعہ یہ لفظ موت اور نیند کے معنی میں بھی مجازاً استعمال ہوتا ہے جبکہ وہاں کوئی قرینہ موجود ہو جیسے ”هو الذی یتوفکم باللیل“ (وعی (اللہ) ہے جو پورالے لیتا یا قبضہ میں کر لیتا ہے تمہیں رات کو) (الانعام: 60) اسی طرح ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا“ ترجمہ: اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی موت کے نزدیک قبض کر لیتا ہے اور جو ابھی نہیں مرنے، ان کی جان نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ (الزمر: 42) ”وَالَّتِی لَمْ تَمُتْ“ کے لیے بھی لفظ ”تونی“ بولا گیا۔ یعنی ایک جانب یہ صراحت کی جارہی ہے کہ یہ وہ جانیں (نفوس) ہیں جن کو موت نہیں آتی اور دوسری جانب یہ بھی بصراحت کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیند کی حالت میں ان کے ساتھ ”تونی“ کا معاملہ کرتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہے۔ ”متونی“ اور نفس انسانی مفعول ہے۔ موت اور نوم میں لفظ تونی کا استعمال قرآن کریم ہی نے شروع کیا ہے۔ جاہلیت والے تو عموماً اس حقیقت سے ہی نا آشنا تھے کہ موت یا نوم میں خدا تعالیٰ کوئی چیز آدمی سے معطل کر لیتا ہے۔ اس لیے لفظ تونی کا استعمال موت و نوم پر ان کے یہاں مروج نہ تھا۔ قرآن کریم نے موت وغیرہ کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لیے اول اس لفظ کا استعمال شروع کیا تو اسی کو حق ہے کہ موت و نوم کی طرح اخذ روح مع البدن کے نادر مواقع میں بھی اسے استعمال کر لے۔ مگر پھر بھی کسی صورت سے ”تونی بمعنی موت“ صحیح نہیں ہے ورنہ تو قرآن کا جملہ ”وَالَّتِی لَمْ تَمُتْ“ لَعُوذَ بِاللّٰهِ مَهْلُ ہو کر رہ جائے گا۔

یہ آیات اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ ”توفی“ کا حقیقی معنی موت نہیں ہے، اگر اس کا حقیقی معنی موت ہوتا تو موت اور تونی کا تقابل درست نہ تھا۔ یہاں آیت میں تونی کے ساتھ موت اور عدم موت دونوں جمع ہو رہی ہیں۔ یتوفکم باللیل میں وفات تو ہے مگر موت نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نیند کی حالت میں روح کو اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں مگر پھر بیداری کے وقت لوٹا دیتے ہیں جبکہ موت میں روح قبضے میں تو لے لی جاتی ہے مگر اسے لوٹایا نہیں جاتا۔ چنانچہ متوفیک میں وفات بمعنی موت نہیں اور نہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت ہوتی ہے۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامہ (ابن کثیر، ابن جریر)

(ترجمہ): بے شک عیسیٰ علیہ السلام پر موت واقع نہیں ہوئی اور وہ تمہاری طرف قیامت پناہ ہونے سے پہلے دوبارہ آئیں گے۔

لیکن اگر مرزائیوں کے مطابق توفی بمعنی موت کے لیا جائے تو پھر ان کے ذمہ ہے کہ وہ اس وعدے کا ایسا لفظ ماضی سے دکھائیں جو منجانب اللہ ہو۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی مرزائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں لفظ توفی کو بصیغہ ماضی قرآن حکیم میں سے قیامت تک نہیں دکھا سکے گا۔ گویا ثابت ہوا اگر توفی کا مطلب موت ہوتا تو پہلے تین وعدوں کی طرح یہ وعدہ بھی جلد اور بلا توقف پورا ہونا ضروری تھا اور پہلے وعدوں کی طرح اس کے ایسا کا ثبوت بھی قرآن حکیم سے ملنا ضروری تھا مگر ایسا نہیں ہوا، لہذا ثابت ہوا کہ توفی کا مطلب یہی تھا کہ پورا پورا لے کر یعنی مع جسم اور روح آسمان پر اٹھائیں گے اور یہ وعدہ بھی قرآن کی رو سے پورا ہو چکا ہے۔ قرآن مجید میں ”حیات“ کے مقابلے میں ”وفات“ کا لفظ کہیں نہیں آیا بلکہ ہر جگہ حیات کا مقابل موت کو قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا تشریح سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ”توفی“ کے حقیقی معنی ”موت“ کے ہرگز نہیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات نہایت قابل غور ہیں۔

(1) ثم توفی کل نفس ما کسبت. (البقرہ: 281)

ترجمہ: پھر پورا پورا دے دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا ہے۔

(2) وتوفی کل نفس ما عملت (النحل: 111)

ترجمہ: اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کیا ہوگا۔

(3) فیوفیہم اجورہم۔ (آل عمران: 57)

ترجمہ: تو اللہ پورے پورے دے گا انہیں ان کے اجر۔

(4) وانما توفون اجورکم یوم القیمة۔ (آل عمران: 185)

ترجمہ: اور پوری مل کر رہے گی تمہیں تمہاری مزدوری قیامت کے دن۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ توفی اور موت یقیناً مترادف الفاظ نہیں ہیں اور توفی کے حقیقی معنی ”موت“ نہیں بلکہ ”پورا“ لینا یا قبض کر لینا“ ہیں۔ قرآن مجید سے اس کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ پورے قرآن مجید میں کسی ایک جگہ بھی موت کا فاعل اللہ تعالیٰ کے سوا



اور کسی کو قرار نہیں دیا گیا مگر اس کے برعکس توفی کا فاعل متعدد مقامات پر ملائکہ (فرشتوں) کو ٹھہرایا گیا۔ (دیکھیے النساء: 97، الانعام: 61، سجدہ: 11، الانفال: 50)

ویسے اگر اس مقام پر لفظ توفی کا معنی موت بھی کر لیا جائے تو پھر بھی ہمیں قطعاً معسر نہیں۔ کیونکہ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول اس آیت مبارکہ میں تقدیم و تاخیر مانی جائے گی۔ جیسا کہ تفسیر ابی السعود، تفسیر خازن اور تفسیر کبیر وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ تفسیر موجود ہے کہ اب تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور آسمان سے اترنے کے بعد تجھے موت دوں گا۔

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ مذکورہ آیت میں ہر چار فقرے ترتیب طبعی سے بیان کیے گئے ہیں چونکہ متوفیک پہلے لکھا اور رافعک بعد میں، اس لیے وفات پہلے ہونا ضروری ہے، پھر رفع ہو۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ عربی فن کی کتابوں یعنی علم نحو، علم اصول، علم بلاغت اور علم ادب کی تمام کتب میں یہ درج ہے کہ واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہوتی۔ مرزا قادیانی نے بھی اسی اصول کو مان رکھا ہے۔

□ ”یہ ضروری نہیں کہ حرف واؤ کے ساتھ ہمیشہ ترتیب کا لحاظ واجب ہو۔“

(تریاق القلوب حاشیہ صفحہ 326 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 454 از مرزا قادیانی)

اور اس بات کا سب سے بڑا ثبوت خود قرآن پاک میں موجود ہے۔ فرمایا گیا

یمریم افتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین ۵ نیز فرمایا والذین بیعون

لربہم سجداً وقیاماً ۶ (مومنون) صاف ظاہر ہے کہ سجدہ رکوع سے پہلے ہوتا ہے نہ سجدہ

قیام سے پہلے ہوتا ہے۔ قرآن مجید سے ہی ایک اور مثال پیش ہے:

”واوحینا الی ابراہیم واسمعیل واسحق و یعقوب والاسباط و عیسیٰ

و ایوب و یونس و ہرون و سلیمان۔“ (النساء: 163)

اس ترتیب قرآنی کو سامنے رکھا جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور حضرت

ایوب علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ

السلام سے پہلے بنتا ہے حالانکہ زمانہ جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ حضور علیہ السلام

یعنی ہمارے پیارے نبی ﷺ کے علاوہ باقی تمام انبیاء و رسل علیہ السلام کے بعد ہے جبکہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر اس آیت میں ان انبیاء سے پہلے ہے۔ قرآن مجید میں ایسا کئی جگہوں پر ہے کہ کسی بات کا تذکرہ ایک بات سے پہلے ہے جبکہ اس کا وقوع بعد میں ہوتا ہے۔

## تیسری آیت

□ فَبِمَا نَقَضْتُمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفِّرْتُمْ بآيَاتِ اللَّهِ وَقْتَلْتُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا وَ قَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِمَّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (نساء: 155-158)

(ترجمہ) ”ان کو جو سزا ملی، سوان کی عہد شکنی پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے اور قتل کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے۔ سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کر دی ان کے دل پر کفر کے سبب سو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔ اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان باندھنے پر اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا۔ اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی، ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں، کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف انکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک۔ بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا۔“

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہود بے بہود کے طعون و مغضوب اور مطرود و مردود ہونے کے کچھ وجوہ و اسباب ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ پس ہم نے یہود کو متعدد وجوہ کی بنا پر مورد لعنت و غضب بنایا۔ (1) نقض عہد کی وجہ سے (2) اور آیات الہی کی تکذیب اور انکار کی وجہ سے۔ (3) اور خدا کے پیغمبروں کو بے وجہ محض عناد اور دشمنی کی بنا پر قتل کرنے کی وجہ سے (4) اور اس قسم کے سنگبرانہ کلمات کی وجہ سے کہ مثلاً ہمارے قلوب علم اور حکمت کے ظرف ہیں ہمیں تمہاری ہدایت اور ارشاد کی ضرورت نہیں۔ ان کے قلوب علم اور حکمت اور رشد و ہدایت سے اس لیے بالکل خالی ہیں کہ اللہ نے ان کے عناد اور تکبر کی وجہ سے ان کے دلوں پر

نہر لگا دی ہے، جس کی وجہ سے قلوب میں جہالت اور ضلالت بند ہے، اوپر سے مہر لگی ہوئی ہے اندر کا کفر باہر نہیں آ سکتا اور باہر سے کوئی رشد اور ہدایت کا اثر اندر نہیں داخل ہو سکتا۔ (پس اس گروہ میں سے کوئی ایمان لانے والا نہیں مگر کوئی شاذ و نادر جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے رفقاء) (5) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر و عداوت کی وجہ سے۔ (6) اور حضرت مریم علیہا السلام پر عظیم بہتان لگانے کی وجہ سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہانت اور تکذیب کو بھی مستلزم ہے۔ اہانت تو اس لیے کہ کسی کی والدہ کو زانیہ اور بدکار کہنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص ولد الزنا ہے اور العیاذ باللہ نبی کے حق میں ایسا تصور بھی بدترین کفر ہے اور تکذیب اس طرح لازم آتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے حضرت مریم علیہا السلام کی برأت اور نزاہت ثابت ہو چکی ہے اور تہمت لگانا برأت اور نزاہت کا صاف انکار کرنا ہے۔ (7) اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ جو بطور تفاخر کہتے تھے کہ ہم نے مسیح بن مریم جو رسول اللہ ہونے کے مدعی تھے، ان کو قتل کر ڈالا۔ نبی کا قتل کرنا بھی کفر ہے بلکہ ارادہ قتل بھی کفر ہے اور پھر اس قتل پر فخر کرنا، یہ اس سے بڑھ کر کفر ہے اور حالانکہ ان کا یہ قول کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کر ڈالا، بالکل غلط ہے۔ ان لوگوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ حضرت مسیح کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں، وہ سب شک اور تردد میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کسی قسم کا کوئی صحیح علم اور صحیح معرفت نہیں سوائے گمان کی پیروی کے کچھ بھی نہیں۔ خوب سمجھ لیں کہ امر قطعی اور یقینی ہے کہ حضرت مسیح کو کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھالیا اور ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شبیہ اور ہم شکل بنا دیا اور حضرت عیسیٰ سمجھ کر اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا اور اسی وجہ سے یہود کو اشتباہ ہوا اور پھر اس اشتباہ کی وجہ سے اختلاف ہوا۔ اور یہ سب اللہ کی قدرت اور حکمت سے کوئی بعید نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے غالب اور حکمت والے ہیں کہ اپنی قدرت اور حکمت سے نبی کو دشمنوں سے بچالیا اور زعمہ آسمان پر اٹھایا اور ان کی جگہ ایک شخص کو ان کے ہم شکل بنا کر قتل کرایا اور تمام قاتلین کو قیامت تک اشتباہ اور اختلاف میں ڈال دیا۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی پر نص صریح ہیں۔ قادیانی کہتے ہیں کہ رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو، جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام صفحہ 599 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 423 پر لکھا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ قادیانیوں کی مذکورہ بالا باطل تاویل کا

جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وعدہ بلا توقف و بجلد رفع کا تھا۔ اگر قادیانیوں کے معنی صحیح ہوں تو مطلب یہ ہوا کہ مسیح اسی وقت عزت کے ساتھ مر گیا تھا اور کون نہیں جانتا کہ یہ یہود کی تائید ہے۔ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام اس زمانے میں فوت نہیں ہوئے، جیسا کہ مرزا قادیانی کو بھی اقرار ہے۔ لہذا اس وقت جو رفع ہوا وہ یقیناً زندہ آسمان پر اٹھایا جانا تھا۔“

اس کے علاوہ رفع کے معنی عزت کی موت لینے، نہ صرف بوجہ تمام کتب لغت کے خلاف ہونے کے مردود ہیں۔ بلکہ اس میں یہ نقص ہے کہ کلام ربانی درجہ فصاحت سے گر جاتا ہے کیونکہ دوسری آیت میں رافعک سے پہلے مُتَوَفِّیک کا وعدہ موجود ہے اور توفی کے معنی جیسا کہ کتب عربیہ اور تحریرات مرزا سے کسی چیز کو پورا پورا لینے کے ہیں۔ پس یہ کہنا کہ زندہ اٹھالیا، پھر ساتھ ہی یہ کہنا کہ عزت کی موت دے کر اٹھالیا۔ یہ متضاد کلام خدا کی شان سے بعید ہے۔ اگر کہا جائے کہ مُتَوَفِّیک کے معنی بھی موت ہیں تو بھی خلاف فصاحت ہے کیونکہ جو بات ایک لفظ (موت) سے ادا ہو سکتی تھی اس کو دو فقروں میں بیان کرنا بھی شان بلاغت پر دھبہ ہے۔ حاصل یہ کہ یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو مار دیا۔ ان کے جواب میں یہ کہنا کہ ہاں مار تو دیا تھا مگر یہ عزت کی موت ہے۔ یہود کی تردید نہیں بلکہ تصدیق ہے حالانکہ خداوند تعالیٰ اس عقیدہ کو لکھتی قرار دیتا ہے جو قادیانیوں کو مبارک ہو۔“ (قادیانی شبہات کے جوابات از مولانا اللہ وسایا)

خود مرزا قادیانی عیسائیوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھائے جانے کا قائل تھا۔ اس کا کہنا ہے۔

### مسیح صلیب پر چڑھایا گیا

(125) ”مسیح پر جو یہ معصیت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضا میں

ٹھوکی گئیں جن سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا یہ معصیت درحقیقت موت سے کچھ کم نہیں تھی۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 302 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 302 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 872 پر)

(126) ”اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الہی المسیح نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے گو المسیح کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے کیونکہ المسیح کی لاش نے بھی معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 257 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 873 پر)

(127) ”حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے تھے، جب وہ چند گھنٹہ کیلوں کی تکلیف اٹھا کر بیہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو یک دفعہ سخت آندھی اٹھی۔“  
(نزول المسیح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 396 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 874 پر)

جھوٹے مدعی نبوت بہاء اللہ ایرانی اور سرسید احمد خاں کی پیروی کرتے ہوئے طحہ قادیان آنجہانی مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اور سولی دی گئی اور آپ بے جان مردہ سے ہو گئے لیکن اس وقت آپ علیہ السلام کی موت واقع نہیں ہوئی، نص قرآنی و قولہم اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَىٰ بَنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ کے بالکل خلاف ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا جانا تسلیم کرنا نصف نعرانیت قبول کر لینے کے برابر ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ رب العزت کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ. (الکہف: 29)

ترجمہ: ”اور فرمائیے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جس کا جی چاہے، وہ ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر کرتا رہے۔“

مولانا رفیق دلاوری لکھتے ہیں:

”لاہور میں یہ خبر آنا فانا مشہور ہو گئی کہ قادیاں کے خانہ ساز مسیح نے حسب مصداق کل شی یرجع الی اصلہ (ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے) حضرت مسیح علیہ السلام کی

مصلوبیت کا نصرانی عقیدہ علی رؤس الاشهاد تسلیم کر لیا ہے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی ان دنوں لاہور آئے ہوئے تھے۔ ان ایام میں مولوی صاحب کی رگوں میں حمیت اسلامی کے ساتھ جوانی کا خون جوش مار رہا تھا۔ یہ اطلاع سن کر ضبط نہ کر سکے اور سیدھے مرزا قادیانی کی قیام گاہ (واقع احمدیہ بلڈنگ لاہور) میں پہنچ کر پورے اسلامی جلال کے ساتھ باز پرس شروع کر دی۔ خود ساختہ موعود نے بہترے جتن کیے کہ کسی طرح یہ بلائیں جائے۔ لیکن مولوی صاحب کی گرفت بہت سخت تھی، کسی طرح نجات نہ ملی۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب نے یہ دریافت کیا تھا کہ کلام الہی کی اس آیت کے کیا معنی ہیں۔ واذا کففت بنی اسرائیل عنک (اے عیسیٰ ابن مریم! اس احسان کو بھی یاد کیجیے کہ میں نے بنی اسرائیل کو آپ پر قابو نہ پانے دیا) مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گرفتار کر کے تازیانے لگائے، طمانچے مارے اور ہر ممکن سے ممکن رسوائی کے بعد آپ کو سولی پر چڑھایا اور آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر میخیں ٹھونکی گئیں تو خدائے ودود کا یہ احسان کیا معنی رکھتا ہے؟“ اس سوال پر مرزا قادیانی کا ناطقہ بند ہو گیا اور بجز دفع الوقتی کے چارہ کار نہ دیکھ کر کہا کہ اس اعتراض کا کل جواب دیا جائے گا۔ لیکن خوش قسمتی سے دوسرے دن راہی ملک عدم ہو کر جواب کی تلخ ذمہ داری سے از خود مخلصی حاصل کر لی۔“

(رئیس قادیان از رفیق دلاوری)

جبکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے:

(128) ”قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 258 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 875 پر)

شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر قرآن

”تبیان القرآن“ میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

”اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔“

مرزائی اس آیت سے استدلال کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں رفع سے مراد ہے کہ روح کا اٹھالینا، ان کا یہ کہنا اس لیے غلط اور باطل ہے کہ ”بل دفعہ اللہ الیہ“ میں کلام سابق سے اضراب ہے، کلام سابق میں جس چیز کی نفی کی ہے ”بل“ سے اضراب کر کے اس چیز کا اثبات کیا ہے، کلام سابق میں مذکور ہے کہ یہود نے کہا تھا کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کیا ہے اور ان کو سولی دی ہے، ان کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کے جسم مع روح کو قتل کیا ہے اور ان کے جسم مع روح کو سولی دی ہے، کیونکہ روح کو قتل کرنا اور اس کو سولی دینا غیر معقول ہے اور نہ یہ یہود کا دعویٰ تھا۔ پس ”بل“ سے پہلے جسم مع روح کو قتل کرنے کا ذکر تھا تو ”بل“ کے بعد جسم مع روح کے رفع اور اس کے اٹھانے کا ذکر ہے اور اس کو صرف روح کے رفع اور اٹھانے پر محمول کرنا سیاق و سباق اور قواعد نحو کے خلاف ہے اور غلط اور باطل ہے۔ لہذا اس آیت سے واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کے جسم مع روح کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔“ (تبیان القرآن جلد دہم صفحہ 705)

اس بل نے مرزائیوں کے سب بل دیے نکال  
اے کاش بل کے بل کو بھی سمجھا کرے کوئی  
اس بل کے نکل جانے سے سیدھے کئی ہوئے  
جن کی یہ آرزو تھی کہ ہمیں سیدھا کرے کوئی

### چوتھی آیت

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَأَلْيُؤْمِنُنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ  
شَهِيدًا. (نساء: 159)

(ترجمہ) ”اور سب سے اہل کتاب اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی موت سے پہلے ان پر ضرور ایمان لے آئیں گے اور قیامت کے دن وہ ان کے بارہ میں شہادت دیں گے۔“  
گذشتہ آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا ذکر تھا، جس سے طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اب رفع الی السماء کے بعد کیا ہوگا؟ زیر نظر آیت میں اس کا جواب مذکور ہے کہ وہ اس وقت تو آسمان پر زندہ ہیں مگر قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور اس وقت تمام اہل کتاب ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے اور تقریباً 45

سال دنیا میں رہ کر انتقال فرمائیں گے اور روضہ اقدس میں مدفون ہوں گے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں مذکور ہے اور یہود بے بہود جو ان کے قتل کے مدعی ہیں، ان کو اپنی آنکھوں سے زندہ دیکھ کر اپنی غلطی پر ذلیل اور نادام ہوں گے۔

گذشتہ آیات میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ یہود کے کفر اور عداوت کا ذکر تھا۔ اس آیت میں ان کے ایمان کا ذکر ہے کہ رفع الی السماء سے پہلے اگرچہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت سے منکر تھے، مگر نزول من السماء کے بعد تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ان کی نبوت کی تصدیق کریں گے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ آئندہ زمانے میں کوئی شخص اہل کتاب میں سے باقی نہ رہے گا مگر عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ان کی نبوت و رسالت پر ضرور بالضرور ایمان لے آئے گا۔ رفع الی السماء سے پہلے تکذیب اور عداوت تھی، نزول کے بعد تصدیق اور محبت ہوگی اور پھر اس سب کے بعد قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان کی تصدیق و تکذیب اور محبت اور عداوت کی شہادت دیں گے تاکہ شہادت کے بعد فیصلہ سنا دیا جائے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں، قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور ان کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی وفات کے لیے موت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس آیت میں قبل موتہ یعنی ”اس کی موت سے پہلے“ استعمال ہوا ہے۔

مسیح ابن مریم کے مقتول و مصلوب نہ ہونے اور صحیح سالم آسمان پر اٹھا لیے جانے کی بات جو آج قرآن کے ذریعہ بیان کی جا رہی ہے، اس کی یہود و نصاریٰ کو بھی اس وقت مشاہدہ سے تصدیق ہو جائے گی، جب مسیح بن مریم اس دنیا میں پھر بھیجے جائیں گے اور یہیں آنے کے بعد وفات پائیں گے اور جو اہل کتاب اس وقت زندہ اور باقی ہوں گے، وہ حضرت مسیح کی وفات سے کچھ پہلے ان کی حیات ہی میں ان پر ایمان لے آئیں گے۔ یعنی یہودی جو ہمیشہ ان کے منکر اور دشمن رہے اور معاذ اللہ ان کو ولد الزنا تک کہتے رہے، وہ اپنے اس خبیث کفر سے توبہ کر کے ان پر ایمان لے آئیں گے اور ان کو اللہ کا سچا نبی و رسول اور برگزیدہ بندہ مان لیں گے۔ اسی طرح نصاریٰ بھی جنہوں نے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا اور ثالث بنا لیا تھا،



وہ بھی اپنے اس مشرکانہ عقیدہ سے توبہ کر کے ان کو اللہ کا مقرب بندہ اور نبی و رسول مان لیں گے اور یہ دونوں گروہ اس دین محمدی کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے جس کے اس وقت حضرت مسیح بن مریم داعی و منادی اور علمبردار ہوں گے۔

آگے فرمایا گیا ہے: ”یوم القیمة یكون علیہم شہیدا“ یعنی پھر قیامت کے دن حضرت مسیح ان ایمان لانے والے اہل کتاب کے بارہ میں اللہ کے حضور میں شہادت دیں گے جس طرح سارے نبی و رسول اپنی اپنی امتوں کے بارے میں شہادت دیں گے۔

حضور ﷺ کی ہجرت مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اس لیے کہ آپ کے اجزائے جسمیہ مدینہ منورہ کی مبارک اور مقدس زمین سے لیے گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت آسمان پر ہوئی اس لیے کہ ان کے اجزائے جسمیہ آسمان سے جبریل امین لے کر آئے تھے اور جہاں سے کسی کے اجزائے جسمیہ آتے ہیں، وہیں اس کی ہجرت ہوتی ہے اور ہجرت کے بعد واپسی ضرور ہوتی ہے۔ دیکھیے حضور نبی کریم ﷺ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد مکہ فتح کرنے کے لیے تشریف لائے اور اہل مکہ آپ پر ایمان لائے۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی فتح اسلام کے لیے ضرور تشریف لائیں گے اور اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔

قادیاہنی خلیفہ حکیم نور الدین مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ یوں کرتا ہے:

”مور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا۔ ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اور ان کے گواہ۔“ (فصل الخطاب لقدمۃ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ 314)

اس ترجمہ میں حکیم نور الدین نے ”قبل موتہ“ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی ہے۔

حضرت مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ”قصص القرآن“ میں لکھتے ہیں:

”یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ سورہ آل عمران اور سورہ مائدہ کی طرح اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے لفظ ”تونی“ نہیں بولا گیا بلکہ بصراحت لفظ ”موت“ استعمال کیا گیا ہے، یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ ان دونوں مقامات پر جس حقیقت کا اظہار مقصود ہے اس کے لیے ”تونی“ ہی مناسب ہے۔ اس جگہ چونکہ براہ راست ”موت“ ہی کا تذکرہ مطلوب ہے اور اس حالت کا ذکر ہے جس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام بھی

”کل نفس ذائقة الموت“ کا مصداق بننے والے ہیں، اس لیے یہاں ”موت“ کو بصراحت لانا ہی از بس ضروری تھا اور یہ مزید برہان ہے اس دعویٰ کے لیے کہ آل عمران اور مائدہ میں لفظ ”موت“ کی جگہ ”توفی“ کا اطلاق بلاشبہ خاص مقصد رکھتا ہے ورنہ جس طرح ان دونوں مقامات پر ”توفی“ کا اطلاق کیا گیا تھا، اسی طرح یہاں بھی کیا جاتا، یا جس طرح اس جگہ لفظ ”موت“ کا اطلاق کیا گیا ہے، اسی طرح ان دونوں مقامات پر بھی لفظ موت ہی کا استعمال ہونا چاہیے تھا۔ مگر قرآن عزیز کے ان دقیق اسالیب بیان کے فرق کا فہم، طالبین حق کا ہی حصہ ہے نہ کہ مرزائے قادیانی اور مسٹر لاہوری جیسے اصحاب زلیغ کا جو اپنی خاص اغراض ذاتی کے پیش نظر پہلے ایک نظریہ ایجاد کر لیتے ہیں اور بعد ازاں اس سلسلہ کی تمام آیات قرآنی کو اسی کے سانچے میں ڈھال کر اس کا نام ”تفسیر قرآن“ رکھتے ہیں۔“ (قصص القرآن حصہ چہارم صفحہ 130)

## پانچویں آیت

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُقُونَ ۝ وَإِنَّ لَعَلَّمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُونَ بِهَا وَاتَّبِعُونَ ۝ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ وَلَا يَصْلُوكُمُ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝

(زخرف: 59 تا 62)

(ترجمہ) ”وہ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا اور کھڑا کر دیا اس کو بنی اسرائیل کے واسطے اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے، رہیں زمین میں تمہاری جگہ۔ اور وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نشانی ہیں قیامت کی۔ سو، اس میں شک مت کرو اور میرا کہا مانو، یہ ایک سیدھی راہ ہے اور نہ روک دے تم کو شیطان، وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح۔“ اس آیت کی تشریح میں علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”اور بے شک وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی علامت ہیں یعنی قیامت کی آمد اور اس کے وقوع کی نشانی اور دلیل ہیں۔ حضرت مجاہد اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کا دن برپا ہونے سے پہلے آنا قیامت (کے قرب) کی علامت اور نشانی ہے اور اسی طرح اس کی یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابو العالیہؓ

حضرت ابومالک، حضرت عکرمہ، حضرت حسن (بصری)، حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک (بن مزاحم) وغیرہم سے بھی مروی ہے اور آنحضرت ﷺ سے متواتر احادیث کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام عادل اور منصف حاکم بن کر نازل ہونے کی خبر دی ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 132 و 133)

قرآن کریم کی ان آیات مبارکہ کے ہر ہر جملہ میں تاکید الفاظ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور آمد کا بالکل واضح ثبوت ہے اور پھر حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس جیسے ترجمان قرآن اور جلیل القدر صحابہ کرام اور معتبر و مستند تابعین کی تفسیر اس پر مستزاد ہے اور احادیث متواترہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور نزول اپنی جگہ حق ہے۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو قیامت کی نشانی بتلایا گیا ہے، اس کا مطلب یہی ہے کہ آخری زمانہ میں قیامت سے پہلے ان کا نزول اس کی خاص نشانی اور علامت ہے۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی اس کی خاص اور اہم دس نشانیاں ہم لوگوں کو بتلائیں اور اس سلسلے میں آپ ﷺ نے دجال اور دلبۃ الارض کے ظہور کا اور سورج کے مغرب کے سمت سے طلوع ہونے کا بھی ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا: ”ونزول عیسیٰ بن مریم“ (صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 393) یعنی عیسیٰ بن مریم کا نازل ہونا بھی قیامت کی خاص نشانیوں میں سے ہے۔

### چھٹی آیت

وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ (المائدہ: 110)

(ترجمہ) ”اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تم سے جب تو نے کہا ان کے

پاس نشانیاں تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں اور کچھ نہیں یہ تو جادو ہے مرتج۔“

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میری نعمتوں کو یاد کریں

کہ جب یہودیوں کو آپ سے میں نے روک رکھا جب آپ ان کے پاس فیصلہ کن دلائل و

براہین اور رسالت، اللہ تعالیٰ سے لے کر آئے تو انہوں نے آپ کی تکذیب کی، جادوگری کا اتہام لگایا، آپ کے قتل و پھانسی کے درپے ہوئے، میں (اللہ تعالیٰ) نے ان سے آپ کو بچایا اور اپنی طرف اٹھالیا اور ان کی بدی سے آپ کو پاک کیا اور ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کا تذکرہ آپ کے آسمان دنیا پر اٹھائے جانے کے بعد کیا یا قیامت کے دن ان انعامات کا تذکرہ فرمائیں گے۔ (اگر قیامت کے دن فرمائیں گے تو پھر اذ قال اللہ بیضہ ماضی کیوں فرمایا؟) اس کی تعبیر ماضی سے اس لیے فرمائی کہ یہ یقینی امر ہے جو ہر حال میں ہوگا (یعنی قیامت کے دن یہ کلام الہی عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگا) یہ وہ غیب کے اسرار ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو مطلع فرمادیا۔“ (تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 115)

قارئین کرام! جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے قتل کرنے کی کوشش کی اور قتل کا کھل انتظام کر لیا۔ بعینہ اسی طرح بنو نضیر کے یہود نے آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بال بال محفوظ رکھا۔ جیسا کہ تمام مفسرین نے سورۃ مائدہ آیت 11 کے تحت لکھا ہے۔ قادیانی حضرت، ابن کثیر (جنہیں وہ مجدد مانتے ہیں) کی تفسیر کو اس آیت کے تحت میں ملاحظہ کریں۔ جس طرح کف کا لفظ آنحضرت ﷺ کے لیے استعمال ہوا۔ بعینہ وہی لفظ واذ کففت بنی اسرائیل عنک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے استعمال ہوا۔ آنحضرت ﷺ کو یہود کے شر سے محفوظ رکھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنے کا حکم ہوا۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے شر سے محفوظ رکھنے پر اللہ تعالیٰ شکر یہ کا حکم فرمائیں گے اور اپنا انعام یاد کرائیں گے۔

### مرزا قادیانی کا موقف

□ ”اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا۔ اذ کففت بنی اسرائیل عنک یعنی یاد کرو وہ زمانہ جب کہ بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے، میں نے تم سے روک دیا۔ حالانکہ تو اتر قوی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا لیکن خدا نے آخر جان بچا دی۔ پس یہی معنی اذ کففت کے ہیں۔“ (ضمیمہ نزول اسح صفحہ 151 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 528، از مرزا قادیانی)

□ اسی مضمون کو مرزا قادیانی دوسری جگہ اس طرح لکھتا ہے:

”پھر بعد اس کے مسیح علیہ السلام ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقہیوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچے کھانا اور ہلسی اور ٹھنٹھے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا، سب نے دیکھا۔ آخر صلیب دینے کے لیے تیار ہوئے..... تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح علیہ السلام کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا۔ تا شام سے پہلے ہی لاشیں اتاری جائیں۔ مگر اتفاق سے اسی وقت ایک سخت آندھی آ گئی..... انھوں نے تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اتار لیا..... سو پہلے انھوں نے چوروں کی ہڈیاں توڑیں..... جب چوروں کی ہڈیاں توڑ چکے اور مسیح علیہ السلام کی نوبت آئی تو ایک سپاہی نے یوں ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے۔ کچھ ضرور نہیں کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں، اور ایک نے کہا میں ہی اس لاش کو دفن کروں گا..... پس اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 380 تا 382 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 295، 297، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے مزید تشریح یوں کی ہے:

□ ”مسیح علیہ السلام پر جو مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا اور کیلیں اس کے اعضا

میں ٹھونکی گئیں، جن سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا۔ یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہ

تھی۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 392 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 302، از مرزا قادیانی)

□ ”اب بھی خدا تعالیٰ کا وہ غصہ نہیں اُترا جو اس وقت بھڑکا تھا جبکہ اس ”وجیہ“ نبی کو

گرفتار کرا کر مصلوب کرنے کے لیے کھوپری کے مقام پر لے گئے تھے اور جہاں

تک بس چلا تھا، ہر ایک قسم کی ذلت پہنچائی تھی۔“

(تحفہ گولڈویہ صفحہ 107 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 200، از مرزا قادیانی)

□ ”جب حضرت مسیح نے یہودیوں کو ایلیا کے نزول کے بارے میں ان کے خیال

کے موافق تسلی بخش جواب نہ دیا تو یہودیوں نے مسیح پر بہت ٹھٹھا مارا اور ان کا نام طہر رکھا گیا

اور اکثر لوگوں نے ان کو مارا اور ان کے منہ پر تھوکا اور کوڑے بھی لگے اور اپنے خیال میں

بڑی بے عزتی کی۔“

(انجام آتھم ضمیرہ صفحہ 23 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 307، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی ملعون کے ان 5 حوالہ جات سے ذیل کے نتائج اخذ ہوتے ہیں:-

- 1- عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کیا گیا۔
- 2- عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر کھینچا گیا۔
- 3- عیسیٰ علیہ السلام یہود کے حوالہ ہوئے۔
- 4- عیسیٰ علیہ السلام کو تازیانے (کوڑے) لگائے گئے۔
- 5- عیسیٰ علیہ السلام نے گالیاں سنیں۔
- 6- عیسیٰ علیہ السلام کو طمانچے مارے گئے۔
- 7- عیسیٰ علیہ السلام سے ٹھٹھا دہسی ہوئی۔
- 8- عیسیٰ علیہ السلام چوروں کے ساتھ صلیب دیے گئے۔
- 9- عیسیٰ علیہ السلام پر مصیبت آئی۔
- 10- عیسیٰ علیہ السلام کے اعضا میں کیلیں ٹھوکی گئیں۔
- 11- عیسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے۔
- 12- عیسیٰ علیہ السلام کی یہ مصیبت موت سے کم نہ تھی۔
- 13- عیسیٰ علیہ السلام وجیہ نبی کو گرفتار کیا گیا۔
- 14- عیسیٰ علیہ السلام کو ہر قسم کی ذلت پہنچائی تھی۔
- 15- عیسیٰ علیہ السلام کا نام طحہ رکھا گیا۔
- 16- عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں نے مارا۔
- 17- عیسیٰ علیہ السلام کے منہ پر تھوکا گیا۔ (نعوذ باللہ!)
- 18- عیسیٰ علیہ السلام کو کوڑے لگائے گئے۔
- 19- عیسیٰ علیہ السلام کی بڑی بے عزتی کی گئی۔

چودھویں صدی کے کذاب اعظم مرزا قادیانی کی عبارتوں سے یہ 19 نتائج برآمد ہوئے۔ اس قادیانی تفسیر پر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ کیا اس کے بعد بھی خدا کو یہ حق پہنچتا ہے کہ یوں کہے۔ بالفاظ مرزا قادیانی ”یاد کروہ زمانہ جب بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے، میں نے تمھ سے روک لیا۔“ (نزل اسحٰ ص 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ

اس آیت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرماتے ہیں۔ اذکر نعمتی یعنی یاد کر میری نعمتیں۔ انھیں نعمتوں میں سے ایک نعمت بنی اسرائیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کو بچانا بھی ہے۔ دنیا جہان میں ایسے موقعوں پر سیکڑوں دفعہ ایک انسان دوسروں کے نرغہ سے بال بال بچ جاتا ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بال بال بھی بچ گئے ہوتے تب بھی اس بچانے کو مخصوص طور پر بیان کرنا باری تعالیٰ کی شانِ عالی کے لائق نہ تھا۔ ایسا بچ جانا عام بات ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزانہ رنگ اور عجیب طریقہ سے یہود کے درمیان سے بچ کر آسمان پر چلا جانا ایک خاص نعمت ہے، جس کو باری تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے بیان کر کے شکر یہ کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ ورنہ اگر مرزا قادیانی کا بیان اور تفسیر صحیح تسلیم کر لی جائے تو کیا اس نعمت کے شکر یہ کے مطالبہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں کہنے میں حق بجانب نہ ہوں گے؟ یا اللہ یہ بھی آپ کا کوئی مجھ پر احسان تھا کہ تمام جہان کی ذلتیں اور معائب مجھے پہنچائی گئیں۔ میرے جسم میں میٹھی ٹھونکی گئیں۔ میں نے ”ایلی ایلی لہما سبقتنی!!“ کی صدائیں دیں۔ یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے؟ پھر بھی تیری غیرت جوش میں نہ آئی۔ اندھیری رات میں وہ مجھے مردہ سمجھ کر پھینک گئے۔ میرے حواریوں نے چوری چوری میری مرہم پٹی کی۔ میں یہود کے ڈر سے بھاگا بھاگا ایران اور افغانستان کے دشوار گزار پہاڑوں میں ہزار مشکلات کے بعد درہ خیبر کے راستہ پنجاب، یو، پی، نیپال پہنچا اور وہاں کی گرمی کی شدت برداشت نہ کر سکنے کے سبب کوہ ہمالیہ کے دشوار گزار درروں میں سے گرنا پڑتا سری نگر پہنچا۔ وہاں 87 برس گنتائی کی زندگی بسر کر کے مر گیا اور وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس میں آپ نے کون سا کمال کیا کہ مجھے نعمت کے شکر یہ کا حکم دیتے ہیں؟ کیا یہ کہ میری جان جسم سے نہ نکلنے دی اور اس حالت کا شکر یہ مطلوب ہے؟ سبحان اللہ واہ رے آپ کی خدائی! ہاں ایسی ذلت سے پہلے اگر میری جان نکال لیتا تو بھی میں آپ کا احسان سمجھتا۔ اب کون سا احسان ہے؟ اگر تو کہے کہ میں نے تیری جان بچا کر صلیب پر مرنے اور اس طرح ملعون ہونے سے بچا لیا تو اس کا جواب بھی سن لیں۔

- 1- کیا تیرا معصوم نبی اگر صلیب پر مر جائے تو واقعی تیرا یہی قانون ہے کہ وہ لعنتی ہو جاتا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر جان بچانے کے کیا معنی؟
- 2- باوجود اپنی اس تدبیر کے جس پر آپ مجھ سے شکر یہ کا مطالبہ چاہتے ہیں، یہودی

اور عیسائی مجھے ملعون ہی سمجھتے ہیں۔ آپ کی کس بات کا شکر یہ ادا کروں؟  
 اگر آپ کے ہاں نعوذ باللہ ایسا ہی عجیب قانون ہے کہ ہر معصوم مظلوم پھانسی پر  
 چڑھائے جانے اور پھر مر جانے پر ملعون ہو جاتا ہے اور آپ نے مجھے لعنتی موت  
 سے بچانا چاہا تو معاف کریں اگر میں یوں کہوں کہ آپ کا اختیار کردہ طریقہ کار صحیح  
 نہ تھا جیسا کہ نتائج نے ثابت کر دیا۔ اگر مجھے اپنی مزعومہ لعنتی موت سے بچانا تھا تو  
 کم از کم یوں کرتے کہ ان کی گرفتاری سے پہلے مجھے موت دے دیتے تاکہ میری  
 اپنی امت تو ایک طرف یقیناً یہودی بھی میری لعنتی موت کے قائل نہ ہو سکتے۔ پس  
 مجھے بتایا جائے کہ میں کس بات کا شکر یہ ادا کروں؟

معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ یہ ہے وہ قدرتی جواب جو قیامت کے دن حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام کے ذہن میں آنا چاہیے، بشرطیکہ مرزا قادیانی کے موقف کو درست تسلیم کر لیا  
 جائے۔ ہاں اسلامی تفسیر کو صحیح تسلیم کر لیں تو وہ حالت یقیناً قابل ہزار شکر ہے۔ ہزار ہا یہود قتل  
 کے لیے تیار ہو کر آتے ہیں، مکان کو گھیر لیتے ہیں، مکر و فریب کے ذریعہ گرفتاری کا کھل سامان  
 کر چکے ہیں، موت حضرت مسیح علیہ السلام کو سامنے نظر آتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، انی  
 متوفیک و رافعک الی۔ یعنی ”(اے عیسیٰ علیہ السلام) میں تجھ پر قبضہ کرنے والا ہوں  
 اور آسمان پر اٹھانے والا ہوں۔“ پھر اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ پورا کرتے ہیں اور یوں اعلان  
 کرتے ہیں۔ وابدناہ بروح القدس یعنی ہم نے مسیح علیہ السلام کو جبرائیل فرشتہ کے ساتھ  
 مدد دی (جو انھیں اٹھا کر دشمنوں کے زغہ سے بچا کر آسمان پر لے گئے) دوسری جگہ اس وعدہ کا  
 ایسا یوں مذکور ہے: وماقتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ (یعنی بات ہے کہ یہود نے حضرت مسیح  
 علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر) اسی ایفا وعدہ اور معجزانہ  
 حفاظت کو بیان کر کے شکر یہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس آیت میں واذ کففت بنی اسرائیل  
 عنک یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام! یاد کر ہماری نعمت کو جب ہم نے تم سے بنی اسرائیل کو روک  
 لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر واجب ہے کہ گردن مارے احسان کے جھکا دیں اور یوں عرض  
 کریں۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک الی انعمت علی۔ یا اللہ! مجھے توفیق دے کہ  
 میں واقعی تیری معجزانہ نعمتوں کا شکر یہ ادا کروں۔



## ساتویں آیت

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يَبۡشُرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنۡهُ اسۡمُہُ الْمَسۡحُوۡطِ  
عِيسٰی ابۡنُ مَرْيَمَ وَجِيۡہَا فِی الدُّنۡیَا وَالاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیۡنَ ۝ وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی  
الْمَهۡدِ وَكَهَلَاۗءٍ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۝ (آل عمران: 45، 46)

(ترجمہ) ”جب کہا فرشتوں نے اے مریم! اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے اپنے ایک  
حکم کی جس کا نام مسیح ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا، مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے  
مقربوں میں۔ اور باتیں کرے گا لوگوں سے گہوارے میں بھی اور ادھیڑ عمر میں بھی اور صالحین  
میں سے ہوگا۔“

اس آیت مبارکہ میں حضرت مریم علیہا السلام کو بطور بشارت کہا گیا ہے کہ وہ لڑکا  
(عیسیٰ علیہ السلام) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی باعزت، بآبرو اور باوجاہت ہوگا۔ قابل  
توجہ الفاظ یہاں وَجِيۡہَا فِی الدُّنۡیَا کے ہیں۔ ان الفاظ سے صاف عیاں ہے کہ اس سے مراد  
صرف دنیوی وجاہت ہی ہے، جیسا کہ خود الفاظ ڈکے کی چوٹ اعلان کر رہے ہیں۔ پھر دنیوی  
وجاہت سے بھی وہ معمولی وجاہت مراد نہیں ہو سکتی جو دنیا میں کروڑہا انسانوں کو حاصل ہے۔  
اس سے کوئی خاص وجاہت (عزت مراد ہے) ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیوی وجاہت  
سے خاص کرنا اور اس کی بشارت کو خصوصیت کے ساتھ بطور پیشگوئی بیان کرنا شان باری تعالیٰ  
کے لائق نہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کو معمولی دنیوی وجاہت سے قبل از وقت اطلاع دینا  
قرین قیاس نہیں۔ روحانی وجاہت کا یقین تو حضرت مریم علیہا السلام کو کلمہ منہ اور وَجِيۡہَا  
فِی الْاٰخِرَةِ اور غلاماً ذکیا وغیرہ خطابات ہی سے حاصل ہو گیا تھا۔ ہاں وَجِيۡہَا فِی الدُّنۡیَا  
کے الفاظ کے اضافہ سے یقیناً باری تعالیٰ کا یہ مقصود تھا کہ اے مریم! اس دنیا میں اپنی قوم سے  
چند روز بد سلوکی کے بعد ہم انہیں تمام جہان کی نظروں میں باعزت کریں گے۔ اب سوال پیدا  
ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب تک دنیوی وجاہت حاصل تھی، یا نہ؟ اس کا جواب  
مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے:

”وَجِيۡہَا فِی الدُّنۡیَا وَالاٰخِرَةِ“ میں بھی مسیح علیہ السلام کو اس کی زندگی میں وجاہت  
یعنی عزت، مرتبہ، عظمت، بزرگی ملے گی اور آخرت میں بھی۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ

السلام نے ہیرودیس کے علاقہ میں کوئی عزت نہیں پائی بلکہ غایت درجہ کی تحقیر کی گئی۔“  
 ( مسیح ہندوستان میں صفحہ 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 53، از مرزا قادیانی )  
 قارئین محترم! مرزا قادیانی کو جس زمانہ میں ابھی مسیح، عیسیٰ علیہ السلام، ابن مریم،  
 بنے کا شوق نہیں چرایا تھا، تو اس زمانہ میں اس کا بھی وہی عقیدہ تھا جو ایک ارب چالیس کروڑ  
 مسلمانان عالم کا ساڑھے چودہ سو سال سے چلا آ رہا ہے۔ براہین احمدیہ (جسے مرزا قادیانی  
 اپنی الہامی کتاب کہتا ہے) میں مجدد و محدث کا دعویٰ کرنے کے بعد مرزا قادیانی یوں لکھتا ہے:  
 □ ”هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ“  
 ”یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ  
 کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب  
 حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع  
 آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 499-498 خزائن جلد 1 صفحہ 593، از مرزا قادیانی)  
 □ ”عَسَىٰ وَبِعَظْمِكُمْ أَنْ يُرَخِّمَكُمْ عَلَيْكُمْ إِنَّ عَلَيْنَا مِثْرًا“..... یہ آیت اس مقام  
 میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے..... تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے جب  
 خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح  
 علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں سڑکوں کو خس و خاشاک  
 سے صاف کر دیں گے اور کج و ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو  
 اپنی جلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 505 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601، 602، از مرزا قادیانی)  
 قارئین کرام! یہ ہے وہ وجاہت جس کی طرف اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو  
 توجہ دلا رہے ہیں۔ چونکہ ابھی تک یہ وجاہت حضرت مسیح علیہ السلام کو حاصل نہیں ہوئی، پس  
 معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک دنیا میں نازل بھی نہیں ہوئے اور بقول مرزا قادیانی ”نزول جسمانی  
 رفع جسمانی کی فرع ہے۔“ (ازالہ صفحہ 269 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 236) اس  
 لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع بھی ثابت ہو گیا۔ مرزا قادیانی یہ لکھتا ہے:

□ ”انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جو رو کرنے کی فکر میں تھے مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔“ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 283 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 283 از مرزا قادیانی)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اپنی تفسیر معارف القرآن جلد 2 صفحہ 62، 63 پر لکھتے ہیں۔

”اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک صفت یہ بھی بتلائی ہے کہ وہ بچپن کے گہوارے میں جب کوئی بچہ کلام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اس حالت میں بھی کلام کریں گے، جیسا کہ دوسری آیت میں مذکور ہے کہ جب لوگوں نے ابتداءِ ولادت کے بعد حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت کی بنا پر طعن کیا، تو یہ نومولود بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول اٹھے، اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ..... اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب وہ ”کہل“ یعنی ادھیڑ عمر کے ہوں گے، اس وقت بھی لوگوں سے کلام کریں گے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ بچپن کی حالت میں کلام کرنا تو ایک معجزہ اور نشانی تھی، اس کا ذکر تو اس جگہ کرنا مناسب ہے مگر ادھیڑ عمر میں لوگوں سے کلام کرنا تو ایک ایسی چیز ہے جو ہر انسان مومن، کافر، عالم، جاہل کیا ہی کرتا ہے۔ یہاں اس کو بطور وصف خاص ذکر کرنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ اس سوال کا ایک جواب تو وہ ہے جو بیان القرآن کے خلاصہ تفسیر سے سمجھ میں آیا کہ مقصد اصل میں حالت بچپن ہی کے کلام کا بیان کرنا ہے، اس کے ساتھ بڑی عمر کے کلام کا ذکر اس غرض سے کیا گیا کہ ان کا بچپن کا کلام بھی ایسا نہیں ہوگا جیسے بچے ابتدا میں بولا کرتے ہیں بلکہ عاقلانہ، عالمانہ، فصیح و بلیغ کلام ہوگا، جیسے ادھیڑ عمر کے آدمی کیا کرتے ہیں۔ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ اور اس کی پوری تاریخ پر غور کیا جائے تو اس جگہ ادھیڑ عمر میں کلام کرنے کا تذکرہ ایک مستقل عظیم فائدہ کے لیے ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسلامی اور قرآنی عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زعمہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔ روایات سے یہ ثابت ہے کہ ان کو اٹھانے کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر تقریباً تیس پینتیس سال کے درمیان تھی جو عین عنفوانِ شباب کا زمانہ تھا، ادھیڑ عمر جس کو عربی میں کہل کہتے ہیں، وہ اس دنیا میں ان کی ہوئی ہی نہ تھی، اس لیے ادھیڑ عمر میں لوگوں سے کلام جیسی ہو سکتا ہے جبکہ وہ پھر دنیا میں تشریف لائیں، اس لیے جس طرح ان کا بچپن کا کلام معجزہ تھا، اسی طرح ادھیڑ عمر کا کلام بھی معجزہ ہی ہے۔“

## آٹھویں آیت

وَإِذْ عَلَّمْنَاكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ. (المائدہ: 110)

(ترجمہ) ”اور جب سکھائی میں نے تمہیں کتاب اور حکمت (کی باتیں) اور تورات اور انجیل اور جب تو بنانا تھا گارے سے پرندے کی سی صورت۔“

قرآن مجید میں جہاں کہیں آنحضرت ﷺ کے لیے يعلمہم الكتاب والحكمة کا لفظ آیا ہے، امت کے اجتماعی فہم قرآن کے مطابق الكتاب والحكمة سے مراد قرآن و سنت ہے۔ اب سورہ مائدہ آیت 110 اور آل عمران کی آیت 48 میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی جہاں تورات و انجیل کے علم دیے جانے کا ذکر ہے وہاں الكتاب والحكمة سے مراد بھی قرآن و سنت کا علم دیا جانا مذکور ہو تو یہ نہ صرف قرین قیاس بلکہ قرآن کی قرآنی تفسیر قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ الكتاب والحكمة معرفہ ہے۔ بدیں وجہ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر انہیں قرآن و سنت کا علم دیا جائے گا۔ وہ کسی سے قرآن و سنت کا علم حاصل نہیں کریں گے بلکہ قرآن و سنت کا علم بذریعہ الہام والقائم بجانب اللہ ان کو عطا کیا جائے گا۔ اس لحاظ سے مذکورہ بالا آیات سیدنا مسیح علیہ السلام کے نزول کی دلیلیں قرار پائیں گی۔ یہ صرف ہماری رائے نہیں بلکہ قدیم مفسرین نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔

## نویں آیت

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ. (القاف: 9)

(ترجمہ) ”اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور پڑے برامانیں مشرک۔“

اس آیت سراپا انعام و ہدایت میں دین اسلام کو جملہ دینوں پر ایک نمایاں غلبہ دینے کا وعدہ دیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ یہ غلبہ کاملہ حضرت مسیح ابن مریم کے نزول کے زمانہ میں ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ بت پرستی کا دوبارہ زور شور نہ ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تو جب آیت **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ نَازِلًا** ہوئی اس وقت سمجھ چکی تھی کہ دین کا غلبہ پورا ہو چکا۔ فرمایا تحقیق بات یہ ہے کہ اس کا غلبہ عنقریب پھر ہوگا جتنا عرصہ اللہ چاہے گا (مسح ابن مریم کے زمانہ میں نزول کے بعد) پھر خدا ایک پاک ہوا بھیجے گا جس سے ہر وہ مومن جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہوگا، مر جائے گا۔ **فَيَبْقَىٰ مَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ فَلَيَرِجَعُونَ** الی دین ابائہم پس باقی رہ جائیں گے ایسے شخص جن میں ذرہ بھر بھی بھلائی نہ ہوگی پس وہ جھک جائیں گے اپنے آبائی دین بت پرستی کی طرف۔“ (صحیح مسلم)

الغرض اس آیت کی تفسیر، حدیث مبارکہ سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ ہیں جو آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ ان کے ہاتھ سے دین اسلام جملہ مذاہب پر پھر غلبہ حاصل کرے گا۔

اس کی مزید تائید مرزا قادیانی کی تحریر سے کی جاتی ہے:

□ ”**هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ**۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں یہ پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع اقطار میں پھیل جائے گا۔“ (براہین احمدیہ صفحہ 498، 499 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593)

## دسویں آیت

**وَإِنذَنَّهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ**. (البقرہ: 253)

(ترجمہ) ”اور ہم نے مسیح کو جبرائیل کے ساتھ تائید دی۔“

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بوقت محسوری آسمان پر لے جانے کو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے جیسا کہ سابقاً بروایت ابن عباسؓ جن کو ”علم قرآن بہ دعا نبوی ﷺ حاصل تھا“ مذکور ہو چکا ہے۔ اسی کی طرف قرآن مجید میں بار بار توجہ دلائی گئی

ہے۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ اگرچہ تمام انبیاء کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے رہے، مگر اس طرح کا واقعہ کسی نبی کے ساتھ پیش نہیں آیا جیسا مسیح علیہ السلام کے ساتھ، یعنی یہ کہ جبرائیل علیہ السلام انھیں دشمنوں کے زخموں سے نکال کر آسمان پر لے گئے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ خاص مسیح علیہ السلام کے متعلق آیات میں بار بار آیا ہے۔ اِنذِنَاہُ بِرُوحِ الْقُدُسِ۔ ”ہم نے مسیح علیہ السلام کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تائید دی۔“

اسی طرح خدا تعالیٰ قیامت کے دن مسیح علیہ السلام کو یہ انعام یاد دلائے گا۔ اِذْ تَحْبُو رُوحِ الْقُدُسِ (مائدہ: 110) ”اے عیسیٰ علیہ السلام وہ وقت یاد کر جب میں نے تجھے روح القدس سے تائید بخشی یعنی آسمان پر زندہ اٹھالیا۔“ (تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 226)

## گیارہویں آیت

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَ ذُرِّيَّةً (الرعد: 38)  
 (ترجمہ) ”اور بھیج چکے ہیں ہم کتنے رسول تمھ سے پہلے اور ہم نے دی تھی ان کو بیویاں اور اولاد۔“

نصاری، یہود اور خود قادیانیوں کو اعتراف ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے نکاح نہیں کیا۔ مرزا قادیانی کی بدباطنی ملاحظہ ہو۔ شرافت سرپیٹ کر رہ جاتی ہے جب مرزا قادیانی سیدنا مسیح علیہ السلام کے نکاح نہ ہونے کے واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

□ ”مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ بیچوا ہونا کوئی اچھا صفت نہیں جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔“

(نور القرآن نمبر 2 صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 392، از مرزا قادیانی)

سیدنا مسیح علیہ السلام کے متعلق بڑے سے بڑے یہودی نے بھی یہ بکواس نہیں کی اور ان کے نکاح نہ کرنے کی یہ وجہ نہیں بتائی جو مرزا قادیانی طعون نے بیان کی۔ لیکن بہر حال اس حوالہ سے یہ ثابت ہوا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے نکاح نہیں کیا۔ جب نکاح نہیں ہوا تو

اولاد کا سوال ہی نہیں؟ لیکن اس کے باوجود اولاد نہ ہونے کا قادیانی حوالہ بھی ملاحظہ ہو:

□ ”ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہ تھی۔“  
 (تریاق القلوب صفحہ 235 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 363، از مرزا قادیانی)  
 قارئین! مرزا قادیانی کے دجل و بدزبانی پر لعنت بھیجیں۔ آیت قرآنی اور حدیث نبوی ﷺ کے بموجب توجہ فرمائیں کہ نکاح رب کریم کا حکم اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی پہلی زندگی (قبل از رفع) میں نکاح نہیں کیا تو اس حکم باری تعالیٰ اور سنت انبیاء علیہم السلام پر عمل ان کے نزول من السماء کے بعد ہوگا۔  
 چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ينزل عيسى بن مريم الى الارض فيتزوج ويولد له. (مشکوٰۃ صفحہ 480 باب نزول عیسیٰ بن مریم)  
 (ترجمہ): ”حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائیں گے تو شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔“ لیجیے اس حدیث شریف نے مذکورہ بالا آیت مبارکہ (شادی و اولاد) کے بموجب کہ حکم الہی اور سنت انبیاء علیہم السلام پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا عمل مبارک نزول من السماء کے بعد ہوگا۔

یہاں ایک اور حوالہ پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے لکھا:

□ ”چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی کہ بتزوج ویولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔“

(ضمیمہ انجام آختم صفحہ 53 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337، از مرزا قادیانی)  
 مرزا قادیانی نے اپنے دجل سے اس حدیث کو محمدی بیگم پر فٹ کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل کیا کہ وہ پوری نہ ہوئی۔ تاہم اس حدیث شریف (کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شادی کریں گے، اولاد ہوگی) کی صحت مرزا قادیانی کے حوالہ بالا سے بھی ثابت ہوگی۔

بارہویں آیت

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتُ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمَّي

إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ط قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ط إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ط تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ط إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ط وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ (المائدہ: 116-117)

(ترجمہ) ”اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہے گا اللہ تعالیٰ (نصاریٰ کو جھٹلانے کے لیے) کہ اے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم (ان نصاریٰ میں جو تثلیث کا عقیدہ تھا، اس کا کیا سبب ہوا) کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو۔ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے (توبہ توبہ)!! میں تو آپ کو (شریک سے) منزہ سمجھتا ہوں۔ (جیسا کہ آپ واقع میں بھی اس سے پاک اور منزہ ہیں، تو ایسی حالت میں) مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا کہ جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا۔ (مگر جب آپ کے علم میں بھی یہی ہے کہ میں نے ایسا نہیں کہا تو پھر میں اس بات سے بری ہوں) آپ تو میرے دل کے اندر کی بات کو بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہی ہیں۔ (سو جب اپنا اس قدر عاجز ہونا اور آپ کا اس قدر کامل ہونا مجھ کو معلوم ہے تو شرکت خدائی کا میں کیونکر دعویٰ کر سکتا ہوں) میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا۔ مگر صرف وہی جو آپ نے مجھے ان سے کہنے کو فرمایا تھا۔ (یعنی) یہ کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ (یا اللہ) میں ان پر گواہ تھا۔ جب تک ان میں موجود رہا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا۔ تو صرف آپ ہی ان کے احوال پر نگہبان رہے۔ (اس وقت کی مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ ان کی گمراہی کا سبب کیا ہوا اور کیوں کر ہوا) اور آپ ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں۔“

### تیرھویں آیت

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ. (المائدہ: 75)

(ترجمہ) ”نہیں ہے مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول، گزر چکے اس سے پہلے بہت رسول۔“



اس آیت کو مرزا قادیانی نے وفات مسیح علیہ السلام کی دلیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ نہ صرف اسی آیت کو بلکہ جس قدر آیات سے حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہے، ان سب میں تحریف کر کے مرزا قادیانی نے وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کی ہے۔ اسی کو کہتے ہیں ”چہ دلا اور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔“ (وہ چور کتنا دلیر ہے جو ہاتھ میں چراغ لیے ہو، چوری اور سینہ زوری)۔

اس آیت کی تفسیر میں ہم بہت طوالت اختیار نہیں کریں گے۔ صرف اجمالی بحث پر اکتفا کریں گے۔

1- لفظ ”خلت“ خلوا یا خلاء سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں علیحدہ ہو جانا، نہ کہ مرجانا۔ اسی لیے تنہائی کو خلوت کہتے اور مقام تنہائی کو بیت الخلاء۔ اس لفظ کا استعمال زعموں پر بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا خلوا الی شیاطینہم (البقرہ: 14) اور جب وہ اپنے شیطانوں کے پاس علیحدہ ہوتے ہیں۔ واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ (آل عمران: 119) اور جب وہ علیحدہ ہوتے ہیں تو تم پر غصے سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں۔ ان دونوں آیتوں میں زعموں پر خلوا کا استعمال ہوا ہے۔ ثابت ہوا کہ خلوت کا استعمال زعموں پر بھی ہوتا ہے۔ (سبحان اللہ) یہ اعجاز قرآنی ہے کہ ایسا لفظ فرمایا جو دونوں پر مستعمل ہے۔ لہذا معنی یہ ہوا کہ حضور ﷺ سے پہلے تمام رسول تشریف لے جا چکے ہیں خواہ وفات پا کر یا آسمان پر جا کر۔ اگر خلوت کا معنی صرف مرجانا ہی کیا جائے تو پھر بیت الخلاء کا نام یقیناً قادیانیوں کے ہاں مردہ خانہ ہوگا۔

2- امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر جلالین صفحہ 104 میں زیر آیت فرماتے ہیں:

”مَا لَمْ يَبْعُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولًا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ فَهُوَ يَمْضِي مِثْلَهُمْ وَلَيْسَ بِاللَّهِ كَمَا زَعَمُوا وَلَا لَمَّا مَضَى“ ”نہیں ہے مسیح علیہ السلام ابن مریم مگر ایک رسول۔ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس وہ بھی ان کی طرح گزر جائے گا اور وہ اللہ نہیں ہے جیسا کہ نصاریٰ خیال کرتے ہیں اور اگر وہ خدا ہوتا تو نہ گزر جاتا (چونکہ وہ بھی دوسرے نبیوں کی طرح گزر جائے گا۔ اس لیے خدا نہ ہوا)۔“

3- امام فخر الدین رازیؒ اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں فرماتے ہیں:

”ای ما هو الا رسول من جنس الرسل اللدین خلوا من قبله جاء بایات من اللہ كما اتوا بافعالها فان كان اللہ ابرا الا کمہ والابرص واحبا الموتی علی بدہ

فقد احيا العصا وجعلها حية تسعى و فلق البحر على يد موسى و ان كان خلق من غير ذكر فقد خلق ادم من غير ذكر ولا انثى۔“ (تفسیر کبیر جلد 6، ج 11 صفحہ 61)

”یعنی نہیں عیسیٰ علیہ السلام مگر ایک رسول، ایسے ہی جیسے کہ ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی طرف سے ایسے ہی معجزات لے کر آئے تھے کہ جن کی مثل وہ پہلے رسول بھی لائے تھے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اچھا کیا اور مردوں کو ان کے ہاتھ پر زندہ کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر عصا کو زندہ کر کے اڑا دیا اور سمندر کو پھاڑ دیا تھا اور اگر وہ بغیر باپ کے پیدا کیے گئے تو آدم علیہ السلام ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا کیے گئے تھے۔“

اس عبارت سے صاف عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت (خدائی) کے خلاف ان کے صرف رسول ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اگر قادیانی عقیدہ درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ ضرور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو پیش کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے خلاف دلیل پکڑتے۔ کسی شخص کے مرجانے کا ثبوت اس کے مخلوق ہونے کا بہترین ثبوت ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانتے ہوئے ان کی رسالت اور معجزات کو گذشتہ نبیوں اور ان کے معجزات کا نمونہ قرار دے رہے ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ضرور یوں استدلال کرتے کہ ”تم جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا فوت نہیں ہو سکتا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا نہیں بن سکتے۔“

مگر اللہ تعالیٰ یوں دلیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے بھی ان کی طرح رسول گزر چکے ہیں۔ یہ کوئی انوکھے رسول نہیں ہیں۔

ذیل میں ہم اپنے بیان کی تصدیق مرزا قادیانی کی زبان سے کراتے ہیں۔ مرزا

قادیانی کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

”یعنی مسیح صرف ایک رسول ہے، اس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 603) مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 425

اس ترجمہ میں مرزا قادیانی کی زبان سے خود اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ایسے الفاظ

نکلو دیے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کا بیانگہ دہل اعلان کر رہا ہے۔  
 ”ایک رسول ہے۔“ کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ پھر مرزا قادیانی دوسرے رسولوں اور حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام میں فرق یہ بیان کر رہا ہے کہ دوسرے رسول تو فوت ہو چکے ہیں۔ جس سے  
 لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ مسیح فوت نہیں ہوئے۔ ہاں دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہو جانا ان  
 کے لیے بھی مقدر ہے جو اپنے وقت پر پورا ہو کر رہے گا۔

سورہ آل عمران: 144 میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۖ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ .

اس کے معنی مرزا قادیانی یوں کرتا ہے۔

”محمد ﷺ صرف ایک نبی ہیں۔ ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 606 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 427)

اب غور طلب بات یہ ہے کہ دونوں آیتیں حضرت رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی

تھیں۔ دونوں کا طرز بیان ایک ہے۔ دونوں کا مقصد ایک ہے۔ دونوں کے الفاظ ایک ہیں۔

فرق اگر ہے تو یہ کہ ایک آیت میں المسیح ابن مریم مذکور ہے۔ تو دوسری میں محمد ﷺ

مرقوم ہیں۔ اندریں حالات جو معنی اور تفسیر دوسری آیت میں رسول کریم ﷺ کے متعلق کریں

گے، وہی پہلی آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سمجھیں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی

ازالہ اوہام صفحہ 324 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 267 پر ہمارے اصول کو صحیح تسلیم کر چکا

ہے۔ تارکین کرام مفصل وہاں دیکھ سکتے ہیں۔ پس اگر کلام اللہ کی آیت ما محمد الا رسول

کے نازل ہونے کے وقت (نعوذ باللہ) رسول کریم ﷺ فوت ہو چکے تھے تو ما المسیح ابن

مریم الا رسول کے نزول کے وقت ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تسلیم کرنے سے ہرگز

ہرگز انکار نہیں۔ لیکن اگر ما محمد الا رسول کے نزول کے وقت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

زندہ بحسدہ الحصری موجود تھے تو بعینہ اسی دلیل سے ما المسیح ابن مریم الا رسول کی آیت

سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات جسمانی ثابت ہو جائے گی۔ کون نہیں جانتا کہ رسول

کریم ﷺ نزول آیت کے وقت زندہ تھے۔ پس جس دلیل سے رسول کریم ﷺ کی حیات کا

ثبوت ملتا ہے، اسی دلیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کا زندہ ہونا بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

قادیانی ”خلت“ کے معنی ”موت“ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ اس لفظ کا اور کوئی معنی نہیں۔ حالانکہ مذکورہ آیت سے چند آیات بیشتر ایک آیت میں لفظ خلت استعمال ہوا ہے۔  
 قد خلت من قبلکم سنن فسیرو فی الارض فانظروا کیف کان عاقبہ  
 المکذبین۔ (آل عمران: 137)

ترجمہ: ”گزر چکے تم سے پہلے (قوموں کے عروج و زوال کے) قاعدے، پس سیر کرو زمین میں اور (اپنی آنکھوں سے) دیکھو کہ کیسا انجام ہوا (دعوت حق کو) جھٹلانے والوں کا۔“  
 قادیانی بتائیں کہ کیا یہاں خلت کا معنی موت ہو سکتا ہے؟ اگر ہو سکتا ہے تو اس آیت کا ترجمہ کریں اور اگر نہیں ہو سکتا اور ہرگز نہیں ہو سکتا تو زیر بحث آیت میں لفظ خلت کا معنی بھی موت نہیں ہو سکتا۔ کیا قادیانی بتا سکتے ہیں کہ گذشتہ 13 صدیوں کے مجددین، مفسرین (جن کے ناموں پر قادیانیوں اور مسلمانوں میں اتفاق ہے) میں سے کسی ایک نے بھی اس جگہ خلت کا معنی موت کیا ہو۔

اس طرح قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ہے۔

کذلک ارسلنک فی امة قد خلت من قبلها۔ (الرعد: 30)

ترجمہ: (اے رسول کریم ﷺ) اس طرح بھیجا ہم نے آپ کو ایک امت میں۔  
 گزر چکی ہیں اس سے پہلے کئی امتیں۔

کیا اس جگہ خلت کے معنی یہ ہیں کہ پہلی امتیں سب کی سب صفحہ ہستی سے مٹ چکی ہیں۔ ان کا نام و نشان تک نہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس دنیا میں یہود و نصاریٰ وغیرہ موجود ہیں۔ خود قرآن مجید انہیں یا اہل الکتاب، اہل توریت، اہل انجیل کہہ کر یاد کرتا ہے۔ بہر حال خلت کا معنی موت کر کے اس سے وفات مسیح مراد لینا قرآن و حدیث کا انکار اور اسلامی عقائد و تعلیمات سے بغاوت کے مترادف ہے۔

لفظ خلت کی تشریح میں مندرجہ ذیل قرآنی آیات بھی قابل توجہ ہیں:

1- وَقَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثَلُتُ۔ (الرعد: 6)

ترجمہ: ”اور (ان نادانوں کو یاد نہیں کہ) گزر چکے ہیں ان سے پہلے نزول عذاب

کے کئی واقعات۔“

2- سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ. (الف: 23)

ترجمہ: یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے۔

3- وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ. (الحجر: 13)

ترجمہ: ”اور گزر چکی ہے پہلوں کی یہی روش۔“

لہذا مذکورہ بالا آیات کی تشریح سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کے عقیدہ کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع الی السماء، ان کی حیات اور پھر زمین پر نزول بھی قطعی اور محکم دلائل سے ثابت ہے جو کسی تاویل کا محتاج نہیں۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم  
آسمانِ ثانی پر ہیں محترم  
رفع ان کا ثبات ہے قرآن سے  
اور نازل ہوں گے وہ آسمان سے  
وہ ابھی داخل نہیں اموات میں  
ہے یہی آیات و پینات میں



## حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام اور احادیث مبارکہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و فلاح کے لیے جو کچھ ارشاد فرمایا، اس کی تعبیر و تشریح حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے بغیر ممکن نہیں۔ احادیث رسول ﷺ ہمیں قرآنی احکام کی عملی تصویر مہیا کرتی ہیں۔ صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، عمرہ، صوم وغیرہ یہ محض الفاظ ہیں۔ عربی لغات ہمیں ان الفاظ کے وہ معانی نہیں بتاتیں جو شریعت میں مطلوب ہیں۔ پس اگر احادیث رسول ﷺ موجود نہ ہوں تو ہمارے پاس قرآن مجید کے معانی، شریعت کے مطابق متعین کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں درجنوں آیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال اور افعال کی بیرونی کا حکم دیا ہے۔ لہذا آپ ﷺ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب ہے۔ احادیث شریفہ کو اگر مستحبر نہ مانا جائے تو نہ صرف یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دی ہوئی ہدایات سے ہم محروم ہوں گے بلکہ قرآن مجید کی دی ہوئی ہدایات سے بھی ہم کھل طور پر مستفید نہ ہو سکیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے قرآن نازل فرمایا اور اس کی تشریح و تفسیر حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کر دی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

□ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم و لعلہم یتفکرون۔

(النحل: 44)

ترجمہ: ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف ذکر (قرآن مجید) نازل فرمایا تاکہ آپ (اسے) کھول کر لوگوں کو بیان کریں کہ ان کی طرف کیا احکام نازل کیے گئے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

اسلام میں حدیث کی آئینی و دستوری حیثیت اور حجیت کے بارے حضور نبی کریم ﷺ کے فکر انگیز ارشادات ملاحظہ کیجیے:

□ عن العرياض بن ساريه قال قال رسول الله فقال الحسيب  
احدكم متكناً على اريكته يظن ان الله لم يحرم شيئاً الا ما في  
هذا القرآن، الا واني والله قد امرت ووعظت ونهيت عن  
اشياء انهما كمثل القرآن او اكثرهم. (مشکوٰۃ، ابی داؤد)

حضرت عریاض بن ساریہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں  
کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: کیا گمان کرتا ہے، تم میں سے ایک شخص، اپنے پلنگ پر تکیہ لگائے  
ہوئے، کہ اللہ نے اور کوئی چیز حرام ہی نہیں کی، بجز ان چیزوں کے جو قرآن میں حرام کی گئی  
ہیں؟ آگاہ رہو، کہ قسم خدا کی کہ میں نے حکم دیے ہیں اور میں نے نصیحتیں کی ہیں اور میں نے  
روکا ہے، بہت سی چیزوں سے کہ وہ قرآن ہی کی طرح ہیں، بلکہ اس سے بھی زائد۔

□ عن المقدم بن معدی کرب قال قال رسول الله ﷺ الا  
اني ادبت القرآن و مثله معه الا يوشك رجل شعبان علي  
اريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجلتم فيه من حلال  
فاجلوه وما وجلتم فيه من حرام فحرموه و انما حرم رسول  
الله كما حرم الله. (مشکوٰۃ، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت مقدم بن معدی کرب سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد  
فرمایا: خبردار رہو، یقیناً مجھے قرآن بھی عطا ہوا ہے اور قرآن ہی کے مثل ایک اور چیز، خبردار رہو،  
عنقریب ایک شکم سیر آدی اپنے مزین و آراستہ پلنگ یا صوفی پر بیٹھ کر کہے گا کہ بس قرآن  
ہی کا (اتباع) فرض ہے۔ قرآن ہی کے حلال کیے ہوئے کو حلال، اور قرآن ہی کے حرام کیے  
ہوئے کو حرام تسلیم کرو۔ حالانکہ اللہ کے رسول نے جو کچھ حرام کیا ہے، وہ بھی ایسا ہی ہے، جیسا  
کہ اللہ نے حرام کیا ہو۔

□ عن ابی رافع قال قال رسول الله ﷺ القين احدكم متكناً  
على اريكته ياتي به الامر من امرى مما امرت به او نهيت عنه  
ليقول لا ادري، ما وجدنا في كتاب الله اتبعناه.

حضرت ابورافع سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں تم میں  
سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے پلنگ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو، اس کے سامنے امر و نہی

کے بارے میں میرا حکم پیش ہو اور وہ کہے، میں اسے نہیں جانتا، ہم تو جو کچھ کتاب اللہ میں پائیں گے، اسی پر عمل کریں گے۔“

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ منکرین حدیث قادیانی، پردیزی وغیرہ پر تکلف امیرانہ زندگی گزارتے ہوں گے اور خوب پیٹ بھر کر آراستہ و پیراستہ تختوں، مسندوں پر نرم و نازک تکیوں سے ٹیک لگا کر احادیث کا رد اور انکار کریں گے۔ سچے اللہ کے منبر صادق حضرت محمد ﷺ کی یہ پیشگوئی لفظ بہ لفظ پوری ہو رہی ہے۔ آج بنگلوں میں ٹھاٹھ سے رہنے والے اور فراغت و خوشحالی و عیش و نشاط سے زندگی گزارنے والے لوگ حدیث کی حجیت کا انکار کرتے ہیں اور صرف قرآن کو حجیت قرار دیتے ہیں۔

شیخ المفسرین حضرت علامہ حافظ ابن کثیر تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث تواتر کے ساتھ منقول ہیں کہ آپ نے خبر دی کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے۔“ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 132)

معلوم ہوا کہ نزول مسیح کی احادیث کو تواتر کا درجہ حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ خالد محمود لکھتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ سے جو حدیثیں تواتر کے ساتھ منقول ہیں، ان کی تکذیب بھی حضور ﷺ کی تکذیب ہے۔ سو حدیث متواتر سے ثابت ہونے والے جملہ امور پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار کر دیا جائے تو انسان مسلمان نہیں رہتا۔ ایمان، حضور ﷺ کو آپ کی جملہ تعلیمات میں سچا ماننے کا نام ہے۔ ایمان کے لیے آپ ﷺ کی سب تعلیمات کو ماننے کی قید ہے، کفر کے لیے کسی ایک کا انکار بھی کافی ہے۔“ (آثار الحدیث جلد 2 صفحہ 128)

تمام امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت زمین پر نازل ہوں گے، جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے 30 سے زائد صحابہ کرام روایت کر رہے ہیں۔ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور اس کے بعد ان کے کارناموں اور ذمہ داریوں کی 209 نشانیاں بڑے واضح الفاظ میں بیان کی گئی ہیں۔ 70 سے زائد ان احادیث کو



تواتر کا درجہ حاصل ہے۔ ان میں سے چند ایک احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں:

### پہلی حدیث

(1) حدثنا اسحق اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا ابي عن صالح عن ابي شهاب ان سعيد بن المسيب سمع ابو هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيراً من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابي هريرة رضي الله عنه واقرو وان شتم و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيداً.

(صحیح بخاری، جلد اول صفحہ 490، حدیث نمبر 3448، مسلم جلد 1 صفحہ 87)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے، پس صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جنگ ختم کر دیں گے، مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال و متاع سے ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً“ کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور قیامت کے دن وہ ان کے بارہ میں شہادت دیں گے۔“

اس حدیث مبارکہ کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔ محدثین کی

اصطلاح میں یہ ”متفق علیہ“ حدیث ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے اس آیت کا مطلب وہی سمجھا اور بیان کیا ہے جو اوپر لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مطلب انہوں نے

رسول اللہ ﷺ کی تلقین و تعلیم سے سمجھا ہوگا۔

- حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:-
- 1- قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے۔
  - 2- حضور نبی کریم ﷺ کے وہ تمام ارشادات جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں، وہ قرآن کریم کی ہی شرح و تفسیر ہیں۔
  - 3- جس عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا قرآن کریم اور ارشادات نبویہ ﷺ میں ذکر ہے، اس سے وہی حضرت عیسیٰ بنفوس نفیس مراد ہیں، نہ کہ کوئی اور مراقی یا انگریزی مسیح یا خود ساختہ ابن مریم۔

- 4- حضرت ابو ہریرہؓ کا حلقہ درس مسجد نبوی میں ہوتا تھا اور وہ ہزاروں کے مجمع میں علی رؤس الاشہاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر قرآن کریم اور حدیث نبوی کے حوالے باصرار و تکرار پیش کرتے تھے، مگر کسی صحابیؓ اور کسی تابعیؓ نے ان کو اس پر نہیں ٹوکا، اور یہ ممکن نہیں تھا کہ کوئی غلط بات نعوذ باللہ مسجد نبوی میں بیٹھ کر علی رؤس الاشہاد قرآن و حدیث کے حوالے سے کہی جائے اور صحابہ و تابعینؓ کی پوری جماعت میں ایک آدمی بھی انھیں ٹوکنے والا نہ اٹھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے تمام ہم عصر صحابہ و تابعین کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے اور انھوں نے قرآن مجید اور حضور نبی کریم ﷺ سے یہی عقیدہ اخذ کیا تھا۔

مذکورہ بالا حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ قریب المرگ ہونے کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور آپ سے ملنے کے متمنی تھے۔ ایک موقع پر حضرت ابو ہریرہؓ نے اصحاب سے فرمایا: ”کیا تم مجھے نہیں دیکھتے ہو کہ میں بالکل بوڑھا ہو چکا ہوں؟ میری ہنسی کی ہڈیاں بڑھاپے کے سبب مل جانے کے قریب ہیں۔ میری تمنا یہ ہے کہ میری موت اُس وقت تک نہ آئے جب تک کہ میں آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے مل لوں اور میں اُن کو نبی کریم ﷺ کی احادیث سناؤں اور آپ میری تصدیق کریں۔ اگر میں ملاقات سے پہلے مرجاؤں اور تمہاری اُن سے ملاقات ہو جائے تو اُن کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دینا۔

اس حدیث مبارکہ میں صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ

ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی۔ دین عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو (نعوذ باللہ) صلیب پر "لعنت" کی موت دی جس سے وہ انسان کے گناہ کا کفارہ بن گیا۔ انبیاء علیہ السلام کی امتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کر دی، حتیٰ کہ خنزیر تک کو حلال کر لیا، جو تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر خود اعلان کر دیں گے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں، نہ میں نے صلیب پر جان دی، نہ میں کسی کے گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لیے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے تو نہ اپنے پیروؤں کے لیے خنزیر حلال کیا تھا اور نہ ان کو شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھہرایا تھا تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ اس حدیث میں قسم کھا رہے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں تاویل نہیں ہو سکتی۔ اس کا معنی و مطلب وہی ہے جو اس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ اس میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ: (حضرت عیسیٰ) ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے یعنی وہی ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔

□ جن کو اللہ تعالیٰ نے بن باپ پیدا کیا۔

□ جن کا ذکر قرآن میں ہے۔

□ جن پر اللہ تعالیٰ نے انجیل نازل فرمائی۔

□ جن کو ساری دنیا رسولاً الی بنی اسرائیل کی حیثیت سے جانتی ہے۔

مندرجہ بالا تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام ہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی ابن چراغ بی بی اور نہ ہی اس سے مراد "مثیل مسیح" ہے۔ مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ولد حکیم مرتضیٰ مدنی نبوت و مسیحیت جو 26 مئی 1908ء کو "وہابی ہیضہ" میں مبتلا ہو کر نہایت عبرتناک حالت میں مرا تو اس سے مراد یقیناً وہی مرزا غلام احمد قادیانی ہی سمجھا جائے گا نہ کہ اس کا کوئی مثیل۔ قرآن حکیم میں "عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام" مذکور ہے اور احادیث میں بلا استثنا "مسیح ابن مریم علیہ السلام" یا صرف "ابن مریم علیہ السلام" کے الفاظ موجود ہیں۔ پھر یہاں تو حدیث مذکور میں

آنحضرت ﷺ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ ”ابن مریم علیہ السلام“ اتریں گے، اصول یہ ہے کہ جو بات قسم اٹھا کر کہی جائے اس سے صرف ظاہری معنی مراد لیے جاتے ہیں۔ وہاں کسی قسم کی تاویل اور استثناء نہیں چل سکتا۔ آنجہانی مرزا قادیانی نے خود یہ اصول بیان کیا ہے۔

چنانچہ وہ لکھتا ہے:

(129) ”والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء والا فإي فائدة كانت في ذكر القسم.

(ترجمہ) ”اور قسم کھا کر کوئی بات کہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ کہی ہوئی بات ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور استثناء ورنہ قسم کھانے کا فائدہ کیا ہے۔“  
(حماتہ البشریٰ صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 (حاشیہ) از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 876 پر)

آنحضرت ﷺ مذکورہ حدیث میں قسم کھا رہے ہیں کہ ”ابن مریم“ نازل ہوں گے اور مرزا قادیانی بھی قسم کھا کر کہتا ہے کہ ”میں وہی مسیح موعود ہوں جن کے آنے کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔“ مرزا قادیانی کے الفاظ ملاحظہ کیجیے:

(130) ”میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پر چہ میں، اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفی باللہ شہیداً۔“

(الراقم: مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ واید، 17 اگست 1899ء)

(ملفوظات جلد اول، صفحہ 218 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 877 پر)

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ ایک مسلمان کو کس کی خبر پر اعتماد کرنا چاہیے؟ آنحضرت ﷺ کی خبر پر یا مرزا قادیانی کی خبر پر (جبکہ مرزا قادیانی کے دعوے کا غلط ہونا ثابت ہو چکا ہے)۔

گذشتہ صفحات میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ آنے والے مسیح کا نام ”عیسیٰ“ ہوگا جبکہ مرزا

قادیانی کا نام ”غلام احمد تھا“۔ کہاں ”غلام احمد“ اور کہاں ”عیسیٰ“ فرق صاف ظاہر ہے۔ مسیح علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا نام ”مریم صدیقہ“ ہے جبکہ مرزا قادیانی کی ماں کا نام ”چراغ بی بی“۔ مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی ماں کے پیٹ سے برآمد ہوا۔ اس بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی ہرگز وہ ”مسیح موعود“ نہیں جس کی خبر حضور نبی کریم ﷺ نے دی تھی۔

قادیانی بتائیں:

□ کیا ”وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته“ (نساء: 159) قرآن مجید کی آیت ہے یا نہیں؟

□ کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو منکرین حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کو اس حدیث پر ایمان لانے کے لیے اس آیت کے پڑھنے کو فرماتے ہیں تو خود ان کا اور باقی صحابہ کرام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور قرب قیامت آسمان سے نزول ہونے پر ایمان تھا یا نہیں؟

مذکورہ بالا حدیث کو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”ازالہ اوہام“ کے صفحہ 201 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 198 پر نقل کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم، عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ”ابن مریم مر گیا حق کی قسم“! (ازالہ اوہام صفحہ 413 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 513 از مرزا قادیانی) یعنی ایک ہی شخصیت کے متعلق حضور ﷺ فرماتے ہیں: کہ وہ نازل ہوں گے (زندہ ہیں) جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ وہ مر گئے ہیں، نازل نہیں ہوں گے۔ اب قادیانی خود فیصلہ کریں کہ کس کی قسم سچی ہے، حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا ملعون آنجہانی مرزا قادیانی کی؟

مرزا قادیانی کی زبان درازی اور شقاوت قلبی دیکھیے کہ اس نے مذکورہ حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کے بارے میں تشریح کا نہ صرف برا منایا بلکہ حضرت ابو ہریرہ کے متعلق ایسی ہرزہ سرائی کی کہ عبد اللہ بن سبا کو بھی شرمندہ کر گیا۔

□ ”جیسا کہ ابو ہریرہؓ غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔“

(اعجاز احمدی صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 127 از مرزا قادیانی)

□ ”جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہیے کہ ابو ہریرہ کے قول کو ایک

روی متاع کی طرح پھینک دے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 410 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 410 از مرزا قادیانی)

□ ”بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابو ہریرہ).....

اکثر باتوں میں ابو ہریرہ بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑ جایا کرتا تھا۔

چنانچہ ایک صحابی کے آگ میں پڑ جانے کی پیشگوئی میں بھی اس کو یہی دھوکہ لگا تھا اور آیت و

ان من اهل الكعب الا لیومنن به قبل موته کے ایسے لٹے معنی کرتا تھا جس سے سننے والے

کو ہسی آتی تھی۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ 34 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 36 از مرزا قادیانی)

## دوسری حدیث

(2) عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء اخوة

العلات دینہم واحد و امہاتہم شتی وانا اولی الناس بعیسی ابن مریم لانہ لم

یکن بینی و بینہ نبی و انہ نازل فاذا رایتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربع الی

الحمرة والبیاض سبط کان راسہ یقظروان لم یصصبہ بلل بین مصرتین

فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر و یضع الجزیة و یعطل الملل حتی یہلک اللہ

فی زمانہ الملل کلہا غیر الاسلام و یہلک اللہ فی زمانہ المسیح الدجال الکذاب

وتقع الامنة فی الارض حتی ترتع الابل مع الاسد جمیعا والنمر مع البقر والذئب

مع الغنم و یلعب الصبیان والغلمان بالحیات لایضر بعضهم بعضا فیمکث ماشاء اللہ

ان یمکث ثم یوفی فیصلی علیہ المسلمون و ینفونہ. (مسند احمد جلد 2 صفحہ 437)

(ترجمہ) ”امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علانی بھائی ہیں، مائیں مختلف یعنی شریعتیں مختلف

ہیں اور دین یعنی اصول شریعت سب کا ایک ہے اور میں، عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے

زیادہ قریب ہوں اس لیے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نمی نہیں۔ یقیناً وہی نازل ہوں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ وہ میانہ قد ہوں گے، رنگ ان کا سرخ اور سفیدی کے درمیان ہوگا۔ ان پر دورنگے ہوئے کپڑے ہوں گے، سر کی یہ شان ہوگی کہ گویا اس سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہوگی، صلیب کو توڑیں گے، جزیہ کو اٹھائیں گے۔ سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کو نیست و نابود کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا۔ پھر تمام روئے زمین پر ایسا امن ہو جائے گا کہ شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں گے۔ سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔“

(نوٹ) (1) مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب ”حقیقت الہیہ“ صفحہ 192 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 508 پر اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ (2) خود مرزا قادیانی نے ”ازالہ اوہام“ صفحہ 594 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 420 پر اس حدیث کے بعض حصے نقل کر کے اس کی تصحیح و تصدیق کی بلکہ اس سے استدلال بھی کیا ہے۔

مرزا قادیانی کے مرید خدا بخش مرزائی نے ایک کتاب ”عسل مصفی“ لکھی، اس کی جلد اول میں صفحہ 162 سے 165 تک تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست نقل کی ہے۔ اس فہرست میں اس روایت منقولہ بالا کو نقل کرنے والے مرزائیوں کے تسلیم شدہ مجددین سے امام احمد بن حنبل، ابن کثیر، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ جلال الدین سیوطی، یہ چار مجدد اس روایت کو نقل کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی اور اس کا بیٹا اس روایت کو تسلیم کرتے ہیں۔ قادیانیوں سے درخواست ہے کہ وہ اس حدیث مبارکہ کو بغور پڑھیں، غور کریں اور سوچیں کہ ان نشانوں کا کس پر اطلاق ہوتا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یا مرزا قادیانی پر؟ پھر انصاف سے بتائیں کہ کیا آنحضرت ﷺ کی ذکر کردہ یہ علامتیں مرزا قادیانی میں پائی گئیں؟ اگر نہیں..... اور یقیناً نہیں..... تو مرزا قادیانی کو مسیح موعود قرار دینا کس طرح صحیح ہوگا؟

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں جو وضاحت اور تفصیل اور ان کے نزول کے بعد زمانے کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ کچھ یوں ہے۔

- 1- ”ابن مریم“ (ابن چراغ بی بی نہیں) نازل ہوں گے۔
- 2- وہی عیسیٰ علیہ السلام جن کے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔
- 3- عیسیٰ علیہ السلام، صلیب کو پاش پاش کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔
- 4- عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے۔
- 5- عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایسا امن قائم ہو جائے گا کہ شیر، اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں گے۔
- 6- پھر ان کی وفات ہوگی۔

اس حدیث کو بار بار پڑھیے اور دل تمام کر فیصلہ کیجیے کہ کیا مرزا قادیانی کے زمانے میں دنیا کا یہی نقشہ تھا؟ کیا تمام مذاہب ہلاک ہو گئے؟ اور کیا صرف ایک اسلام رہ گیا؟ یہاں تو یہ حال ہے کہ تمام مذاہب تو کیا ہلاک ہوتے خود قادیانی جماعت دو حصوں میں تقسیم ہے اور قادیانی جماعت میں مزید انتشار اور افتراق کی خبریں آ رہی ہیں۔ حدیث میں فرمایا گیا کہ جب اصلی مسیح ”ابن مریم علیہ السلام“ نازل ہوں گے تو دو آدمیوں میں تو کیا دو درندوں کے درمیان بھی عداوت نہیں ہوگی۔ دنیا امن و امان کا گوارہ بن جائے گی، جنگیں ختم ہو جائیں گی لیکن مرزا قادیانی کی سبز قدمی سے اب تک دو عالمی جنگیں ہو چکی ہیں اور تیسری کی تلوار سر پر لٹک رہی ہے۔ اخبارات اٹھا کر دیکھ لیجیے روزانہ کتنے انسانوں کے خون سے یہ زمین رنگین ہو رہی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ہرگز وہ ”مسیح موعود“ نہیں جس کے آنے کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔

یہاں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”یقیناً حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی نازل ہوں گے۔ جب تم ان کو دیکھو تو (میری بتائی ہوئی نشانیوں کے پیش نظر) انہیں پہچان لینا۔“ یعنی قرب قیامت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو مسلمان انہیں حضور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی نشانیوں کی بنیاد پر فوراً پہچان لیں گے۔ وہاں کوئی جھگڑایا بحث نہ ہوگی کہ یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نہیں ہیں اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا اعلان کریں گے کہ میں وہی عیسیٰ ابن مریم ہوں جس کا وعدہ قرآن و حدیث میں ہے بلکہ وہ اپنی نشانیوں کے سبب فوراً پہچانے جائیں گے۔ اس کے برعکس آنجہانی مرزا قادیانی تمام عمر مختلف تاویلات کا سہارا لے



کر یہ ڈھنڈورا پیٹتا رہا کہ میں عی وہ مسیح موعود ہوں جس کے آنے کا قرآن و حدیث میں وعدہ کیا گیا ہے کیونکہ وہ تمام نشانیاں اللہ تعالیٰ نے ایک الہام کے ذریعے مجھے منتقل کر دی ہیں۔ اپنے خود ساختہ الہام کو قرآن و حدیث پر ترجیح دینا ایک لمحہ کا عی کام ہو سکتا ہے۔

### تیسری حدیث

(3) قال الحسن: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لليهود ان عيسى لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيمة.

(ابن کثیر جلد 2 صفحہ 40 (زیر آیت انہی متوفیک)۔ ابن جریر جلد 3 صفحہ 289، درمنثور جلد 2 صفحہ 36)

(ترجمہ) ”امام حسن بصری سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی نہیں مرے، وہ قیامت کے قریب تمہاری طرف ضرور لوٹ کر آئیں گے۔“

(نوٹ) یہ روایت حافظ ابن کثیر اور علامہ جلال الدین سیوطی نے نقل فرمائی۔ دونوں اکابرین قادیانیوں کے نزدیک مجدد ہیں اور ابن جریر گو مرزا قادیانی نے ”آئینہ کمالات اسلام“ صفحہ 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 168 پر رکس المفسرین تسلیم کیا ہے اور دوسری جگہ اپنی کتاب ”چشمہ معرفت“ میں لکھا ہے: ”ابن جریر نہایت معتبر اور آئمہ حدیث میں سے ہے۔“ (چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ 250 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 261) غرض تینوں اکابر قادیانیوں کے نزدیک مسلمہ ہیں۔

یہود (جو انا قتلنا المسیح سے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے، ان کو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان عیسیٰ لم يمت یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ اس حدیث میں راجع کا لفظ صراحۃً موجود ہے۔ جس کے معنی واپس آنے والے کے ہیں۔ محاورہ یہ لفظ اسی وقت استعمال ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسری جگہ گیا ہو اور پھر وہاں سے واپس آئے۔

قادیانی اس حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر یہ معتبر حدیث ہے تو اس کو صحاح ستہ میں ہونا چاہیے تھا۔ اس کے جواب میں قادیانیوں سے پوچھنا چاہیے:

(1) مرزا قادیانی نے ضمیمہ ”انجام آئینہ“ حاشیہ صفحہ 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11

صفحہ 337 میں جو حدیث بتزوج ویوللہ درج کی اور کمال ڈھٹائی سے اُسے اپنے اوپر منطبق کیا، وہ صحاح ستہ میں کہاں ہے؟

(2) ”حقیقۃ الوحی“ صفحہ 194 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 202، حاشیہ، ”چشمہ

معرفت“ صفحہ 314 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 329 میں مرزا قادیانی نے جو روایت کسوف خسوف و درمضان تحریر کی ہے، وہ صحاح ستہ میں کس جگہ ہے؟

(3) ضمیمہ ”انجام آتھم“ صفحہ 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 325 میں مرزا

قادیانی نے جو اثر خروج مہدی از کدہ درج کیا ہے، وہ صحاح ستہ کی کس کتاب میں ہے؟

(4) کتاب ”سیح ہندوستان میں“ صفحہ 53، 54 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ

53، 54 میں مرزا قادیانی نے جو تین روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیاحت سے متعلق تحریر کی ہیں، وہ صحاح ستہ میں کہاں موجود ہیں؟

## چوتھی حدیث

(4) ابو ہریرہ یحدث عن النبی ﷺ قال رسول اللہ ﷺ والذي نفسي

بيده ليهلن ابن مريم يفتح الروحاء حاجبا او معتمرا او لبيهما.

(صحیح مسلم حدیث نمبر 316، جلد 1 صفحہ 408)

”حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) روحا (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) کی گھاٹی میں حج یا عمرہ یا دونوں کی لیک (تلبیہ) پکارتے گئے ایک ہی ساتھ۔“

یہ حدیث مبارکہ مسلم شریف میں درج ہے۔ مسلم شریف میں احادیث مبارکہ کا صحیح ہونا مرزا قادیانی کے نزدیک بھی درست ہے۔ (دیکھیے: ازالہ اوہام صفحہ 884 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 582)

اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور بر ضرور تشریف لائیں گے۔ قسم کے بارے میں مرزا قادیانی کا

کہتا ہے کہ کسی مضمون کو قسم اٹھا کر بیان کرنا اس بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل کی جائے نہ استثنا بلکہ اس کو ظاہر پر ہی محمول کیا جائے ورنہ قسم اٹھانے کا فائدہ کیا ہوا؟“

(حمامۃ البشریٰ صفحہ 14، مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 حاشیہ، از مرزا قادیانی)

پھر اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آ کر حج بیت اللہ کریں گے اور خود ادا کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد اس قدر امن قائم کر لیں گے کہ کوئی امر انہیں حج کرنے سے روک نہ سکے گا۔ پھر وہ ایسی تمام بیماریوں سے بھی محفوظ رہیں گے جو حج کرنے سے مانع ہو سکتی ہیں۔ اس حدیث میں مذکور لفظ فحج الروحا سے مراد فحج الروحا ہی ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے۔ مرزا قادیانی نے حج یا عمرہ تو درکنار فحج الروحا کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا۔

### پانچویں حدیث

(5) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیف اتمم

اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم منکم. (بیہقی، جلد اول، صفحہ 166)  
(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ التحیہ والثناء فرماتے ہیں: (اے مسلمانو!) اُس وقت تمہارا کیا عالم ہوگا (خوشی کے باعث) جب عیسیٰ بن مریم آسمان سے تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔“

(نوٹ) امام بیہقی قادیانیوں کے نزدیک مسلمہ مجدد ہیں۔ ان سے مسند احمد کی روایت میں لفظ ”من السماء“ کے الفاظ کی صراحت مذکور ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، نہ کہ ماں کے پیٹ سے۔ بس مرزا قادیانی کا ماں کے پیٹ سے برآمد ہو کر مسیح ہونے کا دعویٰ کرنا غلط ثابت ہوتا ہے۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام دو الگ الگ شخصیات ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ان دونوں مقدس شخصیات کی علیحدہ علیحدہ نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نزول عیسیٰ کے سلسلہ میں اپنی زبان مبارک سے لفظ ”من السماء“ فرما کر سیکڑوں سال بعد پیدا ہونے والے قادیانی اعتراضات کا قلع قمع فرما

دیا۔ اس کے باوجود بد بخت مرزا قادیانی کا کہنا ہے: ”صحیح حدیثوں میں تو آسمان کا لفظ بھی نہیں۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 60 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 132) ”اور یہ بھی سوچ لو کہ صحیح حدیثوں میں آسمان سے اترنے کا بھی کہیں ذکر نہیں۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 283 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 244)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء (کنز العمال جلد 14 صفحہ 619) مرزا قادیانی نے اس روایت کو نقل کیا مگر بددیانتی کی مثال ملاحظہ کریں کہ لفظ ”سما“ غائب کر گیا۔ (جملة البشرى صفحہ 146 و صفحہ 148 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 312، 314 از مرزا قادیانی) اس کے علاوہ مرزا قادیانی کی یہ تحریر بھی ملاحظہ کیجیے۔ ان المسيح ینزل من السماء بجمع علومہ۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کامل علوم کے ساتھ نازل ہوں گے۔ (آئینہ کمالات صفحہ 409 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 409 از مرزا قادیانی) اس عبارت میں نزول بھی ہے اور سما بھی۔ قادیانیوں سے پوچھنا چاہیے کہ یہ ”سما“ کا لفظ مرزا قادیانی کہاں سے لے آیا۔ اس طرح ازالہ اوہام میں بھی ”سما“ یعنی آسمان سے نازل ہونا موجود ہے: ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142 از مرزا قادیانی) خود مرزا قادیانی کا یہ اقبالی اعتراف موجود ہے کہ ”براہین احمدیہ میں، میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153 از مرزا قادیانی)۔ مسیح موعود کی خصوصیات کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”اب حدیثوں پر نظر غور کرنے سے بخوبی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم اترنے والا ہے جس کی تعریفیں لکھی ہیں کہ وہ گندم گون ہوگا اور بال اس کے سیدھے ہوں گے اور مسلمان کہلائے گا اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے آئے گا اور مغز شریعت جس کو وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد دلائے گا اور ضرور ہے کہ وہ اس وقت نازل ہو جس وقت انتہاء تک شر اور فتن پہنچ جائیں اور مسلمانوں پر تنزل کا زمانہ ہو جو یہودیوں پر ان کے آخری دنوں میں آیا تھا۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 459 از مرزا قادیانی) اس عبارت میں مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم

(ابن غلام مرتضیٰ نہیں) اترنے والا ہے، وہ یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ ابن مریم نازل ہوں گے۔ اب ظاہر بات ہے کہ اوپر سے اترنا اور نازل ہونا ہوتا ہے، نہ کہ ماں کے پیٹ سے۔ اب مرزا قادیانی نہ اترتا اور نہ نازل ہوا بلکہ ماں کے پیٹ سے برآمد ہوا لہذا وہ اپنی اس تحریر کے مطابق بھی جھوٹا ہے۔

انجیل برنباس میں جس کے مستبر ہونے پر مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”سرمہ چشم آریہ“ کے صفحہ 239، 243 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 287، 293 پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا درج ہے:-

□ ”یارب بخشش والے! اے رحمت میں غنی! تو اپنے خادم کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔“ (انجیل برنباس باب 212 آیت 14)

اس کی روشنی میں مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اے لوگو گھبراؤ نہیں تمہارے لیے خوشی اور مسرت کا مقام ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا اولوالعزم رسول بھی تمہاری طرح میرا امتی بن کر رہے گا۔ اس سے امت محمدی کو اس کے عالی مرتبہ ہونے کی بشارت کا اعلان ہے اور واقعی ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ میں شامل ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے دین کی خدمت کریں گے۔

”امامکم منکم“ کے حوالہ سے مرزا قادیانی کی درج ذیل تحریر نہایت قابل غور ہے۔ (131) ”اور اگر یہ کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی کر کے کہاں پکارا گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ صحیح بخاری کی وہ حدیث دیکھو جس میں امامکم منکم موجود ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منکم کے خطاب کے مخاطب امتی لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے دنیا کے اخیر تک ہوتے رہیں گے۔ اب ظاہر ہے کہ جب مخاطب صرف امتی لوگ ہیں اور یہ امتیوں کو خوشخبری دی گئی کہ ابن مریم جو آنے والا ہے، وہ تم میں سے ہی ہوگا اور تم میں سے ہی پیدا ہوگا تو دوسرے لفظوں میں اس فقرے کے یہی معنی ہوئے کہ وہ ابن مریم جو آنے والا ہے، کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ فقط امتی لوگوں میں سے ایک شخص ہوگا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 292 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 249 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 878)

اس عبارت میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ”وہ ابن مریم جو آنے والا ہے، کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ فقط امتی لوگوں میں سے ایک شخص ہوگا۔“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنے والا مسیح موعود نبی نہیں ہوگا بلکہ صرف ایک عام امتی ہوگا۔ اس لحاظ سے مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیح موعود خود بخود باطل ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا نہ صرف مہدی، مسیح موعود بلکہ نبی اور رسول ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 447، طبع جدید، از مرزا قادیانی)

□ ”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“

(اربعین نمبر 3 صفحہ 36، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 426 از مرزا قادیانی)

□ ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دفع البلاء صفحہ 11، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231 از مرزا قادیانی)

□ ”جس طرح فرعون کے پاس رسول بھیجا گیا تھا وہی الفاظ ہم کو بھی الہام ہوئے ہیں کہ تو بھی ایک رسول ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا گیا تھا۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 17، طبع جدید، از مرزا قادیانی)

□ ”تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔“

(دفع البلاء صفحہ 14، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 230 از مرزا قادیانی)

□ ”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 387، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503 از مرزا قادیانی)

□ ”وقل يا ايها الناس اني رسول الله اليكم جميعاً.“

اور کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

(تذکرہ مجموعہ وحی مقدس والہامات صفحہ 292، طبع چھام، از مرزا قادیانی)

□ ”انا ارسلنا اليكم رسولا شاهداً عليكم كما ارسلنا الي فرعون رسولا.“

”ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے، اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف

بھیجا گیا تھا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 102 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 105 از مرزا قادیانی)

### چھٹی حدیث

(6) عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل

عيسى ابن مريم الى الارض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا واربعين سنة ثم

يموت فيدفن معي في قبرى فاقوم انا و عيسى ابن مريم فى قبر واحد بين ابى

بكر و عمر. (مشکوٰۃ صفحہ 480 باب نزول عيسى ابن مريم عليه السلام)

(ترجمہ) ”حضرت عبد اللہ بن عمرو، رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم، زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ پس

نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک رہیں گے، پھر فوت ہوں گے اور

میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی مقبرہ سے

اٹھیں گے، ابو بکر و عمر کے درمیان۔“

یہ حدیث امام ابن جوزی نے بیان کی ہے جو قادیانیوں کے نزدیک چھٹی صدی

میں تجدید دین کے لیے مبعوث ہوئے تھے اور ان کے منکر کا کافر اور فاسق ہونا قادیانیوں کے

نزدیک مسلم ہے۔ (دیکھیے شہادۃ القرآن صفحہ 408 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 344)

پھر اس حدیث کی صحت کو خود مرزا قادیانی اور اس کی جماعت نے اپنی مندرجہ ذیل کتابوں میں

بڑے زور سے صحیح تسلیم کیا ہے۔ (ضمیمہ انجام آختم صفحہ 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ

337، کشتی نوح صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 16، نزول اسحٰف صفحہ 3 مندرجہ

روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 381، حقیقۃ الوحی صفحہ 307 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 320۔ ضمیر حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ 51 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 674۔ غسل مصفیٰ جلد 2 صفحہ 441-440) مرزا قادیانی کے علاوہ خود مرزا بشیر الدین محمود نے بھی اس حدیث کی صحت کو اپنی کتاب ”انوار خلافت“ کے صفحہ 50 (مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 114، از مرزا بشیر الدین محمود) پر قبول کیا ہے۔

قارئین محترم! قادیانی کتب سے جب ثابت ہو چکا کہ یہ حدیث، رسول کریم ﷺ کے مبارک الفاظ ہیں تو اب جو قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کا انکار کرے، کیا وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے حضرت مسیح کا نام عیسیٰ نہیں بلکہ عیسیٰ بن مریم فرمایا۔ پھر ان کا آسمان سے زمین پر نازل ہونا فرمایا۔ پھر نزول کے بعد ان کی شادی کا ہونا فرمایا۔ پھر فوت ہونا اور مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے قریب دفن ہونا فرمایا۔ ان نشانیوں میں سے ایک بھی نشانی مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔ کیا قادیانی غیر جانبدار ہو کر ان نکات پر غور کریں گے؟

### ساتویں حدیث

(7) عن عائشة قالت قلت يا رسول الله انى ارى انى اعيش بعدك فتاذن لى ان ادفن الى جنبك! فقال: وانى لك بذلك اموضع امانه الا موضع قبرى وقبر ابى بكر و عمرو عيسى ابن مریم.

(کنز العمال جلد 14 صفحہ 620، حدیث نمبر 39728)

(ترجمہ) ”حضرت امی عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں) بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ میں آپ ﷺ کے بعد زندہ رہوں گی۔ کیا آپ مجھے اپنے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کیونکہ وہاں تو صرف میری (آنحضرت ﷺ) ابو بکر، عمر فاروق اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی قبور کی جگہ ہے۔“

قارئین کرام! جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیوی اور اولاد کا نہ ہونا ثابت



ہے، اسی طرح کہہ ارضی پر ان کی قبر بھی نہیں ہے بلکہ رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق آپ ﷺ کے روزہ مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے قبر کی جگہ خالی پڑی ہے۔ اگر وہ فوت ہو گئے ہوتے تو رسول کریم ﷺ اپنے پہلو میں ان کے دفن کے لیے جگہ نہ چھڑوا جاتے۔ پس ثابت ہوا کہ ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں قادیانیوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی سچا مسیح تھا تو اسے مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے قریب دفن ہونا چاہیے تھا۔ خود مرزا قادیانی کی ایک پیش گوئی ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اے مرزا، تو مکہ میں مرے گا یا مدینہ میں۔ (تذکرہ مجموعہ الہامات و وحی مقدس صفحہ 503 طبع چہارم از مرزا قادیانی) لیکن سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی براڈر تھ روڈ لاہور پر واقع احمدیہ بلڈنگ کی لیٹرین میں عبرتناک موت کا شکار ہوا اور ریل گاڑی (بقول مرزا قادیانی، دجال کی سواری) پر اس کی نعش قادیان لے جائی گئی جہاں وہ دفن ہوا۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ ”اس (حدیث) کے معنی کو ظاہر پر ہی حاصل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی مثل سچ ایسا

بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روزہ کے پاس مدفون ہو۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 471 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 352، از مرزا قادیانی)

### آٹھویں حدیث

(8) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن تهلك امة

انا في اولها و عيسى بن مريم في آخرها و المهدي في وسطها.

(کنز العمال جلد 14 صفحہ 266 حدیث 38671)

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

(ترجمہ) ”وہ امت کبھی ہلاک نہیں ہوگی جس کے اوّل میں میں ہوں اور آخر میں

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور درمیان میں مہدی علیہ الرضوان۔“

(نوٹ) علامہ جلال الدین سیوطی قادیانیوں کے نزدیک مجدد ہیں۔ یہ ان کی بیان

کردہ روایت ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ میں آئیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔

### نویں حدیث

(9) حدثني المثنى قال: ثنا اسحاق ثنا ابن ابي جعفر عن ابيه عن الربيع في قوله (الم الله لا اله الا هو الحي القيوم) قال ان النصارى اتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فخاصموه في عيسى ابن مريم وقالوا له من ابوه و قالوا على الله الكذب والبهتان لا اله الا هو لم يتخذ صاحبة ولا ولدا فقال لهم النبي صلى الله عليه وسلم الستم تعلمون انه لا يكون ولد الا وهو يشبه اباها؟ قالوا بلى قال الستم تعلمون ان ربنا حي لا يموت وان عيسى ياتي عليه الفناء؟ قالوا بلى قال الستم تعلمون ان ربنا قيم على كل شي يكلوه و يحفظه و يرزقه؟ قالوا بلى قال فهل يملك عيسى من ذلك شيئا؟ قالو لا قال افلستم تعلمون ان الله عزوجل لا يخفي عليه شي في الارض ولا في السماء؟ قالوا بلى قال فهل يعلم عيسى من ذلك شيئا الا ما علم؟ قالوا لا قال فان ربنا صور عيسى في الرحم كيف شاء فهل تعلمون ذلك؟ قالوا بلى قال الستم تعلمون ان ربنا لا ياكل الطعام ولا يشرب الشراب ولا يحدث الحدث؟ قالوا بلى قال الستم تعلمون ان عيسى حملته امراة كما تحمل المرأة ثم وضعته كما تضع المرأة ولدها ثم غدى كما يغدى الصبي ثم كان يطعم الطعام و يشرب الشراب و يحدث الحدث قالوا بلى قال فكيف يكون هذا كما زعمتم قال فعرفوا الم ابوا الا جحودا فانزل الله عزوجل الم الله لا اله الا هو الحي القيوم. (ابن جرير جلد 3، صفحہ 163)

(نوٹ) ابن جریر قادیانیوں کے نزدیک رئیس المفسرین اور علامہ سیوطی مجدد ہیں۔

ان دونوں کی یہ بیان کردہ روایت ہے۔

(ترجمہ) ”بیچ سے (قرآنی آیت) الم الله لا اله الا هو الحي القيوم کی

تفسیر میں منقول ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے بارے میں آپ ﷺ سے مناظرہ اور مکالمہ شروع کیا اور یہ کہا کہ اگر حضرت مسیح ابن اللہ نہیں تو پھر ان کا باپ کون ہے حالانکہ وہ خدا لاشریک، بیوی اور اولاد سے پاک اور منزہ ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں! بے شک ایسا ہی ہوتا ہے (یعنی جب یہ تسلیم ہو گیا کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے تو اس قاعدہ سے حضرت مسیح علیہ السلام بھی خدا کے مماثل اور مشابہ ہونے چاہئیں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ خدا بے مثل ہے۔) (یس کمثلہ شیء ولم یکن لہ کفو احد)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار حی لا یموت ہے یعنی زندہ ہے کبھی نہ مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت اور فنا آنے والی ہے (اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں مرے نہیں بلکہ زمانہ آئندہ میں ان پر موت آئے گی) نصاریٰ نجران نے کہا، بے شک صحیح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار ہر چیز کا قائم رکھنے والا تمام عالم کا نگہبان اور محافظ اور سب کا رزاق ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کیا ان چیزوں کے مالک ہیں؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر زمین اور آسمان کی کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ نصاریٰ نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السلام کی بھی یہی شان ہے؟ نصاریٰ نے کہا نہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رحم مادر میں جس طرح چاہا بنایا۔ نصاریٰ نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ نہ کھانا کھاتا ہے نہ پانی پیتا ہے اور نہ بول و براز کرتا ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ عورتوں کی طرح ان کی والدہ مطہرہ حاملہ ہوئیں اور پھر مریم صدیقہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا۔ جس طرح عورتیں بچوں کو جنا کرتی ہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کو بچوں کی طرح غذا بھی دی گئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کھاتے بھی تھے، پیتے بھی تھے اور بول و براز بھی کرتے تھے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر عیسیٰ علیہ السلام کس طرح خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں؟ نصاریٰ نجران نے حق کو خوب پہچان لیا مگر دیدہ و دانستہ اتباع حق سے انکار کیا۔ اللہ عزوجل

نے اس بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ **الم الله لا اله الا هو الحي القيوم**۔  
 اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے  
 سامنے اسلامی عقائد بیان فرمائے۔ آپ ﷺ نے عیسائیوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے  
 اور ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس پر موت نہیں آئے گی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق  
 ارشاد فرمایا کہ ان پر فنا یعنی موت آئے گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ  
 السلام فوت ہو گئے تھے تو آپ عیسائیوں سے یہ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے جبکہ  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس سے آپ ﷺ کی دلیل مزید پختہ ہو جاتی مگر  
 آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا یعنی موت آئے گی۔ اس بات کی دلیل  
 ہے کہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ و حیات ہیں۔

### دسویں حدیث

(10) وعن جابر ان امرأة من اليهود بالمدينة ولدت غلاما ممسوحة عينه  
 طالمة نابه فاشفق رسول الله ﷺ ان يكون الدجال فوجده تحت قطيفة بهمهم  
 فاذنته امه فقالت يا عبد الله هذا ابو القاسم فخرج من القطيفة فقال رسول الله  
 ﷺ مالها قاتلها الله لو تركه لبين فذكر مثل معنى حديث ابن عمر فقال عمر  
 بن الخطاب الذن لي يا رسول الله فاقبله فقال رسول الله ﷺ ان يكن هو  
 فلست صاحبه انما صاحبه عيسى ابن مريم والايكن هو فليس لك ان تقتل  
 رجلا من اهل العهد فلم يزل رسول الله ﷺ مشفقا انه هو الدجال. رواه في  
 شرح السنة. (مشکوٰۃ صفحہ 479 باب قصۃ ابن ميار)

(ترجمہ) ”حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک یہودی  
 عورت کے ہاں ایک لڑکا (ابن میار) پیدا ہوا جس کی ایک آنکھ صاف تھی اور جس کا کیلہ باہر  
 کو نکلا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں یہ وہی دجال نہ ہو۔ پھر ایسا ہوا کہ  
 آپ ﷺ نے اس کو ایک چادر میں لپیٹا ہوا دیکھا کہ اس میں پڑا کچھ گنگنار ہا تھا۔ اس کی ماں  
 نے (آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر) اس کو خبردار کر دیا کہ اے عبد اللہ! دیکھو یہ ابوالقاسم آ گئے

ہیں، پس وہ اپنی چادر سے باہر نکل آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا ناس کرے۔ اگر یہ اس کو اطلاع نہ دیتی تو یہ اپنا معاملہ خود ہی بیان کر دیتا۔ پھر راوی نے حضرت عمرؓ والی حدیث کا قصہ بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجیے میں اس کو قتل کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ وعی دجال ہے تو تم اس کے قاتل نہیں ہو، اس کو تو عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام قتل کریں گے اور اگر یہ وہ نہیں تو ایسے بچہ کا قتل کرنا خیر کی بات نہیں جو ہمارے عہد میں داخل ہو (یعنی ہماری ذمی رعایا ہے)۔“

صحیح بخاری میں جو حدیث مبارکہ مذکور ہے، اس کا ترجمہ ہے: ”حضرت عمر فاروقؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں اس کی گردن اتار دوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر یہ وعی (دجال) ہے تو تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔ (اس لیے کہ دجال کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے) اور اگر یہ وہ (دجال) نہیں تو اس کے قتل میں تمہاری بھلائی نہیں۔“

مرزا قادیانی بھی یہی لکھتا ہے:

□ ”آنحضرت نے عمر کو قتل کرنے سے منع کیا اور فرمایا اگر یہی دجال ہے تو اس کا صاحب عیسیٰ بن مریم ہے جو اسے قتل کرے گا۔ ہم اسے قتل نہیں کر سکتے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 225، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 213، از مرزا قادیانی) ثابت ہوا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر موجود ہیں جو زمین پر اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ اب مرزا قادیانی نے دجال کے جو مضحکہ خیز معنی، تاویلات اور تشریحات کی ہیں، اسے پڑھ کر آدمی اپنا سر پکڑ لیتا ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے اس کتاب کا باب ”دجال اور مرزا قادیانی۔“

### گیارہویں حدیث

(11) عن عبد الله ابن مسعود عن النبي ﷺ قال لقيت ليلة امري بي ابراهيم و موسى و عيسى قال فذاكروا امر الساعة فردوا امرهم الي ابراهيم فقال لا علم لي بها فردوا الامر الي موسى فقال لا علم لي بها فردوا الامر الي

عيسى فقال اما وجبتها فلا يعلم احد الا الله ذلك و فيما عهد الى ربي عز وجل ان الدجال خارج قال ومعى قضيان فاذا رآني ذاب كما يذوب الرصاص قال فيهلكه الله حتى ان الحجر و الشجر ليقول يا مسلم ان تحتى كافر الفتحال فاقتله قال فيهلكهم الله. (مسند احمد، جلد اول ابن ماجه صفحہ 366)

(ترجمہ) ”حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی تو وہ قیامت کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ پس انہوں نے اس معاملہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رجوع کیا (کہ وہ وقتِ قیامت کے بارے میں کچھ بتائیں) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے فرمایا جہاں تک وقتِ قیامت کا معاملہ ہے تو اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ یہ بات تو اتنی ہی ہے۔ البتہ جو عہد، پروردگار نے مجھ سے کیا ہے، اس میں یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور میرے پاس دو باریک سی نرم تلواریں ہوں گی۔ پس وہ مجھے دیکھتے ہی رائگ (یا سیرہ) کی طرح پھٹنے لگے گا پس اللہ اس کو ہلاک کرے گا۔ یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی کہیں گے کہ اے مرد مسلم میرے نیچے کافر چھپا ہوا ہے، آ کر اسے قتل کر دے۔ چنانچہ اللہ ان سب (کافروں) کو ہلاک کر دے گا۔“

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں قادیانیوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اس حدیث شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے۔ کیا مرزا قادیانی کے دور میں وہ باتیں پوری ہوئیں؟

### خبیث کون؟

عجیب بات ہے کہ اگر مرزا قادیانی کوئی بات کہے تو قادیانی اس پر آنکھیں بند کر کے ایمان لے آتے ہیں لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سامنے آئے تو جرح کرتے ہوئے دلائل و ثبوت طلب کیے جاتے ہیں۔ یہی وہ بے ایمانی ہے جو ہر قادیانی کو وراثت میں ملی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(132) ”کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو

جو چھوڑنا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو“

(تفہ گولڈیہ ضمیرہ صفحہ 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 78 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 879 پر)

### بیس ہزار روپے تاوان!

(133) ”غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر کے چار طور سے قرآن شریف کی مخالفت کی ہے۔ اور پھر اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لیے آتا ہے اور نزول مسافر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اترے ہیں؟ اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اترتا ہے۔ اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کر دو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی حدیث پیش کرے۔ تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔“

(کتاب البریہ صفحہ 207، 208، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 225، 226 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 880، 881 پر)

### آسمان سے

(134) ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں

گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 882 پر)

آخر میں قادیانی حضرات سے درخواست ہے کہ وہ تحقیق کر لیں کہ مذکورہ بالا احادیث صحیح ہیں یا موضوع؟ اگر قادیانی یہ فیصلہ کر لیں کہ یہ احادیث صحیح ہیں تو ان میں کسی مثل مسیح کا نہیں، صرف حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کا ذکر ہے اور وہ نسل انسانی میں ایک ہی شخصیت ہیں۔ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ یہ وہی عیسیٰ ہیں جن کے نزول کی خبر احادیث مبارکہ میں ہے۔ یہ وہی عیسیٰ ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ یہ وہی عیسیٰ ہیں جو بغیر باپ کے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے نفعہ جبرائیل سے پیدا ہوئے۔ یہ وہی عیسیٰ ہیں جن پر انجیل نازل ہوئی۔ لہذا مثل مسیح کا نظریہ ایک ڈھکوسلہ ہے۔ اگر قادیانیوں کے نزدیک یہ احادیث موضوع ہیں تو قصہ ہی ختم ہو گیا۔ پھر نہ کسی مسیح نے آنا ہے اور نہ کسی مثل مسیح نے آنا ہے۔

قصہ کوتاه شد ورنہ درد سر بسیار بود

### احادیث کے چھوڑنے سے

”اب سوچ کر دیکھ لو کہ احادیث کے چھوڑنے سے اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے۔“  
(شہادۃ القرآن صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 301 از مرزا قادیانی)





## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی نشانیاں (احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار اور منفرد معجزات سے نوازا، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات مقدسہ اس لحاظ سے یگانہ ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کا واقعہ معجزانہ طور پر ہوا۔ آپ کا زعمہ آسمان پر جانا بھی خارق عادت اور حیرت انگیز معجزہ کی حیثیت میں وقوع پذیر ہوا، اور قیامت کے قریب آپ کا نزول بھی ایک زبردست معجزانہ حیثیت کا حامل ہوگا۔

حضرت مسیح موعود کا نام عیسیٰ علیہ السلام، کنیت ابن مریم، لقب مسیح، کلمۃ اللہ، روح اللہ ہوگا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مریم ہوگا۔ قرآن مجید کے مطابق آپ بغیر والد کے محض قدرت خداوندی سے پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا کا نام عمران علیہ السلام، آپ کے ماموں کا نام ہارون (ہارون سے مراد ہارون علیہ السلام نہیں کیونکہ وہ تو حضرت مریم سے بہت پہلے گزر چکے تھے بلکہ ان کے نام پر حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا۔) آپ کی نانی کا نام امراة عمران (حشہ) ہے۔ آپ کی نانی محترمہ نے یہ نذر مانی تھی کہ اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ بیت المقدس کے لیے وقف کروں گی لیکن جب اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو انہوں نے یہ نذر پیش کیا کہ یہ عورت ہونے کی وجہ سے وقف کے قابل نہیں۔ پھر انہوں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی خصوصیات میں یہ چیزیں شامل ہیں کہ وہ ہمیشہ شیطان سے محفوظ رہیں۔ ان کی نشوونما بھی ایک کرامت ہے کہ وہ ایک دن میں ایک سال کی ہو گئیں۔ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی رزق آتا تھا۔ فرشتے ان سے ہمکلام ہوتے تھے۔

حضرت مریم علیہا السلام، اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے حد مقبول تھیں۔ وہ حیض سے پاک تھیں۔ تمام دنیا کی موجودہ عورتوں سے افضل تھیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا وقت ہوا تو حضرت مریم ایک گوشہ میں چلی گئیں۔ ان پر پردہ ڈال دیا گیا۔ پھر ان کے پاس انسانی شکل میں ایک فرشتہ آیا۔ فرشتے نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر دی۔ حضرت مریم نے اس خبر پر بے حد تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ مرد کی صحبت کے بغیر کیسے بچہ پیدا ہوگا؟ فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر کسی مرد کے ساتھ صحبت کے، حاملہ ہوئیں۔ درود زہ کے وقت ایک کھجور کے درخت کے نیچے چلی گئیں۔ حضرت مریم اپنی عفت و عصمت، حیا و پاکیزگی اور لوگوں کی تہمت سے پریشان ہوئیں تو ایک فرشتے نے آواز دی کہ گھبراؤ نہیں۔ حضرت مریم ولادت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں اٹھا کر گھر لے آئیں۔ ان کی قوم نے ان پر طرح طرح کی تہمتیں اور الزامات لگائے اور بدنام کیا، جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تائید غیبی سے گود میں کلام کیا اور فرمایا کہ میں نبی ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام وجہ اشکل، درمیانے قد و قامت اور سفید سرخی مائل رنگت کے ہوں گے۔ ان کے سر کے بالوں کی لمبائی دونوں شانوں تک ہوگی۔ ان کے بالوں کا رنگ بہت سیاہ، چمکدار جیسے نہانے کے بعد ہوتے ہیں۔ بال سیدھے یعنی بچھا رہے ہوں گے۔ صحابہ کرام میں سے حضرت عروہ بن مسعود کے مشابہ ہوں گے۔ آپ کی خوراک لوبیا اور جو چیزیں آگ پر نہ بکھیں، ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود کے خصائص و معجزات میں یہ بات شامل ہے کہ وہ بحکم خداوندی مردوں کو زندہ کرتے۔ برص کے بیمار کو سدرستی دیتے۔ بحکم خداوندی مادر زاد اندھے کو شفا بخشنے، مٹی کی چڑیوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جان ڈالتے۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی اور کفار کے زعم کے وقت آپ کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت پھر آسمان سے واپس زمین پر تشریف لائیں گے۔ نزول کے وقت آپ کے جسم پر زرد رنگ کی دو چادریں ہوں گی۔ جن میں سے ایک کو تہ بند بنا کر بائیں ہاتھ رکھا ہوگا، دوسرے چادر کے طور پر اوڑھ رکھا ہوگا جب سر جھکائیں گے تو اس سے چاندی کے موتی کی طرح پانی کے قطرے ٹپکیں گے۔ آپ کے سر پر ایک لمبی لٹولی ہوگی۔ آپ زہ پہنیں گے۔ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام نزول کے وقت دونوں ہاتھ فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے۔ اس وقت جس کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی، وہ مر جائے گا۔ آپ کے سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی، جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔ آپ کا نزول ملک دمشق میں ہوگا۔ دمشق کی مرکزی جامع مسجد کے شرقی (سفید) مینارہ کے قریب ہوگا۔ آپ کا نزول صبح کے وقت ہوگا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت جو دجال سے لڑنے کے لیے جمع ہوئے ہوں گے، ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں ہوں گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے چند منٹ پہلے یہ لوگ نماز فجر کے لیے اپنی صفیں درست کر رہے ہوں گے۔ اس وقت اس جماعت کے امام حضرت مہدی ہوں گے۔ حضرت مہدی عجلتہ اللہ تعالیٰ فرجه حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لیے بلائیں گے، مگر وہ انکار کریں گے۔ جب حضرت مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انہیں امام بنائیں گے۔ پھر حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پچالیس سال تک دنیا میں قیام فرمائیں گے۔ آپ نکاح کریں گے۔ آپ کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ہوگا۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جذام کے وفد سے فرمایا: ”تمہارا آنا مبارک ہو اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک مسیح علیہ السلام تمہاری قوم میں نکاح نہ کریں اور ان کے اولاد پیدا نہ ہو۔“ قبیلہ جذام قوم شعیب بنی کی ایک شاخ ہے اور قوم شعیب کا حضرت موسیٰ کا سرال ہونا قرآن حکیم (سورۃ قصص: 26 تا 28) سے ثابت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد قبیلہ جذام کی کسی خاتون سے نکاح فرمائیں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔ اس طرح اس قبیلہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سرال ہونے کا شرف بھی حاصل ہو جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اولاد بھی ہوگی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے دو صاحبزادے ہوں گے۔ ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام موسیٰ رکھیں گے۔ نزول کے بعد حضرت مسیح موعود صلیب توڑیں گے۔ یعنی صلیب پرستی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر مسجد کا دروازہ کھلوائیں گے

تو سامنے دجال نظر آئے گا۔ پھر آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دجال اور یہودیوں کے ساتھ جہاد کریں گے۔ آپ دجال کو ارضِ فلسطین میں مقام لُد پر قتل کریں گے۔ (باب لُد ایک پہاڑی ہے جو شام میں واقع ہے، بعض محققین کہتے ہیں کہ لُد (Lydda) "ملک شام اور موجودہ اسرائیل کی سرحد پر آخری شہر ہے۔ بعض کے نزدیک یہ یروشلم کے ایک گاؤں کا نام ہے جبکہ بعض کے نزدیک یہ فلسطین کا ایک مقام ہے۔ یہ مقام آج کل یہودیوں کے تسلط میں ہے۔ تل ابیب سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر اس مقام پر نام نہاد اسرائیلی حکومت کا ایک بڑا فوجی ایئر پورٹ بھی ہے اور لُد ہی کے نام سے مشہور ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈیڑھ ہزار سال پہلے اس وقت لُد کا ذکر فرمایا تھا جب اسرائیل نامی کسی ریاست کا کوئی وجود بھی نہ تھا۔ تحقیق جدید سے پتہ چلتا ہے کہ اسرائیل میں واقع "مقام لُد" پر گدھے کی شکل میں ایک ایسا چھوٹا مگر جدید ترین طیارہ تیار کیا جا رہا ہے جو اسرائیلی ماہرین کے مطابق دنیا کا تیز رفتار طیارہ ہوگا اور جس کے پڑ، گدھے کے کان سے مشابہ ہوں گے جن کے درمیان چالیس ہاتھوں جتنا فاصلہ ہوگا، مزید تفصیلات کے لیے انٹرنیٹ پر کسی بھی سرچ انجن کی مدد سے یہ ہوش ربا تحقیقی مواد حاصل کیا جاسکتا ہے۔) اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ جو یہودی باقی ہوں گے، جن جن کو قتل کر دیے جائیں گے۔ کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی۔ یہاں تک کہ درخت اور پتھر بول اٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔ اور جہاد موقوف ہو جائے گا کیونکہ کوئی کافر ہی نہ رہے گا اور اس لیے جزیہ اور خراج کا حکم بھی باقی نہ رہے گا۔ مال و زر لوگوں میں اتنا عام ہو جائے گا کہ کوئی (صدقہ یا زکوٰۃ کی شکل میں) قبول نہ کرے گا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت مہدی نماز کی امامت کریں گے، بعد میں تمام نمازوں اور دیگر معاملات کی امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام فنج الروحاء میں تشریف لے جائیں گے۔ حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔ رسول کریم ﷺ کے روضہ اقدس پر بھی حاضری دیں گے۔ آپ ﷺ عیسیٰ علیہ السلام کو سلام کا جواب دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن و سنت پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ ہر قسم کی دینی اور دنیوی برکات نازل ہوں گی۔ سب کے دلوں سے بغض و حسد اور کینہ نکل جائے گا۔ ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لیے کافی ہوگا۔ ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت

کے لیے کافی ہوگی۔ ایک بکری ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی۔ ہر ڈنک والے زہریلے جانور کا ڈنک وغیرہ نکال لیا جائے گا، یہاں تک کہ اگر ایک بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ دے گا تو وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ ایک لڑکی شیر کے دانت کھول کر دیکھے گی اور وہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے گا۔ بھیڑیا، بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسا کتا ریوڑ کی حفاظت کے لیے رہتا ہے۔ ساری زمین امن و امان سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ برکات سات سال تک رہیں گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے ایک رومی لشکر مقام اعماق یا وابق میں اترے گا۔ ان سے جہاد کے لیے مدینہ سے ایک لشکر چلے گا۔ یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا۔ اس جہاد میں لوگوں کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے۔ ایک تہائی حصہ شکست کھائے گا۔ ایک تہائی شہید ہو جائے گا۔ اور ایک تہائی فتح پائیں گے۔ قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا۔ جس وقت وہ مال غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروج دجال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی۔ لیکن جب لوگ ملک شام واپس آئیں گے تو دجال نکل آئے گا۔ عرب اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے اور اکثر بیت المقدس میں ہوں گے۔ مسلمان دجال سے بچ کر اپنی نامی گھاٹی میں جمع ہو جائیں گے۔ اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے۔ اس وقت اچانک ایک مناد آواز دے گا کہ تمہارا فریادرس آ گیا۔ لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے کی آواز ہے۔

مسلمانوں کا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کرے گا۔ یہ لشکر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مغفور ہوگا۔ جس وقت یہ لشکر واپس ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا۔ شام و عراق کے درمیان دجال نکلے گا۔ فتنہ دجال اتنا سخت ہوگا کہ تاریخ انسانی میں اس سے بڑا فتنہ نہ کبھی ہوا اور نہ آسکدہ ہوگا۔ اس لیے تمام انبیائے کرام اپنی اپنی امتوں کو اس سے خبردار کرتے رہے۔ مگر اس کی جتنی تفصیلات رسول کریم ﷺ نے بتائیں، کسی اور نبی نے نہیں بتلائیں۔ وہ پہلے نبوت کا اور اس کے بعد خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اس کی پیشانی پر کافر اس صورت میں لکھا ہوگا۔ ک۔ ف۔ ر۔ جسے ہر مومن پڑھ سکے گا، خواہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ دجال جو ان ہوگا اور عبدالعزیز بن قطن کے مشابہ ہوگا۔ رنگ گندمی اور بال بچھدار ہوں گے۔ دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔ وہ بائیں آنکھ سے کانٹا

ہوگا۔ دجال کی رفتار بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی۔ تمام دنیا میں پھر جائے گا کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جہاں وہ نہ پہنچے۔ البتہ حرمین شریفین مکہ و مدینہ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستے پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا، جو دجال کو اندر نہ گھسنے دیں گے۔ جب دجال کو مکہ و مدینہ سے دفع کر دیا جائے گا تو ظریب احمر میں سب (کھاری زمین) کے ختم پر جا کر ٹھہرے گا۔ اس وقت مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جو منافقین کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے اور تمام منافق مرد و عورت دجال کے ساتھ جا ملیں گے۔ اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی مگر حقیقت میں اس کی جنت دوزخ، دوزخ جنت ہوگی۔ اس کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کے برابر، دوسرا مہینہ بھر کے برابر، اور تیسرا ہفتہ کے برابر ہوگا اور پھر باقی ایام اسی طرح معمول کے مطابق ہوں گے۔ دجال ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں کانوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا۔ اس کے ساتھ شیاطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے۔ جب وہ بادل سے کہے گا تو فوراً بارش ہو جائے گی اور جب چاہے گا تو قحط پڑ جائے گا۔

دجال مادر زاد اندھے اور برص کے مریض کو تندرست کر دے گا۔ زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آ کر اس کے پیچھے ہو جائیں گے۔ دجال ایک نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے درمیان سے کر دے گا اور پھر اس کو بلائے گا تو وہ صحیح سالم ہو کر ہنستا ہوا سامنے آ جائے گا۔ دجال کے ساتھ 70 ہزار یہودی ہوں گے جن کے پاس جڑاؤ تلواں ہیں اور ساج ہوں گے۔ لوگوں کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ دجال کا اتباع کرے گا۔ ایک گروہ اپنی کاشتکاری میں لگا رہے گا اور ایک گروہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا۔ مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کے پاس ایک ابتدائی لشکر بھیجیں گے۔ اس لشکر میں ایک شخص ایک سرخ یا سیاہ و سفید گھوڑے پر سوار ہوگا اور یہ سارا لشکر شہید ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک بھی واپس نہ آئے گا۔ دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح کھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں۔ اس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہوگی۔ حدیث شریف کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات کو دجال سے تحفظ کا ذریعہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیرے گا۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو پہاڑ طور پر جمع فرمادیں گے۔ یا جوج ماجوج کی فوج کا ابتدائی حصہ جب دریائے طبریہ پر گزرے گا تو

سب دریا کو پی کر صاف کر دے گا۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا جوج و ماجوج کے لیے بددعا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گلوں میں ایک گٹھی نکال دے گا جس سے سب کے سب آہستہ آہستہ مر جائیں گے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر جبل طور سے زمین پر اتریں گے مگر تمام زمین یا جوج و ماجوج کے مردوں کی بدبو سے بھری ہوئی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کریں گے کہ بدبو ناپود ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دھل جائے گی۔ پھر زمین اپنی اصلی حالت پر ثمرات و برکات سے بھر جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو فرمائیں گے کہ میرے بعد ایک شخص کو خلیفہ بنائیں جس کا نام مقعد ہے۔ اس کے بعد آپ کی وفات ہو جائے گی۔ نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم ارشاد کے لیے مقعد کو خلیفہ بنائیں گے۔ پھر مقعد کا بھی انتقال ہو جائے گا۔ پھر لوگوں کے سینوں سے قرآن اٹھا لیا جائے گا۔ یہ واقعہ مقعد کی وفات سے تقریباً تیس سال بعد ہوگا۔ اس کے بعد قیامت کا حال ایسا ہوگا، جیسے کسی پورے نو مہینہ کی حاملہ کو معلوم نہیں، کب ولادت ہو جائے۔ اس کے بعد قیامت کی بالکل قریبی علامات ظاہر ہوں گی۔



## حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں جس عقیدہ کو بیان کیا ہو اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے متواتر احادیث میں جس عقیدہ کو وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہو، ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عقیدہ اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک صحبت سے براہ راست فیض پانے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ و مسلک یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور وہ قرب قیامت میں دوبارہ اس زمین پر تشریف لائیں گے۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ لکھتے ہیں:

”اس امت مرحومہ پر قوم عاد اور ثمود کی طرح عذاب تو نہیں لیکن فتنے ہیں جن سے نکلنے کا راستہ سوائے کتاب و سنت کے کچھ نہیں اور کتاب و سنت تک رسائی بغیر حضرات صحابہؓ و تابعینؓ کے ناممکن ہے۔ اس لیے کہ صحابہؓ اور تابعینؓ ہی کے ذریعے ہم تک کتاب و سنت پہنچی۔ نبی اور امت کے درمیان میں صحابہؓ واسطہ ہیں اور ایسا واسطہ ہیں کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ لہذا قرآن و حدیث کا وہی مطلب معتبر ہوگا جو حضرات صحابہؓ اور تابعینؓ نے سمجھا۔ سوائے حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے، دنیا میں صحابہ کرامؓ جیسا نور علم، نور فہم اور نور تقویٰ، اولین میں سے کسی کو میسر آیا اور نہ آخرین میں سے کسی کو حاصل ہوا۔ پس اگر صحابہ کرامؓ کی تفسیر اور شرح معتبر نہیں تو پھر کسی کی بھی معتبر نہیں۔ خدا کی قسم! اگر ایک صحابیؓ کے نور علم، نور فہم اور نور تقویٰ کی زکوٰۃ نکالی جائے اور کل عالم پر تقسیم کی جائے تو دنیا کا ہر فرد علم و فہم کا امیر اور دولت مند بن جائے۔“

(کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ المعروف حیات عیسیٰ علیہ السلام از مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)



حضرات صحابہ کرامؓ کی روایات اور اقوال سے ثابت ہے کہ وہ تمام حضرات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کے قائل تھے۔ صحابہ کرامؓ کی روایات ہزار ہا لوگوں نے سنیں اور ان سے کوئی دوسرا مخالف قول منقول نہیں۔ آپ گذشتہ باب میں پڑھ چکے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ کو ابن صیاد کے قتل سے اس بنا پر منع فرما دیا تھا کہ دجال کو حضرت عیسیٰ ابن مریم قتل کریں گے، اور حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ کا عقیدہ حیات و نزول مسیح علیہ السلام قبول کیا اور اس بارے میں کتب حدیث میں متعدد روایات موجود ہیں اور ان سب روایات کو احاطہ تحریر میں لانا بھی خاصا مشکل کام ہے۔ جن حضرات کو تحقیق کرنی ہو، وہ احادیث کے ذخیرہ بے بہا میں غواہی کر سکتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ جب حضور سرور کائنات ﷺ صحابہ کرامؓ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر دوبارہ نزول کی خبر دے رہے تھے تو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک نے بھی جواباً یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وفات پا چکے ہیں۔ آپ ان کے نزول کی خبر کیسے دے رہے ہیں؟ یاد رکھیے! جن بنیادی اسلامی عقائد کا دار و مدار ایمان اور ہدایت پر ہے، قرآن و حدیث نے انہیں اپنی پوری تفصیل کے ساتھ کھول کر بیان کر دیا ہے تاکہ ان کے متعلق کسی قسم کا شک و شبہ یا ابہام باقی نہ رہے۔ قرآن و حدیث میں جہاں بھی حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے، اس سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی ہیں۔ یہاں کسی مثل مسیح کی آمد کا ذکر نہیں۔ فرض کیجیے، اگر خدا نخواستہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی جگہ قادیان کے آنجنابی مرزا غلام احمد قادیانی نے آنا ہوتا تو قرآن و حدیث میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح) اس کی تمام نشانیوں کا بیان ہوتا۔ قرآن و حدیث کو مسلمانوں سے کیا پھر ہے کہ جس چیز پر ان کے ایمان و کفر کا مدار ہے، اسے پوشیدہ یا گول مول انداز میں بیان کیا جاتا۔ قرآن و حدیث کے علاوہ خود صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زندہ و حیات ہیں اور قرب قیامت وہی دوبارہ دنیا میں نزول فرمائیں گے۔

صحابہ کرام کے اجماع کی اہمیت کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے:-

”صحابہ کا اجماع وہ چیز ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ 5 صفحہ 203 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 376، از مرزا قادیانی)

”شرعی حجت صرف صحابہ کا اجماع ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ 5 صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 410، از مرزا قادیانی)

”اجماع کے خلاف عقیدہ رکھنے والے پر خدا کی لعنت اور اس کے فرشتوں کی لعنت۔“

(انجام آقلم صفحہ 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 144، از مرزا قادیانی)

”اور صحابہ کا اجماع حجت ہے جو کبھی ضلالت پر نہیں ہوتا۔“

(تبریاق القلوب صفحہ 147 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 461 حاشیہ، از مرزا قادیانی)

”جو شخص بعد صحابہ کے کسی مسئلہ میں اجماع کا دعویٰ کرے، وہ کذاب ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 44 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 44، از مرزا قادیانی)

جن حضرات صحابہ کرام سے حضرت صلی علیہ السلام کی حیات و نزول کی روایات یا

اقوال ثابت ہیں، ان میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت ابن

عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی، حضرت ابوالعالیہ، حضرت ابو

سالم، حضرت تکریم، حضرت عثمان بن ابی العاص، حضرت ابوالامامہ الباہلی، حضرت ام

المومنین عائشہ صدیقہ، ام المومنین حضرت صفیہ، حضرت حذیفہ بن اسید، حضرت انس، حضرت

عبداللہ بن سلام، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت نعلیہ انصاریہ خصوصی طور پر شامل ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

حدثنا اسحق اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا ابي عن صالح عن ابي

شهاب ان سعيد بن المسيب سمع ابو هريره رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً

ليكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله

اجد حتى تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابي

هريره رضي الله عنه واقرو وان شتم و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم

القيامة يكون عليهم شهيداً.

(صحیح بخاری، جلد اول صفحہ 490، حدیث نمبر 3448، مسلم جلد 1 صفحہ 87)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میزی جان ہے۔ یقیناً ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے، پس صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جنگ ختم کر دیں گے، مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال و متاع سے ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً“ کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور قیامت کے دن وہ ان کے بارہ میں شہادت دیں گے۔“

حضرت ابو ہریرہؓ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حسب قرآنی وعدہ و پیشگوئی وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نازل ہوں گے اور ان کے فوت ہونے سے پہلے سب اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ تمام دنیا کے مسلمانوں کو حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں قرآنی آیت وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً. (النساء: 159) پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ تمام کتب حدیث یا ان کی شرح میں لکھی جانے والی کتب کو پڑھ جائیے، کہیں کوئی ایسی روایت نہ ملے گی، جہاں صحابہ کرام سمیت کسی محدث یا مفسر نے حضرت ابو ہریرہؓ کے اس قول کی تردید کی ہو۔

قصہ ابن صیاد کے حوالہ سے حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہ کرام، ابن صیاد کو دیکھنے گئے۔ ابن صیاد کے بارے میں صحابہ کرام کو شبہ تھا کہ کہیں یہی شخص دجال نہ ہو۔ وہاں حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت

دیں۔ میں اسے ابھی قتل کر دوں۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! اگر یہ ابن صیاد، دجال ہے تو پھر تو اسے قتل نہ کر سکے گا کیونکہ دجال کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگا۔“ اس پر کسی بھی صحابی رسول ﷺ نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو گئے ہیں۔ اب وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ لہذا ان کا دجال کو قتل کرنا چہ معنی دارد؟ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دنیا میں دوبارہ نزول کے قائل تھے۔

اس بات کو ذہن نشین رکھنا بھی نہایت ضروری ہے کہ تمام صحابہ کرام اہل لسان عرب تھے۔ قرآن مجید اور اس کے مفہیم کو خوب اچھی طرح سمجھتے تھے، زیادہ تر مسائل قرآن مجید ہی سے مستنبط فرمایا کرتے تھے۔ جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا، ان کے ذہن میں فوراً اس سے متعلق قرآنی آیت منعکس ہو جاتی اور اس کی روشنی میں مسئلہ کا حل تلاش کر لیتے تھے، اور ویسے بھی قرآن مجید کی تلاوت ان نفوس طیبہ کا معمول تھا، اور تلاوت قرآن مجید کے دوران انی متوفیک، فلما توفیتی اور قد خلت وغیرہ کلمات مبارکہ ان کے ورد زبان رہتے تھے، لیکن اس کے باوجود وہ پاک طینت ہستیاں رفع عیسیٰ علیہ السلام کی بھی قائل تھیں اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی پختہ یقین رکھتی تھیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہے جو قادیانی پیش کر کے حیات و رفع عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں۔

اگر فلما توفیتی و متوفیک کے معنی اخراج روح اور خلت کے معنی موت ہوتے تو مذکورہ بالا متواتر روایات ان نفوس مبارکہ سے نقل ہو کر کبھی نہ آتیں، جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء اور ان کے زمین پر تشریف لانے کی خبر دی گئی ہے۔ اور اگر ”توفی“ کے معنی ”موت“ ہی کے ہوتے تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور میں اس کے خلاف معنی کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء اور نزول علی الارض کا عقیدہ رکھنے والے لوگوں کی تردید ضرور کی جاتی۔ لیکن اس کے برعکس براہ راست اور بلا واسطہ حضرت نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ و نورانی مجلس میں حاضر ہو کر اسلامی عقائد و اعمال اور قرآن مجید کی تعلیم و تفسیر اور عملی تربیت حاصل کرنے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے توفی کا معنی موت نہیں کیا بلکہ اٹھائے جانے کا کیا ہے۔



## حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر اجماعِ اُمت

لغت میں اجماع متفق ہونے کو کہتے ہیں۔ لغوی معنی کے اعتبار سے اتفاق اور اجماع ایک ہی چیز ہیں مگر اصطلاح شریعت میں ایک خاص قسم کے اتفاق کو اجماع کہا جاتا ہے۔ جس کی تعریف یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کسی زمانہ کے فقہاء اور مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر متفق ہو جانا اجماع ہے۔

جن امور دین پر امت کا ایک بڑا گروہ یا کثیر جماعت ہر زمانہ میں بیان کرتے چلے آئے ہوں اور وہ ان میں مسلسل جاری و ساری رہے ہوں، ان سب امور و احکام کو متواتر کہتے ہیں۔ تمام تابعین، تبع تابعین، محدثین، مفسرین، مجددین، صوفیائے کرام، اہل تحقیق، علمائے حق، اہل لغت، مترجمین، اہل تاریخ اور تمام اکابرین امت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس عقیدہ کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔

”حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

□ لن تجتمع امتی علی الضلالہ

(ترجمہ) میری امت گمراہی پر ہرگز جمع نہ ہوگی۔ (مسند احمد)

ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف الحبان اندلسی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

□ ”یعنی تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ

موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔“

(تفسیر بحر الحیاط جلد 2، صفحہ 473)

حضرت ابی جعفر بن محمد بن جلیل الطبری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

□ ”اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں زندہ ہیں۔ وہ زمین پر

نازل ہو کر دجال کو قتل کریں اور اسلام کی تائید کریں گے۔“ (تفسیر جامع البیان صفحہ 52)

□ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں: ”ونزول عیسیٰ علیہ السلام من

السماء حق کائن“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا حق ہے اور صحیح ہے۔

(فقہ اکبر صفحہ 22)

□ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کا قبل از قیامت نکلنا اور اترنا برحق ہے۔ (مسند امام احمد)

□ امام مالک نے فرمایا کہ لوگ اس حالت میں کھڑے ہوں گے کہ اقامت نماز سنتے

ہوں گے کہ اچانک ان کو ایک بادل ڈھانک لے گا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً اس

وقت اتریں گے۔ (اکمال المعلم، شرح صحیح مسلم)

□ علامہ زرقاتی مالکی فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم اتریں گے، رسول کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی شریعت کے موافق حکم صادر فرمائیں گے بوجہ الہام یا اطلاع فیوض نبویہ علی صاحبہا

الصلوة والسلام کے یا جیسا کہ منکور خدا ہوگا۔ آپ کتاب و سنت سے استخراج فرمائیں گے۔

(شرح مواہب قسطلانی)

□ شیخ اسلام حرانی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوپر اٹھائے جانے سے

یہ امر ثابت ہو گیا کہ آدمی بمعہ جسم آسمان پر جا سکتا ہے، اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام بمعہ جسم

اوپر اٹھائے گئے اور عنقریب آسمان سے اتریں گے اور یہ ایسا امر ہے جس پر نصاریٰ بھی

مسلمانوں کے ساتھ متفق ہیں کیونکہ نصاریٰ بھی مسلمانوں کی طرح مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور عنقریب اتریں گے۔

□ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کتاب الاعلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے ساتھ حکم

فرمائیں گے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے اور اس پر اجماع منعقد ہوا ہے۔ (کتاب الاعلام)

□ عطاء ابن ابی رباح لکھتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے تو کوئی

یہودی اور نصرانی نہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ (تفسیر فتوحات الہیہ)

□ امام طبری فرماتے ہیں کہ ”وَإِنَّهُ لَعَلَّمٌ لِلسَّاعَةِ“ سے مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دنیا میں اتریں گے۔ (تفسیر ابن جریر)

□ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف اتریں گے پھر شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوں گی اور 45 برس رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

□ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ (مدارج النبوة)

□ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اہل تفسیر اور محدثین کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اسی جسم سے اٹھائے گئے۔ (تلخیص الجہد)

□ علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ (عمدة القاری، شرح صحیح بخاری)

□ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر آسمان سے اتریں گے۔ (ارشاد الساری، شرح صحیح بخاری)

□ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا، آسمان سے زمین پر اتریں گے اور کتاب سنت کے ساتھ حکم کریں گے۔ (حافظ ابن قیم)

□ علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے منارۃ مشرقی پر اتریں گے۔ (مرقاۃ)

□ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور دجال کو قتل کرنا احادیث صحیحہ کی رو سے اہل سنت والجماعت کے نزدیک بالکل حق ہے (صحیح مسلم، حاشیہ نووی)۔

□ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی تفسیر قرآن میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں جب یہود میں دجال پیدا ہوگا، تب اسی جہاں میں آکر اُسے ماریں گے۔ (موضح القرآن)

□ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، تفسیر قرآن میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر نکیہ لگائے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارے پر رونق

افروز ہوں گے۔ (بر حاشیہ علامات قیامت)

□ مولانا عبدالحق صاحب حقانی لکھتے ہیں کہ بوقت شب ملائکہ حضرت مسیح علیہ السلام

کو آسمان پر لے گئے تھے اور آپ آسمان پر زندہ ہیں۔ (عقائد الاسلام)

دوسری بات جو اتنی ہی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے ظاہر ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کا یہ دوبارہ نزول نبی ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہوگا، نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعت محمد ﷺ میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی کریں گے، نہ ان کو تجدید دین کے لیے دنیا میں لایا جائے گا، نہ وہ آکر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے اور نہ وہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ امت بنائیں گے، وہ صرف ایک کارِ خاص کے لیے بھیجے جائیں گے، اور وہ یہ ہوگا کہ دجال کے فتنے کا استیصال کر دیں۔ اس غرض کے لیے وہ ایسے طریقے سے نازل ہوں گے کہ جن مسلمانوں کے درمیان ان کا نزول ہوگا، انہیں اس امر میں کوئی شک نہ رہے گا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہی ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائیں گے۔ وہ آکر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ جو بھی مسلمانوں کا امام اُس وقت ہوگا، اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ علمائے اسلام نے اس مسئلے کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

□ علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں: ”یہ ثابت ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ اگر کہا جائے کہ آپ ﷺ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں آیا ہے تو ہم کہیں گے کہ ہاں آیا ہے، مگر وہ حضرت محمد ﷺ کے تابع ہوں گے، کیونکہ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے۔ اس لیے نہ ان کی طرف وحی ہوگی اور نہ وہ احکام مقرر کر کے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے کام کریں گے۔ (شرح عقائد نسفی)

□ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں کہتے ہیں۔ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے، بہر حال اس سے معزول تو نہ ہو جائیں۔ مگر وہ اپنی پچھلی شریعت کے پیرو نہ ہوں گے، کیونکہ وہ ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے میں منسوخ ہو چکی ہے۔ اب وہ اصول اور فروع میں اس شریعت کی پیروی پر مکلف ہوں گے۔ لہذا ان پر نہ اب وحی آئے گی اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے کا اختیار ہوگا، بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب اور آپ کی امت میں امت محمدیہ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کریں گے۔ (تفسیر روح المعانی)



□ امام فخر الدین رازیؒ اس بات کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں: ”انبیاء علیہم السلام کا دور حضرت محمد ﷺ کی بعثت تک تھا۔ جب آپ ﷺ مبعوث ہو گئے تو انبیاء علیہم السلام کی آمد کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد حضرت محمد ﷺ کے تابع ہوں گے۔ (تفسیر کبیر)

اور جو بھی اس وقت مسلمانوں کا امیر ہوگا، اسی کو آگے رکھیں گے، تاکہ اس شیعہ کی کوئی ادنیٰ سی گنجائش بھی نہ رہے کہ وہ اپنی سابقہ پیغمبرانہ حیثیت کی طرح اب پھر پیغمبری کے فرائض انجام دینے کے لیے واپس آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں اگر اللہ کا پیغمبر موجود ہو تو نہ اُس کا کوئی امام دوسرا شخص ہو سکتا ہے اور نہ امیر۔ پس جب وہ مسلمانوں کی جماعت میں آکر محض ایک فرد کی حیثیت سے شامل ہوں گے تو یہ گویا خود بخود اس امر کا اعلان ہوگا کہ وہ پیغمبر کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں اور اس بناء پر ان کی آمد سے مہر نبوت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔

□ امام ابو جعفر طحاویؒ عقیدۃ الطحاویہ میں فرماتے ہیں: ”و نو من بنخروج الدجال و نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام من السماء“ اور ہم ایمان لاتے ہیں، دجال کے نکلنے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر۔ (عقیدہ الطحاویہ صفحہ 35)

□ امام ابن عطیہ مالکیؒ فرماتے ہیں کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زعمہ ہیں اور وہ آخری زمانہ میں نزول فرمائیں گے اور اس اجماع کی بنیاد احادیث متواترہ ہیں۔ (المحرر المحیط جلد 2 صفحہ 472)

□ قاضی عیاض مالکیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور نازل ہو کر دجال کو قتل کرنا، اہل سنت و الجماعت کے ہاں حق اور صحیح ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور کوئی عقلی دلیل اس کے خلاف نہیں۔ پس اس کو ماننا لازم ہے۔ ہاں بعض معتزلہ اور جہمیہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ (نووی شرح صحیح مسلم صفحہ 4 جلد 2)

□ امام اہل سنت و جماعت امام ابوالحسن اشعریؒ فرماتے ہیں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔ (کتبہ الابانہ صفحہ 46)

□ علامہ گھبازانیؒ فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ سے امام مہدیؑ کا ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ثابت ہے۔ (شرح مقاصد صفحہ 307)

□ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ علامات قیامت میں سے دجال کا نکلنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا ہے۔ یہ سب حق ہے اور نصوص صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے۔

(المسائرۃ صفحہ 26 جلد 2)

□ امام عبدالحکیم فرماتے ہیں: ”ونزوله الی الارض واستقراره علیہا قد ثبت باحدیث صحیحہ بحیث لم یبق فیہ شبہة ولم یختلف فیہ احد“ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا زمین کی طرف اور ان کا ٹھہرنا اس پر تحقیق ثابت ہوا ہے صحیح حدیثوں کے ساتھ، اس طریقہ سے کہ ان میں کوئی شبہ نہیں اور اس میں کسی ایک نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ (عبدالحکیم علی الخیالی صفحہ 142)

□ علامہ سفارینی فرماتے ہیں کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور اہل شریعت میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ اس کا انکار صرف فلاسفہ اور ملاحدہ نے کیا ہے اور ان کے انکار سے اجماع پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اس بات پر بھی امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شریعت محمدی ﷺ کے مطابق عمل کریں گے۔ اگرچہ آپ نبوت کی صفت سے بھی متصف ہوں گے۔

(شرح عقیدہ سفارینی صفحہ 90 جلد 2)

اہل اسلام کے نزدیک ہر صدی میں مجدد یا مجددین کا ہونا صحیح ہے۔ آنجنابی مرزا قادیانی نے بھی اس موقف کی تائید کی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

□ ”خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو تازہ کرے گا اور اس کی کمزوریوں کو دور کر کے پھر اپنی طاقت پر اسے لے آئے گا۔“ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 340 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 340 از مرزا قادیانی)

□ ”مجدد کا علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ آنا ضروری ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 79 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 179 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کی ایک نہایت اہم کتاب ”عسل مصفی“ ہے، جس کا مصنف مرزا قادیانی کا خاص مرید مرزا خدا بخش قادیانی ہے۔ یہ کتاب قادیانی جماعت کے نزدیک ایک مایہ ناز کتاب ہے۔ آنجنابی مرزا قادیانی، مرزا بشیر الدین محمود، مولوی محمد علی قادیانی لاہوری اور دیگر اہم قادیانی ”عسل مصفی“ پر فخر کرتے رہے ہیں۔ یہ کتاب روزانہ جتنی لکھی جاتی، وہ

باقاعدہ ایک محفل میں مرزا قادیانی کو سنائی جاتی، اگر کبھی وہ اتفاقاً مرزا قادیانی کو نہ سنا تا تو مرزا قادیانی بڑے اہتمام کے ساتھ اس کے متعلق استفسار کرتا کہ آج تم نے مجھے اس کتاب کا مسودہ کیوں نہیں سنایا، غرضیکہ یہ پوری کتاب مرزا غلام احمد قادیانی نے پورے اہتمام کے ساتھ سنی، گویا یہ قادیانیت کی مصدقہ کتاب ہے اور اس کے اندر جو مجددین کی فہرست ہے، وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک بھی مسلم مجددین ہیں۔

مرزا خدا بخش قادیانی اپنی اس کتاب کے صفحہ 6، 7 پر لکھتا ہے کہ میری اس کتاب کو حکیم نور الدین بھیروی، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مولوی محمد احسن امرودی نے نہایت ہی پسند فرمایا۔ آگے لکھتا ہے:

□ ”حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رئیس قادیان مسیح موعود مہدی موعود نے بھی اس ناچیز رسالے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے سننے سے اظہار خوشی فرمایا۔ سو دوسری وجہ جو اس کتاب کے لکھنے کی محرک ہوئی، وہ یہی ہے کہ خود ہادی امام میری ناچیز خدمت کو نظر قبولیت سے دیکھتے ہیں۔“ (عسل مصطفیٰ: جلد اول صفحہ 7)

مرزا خدا بخش قادیانی نے اس کتاب میں از خود مرزا قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد بنانے کے لیے تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست شائع کی جو مندرجہ ذیل ہے:

(135) ”پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کیے گئے ہیں

(1) عمر بن عبدالعزیز (2) سالم (3) قاسم (4) کھول

علاوہ ان کے اور بھی اس صدی کے مجدد مانے گئے ہیں چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنہ ہوتا ہے وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہ مانا جاتا ہے اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں، جیسے انبیائے بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا تو دوسرے اس کے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجمع صفات حسنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔ (نجم الثاقب: ج 2 صفحہ 9 قرۃ العیون، مجالس الابرار)

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(1) امام محمد بن ادریس ابو عبد اللہ شافعی (2) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (3) یحییٰ بن

عون غطفانی (4) اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (5) ابو عمرو مالکی مصری (6) خلیفہ مامون رشید بن ہارون (7) قاضی حسن بن زیاد حنفی (8) جنید بن محمد بغدادی صوفی (9) سہل بن ابی سہل بن رحلہ الشافعی (10) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبی ابو عبداللہ صوفی بغدادی (11) اور بقول قاضی القضاة علامہ عینی احمد بن خالد الخلال ابو جعفر حنبلی بغدادی۔ (مجم الثاقب: ج 2 صفحہ 14 قرۃ العیون، مجالس الابرار)

### تیسری صدی کے مجددین

(1) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (2) ابوالحسن اشعری مکلم شافعی (3) ابو جعفر طحاوی ازدی حنفی (4) احمد بن شعیب (5) ابو عبدالرحمن نسائی (6) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی (7) حضرت شبلی صوفی (8) عبید اللہ بن حسین (9) ابوالحسن کرخی و صوفی حنفی (10) امام قمی بن محمد قرطبی مجدد ائس ال حدیث۔

### چوتھی صدی کے مجددین

(1) امام ابوبکر باقلانی (2) خلیفہ قادر باللہ عباسی (3) ابو حامد اسفرانی (4) حافظ ابو نعیم (5) ابوبکر خوارزمی حنفی (6) بقول شاہ ولی اللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری (7) امام بیہقی (8) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیا سے ہیں (9) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (10) ابواسحاق شیرازی (11) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیر الحدیث۔

### پانچویں صدی کے مجدد اصحاب

(1) محمد بن محمد ابو حامد امام غزالی (2) بقول عینی و کرمانی حضرت راعونی حنفی (3) خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی باللہ عباسی (4) عبداللہ محمد بن محمد انصاری ابو اسماعیل ہروی (5) ابو طاہر سلگی (6) محمد بن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیر حنفی۔

### چھٹی صدی کے مجددین

(1) محمد بن عبداللہ فخر الدین رازی (2) علی بن محمد (3) عزالدین بن کثیر (4) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (5) یحییٰ بن جہش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی

شہید امام طریقت (6) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین لوذی (7) حافظ عبدالرحمن ابن جوزی۔  
ساتویں صدی کے مجدد اصحاب

(1) احمد بن عبدالحلیم نقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (2) تقی الدین ابن دقین العید (3)  
شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندی (4) حضرت معین الدین چشتی (5) حافظ ابن القیم جوزی  
شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی ورعی دمشقی حنبلی (6) عبداللہ بن  
اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عقیف الدین یافعی شافعی (7) قاضی بدرالدین محمد بن  
عبداللہ الشبلی حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجددین

(1) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (2) حافظ زین الدین عراقی شافعی (3) صالح  
بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (4) علامہ ناصر الدین شازلی بن سنت مکی۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب

(1) عبدالرحمن کمال الدین شافعی معروف بہ امام جلال الدین سیوطی (2) محمد بن  
عبدالرحمن سخاوی شافعی (3) سید محمد جونپوری مہدی اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں۔

دسویں صدی کے مجدد اصحاب یہ ہیں

(1) ملا علی قاری (2) محمد طاہر نقی گجراتی، محی الدین محی السنہ (3) حضرت علی بن  
حسام الدین معروف بہ علی متقی ہندی مکی۔

گیارہویں صدی کے مجددین

(1) عالم گیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (2) حضرت آدم صوفی (3) شیخ احمد بن  
عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف بامام ربانی مجدد الف ثانی۔

بارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(1) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (2) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (3) سید  
عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کویانی (4) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی  
(5) امام شوکانی (6) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر یمن (7) محمد حیات بن ملازبہ سندھی مدنی۔

## تیرہویں صدی کے مجددین

(1) سید احمد بریلوی (2) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (3) مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی (4) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (5) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو اور ہمیں اطلاع نہ ملی ہو۔“

(عسل معنی از مرزا خدا بخش قادیانی صفحہ 117 تا 120) (عکس صفحہ نمبر 883 تا 886 پر)

یاد رہے مجدد وہی ہو سکتا ہے جو اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قرآن و حدیث کا علم رکھتا ہو۔ مزید برآں مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ ”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں، وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جو شیدن ہوتی ہیں۔“

(فتح اسلام صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کی طرف سے شائع کردہ مجددین کی اس فہرست میں کوئی ایک بھی مجدد ایسا نہیں ہے جو حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا منکر یا اجرائے ختم نبوت کا قائل ہو۔ قادیانی اس تصور سے بھی بھاگتے ہیں۔ بعض دفعہ قادیانی مبلغین جو حوالہ پیش کرتے ہیں، ان میں اپنی مرضی کی کانٹ چھانٹ اور تحریف ہوتی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی چودھویں صدی کا مجدد ہے۔ اب یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تیرہ صدیوں کے تمام مجددین (جن کی تعداد قادیانی فہرست کے مطابق 81 بنتی ہے) کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر تیرہ صدیوں کے مجددین حق پر ہیں تو اکیلا مرزا قادیانی حق پر نہیں ہے۔ اور اگر مرزا قادیانی حق پر ہے تو گذشتہ تیرہ صدیوں کے تمام مجددین حق پر نہ ہوئے۔ سو

صاحبان علم و انصاف خود فیصلہ کریں کہ گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین چے ہیں یا مرزا قادیانی: جبکہ اجماع امت کے حوالے سے مرزا قادیانی کا قول ہے:

اجماعی عقیدہ سے انکار باعث لعنت ہے

(136) ”کسی اجماعی عقیدہ سے انکار و انحراف موجب لعنت کلی ہے۔“

(انجام آتھم صفحہ 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 144 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 887 پر)

اجماعی عقیدہ ماننا فرض ہے

(137) ”غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ

امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم

آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔“

(ایام اصلاح صفحہ 87 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 323 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 888 پر)

اجماعی عقیدے کا انکار کرنے والے پر اللہ کی لعنت

(138) ”جو شخص اس شریعت میں ایک ذرہ کا اضافہ کرے، یا اس میں کمی کرے، یا کسی

اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہی میرا

اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود ہے اور یہی میرا مدعا ہے۔ مجھے اپنی قوم سے اصول اجماعی میں

کوئی اختلاف نہیں۔“

(انجام آتھم صفحہ 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 144 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 889 پر)

اکابرین اسلام نے ہر زمانہ میں قرآن مجید کو تحریف معنوی سے محفوظ رکھا

مرزا قادیانی قرآنی آیت ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ (الحجر: 9)“

کی تفسیر میں لکھتا ہے:

(139) ”سو خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے چار قسم کی حفاظت اپنے کلام کی کی۔ اول حافظوں کے ذریعہ سے اس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا اور ہر ایک صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کیے جو اس کے پاک کلام کو اپنے سینوں میں حفظ رکھتے ہیں۔ ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جائے تو اس کا اگلا پچھلا سب بتا سکتے ہیں اور اس طرح پر قرآن کو تحریف لفظی سے ہر ایک زمانہ میں بچایا۔ دوسرے ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے۔ جنہوں نے قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کے پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ تیسرے متکلمین کے ذریعہ سے جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دے کر خدا کے پاک کلام کو کوتہ اندیش فلسفیوں کے استحقاف سے بچایا ہے۔ چوتھے روحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کی پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا ہے۔“

(ایام اصلاح صفحہ 62، مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 288 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 890 پر)

مرزا قادیانی کے ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ جو شخص امت کے اجماعی عقیدہ کا منکر ہو، اس پر خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور سارے انسانوں کی لعنت۔ ایسا ملعون اور ازلی بد بخت بے ایمان ہے، اسلام سے برگشتہ ہے۔ اس کے باوجود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام ..... 13 سو برس سے

□ ”ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مدفن اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ یہ نسخہ تمہارے لیے مفید ہوا یا مضر..... مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں، وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ مان لو۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 579 طبع جدید از مرزا قادیانی)



## پچھلی صدی کے بڑے بڑے بزرگوں اور اولیاء کا عقیدہ

□ ”پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اس عقیدہ پر فوت ہوئے..... حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے دعویٰ سے پہلے جس قدر اولیاء، صلحا گزرے ہیں، ان میں سے ایک بڑا گروہ (ایک بڑا گروہ ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا..... ناقل) عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح کو زندہ خیال کرتا تھا۔“  
 (حقیقۃ النبوة، صفحہ 142، انوار العلوم، جلد 2 صفحہ 463، 464، از مرزا بشیر الدین محمود)  
 اب انصاف فرمایا جائے کہ مرزا قادیانی خود اپنے اقرار سے ملعون، بے ایمان اور  
 برگشتہ از اسلام ہوا یا نہیں؟



## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کی حکمت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کی حکمت، اللہ رب العزت ہی بہتر جانتے ہیں۔ بہر حال ہر دور کے علمائے کرام نے اپنی مومنانہ فہم و فراست کے ساتھ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس پر خوب لکھا ہے: اس موضوع پر مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہارویؒ کی تحریر نہایت پُر مغز اور فکر انگیز ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

”اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور اس کی مشیت کی مصلحتوں کا احاطہ عقل انسانی کے لیے ناممکن ہے اور مخلوق، خالق کائنات کے اسرار و حکم پر عبور بھی کیسے کر سکتی ہے؟ تاہم علمائے امت، فراست مومن اور علم حق کی راہ سے دین اور احکام دین کے اسرار و مصالح پر قلم فرسائی کرتے اور اپنی محدود دسترس کے مطابق اس موضوع پر علمی حقائق کا اظہار کرتے آئے ہیں۔

اسلامی دور کی علمی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ دور اول میں علم الاسرار کی امامت کا شرف حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہم) کو حاصل تھا، اور اس کے بعد اگرچہ ہر ایک صدی میں دو چار علماء ربانی اس کے ماہر و محقق رہے ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ خلیفہ اموی حضرت عمر بن عبدالعزیز، امام ابوحنیفہ، علامہ عزالدین بن عبدالسلام مصری، حافظ ابن تیمیہ، امام غزالی، سید مرتضیٰ زبیدی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کو اس علم سے خاص مناسبت تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں ان کو فطری ملکہ عطا فرمایا تھا۔ بہر حال حکمت کی حیثیت لطائف و نکات کی ہوتی ہے اور اس کو دلیل و حجت کا مرتبہ نہیں دیا جاسکتا، اس لیے زیر بحث مسئلہ میں بھی ”حکمت و مصلحت“ کا ذکر اسی نقطہ نظر سے سمجھنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب!

(1) یہودی اسرائیل اپنی مذہبی کتابوں کی پیشینگوئیوں اور بشارتوں میں یہ پڑھ چکے

تھے کہ ان کو دو شخصیتوں ”مسح ہدایت“ اور ”مسح ضلالت“ سے سابقہ پڑے گا، اس لیے وہ منتظر تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ”مسح ہدایت“ کا ظہور کب ہوتا ہے۔ لیکن شومی قسمت کہ جب مسح ہدایت کا ظہور ہوا تو انہوں نے بغض و حسد کی راہ سے اس کو ”مسح ضلالت“ کہہ کر رد کر دیا اور صرف یہی نہیں بلکہ آمادہ قتل ہو گئے اور چونکہ قتل انبیاء ان کا دستور رہا تھا، اس لیے وہ اس پر ہر وقت جری رہتے تھے۔ پس جبکہ وہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ان کے قتل کے بھی قائل ہو گئے تو یہ تعجب خیز بات نہ ہوئی کہ جب مسح ضلالت (دجال) کا خروج ہو تو یہود اس کو مسح ہدایت کہہ کر قومی حیثیت سے اس کے پیرو ہو جائیں کیونکہ مذہبی تعلیم کے پیش نظر ان پر مسح ہدایت کا اتباع ضروری تھا اور جب وہ مسح ہدایت کو مسح ضلالت کہہ کر قتل کر چکے تو اب مسح ضلالت کو ہی اس کے دعوے کے مطابق مسح ہدایت تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے مگر مشیت الہی فیصلہ کر چکی تھی کہ مسح ضلالت کی گمراہی کا فتنہ چونکہ عظیم الشان ہوگا اور وہ اول خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس کے بعد مسح ہدایت بنے گا۔ اس لیے اس کا خروج قیامت کے قریب ہی ہونا چاہیے جو دور فتن یعنی فتنوں کی آماجگاہ ہوگا، اس لیے حکمت الہی کا یہ بھی غشا ہوا کہ ”مسح ہدایت“ کو یہود کے فتنہ سے اس طرح بچالیا جائے کہ وہ اس کو ہاتھ بھی نہ لگا سکیں اور جب وہ وقت آ پہنچے کہ مسح ضلالت اپنی گمراہی کا علم بلند کرے تو مسح ہدایت ملاء اعلیٰ سے کائنات ارضی پر اترے اور یہود بنی اسرائیل جو کہ بہ تعداد کثیر مسح ضلالت کے پیرو ہو رہے ہوں گے، اپنی آنکھوں سے حق و باطل کا مشاہدہ کر لیں اور جب مسح ہدایت کے مقدس ہاتھوں سے مسح ضلالت کا خاتمہ ہو جائے تو ”جاء الحق وزحق الباطل ان الباطل كان زهوقا“ حق یقین بن کر ان کی نگاہوں کے سامنے آ جائے اور اس طرح قبول حق کے ماسوا ان کے لیے دوسرا چارہ کار باقی ہی نہ رہے اور یا پھر وہ بھی مسح ضلالت کے ساتھ ”فی النار“ کر دیے جائیں۔

نیز یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ ادیان و ملل کی تاریخ میں صرف یہود ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو بھی قتل کرنے سے ہاتھ نہیں روکا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہود نے جن انبیاء کے خون ناحق سے ہاتھ رنگے تھے، وہ صرف ”نبی“ ہی تھے جو ”علماء امتی کا بنیاء بنی اسرائیل“ کا مصداق تھے مگر کوئی صاحب شریعت رسول ان کے اس قتل ناحق کا مظلوم نہیں بنا تھا۔ اس لیے یہ پہلا موقع تھا کہ انہوں نے ایک جلیل القدر رسول (عیسیٰ بن مریم) کو قتل کرنے کا نہ صرف ارادہ کیا بلکہ دنیوی

اسباب کے لحاظ سے مکمل تیاری کر لی تھی۔ تب مشیت حق نے یہ فیصلہ کیا کہ مسیح ہدایت کو اس طرح بچالیا جائے کہ خود یہود کو بھی محسوس ہو جائے کہ وہ مسیح بن مریم پر دسترس نہ پاسکے، لہذا فیصلہ مشیت بروئے کار آیا اور حضرت مسیح کو طلاءِ اعلیٰ کی جانب اٹھالیا گیا اور تمام دنیوی اسباب ہیچ ہو کر رہ گئے۔ لیکن اس احساس کے باوجود چونکہ حقیقتِ حال تک نہ پہنچ سکے اور ظن و گمان ہی کے قعر میں پڑے رہے۔ گواہی بات رکھنے کے لیے مشہور بھی کرتے رہے کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا۔ ادھر قہقہے میں مسیح ہدایت (نصاری) کی بدبختی دیکھیے کہ کچھ عرصہ کے بعد پولوس نے ان میں عقیدہ تثلیث و کفارہ کی بدعت پیدا کر کے یہود کے گھڑے ہوئے افسانہ صلیب کو بھی داخل عقیدہ کر دیا، اور اب یہود و نصاریٰ دونوں جماعتیں اس گمراہی میں مبتلا ہو گئیں کہ عیسیٰ بن مریم صلیب پر چڑھا کر قتل کر دیے گئے۔ تب قرآن عزیز نے نازل ہو کر حق و باطل کے درمیان فیصلہ سنایا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق دونوں جماعتوں نے جو دو الگ الگ رُخ اختیار کیے تھے اور پھر ایک مسئلہ میں دونوں کا اتفاق بھی ہو گیا تھا، ان سب کے متعلق علم یقین کے ذریعہ حقیقتِ حال کو واضح کر دیا اور دونوں کی گمراہی کو واضح کر کے قبولِ حق کے لیے دعوت دی مگر جماعتی حیثیت سے دونوں نے انکار کر دیا اور حضرت مسیح سے متعلق اپنے اپنے گمراہ کن عقیدہ پر قائم رہے مگر عالم الغیب و الشہادہ، چونکہ ان حقائق کا ان کے وقوع سے قبل عالم و دانا تھا، اس لیے اس کی حکمت کا یہ بھی تقاضا ہوا کہ مسیح ہدایت کو کائناتِ ارضی پر اس وقت دوبارہ بھیجا جائے جب مسیح ضلالت کا بھی خروج ہو چکے تاکہ یہود و نصاریٰ کے سامنے حقیقتِ حال مشاہدہ کے درجہ میں روشن ہو جائے۔ یہود آنکھوں سے دیکھ لیں کہ جس کے قتل کے مدعی تھے، قدرتِ الہی کے کرشمے کی بدولت وہ بقیدِ حیات موجود ہے اور نصاریٰ نادم ہوں کہ حضرت مسیح کی بی بی پروردی چھوڑ کر جو گمراہ کن عقیدہ اختیار کیا تھا، وہ سر تا پا باطل اور ہیچ تھا اور اس طرح ہدایت و ضلالت کے معرکہ میں حق کی سر بلندی اور باطل کی پستی کا دونوں مشاہدہ کر کے قرآن عزیز کی تصدیق پر مجبور ہو جائیں اور دونوں جماعتیں ”ایمانِ حق“ کو برضا و رغبت اختیار کر لیں اور اپنے باطل پر شرمسار و سرنگوں ہو جائیں۔

چونکہ ان دونوں جماعتوں کے علاوہ ہدایت و ضلالت کا یہ مشاہدہ و مظاہرہ دوسرے اہل باطل کی کریں گے، اس لیے وہ بھی حلقہٴ بگوشِ اسلام ہو جائیں گے اور اس طرح احادیثِ صحیحہ کے مطابق اس زمانہ میں کائناتِ ارضی کا صرف ایک ہی مذہب ہوگا اور وہ ”اسلام“ ہوگا۔

”هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی

الدین کلہ ط“ (القصف: 9)

(2) ادیان وطل کی تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیا علیہم السلام اور معاندین حق کے درمیان ”سنۃ اللہ“ کے دو مستقل دور رہے ہیں۔ پہلا دور حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت لوط علیہ السلام پر ختم ہوتا ہے، اس دور میں سنۃ اللہ یہ رہی کہ جب قوموں نے اپنے پیغمبروں کی صدائے حق پر کان نہ دھرا بلکہ برابر اس کا تمسخر کرتی اور اس کے پیغام حق کے آڑے آتی رہیں، تب اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کو ہلاک کر دیا اور دوسروں کے لیے ان کو باعث عبرت و بصیرت بنا دیا۔ اور دوسرا دور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضور خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ تک پہنچا ہے۔ اس دور میں سنت اللہ کی خصوصیت یہ رہی ہے کہ جب اعداء حق اور دشمنان دین نے کلمہ حق کی مخالفت پر اصرار کیا، اپنے پیغمبروں کو ایذا دی اور ان کے ساتھ تمسخر کو اپنا نصب العین بنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو ہلاک کرنے کی بجائے اپنے پیغمبروں کو یہ حکم دیا کہ وہ خدا کی راہ میں وطن چھوڑ دیں اور ہجرت کر جائیں، چنانچہ حضرت ابراہیم پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے قوم کے سامنے یہ اعلان کیا: ”انی مهاجر الی ربی“ انہ هو العزیز الحکیم۔“ (العنکبوت: 26) اور عراق سے شام کی جانب ہجرت فرمائے۔

پھر یہی صورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیش آئی اور وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے شام کو ہجرت کر گئے مگر فرعون اور اس کے لشکریوں نے چونکہ مزاحمت کی اور ہجرت کے بھی آڑے آئے، اس لیے وہ بحر قلزم میں غرق کر دیے گئے۔

اور یہی صورت حضور نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کو پیش آئی کہ جب قریش مکہ نے اذیت، تمسخر، دین حق کے ساتھ تصادم اور اعمال دین کی مزاحمت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا تب مشیت الہی کا فیصلہ ہوا کہ آپ ﷺ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر جائیں، چنانچہ ہر قسم کی نگرانی اور مکان کے ہر طرف محاصرہ کے باوجود کرمہ قدرت سے آپ ﷺ محفوظ و مامون مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے۔

”سنت اللہ“ کے اسی دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی اور ان کی قوم بنی اسرائیل نے ان کے ساتھ اور ان کی دعوت حق کے ساتھ بھی وہ سب کچھ کیا جو معاندین حق اور دشمنان دین اپنے پیغمبروں کے ساتھ کرتے رہے تھے اور ان میں ایک یہ خصوصیت زیادہ

تھی کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام سے قبل چند انبیاء کو قتل تک کر چکے تھے اور اب حضرت مسیح کے قتل کے درپے تھے، اسی کے ساتھ یہ مسطورہ بالا حقیقت بھی فراموش نہیں رہنی چاہیے کہ یہود، مسیح ہدایت اور مسیح ضلالت، دو مسیح کے منتظر تھے اور حضرت عیسیٰ بن مریم کو مسیح ضلالت قرار دے کر آج بھی مسیح ہدایت کے منتظر ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہجرت، کائنات ارضی کی بجائے ملاء اعلیٰ کی جانب ہوتا کہ مقررہ وقت آنے پر وہ مسیح ہدایت اور مسیح ضلالت کے درمیان مشاہدہ سے امتیاز کر سکیں اور ایک جانب اگر مسیح ہدایت کو مسیح ہدایت سمجھیں تو دوسری جانب قرآن کے فیصلہ حق کی صداقت و حقانیت کو دیکھ کر دین حق "اسلام" کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور ساتھ ہی نصاریٰ کو بھی اپنی جہالت اور یہود کی کورانہ تقلید پر عداوت ہو اور وہ بھی تعلیم قرآن کی صداقت پر یقین و اعتقاد کے ساتھ شہادت دینے پر آمادہ ہو جائیں۔

کچھ عجیب صورت حال ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے درمیان دعوت و تبلیغ حق، اور معاندین کی جانب سے حق کی معاندت و مخالفت، اور پھر اس کے نتائج و ثمرات میں بہت ہی زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے، دونوں کی اپنی قوم نے دونوں کو جھٹلایا، دونوں کی قوموں نے سازش قتل کے بعد مکانوں کا محاصرہ کیا، قدرت حق کے کرہمہ اعجاز نے دونوں کو دشمنوں کی دسترس سے ہر طرح محفوظ رکھا، دونوں کے لیے ہجرت کا معاملہ پیش آیا، البتہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت چونکہ بعثت عامہ تھی اور اس کی دعوت و تبلیغ کے لیے ذات اقدس ﷺ کا کرہ ارضی پر قیام مسلسل ضروری تھا، اس لیے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کا حکم ہوا اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام چونکہ قوم کو دعوت حق پہنچا چکے تھے اور ایک خاص مقصد عظیم کے پیش نظر ان کا مدت مدید کے بعد کائنات ارضی پر موجود ہونا ضروری تھا، اس لیے ان کو ہجرت ارضی کی بجائے ہجرت سماوی پیش آئی۔ پھر جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے زمانہ کے قائد ضلالت "امیہ بن خلف" کو اپنے حربہ سے قتل کیا، عیسیٰ بن مریم (علیہا السلام) بھی قوم کے مسیح ضلالت، دجال کو قتل کریں گے اور جس طرح نبی اکرم ﷺ کو ہجرت کے بعد آپ ﷺ کے وطن مکہ پر قدرت حق نے اقتدار عطا فرمادیا، عیسیٰ بن مریم کا نزول بھی شام ہی کے اس مشہور شہر میں ہوگا جس سے اپنی قوم کی معاندانہ سازشوں کی بنا پر ملاء اعلیٰ کی جانب ہجرت پیش آئی تھی اور بیت المقدس، دمشق اور شام کے پورے ملک پر یہود کے علی الرغم ان

کی حکومت ہوگی۔

(3) حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے قتل انبیاء علیہم السلام نے یہود کو اس درجہ گستاخ اور بے باک بنا دیا تھا کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ کسی ہستی کے متعلق یہ فیصلہ کہ وہ نبی صادق ہے یا کھتی کاذب، ہمارے ہاتھ میں ہے اور جس کو ہم اور ہمارے فقیہ "کاذب" قرار دے دیں، وہ واجب القتل ہے۔ چنانچہ اسی زعمِ باطل میں انہوں نے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو مسیحِ ضلالت کہا اور ان کے فقیہوں نے قتل کا فتویٰ صادر کر دیا۔ حالانکہ یہ وہ جلیل القدر ہستی تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں اس پایہ کا کوئی پیغمبر مبعوث ہی نہیں ہوا تھا اور اس نے جدید پیغامِ حق (انجیل) کے ذریعہ روحانیت کی مردہ کھتی میں دوبارہ جان ڈال دی تھی، تب اللہ تعالیٰ کی مشیت کا فیصلہ ہوا کہ ہمیشہ کے لیے بنی اسرائیل کے اس زعمِ باطل کو پاش پاش کر دیا جائے اور دکھا دیا جائے کہ رب العالمین، خالق کائنات جس کی حفاظت کا وعدہ کر لے، کائنات کی کوئی ہستی یا مجموعہ کائنات بھی اس پر دسترس نہیں پاسکتی، چنانچہ یہ قدرت نے اس وقت اس مقدس ہستی کو جسدِ عنصری کے ساتھ طلاءِ اعلیٰ کی جانب اٹھالیا جبکہ مکان کے محاصرہ کے ساتھ دشمنوں نے اس کی حفاظتِ جان کے تمام وسائل دنیوی مسدود کر دیے تھے۔ پھر اس واقعہ نے ایک نئی صورت پیدا کر دی، وہ یہ کہ مذاہب کی تاریخ میں صرف حضرت مسیح علیہ السلام ہی کی شخصیت ایسی ہے جن کے قتل و عدم قتل کے متعلق حق و باطل کے درمیان سخت اختلاف پیدا ہوا اور یہود و نصاریٰ کے باہم واقعہ صلیب و قتل پر اتفاق کے باوجود دو باطل اور متضاد عقائد کی کھٹکھٹ نظر آنے لگی۔

یہود، قتل و صلیب کی وجہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک وہ "مسیحِ ضلالت" تھے اور نصاریٰ وجہ صلیب، یہ بتاتے ہیں کہ وہ خدا کے بیٹے تھے جو کائنات کے گناہوں کا کفارہ بننے کے لیے بھیجے گئے تھے تاکہ پاپی دنیا پاپ سے پاک ہو جائے اور صدیوں بعد جب قرآن نے "اہر حق" کو واضح اور مسیح بن مریم سے متعلق حقیقتِ حال کو روشن کیا، تب بھی دونوں جماعتوں نے جماعتی حیثیت سے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا قدرتِ حق کا فیصلہ ہوا کہ خود مسیح بن مریم علیہا السلام ہی وقت موعود پر نازل ہو کر قرآن کے فیصلہ کی تصدیق کر دیں اور یہود و نصاریٰ کے باطل عقائد کا خود بخود اس طرح خاتمہ ہو جائے اور اس کے بعد مدعیانِ اہل کتاب کو شرک و باطل کی پیروی کے لیے کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور خدا کی حجت ان پر تمام ہو جائے۔

نیز جبکہ اللہ تعالیٰ نے کائنات ہست و بود کے لیے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ خدا کی ہستی کے ماسوا ہر ایک وجود کو فنا اور موت ہے ”کل نفس ذائقة الموت“ ”کل شیء ہالک الا وجہہ“ اور یہ ظاہر ہے کہ ملائع اعلیٰ اور عالم قدس مقام موت نہیں ہے بلکہ مقام حیات ہے۔ اس لیے از بس ضروری ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بھی موت کا ذائقہ چکھیں اور اس کے لیے کائنات ارضی پر اتریں تاکہ زمین کی امانت زمین ہی کے سپرد ہو، اس لیے ”حیات و رفع“ کے بعد ”نزول ارضی“ مقدر ہوا۔

(4) قرآن عزیز میں ”ميثاق انبياء“ سے متعلق یہ ارشاد باری ہے:-

واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه ط قال ءاقررتم واخلتتم على ذلكم اصري ط قالوا اقررنا ط قال فاشهدوا وانا معكم من الشهدين ۝ (آل عمران: 81)

”اور وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ اللہ نے نبیوں سے (یہ) عہد لیا کہ جب تمہارے پاس (خدا کی جانب سے) کتاب اور حکمت آئے پھر ایسا ہو کہ تمہاری موجودگی میں ایک رسول (محمد ﷺ) آئے جو تصدیق کرتا ہو ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں، ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا، اللہ نے کہا: کیا تم نے اقرار کیا؟ انہوں نے جواب دیا ہاں ہم نے اقرار کیا، اللہ نے کہا: پس تم اپنے اس عہد پر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔“

آل عمران کی ان آیات میں حسب تفسیر حضرت ابن عباسؓ اس عہد و پیمان کا تذکرہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ازل میں خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ کے متعلق انبیا و رسل (علیہم السلام) سے لیا، قرآن کے اسلوب بیان کے مطابق اگرچہ یہ خطاب انبیا و رسل کی معرفت ان کی امتوں سے تھا کہ ان میں سے جو امتیں خاتم الانبیا ﷺ کا زمانہ مبارک پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور دعوت حق میں ان کی نصرت و یاری کریں۔ چنانچہ ہر ایک پیغمبر نے اپنے اپنے دور میں تعلیم حق کے ساتھ ساتھ خدا کے اس وعدہ کو بھی یاد دایا اور ان میں سے اہل حق نے وعدہ دیا اور اقرار کیا کہ ضرور ان پر ایمان لائیں گے اور پیغام حق میں ان کی مدد کریں گے۔



تو یہ ”یثاق النبیین“ اگرچہ اس طرح پورا ہوتا رہا، تاہم ازل میں چونکہ اس عہد و یثاق کے اول مخاطب حضرات انبیاء و رسل تھے، اس لیے اس یثاق کی عملی حیثیت کا تقاضا تھا کہ خود انبیاء و رسل میں سے بھی کوئی نبی یا رسول اس عہد و یثاق کا عملی مظاہرہ کر کے دکھائے تاکہ یہ خطاب اولین براہِ راست بھی موثر ثابت ہو مگر ”ثم جاء کم رسول“ میں باقاعدہ عربیت خطاب تھا، ان تمام انبیاء و رسل سے جو ذاتِ اقدس سے پہلے اس کائناتِ ارضی میں مبعوث ہونے والے تھے کیونکہ لذل ہی میں محمد ﷺ کے لیے یہ مقرر ہو چکا تھا ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ پس حضرت محمد ﷺ کی صفت ”خاتم النبیین“ اور ازل سے مقدر ”یثاق النبیین“ کا اجتماع صرف اسی ایک شکل میں ممکن تھا کہ انبیاء سابقین میں سے کوئی ایک پیغمبر بعثت محمد ﷺ کے بعد نزول فرمائیں اور وہ اور ان کی امت دنیائے انسانی کے سامنے خاتم الانبیاء ﷺ پر ایمان لائیں اور ”دین حق“ کی مدد و نصرت کا مظاہرہ کریں تاکہ ”لئن من بہ ولتصرنہ“ کا وعدہ حق پورا ہو۔

یہ حقیقت بخوبی عیاں ہو چکی ہے کہ اگرچہ تمام انبیاء و رسل اپنے اپنے زمانہ میں حضرت محمد ﷺ کی بشارات دیتے چلے آتے تھے لیکن یہ خصوصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے حصہ میں آئی کہ وہ ذاتِ اقدس ﷺ کی بعثت کے لیے تمہید اور براہِ راست مناد و مبشر بنے اور بنی اسرائیل کو تعلیم حق دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: ”انی رسول اللہ الیکم مصلقا لما بین یدی من التورۃ و مبشرا برسول یاتی من بعد اسمہ احمد (القنف: 6)“ اور حقیقت یہ ہے کہ خاتم انبیاء بنی اسرائیل (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ہی کا یہ حق تھا کہ وہ حضور خاتم الانبیاء و الرسل ﷺ کی بعثت کا ”مناد“ اور مبشر“ ہو، اس لیے حکمت ربانی کا یہ فیصلہ ہوا کہ یثاق النبیین کے وقار کے لیے ان ہی کو منتخب کیا جائے اور اس معاملہ میں وہی تمام انبیاء و رسل کی نمائندگی کریں تاکہ امتوں کی جانب سے ہی نہیں بلکہ براہِ راست انبیاء و رسل کی جانب سے وفاء عہد کا عملی مظاہرہ ہو سکے، اسی حقیقت کے پیش نظر حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

”وانا اولی الناس بعیسی ابن مریم لانه لم یکن بینی و ہینہ نبی“

ترجمہ: ”اور میں، عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں اس لیے کہ

میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔“ (مسند احمد جلد 2 صفحہ 437)

مگر قرآن چونکہ خدا کا آخری پیغام ہے اور ”الالہ لہ العاطلون“ کے وعدہ الہی ہے

رہتی دنیا تک اس کو تحریف سے محفوظ کر دیا ہے اس لیے قدرتی طور پر اس کی تعلیم کے ثمرات دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے مقابلہ میں مدت طویل تک اپنا کام کرتے رہیں گے اور اس کی روشنی سے قلوب کو گمانے اور طاعت ربانی کے لیے ”علماء امت“ انبیاء بنی اسرائیل کی طرح خدمت حق انجام دیتے رہیں گے۔ لیکن جب بعثت محمد ﷺ کو گزرے ہوئے بہت ہی طویل عرصہ ہو جائے گا اور امت مرحومہ کے عملی قوی اور اجتماعی اعضا میں انتہائی اضطراب پیدا ہو کر یہ کیفیت ہو جائے گی کہ ان کی بیداری اور تیز روی کے لیے صرف علماء حق کی روحانیت ہی کافی ثابت نہیں ہوگی، وہ وقت اس کا متقاضی ہوگا کہ کوئی ”قائم بالحجة“ ان کو سنبھالے اور اس لیے مشیت الہی نے مقدر کیا کہ جو ہستی (عیسیٰ بن مریم) انبیاء و رسل کے یثاق ازل کی نمائندگی کے لیے مامور ہے، اس کا ایسے ہی وقت نزول ہو اور وہ امت محمد ﷺ کے درمیان رہ کر ذات اقدس ﷺ کی نیابت اور امت کی امامت کا فرض انجام دے اور ”لتؤمنن بہ ولتصرونہ“ کا عملی مظاہرہ کر کے دکھائے۔

اب کرشمہ قدرت دیکھیے کہ ازل کے ان مقدرات نے جو کہ ملاء اعلیٰ سے تعلق رکھتے تھے، کائنات ارضی میں کس طرح اپنی بساط بچھائی؟ بنی اسرائیل اپنے جلیل القدر پیغمبر کے قتل کے لیے سازش مکمل کر چکے ہیں، شاہی دستہ چہار جانب سے مکان کو محصور کیے ہوئے ہے، مگر قدرت حق اپنا کام اس طرح نہیں کرتی کہ معجزانہ کرشمہ کے ذریعہ ان کو محفوظ وہاں سے نکال کر خدا کی وسیع زمین کے دوسرے حصہ میں ”ہجرت“ کر ادیتی، نہیں بلکہ ہوا یہ کہ ان کو ملاء اعلیٰ کی ہجرت کے لیے محفوظ و مامون زندہ اٹھالیا اور سازش و محصور کرنے والوں کو ظن و ریب کی دلدل میں پھنسا کر ان کے خیسر الدنیا و الآخوہ کا نشان عطا کر دیا اور پھر ارضی انسان کے ارضی احکام کے لیے وہ وقت مقرر کر دیا جو ”یثاق النہیین“ کی نمائندگی کے لیے موزوں تھا، یہی ہے وہ حقیقت جس کو زبان وحی ترجمان نے اس طرح ظاہر فرمایا: ”والذی نفسی بیدہ لیو شکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا“ اور اسی کو نص قرآن نے یوں واضح کیا ہے: ”وانہ لعلم للساعة“ (زخرف: 61)

پھر یہ ہستی یثاق انبیاء و رسل کی نمائندگی کا اس طرح حق ادا کرے گی کہ جب اس کا نزول ہوگا تو اس کرشمہ قدرت کو دیکھ کر مسلمانوں کے قلوب، تصدیق قرآن اور تازگی ایمان سے روشن ہو جائیں گے اور وہ حق الیقین کے درجہ میں یقین کریں گے کہ بلاشبہ راہ مستقیم صرف

”اسلام“ ہی ہے اور مخیر صادق ﷺ کی جس طرح یہ خبر صادق نکلی، عالم غیب سے متعلق اس کی تمام خبریں اسی طرح حق اور بلاشبہ حق ہیں، اور نصاریٰ بحیثیت قوم اپنے باطل عقیدہ ”تثلیث و کفارہ“ پر نادم و شرمسار ہوں گے اور قرآن اور محمد ﷺ پر ایمان لانے کو اپنے لیے راہ نجات اور راہ سعادت یقین کریں گے اور یہود جب مسیح ہدایت اور مسیح ضلالت کے معرکہ حق و باطل کا مشاہدہ کر لیں گے اور مسیح ہدایت کے نزول سے اپنے دعویٰ قتل و صلیب کے ملعون عقیدہ کو باطل پالیں گے تو اب ان کو بھی ”ایمان بالحق“ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہے گا اور مسیح ضلالت کے رہنا کے علاوہ سب ہی ”مسلم“ بن جائیں گے۔ یہی ہے قرآن کی وہ خبر صادق ”وان من اهل الكتب الا ليو منن به قبل موته“ مسلمانوں میں ایمان کی تازگی و شگفتگی، نصاریٰ اور یہود میں تبدیلی عقائد کا حیرت انگیز انقلاب دیکھ کر اب مشرک جماعتوں پر بھی قدرتی اثر پڑے گا اور ساتھ ہی خدا کے مقدس پیغمبر کے زبردست روحانی اثرات کار فرما ہوں گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے اور اس طرح وحی ترجمان، حامل قرآن حضرت محمد ﷺ کا یہ ارشاد اپنی صداقت کو نمایاں کرے گا۔ ویدعو الناس الى الاسلام ويهلك الله في زمانه الملل كلها الا الاسلام ويهلك الله في زمانه الدجال۔

اس تفصیل سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ قرآن اور احادیث کی تصریحات ثابت کر رہی ہیں کہ اگر اس فرض کی انجام دہی کے لیے کوئی جدید نبی مبعوث ہوتا تو ایک جانب نبی اکرم ﷺ کا خصوصی شرف ”خاتم النبیین“ باقی نہ رہتا اور دوسری جانب ”میشاق النبیین“ کے خطاب اولین کا عملی مظاہرہ عالم وجود میں نہ آتا کیونکہ وہ ہستی بہر حال حضرت محمد ﷺ کی امت ہی میں سے ہوتی۔ البتہ سابقہ نبی کی آمد نقلاً اور عقلاً دونوں حیثیت سے شرف خصوصی خاتم النبیین کے لیے بھی قاذح نہیں ہے اور ”میشاق النبیین“ کو بھی پورا کرتی ہے۔

(قصص القرآن از مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہاروی)



## اصلی مسیح اور نقلی مسیح: انجیل کیا کہتی ہے؟

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قرآن حکیم اہل کتاب کے تمام اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لیے بطور حکم آیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وما انزلنا علیک الكتاب الا لتبیین لهم الذی اختلفوا فیہ وهدی ورحمة لقوم یؤمنون. (انجیل: 64)

(ترجمہ) ”اور ہم نے اتاری تھی پر کتاب اس واسطے کہ کھول کر سنادے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ سمجھانے کو اور واسطے بخشش ایمان لانے والوں کے۔“

مرزا قادیانی نے بھی مندرجہ بالا آیت سے یہی استدلال کیا ہے۔ (ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 453-454، براہین احمدیہ حصہ اول مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 234) مرزا قادیانی کے نزدیک بھی یہ اصول مسلم ہے کہ قرآن کریم چونکہ اہل کتاب کے مختلف فیہ مسائل کی تنقیح کے لیے آیا ہے۔ اس لیے اگر وہ اہل کتاب کے کسی عقیدہ کی تردید نہ کرے تو اس کا سکوت ہی تائید سمجھا جائے گا۔ چنانچہ اس کی تائید میں مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے:

□ ”اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعہ صلیب سے متعلق قرآن شریف کیا کہتا ہے۔ اگر یہ خاموش ہے تو پتا چلا کہ یہود و نصاریٰ اپنے خیالات میں حق پر ہیں۔“ (ریویو آف ریپبلکن اپریل 1919ء شماره نمبر 9 جلد 18 صفحہ 149-150)

ان دونوں باتوں سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی حیثیت اہل کتاب کے لیے حکم کی ہے اور قرآن کریم کا ان کے کسی عقیدہ کی (جس کا صراحتاً یا اشارتاً ذکر قرآن کریم میں ہو) تردید نہ کرنا اس عقیدہ کی

صحت کی دلیل ہے۔ اسی متفقہ عقیدہ کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق درج ذیل عقائد رکھتے ہیں:-

(1) الوہیت مسیح (2) ابیت (3) تثلیث (4) صلیب اور کفارہ (5) رفع جسمانی و نزول جسمانی۔ نہایت اہم بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے رفع و نزول کے عقیدہ کے علاوہ باقی سب عقائد باطلہ کی واضح الفاظ میں تردید فرمادی ہے۔

- (1) الوہیت کی تردید اس طرح کی گئی:  
لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم (المائدة: 72)
- (2) ابیت کی تردید اس طرح کی گئی:  
وقالت النصارى المسيح ابن الله (التوبة: 30)
- (3) تثلیث کی تردید یوں بیان ہوئی:  
لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلاثة (المائدة: 73)
- (4) اور صلیب و کفارہ کا بطلان اس طرح کیا گیا:  
وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم (النساء: 157)
- (5) نیز کفارہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:  
ولا تزروا ذرة وزر اخرى (فاطر: 18)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم عی دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔“

(ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 318، از مرزا قادیانی)

مزید لکھتا ہے:

”ان عقیدہ حیانہ قد جاءت فی المسلمین من الملة النصرانية.“

(ضمیرہ حقیقۃ الوحی الاستثناء صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 660 از مرزا قادیانی)

ترجمہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائی ملت کی

طرف سے آیا ہے۔“

عیسائیوں کے عقیدہ ”رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام“ کی تردید پورے قرآن مجید یا احادیث مبارکہ میں کہیں نہیں کی گئی بلکہ قرآن نے اس کا اثبات کیا ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی اس کی صراحت تائید موجود ہے۔ یہاں اگر قرآن مجید کا اس عقیدہ کی تردید سے صرف ساکت ہو جانا بھی ثابت ہو جاتا تو بھی اس عقیدہ کی تائید ہو جاتی۔ چہ جائیکہ خود قرآن مجید اپنی زبان میں اس کی تصدیق کر رہا ہے۔ بل دفعہ اللہ الیہ اور ورافعک الی کی آیتیں اس پر شاہد عدل ہیں تو دوسری طرف مرزا قادیانی کے بیان کردہ اصول کے مطابق عیسائیوں کا عقیدہ رفع و نزول صحیح ٹھہرا۔ اب اس کی تردید کی گنجائش نہیں ہے اور اس سلسلہ میں جو بھی تاویلیں قادیانی کرتے ہیں، وہ موٹکافیوں سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے:

□ ”اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔“  
(ازالہ اوہام صفحہ 617 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 433 از مرزا قادیانی)  
عقیدہ ”رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام“ کے بارے میں عیسائیوں کا نقطہ نظر کیا ہے؟  
مندرجہ ذیل حوالے ملاحظہ کیجئے:

□ ”وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ یسوع آپ ان کے چچ میں آکھڑا ہوا اور ان سے کہا، تمہاری سلامتی ہو مگر انہوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ اس (یسوع) نے ان سے کہا کہ تم کیوں گھبراتے ہو اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں عی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا کہ مجھ میں دیکھتے ہو اور یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے خوشی کے ان کو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اس نے ان سے کہا، کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے اسے بھنی ہوئی مچھلی کا قلدہ دیا۔ اس نے لے کر ان کے رو برو کھایا..... پھر وہ انہیں بیت عیناہ کے سامنے تک باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر انہیں برکت دی۔ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو

ایسا ہوا کہ ان (حواریوں) سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔“

(انجیل لوقا باب 24 فقرہ 36 تا 52)

”یہ کہہ کر وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا اور اس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے گلہبی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے، اسی طرح پھر آئے گا، جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔“

(انجیل، رسولوں کے اعمال باب 1 فقرہ 9 تا 11، انجیل یوحنا باب 20 فقرہ 17، 18)

”غرض خداوند یسوع (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان سے کلام کرنے کے بعد

آسمان پر اٹھایا گیا۔“ (انجیل مرقس، باب 16 فقرہ 19)

تینوں حوالہ جات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر رفع کا جس صراحت سے ذکر ہے، اس کا اندازہ قارئین خود فرمائیں کہ آیا اس سے زیادہ صراحت ہو سکتی ہے؟ یہ تینوں حوالہ جات آپ نے رفع حضرت مسیح علیہ السلام کے ملاحظہ کیے۔ اب دو حوالہ جات نزول مسیح علیہ السلام کے بھی ملاحظہ کیجیے۔

”ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج بے نور ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے

گا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان کی قوتیں مل جائیں گی، اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پٹھیں گی اور ابن آدم (عیسیٰ علیہ السلام) کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمانوں کے بادلوں میں آتے دیکھیں گی۔“ (متی باب 34 فقرہ 30)

”اس وقت لوگ ابن آدم (عیسیٰ علیہ السلام) کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ بادلوں میں آتے دیکھیں گے۔“ (مرقس باب 13 فقرہ 26)

جھوٹے نبیوں اور نعلی مسیحوں کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے: ”جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں

مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لو گے۔ کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں؟“

(انجیل متی باب 7 فقرہ: 15 تا 17)

□ ”اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا، اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آ کر کہا، ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی؟ اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہترے (مرزا قادیانی اور بہاء اللہ ایرانی وغیرہ) میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔“

(انجیل متی باب 24 فقرہ 3 تا 6)

□ ”اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں (قادیان میں) ہے یا وہاں (ایران میں) ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو بڑے گزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ لیکن تم خبردار رہو۔ دیکھو میں نے تم سے سب کچھ پہلے ہی کہہ دیا ہے۔“

(انجیل متی باب 24 فقرہ 23 تا 24، مرقس باب 13 فقرہ 22، 23)

□ ”اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ جو بات خداوند نے نہیں کہی ہے، اسے ہم کیونکر پہچانیں؟ تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور اس کے کہے کے مطابق کچھ واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اس نبی نے وہ بات خود گستاخ بن کر کہی ہے تو اس سے خوف نہ کرنا۔“

(انجیل استثناء باب 18 فقرہ: 21، 22)

□ ”تب خداوند نے مجھے فرمایا کہ انبیا میرا نام لے کر جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ میں نے نہ ان کو بھیجا اور نہ حکم دیا اور نہ ان سے کلام کیا۔ وہ جھوٹی رویا اور جھوٹا علم غیب اور بطالت اور اپنے دلوں کی مکاری نبوت کی صورت میں تم پر ظاہر کرتے ہیں۔“

(انجیل یرمیاہ باب 14 فقرہ 14)

□ ”میں نے سنا جو نبیوں نے کہا جو میرا نام لے کر جھوٹی نبوت کرتے اور کہتے ہیں کہ



میں نے خواب دیکھا۔ میں نے خواب دیکھا۔ کب تک یہ نبیوں کے دل میں رہے گا کہ جھوٹی نبوت کریں؟ ہاں وہ اپنے دل کی فریب کاری کے نبی ہیں۔“

(انجیل یرمیاہ باب 23 فقرہ 25 تا 27)

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ دس ہزار سے زیادہ مسیح آسکتے ہیں۔

## دس ہزار سے زیادہ مسیح

(140) ”اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر عی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے، اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال اور اقبال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں عی نازل ہو۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 295 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 251 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 891 پر)

## مرزا قادیانی کس کا مثل؟

جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:

”سچ پوچھا جائے تو مرزا قادیانی کو اسلامی تاریخ سے واسطہ تھا نہ مسیحیت کی تاریخ سے کوئی علاقہ۔ اس کی ساری عمر ”مثل مسیح“ کا دعویٰ کرنے میں گزر گئی۔ لیکن اسے آخر وقت تک یہ پتہ نہ چلا کہ میں کس مسیح کے مثل ہونے کا دعویٰ کر رہا ہوں؟ آئیے مرزا قادیانی کی معلومات کے اس پہلو کو بھی ذرا واضح کر دیں۔“

جن لوگوں نے تاریخ یورپ، اسلام اور مسیحیت کی تاریخ کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ موجودہ اناجیل یعنی عہد جدید کا مسیح اور قرآن مجید کا مسیح دو مختلف اشخاص ہیں جن کو ایک دوسرے سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ قرآن مجید میں جس مسیح کا ذکر ہے وہ اللہ کے برگزیدہ رسول تھے اور ان کی بعثت کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ یہود کو رومیوں کی غلامی سے

نجات دلائیں جیسا کہ شروع سے تمام انبیاء کا مقصد رہا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے اپنی قوم کو درسِ حریت دیا۔ جس طرح تمام سلطنتوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو روا نہیں رکھ سکتیں کہ کوئی شخص محکوموں کو اس برگِ حشیش کا اتار پلائے جو ازل سے شہنشاہیت کے دستر خوان سے رعایا کو مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ رومی حکومت بھی اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام قومِ یہود کو حریت کا سبق پڑھائیں یا ان کے دل میں لیلائے آزادی سے ہمکنار ہونے کی تمنا پیدا کریں۔ پس حکومتِ وقت نے نہایت چابکدستی کے ساتھ علمائے یہود کو آلہ کار بنایا اور ان کی مدد سے ”حکومت کے باغی“ کو کانٹوں کا تاج پہنا کر اپنی راہ سے ہٹا دیا۔

جب حکومت کو حضرت مسیح کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو اس نے دوسرا قدم یہ اٹھایا کہ اصلی انجیل کو جو آرامی یا عبرانی زبان میں تھی اور جس میں یقیناً غیر اللہ کی غلامی سے نکلنے کی تاکید ہوگی رفتہ رفتہ صفحہ ہستی سے ہمیشہ کے لیے نابود کر دیا اور اس کی جگہ مختلف شہروں میں مختلف ”انجیلیں“ پیدا کر دیں جن کی تعلیمات مذہبی حکومت کے منشاء کے مطابق تھیں۔ کلیسا کے مورخین نے اپنی کتابوں میں تقریباً 1150 انجیلوں کا ذکر کیا ہے جو یہود میں تسمت اور افتراق پیدا کرنے کے لیے حکومت کے ایما سے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں نے مرتب کیں۔ جب قسطنطین سریر آرائے (سلطنت ہوا تو اس کی) حکومت میں تو صلیب پرستوں کو عروج حاصل ہوا اور انہوں نے اپنی منشاء کے مطابق چار انجیلیں اور شاگردوں کے خطوط منتخب کر کے ”عہدِ جدید“ مرتب کر دیا جو آج ہمارے سامنے موجود ہے جس کا قدیم ترین نسخہ یونانی زبان میں پانچویں صدی عیسوی کا لکھا ہوا ملتا ہے۔ اس سے پہلے کا حال پردہِ خفا میں مستور ہے لیکن اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت مسیح نے اگر کوئی کتاب اپنی قوم کو دی ہوگی تو وہ یونانی میں نہیں بلکہ عبرانی یا آرامی زبان میں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ مسیح کی انجیل کے اس رومن ایڈیشن میں آپ کو ایسی ایسی باتیں ملیں گی جو ہرگز ہرگز خدا کے کسی اولوالعزم نبی کے شایانِ شان نہیں ہیں۔ مثلاً قیصر کا حق قیصر کو دو یا میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہود کو رومی قوم سے سخت نفرت تھی لیکن اس انجیل کے مطالعہ سے یہ بات قطعاً ظاہر نہیں ہوتی۔ موجودہ انجیل دونوں کو یہود کی نظروں سے اوجھل کر کے ایک خود ساختہ مسیح اور

خود پر داختہ انجیل قوم کو دی۔ موجودہ انجیلوں کا مسیح تو ایک ”صوفی مسیحا“ نظر آتا ہے جو ترک دنیا پر اور تہجد اور غلامی پر قناعت کرنے پر زور دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں رومی حکومت کے لیے مفید تھیں۔ اب مرزا قادیانی کو دیکھیے۔ اس نے بھی برطانوی حکومت کی اطاعت کو جزو ایمان قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو برگِ حشیش پلانے کی سعی ناکام کی ہے۔ جس طرح موجودہ انجیل کا پیش کردہ مسیح رومی حکومت کا مطیع نظر آتا ہے اسی طرح موجودہ زمانہ کا ”مثیل مسیح“ برطانوی حکومت کا مطیع نظر آتا ہے۔ لہذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مرزا قادیانی مثیل مسیح تو ہے مگر نقلی مسیح کا مثیل ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے نہ احادیث میں۔“

(علامہ اقبالؒ اور فتنہ قادیانیت از محمد متین خالد)



## حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی میں مشابہت؟؟؟

مرزا قادیانی کا نام، کنیت، ماں کا نام، باپ کا نام وغیرہ ہر چیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مختلف ہے۔ قرآن و حدیث میں حضرت مریم علیہا السلام کی جو خصوصیات بیان ہوئی ہیں، مرزا قادیانی کی ماں کو کبھی نصیب نہ ہوئیں۔ مرزا قادیانی کا علیہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بالکل مختلف اور الٹ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بن باپ پیدا ہوئے جبکہ مرزا قادیانی کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب روح اللہ، کلمۃ اللہ اور مسیح ہے جبکہ مرزا قادیانی کا کوئی لقب نہیں تھا، اکثر لوگ اُسے ”سورماز“ کہتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا نام حضرت مریم ہے جبکہ مرزا قادیانی کی والدہ کا نام چراغ بی بی ہے، جبکہ وہ علاقے میں مائی کھسٹی کے نام سے مشہور تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شفاف کردار کے مالک تھے جبکہ مرزا قادیانی زانی اور شرابی تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی ماں کے پیٹ سے نکلا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر آئیں گے، مرزا قادیانی کودائی نے پیٹ سے بڑی مشکل سے باہر نکالا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائیں گے تو ان کے سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہوگا، جیسے غسل کر کے آئے ہیں جبکہ مرزا قادیانی نفاس کے خون اور اپنی گندگی میں لت پت تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائیں گے تو اس وقت دوزرورنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی جبکہ مرزا قادیانی پیدائش کے وقت الف بنگا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف آوری کے وقت خوش و خرم ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی خوف سے چھین مار رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خانہ کعبہ کا طواف کریں گے جبکہ مرزا قادیانی کو ساری زندگی مکہ جانے کی توفیق نہیں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحکم

خداوندی مردوں کو زندہ کرتے تھے، جبکہ مرزا قادیانی زندوں کو مارنے کی فکر میں تھا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں کے لیے مرنے کی بددعائیں اور پیش گوئیاں کیں مگر پوری نہ ہوئیں۔ برص کا کوئی مریض اور کوئی اندھا کبھی اس کے ہاتھوں شفا یاب نہیں ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں دشمنی، حسد اور بغض دور ہو جائیں گے جبکہ مرزا قادیانی کی وجہ سے دشمنی، حسد، بغض، قطع تعلقی اور قطع رحمی جیسے نتائج نکل رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں مال اس کثرت سے ہو جائے گا کہ زکوٰۃ کے قبول کرنے والے نہیں ملیں گے جبکہ مرزا قادیانی کی وجہ سے لوگ سخت محتاجی اور مفلسی میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ بے دینی کی طرف مائل ہو گئے۔

مرزا قادیانی بذات خود اتنا لالچ تھا کہ ساری زندگی اپنے پیروکاروں کو بیوقوف بنا کر مختلف بہانوں سے چندے مانگا حتیٰ کہ ”مینارۃ المسیح“ جو قادیان میں بنایا گیا، وہ بھی لوگوں سے چندے مانگ کر بنایا گیا۔ (یاد رہے یہ مینارہ مرزا قادیانی کی موت کے بعد مکمل ہوا)

مرزا قادیانی اپنی اولاد کے مستقبل کے لیے اپنے پیروکاروں پر ایسے چندے لاگو کر گیا کہ جن کو ادا کیے بغیر کوئی قادیانی جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ کوئی قادیانی مرنے کے بعد نام نہاد بہشتی مقبرہ میں ایک کثیر رقم ادا کیے بغیر دفن نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں مسلمانوں کے دلوں میں آخرت کی تیاری کی فکر اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوگی جبکہ مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیح موعود کے بعد لوگ لالچ، طمع نفسانی، رشوت ستانی، خیانت، فراڈ، بددیانتی اور غبن وغیرہ اسکا برائیوں میں مبتلا ہوئے، یہاں تک کہ حلال و حرام میں تمیز بھی نہ رہی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں بارش کثرت سے ہوگی۔ دودھ، پھل اور دوسری ضروری اجناس معمول سے زیادہ دستیاب ہوں گی اور جو امر عام مخلوق خدا کے حق میں نقصان دہ ہوں گے، وہ رک جائیں گے جبکہ مرزا قادیانی کے دور میں خشک سالی، ہرجس کی گرانی، خصوصاً ضروری اجناس کا کم ہو جانا اور آئے دن نئی بیماریاں، وباؤں، زلزلے، طاعون اور بہت سی مصیبتیں آئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں سانپ نہ ڈسے گے اور شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پیئیں گے جبکہ مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کے بعد قادیان، ربوہ، برصغیر پاک و ہند اور دنیا بھر میں بے شمار لوگ سانپ کے ڈسنے سے ہلاک ہوئے۔ شیر اور بکری تو دور کی بات کی ہے، ربوی اور لاہوری قادیانی ایک برتن میں پانی نہیں پیتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے

گئے، مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء بروز منگل صبح دس بجے براعظمتھ روڈ لاہور پر واقع احمدیہ بلڈنگ کی لیٹرین میں عبرت ناک موت مرا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی نے عمر بھر دمشق نہیں دیکھا۔ آسمان سے زمین پر نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت مہدیؑ ایسے مخلص، بہادر اور مجاہد ساتھی کی رفاقت نصیب ہوگی جبکہ مرزا قادیانی کے زمانے میں اُسے حضرت مہدی ایسا کوئی بہادر ساتھی ملا اور نہ ہی اس نے کسی دجال سے مقابلہ کیا۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں تمام ملتیں ختم ہو کر فقط ایک ملت اسلام بن جائیں گی کہ روئے زمین پر سوائے اسلام کے اور کوئی دین نہ رہے گا جبکہ مرزا قادیانی کے دور میں تفرقہ بازی میں اضافہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں اور صلیب کو توڑیں گے یعنی یہودیت اور نصرانیت ختم ہو جائے گی جبکہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں اسلام کو تنزل، ترک اسلامی حکومت کا زوال اور عیسائیت کو ترقی اور غلبہ ملا۔ عیسائی تو کیا مسلمان ہوتے الٹا مسلمان عیسائی بنائے گئے۔ مرزا قادیانی کے نزدیک دجال انگریز ہے اور اس نے ان میں سے کسی ایک کو بھی قتل نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اسرائیل کے شہر مقام لد پر قتل کریں گے جبکہ مرزا قادیانی نے مقام لد کی صورت خواب میں بھی نہیں دیکھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی جبکہ مرزا قادیانی کے آتے ہی ساری دنیا کافر ہوگی۔

ایک حدیث مبارکہ میں حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

□ یحدث ابوہریرۃ قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم یفج الروحاء حاجا او معتمرا او لیشینہما۔ (مسلم)

”حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) روحاً (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) کی گھاٹی میں حج یا عمرہ یا دونوں کی لہیک (تلبیہ) پکاریں گے ایک ہی ساتھ۔“

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھا کر نزول عیسیٰ علیہ السلام کو بیان کیا اور ان کی تشریف آوری کے بعد ان کے حج کرنے اور ان کے (احرام باندھنے کے بعد)

تلبیہ کہنے کے مقام کا بھی تعین کر دیا اور بقول مرزا قادیانی:

□ والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا

استثناء والا فای فائدة كانت في ذكر القسم.

”قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ تاویل ہے نہ استثناء، ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔“

(حجرات البشریٰ صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

اور یہ بات ایک زندہ جاوید حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی کا مقام فح الروحا سے احرام باندھنا تو بڑی دور کی بات ہے، وہ تو سرے سے حج کرنے کی نیت سے کبھی قادیان سے باہر نہیں نکلا، پھر سچ موعود کیسے بن گیا؟ جب مرزا قادیانی پر اعتراض کیا گیا کہ تم حج کیوں نہیں کرتے؟ تو مرزا قادیانی نے کہا: ”میرا پہلا کام خنزیریوں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے۔ ابھی تو میں خنزیریوں کو قتل کر رہا ہوں۔ بہت سے خنزیر مرچکے ہیں اور بہت سے سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت تو ہو لے۔“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 283 طبع جدید از مرزا قادیانی) لہذا مذکورہ حدیث کی رو سے ابن مریم سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں نہ کہ مرزا قادیانی۔ لہذا قادیانیوں کو مان لینا چاہیے کہ مرزا قادیانی نے سچ موعود کا دعویٰ کر کے جھوٹ اور دھوکہ دہی کا ارتکاب کیا ہے۔



## حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ

احادیث مبارکہ کی روشنی میں حضرت امام مہدیؑ کی کئی ایک مستند نشانیاں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مہدی میری عنترہ یعنی اولاد فاطمہؑ میں سے ہوگا۔ ان کا نام میرے نام کے موافق (یعنی محمد بن عبد اللہ اور ایک روایت میں احمد بن عبد اللہ) ہوگا۔ ان کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا۔ ان کی والدہ محترمہ کا نام حضرت آمنہؑ ہوگا۔ ان کا لقب مہدی ہوگا۔ ان کی کنیت ابوالقاسم ہوگی۔ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوگی۔ ظہور کے وقت ان کی عمر تقریباً 40 سال ہوگی۔ امام مہدیؑ سے آسمان والے بھی راضی ہوں گے اور زمین کے باشندے بھی خوش ہوں گے۔ آسمان اپنے تمام قطرے بہا دے گا، زمین اپنی تمام پیداوار اگل دے گی۔ یہاں تک کہ زعمہ لوگ، مردوں کی تمنا کرنے لگیں گے۔ حضرت مہدیؑ کم از کم سات یا نو سال تک خلیفہ رہیں گے۔ ان کے زمانے میں نعمتوں کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اس سے پہلے اس کی مثال بھی نہ سنی گئی ہو۔

عقیدہ ظہور امام مہدیؑ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور چودہ سو سال سے مسلمانوں میں مسلم اور مشہور ہے۔ اس ضمن میں چند احادیث درج ذیل ہیں:

□ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اُس دن کو طویل کر دے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس میں ایک آدمی مبعوث فرمائے گا جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا، اُس کا نام میرے نام پر ہوگا، اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا (یعنی محمد بن عبد اللہ) وہ زمین کو انصاف اور عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ قلم و زیادتی سے بھر چکی ہوگی۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)



□ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد میں سے ہے اور وہ زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری تھی، وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا۔  
(سنن ابی داؤد، مشکوٰۃ المصابیح)

□ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ میرا یہ بیٹا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، سید (سردار) ہے۔ عنقریب اس کی پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ہوگا۔ اخلاق و عادات میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشابہ ہوگا۔ صورت و شکل میں مشابہ نہ ہوگا۔ اس کے بعد حضرت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس شخص کے عدل و انصاف کا واقعہ بیان کیا۔ (سنن ابی داؤد)

□ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری آل سے ہوگا یعنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا۔ (سنن ابی داؤد)

□ ”ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک خلیفہ (بادشاہ) کے مرنے پر اختلاف واقع ہوگا، پھر ایک شخص مدینے سے نکلے گا اور مکے کی طرف چلا جائے گا۔ مکے کے لوگ اُس کے پاس آئیں گے اور اس کو گھر سے باہر لائیں گے اور حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان اُس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اُس کو اپنا خلیفہ بنا لیں گے، حالانکہ وہ شخص اس سے ناخوش ہوگا (یہ شخص امام مہدی ہوں گے) پھر شام سے (وہاں کے بادشاہ کی طرف سے) اُس کے مقابلے کے لیے ایک لشکر بھیجا جائے گا جس کو ”مقام بیداء“ پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگوں کو خبر پہنچے گی اور یہ حال معلوم ہوگا تو شام کے اقطاب و ابدال اور عراق کے بہت سے لوگ اُس کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اُس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پھر قریش میں سے ایک اور شخص پیدا ہوگا جس کی نھیال قبیلہ کلب میں ہوگی۔ یہ شخص بھی اُس شخص کے خلاف لشکر بھیجے گا اور اُس لشکر پر امام کا لشکر غالب آئے گا اور یہ فتنہ لشکر کلب کا فتنہ ہے۔ امام لوگوں کے درمیان اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے احکام کے مطابق عمل کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر رکھ دے گا

(یعنی قائم و استوار ہو جائے گا) امام سات برس تک قائم رہیں گے اور پھر وفات پا جائیں گے اور ان کے جنازے پر مسلمان نماز پڑھیں گے۔ (سنن ابی داؤد، طبرانی)

□ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہم عبدالمطلب کی اولاد، جنت کے سردار ہوں گے یعنی میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی (رضوان اللہ علیہم اجمعین)۔ (سنن ابی ماجہ)

محدثین کرام لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ”تمہارا امام تمہارے میں ہی سے ہوگا“ سے مراد امام مہدی ہیں اور دیگر احادیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو نماز کے لیے اقامت کہی جا چکی ہوگی..... مسلمانوں کے امام حضرت مہدی ہی ہوں گے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ آپ آگے آ کر نماز پڑھائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں یہ کار خیر آپ ہی انجام دیں۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت حق کے لیے لڑتی رہے گی اور وہ غالب رہے گی، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر ان سے عرض کریں گے کہ آئیے نماز پڑھائیے وہ فرمائیں گے کہ نہیں اس امت کے لوگ خود بعض کے لیے امام اور امیر ہیں۔ (صحیح مسلم)

مذکورہ بالا حدیث میں مسلمانوں کے امیر سے مراد امام مہدی ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی صحیح مسلم کی شرح ”فتح الملہم“ میں لکھتے ہیں کہ قرب قیامت سے متعلق وہ سب احادیث جن میں امیر یا خلیفہ کا لفظ مبہم مذکور ہو، اس سے مراد امام مہدی ہیں۔ (فتح الملہم، شرح صحیح مسلم)

□ ابن ماجہ میں ہے کہ امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر پہچنے نہیں گے تو آپ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ کیونکہ اس نماز کی اقامت تمہاری امت کے لیے ہو چکی ہے۔ چنانچہ اُس وقت کی نماز امام مہدی ہی پڑھائیں گے۔ پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اقتداء کریں گے (چنانچہ اس وقت کی نماز سب کو امام مہدی ہی پڑھائیں گے پھر اس کے بعد (کی نمازوں میں) امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔) نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی پھر سات عین علیہ

السلام سے کہیں گے: ”یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں۔“ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: ”نہیں، یہ کام بدستور آپ کے تحت رہے گا، میں تو صرف قتلِ دجال کے واسطے آیا ہوں جس کا میرے ہی ہاتھ سے مارا جانا مقدر ہے۔“

□ یہاں قارئین کے ذہنوں میں یقیناً یہ سوال ابھرے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز کی امامت کیوں نہیں فرمائیں گے؟ علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر امامت کرادیں تو دل میں شبہ پیدا ہوگا کہ آیا وہ نائب کی حیثیت سے آگے بڑھے ہیں یا وہ نئی شریعت لائے ہیں؟ آپ مقتدی کے طور پر نماز پڑھیں گے کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں ممکن ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول شک و شبہ سے غبار آلود ہو جائے کہ ”میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔“ (فتح الباری) یہ بڑی ہی خوبصورت اور پختہ توجیہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سے نماز کی امامت نہ فرمانے کی۔ پھر نماز کے ختم ہونے کے فوراً بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال کے قتل اور باقی ماندہ یہودیوں کے خاتمے کا کام اپنے ذمے لیں گے۔

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اپنی کتاب ”علاماتِ قیامت“ میں حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے متعلق فرماتے ہیں:

”آپ کے ظہور سے قبل ملک عرب و شام میں ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کرے گا۔ اس کا حکم ملک شام و مصر کے اطراف میں چلے گا۔ اس درمیان میں بادشاہِ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی۔ لڑنے والا فریق قسطنطنیہ پر قبضہ کر لے گا۔ بادشاہِ روم دار الخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں پہنچ جائے گا اور عیسائیوں کے دوسرے فریق کی اعانت سے اسلامی فوج ایک خوزیز جنگ کے بعد فریقِ مخالف پر فتح پائے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد موافق فریق میں سے ایک شخص نعرہ لگائے گا کہ صلیب غالب ہوگئی اور اسی کے نام سے یہ فتح ہوئی۔ یہ سن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا نہیں، دینِ اسلام غالب ہوا اور اسی کی وجہ سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لیے پکاریں گے جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔“

بادشاہِ اسلام شہید ہو جائے گا۔ عیسائی ملک شام پر قبضہ کر لیں گے اور آپس میں

ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائے گی۔ باقی مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے، عیسائیوں کی حکومت خیبر تک (جو مدینہ منورہ سے قریب ہے) پھیل جائے گی۔ اس وقت مسلمان اس فکر میں ہوں گے کہ امام مہدی کو تلاش کرنا چاہیے، تاکہ ان کے ذریعہ سے یہ مصیبتیں دور ہوں، اور دشمن کے پنجے سے نجات ملے۔

حضرت امام مہدی اُس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس ڈر سے کہ مبادا لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کی تکلیف دیں، مکہ معظمہ چلے جائیں گے۔ اس زمانے کے اولیائے کرام اور ابدال عظام آپ کو تلاش کریں گے۔ بعض آدمی مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے بھی کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ کو مجبور کر کے آپ سے بیعت کر لے گی۔ اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گذشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا، اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی۔ **هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَجِمْوْا لَهُ وَاطِيعُوْا اس** آواز کو اس جگہ کے تمام خاص و عام سن لیں گے۔ بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی۔ شام و عراق اور یمن کے اولیائے کرام و ابدال عظام آپ کی صحبت میں اور ملک عرب کے لاتعداد لوگ آپ کے لشکر میں داخل ہو جائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے (جس کو ”تاج الکعبہ“ کہتے ہیں) نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔ جب یہ خبر اسلامی دنیا میں پھیلے گی تو خراسان سے ایک شخص ایک بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لیے روانہ ہوگا، جو راستہ میں بہت سے عیسائیوں اور بددینوں کا صفایا کر دے گا۔ اس لشکر کے مقدمتہ لہجش کی کمان منصور نامی ایک شخص کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ سفیانی (جس کا ذکر اوپر گزر چکا) اہل بیت کا دشمن ہوگا۔ اس کی نہال قوم بنو کلب ہوگی۔ حضرت امام مہدی کے مقابلہ کے واسطے اپنی فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ و مدینہ کے درمیان ایک میدان میں پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے نیک و بد سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے عقیدے اور عمل کے مطابق ہوگا۔ ان میں سے صرف دو آدمی بچیں گے۔ ایک حضرت امام مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع دے گا اور دوسرا سفیانی کو۔ عرب کی فوجوں کے

اجتماع کا حال سن کر عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجوں کے جمع کرنے کی کوشش میں لگ جائیں گے اور اپنے اور روم کے ممالک سے فوج کثیر لے کر امام مہدی علیہ السلام کے مقابلہ کے لیے شام میں جمع ہو جائیں گے۔ ان کی فوج کے اس وقت ستر جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار سپاہ ہوگی (جس کی کل تعداد 840000 ہوگی) حضرت امام مہدی مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہو کر شام کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔ دمشق کے پاس آ کر عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔ اس وقت حضرت امام مہدی کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ تو نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا، خداوند کریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہ فرمائے گا۔ باقی فوج میں سے کچھ تو شہید ہو کر بدر و احد کے شہداء کے مراتب کو پہنچیں گے اور کچھ جو فقیہ ایزدی فتیاب ہوں گے۔ حضرت امام مہدی دوسرے روز پھر نصاریٰ کے مقابلہ کے لیے نکلیں گے، اس روز مسلمانوں کی ایک جماعت یہ عہد کر کے نکلے گی کہ میدان جنگ فتح کریں گے یا مر جائیں گے۔ یہ جماعت سب کی سب شہید ہو جائے گی۔ حضرت امام مہدی باقی ماندہ قبیل جماعت کے ساتھ لشکر میں واپس آئیں گے۔ پھر ایک بڑی جماعت یہ عہد کرے گی کہ فتح کے بغیر میدان جنگ سے واپس نہیں آئیں گے یا مر جائیں گے، اور حضرت امام مہدی کے ہمراہ بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کریں گے اور آخر یہ بھی جام شہادت نوش کریں گے۔ شام کے وقت حضرت امام مہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ لوٹیں گے۔ تیسرے روز اسی طرح ایک بڑی جماعت قسم کھا کر نکلے گی اور وہ بھی شہید ہو جائے گی اور حضرت امام مہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئیں گے۔ پھر حضرت امام مہدی رسد گاہ کی محافظ جماعت کو لے کر دشمن سے پھر نبرد آزما ہوں گے۔ یہ جماعت تعداد میں بہت کم ہوگی مگر خداوند کریم ان کو فتح مبین عطا فرمائے گا۔ عیسائی اس قدر قتل ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی بو نکل جائے گی اور بے سرو سامان ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ جائیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہتوں کو جہنم رسید کر دیں گے۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی بے انتہا انعام و اکرام اس میدان کے شیروں جاں بازوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان و قبیلے ایسے ہوں گے جن میں فی صدی صرف ایک ہی آدمی بچا ہوگا۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی

بلاد اسلام کے نظم و نسق اور فرائض و حقوق العباد کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے۔ چاروں طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں گے اور ان مہمات سے فارغ ہو کر فتح قسطنطنیہ کے لیے روانہ ہو جائیں گے۔ بحیرہ روم کے کنارے پر پہنچ کر قبیلہ بنو اسحاق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کی خلاصی کے لیے جس کو آج کل استنبول کہتے ہیں مقرر فرمائیں گے۔ جب یہ فصیل شہر کے قریب پہنچ کر نعرہ تعبیر بلند کریں گے تو اس کی فصیل نام خدا کی برکت سے یکا یک گر جائے گی۔ مسلمان ہلہ کر کے شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ سرکشوں کو ختم کر کے ملک کا انتظام نہایت عدل و انصاف کے ساتھ کریں گے۔ ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گزرے گا۔ امام مہدی ملک کے بندوبست ہی میں مصروف ہوں گے کہ انواہ اڑے گی کہ دجال نکل آیا اور مسلمانوں کو تباہ کر رہا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی حضرت امام مہدی ملک شام کی طرف واپس ہوں گے اور اس خبر کی تحقیق کے لیے پانچ یا نو سواریوں کے حق میں حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے ماں باپوں و قبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔ لشکر کے آگے بطور طلیحہ روانہ ہو کر معلوم کر لیں گے کہ یہ انواہ غلط ہے۔ پس امام مہدی عجلت کو چھوڑ کر ملک کی خبر گیری کی غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے۔ اس میں کچھ عرصہ نہ گزرے گا کہ دجال ظاہر ہو جائے گا اور قبل اس کے کہ وہ دمشق پہنچے حضرت امام مہدی دمشق آچکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری و ترتیب فوج کر چکے ہوں گے۔ ایک دن لوگ نماز فجر کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ لگائے ہوئے آسمان سے دمشق کی مرکزی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع و خوش خلقی سے آپ کے ساتھ پیش آئیں گے اور فرمائیں گے: یا نبی اللہ! امامت کیجیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کرو کیونکہ تمہارے بعض، بعض کے لیے امام ہیں اور یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقتدا کریں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی پھر حضرت عیسیٰ سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں۔ وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ ہی کے تحت میں رہے گا۔ میں تو صرف قتل دجال کے واسطے آیا ہوں جس کا مارا جانا

میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔

تمام زمین حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عدل و انصاف سے (بھر جائے گی) منور و روشن ہو جائے گی۔ ظلم و بے انصافی کی بیخ کنی ہوگی۔ تمام لوگ عبادت و طاعت الہی میں سرگرمی سے مشغول ہوں گے۔ آپ کی خلافت کی میعاد تقریباً نو سال ہوگی۔ واضح رہے کہ سات سال عیسائیوں اور دیگر فتنوں اور ملک کے انتظام میں، آٹھواں سال یہودیوں اور دجال کے ساتھ جنگ و جدال میں اور نوواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گزرے گا۔ اس حساب سے آپ کی عمر 49 سال کی ہوگی۔ بعد ازاں امام مہدی علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر انھیں بیت المقدس دفن فرمائیں گے۔ اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آ جائیں گے۔“ (رسالہ علامات قیامت مؤلفہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ)

یہ سب علامات ایسی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے ساتھ مختص ہیں۔ جن میں سے ایک بھی آنجہانی مرزا قادیانی کے وقت میں نہیں پائی گئی۔



## حضرت امام مہدیؑ اور مرزا قادیانی میں مشابہت؟؟؟

مرزا قادیانی کا نام، کنیت، ماں کا نام اور باپ کا نام وغیرہ حضرت مہدیؑ سے بالکل مختلف ہے۔ اس کا حلیہ، حالات زندگی اور سیرت حضرت مہدیؑ سے بالکل مختلف اور الٹ تھی۔ احادیث مبارکہ کی رو سے حضرت مہدیؑ اولادِ فاطمہ میں سے ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی مغل برلاس قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت مہدیؑ کی والدہ محترمہ کا نام آمنہ جبکہ مرزا قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا جبکہ وہ علاقے میں گھسیٹی کے نام سے مشہور تھی۔ حضرت مہدیؑ کے والد محترم کا نام عبداللہ ہوگا جبکہ مرزا قادیانی کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا جو قادیانی روایات کے مطابق انگریزوں کا ٹاؤٹ اور بے نمازی تھا۔ حضرت مہدیؑ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے تو مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ سے بیعت کرے گی۔ بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی۔ ہذا خلیفہ اللہ المہدی فاستمعوا لہ واطیعوا۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی نے ساری زندگی مکہ کا رخ نہ کیا۔ کبھی خواب میں بھی کعبہ اللہ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی بلکہ جب مرزا قادیانی نے 23 مارچ 1889ء میں ہوشیارپور میں اپنے چیلوں سے اپنے مہدی ہونے کی بیعت لی تو اس وقت آسمان سے یہ ندا آئی ہوگی ہذا خلیفہ الشیطان فلا تسمعوا لہ ولا تطیعوا۔ پوری دنیا کے تمام مشائخ عظام و علمائے کرام اور عام مسلمانوں نے مرزا قادیانی کے اس جھوٹے دعویٰ اور اس کے کفریہ عقائد و عزائم کی تکذیب کی اور متفقہ طور پر اسے مرتد، زندیق اور واجب القتل قرار دیا۔ مکہ معظمہ کے ساتھ ساتھ تمام اسلامی ملکوں میں مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویت کی تکذیب کی تشہیر کی گئی کہ امام مہدی ملک عرب کے والی حکومت ہوں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی عرب کا بادشاہ تو کجا؟ قادیان کا نمبر دار بھی نہ تھا۔



ام المومنین حضرت ام سلمہ کی روایت میں ہے کہ امام مہدی کی بیعت بین الرکن والمقام ہوگی۔ یعنی خانہ کعبہ کے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی۔ لوگ ان کی بیعت کرنا چاہیں گے اور وہ بیعت لینے سے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کریں گے۔ لیکن پھر لوگوں کے اصرار سے بیعت لیں گے اور جہاد قائم کریں گے۔

ادھر مرزا قادیانی کو دیکھیے کہ خود لوگوں کے پیچھے پڑا رہا کہ مجھے امام مانو اور میری بیعت کرو جبکہ جہاد کے متعلق کہا کہ وہ اب موقوف ہے جو اس کا نام لے گا، وہ کافر ہے۔ اس حدیث کے رو سے جب امام مہدی علیہ الرضوان کی بیعت کا رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان واقع ہونا مسلم ہے تو معلوم ہوا کہ امام مہدی طواف کعبہ بھی کریں گے۔ لیکن دوسری طرف دیکھو تو مرزا قادیانی کوچی عی نصیب نہیں ہوا۔ ساری عمر قادیان کے گول کمرے عی میں بیعت لیتا رہا۔ خانہ کعبہ پہنچا نہ وہاں جا کر بیعت لی۔

دیگر یہ کہ حضرت امام مہدی بیعت جہاد کے لیے لیں گے۔ جیسا کہ ان کے بعد واقعات سے ثابت ہے۔ لیکن مرزا قادیانی محض ہمیری مریدی کے لیے بیعت لیتا رہا اور تحصیل زر کرتا رہا۔ جو ”حقیقت الوحی“ میں مذکور ہے اور اس طریق سے حاصل کردہ روپیہ زندگی میں ذات خاص اور اپنے اہل و عیال کے مصارف میں خرچ کرتا رہا اور بعد موت کے اپنے وارثوں کے لیے چھوڑ گیا۔

مرزا قادیانی نے لکھا کہ حضرت مہدی کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (انجام آتھم صفحہ 325 تا 328 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 325 تا 328) میں اپنے 313 چیلوں کے نام لکھے جن میں 17 افراد ایسے تھے جو مدتوں پہلے فوت ہو چکے تھے۔ گویا اس وقت مرزا قادیانی کے ساتھ صرف 296 افراد تھے۔ اس مذکورہ فہرست کے سیریل نمبر 91، 93، 96، 99، 100، 107، 113، 132، 134، 147، 148، 169، 283، 286، 293، 295 اور نمبر 310 پر درج افراد مدتوں کے فوت شدہ تھے جو مرزا قادیانی نے بغیر کسی وجہ کے اپنی لسٹ میں شامل کر لیے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اس فہرست کے سیریل نمبر 159 پر ڈاکٹر عبدالکلیم کا نام ہے جو پٹیالہ کی مشہور معروف شخصیت تھی اور تقریباً 25 سال تک مرزا قادیانی کے خاص الحاص اور

جلیل القدر مریدین میں شمار ہوتے رہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام صفحہ 808 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 537) میں ڈاکٹر عبدالکلیم کا تعارف ان الفاظ میں کروایا ہے۔

□ ”جی فی اللہ میاں عبدالکلیم خاں جو ان صالح ہے۔ علامات رشد و سعادت اس کے چہرہ سے نمایاں ہیں۔ زیرک اور فہیم آدمی ہیں۔ انگریزی زبان میں عمدہ مہارت رکھتے ہیں۔ امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کئی خدمات اسلام ان کے ہاتھ سے پوری کرے گا۔“

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کی رہنمائی کی اور ان کو شمع ہدایت سے منور فرمایا۔ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ ان سے اسلام کی خدمات لی جائیں۔ اس لیے ترک مرزائیت کے بعد ڈاکٹر صاحب نے نہایت تندی کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ مرزا قادیانی کاذب ہے، عیار ہے اور مرزا قادیانی حیرتی زندگی میں ہی عبرتناک موت سے مرے گا۔ چنانچہ ان کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور مرزا قادیانی، ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں ہی 1908ء میں عبرتناک موت سے ہمکنار ہوا۔ مرزا قادیانی اور ڈاکٹر عبدالکلیم کے درمیان سب سے بڑی وجہ جو اختلافات کا باعث بنی، وہ یہ تھی کہ مرزا غلام احمد مسلمانوں کو کافر کیوں کہتا ہے؟ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

□ ”حضرت مسیح موعود نے عبدالکلیم خاں کو جماعت (مرزائیہ) سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 49 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے مذکورہ چیلے قادیان میں کبھی ایک وقت میں اکٹھے نہیں ہوئے۔ 17 آدمی جو مردہ تھے، ان کو چھوڑ کر باقی 296 تو زندہ تھے، ان کے لیے قادیان میں جمع ہونا ممکن تھا۔ اگر وہ قادیان میں جمع نہیں ہوئے تو حدیث کی صداقت کیسے ہو سکتی ہے؟ اس کے علاوہ ایک اور دلیل سے مرزا قادیانی ہرگز مہدی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود لکھتا ہے:

□ ”سوسنٹ جماعت کا یہ مذہب ہے کہ امام محمد مہدی فوت ہو گئے ہیں اور آخری زمانہ میں انھیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا۔ لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 458 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 344 از مرزا قادیانی)

ہمیں مرزا قادیانی کے الہامی حافظہ پر حیرت اور تعجب ہے کہ اس نے پہلے تو بڑے زور و شور اور وثوق سے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر بعد میں اس سے انکاری ہو گیا۔ مرزا

قادیانی کی مندرجہ بالا عبارت میں کسی تاویل یا استعارہ کی گنجائش نہیں۔ قادیانیوں کے لیے شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ مہدی کا آنا صحیح نہیں ہے اور پھر خود ہی اس کا مدعی بن بیٹھا۔ سچ ہے کہ جب کسی کے دماغ میں فتور آ جاتا ہے تو اسے اگلی چھٹی تمام باتیں بھول جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”اس شخص کی حالت ایک مخبط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تقصیر اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 191 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 191 از مرزا قادیانی)  
 قارئین کرام! مرزا قادیانی اور حضرت مہدیؑ میں کوئی مماثلت یا مشابہت نہیں پائی جاتی البتہ مرزا قادیانی اور جھوٹے مہدی سوڈانی کے حالات وغیرہ میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:-

- 1- مرزا قادیانی 1839ء میں پیدا ہوا جبکہ مہدی سوڈانی بھی اسی سال پیدا ہوا۔
- 2- مہدی سوڈانی نے 1889ء میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ مرزا قادیانی نے بھی اسی سال مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔
- 3- مہدی سوڈانی کا نام محمد احمد تھا جبکہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے۔ دونوں کے نام میں لفظ احمد مشترک ہے۔
- 4- مہدی کاذب سوڈان میں پیدا ہوا جبکہ مرزا قادیانی قادیان میں۔
- 5- مہدی سوڈانی اپنے آپ کو عالم، فاضل اور مناظر سمجھتا تھا، جبکہ مرزا قادیانی بھی خود کو عالم، فاضل اور مناظر کہلواتا تھا۔
- 6- مہدی سوڈانی خوبصورت عورتوں کا شائق تھا جبکہ مرزا قادیانی بھی رات کو رنگین محفلیں سجاتا۔
- 7- البتہ ایک بات میں مہدی سوڈانی، مرزا قادیانی سے بڑھ کر ہے کہ مہدی سوڈانی کے پاس 3 لاکھ جان شارفوج موجود تھی جبکہ مرزا قادیانی کے پاس صرف 313 جبکہ مردے نکال کر 296 خاص چیلے تھے۔ مہدی سوڈانی نے صرف مہدویت کا دعویٰ کیا جبکہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود اور مہدی دونوں کا دعویٰ کیا۔ مہدی سوڈانی صحت مند اور کڑیل جسم کا مالک تھا جبکہ مرزا قادیانی بیماریوں کا ہسپتال تھا۔



## میں مہدی نہیں ہوں مرزا قادیانی کا اعتراف

آنجنہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے جب اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو لکھا:  
(141) ”وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی ماندہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الہی میں مقرر کیا گیا تھا، جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی، وہ میں ہی ہوں۔“

(تذکرۃ اشہاد تین صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3، 4 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 892، 893 پر)

سچے مہدی کی نشانی یہ ہے کہ وہ عیسائیوں کی فوج سے جہاد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں فتح میں عطا فرمائے گا۔ اس جہاد میں عیسائی اس قدر قتل ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی ٹوکھل جائے گی اور وہ بے سرو سامان ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ جائیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کرتے بہتوں کو جہنم رسید کر دیں گے۔ اس کے بعد حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال کی فوج کا مقابلہ کریں گے اور اسے شکست دیں گے۔ آپ کی خلافت کی معیاد آٹھ یا نو سال ہوگی۔ سات سال عیسائیوں کے فتنے کے خلاف، آٹھواں سال دجال کے ساتھ جنگ و جدال اور نوواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی منیعت میں گزرے گا۔ مرزا قادیانی کو جب ان حقائق کا علم ہوا تو بے حد پریشان ہو گیا کہ کہیں اس کے دعویٰ مہدویت سے انگریز سرکار ناراض نہ ہو جائے۔ علاوہ ازیں انہی لوگوں مہدی سوڈانی کے ہاتھوں انگریزوں کو سوڈان میں بڑی شرمناک شکست کا سامنا کرنا پڑا

تھا۔ مرزا قادیانی کے ایک مخالف نے انگریز حکومت کی توجہ ان کے دعویٰ مہدویت کی طرف دلا کر یہ الزام عائد کیا کہ وہ بھی مہدی سوڈانی کی طرح ”جہاد فی سبیل اللہ“ کریں گے۔ اس پر مرزا قادیانی کی بوکھلاہٹ قابل دید تھی۔ لہذا اس سے پہلے کہ انگریز بہادر مرزا قادیانی کے خلاف کوئی کارروائی کرتا، اس نے فوراً پینتر ابدلا اور دعویٰ مہدویت سے تائب ہو گیا۔ مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریریں ہر قادیانی کے لیے لمحہ فکریہ ہیں۔

۔ ہائے اس زود پشیمان گا پشیمان ہونا

### مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے

(142) ”یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے مہدی کی انتظار ہے جو فاطمہؑ مادر حسینؑ کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفان اسلام سے لڑائیاں کرے گا۔ مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو اور باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں میں جما ہوا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہؑ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں۔ اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں۔“

(کشف الغطاء صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 193 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 894 پر)

### میں کسی خونی مہدی کا قائل نہیں ہوں

(143) ”یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی ہاشمی قرشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہؑ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھروئے گا۔ میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں..... اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے

کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔“  
(کتاب البریہ صفحہ 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 347 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 895 پر)

مہدی کے بارے میں تمام حدیثیں ناقابل اعتبار ہیں  
(144) ”میرا اور میری جماعت کا عقیدہ مہدی کی نسبت۔ مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔“  
(حقیقت المہدی صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 429، 430 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 897، 896 پر)

مہدی کفار سے جنگ کرے گا، یہ باتیں صحیح نہیں  
(145) ”اور میں اس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسیح علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا میں ہی ہوں..... اور اس امر سے قطعاً منکر ہوں کہ آسمان سے اسلامی لڑائیوں کے لیے مسیح نازل ہوگا۔ اور کوئی شخص مہدی کے نام سے جو بنی فاطمہ سے ہوگا بادشاہ وقت ہوگا اور دونوں مل کر خوزریاں شروع کر دیں گے۔ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ باتیں ہرگز صحیح نہیں ہیں۔ راقم خاکسار، مرزا غلام احمد از قادیان۔“  
(حقیقت المہدی صفحہ 6، 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 432، 433 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 899، 898 پر)

نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو ماننے والا  
(146) ”محمد حسین ٹالوی کا مجھے مہدی سوڈانی سے مشابہت دینا کس قدر گورنمنٹ کو دھوکا دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو ماننے والا اور نہ ایسے کسی مسیح کے آنے کا انتظار رکھتا ہوں جس کا کام جہاد اور خوزری ہو تو پھر سوڈانی کو مجھ سے کیا مشابہت اور

مجھے اس سے کیا مناسبت..... گورنمنٹ عالیہ خوب دانا ہے۔ وہ کسی کا دھوکا کھا نہیں سکتی۔ لیکن چونکہ محمد حسین نے بارہا میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گویا مہدی سوڈانی سے میرے حالات مشابہ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اس لیے ضرور تھا کہ اس افترا کا میں جواب دیتا۔ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ منافقانہ کارروائیوں سے اس نے مجھے محفوظ رکھا ہے۔“

(حقیقت المہدی صفحہ 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 1437 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 900 پر)

### میں وہ مہدی نہیں ہوں

(147) ”میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو صدق من ولد فاطمة و من عترتی وغیرہ ہے۔“

(براہین احمدیہ ضمیمہ حصہ پنجم صفحہ 186 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 356 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 901 پر)

### پہلے بھی مہدی آئے، ممکن ہے آئندہ بھی آئیں

(148) ”ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ پہلے بھی کئی مہدی آئے ہوں، اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی آویں، اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام پر بھی کوئی مہدی ظاہر ہو۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 519 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 379 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 902 پر)

### مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں

(149) ”محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 457 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 344 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 903 پر)

جھوٹ بولا ہے تو قائم بھی رہو اس پر نظر  
آدی کو صاحب کردار ہونا چاہیے

قادیانی کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا تحریریں مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویت سے پہلے کی ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ بات تو ایک ہی ہے۔ ایک شخص مہدی کے تصور کا انکاری ہے اور پھر وہ خود مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ ہمارے خیال میں مرزا قادیانی ”خونی مہدی“ تھا جیسا کہ اس کا کہنا ہے:

### ”خونی مہدی“

(150) ”آخری زمانہ میں ایک خونی مہدی ظاہر ہوگا۔“

(تختہ گولڈویہ صفحہ 137 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 223 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 904 پر)

(151) ”پھر بعد اس کے مجھے 18 مارچ 1905ء کو بخار ہوا۔ پیشاب نہایت شدید درد سے آتا تھا اور پیشاب کی راہ خون آنا شروع ہوا یہاں تک کہ بہت سا خون نکلا۔“  
(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم صفحہ 446 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 905 پر)

(152) ”تھوڑی دیر کے بعد منشی الہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یویدون ان یویدا طمشک۔ یہ لوگ خون حیض تمہ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔“  
(از بعین نمبر 4 صفحہ 110 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 452 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 906 پر)

(153) ”ایک مرتبہ میں قونج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔“

(ہقیقۃ الوحی صفحہ 246 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 907 پر)





## دجال

دجال کے معنی ہیں حقیقت کو چھپانے والا، سب سے بڑا دھوکے باز اور چال باز۔ دجال کا مادہ دجل ہے جس کے معنی ہیں خلط ملط کر دینا، تلبیس یعنی شیطانی چالوں سے دوسروں کو دھوکے اور التباس میں ڈالنا، طمع سازی کرنا، حقیقت کو چھپانا، جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کرنا۔ گویا دجال میں یہ تمام منفی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں دجال سے مراد جھوٹا مسیح (اسح الدجال) ہے جو قیامت کی اہم نشانیوں میں سے ایک ہے۔ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا اور نبوت اور خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ دجال کی کئی علامات احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو امامہ مخرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا اور ایک لمبی تقریر فرمائی، اس میں دجال کا حال بھی بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو پیدا کیا ہے، اس وقت سے اب تک دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ پیدا نہیں فرمایا۔ تمام انبیا اپنی امتوں کو دجال سے خوف دلاتے رہے ہیں، چونکہ تمام انبیا علیہم السلام کے آخر میں، میں ہوں، اور تم بھی آخری امت ہو اس لیے دجال تمہیں لوگوں میں پیدا ہوگا۔ اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہو جاتا تو میں تم سب کی جانب سے اس کا مقابلہ کرتا، لیکن چونکہ وہ میرے بعد ظاہر ہوگا اس لیے ہر شخص اپنے نفس کی جانب سے اپنا بچاؤ کر لے گا۔ اللہ میری جانب سے اس کا محافظ ہوگا۔ سنو! دجال شام و عراق کے مابین مقام خلد سے ہوگا اور اپنے دائیں بائیں ملکوں میں فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو! ایمان پر ثابت قدم رہنا۔ میں تم کو اس کی وہ حالت سناتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نے بھی بیان نہیں کی۔ پہلے تو وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا، تو پھر کہے گا، میں خدا ہوں، (نعوذ باللہ) تم مرنے سے پہلے خدا کو نہیں دیکھ سکتے۔“

پھر دجال کیسے خدا ہوا؟ اس کے علاوہ وہ کانا ہوگا تمہارا رب کانا نہیں۔ اس کی پیشانی پر ک، ف، ر، لکھا ہوگا، جسے ہر مومن عالم ہو یا جاہل سب پڑھ لیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پس جب دجال ویرانے پر سے گزرے گا تو اسے حکم دے گا کہ اپنے خزانے نکال، تو اس کے خزانے اس کی ایسی اتباع کریں گے، جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سردار کی اتباع کرتی ہیں۔“ (مشکوٰۃ ترمذی جلد 2) اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ بھی ہوگی لیکن حقیقت میں وہ جنت، دوزخ ہوگی اور دوزخ، جنت ہوگی، تو جو شخص اس کی دوزخ میں ڈالا جائے، اسے چاہیے کہ سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے تو وہ دوزخ اس کے لیے ایسا ہی باغ ہو جائے گی۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا، کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں، تو کیا مجھے تو خدا مانے گا؟ وہ کہے گا، ہاں، تو دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت بنا کر آئیں گے، اور اس سے کہیں گے، کہ بیٹا اس کی اطاعت کرو، یہ تیرا رب ہے۔ اور ایک فتنہ یہ ہے کہ ایک شخص کو مار کر اور چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا اور کہے گا دیکھو میں اس بندے کو اب ملاتا ہوں، تو کیا اس کے بعد بھی میرے علاوہ کوئی دوسرے خدا کو مانو گے؟ خدا تعالیٰ اس دجال کا فتنہ پورا کرنے کے لیے اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ دجال اس سے پوچھے گا، تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہے گا کہ میرا رب اللہ ہے، اور تو خدا کا دشمن دجال ہے۔ خدا کی قسم اب تو مجھے تیرے دجال ہونے کا پورا یقین ہو گیا۔ اور دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ قَبَائِرُ السَّمَاءِ فَتَغْمِرُ وَالْأَرْضِ فَتَسْبِطُ دجال آسمان کو حکم کرے گا، تو میں برسائے گا، اور زمین کو حکم دے گا تو وہ سبزہ اگائے گی، اور اس روز چرنے والے جانور خوب موٹے تازے ہوں گے، کوکھیں بھری ہوئی، تھن دودھ سے لبریز ہوں گے، سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے کوئی خطہ زمین کا ایسا نہ ہوگا، جہاں دجال نہ پہنچا ہوگا، مکہ اور مدینہ میں داخل ہوتے وقت فرشتے اس کو نگلی نکواریوں سے روکیں گے۔ دجال ایک چھوٹی سی سرخ پہاڑی کے قریب مقیم ہو جائے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت امام مہدیؑ ملک کے بندوبست میں ہی مصروف ہوں گے کہ انواہ اڑے گی کہ دجال نے مسلمانوں پر تباہی ڈال دی ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی حضرت امام مہدیؑ ملک شام کی طرف تیاری فرمائیں گے، اور اس خبر کی تحقیق کے لیے پانچ یا نو سوار بھیجیں گے جن کے حق میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ لَا عَرِفُ اَسْمَاءَ هُمْ وَاَسْمَاءَ اَبَائِهِمْ وَالْوَانِ خِیُو

لہم ۰ (مسلم شریف صفحہ 459) میں ان مجاہدین کے نام جانتا ہوں، اور ان کے باپ دادوں کے بھی نام جانتا ہوں، اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔ وہ دجال کو کہیں نہ پائیں گے، اور واپس آ کر حضرت امام مہدی عجلتہ اللہ تعالیٰ فرجہ کو خبر دیں گے کہ یہ انواہ غلط ہے۔ اور پھر کچھ دن بعد دجال ظاہر ہو جائے گا، دجال قوم یہود میں سے ہوگا، اس کے پیروکاروں کی اکثریت یہودی اور عورتیں ہوں گی۔ (مسند احمد) وہ نوجوان مرد ہوگا وہ بھاری بھر کم جسم سرخ رنگت کا مالک ہوگا۔ عوام میں اس کا لقب مسیح ہوگا، (صحیح بخاری و مسلم) وہ ایک آنکھ سے کاٹا ہوگا۔ (صحیح مسلم) اس کے بال چھوٹے اور گھنگھریالے ہوں گے، سواری میں ایک بڑا گدھا ہوگا، اولاً اس کا ظہور ملک عراق و شام کے درمیان ہوگا، جہاں نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنا ہوگا، پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے گا (مسلم شریف) یہاں اس کے ہمراہ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ یہیں سے خدائی کا دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا، اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے لوگوں سے اپنے آپ کو خدا منوائے گا۔ لوگوں کی آزمائش کے لیے خداوند کریم اس سے بڑے بڑے عجیب و غریب کام ظاہر کرائے گا (مسلم شریف) اس کی پیشانی پر لفظ (ک، ف، ر) لکھا ہوگا (بخاری) جس کی شناخت صرف اہل ایمان ہی کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی، جس کو دوزخ سے تعبیر کرے گا، اور ایک باغ ہوگا، جس کو جنت کہے گا۔ منافقین کو آگ میں اور موافقین کو جنت میں ڈالے گا، (صحیح بخاری) اس کے پاس کھانے پینے کی چیزوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا، جس کو چاہے گا، دے گا۔ جو فرقہ اس کا مخالف ہوگا، تو اس سے اشیائے مذکورہ بند کر دے گا۔ اسی قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہنچائے گا، مگر خدا کے فضل سے اللہ کا ذکر اور تسبیح و تقدیس مسلمانوں کو کھانے پینے کا کام دے گی، (ابوداؤد) اس کے ظاہر ہونے سے دو سال پہلے قحط رہ چکا ہوگا، اور تیسرے سال دوران قحط ہی اس کا ظہور ہوگا، (ابوداؤد) زمین کے مدفون خزانے اس کے حکم سے اس کے ہمراہ ہو جائیں گے، (صحیح مسلم) بعض آدمیوں سے کہے گا: میں تمہارے ماں باپ کو زندہ کر سکتا ہوں، اس لیے تم کو چاہیے کہ میری یہ قدرت دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو۔ اور اسی حالت میں بہت سے ممالک پر اس کا گزر ہوگا، یہاں تک کہ وہ جب سرحد یمن میں پہنچے گا، اور بہت سے بددین لوگ اس کے ساتھ ہو جائیں گے، تو وہاں سے واپس ہو کر مکہ مکرمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا، مگر محافظ فرشتوں کی وجہ سے مکہ

شریف میں داخل نہ ہو سکے گا، (صحیح مسلم و بخاری شریف) اور پھر مدینہ منورہ کا رخ کرے گا، اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے، (صحیح بخاری) ہر دروازے کی محافظت کے لیے خداوند کریم دو فرشتے متعین فرمائے گا، جن کے ڈر سے دجال کی فوج مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گی۔ اور مدینہ منورہ میں تین دفعہ زلزلے آئیں گے، جس کی وجہ سے بد عقیدہ منافق لوگ خوف کی وجہ سے شہر سے نکل کر دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔ اس وقت مدینہ منورہ سے ایک بزرگ دجال سے مناظرہ کرنے کے لیے نکلیں گے اور دجال سے کہیں گے کہ تو دعویٰ دجال ملعون ہے، جس کی ہم کو اللہ کے محبوب پاک ﷺ نے خبر دی تھی، تو دجال غصہ میں آ کر اس بزرگ کو آڑے سے چیر کر اس کے دو ٹکڑے علیحدہ علیحدہ پھینک دے گا، اور پھر اپنے دعویٰ خدا کی کالوگوں کو یقین دلانے کے لیے اس کو یعنی اس بزرگ کے ٹکڑوں کو پھر زندہ کر دے گا، لیکن وہ بزرگ پھر زندہ ہونے کے بعد دجال کو کہیں گے کہ اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا ہے کہ تو دعویٰ مردود دجال ہے۔ دجال پھر غصہ میں آ کر اس بزرگ کو پھر ذبح کرنے کا حکم دے گا، لیکن اب ناکام ہوگا۔ پھر وہ اس بزرگ کو اپنی تیار کی ہوئی دوزخ میں ڈال دے گا، لیکن وہ آگ خداوند کریم کی قدرت سے آپ کے لیے گلزار بن جائے گی، اس کے بعد دجال کسی بھی مردہ کو زندہ کرنے کی قدرت نہ پائے گا، پھر یہاں سے ملک شام کی طرف روانہ ہو جائے گا، اور اس کے وہاں جانے سے پہلے حضرت امام مہدی علیہ السلام دمشق آچکے ہوں گے، اور دجال کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری کی، یعنی ترحیب فوج اور جنگی سامان تقسیم کریں گے کہ ایک دن لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر تکیہ کیے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینارہ پر جلوہ افروز ہوں گے اور حضرت امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے، (صحیح مسلم شریف) اور امام مہدی نہایت اٹھاری اور خوش خلقی کے ساتھ آپ سے پیش آئیں گے، (مسلم شریف) اور فرمائیں گے، یا نبی اللہ! امامت کیجیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تمہیں کرو، کیونکہ یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے۔ پس حضرت امام مہدی نماز پڑھائیں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت امام مہدی علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح آپ چاہیں، انجام دیں۔ وہ فرمائیں گے یہ کام آپ ہی انجام دیں، میں تو صرف

دجال کو قتل کرنے کے لیے آیا ہوں، جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔ جب رات گزر جائے گی، تو صبح کو حضرت امام مہدی علیہ السلام فوج لے کر میدان جنگ میں تشریف لائیں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، کہ میرے لیے گھوڑا اور نیزہ لاؤ، تاکہ اس ملعون کے شر سے زمین کو پاک کر دوں۔ پس حضرت عیسیٰ دجال پر اور اسلامی فوج دجال کے لشکر پر حملہ آور ہوگی، اور خوب گھمسان کی جنگ ہوگی۔ اس وقت دم عیسوی میں یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر جائے گی، وہاں تک ہی دم عیسوی مار کرے گی (مسلم شریف) اور جس کافر تک آپ کا سانس پہنچے گا تو وہ وہیں نیست و نابود ہو جایا کرے گا۔ دجال آپ کے مقابلہ سے بھاگے گا، آپ اس کا تعاقب کریں گے، اور مقام لد میں جائیں گے، اور نیزے سے اس کا کام تمام کر کے لوگوں پر اس کی ہلاکت کا اظہار کریں گے۔ کہتے ہیں، کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل نہ بھی کرتے، تو بھی وہ آپ کے سانس سے اس طرح پھیل جاتا، جیسے نمک پانی میں۔ (صحیح مسلم، ابن ماجہ)

اسلامی فوج دجال کے لشکر کے قتل و غارت کرنے میں مشغول ہو جائے گی، اور ان یہودیوں کو جو دجال کے لشکر میں ہوں گے ان کو اس وقت کوئی چیز پناہ نہ دے گی، یہاں تک کہ اگر شام کے وقت کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں ان میں سے کوئی چھپا ہوگا، تو وہ درخت اور پتھر بھی آواز دے گا، کہ اے خدا کے بندو! اس یہودی کو پکڑو، اور اس کو قتل کرو، مگر درخت غرقہ ان کو پناہ دے کر چھپائے رکھے گا۔ زمین پر دجال کے شر و فساد کا زمانہ چالیس روز تک رہے گا، (ترمذی) جن میں ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک مہینہ کے برابر، ایک دن ایک ہفتہ کے برابر، باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ دجال کا فتنہ ختم ہونے کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن شہروں میں دجال نے فساد پھیلا رکھا تھا، دورہ فرمائیں گے۔ دجال سے تکلیف اٹھائے ہوئے لوگوں کو خدا کے یہاں اجر عظیم ملنے کی خوشخبری دے کر دلاسا و تسلی دیں گے، اور اپنے انعام و اکرام سے ان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے۔

خروج دجال کے متعلق عقیدہ رکھنا کتنا اہم اور فتنہ دجال کی ہمارے دینی لٹریچر میں کتنی اہمیت ہے، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ حدیث کی تمام مستند کتابوں میں اس کا ذکر تو اتر سے موجود ہے۔ امام بخاری نے دجال پر ایک خصوصی باب مختص کیا ہے اور صحیح

بخاری میں 51 مرتبہ دجال کا ذکر آیا ہے۔ صحیح مسلم میں بھی دجال پر ایک باب قائم ہے اور صحیح مسلم میں لفظ دجال 65 مرتبہ مذکور ہے۔ سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں بھی دجال پر ابواب موجود ہیں اور ان دونوں مجموعہ ہائے احادیث میں لفظ دجال بالترتیب 28 اور 33 مرتبہ آیا ہے۔ سنن ابن ماجہ میں لفظ دجال 18 مرتبہ، مسند احمد میں 206 مرتبہ، مؤطا امام مالک میں 5 مرتبہ آیا ہے۔ امام ابو یعلیٰ، امام بزار، امام طبری، امام ابن ماجہ، امام بیہقی رحمہم اللہ کے اپنے اپنے مرتب کردہ مجموعہ ہائے احادیث میں دجال کا لفظ اتنی بار مذکور ہے کہ اس کی حیثیت ایک ذخیرے کی سی ہے اور ان کا شمار کرنا تقریباً ناممکن امر ہے۔ امام حاکم، امام قرطبی، نعیم بن حماد، ابن کثیر، علامہ برزنجی اور شیخ یوسف مقدسی کے مرتب کردہ مجموعہ ہائے احادیث میں بھی دجال سے متعلق کثرت سے روایات موجود ہیں۔



## دجال، مرزا قادیانی کی نظر میں

### حضور نبی کریم ﷺ کی توہین

(154) ”ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقتِ کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی علی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور قشابہ اور امور قشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تنہیم بذریعہ انسانی قوتی کے ممکن ہے، اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 473 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 473 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 908 پر)

اس کے یہ معنی ہوئے کہ (نعوذ باللہ) جس بات کو حضور سید المرسلین ﷺ نہ سمجھ سکے تھے، مرزا قادیانی ملعون پر اس کی حقیقتِ کاملہ باوجود فاسد الایمان، ناقص العلم والعمل، مجسرہ امراض، تارک صلوٰۃ، تارک صوم، تارک زکوٰۃ، تارک حج، منکر جہاد، عیش کوشی، دنیا طلبی، صلیب پرستی، مسیلمہ کذاب اور اس قماش کے دوسرے دجالوں کے نمونوں کی موجودگی کے باعث موبہو منکشف ہو گئی تھی۔ مرزا قادیانی پر دجال کی حقیقتِ کاملہ کا جو موبہو انکشاف ہوا، اس کی حقیقت مندرجہ ذیل مرزائی خرافات سے ظاہر ہوگی۔

## دجال کا گدھا اور ریل گاڑی

(155) ”ایک بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے جس کے بین الاذنین کا اندازہ ستر باع کیا گیا ہے اور ریل کی گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دخان کے زور سے چلتی ہیں جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی ﷺ نے کھلے کھلے طور پر ریل گاڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے چونکہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے جن کا امام و مقتدا یہی دجالی گروہ ہے۔ اس لیے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 398 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 493 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 909 پر)

## دجال..... پادریوں کا گروہ

□ ”پاپا یہ ثبوت پہنچ گیا کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی، یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 496 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 366 از مرزا قادیانی)

## دجال..... اس زمانہ کے پادری

□ ”میرا مذہب یہ ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 488 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 362 از مرزا قادیانی)

## دجال سے مراد جھوٹوں کا گروہ

□ ”لغت میں دجال جھوٹوں کے گروہ کو کہتے ہیں جو باطل کو حق کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں اور خلق اللہ کے گمراہ کرنے کے لیے مکر اور تلبیس کو کام میں لاتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 362 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 362 از مرزا قادیانی)



## دجال.....خدا کے کلام میں تحریف کرنے والا

□ ”دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور گمراہ کرنے والا اور خدا کے کلام کی تحریف کرنے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں۔ سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ اس کام میں سب سے بڑھ کر ہیں..... پس اسی وجہ سے وہ دجال اکبر ہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق دوسرے کسی دجال کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ دجالی گر جا سے نکلے گا اور جس قوم میں سے ہوگا، وہ قوم تمام دنیا میں سلطنت کرے گی۔“  
(حقیقۃ الوحی صفحہ 456 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 456 از مرزا قادیانی)

## دجال سے مراد..... با اقبال قومیں

□ ”ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد با اقبال قومیں ہوں اور گدھا ان کا بھی ریل ہو جو مشرق اور مغرب کے ملکوں میں ہزار ہا کوسوں تک چلتے دیکھتے ہو۔“  
(ازالہ اوہام صفحہ 174 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 174 از مرزا قادیانی)

## دجال سے مراد..... عیسائیت کا بھوت

□ ”اس شیطان (دجال) کا نام دوسرے لفظوں میں عیسائیت کا بھوت ہے۔ یہ بھوت آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عیسائی گرجا میں قید تھا اور صرف جبارہ کے ذریعہ سے اسلامی اخبار معلوم کرتا تھا۔ پھر قرونِ ثلاثہ کے بعد بموجب خیر انبیاء علیہم السلام کے اس بھوت نے رہائی پائی اور ہر روز اس کی طاقت بڑھتی گئی، یہاں تک کہ تیرہویں صدی ہجری میں بڑے زور سے اس نے خروج کیا۔ اسی بھوت کا نام دجال ہے جس نے سمجھنا جو سمجھ لے اور اسی بھوت سے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے اخیر میں ولا الضالین کی دعا میں ڈرایا ہے۔“  
(حقیقۃ الوحی صفحہ 45 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 45 از مرزا قادیانی)

## پادری سب سے بڑے دجال

□ ”یہ بات کسی پہلو سے درست نہیں ٹھہر سکتی کہ حال کے پادریوں کے سوا کوئی

اور بھی دجال ہے جو ان سے بڑا ہے کیونکہ جبکہ خدا نے اپنی پاک کلام میں سب سے بڑا یہی دجال بیان فرمایا ہے تو نہایت بے ایمانی ہوگی کہ خدا کی کلام کی مخالفت کر کے کسی اور کو بڑا دجال ٹھہرایا جائے۔“

(انجام آتھم صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 47 از مرزا قادیانی)

### دجال اکبر..... پادریوں کا فتنہ

□ ”قرآن نے تو اپنے صریح لفظوں میں دجال اکبر پادریوں کو ٹھہرایا اور ان کے دجل کو ایسا عظیم الشان دجل قرار دیا کہ قریب ہے جو اس سے زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں، اور حدیث نے مسیح موعود کی حقیقی علامت یہ بتلائی کہ اس کے ہاتھ پر کسر صلیب ہوگا اور وہ دجال اکبر کو قتل کرے گا۔ ہمارے نادان مولوی نہیں سوچتے کہ جبکہ مسیح موعود کا خاص کام کسر صلیب اور قتل دجال اکبر ہے، اور قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ بڑا دجل اور بڑا فتنہ جس سے قریب ہے کہ نظام اس عالم کا درہم برہم ہو جائے اور خاتمہ اس دنیا کا ہو جائے، وہ پادریوں کا فتنہ ہے تو اس سے صاف طور پر کھل گیا کہ پادریوں کے سوا اور کوئی دجال اکبر نہیں ہے اور جو شخص اب اس فتنہ کے ظہور کے بعد اور کی انتظار کرے، وہ قرآن کا کذب ہے۔“

(انجام آتھم صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 47 از مرزا قادیانی)

### دجال معبود..... پادریوں کا گروہ

□ ”پس ظاہر ہے کہ یہ کرہن قوموں اور تہذیب کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں اور سحر کے اس کامل درجہ کا نمونہ ہے جو بجز اول درجہ کے دجال کے جو دجال معبود ہے اور کسی سے ظہور پذیر نہیں ہو سکتیں۔ لہذا انہی لوگوں کو جو پادری صاحبوں کا گروہ ہے، دجال معبود ماننا پڑا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 365 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 365 از مرزا قادیانی)

## دجال.....شیطان کا اسم اعظم

□ ”مسح الدجال جس کا ترجمہ ہے کہ خلیفۃ ابلیس کیونکہ دجال ابلیس کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو اس کا اسم اعظم ہے..... اور یہی ہمارا مذہب ہے کہ دراصل دجال شیطان کا اسم اعظم ہے جو بمقابلہ خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کے ہے جو اللہ الحیی القیوم ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ نہ حقیقی طور پر دجال یہود کو کہہ سکتے ہیں نہ نصاریٰ کے پادریوں کو اور نہ کسی اور قوم کو، کیونکہ یہ سب خدا کے عاجز بندے ہیں۔“

(تختہ گولڑویہ صفحہ 182، 183 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 268، 269 از مرزا قادیانی)

## شیطان.....دجال

□ ”قرآن شریف اُس فحش کو جس کا نام حدیثوں میں دجال ہے، شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمٍ يَتَعَنُونَ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ۔ یعنی شیطان نے جناب الہی میں عرض کی کہ میں اس وقت تک ہلاک نہ کیا جاؤں جب تک کہ وہ مردے جن کے دل مر گئے ہیں، دوبارہ زندہ ہوں۔ خدا نے کہا کہ میں نے تجھے اُس وقت تک مہلت دی۔ سو وہ دجال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے، وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 41 از مرزا قادیانی)

## ناس سے مراد.....دجال

□ ”اسی کی طرف قرآن شریف کی اس ترتیب کا اشارہ ہے کہ وہ الحمد للہ رب العلمین سے شروع کیا گیا اور اس آیت پر ختم کیا گیا ہے۔ الَّذِي يَوْمَسُّ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ۔ پس لفظ ناس سے مراد اس جگہ بھی دجال ہے۔“

(ایام اصلاح صفحہ 70 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 296 از مرزا قادیانی)

مکرم قارئین! دجال کے بارے میں آچھے نے مرزا قادیانی کی تضاد بیانات ملاحظہ کیں۔ اس تناقض کے بارے میں اس کا کہنا ہے:

## پر لے درجے کا جاہل

□ ”جو پر لے درجہ کا جاہل ہو، جو اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے۔“

(ست بچن صفحہ 29 (حاشیہ) مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 141 از مرزا قادیانی)

یہ مختلف بیانات ہیں جو مرزا قادیانی پر تعلیمات اسلام سے روگردان ہونے کے بعد ٹیچی ٹیچی کے فیضانِ اکتا سے منکشف ہوئے۔

## دجال ایک جماعت ہے..... منہم

□ ”ہم پہلے اس سے قرآن شریف سے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی ایک شخص اور اس حدیث مذکورہ بالا میں جو دجال کے لیے جمع کے صیغے استعمال کیے گئے ہیں جیسے یختلون اور یلبسون اور یفترون اور یجترون اور اولشک اور منہم یہ بھی باواز بند پکار رہے ہیں کہ دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان۔“

(تخذ گلاویہ صفحہ 150 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 236 از مرزا قادیانی)

## میری جماعت..... منہم

□ ”جو صحیح موعود کی جماعت ہے جن کی نسبت قرآن شریف فرماتا ہے واخوین منہم لما یلحقوا بہم۔“

(تخذ گلاویہ صفحہ 132 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 218 از مرزا قادیانی)

## مرزا قادیانی کی دجالیت..... حدیث میں تحریف

مرزا قادیانی اپنی کتاب ”تخذ گلاویہ“ میں لکھتا ہے:

(156) ”وہ احادیث واضحہ جو قرآن کی منشاء کے موافق دجال کی حقیقت ظاہر کرتی ہیں،

اگرچہ بہت ہیں مگر ہم اس جگہ بطور نمونہ ایک اُن میں سے ذریعہ کرتے ہیں۔“

وہ حدیث یہ ہے:- ینخرج فی اخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالذین۔  
 یلبسون للناس جلود الضان من الذین۔ السنتم احلی من العسل و قلوبهم  
 قلوب الذیاب یقول اللہ عز وجل ابی یغترون ام علی یجترون۔ حتی حلف  
 لابی عن علی اولئک منهم فتنۃ۔ (الخ) (کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ 174)۔ یعنی آخری  
 زمانہ میں دجال ظاہر ہوگا وہ ایک مذہبی گروہ ہوگا جو زمین پر جا بجا خروج کرے گا اور وہ لوگ  
 دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی ان کو اپنے دین میں داخل کرنے کے  
 لئے بہت سامان پیش کریں گے اور ہر قسم کے آرام اور لذات دنیوی کی طمع دیں گے اور اس  
 غرض سے کہ کوئی ان کے دین میں داخل ہو جائے، بھیڑوں کی پوتیں پہن کر آئیں گے۔ ان  
 کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے اور خدائے  
 عزوجل فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ میرے علم پر مغرور ہو رہے ہیں کہ میں ان کو جلد تر نہیں پکڑتا  
 اور کیا یہ لوگ میرے پر افترا کرنے میں دلیری کر رہے ہیں یعنی میری کتابوں کی تحریف کرنے  
 میں کیوں اس قدر مشغول ہیں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں انہی میں سے اور انہی کی قوم میں  
 سے ان پر ایک فتنہ برپا کروں گا۔ دیکھو کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 174۔ اب بتلاؤ کہ کیا  
 اس حدیث سے دجال ایک شخص معلوم ہوتا ہے اور کیا یہ تمام اوصاف جو دجال کے لکھے گئے  
 ہیں، یہ آج کل کسی قوم پر صادق آ رہی ہیں یا نہیں؟“

(تحفہ گوڑویہ صفحہ 149، 150 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 235، 236، از مرزا قادیانی)  
 (عکس صفحہ نمبر 910، 911 پر)

مذکورہ عبارت میں مرزا قادیانی کی دجالیت ملاحظہ کریں کہ اس نے حضور نبی کریم  
 ﷺ کی ایک حدیث نقل کی ہے جس میں لفظ دجال تحریر کیا۔ حالانکہ حدیث مبارکہ کے اصل  
 الفاظ میں لفظ رجال ہے۔ یہ حدیث مبارکہ کنز العمال میں درج ہے جس کے مرتب نے یہ  
 حدیث مبارکہ جامع ترمذی سے لی ہے۔ یہ دونوں نسخے میرے پاس موجود ہیں۔ ان دونوں  
 جگہ حدیث میں لفظ رجال استعمال ہوا ہے۔ مرزا قادیانی نے سوچا ہوگا کہ 15، 20 جلدوں پر  
 مشتمل احادیث کے مجموعہ کنز العمال کو کون پڑھے گا اور کون دیکھے گا؟ لہذا اس میں تحریف  
 کر کے رجال کی جگہ دجال لکھ دیا۔ ممکن ہے کوئی قادیانی اپنے ”سیح موعود“ کے دفاع میں یہ  
 تاویل پیش کرے کہ مرزا قادیانی نے کنز العمال کی جلد نمبر 7 کا حوالہ دیا ہے وہاں لفظ رجال

نہیں بلکہ دجال ہی ہے۔ اس کے جواب میں قادیانیوں سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ اس کے ثبوت میں اس جلد کا عکس پیش کریں۔ ہمیں سو فیصد یقین ہے کہ وہاں لفظ رجال ہے، دجال نہیں۔ اور اگر چند لمحوں کے لئے یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ اس جلد میں کتابت کی غلطی سے لفظ رجال کی جگہ دجال لکھا گیا ہے تو پھر مرزا قادیانی کے ان دعوؤں کا کیا بنے گا جس میں وہ کہتا ہے:

مرزا قادیانی کا الہام ہے:

□ "اعلموا ان فضل الله معي وان روح الله ينطق في نفسي"

ترجمہ: "جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے ساتھ بول رہی ہے۔"

(انجام آقہم صفحہ 176 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 176 از مرزا قادیانی)

□ "یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی

اعجاز نمائی کو انشا پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔"

(نزول اسحٰ ص 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی)

□ "وان الله لا يتركني على خطأ طرفة عين و يعصمني من كل مين و

يحفظني من سبل الشياطين."

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا

اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے میری حفاظت کرتا ہے۔"

(نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی)

## اصل حدیث

(157) "قال رسول الله ﷺ يخرج في آخر الزمان رجال يختلون الدنيا

بالدين. يلبسون للناس جلود الضان من الدين. السننهم احلى من السكر و

قلوبهم قلوب الذباب يقول الله ابي يغترون ام على يجترون. حتى حلف لابعثن

على اولئك منهم فتنة تدع العليم منهم حيرانا." (الفتح) (کنز العمال جلد نمبر 14

صفحہ 210، حدیث نمبر 38443، جامع ترمذی صفحہ 548)۔ (کنز نمبر 915912 پر)

اہم بات یہ ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں جس خبیث گروہ کا تذکرہ ہے، وہ قادیانی گروہ معلوم ہوتا ہے۔ قادیانیوں میں وہ سب نشانیاں موجود ہیں جو اس حدیث پاک میں مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادیانیوں کے شر سے ہر مسلمان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین!

### اعتراف

□ ”ایک نئے معنی اپنی طرف سے گز لینا بھی تو الحاد اور تحریف ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچائے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 745 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 3 صفحہ 501، از مرزا قادیانی)



## دجال اور مرزا قادیانی میں حیران کن مشابہت

قارئین محترم! گذشتہ صفحات میں آپ نے مرزا قادیانی کے حالات زندگی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں دجال کی نشانیاں پڑھیں۔ میرے خیال میں دجال اور مرزا قادیانی کے حالات و واقعات میں کئی ایک باتیں مشترک ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:-

1- دجال کا فتنہ بہت بڑا ہوگا جس سے امت مسلمہ کو بے حد نقصان پہنچے گا جبکہ مرزا قادیانی کا بڑا کردہ فتنہ ”قادیانیت“ بھی ایک بڑا فتنہ ہے جس نے عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچایا اور موجودہ دور میں بھی دشمنان اسلام کی سرپرستی میں یہ فتنہ اپنی ریشہ دوانیوں سے امت مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہا ہے۔

2- حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے یہ علامات نہ ہو چکے کہ دو جماعتوں میں جنگ عظیم رونما ہو، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ تقریباً 30 دجال کاذب دنیا میں نہ آ چکیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں (روایت کیا اس کو امام بخاریؒ اور مسلمؒ اور امام احمدؒ نے)۔“

مفتی محمد شفیعؒ اس حدیث مبارکہ کی تشریح کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

”اس حدیث میں آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو دجال و کذاب فرمایا گیا ہے، جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی اور بھی زیادہ تصریح ہے۔ اس جگہ پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر ہر مدعی نبوت دجال و کذاب ہے تو پھر تمہیں کا عدد صادق نہیں آتا، کیونکہ مدعی نبوت تو تمہیں سے بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور نہ معلوم اور کتنے ہوں گے؟“



حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا ہے:  
ولیس المراد بالحديث من ادعى النبوة مطلقاً فانهم لا يحصون كثرة  
لكون غالبهم ينشأ لهم ذلك عن جنون و وسوء وانما المراد من قامت له  
الشوكة. (فتح الباری صفحہ 455 ج 6)

”اور ہر مدعی نبوت مطلقاً اس حدیث میں مراد نہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کے بعد  
مدعی نبوت تو بے شمار ہوئے ہیں، کیونکہ یہ بے بنیاد دعوے عموماً جنون یا سوداویت سے پیدا  
ہوتے ہیں، بلکہ اس حدیث میں جن تمیں دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو  
جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے قبیح زیادہ ہو جائیں۔“

حافظ کی اس عبارت سے جس طرح مذکورۃ الصدر سوال کا شافی جواب معلوم ہو گیا  
کہ اگرچہ مدعی نبوت بھی کذاب ہیں مگر حدیث میں 30 کے عدد سے وہ مدعی نبوت مراد ہیں  
جن کی شوکت و حشمت قائم ہو جائے اور ان کے ماننے والوں کی کوئی جماعت پیدا ہو جائے،  
اسی طرح دو اور فائدے معلوم ہوئے۔ اول یہ کہ اس قسم کے دعوائے نبوت آج کل عموماً جنون  
یا سوداویت کا کرشمہ ہوتے ہیں۔ دوم یہ کہ کسی مدعی نبوت کی شوکت و حشمت کا قائم ہو جانا یا  
اس کے مذہب کا رواج پانا اور اس کے قبیحین کا زیادہ ہو جانا یہ اس کی سچائی یا حقانیت کی دلیل  
نہیں ہو سکتی، ہاں اس کی دلیل ہوتی ہے کہ کوئی معمولی حقیقتی نہیں ہے، بلکہ ان ہی تمیں دجالوں  
کی فہرست میں کا ایک نمبری جھوٹا ہے، جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔

اب مرزا قادیانی کا اپنے مریدین کی کثرت یا مذہب کے رواج یا لوگوں کے  
اموال بٹورنے پر فخر کرنا اور اس کو اپنی حقانیت کی دلیل بلکہ معجزہ قرار دینا جس درجہ کی دلیل  
ہے وہ بھی ظاہر ہو گیا، اور معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی ان تمیں دجالوں میں سے بڑا رتبہ رکھتا  
ہے، سچ ہے۔

وكان امراً من جند ابليس فارثقى

به الحال حتى صار ابليس من جنده

”وہ ابلیس کے لشکر کا ایک آدمی تھا پھر اس کی ترقی ہو گئی یہاں تک کہ ابلیس بھی

اس کا ایک لشکری بن گیا۔“ (ختم نبوت کامل از مفتی محمد شفیع)

3۔ دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا جبکہ مرزا قادیانی نے بھی خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔

□ ”ورایتی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ہو“  
ترجمہ ”میں (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔  
میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔“

(آئینہ تکلمات اسلام صفحہ 564، مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 564 از مرزا قادیانی)

□ ”میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔“  
(کتاب البریہ صفحہ 85، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 103 از مرزا قادیانی)

□ ”آواہن (بھاتیرے اندر اتر آیا۔)“  
(کتاب البریہ صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 102 از مرزا قادیانی)

□ ”تو جس بات کا الالادہ کرتا ہے، وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔“  
(حقیقت الوحی صفحہ 108، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 108 از مرزا قادیانی)  
4۔ دجال نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے گا جبکہ مرزا قادیانی نے بھی نبی اور رسول  
ہونے کا دعویٰ کیا۔

□ ”تیسری بات جو اس روح سے ثابت ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب  
نک کہ ظالمون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی خونخوار تباہی سے محفوظ  
رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔“

(دافع البلاء صفحہ 114، روحانی خزائن نمبر 18 صفحہ 230 از مرزا قادیانی)

□ ”اور میں اس خدا کی قسم نکھانہ کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی  
نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا  
ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچے  
ہیں۔“ (حقیقت الوحی صفحہ 387، روحانی خزائن نمبر 22 صفحہ 503 از مرزا قادیانی)

□ ”ہم کو نئے نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم  
سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صابر و جود و وجودہ نیز من فرق

بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی و ماری اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منهم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعودؑ خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 158 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

□ ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء صفحہ 11، مندرجہ روحانی خزائن نمبر 18 صفحہ 231 از مرزا قادیانی)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا قادیانی کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا قادیانی رسول نہیں ہے تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ)!

5- دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں کبھی داخل نہ ہو سکے گا۔ مرزا قادیانی بھی صاحب استطاعت ہونے کے باوجود تمام عمر مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہو سکا۔

6- دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا جبکہ مرزا قادیانی بھی ایک آنکھ سے تقریباً کانا تھا۔ قارئین کرام اس کی تصویر دیکھ کر اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

7- دجال کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ حقیقت میں اس کی جنت دوزخ ہوگی اور

اس کی دوزخ جنت ہوگی۔ مرزا قادیانی نے بھی اپنے نہ ماننے والوں کو جہنمی کہا۔ حقیقت میں

جو لوگ اس پر ایمان لائے، وہ جہنمی ہوئے اور جن لوگوں نے اس کی تکذیب اور سرکوبی کی، وہ

خوش نصیب جنت کے مستحق ٹھہرے۔ اس طرح قادیانی آج کل اپنے مذہب کی تبلیغ و ترویج

کے لیے مسلمانوں کو ہر قسم کا لالچ دیتے ہیں۔ قادیانی اپنے مشن کے مطابق مسلمانوں بالخصوص

نوجوانوں کو دولت، خوبصورت لڑکیوں، مکان، ملازمت اور امریکہ و برطانیہ وغیرہ کے ویزا کا

لالچ دیتے ہیں جس سے ہمارے اکثر سادہ لوح مسلمان جو دین اسلام کے بارے میں محدود

علم رکھتے ہیں، بد قسمتی سے اس سنہری جال میں پھنس جاتے ہیں اور پھر تمام عمر ان کے لیے اس

جال سے لکنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ چند روزہ زندگی کی عیش و عشرت

اور پڑ آسائش لحات کے بدلے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آخرت کا عذاب خرید لیتے ہیں۔

8- دجال گدھے پر سواری کرے گا جبکہ مرزا قادیانی نے ریل گاڑی کو دجال کی سواری کہا جبکہ اس نے خود ریل گاڑی پر اکثر و بیشتر سفر کیا بلکہ جب مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو برائڈر تھ روڈ لاہور میں ہیضہ کی عبرتناک بیماری سے مرا تو اس کی لاش مال گاڑی کے ذریعے لاہور سے قادیان لے جائی گئی۔ گویا آخری سفر بھی دجال کی سواری پر کیا۔

خُر دجال یہ کیسا کہ جس پر ثانی عیسیٰ  
بایں شان و بایں منصب کرایہ دے کے چڑھتا ہے

9- دجال قوم یہود میں سے ہوگا۔ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ (توبہ: 30) قرآن مجید اس کی سخت تردید اور مذمت کرتا ہے۔ (مریم: 90 تا 92) مرزا قادیانی کا بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔ مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ ”انت منی بمنزلۃ اولادی“ (ترجمہ) ”اے مرزا! تو میرے نزدیک میری اولاد کی طرح ہے۔“ (“تذکرہ“ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم صفحہ 345 از مرزا قادیانی) اس طرح قوم یہود کا عقیدہ ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ (النساء: 157) مرزا قادیانی کا بھی دعویٰ ہے کہ ”اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لیے ہے ایک تو ایک نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو مارنے کے لیے، دوسرا شیطان کو مارنے کے لیے۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 398 طبع جدید از مرزا قادیانی) یہودی حضرت مریم علیہ السلام کی پاک دامنی کے خلاف تھے۔ مرزا قادیانی بھی حضرت مریم علیہا السلام کو شان میں بے حد بکواس کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف جنگ میں دجال کی فوج میں اکثریت یہودیوں کی ہوگی اور یہ بات روز روشن کی طرح پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اسرائیل کی فوج میں 600 قادیانی بھرتی ہو گئے ہیں اور وہاں مختلف عہدوں پر رضا کارانہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور 15 اکتوبر 2008ء)



تہذیب حاضرہ میں!

حیات و نزول  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 اور قادیانیت

حیات مسیح علیہ السلام کو بیان کرنا قرآن و حدیث کی تائید اور عیسائیت کی تردید ہے اور وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنا یہودیت کی تصدیق ہے۔ یہودیت کی حمایت اور اس کی اتباع قادیانیوں کو مبارک ہو! مسلمان تو مغضوب علیہ قوم کی موافقت نہیں کر سکتے۔ دراصل قادیانیوں نے وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ کھڑا کر کے عیسائیت کی تردید نہیں بلکہ تائید کی ہے کیونکہ وفات مسیح علیہ السلام ماننے سے عیسائیت کے مسئلہ کفارہ مسیح کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

آنجنابی مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم بننے کے لیے جن ارتقائی مراحل سے گزرا، جو جو پا پڑ بیٹے، جو مضحکہ خیز تاویلات کیں، جو تضاد بیانات کیں، اور اس دعویٰ میں جو قلابازیاں کھائیں، وہ اسی کا حصہ ہے۔ ضمیر نام کی کوئی چیز اگر اس میں موجود ہوتی تو شاید وہ یہ دعویٰ نہ کرتا۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود ہے، اور اس کے ادعا کی اصل بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کا مسئلہ ہے، یعنی اگر قرآن و حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ ثابت ہو تو مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط ہے اور اگر وفات عیسیٰ کا عقیدہ ثابت ہو تو مرزا قادیانی کا دعویٰ زیر بحث آ سکتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

### قرآن و حدیث کے مخالف اعتقاد رکھنے والا

(158) ”ایسے شخص کی نسبت، جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے، ولایت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے، بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے، اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھادے تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا، بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے..... اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لائق دعویٰ امر ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن و حدیث اس دعوے کے مخالف ہیں، اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا مسئلہ ہے، کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر درحقیقت قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت مسیح

علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ پر ایک نشان کیا بلکہ لاکھ نشان بھی دکھا دے تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق نہیں ہوں گے کیونکہ قرآن ان کی مخالف شہادت دیتا ہے۔ غایت کار وہ استدراج سمجھے جائیں گے، لہذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے، مسیح بن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے، جس کا طے ہو جانا ضروری ہے، کیونکہ مخالف قرآن و حدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں، ہاں ان نادانوں کا کام ہے جو قرآن و حدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 220، 221 طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 916، 917 پر)

## صدق و کذب آزمانے کے لیے..... قرآن

(159) مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

”ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آزمانے کے لیے سرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل سچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کے زو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے، اس کو سوچو۔“

(تخذہ گولڈویہ (حاشیہ) صفحہ 102 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 264 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 918 پر)

مرزا قادیانی کی یہ دونوں عبارتیں مزید کسی حاشیہ و تشریح کی محتاج ہیں، ان کا صاف صاف مدعا یہ ہے کہ اگر قرآن و حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہو تو مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت سرے سے غلط ہے اور اس صورت میں مرزا قادیانی کو ولی یا مجدد تو کجا؟ مسلمان بھی تصور نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اسے دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جائے گا، اور اگر وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں لاکھ نشان بھی دکھائے تو اسے مکر و فریب اور استدراج ہی سمجھا جائے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے:

- 1- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و ممات سے مرزا قادیانی کے دعویٰ کو کیا تعلق ہے؟
  - 2- اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت ہو جائے تو کیا مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت و مہدویت ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں؟
- بہر حال اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود مرزا قادیانی اپنے اس دعویٰ میں کہاں تک کامیاب ہوا، اس کا فیصلہ قارئین کرام خود کریں۔ یاد رہے کہ ابتدا میں مرزا قادیانی کے وہی عقائد تھے جو عام مسلمانوں کے ہیں۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

### ہمارا مذہب

(160) ”وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔“

(ایام الصلح صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 323 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 919 پر)

تمام امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالیے گئے ہیں اور آخر زمانے (قرب قیامت) میں دوبارہ نازل ہوں گے۔ 52 سال تک مرزا قادیانی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور آسمان سے دوبارہ زمین پر تشریف آوری کا قائل تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

### حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے

(161) ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله. (القف: 9) یہ آیت جسمانی اور سیاسی کلی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی



ہے، اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ جلد اول تا چہارم صفحہ 449 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 920 پر)

حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے

(162) ”عسی ربکم ان یوحم علیکم و ان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیراً۔ (بنی اسرائیل: 8) خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے، اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالتی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفیق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے، اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ بحرین کے لیے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔“

(براہین احمدیہ جلد اول تا چہارم صفحہ 505، 506 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 ص 601، 602 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 921، 922 پر)

حضرت مسیح آسمانوں پر جا بیٹھے

(163) ”حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 381 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 431 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 923 پر)

## نزول مسیح کی پیش گوئی، قرآن مجید میں

(164) ”اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیشگوئی موجود ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 675 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 464 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 924 پر)

## نزول مسیح کی پیش گوئی، انجیل میں

(165) ”مسیح کے صلیب سے بچ جانے کے لیے یہ آیت جو متی 16 باب میں پائی جاتی ہے، بڑا ثبوت ہے۔“

اور منجملہ انجیلی شہادتوں کے جو ہم کو ملی ہیں، انجیل متی کی مندرجہ ذیل آیت ہے:  
”اور اس وقت انسان کے بیٹے کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پھیں گی اور انسان کے بیٹے کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔“ دیکھو متی باب 24 آیت 30۔“

(سبح ہندوستان میں صفحہ 38 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 38 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 925 پر)

## مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے

(166) ”مسیح ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی پیشگوئی ایک اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تو اتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں، درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی۔ اس لیے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو، اس کو

محالات اور مستنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 557 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 400 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 926 پر)

## مسیح موعود کے آنے کی خبر تو اتر سے ہے

(167) ”یہ خبر مسیح موعود (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر

ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تو اتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے۔ صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزار ہا سے کچھ کم نہیں ہوں گی۔“

(شہادۃ القرآن صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 298 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 927 پر)

## حضرت مسیح کے آنے سے متعلقہ احادیث کا جھوٹ ہونا ناممکن ہے

(168) ”اگر یہ کہو کہ کیوں جائز نہیں کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہوں اور آنے والا کوئی بھی نہ

ہو۔ تو میں کہتا ہوں کہ ایسا خیال بھی سراسر ظلم ہے کیونکہ یہ حدیثیں ایسے تو اتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں

کہ عندا عقل ان کا کذب محال ہے اور ایسے متواترات بدیہات کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔“

(ایام اصلاح صفحہ 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 279 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 928 پر)

(169) ”والنزل ایضا حق نظرا علی تو اتر الالار۔ وقد ثبت من طرق فی الاخبار۔“

ترجمہ: اور نازل ہونا عیسیٰ ابن مریم کا بسبب متواتر احادیث صحیحہ کے بالکل حق

ہے۔ اور یہ امر احادیث میں مختلف طریقوں سے ثابت ہو چکا ہے۔“

(انجام آتقم صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 158 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 929 پر)

## تواتر کیا ہے؟

(170) ”تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کے رُو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 556 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 399 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 930 پر)

## متواترات سے انکار گویا اسلام کا انکار ہے

(171) ”یہ پیشگوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے مگر احادیث کے رُو سے اس قدر تواتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل ممتنع ہے۔ اگر تواتر کچھ چیز ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے جو آنحضرت ﷺ کے منہ سے نکلیں۔ کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو اس درجہ تواتر پر ہو جیسا کہ اس پیشگوئی میں پایا جاتا ہے۔ جس شخص کو اسلامی تاریخ سے خبر ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو تواتر کے رُو سے اس پیشگوئی سے بڑھ کر ہو۔ یہاں تک کہ ملانے لکھا ہے کہ جو شخص اس پیشگوئی کا انکار کرے، اس کے کفر کا اندیشہ ہے کیونکہ متواترات سے انکار کرنا گویا اسلام کا انکار ہے۔“

(کتاب البریہ صفحہ 188 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 206 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 931 پر)

دو نئی آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے  
(172) ”اب پہلے ہم صفائی بیان کے لیے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رُو سے جن نبیوں کا اسی وجود حضری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے، وہ دو نئی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور اور لیس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں

گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔“

(توضیح مرام صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 52 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 932 پر)

## مسیح موعود کے بارے میں پیش گوئی ابتدا سے مسلمانوں کے رگ وریشہ میں داخل ہے

(173) ”مسیح موعود (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری) کے بارے میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے، وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف ائمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو و بس۔ بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتدا سے مسلمانوں کے رگ وریشہ میں داخل چلی آتی ہے گویا جس قدر اُس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے، اسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتدا سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔“

(شہادت القرآن صفحہ 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 304 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 933 پر)

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آنے والا شخص عیسیٰ بن مریم ہوگا  
(174) ”سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی زور سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لیے کافی ہے۔“

(شہادت القرآن صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 298 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 934 پر)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر تمام صدیوں کے بزرگوں کا عقیدہ تھا

(175) ”پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے..... حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود باوجود مسیح کا خطاب پانے کے دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے..... حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے جس قدر اولیا صلحا گزرے ہیں، ان میں سے ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح کو زندہ خیال کرتا تھا۔“

(حقیقۃ النبوة صفحہ 142، 143 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 463، 464 از مرزا بشیر الدین محمود)  
(عکس صفحہ نمبر 935، 936 پر)

قادیانی حضرات کے لیے مقامِ فکر ہے کہ مرزا قادیانی اگر ایک زمانہ، حیاتِ مسیح کا بڑی عیٰ تھدی سے دعویٰ دار رہا اور اپنی کتابوں میں غیر مبہم الفاظ میں لکھتا رہا کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے، اب وہی بجمدِ عنصری نزول فرمائیں گے..... تو اس کا ایک ہی مطلب ہے کہ مرزا قادیانی کو خدا خوار کرنا چاہتا تھا تا کہ جب وہ اعتقادی قلابازی لگائے تو ایک دنیا اس پر بنے..... زمینی مفکر کے موقف میں تبدیلی، موجب تعجب نہیں۔ آسمانی مامور اگر اپنے قول کی تردید کرتا ہے تو یہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ تائیدِ ربانی ہرگز ہرگز حاصل نہیں۔ بندے اور خدا میں یہی تو فرق ہے کہ بندہ اپنے نظریے میں لازماً تبدیلی کرتا ہے جبکہ خدا کبھی اپنی تردید نہیں کرتا۔ نہ وہ اپنے مامورین کو تضادِ بیانی کی تہمت سے متہم ہونے دیتا ہے۔

مرزا قادیانی نے حیات و نزول حضرت مسیح علیہ السلام کا جو عقیدہ ”براہین احمدیہ“ میں بیان کیا ہے، اس کے بارے میں مرزا قادیانی کے دعویٰ جات مندرجہ ذیل ہیں:-

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ کے ٹائٹل پر یہ عبارت لکھی ہے:

## کمال تحقیق اور تدقیق

(176) ”بفضلِ عظیم حضرت ہادی عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمشدگان کتاب

لا جوہ موسوم بہ براہین احمدیہ ملقب بہ البراہین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوة المحمدیہ جس کو فخر اہل اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تہمتی سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کے لیے بوعده انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا۔“  
(براہین احمدیہ ٹائٹل، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 ٹائٹل بیج، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 937 پر)

### منکرین اسلام کو لا جواب کرنے والی کتاب

(177) ”سب طالبان حق پر واضح ہو جو مقصود اس کتاب کی تالیف سے جو موسوم البراہین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوة المحمدیہ ہے، یہ ہے جو دین اسلام کی سچائی کے دلائل اور قرآن مجید کی حقیقت کے براہین اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی صدق رسالت کے وجوہات سب لوگوں پر بوضاحت تمام ظاہر کیے جائیں۔ اور نیز ان سب کو جو اس دین متین اور مقدس کتاب اور برگزیدہ نبی سے منکر ہیں، ایسے کمال اور معقول طریق سے طرز اور لا جواب کیا جائے جو آئندہ ان کو بمقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہے۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 16، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 23، 24، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 938، 939 پر)

براہین احمدیہ: اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام  
(178) ”اس خاکسار نے ایک کتاب (براہین احمدیہ) حضمن اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ بن نہ پڑے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 16 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 940 پر)

براہین احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر لکھا

جو شخص براہین احمدیہ میں درج دلائل کو توڑے، اسے دس ہزار روپے انعام (179) ”کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے..... اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے (1) اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے۔ اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کے لیے عدالت میں رجسٹری بھی کرا لے..... اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں..... اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے جس کا خدا تعالیٰ کے رو برو اس کو جواب دینا پڑے گا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 27، 28 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 941، 942 پر) یہ تھی مرزا قادیانی کی چال بازی کہ پہلے مرحلے میں خود کو بطور مجدد پیش کیا۔ ساتھ ہی روحانی کمالات میں مسیح ابن مریم کی غیر محسوس مشابہت کا پہلو تراش لیا۔ اور پھر سوچی سمجھی سکیم کے تحت موصوف اپنے دعاوی میں ترقی کرتے کرتے بلا آخر مستقل صاحب شریعت نبی بن بیٹھا۔

اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر ا و باطناً حضرت رب العالمین ہے (180) ”ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی، اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں ستر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے اینی آنا زبک کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سواب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر ا و باطناً حضرت رب العالمین ہے۔ اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس نے جلد چہارم



تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کیے ہیں، یہ بھی اتمام حجت کے لیے کافی ہیں۔“  
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 77 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 943 پر)

براہین احمدیہ: حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی  
(181) ”اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا، جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تُو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے، جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت ﷺ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب ﷺ کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تر بوز تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کے لیے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب ﷺ کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مُردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا، آنحضرت ﷺ کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغنیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں، ایسا ہی آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی

تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ.

(براہین احمدیہ صفحہ 249 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 275، 276 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 945، 944 پر)

### براہین احمدیہ: حضور نبی کریم ﷺ کا اظہار پسندیدگی

(182) ”اور اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں نے (رویا میں) دیکھا کہ میں ایک عالی شان مکان میں ہوں، جو نہایت پاک اور صاف ہے۔ اور اس میں آنحضرت ﷺ کا ذکر اور چہ چا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کہاں تشریف فرما ہیں؟ انہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر چلا گیا۔ اور جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو حضور ﷺ بہت خوش ہوئے، اور آپ ﷺ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپ ﷺ کا حسن و جمال اور ملاحت اور آپ ﷺ کی پر شفقت و پر محبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے، اور وہ مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپ ﷺ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا اور آپ ﷺ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اُس وقت آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے احمد! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے، اور وہ مجھے اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا: حضور ﷺ! یہ میری ایک تصنیف ہے..... پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی اونچی ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے، اور میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ اور میں ذوق اور وجد کے ساتھ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور میرے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور اس وقت بھی میں کافی رو رہا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مُردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اسے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 311 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 946 تا 948 پر)

(183) ”اس احقر نے 1864ء یا 1865ء عیسوی میں، یعنی اسی زمانہ کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا، جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کتاب کا نام میں نے قطبی رکھا ہے، جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کے تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے، جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 3 طبع چہارم، براہین احمدیہ صفحہ 248 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 274، 275، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 950,949 پر)

(184) ”غرض آنحضرت ﷺ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب ﷺ کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تریبوز تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کے لیے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب ﷺ کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا، آنحضرت ﷺ کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ اور یہ عاجز آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔“

پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں۔ اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے

بہت ہی اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ واللہ علی ذالک۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 4، 3 طبع چہارم، براہین احمدیہ صفحہ 249 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 275، 276، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 951، 952 پر)

### براہین احمدیہ: تفسیر قرآن جسے حضرت علیؑ نے تالیف کیا

(185) ”اور نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشا سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی، جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنی جناب پیغمبر خدا ﷺ و حضرت علیؑ و حسینؑ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے ماور مہربان کی طرح اس ماجرا کا سراپا ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی، جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؑ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؑ وہ تفسیر تھمہ کو دیتا ہے۔ فَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 504 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 599 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 953 پر)

براہین احمدیہ میں درج تمام دلائل قرآن مجید سے لیے گئے ہیں (186) ”پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق اور معارف کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے۔ اور حکمت اور معرفت اس کتاب مقدس کی کہ جس کے نور روح افروز سے اسلام کی روشنی ہے سب پر منکشف ہو جائے گی کیونکہ تمام وہ دلائل اور براہین جو اس میں لکھی گئی ہیں اور وہ تمام کامل صداقتیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں، وہ سب آیات عینا قرآن شریف سے ہی لی گئی ہیں اور ہر ایک دلیل عقلی و ہی پیش کی گئی ہے جو خدا نے اپنی

کلام میں آپ پیش کی ہے اور اسی التزام کے باعث سے تقریباً بارہاں سپارہ قرآن شریف کے اس کتاب میں اندراج پائے ہیں۔ پس حقیقت میں یہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اس کے اسرار عالیہ اور اس کے علوم حکمیہ اور اس کے اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کے لیے ایک عالی بیان تفسیر ہے کہ جس کے مطالعہ سے ہر ایک طالب صادق پر اپنے مولیٰ کریم کی بے مثل و مانند کتاب کا عالی مرتبہ مثل آفتاب عالم حساب کے روشن ہوگا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 137 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 130، 131 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 954، 955 پر)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ میں حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں بیان کیا۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے براہ راست قرآن مجید، اس کے صحیح معنی اور اس کے حقائق و معارف سکھائے ہیں۔ ایک جگہ پر بڑے وثوق کے ساتھ لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ”براہین احمدیہ“ میں فرماتا ہے۔ یعنی قرآن مجید نہیں بلکہ ”براہین احمدیہ“ میں۔ ملاحظہ کیجیے:

**اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے صحیح معنی مجھ پر ظاہر کیے**

(187) ”يَا اَحْمَدُ بَارَكَ اللهُ فِيكَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللهَ رَمَى، الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ. ترجمہ: اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تو نے چلایا، وہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا، خدا نے تجھے قرآن سکھلایا۔ یعنی اس کے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کیے۔“ (ترجمہ از مرزا قادیانی، حقیقت الوحی صفحہ 70 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 73 از مرزا قادیانی)  
(براہین احمدیہ صفحہ 239 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 265 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 956 پر)

**اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے**

(188) ”اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ.“

(حقیقت الوحی صفحہ 51 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 485 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 957 پر)

اس قسم کے فقرے مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں بہت جگہ لکھے ہیں۔ مسلمان کہا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قرآن شریف کلام اللہ ہے۔ اسی طرح بقول مرزا قادیانی، اللہ تعالیٰ ”براہین احمدیہ“ میں فرماتا ہے۔ گویا براہین احمدیہ کلام اللہ ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کی یہ وحی الرحمن علم القرآن..... یعنی وہ اللہ، الرحمن ہے جس نے تجھے (مرزا قادیانی کو) قرآن سکھلایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا۔

ہم نے اس کتاب میں اپنے قیاس سے کوئی دلیل نہیں لکھی (189) ”یہ امر بھی ہر ایک صاحب پر روشن رہے کہ ہم نے اس کتاب میں جس قدر دلائل حقیقت قرآن مجید اور براہین صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ لکھی ہیں یا جو جو فضائل اور محاسن قرآن شریف کے اور آیات پینات منجانب اللہ ہونے اس کتاب کے کتاب ہذا میں درج کیے ہیں یا جس طور کا اس کی نسبت کوئی دعویٰ کیا ہے۔ وہ سب دلائل وغیرہ اسی مقدس کتاب سے ماخوذ اور مستنبط ہیں یعنی دعویٰ بھی وہی لکھا ہے جو کتاب ممدوح نے کیا ہے اور دلیل بھی وہی لکھی ہے جو اسی پاک کتاب نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ نہ ہم نے فقط اپنے ہی قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی دعویٰ کیا ہے۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 88 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 88 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 958 پر)

### تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلائل پر مشتمل کتاب

(190) ”ہم نے صدمہ طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کوئی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 53 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 959 پر)

### براہین احمدیہ کے فوائد

(191) ”اَوَّلُ اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب مہماتِ دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص البیان نہیں بلکہ وہ تمام صداقتیں کہ جن پر اصولِ علمِ دین کے مشتمل ہیں اور وہ تمام حقائقِ عالیہ کہ جن کی حقیقت اجتماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ سب اس میں مکتوب اور مرقوم ہیں اور یہ ایسا فائدہ ہے کہ جس سے پڑھنے والوں کو ضروریاتِ دین پر احاطہ ہو جاوے گا اور کسی مغوی اور بہکانے والے کے بیچ میں نہیں آئیں گے بلکہ دوسرے کو وعظ اور نصیحت اور ہدایت کرنے کے لیے ایک کامل استاد اور ایک عیار رہبر بن جائیں گے۔

دوسرا یہ فائدہ کہ یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائلِ حقیقتِ اسلام اور اصولِ اسلام پر مشتمل ہے کہ جن کے دیکھنے سے صداقتِ اس دینِ تین کی ہر ایک طلبِ حق پر ظاہر ہوگی۔ بجز اس شخص کے کہ بالکل اندھا اور تعصب کی سخت تاریکی میں مبتلا ہو۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 129 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 129 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 960 پر)

### مجھے اللہ تعالیٰ ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے

(192) ”وان اللہ لا یتروکک علی خطا طرفۃ عین و یحصنک من کل مین و

یحفظک من صہل الشیاطین۔“

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا

اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے میری حفاظت کرتا ہے۔“

(نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 961 پر)

### کبھی کسی کتاب میں قرآن و حدیث کے خلاف نہیں لکھا

(193) ”انا ما کتبنا فی کتاب شہنا ینعالف النصوص القرآنیۃ او الحدیثیۃ وما

تفوهنا به يوماً من الدهر.

ترجمہ: ”میں نے کسی کتاب میں کبھی کوئی چیز قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف نہیں لکھی۔“

(حملۃ البشریٰ صفحہ 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 285، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 962 پر)

میں وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے

(194) ”واللہ یعلم انی ما قلت الا ما قال اللہ تعالیٰ ولم اقل کلمۃ قط مخالفہ وما مسها قلمی فی عمری۔“

ترجمہ: ”خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں، وہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور میں نے کوئی کبھی ایسا کلمہ تک نہیں کہا جو خلاف خداوند تعالیٰ ہو اور مخالفت خداوندی میرے قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔“

(حملۃ البشریٰ صفحہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 186، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 963 پر)

ملہم کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے

(195) ”اور باعث نہایت درجہ فتا فی اللہ ہونے کے اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہوتا ہے جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے، وہ اس کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔“

(ہدیۃ الوحی صفحہ 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 18، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 964 پر)



خدا کی قسم مجھے قرآن کے حقائق و معارف  
ہر ایک شخص سے بڑھ کر سمجھائے گئے ہیں

(196) ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔“

(سراج منیر صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 41 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 965 پر)

خدا تعالیٰ سے الہام پانے والے بغیر بلائے نہیں بولتے

(197) ”جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے، اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔ اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 198 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 966 پر)

روح القدس کی قدسیت ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی ہے

(198) ”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 93 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 93، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 967 پر)

میں علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد ہوں

(199) ”یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ نفا ہے کہ وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ۔ اب بتلاویں کہ اگر یہ عاجز

حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 79 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 179 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 968 پر)

مجددان نعمتوں کا وارث ہوتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں (200) ”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں، وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب ﷺ کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جو شیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرد قال سے۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی کی طوئی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلی مصفا کیے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے ہیں۔“  
(فتح اسلام صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 969 پر)

### میں از خود کوئی کام نہیں کرتا

(201) ”انی امر یکلینی رہی..... و یعلمنی من لدنہ و یحسن ادبی و یوحی الی رحمة منہ فاتبع ما یوحی..... وما کان لی ان اتوک سبیلہ و اختار طرفاشی. و کلما قلت قلت من امرہ. وما فعلت شیئا عن امری. وما الفتریت علی ربی الاعلیٰ وقد خاب من العری.“

(ترجمہ) ”میں وہ مرد ہوں کہ خدا میرے ساتھ گفتگو کرتا ہے اور خزانہ خاص سے تعلیم دیتا ہے۔ اپنے ادب سے مجھ کو ادب سکھاتا ہے۔ اپنی رحمت سے مجھ پر وحی بھیجتا ہے۔ میں اس وحی کی پیروی کرتا ہوں اور مجھے کیا ہے کہ میں اس کی راہ کو چھوڑ دوں اور دوسرے راستے کو اختیار کروں اور جو میں نے کہا ہے اس کے حکم سے کہا ہے۔ میں از خود کوئی کام نہیں

کرتا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باندھتا۔ ہلاک ہوا وہ جس نے افترا کیا۔“  
(مواہب الرحمن صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 221 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 970 پر)

### مجھے اندر سے تعلیم ملتی ہے

(202) ”جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“  
(نزول اسحٰی صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 971 پر)

مجھ سے لغزش ہو جائے تو رحمت الہی جلد اس کا تدارک کر لیتی ہے  
(203) ”ازاں جملہ ایک عصمت بھی ہے جس کو حفظ الہی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور یہ عصمت بھی فرقان مجید کے کامل تابعین کو بطور خارق عادت عطا ہوتی ہے۔ اور اس جگہ عصمت سے مراد ہماری یہ ہے کہ وہ ایسی مالاتق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکھے جاتے ہیں جن میں دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوث نظر آتے ہیں۔ اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الہی جلد تر آن کا تدارک کر لیتی ہے۔“  
(براہین احمدیہ صفحہ 514 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 536 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 972 پر)

### اقرار کے بعد انکار

(204) ”صاحب من! اقرار کے بعد کوئی قاضی انکار نہیں من سکتا۔“  
(اعجاز احمدی (نزول اسحٰی) صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 140 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 973 پر)

## اہم نکات

اس باب میں مرزا قادیانی کی جو تحریریں پیش کی گئی ہیں، ان سے مندرجہ ذیل نتائج

برآمد ہوتے ہیں:-

1- اگر کوئی شخص قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے مخالف کوئی عقیدہ رکھتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی سچائی کا کوئی نشان کرامت نہیں بلکہ استدراج ہوگا۔

2- مسلمانوں اور قادیانیوں میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے؟ اس کا فیصلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات یا وفات کے عقیدہ پر منحصر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن و حدیث کی روشنی میں اگر زندہ ہیں تو مسلمان حق اور قادیانی باطل پر ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن و حدیث کی رو سے فوت ہو گئے ہیں تو قادیانی حق پر اور مسلمان باطل پر ہیں۔

3- وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔

4- قرآن مجید کی آیت ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ (القصف: 9) کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔

5- قرآن مجید کی آیت عسی دہکم ان یرحمکم و ان علیکم عذابنا و جعلنا جہنم للکافرین حصیراً (بنی اسرائیل: 8) کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور پوری دنیا سے گمراہی کو ختم کر دیں گے۔

6- حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمان پر چلے گئے ہیں۔

7- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر آنے کی پیش گوئی قرآن مجید میں موجود ہے۔

- 8- انجیل متی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے۔
- 9- آنے والا مسیح بن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ہے، اسی کی پیش گوئی کی گئی۔
- 10- یہ پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے۔
- 11- صحاح ستہ کی کوئی پیش گوئی، اس پیش گوئی کے برابر نہیں۔
- 12- اس پیش گوئی کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہے۔
- 13- جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول سے متعلقہ احادیث کو کمزور یا ضعیف کہتے ہیں۔ انہیں نہ تو بصیرت دینی حاصل ہے اور نہ حق شناسی سے ہی کچھ حصہ ملا ہے۔
- 14- جو لوگ اسے ناممکن اور انسانی عقل سے بالاتر سمجھتے ہیں، ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کوئی عظمت اور عقیدت نہیں۔
- 15- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی پیش گوئی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔
- 16- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی خبر اتنی اسلامی کتابوں میں شائع ہوئی ہے کہ اگر اکٹھی کی جائیں تو ان کی تعداد ہزاروں سے کم نہیں۔
- 17- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں نازل ہونے سے متعلقہ احادیث ایسے تواتر کی حد تک پہنچ گئیں ہیں کہ ان کا غلط یا جھوٹا ہونا ناممکن ہے۔
- 18- تواتر غیر قوموں کی تواتر کی رو سے پایا جائے تو بھی قبول ہے۔
- 19- تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواتر کی رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔
- 20- جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت دنیا میں نزول فرمائیں گے، کا انکار کرے، اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔
- 21- تواتر احادیث سے انکار، اسلام کا انکار ہے۔
- 22- حضرت مسیح ابن مریم آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور قرب قیامت زمین پر

تشریف لائیں گے۔

23- مسیح موعود کے بارے میں پیش گوئی ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل ہے۔

24- تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے آنے والا شخص عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔

25- کچھلی صدیوں میں تقریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے جید بزرگ اکابرین امت اسی عقیدہ پر فوت ہوئے ہیں۔

26- ”براہین احمدیہ“ کو کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کے لیے بوعده انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا۔

27- ”براہین احمدیہ“ کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کی سچائی کے دلائل، قرآن مجید کی فضیلت کے براہین اور حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی صدق رسالت کے وجوہات، منکرین پر ظاہر کیے جائیں تاکہ آئندہ ان کو اسلام کے مقابلہ میں دم مارنے کی جرأت نہ ہو۔

28- کتاب ”براہین احمدیہ“ جس میں مرزا قادیانی نے قرآن مجید کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کا عقیدہ بیان کیا ہے، کے بارے میں لکھا کہ وہ حقانیت قرآن اور صداقت اسلام پر مشتمل ہے۔

29- کتاب ”براہین احمدیہ“ کو مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مجدد ہو کر تصنیف کیا۔

30- ”براہین احمدیہ“ میں صداقت اسلام کے تین سو مضبوط دلائل موجود ہیں۔ اگر کوئی شخص ان دلائل کا رد کرے گا تو اسے دس ہزار روپے انعام ملے گا۔

31- ”براہین احمدیہ“ کا مہتمم اور متولی اللہ تعالیٰ ہے۔

32- مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ نبی کریم ﷺ نے مرزا صاحب سے اس کتاب کا نام پوچھا تو مرزا

قادیانی نے کہا کہ اس کتاب کا نام قطبی ہے۔ یعنی قطب ستارہ کی مانند غیر متزلزل اور مستحکم۔ آپ ﷺ نے اس کتاب پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ (کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا عقیدہ بیان کیا گیا تھا)۔

- 33- مرزا قادیانی کے خواب میں اہل بیت تشریف لائے۔ اور مرزا قادیانی کو کتاب ”براہین احمدیہ“ پیش کی گئی اور کہا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جسے حضرت علیؑ نے تصنیف کیا۔ اب یہ کتاب تجھے دی جا رہی ہے۔
- 34- ”براہین احمدیہ“ میں درج تمام دلائل، براہین اور صداقتیں قرآن مجید سے لی گئی ہیں۔
- 35- اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو قرآن سکھایا۔ اس کے معنی اور حقائق و معارف بھی سکھائے۔
- 36- ”براہین احمدیہ“ اس قدر اہمیت کی کتاب ہے کہ اللہ تعالیٰ ”براہین احمدیہ“ میں فرماتا ہے۔ الروح من علم القرآن۔
- 37- مرزا قادیانی نے اس کتاب میں اپنے قیاس سے کوئی دلیل نہیں لکھی بلکہ سب کچھ قرآن مجید سے لیا ہے۔
- 38- مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے۔
- 39- مرزا قادیانی نے کسی کتاب میں کبھی کوئی چیز قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلا نہیں لکھی۔
- 40- مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ سے بغیر الہام پائے اپنی زبان سے کچھ نہیں بولتا اور نہ لکھتا ہے۔
- 41- مرزا قادیانی مجدد ہے اور مجددان نعمتوں کا وارث ہوتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں۔
- 42- مرزا قادیانی از خود کوئی کام نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باعہ صتا۔
- 43- مرزا قادیانی وہی کہتا ہے جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مخالفت خداوندی اس کے قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔
- 44- اگر مرزا قادیانی سے کبھی کوئی زبانی یا تحریری لغزش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً اس کا تدارک کر دیتے ہیں۔
- 45- مرزا قادیانی ملہم ہے اور ملہم کے تمام قویٰ میں روح القدس ہر وقت کام کرتی ہے۔
- 46- مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اسے قرآن کے حقائق اور معارف ہر ایک شخص سے بڑھ کر سمجھائے گئے ہیں۔
- 47- مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو

میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی انداز سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔

مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریروں اور ان سے اخذ کردہ نتائج کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی 52 سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے آسمان سے زمین پر نزول کا قائل رہا۔ مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا عقیدہ کے بارے میں قادیانی یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ واقعتاً شروع میں مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آمد ثانی کا عقیدہ رکھتا تھا۔ لیکن اس نے اپنی کتاب اعجاز احمدی (صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 7) میں اعتراف کیا ہے کہ یہ رکھی عقیدہ تھا۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ عقیدہ رکھی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ عقیدہ رکھی طور پر نہیں بلکہ قرآنی طور پر بیان کیا ہے۔ پھر یہ رکھی عقیدہ یا اجتہادی غلطی اس لیے بھی نہیں ہو سکتی کہ یہ کتاب بقول مرزا قادیانی حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے اور اس کا نام قطعی بتایا گیا ہے یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر حائل اور مستحکم ہے۔ اگر اس عقیدہ کو رکھی عقیدہ یا اجتہادی غلطی کہہ کر غلط قرار دے دیا جائے تو یہ کتاب قطعی نہیں رہے گی اور اس کے دلائل مستحکم اور غیر حائل نہیں ہوں گے۔ پھر یہ اجتہادی غلطی اس لیے بھی نہیں بن سکتی کہ مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ ہم نے اس کتاب میں کوئی دعویٰ اور کوئی دلیل اپنے قیاس سے نہیں لکھی بلکہ وہی کچھ لکھا جو خدا نے لکھوایا۔ مزید اس کتاب کے کامل استحکام کو مد نظر رکھتے ہوئے دس ہزار روپے انعام کا اشتہار دیا گیا۔ اب اگر اس میں درج شدہ عقیدہ کو غلط قرار دیا جائے تو یہ کتاب انعامی نہیں رہ سکتی۔

پھر ایک اہم بات یہ کہ جب یہ کتاب حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں آ چکی اور آپ کی مبارک نظر سے گزر چکی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی عقیدہ خلاف اسلام بیان ہوتا تو آپ اس کی نشاندہی نہ فرماتے۔ لہذا ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا جو عقیدہ بیان کیا ہے، وہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کی رو سے بالکل درست اور عین اسلام ہے۔ اس کا انکار تواتر کا انکار ہے اور ایسے لوگ بصیرت دینی سے محروم ہیں۔ غور فرمائیے! اس قدر وضاحت کے بعد بھی اس عقیدہ کو فاسدانہ و شرکانہ و مرتدانہ قرار دینا ظلم و ستم کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟



مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ کے بارے میں یہ بھی لکھا کہ میں نے یہ کتاب سا لہا سال اپنی جان کو محنت شدید میں ڈال کر اور اپنی عمر عزیز کا ایک حصہ خرچ کر کے لکھی۔ (براہین احمدیہ صفحہ 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 64)

پھر مزید تحریر کیا:

براہین احمدیہ: بڑی تحقیقات کے بعد تالیف کی گئی

(205) ”میں سچ کہتا ہوں کہ اس کتاب کی تالیف سے پہلے ایک بڑی تحقیقات کی گئی اور ہر ایک مذہب کی کتاب دیانت اور امانت اور خوف اور تدبیر سے دیکھی گئی اور فرقان مجید اور ان کتابوں کا باہم مقابلہ بھی کیا گیا اور زبانی مباحثات بھی اکثر قوموں کے بزرگ علما سے ہوتے رہے۔ غرض جہاں تک طاقت بشری ہے، ہر ایک طور کی کوشش اور جاں فشانی اظہار حق کے لیے کی گئی۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 90، 91 روحانی خزائن، جلد 1 صفحہ 79 تا 81، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 974 تا 976 پر)

قادیانی مبلغین، مرزا قادیانی کے ”براہین احمدیہ“ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور قرب قیامت زمین پر نزول فرمانے کے عقیدہ سے خامے پریشان ہیں۔ اپنی اس پریشانی کا حل وہ اس طرح تراشتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی یہ تالیف دعویٰ نبوت سے پہلے کی ہے۔ اس لیے اس عقیدہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ اصل عقیدہ وحی کی بنا پر بعد میں وجود میں آیا اور یہی اصل عقیدہ تھا۔

قادیانی مبلغین کا یہ اعتراض بہت ہی کمزور اور بوجہ ہے۔ قادیانیوں کی یہ تاویل مرزا قادیانی کی کتابوں سے جہالت اور ناواقفگی کی دلیل ہے۔ مرزا قادیانی نے جب ”براہین احمدیہ“ تالیف کی تو اس وقت بھی اس کا دعویٰ یہی تھا کہ وہ مامور من اللہ، مہم بلکہ نبی اور رسول ہے۔ مرزا قادیانی کی اپنی تحریر ہے:

## خدا کا رسول

(206) ”پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جوی اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ 504) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشد آء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ 557 براہین میں درج ہے۔ ”دنیا میں ایک نذیر آیا۔“ اس کی دوسری قرات یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح ”براہین احمدیہ“ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 977 پر)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ ”براہین احمدیہ“ کی تالیف کے وقت مرزا قادیانی پر رسول اور نبی ہونے کی برآمد وحی اترتی رہی اور رسول ہونا واضح کیا گیا۔  
اب مرزائی بتائیں کہ ان تصریحات کے ہوتے ہوئے حیات مسیح کا انکار کیوں کیا جاتا ہے؟ کیا صرف اس لیے کہ مرزا قادیانی نے عقیدہ بدل لیا تھا یا اس لیے کہ یہ تحقیق اسلامی تصریحات کے خلاف تھی؟ نہیں بلکہ اس لیے کہ مرزا قادیانی نے اسلام چھوڑ دیا تھا اور اپنے آپ کو فلاسفہ ملاحظہ میں شامل کر کے ایک نئے ”اسلام“ کی بنیاد ڈالی تھی جو کسی طرح بھی اہل اسلام کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(207) ”جس مذہب میں سچائی ہے وہ کبھی اپنا رنگ نہیں بدل سکتی۔ جیسے اوّل ہے، ویسے ہی آخر ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 13 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 978 پر)

قادیانی علم کلام کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ جب انہیں مرزا قادیانی کا ”عہد رسالت“  
 23 برس سے زائد ثابت کرنا مقصود ہو تو وہ فوراً ”براہین احمدیہ“ (1882ء) سے عبارت نکال  
 کر پیش کر دیں گے، جی! دیکھیے اللہ نے انہیں ”رسول“ کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ لیکن جب یہ کہا  
 جائے مرزا قادیانی اس دور میں حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قائل تھا تو یہ دلیل لے  
 آتے ہیں کہ یہ اُس وقت کی بات ہے جب اس نے دعویٰ رسالت نہیں کیا تھا..... حیف ہے  
 ایسی ”نبوت“ پہ جو اس قدر مکلون مزاج ہے!!!



## مرزا قادیانی کی قلابازیاں

آنجنہانی مرزا قادیانی اپنی عمر کے 52 سال تک اور ملہم ہونے کا دعوے دار ہونے کی حیثیت سے 12 سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کے عقیدہ پر نہ صرف قائم رہا بلکہ اس کی اشاعت و تبلیغ بھی کرتا رہا۔ پھر اچانک 1891ء میں اس کے خیالات میں تبدیلی آنے لگی۔ دراصل وہ مستقبل میں اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے والا تھا۔ لہذا اس کے لیے اس نے پہلے سے ہی لوگوں کی ذہن سازی کرنا شروع کر دی۔ پھر اس نے اپنے سابقہ عقیدہ سے روگردانی کرتے ہوئے تقریری اور تحریری محاذ پر بھرپور طریقے سے یہ پراپیگنڈا کرنا شروع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں بلکہ فوت ہو گئے ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ اس نے اپنا پہلا عقیدہ کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے۔“ کو قرآن مجید کی روشنی میں بیان کیا جبکہ بعد میں اس عقیدہ کے برعکس قرآن مجید کو فراموش کرتے ہوئے کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ گویا قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کا الہام قرآن مجید پر فوقیت رکھتا ہے۔ (نعوذ باللہ!) آئیے دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے سابقہ عقیدہ سے روگردانی کرتے ہوئے کیا نیا موقف اختیار کیا؟

ارادے باندھتا ہوں، سوچتا ہوں، توڑ دیتا ہوں  
کہیں ایسا نہ ہو جائے، کہیں ویسا نہ ہو جائے

الہام: مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے

(208) ”میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔“

چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔“  
(ازالہ اوہام صفحہ 302 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 402 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 979 پر)

خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(209) ”واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے۔“  
(ضرورت الامام صفحہ 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 483 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 980 پر)

## قرآن میں وفات مسیح

(210) ”قرآن شریف قطعی طور پر اپنی آیات بینات میں مسیح کے فوت ہو جانے کا قائل اور ہمیشہ کے لیے اس کو رخصت کرتا ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 143 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 172 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 981 پر)

گذشتہ باب میں مرزا قادیانی نے از روئے قرآن، حضرت مسیح ابن مریم کی دوبارہ آمد بتائی اور اب از روئے قرآن اس کا انکار کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان دو عبارتوں میں سے ایک قرآن پر افترا ہے اور مرزا قادیانی مفتری کے متعلق فتویٰ دیتا ہے:

(211) ”لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں

عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم (نصرۃ الحق) صفحہ 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 21 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 982 پر)

## وفات مسیح پر 3 آیتیں

(212) ”قرآن شریف میں اگرچہ حضرت مسیح کے بہشت میں داخل ہونے کا بہ تصریح کہیں ذکر نہیں لیکن ان کے وفات پا جانے کا تین جگہ ذکر ہے۔“  
(توضیح مرام صفحہ 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 54 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 983 پر)

## وفات مسیح پر 30 آیتیں

(213) ”قرآن شریف کی وہ تیس آیتیں جن سے مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہوتا ہے۔“  
(ازالہ اوہام صفحہ 598 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 423 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 984 پر)

قادیانیوں سے سوال ہے کہ کیا اس وقت قرآن مجید میں یہ 30 آیات موجود نہیں تھیں جب مرزا قادیانی ”براہین احمدیہ“ میں قرآنی آیات سے ثابت کر رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ حالانکہ اس وقت مرزا قادیانی مجدد، محدث اور ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کر چکا تھا۔ کیا اس وقت مرزا قادیانی کو ان آیات کا مطلب آتا تھا یا نہیں؟ کیا یہ 30 آیات 1890ء کے بعد نازل ہوئی تھیں یا اس سے پہلے؟ کیا اس وقت مرزا قادیانی کے علم و فہم میں کچھ نقص تھا؟ کیا یہ بات صحیح ہے کہ مرزا قادیانی 52 سال تک اس عقیدہ پر قائم رہا؟ بات دراصل یہ ہے کہ بعد ازاں مرزا قادیانی نے خود کو فلاسفہ ملاحظہ میں شامل کر کے حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ چھوڑ دیا تھا جو نہ صرف اسلامی تصریحات کے خلاف تھا بلکہ کسی بھی طرح اہل اسلام کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ حیرت ہے کہ جو مسئلہ مرزا قادیانی کے نزدیک قرآن مجید کی 30 آیات میں صراحتاً مذکور ہو، وہ باوجود مجدد، محدث اور ملہم من اللہ ہونے کے بھی اسے پہلے سمجھ نہ آیا۔ یہ منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ اس کتاب کے سب سے بڑے مفسر اور شارح حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے عقائد و احکامات کے سلسلہ میں اپنے مبارک ارشادات عالیہ سے امت مسلمہ کی بھرپور راہنمائی فرمائی۔ پھر صحابہ

کرام، تابعین، تبع تابعین، مفسرین کرام، محدثین کرام، مجددین اور علمائے کرام نے قرآن و حدیث سے وہی مفہوم لیا جو اللہ اور اس کے آخری رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تعجب کی بات ہے کہ اگر قرآن مجید میں وفات مسیح کے سلسلہ میں 30 آیات ہیں تو صحابہ کرام سے لے کر آج تک کسی محدث، مفسر نے اس کی نشاندہی نہیں کی اور اگر یہ آیات نظر آئیں تو صرف مرزا قادیانی کو جو تحریف قرآن و حدیث میں سب کے کان کتر گیا۔

معروف قادیانی کتاب ”عسلِ مصفی“ (از مرزا خدا بخش قادیانی) میں گذشتہ 13 صدیوں کے مجددین کی فہرست دی گئی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جسے مرزا قادیانی روزانہ اپنی خاص محفل میں سنتا اور اس کی تعریف و تصدیق کرتا۔ اس کتاب میں درج 13 صدیوں کے مجددین جن کی تعداد 83 بنتی ہے، اس پر مسلمانوں کو بھی اتفاق ہے۔ میں دنیا کے تمام قادیانیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ ان 83 مجددین میں سے کسی ایک کا بھی قول دکھا دیں کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔“ تو میں انھیں منہ مانگا انعام دوں گا۔ ہے کسی قادیانی میں جرأت جو میرے اس چیلنج کو قبول کرے؟؟؟

## صحیح بخاری میں

(214) ”مسلمانوں کے لیے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔“  
(کشتی نوح صفحہ 60 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 65 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 985 پر)

صاف طور پر لکھا ہوا ہے؟ تو پھر مرزا قادیانی کو استعارات اور تمثیلات کا سہارا لینے کی کیا ضرورت تھی؟ اور یہ صاف لکھا ہوا مرزا قادیانی کی نظر سے کب گزرا؟ جب مرزا قادیانی کو معلوم تھا کہ حدیثوں میں صاف لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے اور اب مسیح موعود اسی امت میں سے آئے گا تو پھر کیا وجہ ہے کہ 52 سال تک مرزا قادیانی مسلمانوں کے مشہور عقیدہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا قائل رہا؟

حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

□ حدثنا اسحق اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا ابي عن صالح عن ابي شهاب ان سعيد بن المسيب سمع ابو هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيراً من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابي هريرة رضي الله عنه واقروا ان شتم و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيداً.

(صحیح بخاری، جلد اول صفحہ 490، حدیث نمبر 3448، مسلم جلد 1 صفحہ 87)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے، پس صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جنگ ختم کر دیں گے، مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال و متاع سے ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً“ کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور قیامت کے دن وہ ان کے بارہ میں شہادت دیں گے۔“

اس حدیث مبارکہ کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں یہ ”متفق علیہ“ حدیث ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے اس آیت کا مطلب وہی سمجھا اور بیان کیا ہے جو اوپر لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مطلب انہوں نے رسول اللہ ﷺ ہی کی تلقین و تعلیم سے سمجھا ہوگا۔



## اب وفات مسیح کا نسخہ

(215) ”ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بٹھایا..... مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں، وہ استعمال کر کے دیکھو۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ مان لو۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 579 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 986 پر)  
اس سے پہلے مرزا قادیانی قرآنی آیات کے حوالہ سے لکھ چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونا اور پھر دوبارہ کسی وقت دنیا میں تشریف لانا ملت اسلامیہ کا تیرہ سو سال سے متواتر عقیدہ رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے متواتر ارشادات میں، جن کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہے، یہی عقیدہ بیان ہوا ہے، اور خیر القرون میں یہ عقیدہ وہاں وہاں تک پہنچا ہوا تھا، جہاں کہیں ایک مسلمان بھی آباد تھا۔ انصاف فرمائیے کہ اس سے بڑھ کر اس عقیدہ کی حقانیت کا اور کیا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے؟

اس کے بعد بھی جو شخص اس عقیدے پر زبان طعن دراز کرتا ہے، اسلام کی مسلسل اور مربوط تاریخ کی تکذیب کرتا ہے، اسلام کے متواترات و قطعیات کو، جن کی پشت پر ساڑھے چودہ سو سال امت کا تعامل موجود ہے، جھٹلانے کی جرأت کرتا ہے۔ انصاف کیجیے کہ کیا ایسا شخص مسلمان کہلانے کا مستحق ہے؟ بہر حال مرزا قادیانی کا یہ مشورہ کہ:

□ ”تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بٹھایا مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں، وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ مان لو۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 579 طبع جدید)

کسی مسلمان کے لیے لائق التفات نہیں ہو سکتا، کیونکہ کسی مسلمان کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ اسلام کے متواتر و مسلسل عقیدہ کو بدل ڈالنے کی جرأت کرے اور جو شخص ایسی جرأت کرے وہ مسلمان نہیں، بلکہ اسلام کا دشمن ہے..... جب آدمی بے حیا ہو جائے اور معاملہ یہاں تک پہنچ جائے کہ

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

تو اس کے لیے ناجائز بھی شیر مادر ہے۔ اسے کون روک سکتا ہے؟



## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر؟؟؟

آنجنہانی مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی ڈھونڈ نکالی۔ افسوس! کہ وہ اس پر قائم نہ رہ سکا۔ کبھی کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ان کے اپنے وطن گلیل میں واقع ہے۔ کبھی کہا کہ ان کی قبر بلاد شام میں ہے، کبھی کہا کہ ان کی قبر یروشلم میں ہے۔ اور کبھی کہا کہ ان کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پلک جھپکنے کے برابر بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا (نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272)

آئیے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے وفات کے بارے میں مرزا قادیانی کی حیران کن تضاد بیانات ملاحظہ کریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں فوت ہوئے  
 (216) ”یہ تو سچ ہے کہ سچ اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ  
 وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 473 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 353 از مرزا قادیانی)  
 (عکس صفحہ نمبر 987 پر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں موجود ہے  
 (217) ”اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی

کے لیے اس جگہ حاشیہ میں اخویم جی فی اللہ سید مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انھیں کی حدود میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت دینا چاہیے، اور ثابت کرنا چاہیے کہ کس وقت یہ جعل بنایا گیا ہے اور اس صورت میں دوسرے انبیاء کی قبروں کی نسبت بھی تسلی نہیں رہے گی اور امان اٹھ جائے گا اور کہتا پڑے گا کہ شاید وہ تمام قبریں جعلی ہی ہوں۔“

(اتمام الحجہ صفحہ 24، 25 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 296، 297 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 988، 989 پر)

وفات مسیح کے سلسلہ میں مرزا قادیانی نے اپنی کتب میں اپنے ایک عقیدت مند مولوی محمد السعیدی طرابلسی کے ذیل میں درج ایک خط کو بنیاد بنا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر یروشلم میں ہونے کا خوب پروپیگنڈا کیا۔ ملاحظہ کیجیے:

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر یروشلم میں ہے

(218) ”اے حضرت مولانا امامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا بخشنے! (میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کا آیا تھا) جو کچھ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللہم میں پیدا ہوئے اور بیت اللہم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اس کے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں اور مذکورہ اسٹیل کے عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اس کو اور شلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیارکھا گیا۔“

(اتمام الحجہ صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 299 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 990 پر)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے

(219) ”جو سری نگر میں محلہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے، وہ درحقیقت بلاشک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔“

(راز حقیقت صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 172 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 991 پر)

(220) ”اگر ان کا خدا ہے تو وہ وہی ہے جو مدت ہوئی کہ مر گیا اور سری نگر محلہ خان یار کشمیر میں اس کی قبر ہے۔“

(چشمہ سحیحی صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 344 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 992 پر)

(221) ”لعنت اللہ علی الکاذبین! جو شخص کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں مدفون ہے، اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے۔“

(دافع البلاء صفحہ 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 235 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 993 پر)

اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ 87 سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں روپوش رہ کر فوت ہو گئے تھے تو کئی سوال پیدا ہوتے ہیں:

(1) تین سال کی تبلیغ کا تو یہ اثر تھا کہ آج عیسائی مذہب سب سے بڑا ہے جو شام سے

کل کر یورپ میں جا گھسا تھا مگر کشمیر میں 87 سال کی تبلیغ سے ایک عیسائی بھی نظر نہیں آتا۔

(2) اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روپوش رہے تھے اور دشمن کا خوف بھی نہ تھا تو آپ نے تبلیغ کیوں نہ کی؟

(3) قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے کہیں گے کہ جب

تک میں یہود میں رہا، ان کا نگران حال رہا۔ کیا کوئی روپوش شخص بھی نگران حال رہا کرتا ہے؟

(4) ماننا پڑتا ہے کہ آپ کی عین حیات اور روپوشی کے لیے عرصہ میں تثلیث پیدا ہو چکی تھی کیونکہ واقعہ صلیب کے بعد اسی سال کے اول ہی اناجیل مرتب ہو چکی تھیں جن میں آپ کو ابن اللہ کہا گیا تھا۔ اس لیے ہجرت کشمیر کا نظریہ صرف خیالی مسئلہ ہے جس پر نہ کوئی تاریخی ثبوت ہے اور نہ آسمانی شہادت موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وما قتلوه و ما صلبوه“ (نساء: 157) یعنی نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ سولی دیا۔ پس جب سولی دینا ہی باطل ہے تو کشمیر میں آ کر فوت ہونا بھی باطل ہوا اور محلہ خان یار میں جو قبر ہے، وہ یوز آصف شہزادہ کی ہے جو کشمیر کے ایک راجہ کا بیٹا تھا اور مسلمان ہو گیا تھا۔

ہم بھی قائل ہیں تیری نیرنگیوں کے یاد رہے  
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے



## مرزا قادیانی: مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”عن عبد اللہ بن عمرو فی حدیث طویل قال قال رسول اللہ ﷺ  
فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم کانه عروہ بن مسعود فیطلبہ فیہلکہ.“

(صحیح مسلم)

ترجمہ: پس بھیجے گا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم کو جو (شکل و صورت میں) حضرت  
عروہ بن مسعود کی طرح ہوں گے۔ پس وہ ڈھونڈیں گے دجال کو اور اسے ہلاک کریں گے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ جس عیسیٰ ابن  
مریم کے آنے کی پیش گوئی فرما رہے ہیں، ان کا حلیہ اور شبابہت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا  
کہ وہ میرے صحابی حضرت عروہ بن مسعود ایسے ہوں گے۔

قربان جائیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کا پہلے نام بیان فرمایا پھر  
نسب بھی بتا دیا تا کہ امت دھوکہ نہ کھائے۔ اس کے بعد آسمان سے نازل ہونے والے عیسیٰ  
کے ساتھ ابن مریم اور انھیں عروہ بن مسعود کا ہم شکل بتا کر خردماغ انسانوں کو بھی سمجھانے کی  
کوشش کی گئی کہ عیسیٰ ابن مریم ہی دوبارہ آئیں گے۔

یہاں ایک دلچسپ نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ مثیل مسیح کا دعویٰ کرنے کے سب سے زیادہ  
حق دار حضرت عروہ بن مسعود تھے کہ ان کی شکل و شبابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتی چلتی  
تھی لیکن انھوں نے مثیل مسیح بننے کا کبھی سوچا بھی نہیں۔ اس کے برعکس جن کی شکلیں شاید کسی  
انسان سے بھی نہ ملتی ہوں، انھوں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ایسے ہی بد بختوں میں  
مرزا قادیانی کا شمار ہوتا ہے۔ اس نے اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے کے لیے باقاعدہ

ایک منصوبہ بندی کی۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا شوشا چھوڑا۔ پھر مسیح موعود کے بجائے اپنے مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے سے پہلے اپنے خاص مرید حکیم نورالدین (قادیانی راسپوٹین) سے خط کتابت کے ذریعہ مشورہ کیا۔ پھر حکیم نورالدین کے ایک خط کے جواب میں 24 جنوری 1891ء کو لکھا:

### مثیل مسیح کے دعویٰ میں کیا حرج ہے؟

(222) ”جو کچھ آنحضرت (نورالدین) نے تحریر کیا ہے کہ اگر دمشق حدیث کے مصداق کو

علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔“

(مکتوبات احمد مکتوب نمبر 63 بنام حکیم نورالدین، جلد دوم صفحہ 98 طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 994 پر)

کیا سچے مامورین اس طرح مشاورت اور پلاننگ سے ماموریت کے دعوے کیا

کرتے ہیں؟ ایسا دعویٰ کرتے ہیں جن کے دماغ میں فتور ہو۔

### کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود سمجھتے ہیں، وہ کذاب ہیں

(223) ”اے برادران دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو

متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود

خیال کر بیٹھے ہیں..... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں

جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے، وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 995 پر)

مرزا قادیانی کی اس مذکورہ عبارت کے مطابق جو شخص اسے مسیح ابن مریم یا مسیح

موعود کہتا ہے، وہ کم فہم، مفتری اور کذاب ہے۔ قادیانیوں کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

## فقط مثیل مسیح

(224) ”مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 215 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 996 پر)

## میرے جیسے دس ہزار مثیل مسیح

(225) ”میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لیے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 199 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 997 پر)

## قرآن مجید میں مسیح موعود سے مراد مثیل مسیح

(226) ”میں نے اس کتاب میں ثابت کر دیا ہے کہ مسیح موعود کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور دجال کا بھی۔ لیکن جس طرز سے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے وہ جہی صحیح اور درست ہوگا کہ جب مسیح موعود سے مراد کوئی مثیل مسیح لیا جائے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 357 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 357 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 998 پر)

یہاں ہم مثیل مسیح کی تھوڑی سی وضاحت پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ مثیل مسیح کا مطلب ہے ”سبح جیسا۔“ یہ اصطلاح مرزائیوں کی خود ساختہ ہے۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ موجودہ قادیانی خلیفہ سمیت دنیا بھر میں کوئی قادیانی ایسا نہیں جو قرآن حکیم کی کسی آیت یا حضور نبی کریم ﷺ کی کسی حدیث سے یہ الفاظ دکھا سکے کہ ”حضرت مسیح علیہ السلام خود نہیں بلکہ مثیل مسیح آئیں گے۔“ مرزا قادیانی کے نزدیک چونکہ انعامی چیلنج درست ہے، لہذا میں دنیا بھر کے



تمام قادیانیوں کو کتاب و سنت سے ”مثیل مسیح علیہ السلام“ کے الفاظ دکھانے پر ایک لاکھ روپیہ بطور انعام دینے کا اعلان کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ مرزا قادیانی اپنے ان مخالفین کو جھوٹا اور شکست خوردہ سمجھتا تھا جو اس کے چیلنج کا جواب نہیں دیا کرتے تھے۔

بالفرض اگر کوئی مجہول مطلق اس خود ساختہ جھوٹی اصطلاح پر اپنے ایمان کی بنیاد رکھ دے تو اس بات کا جائزہ لینا تو لازمی ہے کہ کیا مرزا قادیانی واقعی مثیل مسیح ہے؟ آئیے اس پہلو پر تھوڑا سا غور کریں:-

1- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ کیا مرزا قادیانی بھی بغیر باپ کے پیدا ہوا؟

2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی باتیں کیں اور اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ کیا مرزا قادیانی سے بھی ایسا کرنا ثابت ہے؟

3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس زندگی میں شادی کی نہ بچے ہوئے جبکہ مرزا قادیانی نے شادیاں بھی کیں، بچے بھی ہوئے اور ایک مزید شادی کی شدید حسرت رکھتا تھا۔ اگرچہ اس میں بری طرح ناکام رہا۔

4- اس وقت کی حکومت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف تھی جبکہ مرزا قادیانی کی اپنے وقت کی کافر حکومت سے زبردست دوستی اور مودت تھی۔

5- اس وقت کی حکومت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ صلیب قتل کرنے کا حکم جاری کیا جبکہ مرزا قادیانی ملکہ و کٹوریہ کو ایک خلد میں لکھتا ہے: ”تیری ہی پاک

نیوٹوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔“ (ستارہ قیصرہ صفحہ 15) نیز مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات

جلد دوم صفحہ 198 طبع جدید از مرزا قادیانی)۔ ان مبینہ تضادات کی موجودگی میں مرزا قادیانی کا خود کو مثیل مسیح کہنا کیا جھوٹ کی انتہا نہیں؟

لہذا اصلی مسیح موعود کو جاننے کے لیے ہمیں کتاب و سنت کی روشنی میں یہ جانچنا ہوگا

کہ جو شخص دعویٰ کر رہا ہے، کیا وہ ان علامات پر پورا اترتا ہے یا نہیں؟ جو ہمیں آنے والے مسیح علیہ السلام کے بارے میں بتائی گئی ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ مرزائی حضرات جن کتب

احادیث سے کسی مسیح علیہ السلام کے آنے کا عقیدہ اخذ کرتے ہیں، وہیں بے شمار کلی کلی

علامات کے ساتھ ساتھ آنے والے مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ علیہ السلام بن مریم لکھا ہوا ہے۔ اب یہ کس اصول کی روشنی میں مان لیا جائے کہ احادیث میں جو عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کا ذکر ہے، اس سے مراد مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی ہے۔

لہذا اگر کوئی کتاب و سنت کے خلاف یہ مان ہی لیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو پھر اسے یہ عقیدہ اپنا لینا چاہیے کہ اب کسی مسیح علیہ السلام نے آنا ہی نہیں اور اگر کسی نے ضرور آنا ہی ہے تو وہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہی ہوں گے، کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کتاب و سنت میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کی بجائے کسی اور نام کے شخص نے آنا ہے یا کسی مثل مسیح نے آنا ہے۔ یہ بھی ایک عجیب مذاق ہے کہ آنے والے مسیح کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے اور پھر انہی احادیث کو نظر انداز کر کے یہ تاویلات کی جائیں کہ وہ آنے والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ ان کا کوئی مثل ہوگا۔

شیطان اس کو دیکھ کے کہتا تھا رشک سے  
بازی یہ مجھ سے لے گیا تقدیر دیکھیے!



## مرزا قادیانی: مسیح موعود بننے کی تیاریاں

مسیح موعود بننے کے لیے مرزا قادیانی کے دماغ پر شیطانی بھوت سوار تھا۔ یہ دعویٰ کرنے کے لیے ایک خزانہ آدمی کی طرح اس نے باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت اس کی پلاننگ کی۔ آئیے! ملاحظہ کیجیے۔

### تم مسیحا بنو خدا کے لیے

(227) ”خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی احمد جان صاحب لدھیانوی ایک بڑے صوفی مزاج آدمی تھے اور اپنے علاقہ کے ایک مشہور پیر سجادہ نشین تھے مگر افسوس کہ حضرت صاحب کے دعویٰ مسیحیت سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ ان کو حضرت مسیح موعود سے اس درجہ عقیدت تھی کہ ایک دفعہ انھوں نے آپ کو مخاطب کر کے یہ شعر فرمایا۔

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر  
تم مسیحا بنو خدا کے لیے

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 147 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 999 پر)

### مخالفت کا شور

(228) ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ مسیحیت شائع کرنے لگے تو اس وقت آپ قادیان میں تھے۔ آپ نے اس کے متعلق ابتدائی رسالے نہیں لکھے۔ پھر آپ لدھیانہ تشریف لے گئے اور وہاں سے دعویٰ شائع کیا۔

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ دعویٰ شائع کرنے سے پہلے آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میں ایسی بات کا اعلان کرنے لگا ہوں جس سے ملک میں مخالفت کا بہت شور پیدا ہوگا۔“  
(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 19 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 1000 پر)

### بار بار الہام کی بنا پر مسیح موعود ہونے کا اعلان

(229) ”لیکن 1891ء میں ایک اور تغیر عظیم ہوا یعنی حضرت مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح ناصری (عیسیٰ علیہ السلام) جن کے دوبارہ آنے کے مسلمان اور مسیحی دونوں قائل ہیں، فوت ہو چکے ہیں اور ایسے فوت ہوئے ہیں کہ پھر واپس نہیں آسکیں گے اور یہ مسیح کی بعثت ثانیہ سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو ان کی خوبی پر آوے اور وہ آپ (مرزا قادیانی) ہی ہیں۔ جب اس بات پر آپ کو شرح صدر ہو گیا اور بار بار الہام سے آپ کو مجبور کیا گیا کہ آپ اس بات کا اعلان کریں تو آپ کو مجبوراً اس کام کے لیے اٹھنا پڑا۔ قادیان میں ہی آپ کو یہ الہام ہوا تھا۔ آپ نے گھر میں فرمایا کہ اب ایک ایسی بات میرے سپرد کی گئی ہے کہ اس سے سخت مخالفت ہوگی۔ اس کے بعد آپ لدھیانہ چلے گئے اور مسیح موعود ہونے کا اعلان 1891ء میں بذریعہ ایک اشتہار کے شائع کیا گیا۔ اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ ہندوستان بھر میں ایک شور مچ گیا۔“

(سیرت مسیح موعود صفحہ 26 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ نمبر 1001 پر)



## ”میں مسیح موعود ہوں“

### مرزا قادیانی کا دعویٰ

ایک طویل منصوبہ بندی اور منظم پلاننگ کے بعد بلاآخر مرزا قادیانی نے اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس سلسلہ میں اس نے یہ ہرزہ سرائی کی کہ وہ تمام آیات اور احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے خاص الہامات کے ذریعے اس کا مصداق مجھے ظہرایا ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کے مسیح موعود بننے کی کہانی۔ آئیے! دیکھتے ہیں، وہ اس بارے میں کیا کہتا ہے:-

### میں مسیح موعود ہوں

(230) ”میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔“  
(تختہ گولڑیہ (ضمیمہ) صفحہ 118 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 295 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1002 پر)

### میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے

(231) ”میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمہ و من عترتی وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے اور مسیح موعود کے لیے کسی محدث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔“  
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 186 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 356 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1003 پر)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں  
(232) ”میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا  
نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت تو ریت اور انجیل اور قرآن  
شریف میں خبر موجود ہے۔“

(دافع البلاء صفحہ 22 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 238 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1004 پر)

### خدا نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا

(233) ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام  
ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 526 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1005 پر)

(234) ”اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات  
سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں، وہ  
میرے حق میں بیان کر دیں۔“

(اربعین نمبر 2 صفحہ 22 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 369، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1006 پر)

یعنی قرآن مجید کی وہ آیتیں پہلے کسی اور کے حق میں نازل ہوئی تھیں لیکن اب اللہ  
تعالیٰ نے وہ آیات مرزا قادیانی کے حق میں کر دیں۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میرے مسیح موعود  
ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے، گویا وہ اعتراف کرتا ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی  
بنیاد پر مسیح موعود نہیں بلکہ اپنے الہامات کی بنا پر مسیح موعود ہے۔ بے شرمی اور ڈھٹائی کی حد  
دیکھیے کہتا ہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تھیں، وہ  
سب کی سب اللہ تعالیٰ نے خود ساختہ الہامات کے ذریعے میرے حق میں کر دیں۔ اس سے  
مرزا قادیانی کی ذہنی کیفیت کا اندازہ لگانا کوئی مشکل امر نہیں۔

## خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا

(235) ”الحمد لله الذي جعلك المسيح ابن مریم۔“

اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 75 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1007 پر)

## خدا نے وعدہ کے مطابق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا

(236) ”سو اس (اللہ تعالیٰ) نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا

اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے۔“

(اربعین نمبر 4 صفحہ 15 خزائن جلد 17 صفحہ 446 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1008 پر)

## قرآن مجید کی آیت کی رو سے.....

(237) ”اور یہ آیت کہ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی

الدین کلہ در حقیقت اسی مسیح ابن مریم (مرزا قادیانی) کے زمانہ سے متعلق ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 676 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 464 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1009 پر)

## نبی ماری نبی!

(238) ”اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لیے ہے ایک تو ایک نبی کو مارنے کے لیے،

دوسرا شیطان کو مارنے کے لیے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 398 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1010 پر)



## کیا مرزا قادیانی مسیح موعود ہے؟؟؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ جبکہ قادیانیوں کا عقیدہ اس کے برعکس ہے۔ قادیانیوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ اب جس عیسیٰ یا مسیح نے دوبارہ دنیا میں آنا تھا، وہ مرزا قادیانی کی صورت میں آچکا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ..... (القف: 9)

ترجمہ: ”وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔“

آیت بالا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول دنیا پر استدلال کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتا ہے:

(239) ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1011 پر)



اس جگہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود کے لیے قرآن مجید کی آیت سے یہ بات بتائی کہ وہ باسیاست یعنی ظاہری حکومت کے ساتھ آئیں گے۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

عسى ربكم ان يرحمكم وان عدتم عدنا (بنی اسرائیل: 8)

ترجمہ: ”عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر

وہی کریں گے۔“

اس آیت کے تحت مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(240) ”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفیق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے..... اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عنت اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601، 602 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1012، 1013 پر)

اس تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی دلیل محکم ہے کیونکہ نزول اسی وقت ہوگا جب رفع پہلے سے ثابت اور واقع ہو چکا ہو۔ مگر جب مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ خود کیا اس نے اس آیت کو اپنے ہی حق میں چسپاں کر لیا۔ وہ بیان ایسا معشکہ خیز ہے کہ میں قادیانیوں سے اس کو بغور پڑھنے کے لیے پرزور درخواست کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

(241) ”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے، اور تو ہی اس آیت

کا مصداق ہے کہ هو الٰدی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔“

(اعجاز احمدی صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1014 پر)

(242) ”اس الہام میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور مجھے اس قرآنی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے خاص تھی..... یہ وہ آیت ہے ہو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔“

(ایام صلح صفحہ 46 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 14 صفحہ 272 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1015 پر)

(243) ”چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیا ہیں۔ اس لیے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا، وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لیے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لیے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔ جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفا ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے۔ اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب العزت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَ عَلٰی الدِّیْنِ کُلِّہِ۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب حقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“

(چشم معرفت صفحہ 82، 83 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 90، 91 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1016، 1017 پر)

اس عبارت کی تشریح یہ ہے کہ بقول مرزا قادیانی زمانہ محمدی کی ابتدا، رسالت محمدیہ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے ہوئی پھر وہی زمانہ تمتد ہو کر مسیح موعود کے زمانہ تک ایک عمار رہا۔ اس زمانہ کے ایک سرے پر حضور نبی کریم ﷺ ہیں تو دوسرے سرے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہے۔ زمانہ محمدی سے اسلام شروع ہو کر زمانہ مسیح موعود میں تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ یعنی دنیا کی کل قومیں مسلمان ہو کر ایک واحد اسلامی قوم (مسلمان) بن جائے گی چونکہ یہ سب کام مسیح موعود کی معرفت ہوگا۔ اس لیے آیت ہوالذی ارسل مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے حق میں چسپاں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں مذکورہ بالا نتیجہ پیدا ہو گیا تھا؟ بترتیب غور کرنے کے لیے ہم دنیا کے بڑے ممالک کو دیکھتے ہیں۔ کیا انگلستان، فرانس، جرمنی، آسٹریلیا، ہالینڈ وغیرہ اسلام قبول کر گئے؟ کیا افریقہ اور امریکہ کے سب لوگ مسلمان ہو گئے؟ اسی طرح ہندوستان کو دیکھئے! کیا یہاں اسلامی وحدت پیدا ہو گئی؟ اس کے صرف ایک صوبہ پنجاب کو لے لیں، کیا یہاں کل مکرہ بن اسلام، قائل اسلام بن گئے؟ اس صوبہ کے ضلع گورداسپور کے تمام غیر مسلم، دین اسلام میں آگئے؟ چلیے! ”سبح موعود مرزا قادیانی“ کے گھر چلتے ہیں۔ کیا یہاں چھوٹی سی بستی قادیان کے تمام ہندو، سکھ، آریہ وغیرہ مسلمان ہو گئے؟ اگر سب سوالوں کا جواب ہاں میں ہے تو ہمارا یقین ہونا چاہیے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہے اور اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو قادیانی بتائیں کہ مرزا قادیانی کون ہے؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارکہ ہے:

□ حدثنا اسحق اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا ابي عن صالح عن ابي شهاب ان سعيد بن المسيب سمع ابو هريره رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابي هريره رضي الله عنه واقرو وان شتم و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيداً.

(صحیح بخاری، جلد اول صفحہ 490، حدیث نمبر 3448، مسلم جلد 1 صفحہ 87)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے، پس صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جنگ ختم کر دیں گے، مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال و متاع سے ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً“ کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور قیامت کے دن وہ ان کے بارہ میں شہادت دیں گے۔“

خلاصہ یہ کہ حضرت مسیحؑ کے زمانہ میں تمام یہود اور نصاریٰ اسلام میں داخل ہو جائیں گے جبکہ مرزا قادیانی کے دور میں ایسا نہیں ہوا۔ چنانچہ اس متفق علیہ حدیث کی بنا پر ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔ اب یہ دیکھیے کہ مرزا قادیانی اپنے صریح اقرار اور قول کے بموجب بھی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار قلقل بجنور کے نام ایک خط میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

(244) ”میرا کام جس کے لیے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہیے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام! فقط: غلام احمد“

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 498 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1018 پر)

مرزا قادیانی کے اس اعلان کی مزید تائید اس کی مندرجہ ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے۔

(245) ”میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے، پوری نہ ہو، اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا۔“

(حقیقت الوحی (حاشیہ) صفحہ 427، 428 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 427، 428 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1019، 1020 پر)

پھر اس عبارت کے شروع میں یہ بھی ہے:

(246) ”میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“

(حقیقت الوحی (حاشیہ) صفحہ 418، 419 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 418، 419 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1021، 1022 پر)

بے شک یہ اعلان من جانب اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی حقیقت کھولنے کے لیے واضح اور صریح اعلان اس کی زبان اور قلم سے کرایا ہے تاکہ مسلمان عموماً اور مرزائی حضرات خصوصاً مرزا قادیانی کے صدق اور کذب کو اس کے قول کے بموجب بھی جانچ لیں۔ مرزا قادیانی دنیا سے چلا گیا اور دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ٹیٹ پرستی کا ستون ٹوٹا تو کیا، اپنی جگہ سے بھی نہ ہلا۔ اسلام کو کوئی غلبہ نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس عیسائیوں کو ترقی اور عروج حاصل ہوا اور اسلامی حکومتیں ختم ہوئیں اور جہاں جہاں مسلمان تھے، وہ نصاریٰ کے محکوم اور تختہ جو رو جھابنے۔ مرزا قادیانی اپنے مشن میں کہاں تک کامیاب ہوا؟ یہ داستان روزنامہ ”الفضل“ کی زبانی سنئے! اخبار لکھتا ہے:

□ ”کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے 137 مشن کام کر رہے ہیں۔ یعنی ہیڈ مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہیڈ مشن میں اٹھارہ سو سے زائد پادری کام کر رہے ہیں۔ 403 ہسپتال ہیں، جن میں 500 ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ 43 پریس ہیں اور تقریباً 100 اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ 51 کالج 617 ہائی اسکول اور 61 ٹریننگ کالج ہیں۔ ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ کئی فوج میں

308 یورپین اور 2886 ہندوستانی مناد کام کرتے ہیں۔ اس کے ماتحت 507 پرائمری اسکول ہیں، جن میں 18675 طالب علم پڑھتے ہیں۔ 18 بستیاں اور گیارہ اخبارات ان کے اپنے ہیں، اس فوج کے مختلف اداروں کے ضمن میں 3290 آدمیوں کی پرورش ہو رہی ہے اور ان سب کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزانہ 224 مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمان کیا کر رہے ہیں وہ تو اس کام کو شاید قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے، احمدی جماعت کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی مشنریوں کے اس قدر وسیع جال کے مقابلہ میں اس کی مساعی کی حیثیت کیا ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر رہے ہیں، انہیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں۔“

(روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 19 جون 1941ء صفحہ 5)

الفضل کی یہ شہادت مرزا قادیانی کی موت سے 33 سال بعد کی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نہ مرزا قادیانی کے دعوے سے عیسائیت کا کچھ بگڑا، نہ تثلیث کے بجائے توحید پھیلی، نہ عیسائیت کے پھیلاؤ کو روکنے میں اسے کامیابی ہوئی، اس لیے مرزا قادیانی کی یہ بات سچی نکلی: ”اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں..... اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 498 طبع جدید از مرزا قادیانی)

سیخ موعود کی خصوصیات کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

(247) ”اب حدیثوں پر نظر غور کرنے سے بخوبی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم اترنے والا ہے جس کی تعریفیں لکھی ہیں کہ وہ گندم گون ہوگا اور بال اس کے سیدھے ہوں گے اور مسلمان کہلائے گا اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے آئے گا اور مغز شریعت جس کو وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد دلائے گا اور ضرور ہے کہ وہ اس وقت نازل ہو جس وقت انجام تک شرر اور فتن پہنچ جائیں اور مسلمانوں پر تنزل کا زمانہ ہو جو یہودیوں پر ان کے آخری دنوں میں آیا تھا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 459، 460 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1023، 1024 پر)

اس عبارت میں مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم (ابن غلام مرتضیٰ نہیں) اترنے والا ہے۔ وہ یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ ابن مریم نازل ہوں گے اور ان کی ایک بڑی خوبی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آنے والا مسیح ”مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے آئے گا۔“ قادیانیوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی مسیح موعود ہے تو کیا وہ ابن مریم ہے؟ کیا وہ آسمان سے اترایا نازل ہوا؟ کیا اس کی آمد سے ”مسلمانوں کے باہمی اختلافات“ دور ہو گئے؟ یہ ایک آسان سی بات ہے جس پر غور کرنے سے حق کے متلاشی قادیانی اپنی کھوئی ہوئی منزل پا سکتے ہیں۔

مرزا قادیانی مزید اعتراف کرتا ہے:

(248) ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر بکثرت پھیل جائے گا اور مل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔“  
(ایام اصلاح صفحہ 136 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 381 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1025 پر)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نزول مسیح کی 3 علامتیں بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان پر اتفاق ہو گیا ہے۔ لہذا صرف پہلی علامت کو ہی لے لیں۔ دنیا بھر میں جس قدر اسلام پھیلا تھا، مرزا قادیانی کے آنے سے وہ نیست و نابود ہو گیا۔ سیاست مکی کے عالمگیر غلبہ کا تو نشان بھی نہیں پایا گیا۔ کوئی باطل دین ہلاک نہیں ہوا۔ الٹا اسلام مٹ گیا۔ مرزا قادیانی کے آنے سے سابقہ مسلمان یعنی پوری دنیا کے کروڑوں مسلمان بجز چند لاکھ کے، کافر ہو گئے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا فتویٰ ہے:

(19) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور

انہ نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم صفحہ 519 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1026 پر)

قادیانیوں کو غور کرنا چاہیے کہ کون سی نئی دنیا ہے جہاں مرزا قادیانی نے اسلام پھیلایا؟ کون سے باطل دین کو مرزا قادیانی نے ہلاک کیا؟ مرزا قادیانی، مسیح موعود کی حیثیت

سے جو علامت اور جو کام خود بیان کر رہا ہے، وہ اس میں بالکل نہیں پائی گئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی آمد پر قوموں کا اتحاد و اتفاق کیا ہوتا، خود قادیانی جماعت میں ایسا اختلاف ہوا کہ بہت تھوڑے عرصہ میں وہ دو تین گروہوں (ربوی، لاہوری، حقیقت پسند پارٹی وغیرہ) میں بٹ کر رہ گئے اور ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ منافرت اور عداوت علیحدہ ہے۔ (دیکھیے روداد مباحثہ راولپنڈی)

مرزا قادیانی اپنی کتاب ”انجام آختم“ میں لکھتا ہے:

(250) ”اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے، یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے، یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔“

(انجام آختم (ضمیمہ) صفحہ 30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 314 تا 319 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1027 تا 1032 پر)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر غالباً جنوری 1897ء کی ہے، گویا سچا ہونے کی صورت میں مرزا قادیانی کو 1903-1904ء تک یہ سارے کارنامے انجام دینے تھے اور اگر وہ یہ شرط پوری نہ کر سکا تو اس نے اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لینے کی قسم کھا رکھی تھی۔ سات سال کے عرصے میں مرزا قادیانی نے جن کارناموں کا وعدہ کیا تھا، وہ اس سے ظاہر نہ ہو سکے۔ نتیجہ ان تحریروں سے آپ خود اخذ کر لیں۔ میں مختصراً عرض کیے دیتا ہوں۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں اس کے ذریعہ سے تمام ادیان باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور دین اسلام کو ایسا غلبہ ہوگا کہ دنیا کی تمام قومیں ایک ہو جائیں گی۔ یعنی سب مسلمان ہو کر ایک قوم کہلائے گی۔ اس پر خوب نظر رہے کہ ان اقوال میں مرزا قادیانی صرف ایک دین، عیسائیت یا موسویت کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ تمام باطل دینوں کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ ہے اور اس کی ابتدائی حالت یہ بیان کرتا ہے



کہ ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا۔ یعنی اسلام سے کوئی خارج نہ ہوگا بلکہ ہر طرف سے غیر مسلم اس میں داخل ہوں گے۔ یہ دعویٰ غالباً 1897ء کا ہے۔ اس کے بعد دس برس سے زیادہ مرزا قادیانی زندہ رہا۔ مئی 1908ء میں اس کی موت ہوئی۔ اب اسے مسیح موعود ماننے والے بتائیں کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر جو کام اس کا بیان کیا تھا یا اس کی ابتدائی حالت لکھی تھی کہ ہر طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا، کیا اس کا وجود پایا گیا؟ اس بیان کے بعد خاص دین عیسوی کی نسبت کہتا ہے کہ ”عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔“ اس جملہ سے یہ بھی بخوبی ثابت ہے کہ مذکورہ امور اس کے وقت میں ظاہر ہوں گے۔ پہلے تمام ادیان باطلہ کے فنا ہونے کا لکھا تھا۔ اس میں عیسائی مذہب کا فنا ہونا بھی آ گیا تھا۔ مگر اس کے بعد خاص طور پر اس کا ذکر کرنا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اکثر دنیا پر اس کا غلبہ ہے۔ اس لیے یہ دعویٰ کیا گیا کہ مسیح موعود کی وہ شان ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہ ان کے آگے سرنگوں ہو جائیں گے۔ یعنی اسلام لا کر مسیح موعود کے مطیع ہوں گے۔ آخری جملہ بھی اسی مطلب کا موسید ہے۔ ”دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے“ کا مطلب یہی ہوگا کہ اس سے پہلے دنیا کفر سے بھری تھی۔ اب مرزا قادیانی کی وجہ سے اسلام سے بھر جائے گی۔ اس اعلانیہ اور روشن دعوے کے بعد مرزا قادیانی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اگر مسیح موعود کی مذکورہ علامات کا ظہور میرے ذریعہ سے نہ ہو تو میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لوں گا۔ اس قسم کے بعد مرزا قادیانی گیارہ برس سے زیادہ زندہ رہا اور اس نے اپنی آنکھوں سے خوب دیکھا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی اس نے خود بیان کی تھیں، وہ اس میں نہیں پائی گئیں۔ چنانچہ اسے اپنے دعوے سے دست بردار ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر افسوس کہ اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ آخر تک اپنے دعوے پر قائم رہا۔

قادیانی، مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ کسی دنیاوی بادشاہ کا حکم ہے بلکہ اس لیے اس کو مسیح موعود مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

□ ابو ہریرہؓ یحدث عن النبی ﷺ قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی

بیدہ لیہلن ابن مریم یفج الروحاء حاجا او معمر او لیثیہما۔

(صحیح مسلم حدیث نمبر 316، جلد 1 صفحہ 408)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) روحاً (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) کی گھاٹی میں حج یا عمرہ یا دونوں کی لیک (تلبیہ) پکارتی گے ایک ہی ساتھ۔“

یہ حدیث صاف اور صریح طور پر بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بڑی بھاری نشانی حج کرنا ہے۔ حج بھی اس تفصیل سے کہ وہ مقام فحج الروحاء سے احرام باندھیں گے۔ مقام مسرت ہے کہ اس حدیث کو مرزا قادیانی نے رد نہیں کیا بلکہ اپنے حق میں لیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ہم حج ضرور کریں گے۔ لیکن کب کریں گے؟ اس کا جواب اس نے یہ دیا ہے کہ جب ہم دجال کو مسلمان کر کے فارغ ہوں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

(251) ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال (پادری لوگ) بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“

(ایام اصلاح صفحہ 169 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 416، 417 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1033، 1034 پر)

اس بیان میں مرزا قادیانی نے اس حدیث کے ماتحت تسلیم کیا ہے کہ مسیح موعود کو حج کرنا ضروری ہے۔ مگر بوجہ عدم فرصت فراغت تک اس کو ملتوی رکھا ہے۔ پس حدیث نبوی اور مرزا قادیانی کی تحریر سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ حسب فرمان رسول ﷺ ضروری ہے کہ مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔ اس کے حج میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہوگی۔ دجال مسلمان ہو یا نہ ہو، مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔ قادیانیوں کو غور کرنا چاہیے کہ اتنی بڑی واضح نشانی جس کو حضرت محمد رسول ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے، وہ مرزا قادیانی میں نہیں پائی گئی۔ یعنی مرزا قادیانی نے الروحاء کے مقام سے احرام باندھ کر حج نہیں کیا بلکہ کیا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ جہنم واصل لیا۔ پھر وہ مسیح موعود کیسے ہوا؟

قرآن و حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیان کردہ 180 کے قریب علامات ان میں سے مرزا قادیانی میں کوئی بھی نشانی نہیں پائی جاتی۔ لہذا آنے والا مسیح موعود، مرزا

قادیانی کسی طرح ممکن نہیں۔ خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”حقیقۃ الوحی“ میں لکھا ہے:

(252) ”یاد رہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ:-

1- وہ دوزرد چادروں کے ساتھ اترے گا۔

2- اور نیز یہ کہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔

3- اور نیز یہ کہ کافر اس کے دم سے مریں گے۔

4- اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا غسل کر کے حمام میں سے نکلا

ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر سے موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے نظر آئیں گے۔

5- اور نیز یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔

6- اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔

7- اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔

8- اور نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔

9- اور نیز یہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا۔

10- اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت ﷺ کی قبر میں

داخل کیا جائے گا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 307 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 320 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1035 پر)

مسیح موعود کی یہ دس علامات خود مرزا قادیانی نے تسلیم کی ہیں۔ کیا کوئی قادیانی اگر،

مگر، چونکہ، چنانچہ، لیکن، لہذا، استعارہ، کنایہ، ظلی، بروزی وغیرہ کی بھول بھلیوں میں سے نکل

کر کوئی ایک علامت بھی مرزا قادیانی میں دکھا سکتا ہے؟؟؟

یہ سب آثار ہیں جہل و جنوں کے

یہ سب اطوار ہیں زار و زبوں کے

یہ چاروں لفظ ہیں مکر و فسوں کے

اگر، لیکن، چنانچہ اور چوں کے

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب ”حقیقت النبوة“ کے صفحہ 192 پر ایک حدیث نقل کر کے اس سے مسیح موعود کے نبی ہونے پر استدلال کیا ہے، ترجمہ بھی مرزا محمود ہی کا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

□ ”الانبياء اخوة لعلات، امهاتهم شتى و دينهم واحد، وانا اولى الناس بعيسى ابن مريم، لانه لم يكن بينى و بينه نبى، وانه نازل، فازار ايتموه فاعرفوه رجلاً مربوعاً، الى الحمرة و البياض، عليه ثوبان ممصران كان راسه يقطر و ان لم يصبه بلل، فيدق الصليب و يقتل الخنزير، و يضع الجزية، ويدعو الناس الى الاسلام، فيهلك الله في زمانه الملل كلها الا الاسلام، و يهلك الله في زمانه المسيح الدجال و تقع الامنه على الارض حتى ترتع الاسود مع الابل، و النمار مع البقر، و الذناب مع الغنم، و يلعب الصبيان بالحيات لا تضرهم، فيمكت اربعين سنة، ثم يتوفى و يصلى عليه المسلمون. (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 406، مطبوعہ بیروت)

یعنی ”انبیاءِ علانی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں، ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں، کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہونے والا ہے، پس جب اسے دیکھو تو اسے پہچان لو (1) کہ وہ درمیانہ قامت (2) سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ (3) زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے (4) اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو (5) اور وہ صلیب کو توڑے گا (6) اور خنزیر کو قتل کرے گا (7) اور جزیہ ترک کر دے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا (8) اس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سب مذاہب کو ہلاک کر دے گا اور صرف اسلام رہ جائے گا۔ (9) اور اس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح دجال کو ہلاک کر دے گا۔ (10) اور زمین میں امن قائم ہوگا یہاں تک کہ (11) شیر اونٹوں کے ساتھ، اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے، اور بچے سانپوں سے کھلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے (12) عیسیٰ ابن مریم چالیس سال تک رہیں گے، اور پھر فوت ہو جائیں گے (13) اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔“

(حقیقت النبوة ص: 192 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 506 از مرزا بشیر الدین محمود)

قادیانی حضرات اس حدیث شریف میں ذکر کردہ علامات کو ایک ایک کر کے ملاحظہ کریں اور پھر انصاف سے بتائیں کہ کیا آنحضرت ﷺ کی ذکر کردہ یہ علامتیں مرزا قادیانی میں پائی گئیں؟ اگر نہیں..... اور یقیناً نہیں..... تو مرزا قادیانی کو مسیح موعود قرار دینا کس طرح صحیح ہوگا؟ قادیانی بتائیں:

- 1 کیا مرزا قادیانی کی زندگی میں اسلام ساری دنیا پر غالب آگیا؟
  - 2 کیا اسلام کے سوا تمام مذاہب صفحہ ہستی سے مٹ گئے؟
  - 3 کیا مرزا قادیانی کے زمانہ میں کسی نے شیروں کو اونٹوں کے ساتھ، چیتوں کو گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ جرتے، بچوں کو سانپ کے ساتھ کھلتے ہوئے دیکھا؟
  - 4 کیا مرزا قادیانی، دعویٰ مسیحیت کے بعد چالیس سال زندہ رہا؟
  - 5 کیا مرزا قادیانی کے ہاتھوں اس کی زندگی میں وہ کارنامہ ظہور پذیر ہو سکا جو حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوگا؟
- کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہو  
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا



## مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟

مرزا قادیانی کی زندگی بھی عجیب مسخرانہ اور مضحکہ خیز تھی۔ اس میں درجنوں ایسے نادور واقعات ملتے ہیں جن کے مطالعے سے بے اختیار ہنسی آتی ہے اور ضبط کرنے پر بھی ضبط نہیں ہوتی۔ پنجابی نبی کے حالات زندگی اور تحریرات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ پتہ لگانا مشکل ہے کہ وہ مرد تھا یا عورت؟ حیرانی ہوتی ہے کہ کیا لکھیں اور کیا کہیں؟ قارئین کرام! خود ملاحظہ کیجیے:

### اللہ کا بچہ

(253) ”اسی طرح میری کتاب از بعین نمبر 4 صفحہ 19 میں بابوالہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے..... یعنی بابوالہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔“

(حقیقت الوحی تتر صفحہ 581، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 581 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1036 پر)

کم بخت بابوالہی بخش کو سو جمی بھی تو کیا سو جمی اور دیکھا بھی تو کیا دیکھا! مرزا قادیانی کا حیض و نفاس اور وہ بھی کن دنوں میں جبکہ مرزا قادیانی ایام ماہواری کی مصیبت میں دوچار تھا۔

یا مظهر العجائب  
بچہ مع زچہ کے غائب

## اللہ مرد، مرزا عورت؟

(254) ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔“

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1037 پر)

ویسے اس قدر غیر معمولی وضاحت میں اشارت والی کون سی بات ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر اس سے بڑھ کر کمینہ حملہ اور اوپاشانہ بہتان اور کیا ہو سکتا ہے۔ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی ذات اقدس بھی مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں سے نہ بچ سکی۔ ایسا فاسد خیال اور لغو عقیدہ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک کسی بھی گستاخ، منہ پھٹ زبان دراز سے نہیں سنا گیا۔ جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے، آج تک کسی شخص نے بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا بے ہودہ، گھٹیا اور بدترین کفر یہ الزام نہیں لگایا۔ یہ ذلت و رسوائی صرف مرزا قادیانی کو ہی نصیب ہوئی، جس کا نقد انعام اُسے دنیا میں لیٹرین میں موت کی صورت میں ملا۔ فاعبروا یا اولی الابصار!

## خدا سے نہانی تعلق

(255) ”در حقیقت میرے اور میرے خدا کے درمیان ایسے باریک راز ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی اور مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے جو قابل بیان نہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 63 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 81 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1038 پر)

یہ نہانی تعلق کہیں وہ تو نہیں جس کی پردہ دری مرزا قادیانی کے مرید قاضی یار محمد کے ہاتھوں ہوئی؟ (استغفر اللہ)!

## حاملہ

(256) ”اُس نے ”براہین احمدیہ“ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں

نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 496 میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“

(کشتی نوح صفحہ 47، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1039 پر)

### مرزا قادیانی کو دروزہ

(257) ”خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا۔ فاجاءها المنخاض الی جدد النخلة قالت یالیتی مت قبل هذا وکت نسیمنسیا۔ یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دروزہ تہ کھجور کی طرف لے آئی۔“

(کشتی نوح صفحہ 48 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 51 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1040 پر)

دروزیہ عورتوں کو ہوتا ہے۔ کیا کوئی قادیانی یہ بتانے کی زحمت گوارا کرے گا کہ کون سے زمانہ میں مرزا قادیانی پر نسوانیت غالب آئی اور وہ دروزہ سے کانگھتا رہا؟

### مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟

(258) ”سورہ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا کیونکہ ایک زمانہ میرے پر صرف مریمی حالت کا گزرا۔ اور پھر جب وہ مریمی حالت خدا تعالیٰ کو پسند آگئی تو پھر مجھ میں، اُس کی طرف سے ایک روح پھونکی گئی۔ اس روح پھونکنے کے بعد میں مریمی حالت سے ترقی کر کے عیسیٰ بن گیا، جیسا کہ میری



کتاب براہین احمدیہ حصہ سابقہ میں مفصل اس بات کا تذکرہ موجود ہے کیونکہ براہین احمدیہ حصہ سابقہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: یا مریم اسکن انت و زوجک الجنة یعنی اے مریم! تو اور وہ جو تیرا رفیق ہے، دونوں بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اور پھر اسی براہین احمدیہ میں مجھے مریم کا خطاب دے کر فرمایا ہے: نفخت فیک من روح الصدق یعنی اے مریم! میں نے تجھ میں صدق کی روح پھونک دی۔ پس استعارہ کے رنگ میں روح کا پھونکنا اس حمل سے مشابہ تھا جو مریم صدیقہ کو ہوا تھا۔ اور پھر اس حمل کے بعد آخر کتاب میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا، جیسا کہ فرمایا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و دافعک التی۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور مومنوں کی طرح میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ مگر وہ نبی جو اتباع کی برکت سے ظلی طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی ہے اور میرا نام عیسیٰ بن مریم ہونا وہی امر ہے جس پر نادان اعتراض کرتے ہیں کہ حدیثوں میں تو آنے والے عیسیٰ کا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا ہے۔ مگر یہ شخص تو ابن مریم نہیں ہے اور اس کی والدہ کا نام مریم نہ تھا اور نہیں جانتے کہ جیسا کہ سورہ تحریم میں وعدہ تھا میرا نام پہلے مریم رکھا گیا اور پھر خدا کے فضل نے مجھ میں تقیح روح کیا۔ یعنی اپنی ایک خاص تجلی سے اس مریمی حالت سے ایک دوسری حالت پیدا کی اور اس کا نام عیسیٰ رکھا۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم (ضمیمہ) صفحہ 189 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 361 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1041 پر)

## بغیر باپ کے

(259) سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اس اپنے بندے کا نام ابن مریم رکھا کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اس نے

قالب اسلام کا پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی۔ تب وہ وجود روحانی پا کر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھالیا اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا۔ سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دنیا میں تھمہ لایا اور زمین جو سنسان پڑی تھی اور تاریک تھی، اس کے روشن اور آباد کرنے کے فکر میں لگ گیا۔ پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے؟ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے؟“

(ازالہ اوہام صفحہ 659 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 456 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1042 پر)

عیسیٰ علیہ السلام کی مانند..... جو قریش میں سے نہ ہو

(260) ”اور جس وقت کہ وعدہ مشابہت خلافت کے دونوں سلسلہ میں تھا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ موکہ کیا گیا تھا، اس بات نے تقاضا کیا کہ سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو۔ کس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھے۔ جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ جو خاتم الخلفاء ہے، قریش میں سے نہ ہووے اور تلواریں نہ اٹھائے اور جنگ کا حکم نہ کرے، تاکہ مشابہت پوری ہو جائے۔“

(خطبہ الہامیہ صفحہ 83، 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 83، 84، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1043، 1044 پر)

عیسیٰ علیہ السلام کی مانند..... جو قریش میں سے ہو

(261) ”خلاصہ کلام یہ کہ اسماعیلی سلسلہ کی عمارت بالکل اسرائیلی سلسلہ کے مطابق بنائی گئی ہے۔ یہی حکمت ہے کہ اس سلسلہ کا عیسیٰ بھی خاندان بنی اسماعیل میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ مسیح

بھی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا تھا۔ وجہ یہ کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اُس کا باپ نہ تھا، صرف ماں اسرائیلی تھی۔ یہی مشابہت اس جگہ موجود ہے۔ میں بیان کر چکا ہوں کہ میری بعض اہمات سادات میں سے تھیں اور خدا کی وحی نے بھی یہی مجھ پر ظاہر کیا اور جس طرح حضرت عیسیٰ نے باپ کے ذریعہ سے رُوح حاصل نہیں کی تھی اسی طرح میں نے بھی علم اور معرفت کی رُوح کسی روحانی باپ سے یعنی اُستاد سے حاصل نہیں کی۔ پس ان تمام باتوں میں مجھ میں اور حضرت عیسیٰ میں شدید مشابہت ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ نے اسرائیلی سلسلہ کے مقابل پر اسماعیلی سلسلہ قائم کر کے عیسیٰ بننے کے لئے مجھے چُن لیا۔ صدر سلسلہ اسلام میں حضرت سیدنا محمد ﷺ ہیں جن کا نام موسیٰ رکھا گیا جن کے ماں باپ دونوں قریش تھے۔ اور آخر سلسلہ میں یہ عاجز ہے جو فقط ماں کے لحاظ سے قریش ہے جس کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔“

(براین احمد یہ ضمیر حصہ پنجم صفحہ 137، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 21 صفحہ 303، 304 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1045، 1046 پر)

## المسیح الدجال کی حقیقت

(262) ”اصل بات یہ ہے کہ دجال بھی مسیح موعود کی طرح ایک موعود ہے۔ اس کا نام المسیح الدجال ہے۔ سورۃ تحریم میں جیسے مسیح موعود کے لیے بشارت اور نص موجود ہے۔ اسی نص سے بطور اشارۃ النص کے دجال کے وجود پر ایک دلیل لطیف قائم ہوتی ہے یعنی جیسے مریم میں نفخ روح سے ایک مسیح پیدا ہوا۔ اسی طرح اس کے بالمقابل ایک خبیث وجود کا ہونا ضروری ہے جس میں روح القدس کی بجائے خبیث روح کا نفخ ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے بعض عورتوں کو رجا کی بیماری ہوتی ہے اور وہ خیالی طور پر اس کو حمل ہی سمجھتی ہیں۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کی طرح سارے لوازم اُن کو پیش آتے ہیں اور چوتھے مہینے حرکت بھی محسوس ہوتی ہے مگر آخر کو کچھ بھی نہیں نکلتا۔ اسی طرح پر المسیح الدجال کے متعلق خیالات کا ایک بت بنایا گیا ہے اور قوت واہمہ نے اس کا ایک وجود خلق کر لیا جو آخر کار ان لوگوں کے اعتقاد میں ایک خارجی وجود کی صورت میں نظر آیا۔ المسیح الدجال کی حقیقت تو یہ ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 571 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1047 پر)

## ہندوؤں کا اصول

(263) ”بعض کاٹین اسی طرح پر دوبارہ دنیا میں آ جاتے ہیں کہ ان کی روحانیت کسی اور پر تجلی کرتی ہے اور اس وجہ سے وہ دوسرا شخص گویا پہلا شخص ہی ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی ایسا ہی اصول ہے اور ایسے آدمی کا نام وہ اوتار رکھتے ہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ضمیمہ صفحہ 125 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 291 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1048 پر)

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ  
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

## ”سلطان القلم“ کا دعویٰ

(264) ”میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ دو قسم کی برکتیں جن کا نام عیسوی برکتیں اور محمدی برکتیں ہیں، مجھ کو عطا کی گئی ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پا کر اس بات کو جانتا ہوں کہ جو دنیا کی مشکلات کے لیے میری دعائیں قبول ہو سکتی ہیں، دوسروں کی ہرگز نہیں ہو سکتیں اور جو دینی اور قرآنی معارف حقائق اور اسرار مع لوازم بلاغت اور فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں، دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ اگر ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کے لیے آوے تو مجھے غالب پائے گی اور اگر تمام لوگ میرے مقابل پر اٹھیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے میرا ہی پلہ بھاری ہوگا۔“

(ایام اصلاح صفحہ 160 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 407 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1049 پر)

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدرت رای شناسم

(خواہ تو کوئی بھی بھیس بدل کر سامنے آ، نظر شناس تجھے پہچان لیں گے)



## مرزا غلام احمد قادیانی ابن غلام مرتضیٰ یا ابن مریم؟؟؟

میرا نام غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے

(265) ”میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے۔“

(کتاب البریہ صفحہ 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 162 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1050 پر)

میں مسیح ابن مریم نہیں ہوں

(266) ”میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1051 پر)

مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں

(267) ”اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی۔ اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بناویں گے۔ اور نیز کہا گیا

کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا، جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔“  
 (کشتی نوح صفحہ 48 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 52 از مرزا قادیانی)  
 (عکس صفحہ نمبر 1052 پر)

### خدا نے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا

(268) ”اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 496 میں درج ہے، مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“

(کشتی نوح صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50 از مرزا قادیانی)  
 (عکس صفحہ نمبر 1053 پر)

### خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا

(269) ”الحمد لله الذي جعلك المسيح ابن مریم۔“

اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 75 از مرزا قادیانی)  
 (عکس صفحہ نمبر 1054 پر)

### میں جھوٹا ہوں

(270) ”اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“

(تحدۃ الہندہ صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 98 از مرزا قادیانی)  
 (عکس صفحہ نمبر 1055 پر)

مرزا قادیانی کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ اس کی والدہ کا نام چراغ بی بی تھا۔ اس کے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا قرآن مجید پر صریحاً بہتان ہے کہ اس میں مرزا قادیانی کو ابن مریم کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ دنیا بھر کے تمام قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ بتائیں کہ قرآن مجید نے کس سورت اور کس آیت میں مرزا قادیانی کا نام ابن مریم رکھا ہے؟ اگر وہ نہ دکھا سکیں تو پھر مرزا قادیانی جھوٹا ہے اور اس کے تمام پیروکار بھی۔

ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے

(271) ”وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف لفظ عیسیٰ یا مسیح ہی اگر احادیث میں ہوتا تو مثل کی گنجائش تھی۔ لیکن ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے..... ہم بھی کہتے نہیں مثل آیا۔ اصل آیا، مگر بطور بروز۔“

(ایام الصلح صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 379 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1056 پر)

مسلمانوں کا اتفاق کہ آنے والا عیسیٰ ابن مریم ہوگا

(272) ”سواؤل ہم ان ہر سہ تحقیقوں میں سے پہلی نتیجہ کو بیان کرتے ہیں، سواضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا۔“

(شہادۃ القرآن صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 298 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1057 پر)

احادیث کے چھوڑنے سے

(273) ”اب سوچ کر دیکھ لو کہ احادیث کے چھوڑنے سے اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے۔“  
(شہادۃ القرآن صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 301 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1058 پر)



## قادیانی تاویلات

قادیانیوں کے نزدیک احادیث میں نزول مسیح سے مراد مثل مسیح موعود ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ نزول سے مراد ولادت ہے۔ مریم سے مراد بھی مرزا قادیانی ہے۔ دمشق، بیت المقدس، مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ سے مراد قادیان ہے۔ دو زرد رنگ کی چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں۔ باب لد جو فلسطین میں ایک جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال کو قتل کریں گے، سے مراد لدھیانہ ہے۔ قتل دجال سے مراد مناظرہ میں کسی عیسائی کو شکست دینا ہے۔ دجال سے مراد عیسائی پادری ہیں۔ دجال کے کانا ہونے کا مطلب پادریوں میں دینی عقل نہیں ہے۔ دجال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی ہے۔ حدیث میں جو عیسیٰ ابن مریم کا خنزیر کو قتل کرنا آیا ہے، اس سے مراد مرزا کے مخالف لیکھرام کا قتل ہے۔

قارئین کرام! خود غور فرمائیں کہ ایسی تاویلوں سے تو ہر شخص مسیح موعود بن سکتا ہے اور جس کا جی چاہے احادیث میں درج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی نشانیوں کو اپنے پر منطبق کر کے قتلوں کا دروازہ کھول سکتا ہے۔ یہ تاویلات نہیں بلکہ تحریفات اور ہذیانات ہیں۔

قادیانیوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر دجال سے مراد عیسائی قوم ہے تو مرزا قادیانی انگریزوں کے لیے دعائیں کیوں مانگتا رہا؟ کیا کسی حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ مسیح موعود دجال کے لیے دعا کرے گا اور اپنی امت کو دجال کی بقا کے لیے تلقین کرے گا؟ مرزا قادیانی کے نزدیک دجال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی ہے تو مرزا قادیانی ہمیشہ اس دجال کے گدھے (ریل گاڑی) پر سفر کیوں کرتا تھا؟

آئیے! دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود بننے کے لیے قرآن و حدیث میں کیا کیا تاویلات کیں؟



## مریم اور عیسیٰ سے مراد مرزا قادیانی

(274) ”اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 496 میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“

(کشتی نوح صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1059 پر)

## دمشق سے مراد قادیان

(275) ”محب واثق مولوی حکیم نورالدین صاحب اس جگہ قادیان میں تشریف لائے اور انہوں نے اس بات کے لیے درخواست کی کہ جو مسلم کی حدیث میں لفظ دمشق و نیز اور ایسے چند مجمل الفاظ ہیں، ان کے انکشاف کے لیے جناب الہی میں توجہ کی جائے..... صرف تھوڑی سی توجہ کرنے سے ایک لفظ کی تشریح یعنی دمشق کے لفظ کی حقیقت میرے پرکھولی گئی..... پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پرمنجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں..... خدائے تعالیٰ نے مسیح کے اترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رو سے مسیح سے اور نیز امام حسینؑ سے بھی مشابہت رکھتا ہے..... دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 65 تا 67 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 135، 136 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1060، 1061 پر)

## قادیان میں یزیدی لوگ

(276) ”خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرمادیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں، دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے..... سو خدائے تعالیٰ نے اسی عام قاعدہ کے موافق اس قصبہ قادیان کو دمشق سے مشابہت دی اور اس بارہ میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ اخراج منه الیزیدیون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں..... اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے اور ان لوگوں کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ یزیدی الطبع ہیں یعنی اکثر وہ لوگ جو اس جگہ رہتے ہیں وہ اپنی فطرت میں یزیدی لوگوں کی فطرت سے مشابہ ہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 69، 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 138 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1062 پر)

## انا انزلنہ قریباً من القادیان کی انوکھی تفسیر

(277) ”قادیان کو خدائے تعالیٰ کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے تو اس پہلے الہام کے معنی بھی اس سے کھل گئے گویا یہ فقرہ جو اللہ جل شانہ نے الہام کے طور پر اس عاجز کے دل پر القا کیا ہے کہ انا انزلنہ قریباً من القادیان اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلنہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البيضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونت جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے منارہ کے پاس۔ پس یہ فقرہ الہام الہی کا کہ کان وعد اللہ مفعولاً اس تاویل سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیشگوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 139 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1063 پر)

## منارہ

(278) ”بعض احادیث میں یہ پایا جاتا ہے کہ دمشق کے مشرقی طرف کوئی منارہ ہے جس

کے قریب مسج کا نزول ہوگا۔ سو یہ حدیث ہمارے مطلب سے کچھ منافی نہیں ہے کیونکہ ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ ہمارا یہ گاؤں جس کا نام قادیان ہے اور ہماری یہ مسجد جس کے قریب منارہ طیار ہوگا، دمشق سے شرقی طرف ہی واقع ہے۔ حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ منارہ دمشق سے ملحق اور اس کی ایک جزو ہوگا بلکہ اس کے شرقی طرف واقع ہوگا۔ پھر دوسری حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ مسجد اقصیٰ کے قریب مسج کا نزول ہوگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ یہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے۔ اور دمشق کا ذکر اس غرض کے لیے ہے جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 402 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1064 پر)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ نزول مسج ابن مریم سے مجازاً مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کی قادیان میں ولادت مراد ہے مگر منارہ سے حقیقی معنی مراد ہیں۔ اس لیے مرزا قادیانی نے ”نازل“ ہونے کے بعد لوگوں سے چند لے کر قادیان میں ایک منارہ تعمیر کرایا جس کا نام منارہ اسح رکھا۔ عجیب بات ہے کہ نزول تو پہلے ہو گیا اور منارہ بعد میں چند جمع کر کے تعمیر کرایا گیا۔ جیسا کہ کسی کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک شخص قضاء حاجت کرنے کے لیے پانی کا برتن لے کر چلا، برتن کے پیندے میں سوراخ تھا، اس لیے طہارت تو پہلے کر لی اور قضاء حاجت بعد میں کی، اسی طرح مسج قادیان نازل تو پہلے ہو گئے اور منارہ بعد میں بنوایا کہ آخر کہاں تک حدیثوں میں تاویل کروں اور ساری باتوں کو مجاز پر محمول کروں۔ سوائے منارہ بنانے کے اور کوئی شے نظر نہ آئی۔ اس لیے حدیث میں صرف منارہ کا لفظ حقیقی معنی میں رہ گیا اور باقی سب مجاز اور استعارہ۔ اسے کہتے ہیں:۔ بھان متی نے کتبہ جوڑا..... کہیں کی اینٹ کہیں کاروڑا

## منارہ اسح کے لیے چندہ

(279) ”مسج موعود کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی۔ اور یہ مسجد فی الحقیقت دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تادمشقی مفاسد کی اصلاح کرے۔ اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت

احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارۃ المسیح کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔“  
(مجموعہ اشتہارات (اشتبہار چندہ منارۃ المسیح 28 مئی 1900) جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1065 پر)

## اور حدیث پوری ہو گئی

(280) ”پھر منارۃ البیضا کا بھی عجیب معاملہ ہوا۔ ایک مولوی عبدالقادر صاحب حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے دوست تھے۔ اُن سے میں نے پوچھا کہ وہ منارہ کہاں ہے جس پر تمہارے نزدیک حضرت عیسیٰ نے اترنا ہے؟ کہنے لگے: مسجد امویہ کا ہے لیکن ایک اور مولوی صاحب نے کہا کہ عیسائیوں کے محلہ میں ہے۔ ایک اور نے کہا حضرت عیسیٰ آ کر خود بنائیں گے۔ اب ہمیں حیرت تھی کہ وہ کونسا منارہ ہے، دیکھ تو چلیں۔ صبح کو میں نے ہوٹل میں نماز پڑھائی، اس وقت میں اور ذوالفقار علی خان صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب تھے، یعنی میرے پیچھے دو مقتدی تھے۔ جب میں نے سلام پھیرا تو دیکھا سامنے منارہ ہے اور ہمارے اور اس کے درمیان صرف ایک سڑک کا فاصلہ ہے۔ میں نے کہا یہی وہ منارہ ہے اور ہم اس کے مشرق میں تھے۔ یہی وہاں سفید منارہ تھا اور کوئی نہ تھا۔ مسجد امویہ والے منارہ نیلے سے رنگ کے تھے جب میں نے اس سفید منارہ کو دیکھا اور پیچھے دو ہی مقتدی تھے تو میں نے کہا کہ وہ حدیث بھی پوری ہو گئی۔“

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 443 طبع جدید از دوست محمد شاہد) (عکس صفحہ نمبر 1066 پر)

اللہ رے! یہ قادیان! اور یہ خوش اعتقادیان!!!

## صحیح مسلم کی حدیث

(281) ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1067 پر)

ہمارے پیش نظر مسلم شریف کا جو نسخہ ہے اس میں من السماء کا لفظ مذکور نہیں، باقی

طویل روایت مسلم جلد 2 صفحہ 401 میں مذکور ہے اور مرزا قادیانی چونکہ (جعلی) نبی ہے، اس لیے اس کے پاس ضرور مسلم شریف کا کوئی ایسا نسخہ ہوگا جس میں من اسماء کے الفاظ بھی ہوں گے۔ یاد رہے کہ مذکورہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں بلکہ سنن ابی داؤد جلد 2 کتاب الملاحم باب خروج الدجال میں مذکور ہے۔

### زرد رنگ کی چادریں یا بیماریاں

(282) ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 32، 33 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1068، 1069 پر) بھلا ان بیماریوں پر فخر کرنے والی کون سی بات ہے؟ کیا سچے نبی کی صداقت پر اس کے عوارض بھی دلیل بن سکتے ہیں؟ باقی مرزا قادیانی نے دو نہیں، تین زرد چادریں اوڑھ رکھی تھیں، تیسری اس کے سر پر بندھی ہوئی تھی۔

### مقام لُد کہاں ہے؟

(283) ”پھر حضرت ابن مریم دجال کی تلاش میں لگیں گے اور لُد کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے، اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔ تمت ترجمة الحديث. یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 230 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 209 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1070 پر)

### لُد سے مراد لدھیانہ

(284) ”أول بلدة بايعى الناس فيها اسمها لدھیانہ. وهي أول ارض قامت

الاشرار فيها للأهانة. فلما كانت بيعة المخلصين. حربةً لقتل الدجال اللعين. باشاعة الحق المبين. اشير في الحديث ان المسيح يقتل الدجال على باب اللد بالضربة الواحدة. فاللد ملخص من لفظ لدھیانہ كما لا يخفى على ذوی الفطنة.

(ترجمہ) ”سب سے پہلا شہر جس میں لوگوں نے میری بیعت کی، اس کا نام ”لدھیانہ“ ہے۔ یہ وہ سرزمین ہے جہاں مخلصین کی بیعت کے بعد شریر لوگ میری اہانت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان مخلصین نے حق مبین کی اشاعت کے لیے دجال لعین کو قتل کرنے کی بیعت کی تھی۔ حدیث میں اشارہ ملتا ہے کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) دجال کو ایک ہی وار میں ”لد“ شہر کے دروازہ پر قتل کریں گے۔ لفظ ”لد“ لدھیانہ کا مخفف ہے جیسا کہ کسی عقلمند سے مخفی نہیں ہے۔“

(الہدیٰ صفحہ 92 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 341 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1071 پر)

## یا جوج و ماجوج

(285) ”ایسا ہی یا جوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجیے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورہ کہف میں فرماتا ہے وترکنا بعضهم یومئذ یموج فی بعض یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے فتح دے گا چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں۔ اس لیے ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 273 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 373 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1072 پر)

صد افسوس! جب مرزا قادیانی کو سچ بننے کا شوق ہوا تو اس نے زرد پوشاک سے مراد دو بیماریاں، دجال سے پادری اور لد سے لدھیانہ مراد لے لیا اور یوں قادیان دمشق بن گیا اور پھر وہاں بقول اس کے مسخ اتر آیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مرزا قادیانی جب تک حکیم نور الدین بھیروی کے کافرانہ چنگل میں پوری طرح نہیں پھنسا تھا اور جب تک اس کے غلط نسخوں سے اس کا مراق اور مانگو لیا عروج تک نہیں پہنچا تھا اور جب تک محمدی بیگم کے عشق کا کھل بھوت اس پر سوار نہیں ہوا تھا اور جب تک ان عوارضات کی وجہ سے اس کا دماغ ماؤف نہیں ہوا تھا تو وہ قرآن و حدیث اور اجماع کی قدر کے گیت گاتا تھا۔ مگر جب کروٹ بدلی تو ان میں سے کوئی چیز بھی نعوذ باللہ تعالیٰ اس کے نزدیک قابل قدر نہ رہی بلکہ الٹا ان کا مذاق اڑانے لگا اور بھاغیوں کی طرح مسخرہ پن پر اتر آیا۔

خود مرزا قادیانی کا اقرار ہے:

(286) ”ایک نئے معنی اپنی طرف سے گھڑنا ہی تو الیاء اور تحریف ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچاوے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 745 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 501 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1073 پر)



## رفع و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرزا قادیانی کی اہم تشریحات

حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں آنجہانی مرزا قادیانی کی بعض عبارات اور ان کی تشریحات نہایت اہم اور دلچسپ ہیں۔ قارئین کرام کے لیے ان کا مطالعہ فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ آئیے! ملاحظہ کریں۔

### خدا کا مسیح سے وعدہ

(287) ”یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مسیح کو رفع سے بے نصیب ٹھہرانے کے لیے صلیب کا حیلہ سوچا تھا تا اس سے دلیل پکڑیں کہ عیسیٰ بن مریم ان صادقوں میں سے نہیں ہے جن کا رفع الی اللہ ہوتا رہا ہے۔ مگر خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا اور اپنی طرف تیرا رفع کروں گا۔“

(اربعین نمبر 3 صفحہ 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 394 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1074 پر)

### قرآن شریف صاف کہتا ہے

(288) ”قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ مسیح وفات پا کر آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔“  
(انجام آتھم صفحہ 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 321 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1075 پر)



## اپنی طرف اٹھاؤں گا

(289) ”براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیٰ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے طبعی وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“  
(سراج منیر صفحہ 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 43 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1076 پر)

## تجھ کو پوری نعمت دوں گا

(290) ”اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیّیْ. میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 520 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 620 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1077 پر)

مرزا قادیانی کے اس الہام میں متکلم اللہ تعالیٰ اور مخاطب مرزا قادیانی کی طرف ہے۔ یہاں پر مخاطب مرزا قادیانی نے اپنے الہام کا خود ہی تکمیل نعمت سے ترجمہ کر دیا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ توئی کا معنی ہر جگہ موت نہیں ہے۔ ہر واقعہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ پھر اس میں استعمال ہونے والے الفاظ و بیان کو بھی اس تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ یہ بھی یاد رہے کہ بعض الفاظ کئی کئی معنی دیتے ہیں اور ایسے الفاظ اپنے اپنے محل وقوع میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً پنجابی زبان کا ایک لفظ ہے۔ وٹ۔ یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اپنے محل وقوع کے اعتبار سے اپنے معنی دیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رات میں نے بہت زیادہ کھانا کھا لیا جس سے میرے پیٹ میں ”وٹ“ پڑ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زیادہ کھانا کھانے سے اس کا پیٹ خراب ہو گیا ہے اور خدشہ ہے کہ اسے پچس لگ جائیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کل میرے کزن نے بھری محفل میں میری کردار کشی کی جس پر مجھے اُس پر بہت ”وٹ“ چڑھا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس شخص کو اپنے کزن پر بہت غصہ آیا نہ یہ کہ اس کی بات پر اس کا پیٹ خراب ہو گیا۔ اسی طرح

اگر کوئی شخص ایسی بات کہے اور دوسرے کو سمجھ نہ آئے تو وہ کہے وٹ؟ (What)۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے سمجھ نہیں آئی اور وہ بات کو دوبارہ دہرانے کے لیے کہہ رہا ہے نہ کہ یہ کہ اس سے اس کا پیٹ خراب ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے راستہ پوچھے اور وہ شخص اسے کہے کہ آپ ”وٹوٹ“ چلے جائیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ سیدھے اور آسان راستہ سے جائیں۔ اسی طرح اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنے دوست کو اس کی خامی سے آگاہ کیا تو اس نے منہ وٹ لیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا دوست خفا ہو گیا۔ اسی طرح اگر کوئی یہ کہے کہ کل میں چار پائی کا بان وٹ رہا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ چار پائی کی ضروریات تیار کر رہا تھا۔ اب اگر یہ غور کیا جائے کہ ”براہین احمدیہ“ لکھتے وقت مرزا قادیانی حیات مسیح کا قائل تھا اور اس خیال کے دباؤ سے مرزا قادیانی نے مذکورہ بالا معنی کر لیا تھا تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ اس الہام میں حضرت مسیح کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف مرزا قادیانی سے باتیں ہو رہی ہیں۔ اسے مسیح بنایا جا رہا ہے اور طرح طرح کی امتگیں پیدا کی جا رہی ہیں۔ یہاں اگر توفی کا معنی موت کریں تو بتائیے مرزا قادیانی کا کیا بنے گا؟

## تجھے کامل اجر بخشوں گا

(291) ”پھر بعد اس کے یہ الہام ہے۔ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیٰ (ترجمہ) اے عیسیٰ! میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 557، 558 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 664، 665 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1078، 1079 پر)

## میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا

(292) ”براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا عیسیٰ انی متوفیک جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خوب معنی کھلے۔ یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود ان کے مصلوب کرنے کے لیے کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود ہنود

کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسیٰ کا نام اس عاجز پر کیسے چسپاں کر دیا ہے۔“

(سراج منیر صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 23 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1080 پر)

عجیب بات ہے کہ یہ آیت اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ہو تو قادیانی اس کا ترجمہ ”ماردوں گا“ کرتے ہیں اور اگر یہ آیت مرزا قادیانی اپنے لیے استعمال کرے تو ترجمہ ”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔“، ”میں تجھے کامل اجر بخشوں گا“ اور ”میں تجھے اس ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔“ کرتا ہے۔ قادیانیوں سے درخواست ہے کہ وہ اس پر ضرور غور کریں۔ اگر توفیٰ کا معنی موت ہی ہے تو پھر مرزا قادیانی اس الہام کے بعد 23، 24 سال کیوں زندہ رہا؟ اس پر کیوں موت وارد نہ ہوئی؟ تو اس سے واضح ہوا کہ جس طرح مرزا قادیانی کے لیے بعد از خبر وفات پندرہ سال کا عرصہ اوپر گزر جانا جائز ہے، اسی طرح حضرت مسیح کے لیے صدیوں کا عرصہ گزر جانا بھی جائز ہے۔

### عیسیٰ پیدا ہو گیا

(293) ”یہ الہام ہوا۔ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی وجاعل الذین

اتبوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة۔

اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا۔“

(کشتی نوح صفحہ 46 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 49 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1081 پر)

### میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا نمونہ ہوں

(294) ”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور اکسار اور توکل اور ایثار

اور آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی

درخت کے دو پھل ہیں۔“

(براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 499 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1082 پر)

مرزا قادیانی کی اس تحریر سے واضح ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی دو زندگیاں ہیں۔ پہلی آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل کی، اور دوسری آسمان سے نزول کے بعد کی۔

اللہ نے حضرت عیسیٰ کو زندہ کر کے اپنے پاس آسمان پر بلا لیا

(295) ”اُس خدا کی قسم ہے جس نے مسیح کو مریم صدیقہ کے پیٹ سے پیدا کیا، جس نے انجیل نازل کی، جس نے مسیح کو وفات دے کر پھر مردوں میں نہیں رکھا بلکہ اپنی زندہ جماعت ابراہیم اور موسیٰ اور یحییٰ اور دوسرے نبیوں کے ساتھ شامل کیا، اور زندہ کر کے انہیں کے پاس آسمان پر بلا لیا۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 277 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 277 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1083 پر)

معراج کی رات نبی کریم ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

(296) ”معراج کی رات میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ کو جو اصل عیسیٰ ہے، دیکھا اور اس کو سرخ رنگ پایا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 900 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 592 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1084 پر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھوڑی سی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے

(297) ”انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جو رو کرنے کی فکر میں تھے مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے۔ ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 282 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 283 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1085 پر)

## روح اور جسم لازم و ملزوم ہیں

(298) ”یعنی انسان بڑھا ہو کر ایسی حالت تک پہنچ جاتا ہے کہ پڑھ پڑھا کر جاہل بن جاتا ہے۔ پس ہمارا یہ مشاہدہ اس بات پر کافی دلیل ہے کہ روح بغیر جسم کے کچھ چیز نہیں۔ پھر یہ خیال بھی انسان کو حقیقی سچائی کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ اگر روح بغیر جسم کے کچھ ہوتی تو خدا تعالیٰ کا یہ کام لغو ٹھہرتا کہ اس کو خواہ مخواہ جسم فانی سے پیوند دے دیتا۔ اور پھر یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کے لیے پیدا کیا ہے۔ پس جس حالت میں انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقتِ جسم کے حاصل نہیں کر سکتا تو کیونکر امید رکھیں کہ ان نامتناہی ترقیات کو جو ناپیدا کنار ہیں، بغیر رفاقتِ جسم کے خود بخود حاصل کر لے گا۔ سو ان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح کے افعالِ کاملہ صادر ہونے کے لیے اسلامی اصول کے رو سے جسم کی رفاقتِ روح کے ساتھ دائمی ہے۔“

(اسلامی اصولوں کی فلاسفی صفحہ 90، 91 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 404، 405 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1086، 1087 پر)

## حضرت عیسیٰ کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی

(299) ”صریح اور بدیہی طور پر سیاق و سباق قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔“  
(ازالہ اوہام صفحہ 133 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 233 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1088 پر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا احادیث صحیحہ کے عین مطابق ہے  
(300) ”والنزول ایضاً حق نظراً علی تواتر الآثار. وقد ثبت من طرق فی الاخبار. ترجمہ: اور نازل ہونا عیسیٰ ابن مریم کا بسبب متواتر احادیث صحیحہ کے بالکل حق ہے۔ اور یہ امر احادیث میں مختلف طریقوں سے ثابت ہو چکا ہے۔“

(انجام آتھم صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 158 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1089 پر)

## آسمان سے

(301) ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1090 پر)

□ ”آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مسیحؑ آسمان پر سے جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔“

(قادیانی رسالہ ماہنامہ ”تحمید الاذقان قادیان“ صفحہ 5، جون 1906ء، اخبار بدر جون 1906ء)  
قارئین غور فرمائیے! مرزا قادیانی کیسے صریح الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا تسلیم کر رہا ہے اور رسول کریم ﷺ کی صحیح حدیث کو بطور دلیل پیش کر رہا ہے۔ باوجود اس کے پھر کہتا ہے کہ وہ عیسیٰ میں ہوں۔ غور فرمائیں! اس قدر جھوٹ اور بے انصافی کی وجہ، سوائے مراق کے کوئی اور بھی ہو سکتی ہے۔ مرزا قادیانی کو ہم آسمان سے اترنے والا مسیح کیسے مان لیں، وہ تو ماں کے پیٹ سے برآمد ہوا تھا۔

## مسیح آسمان سے نازل ہوگا

(302) ”وانی انا المسیح النازل من السماء۔“

ترجمہ: ”میں ہی وہ مسیح ہوں جو آسمان سے اترتا ہے۔“

(تفہ کلاؤدیہ ضمیر صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 183 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1091 پر)

(303) ”الا يعلمون ان المسیح ينزل من السماء بجميع علومه. ولا ياخذ

شيئا من الارض ما لهم لا يشعرون۔“

ترجمہ: ”کیا وہ لوگ نہیں جانتے کہ بے شک مسیح علیہ السلام اپنے تمام علوم کے

ساتھ آسمان سے نازل ہوں گے اور زمین میں (کسی شخص سے) کوئی شے (علم) حاصل نہیں کریں گے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 409 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 409 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1092 پر)

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان ہی سے شریعت محمدی و دیگر علوم حاصل کر کے آئیں گے اور زمین میں کسی کے شاگرد نہ ہوں گے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے جو کچھ بھی پڑھا، وہ دنیا میں اساتذہ سے پڑھا۔

غور کیجئے! آخر شرم و حیا بھی کوئی چیز ہے۔ خود ہی تسلیم کرتا ہے کہ نزول سے مراد جسمانی نزول ہے۔ خود ہی مانتا ہے کہ مسیح نے آسمان سے نازل ہونا ہے۔ پھر کس قدر دیدہ دلیری سے مرزا قادیانی کہتا ہے کہ آسمان سے میں ہی نازل ہوا ہوں جبکہ اس دنیا میں اپنا آنا ان الفاظ میں لکھ چکا ہے:

(304) ”میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی۔ بعد میں میں نکلا تھا۔“

(تزیان القلوب، صفحہ 157، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 479 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1093 پر)

قادیانی حضرات بتائیں کیا ان کے ہاں آسمان کے معنی ماں کا پیٹ ہے؟ نزول کے معنی پیٹ میں سے نکلتا ہے؟ اگر کوئی قادیانی آسمان کے معنی ماں کا پیٹ یا نزول کے معنی ماں کے پیٹ سے باہر نکلتا دکھا دے تو اسے ایک لاکھ روپے نقد انعام ملے گا۔ ہے کوئی قادیانی جو ہمت کرے!



## مرزا قادیانی نے عقیدہ بدل لیا

آنجنہانی مرزا قادیانی اپنی عمر کے 52 سال تک حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر قائم رہا۔ پھر انگریز کی شہ پر اس نے دعویٰ نبوت تک پہنچنے کی بھرپور منصوبہ بندی کی۔ چنانچہ ”مسح موعود“ کے طور پر اپنے لئے جگہ بنانے کے لئے اس نے وفات مسیح کا شوشا چھوڑا اور اپنا پرانا عقیدہ چھوڑ دیا۔ اس سلسلہ میں اس نے کیا کیا پیترے بدلے؟ اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ آئیے ملاحظہ کریں۔

### میرا بھی یہی اعتقاد تھا جو مسلمانوں کا تھا لیکن.....

(305) ”ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے، اس لیے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صد ہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لیے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانے میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔“

(”حقیقۃ الوحی“ صفحہ 149 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1094 پر)



میں نے براہین احمدیہ میں غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا تھا (306) ”میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں، وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں اور یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے مگر پھر بھی میں متنبہ نہ ہوا اور براہین احمدیہ حصص سابقہ میں، میں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور میری آنکھیں اس وقت تک بالکل بند رہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو سمجھایا کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے اور وہ واپس نہیں آئے گا اس زمانہ اور اس امت کے لیے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ یہ میری غلط رائے جو براہین احمدیہ حصص سابقہ میں درج ہو گئی۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 111 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1095 پر)

کہتے ہیں: ایک سکہ مر گیا۔ پہلی رات 38 فرشتے حساب کتاب کے لیے آئے۔ چار فرشتے سردار جی سے سوال پوچھ رہے تھے۔ باقی 34 سردار جی کو سوال سمجھا رہے تھے۔ لگتا ہے مرزا قادیانی کو بھی ٹیچی ٹیچی ٹاپ سو پچاس فرشتے لگانا سمجھاتے رہے، پھر بھی کوئی بیس برس بعد مرزا قادیانی کو سمجھ آئی کہ اللہ نے اُسے نبی بنا دیا ہے۔

حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ، سرسری پیروی کی وجہ سے (307) ”میں نے براہین میں جو کچھ مسیح بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے، وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں۔ سواسی ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے میں نے براہین میں لکھ دیا تھا کہ میں صرف مثیل موعود ہوں۔ اور میری خلافت صرف روحانی خلافت ہے لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی دونوں طور پر خلافت ہوگی۔ یہ بیان جو براہین

میں درج ہو چکا ہے صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے، جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 198 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 196، 197 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1096، 1097 پر)

مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا اقتباس سے چند باتیں معلوم ہوئیں:-

1- مسلمانوں کا مشہور عقیدہ یہی چلا آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ بنفس نفیس خود تشریف لائیں گے۔

2- مرزا قادیانی اقرار کرتا ہے کہ میں نے ”براہین احمدیہ“ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے اور ظاہری و جسمانی خلافت پر فائز ہونے کا عقیدہ درج کیا ہے۔

3- جب تک مرزا قادیانی پر بذریعہ الہام براہ راست الہامی انکشاف نہیں ہوا تھا تب تک اس کا عقیدہ بھی اپنے نبی کے آثار مرویہ کی ”سرسری پیروی“ میں یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہی بنفس نفیس تشریف لا کر خلافت پر فائز ہوں گے۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی جب تک حضور نبی کریم ﷺ کو واجب الاتباع سمجھتا رہا، آپ ﷺ کے ارشادات کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و نزول کا معتقد رہا۔ مرزا قادیانی یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ تیرہ صدیوں سے نسلاً بعد نسل اور قرعاً بعد قرن مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور کسی زمانہ میں وہ خود دوبارہ تشریف لائیں گے۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی کو اقرار ہے کہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا اجماعی اور متواتر عقیدہ یہی رہا ہے جو عقیدہ آج امت اسلامیہ کا ہے۔

### حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا رسمی عقیدہ

(308) ”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے، اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے

میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا، مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمدِ ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بتاتی تھی مگر میں نے اس رکی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بتاتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رکی عقیدہ لکھ دیا۔“  
(اعجاز احمدی صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1098 پر)

### خدا نے مجھے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ فوت ہو گیا ہے

(309) ”اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو۔ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں، اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں۔ جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے، تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔“  
(اعجاز احمدی صفحہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 112, 113 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1099, 1100 پر)

### قرآن کے مخالف الہام

(310) ”میں نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر واپس آئیں گے مگر یہ بھی میری غلطی تھی جو اس الہام کے مخالف تھی جو براہین احمدیہ میں ہی لکھا گیا کیونکہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور مجھے اس قرآنی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے خاص تھی..... یہ وہ آیت ہے جو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔“

(ایام صلح صفحہ 46 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 14 صفحہ 272 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1101 پر)

## قرآنی عقیدہ الہاموں نے چھڑا دیا

(311) ”اور مجھے کب خواہش تھی کہ میں مسیح موعود بننا اور اگر مجھے یہ خواہش ہوتی تو میں براہین احمدیہ میں اپنے پہلے اعتقاد کی بنا پر کیوں لکھتا کہ مسیح آسمان سے آئے گا۔ حالانکہ اسی براہین میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ میں نے پہلے اعتقاد کو نہیں چھوڑا تھا جب تک خدا نے روشن نشانوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھڑایا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 602 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 602 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1102 پر)

مرزا قادیانی کو پیچی پیچی نے رجب کے خراب کیا ہے۔ کوئی ڈھنگ کا فرشتہ ہار کر لیتا

تو اتنی تضاد بیابانیاں اس سے منسوب نہ ہوتیں۔

## خاص الہام

(312) ”اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ:

”سبح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے

موافق تو آیا ہے۔ وکان وعد اللہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین۔ انت مصیب و معین للحق۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 148 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1103 پر)

(313) ”واللہ ما قلت قولا فی وفاة المسیح و عدم نزوله و قیامی مقامہ الا بعد

الالہام المتواتر المتتابع النازن کالوابل و بعد مکاشفات صریحة بینة۔“

(حملۃ البشریٰ صفحہ 25 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 191 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1104 پر)

ترجمہ: ”اللہ کی قسم میں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات، ان کے عدم نزول اور (خود)

ان کا قائم مقام بننے کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ (مجھ پر نازل ہونے والے) مسلسل

الہامات کا نتیجہ ہے۔ (نہ صرف الہامات) بلکہ بالکل واضح کشف ہونے کے بعد۔

مرزا قادیانی کے نزدیک الہام اور وحی میں شیطان کا دخل ممکن ہے۔ لہذا مرزا قادیانی کا یہ الہام کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ خود اس کے سابقہ عقیدہ کے مطابق قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے خلاف ہے۔ قرآن کے مقابلہ میں اپنے خود ساختہ الہام پر اعتماد کر کے اپنے عقیدہ کو تبدیل کر لینا کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

### شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے

(314) ”واضح ہو کہ شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے۔“

(ضرورۃ الامام صفحہ 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 483 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1105 پر)

مزید کہا:

(315) ”ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے۔“  
(ہقیقۃ الوحی صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 3 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1106 پر)

### متناقض باتوں کو براہین احمدیہ میں جمع کر دیا

(316) ”درحقیقت میرے دل کو اس وحی الہی کی طرف سے غفلت رہی جو میرے سچ موعود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی۔ اس لیے میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔“

(اعجاز احمدی صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1107 پر)

### مخبط الحواس انسان

(317) ”اس شخص کی حالت ایک مخبط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض

اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“

(حقیقتہ الوحی صفحہ 191 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 191 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1108 پر)

### میں بارہ برس تک غافل رہا

(318) ”پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے، بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدت سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمدِ ثانی کے رسی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے، تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔“

(اعجاز احمدی صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1109 پر)

### اس وحی کو سمجھ نہ سکا جو مجھے مسیح موعود بناتی ہے

(319) ”میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے۔ یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتلا دیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔“

(اعجاز احمدی صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1110 پر)

مرزا قادیانی کی اس تحریر پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب غلام جیلانی برق لکھتے ہیں:  
”یعنی تضاد تو پیدا ہوا جناب مرزا قادیانی کے کلام میں اور اس کا جواب دیں آپ کے مخالفین کیا دلچسپ منطوق ہے؟ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص بارہ برس تک دو اور دو کو چار کہتا رہے اور تیرہویں سال دو اور دو کو اٹھارہ بنا دے اور جب کوئی اعتراض کرے تو وہ کہے کہ اس بواجبی کا جواب تمہارے ذمہ ہے۔“

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جو وحی ہر روز آپ پر بارش کی طرح برتی تھی۔ اس نے پورے بارہ برس تک آپ کو یہ کیوں نہ سمجھایا کہ آپ کی فلاں بات خلاف حقیقت ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کی دانش و حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ اس کا ایک جلیل القدر رسول بارہ برس تک خلاف حقیقت لکھتا اور کہتا رہے اور خدا عرش پر خاموش بیٹھا رہے۔“  
(حرف محرمانہ از غلام جیلانی برق)

### میں نے اپنا عقیدہ 10 سال تک چھپائے رکھا

(320) ”واللہ قد کنت اعلم من ایام ملیدۃ انی جعلت المسیح ابن مریم وانی نازل فی منزله ولكن اخفیتہ نظراً الی تاویلہ. بل ما بدلت عقیدتی و کنت علیہا من المستمسکین وتوقفت فی الاظہار عشر سنین. ترجمہ: خدا کی قسم! میں بہت دنوں سے جانتا تھا کہ میں مسیح ابن مریم بنایا گیا ہوں اور میں مسیح کی بجائے نازل ہونے والا شخص ہوں۔ لیکن میں نے اس کو چھپائے رکھا اس کی ۱۰ میل کر کے، بلکہ میں نے اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا۔ میں اس پر مضبوطی سے قائم رہا ہوں اور میں نے اس کے ظاہر کرنے میں دس سال توقف کیا ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 551 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 551 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1111 پر)

اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو ”مسیح ابن مریم“ کا منصب عطا کیا۔ مگر مرزا قادیانی نے اسے 10 سال تک چھپائے رکھا۔ اب قادیانی بتائیں کہ اللہ کے حکم کو چھپانے والا کون ہوتا ہے؟ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

### کمینہ کون؟

(321) ”اخفا کرنا میرے نزدیک گناہ ہے اور کمینے آدمیوں کی عادت ہے۔“

(ترجمہ: الاستغناء صفحہ 36 ملحقہ حقیقۃ الوحی صفحہ 657 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 657 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1112 پر)

## جھوٹ بولنا، کتوں کا طریقہ

(322) ”جھوٹ کے مُردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا، یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔“  
(انجامِ آختم صفحہ 43 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 43 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1113 پر)

## انکار کی نجاست

(323) اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لیے ہمتن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 65 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1114 پر)

## خزیر سے زیادہ پلید جو حق کی گواہی چھپائے

(324) ”دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خزیر ہے مگر خزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لیے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔“  
(انجامِ آختم صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1115 پر)

## مرزا قادیانی کا استدراج

(325) ”ایسے شخص کی نسبت جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے، ولایت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھا دے تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے۔“  
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 220 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1116 پر)





## حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

### پہلے مسیح سے بڑھ کر

(326) ”خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔“

(دافع البلاء صفحہ 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1117 پر)

### پیٹ میں باتیں

(327) ”یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس (مرزا قادیانی کے) لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔“

(تزیین القلوب صفحہ 89 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 217 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1118 پر)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت

(328) ”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے“

(دافع البلاء صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1119 پر)

(329) ”ایک منم کہ حسب بشارات آدم  
عیسیٰ کجاست تابہ نہد پا بمنم“  
(ازالہ اوہام صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 180 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1120 پر)  
ترجمہ میں (مرزا) حسب بشارات آ گیا ہوں، عیسیٰ کہاں ہے کہ میرے منبر پر قدم رکھے۔

(330) ”دنیا میں بہت سے نبی گزرے ہیں مگر ان کے شاگرد محدثیت کے درجہ سے آگے  
نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی صلعم کے کہ اس کے فیضان نے اس قدر وسعت اختیار کی کہ  
اس کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے، ایک (مرزا قادیانی) نے نبوت کا بھی  
درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض  
اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا چنانچہ خدا تعالیٰ نے مسیح نامری جیسے اولوالعزم نبی پر اسے  
فضیلت دی۔“

(حقیقۃ النبوة صفحہ 257 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 568، از مرزا بشیر الدین محمود)  
(عکس صفحہ نمبر 1121 پر)



## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں سے سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم اپنی بعض خصوصیات کے پیش نظر امتیازی مقام کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بن باپ پیدا ہونا، ایک خاص موقع پر زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں واپسی، ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جن میں ان کا کوئی دوسرا مقابل نہیں۔ بقول شخصے: عیسائی اور قادیانی اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام اور بی بی مریم علیہ السلام سے ہمیشہ جو ولولہ انگیز محبت کا اظہار کرتے آئے ہیں، اس کا منج قرآن حکیم عی ہے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ مسلمان مسیح علیہ السلام کا نام زبان پر لانے سے پہلے حضرت اور بعد میں علیہ السلام کا اضافہ کرتے ہیں۔ اور جو مسلمان بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا نام ان مؤدبانہ الفاظ کے بغیر ادا کرتا ہے، اسے گستاخ سمجھا جاتا ہے۔ عیسائیوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نام حضرت محمد ﷺ کے نام مبارک سے پانچ گنا زیادہ مرتبہ مذکور ہے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا نام (25) مرتبہ اور حضرت محمد ﷺ کا نام (5) مرتبہ۔ اگرچہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (25) مرتبہ براہ راست نام مذکور ہے لیکن اس کے علاوہ بھی قرآن مجید میں انھیں کئی ایک مؤدبانہ القابات دیے گئے ہیں۔ مثلاً ابن مریم (بمعنی مریم کا بیٹا) مسیح علیہ السلام (عبرانی مسایا) جس کا انگریزی میں کرائسٹ ترجمہ کیا گیا۔ عبد اللہ (اللہ کا بندہ یا خادم) رسول اللہ (اللہ کا پیغمبر)۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں ان کو کلمۃ اللہ، خدا کی رُوح اور خدا کی نشانی جیسے کئی اور پیارے القابات سے بھی یاد کیا گیا اور جن کا ذکر قرآن مجید کی پندرہ سورتوں پر محیط ہے۔

قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے اس جلیل القدر پیغمبر کا ذکر انتہائی مودبانہ انداز سے کیا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان پچھلے چودہ سو سال سے ان کے اس بلند پایہ مقام کی قدر و منزلت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ان سے بھولے سے بھی اس میں کوئی کمی سرزد نہیں ہوئی ہے۔ سارے قرآن مجید میں کوئی ایک لفظ، جملہ یا مقام بھی ایسا نہیں جس سے اللہ تعالیٰ کے اس جلیل القدر پیغمبر کی تحقیر ہوتی ہو اور جسے ایک حاسد ترین عیسائی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بدترین دشمن قادیانی بھی قابل اعتراض سمجھتا ہو۔

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سات معجزات درج ہیں:-

- 1- حضرت مریمؑ والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بشارت ہونا کہ تجھے خدا کی طرف سے بیٹا عطا ہوگا۔
- 2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔
- 3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مہد میں کلام کرنا یعنی بحالت شیر خوارگی جبکہ گویائی کی طاقت نہیں ہوتی، اپنی والدہ کی تصدیق فرمائی۔
- 4- مٹی کی مورچیں بنا کر ان کو پھونک مار کر اللہ کے حکم سے اڑانا۔
- 5- اندھے مادر زاد کو بینا کرنا، کوڑھی کو اچھا کرنا، گھر میں جو رکھا ہو یا جو کچھ کوئی گھر سے کھا کر آئے، اس کو بتا دینا۔
- 6- مردہ کو زعمہ کرنا۔
- 7- زعمہ آسمان پر اٹھایا جانا اور کفار کے ہاتھ سے قتل ہونا نہ مصلوب ہونا۔

مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کا انکاری ہے۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو حضرات ہبیاء میں سے یقین نہیں کرتا یا ان سے کوئی خاص عداوت رکھتا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی مغضوب و مردود قوم یہود نے سب سے بڑھ کر سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی پاک دامن و عفت باب والدہ محترمہ سیدتنا مریم صدیقہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا رضوانہ، پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ انہیں اذیت پہنچائی۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کے قتل کے منصوبے بنائے اور تکلیف و اذیت کے حوالہ سے جو ہو سکا، انہوں نے کیا۔ صدیوں بعد اس روایت کو قادیانی دہقان مرزا قادیانی نے ڈہرایا اور اپنے

گستاخ و بے لگام قلم سے سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی عظیم المرتبت والدہ کے خلاف وہ بہتان طرازیں کیں کہ یہود کی روح بھی شاید شرما اٹھی ہو۔ یہ بدزبانی اور دوں نہادی جس کا رویہ ہو، اسے شریف انسان کہنا بھی مشکل ہے۔

سچی برادری جو آج کل قادیانیوں کی سرپرستی کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی شبانہ روز کوشش کر رہی ہے، ذرا مرزا قادیانی کی ان تحریرات اور عقائد کو ملاحظہ کرے کہ کیا وہ ان کی حمایت کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کر رہی ہے یا ناراضی؟ قادیانیت کے جال میں پھنسنے والے اور ان سے نرم گوشہ رکھنے والے مسلمان بھی ذرا مرزا قادیانی کی ان عبارتوں کا مطالعہ کر کے فیصلہ کریں کہ کیا ایسا شخص مسلمان ہو سکتا ہے؟ قادیانیوں کی ان گستاخیوں پر کاش آسمان سے ان پر پتھروں کی بارش برسی اور وہ نیست و نابود ہو جاتے!

### نعوذ باللہ

(331) ”وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ایک عورت کے پیٹ میں نو مہینہ تک پچھ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور انسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا۔ اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا۔“

(ست بچن صفحہ 141 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 265 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1122 پر)

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے

(332) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نکل روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“  
(انجام آتھم حاشیہ صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1123 پر)

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی

(333) ”نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔“  
(انجام آتھم حاشیہ صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1124 پر)

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں

(334) ”عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ڈٹھرایا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔“  
(انجام آتھم حاشیہ صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1125 پر)

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی حقیقت

(335) ”سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی گل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں گلوں کے ایجاد کرنے اور ان کی طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں تو ذہن کے موافق اجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 154، 155 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 کا لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی لے کے بعد بلکہ ابتدائی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکر و فریب

(336) ”آپ کے ہاتھ میں سوا کر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“

(انجام آتھم صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1128 پر)

حالانکہ قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بڑے واضح الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ (دیکھیے آل عمران: 49، 50) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کا انکار کرنا کفر ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے اختیار کیا۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کپڑے کھوڑے

(337) ”جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزار ہا کپڑے کھوڑے خود بخود پیدا ہو

جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قوی سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔“

(چشمہ سبکی صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 356 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1129 پر)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیاں

(338) ”ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین

پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں، اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقده کو حل کر سکے۔“

(اعجاز احمدی، ضمیرہ نزول اسحٰ ص 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 121 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1130 پر)

کی یہ حرکت۔

کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے۔

(انجام آتھم حاشیہ ص 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 121 از مرزا قادیانی)

نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“

(کشتی نوح حاشیہ صفحہ 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1131 پر)

بقول مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، اس جگہ ”پیا کرتے تھے“ صیغہ ماضی استمراری کے ہیں اور ہیچکلی پر دال ہیں۔ یعنی (نعوذ باللہ) ہمیشہ پیا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی چونکہ خود ٹانک وائن شراب پیتا تھا۔ سو اس نے اپنے واسطے جواز پیدا کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگا دیا۔

### شراب کی تخم ریزی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی

(340) ”پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔“  
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 423، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1132 پر)

### شراب اور افیون

(341) ”ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرنا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔“

(نسیم دعوت صفحہ 69 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 434، 435 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1133، 1134 پر)

### شراب اور خدائی کا دعویٰ

(342) ”یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ



خدائی کا دعویٰ شراب خواری کا ایک بد نتیجہ ہے۔“

(ست بجن حاشیہ صفحہ 172 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 296 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1135 پر)

## مسح کا چال چلن

(343) ”مسح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ

حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“

(نور القرآن صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 387 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1136 پر)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کتجریاں

(344) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں

اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر

شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کتجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی

وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کتجری کو یہ موقع

نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر

اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان

کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“

(انجام آتھم صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1137 پر)

(345) ”ایک کتجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے۔ کبھی ہاتھ لبا کر

کے سر پر عطر مل رہی ہے، کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر

رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں

اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی

عادت اور پھر مجرد۔ اور ایک خوبصورت کسی عورت سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی

ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسی کے چھونے سے یسوع

کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کبخت زانیہ کے چھوٹنے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔ اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت! مجھ سے دور رہ۔ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی اور زنا کاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔“

(نور القرآن صفحہ 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 449 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1138 پر)

### شراب اور فاحشہ عورتیں

(346) ”لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے پیر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

(دافع البلاء مقدمہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 220 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1139 پر)

قادیانی عام طور پر کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جس ”یسوع“ کی خدمت کی ہے، وہ قرآنی مسیح، ابن مریم نہیں بلکہ اناجیل کا پیش کردہ یسوع ہے، جو حقیقی نہیں، فرضی کردار ہے۔ قادیانیوں سے درخواست ہے کہ وہ ”دافع البلاء“ کی اس عبارت کو بغور پڑھیں!.....! اگر قرآن نے یحییٰ کی طرح مسیح کا نام ”حضور“ نہیں رکھا تو اس کا ایک ہی مطلب ہے کہ قرآن بھی مسیح کے لیے نرم گوشہ نہیں رکھتا۔ گویا قرآن بھی معاذ اللہ، حضرت مسیح کو پسندیدہ کردار قرار نہیں دے رہا..... حالانکہ قرآن مجید حضرت مسیح کو بے پناہ توقیر عطا کرتا ہے۔ مرزا قادیانی نے عیسائیوں کو نچا دکھانے کے لیے یہ نہ سوچا کہ وہ قرآن کی بنیادی تعلیمات اور اس کے پیش فرمودہ حقائق کو مسخ کر کے دین اسلام کا حلیہ بھی بگاڑ رہا ہے۔

(347) ” مسیح تو خود کجریوں سے تیل ملوانا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی..... مفتی محمد صادق صاحب جو کتب سنلایا کرتے ہیں جس میں مہینہ عورت کا لہر مشیح یہودی عاشق سلوی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلوی مشیح کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لیے اس مشیح نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بتلایا۔ گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی..... ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر لیتی ہے، تیل بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں..... ان کو کجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کجری نے توبہ کی تھی تو کجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں..... پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی عم ریزی مسیح نے کی۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 422، 423، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1140، 1141 پر)

### کاش ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا!

(348) ”یورپ جو زنا کاری سے بھر گیا، اس کا کیا سبب ہے۔ یہی تو ہے کہ نامحرم عورتوں کو بے تکلف دیکھنا عادت ہو گیا۔ اول تو نظر کی بدکاریاں ہوئیں اور پھر معائنہ بھی ایک معمولی امر ہو گیا۔ پھر اس سے ترقی ہو کر بوسہ لینے کی بھی عادت پڑی، یہاں تک کہ استاد جوان لڑکیوں کو اپنے گھروں میں لے جا کر یورپ میں بوسہ بازی کرتے ہیں، اور کوئی منع نہیں کرتا۔ شیرینیوں پر فسق و فجور کی باتیں لکھی جاتی ہیں۔ تصویروں میں نہایت درجہ کی بدکاری کا نقشہ دکھایا جاتا ہے۔ عورتیں خود چھپواتی ہیں کہ میں ایسی خوبصورت ہوں اور میری ناک ایسی اور آنکھ ایسی ہے۔ اور ان کے عاشقوں کے ناول لکھے جاتے ہیں اور بدکاری کا ایسا دریا بہ رہا ہے کہ نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں نہ آنکھوں کو نہ ہاتھوں کو۔ نہ منہ کو۔ یہ یسوع صاحب کی تعلیم ہے۔ کاش! ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا۔“

(نور القرآن صفحہ 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 417 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1142 پر)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سوروں کا شکار

(349) ”میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سو رہا کرنے کے لیے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی آمد سے تو ساہنسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں، مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا۔“

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 291، 292 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1143، 1144 پر)

## کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟

(350) ”سچ ہے“ عیسائی باش ہرچہ خواہی بکن۔“ سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سور بھی کھایا تھا۔“

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 373 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1145 پر)

## اخلاقی تعلیم؟

(351) ”پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیل کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا، اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو

ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علما کو سخت سخت گالیاں دیں اور بڑے بڑے ان کے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلا دے۔ پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟“  
(چشمہ سحیحی صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 346 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1146 پر)

### دماغ میں خلل

(352) ”آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو، شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔“  
(انجام آتھم ضمیر صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1147 پر)

### دیوانہ

(353) ”یسوع در حقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔“  
(ست پنچن صفحہ 171 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 295 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1148 پر)

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک شرمناک بہتان

(354) ”مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ بیچرا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔ جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔“

(نور القرآن صفحہ 17، 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 392، 393 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1149، 1150 پر)

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے، اس سے ہرگز توقع نہ تھی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی عامیانه زبان استعمال کرتا۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محض اس لیے کردار کشی کی ہے کہ وہ ان کی بلند پایہ شخصیت کو مسخ کر کے آنے والے مسیح کے طور پر اپنی جگہ بنانا چاہتا تھا تا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو کر ان کی آمد ثانی کو بھول جائیں اور اسے (یعنی مرزا قادیانی کو) مسیح موعود تسلیم کر لیں۔

مرزا قادیانی مزید اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

میں نے جو کچھ لکھا، وہ یہودیوں کے الفاظ ہیں

(355) ”ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے، وہ اڑامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔“  
(چشمہ سحیحی صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 336 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1151 پر)

شمع قربت بجھ گئی یہ کس نے ٹھنڈی سانس لی

ہائے ہمدردی کے پردے میں اندھیرا ہو گیا

مرزا قادیانی فراموش کر گیا کہ یہودیوں کے ہاں حضرت مسیح علیہ السلام گردن زدنی تھے اور ہمارے ہاں وہ ایک اولوالعزم رسول ہیں۔ کیا ایک مسلمان کے لیے مناسب ہے کہ وہ یہودیوں کا ہم آہنگ ہو کر ایک جلیل المرتبت پیغمبر کے خلاف زبان کھولے؟ بد بخت یہودی تو ہمارے حضور پر نور ﷺ کو بھی گالیاں دیتے ہیں، کیا ہم (نعوذ باللہ) اس معاملے میں بھی ان کی تقلید کریں؟ پھر قادیانیوں کو یہ پہلو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ جس ”یسوع“ کا مرزا قادیانی نے خاک اڑایا ہے، وہ تمام تر یہودیوں کا پیش کردہ نہیں ہے بلکہ عیسائیوں کے مخصوص معتقدات کے تناظر میں بھی پورے ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کوئی سنجیدہ علمی شخصیت تھامی نہیں، اگر اس کی ذہنی تربیت مثبت خطوط پر ہوئی ہوتی تو وہ ان مناظرانہ پھبتیوں

کو ہرگز نہ اپناتا، اسے بائبل کے تصوراتی یسوع کو آڑے ہاتھوں لینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ یہ سبھی اسلوب اختیار نہ کرتا بلکہ ایجابی انداز میں قرآنی مسیح ابن مریم کی پاکیزہ شخصیت کو نمایاں کرتا تا کہ عیسائی خود موازنہ کر لیتے کہ ہم جس شخصیت کا تصور تراشے ہوئے ہیں وہ کیسا ہے؟ اور قرآن اسے جس رنگ میں پیش کرتا ہے، وہ کس روپ میں سامنے آتا ہے؟ یوں اپنے آپ حق ان پر کھل جاتا۔ پھر اس زاویے سے بھی تو دیکھیے کہ بائبل جس یسوع کو پیش کرتی ہے، اس کی تردید قرآن اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کس درجہ متوازن، محول اور معتدل الفاظ میں کی ہے۔ کیا فرضی مسیح / یسوع کے بچے ادھیڑنے کے لیے خدا نے ایسی سوقیانہ طرز کو اپنایا؟ کیا حضور ﷺ نے رومیسائیت کے لیے ایسا دلخراش پیرایہ ایجاد کیا؟ آپ ﷺ نے تو مسیحی اکابرین کے ساتھ نہایت متانت اور شرافت کے ساتھ گفتگو فرمائی..... مگر مرزا قادیانی بھلا ایسا کیونکر کر سکتا تھا کہ یہ تو صادقوں کا شعار ہوا کرتا ہے۔

## حضرت مریم علیہا السلام کی توہین

حضرت مریم علیہا السلام، اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں۔ قرآن حکیم میں حضرت مریم کا بنت عمران (التحریم: 12) اور "اخت ہارون" کے نام سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی ولادت اور ابتدائی حالات کا ذکر سورہ آل عمران میں آیا ہے اور بعد کے حالات، بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا مفصل ذکر، سورہ مریم میں آیا ہے، جو حضرت مریم علیہا السلام کے نام سے منسوب ہے۔

بے شک حضرت مریم علیہا السلام ولیہ اور صدیقہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمانی جمال اور علمی و عملی کمال عطا فرمایا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ "مرد تو بہت سارے کمال ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں صرف فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی مریم صاحب کمال ہوئی ہیں اور تمام عورتوں پر عائشہ کو وہی فضیلت حاصل ہے جو زید کو سارے کھانوں پر حاصل ہے۔"

حضرت مریم علیہا السلام کو بہت ساری وہی خصوصیات کی بنا پر اپنے زمانے کی عورتوں پر فضیلت حاصل تھی۔ جو لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں وہ اتنے ہی زیادہ تابع فرمان اور عبادت گزار ہوتے ہیں۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت مریم علیہا

السلام نماز میں اتنا طویل قیام فرماتی تھیں کہ ان کے قدموں میں ورم آ جاتا تھا۔  
 قارئین کرام! آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت مریم علیہا السلام کی  
 شان اور عظمت ملاحظہ فرمائی کہ وہ کس قدر اعلیٰ خوبیوں اور روشن سیرت سے آراستہ تھیں۔ مگر  
 آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں اس عظیم روحانی شخصیت کا ذکر جس بازاری زبان  
 میں کیا، اسے پڑھ کر ہر مسلمان کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ آئیے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھتے  
 ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں کیا ہرزہ سرائی کی؟

### حضرت مریم علیہا السلام کی صدیقیت؟؟؟

(356) ”مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا: ایک دفعہ  
 میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی  
 والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا  
 کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت توڑنے کے لیے ماں کا ذکر کیا ہے اور صدیقہ کا  
 لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے، جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں ”بھرجائی کا نیے سلام آکھناں  
 واں!“ جس سے مقصود کا ثابت کرنا ہوتا ہے نہ کہ سلام کہنا۔ اسی طرح اس آیت میں اصل مقصود  
 حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صدیقیت کا اظہار۔“

(سیرت الہدی جلد سوم صفحہ 220 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1152 پر)

### حضرت مریم کی اولاد؟

(357) ”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے بھائی بھائی اور حقیقی  
 بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“

(کشتی نوح صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18 (حاشیہ) از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1153 پر)



### حضرت مریم علیہا السلام کا دوسرا نکاح؟

(358) ”اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا، پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔“

(کشتی نوح صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1154 پر)

### حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب سے نکاح سے پہلے تعلق

(359) ”پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو برا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھنٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔“

(ایام اصلاح صفحہ 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 300 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1155 پر)

### نکاح سے دو ماہ بعد (نعوذ باللہ)

(360) ”مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو۔ اور تمام عمر خاندان نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ

• کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔“  
(چشمہ سحیحی صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 355، 356 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1156، 1157 پر)

جبکہ دوسری طرف مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سچا سفیر اور اپیلچی ہے۔ ملاحظہ کیجیے!

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سچا سفیر

(361) ”میرا شوق مجھے بے تاب کر رہا ہے کہ میں ان آسمانی نشانوں کی حضرت عالی قیصرہ ہند میں اطلاع دوں۔ میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں۔“

(تختہ قیصریہ صفحہ 21، 22 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 273، 274، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1158، 1159 پر)

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپیلچی

(362) ”وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سُنیں۔ اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا۔ ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے اپیلچی ہو کر بادب التماس کروں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب ممدوحہ کروڑہا انسانوں کی جان و مال و آبرو کی محافظ ٹھہرائی گئی ہیں بلکہ چرندوں اور پرندوں کے آرام کے لئے بھی حضرت موصوفہ نے قوانین جاری کئے ہیں۔ کیا خوب ہو کہ جناب کو اس چھپی ہوئی توہین پر بھی نظر ڈالنے کے لئے توجہ پیدا ہو۔ جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہے۔“

(تختہ قیصریہ صفحہ 23، مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 275، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1160 پر)

تارکین کرام: مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کی پاکباز شخصیت پر جو بہتان ترازی کی ہے، وہ سراسر جھوٹ ہے۔ جھوٹ کے بارے مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

کنجر اور ولد الزنا بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں

(363) ”وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں، وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔“  
(مختصر حق صفحہ 60 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 386 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1161 پر)

جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے

(364) ”جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔“  
(ہقیقۃ الوحی صفحہ 206 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 215 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1162 پر)



## حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت کا دعویٰ

میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے

(365) ”میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگا دے، وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں، میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 190، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1163 پر)

میرے اندر یسوع مسیح کی روح ہے

(366) ”میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بدوز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔“

(تختہ قیصریہ صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 273 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1164 پر)

میں عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہم رنگ ہوں

(367) ”خدا نے میرا نام مسیح لے کر رکھا، یعنی ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے

ساتھ ہرنگ ہے۔“

(کشف الغطاء صفحہ 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1165 پر)

مجھے ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے

(368) ”اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے۔“

(کشتی نوح صفحہ 49 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 53 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1166 پر)

مجھے مسیح ابن مریم کا جامہ پہنایا گیا ہے

(369) ”مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا

دیا ہے۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 14 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1167 پر)

مجھے حضرت مسیح کی روحانی شکل، خواہ اور طبیعت پر بھیجا گیا ہے

(370) ”حضرت مسیح کے اوتار کی سخت ضرورت تھی۔ سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح

کی روحانی شکل اور خواہ اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔“

(ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 26 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1168 پر)

میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں

(371) ”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار

اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت

اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی مشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔“

(براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 499 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1169 پر)

## میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں بھائی ہیں

(372) ”میں ایسے شخص کو جو عورت کے پیٹ سے نکل کر خدا ہونے کا دعویٰ کرے، بہت ہی بڑا گنہگار اور ناپاک انسان سمجھتا ہوں۔ مگر ہاں میرا یہ مذہب ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اس الزام سے پاک ہے۔ اس نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔ میں اسے اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کا فضل مجھ پر اس سے بہت زیادہ ہے۔ اور وہ کام جو میرے سپرد کیا گیا ہے۔ اس کے کام سے بہت ہی بڑھ کر ہے۔ تاہم میں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں اور میں نے اسے بارہا دیکھا ہے۔ ایک بار میں نے اور مسیح نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا تھا۔ اس لیے میں اور وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 251، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1170 پر)

## اہم نکات

- 1- مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ:-  
اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص، طبع، عادات اور اخلاق مرزا قادیانی کی فطرت میں بھی رکھے۔
- 2- مرزا قادیانی کی زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے۔
- 3- مرزا قادیانی کے جسم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح سکونت کرتی ہے۔
- 4- مرزا قادیانی اخلاق کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہر رنگ ہے۔
- 5- مرزا قادیانی کو ہر پہلو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی ہے۔
- 6- مرزا قادیانی کو حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ پہنایا گیا۔
- 7- مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اوتار ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی شکل، خواہر طبیعت پر بھیجا گیا۔

- 8 مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔
- 9 مرزا قادیانی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فطرت باہم مشابہ ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔
- 10 مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حالت بیداری میں کئی دفعہ دیکھا اور ملاقات کی۔ دونوں نے ایک ہی پیالہ میں کھایا۔
- لہذا ان حوالہ جات کی روشنی میں دیکھا جائے تو مرزا قادیانی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں توہین کے تناظر میں یہ صورتِ حال منظر عام پر آتی ہے کہ خود:
- 1 مرزا قادیانی اپنی ماں کے پیٹ میں 9 ماہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور گندی راہ سے پیدا ہوا۔
- 2 مرزا قادیانی کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات پر غصہ میں آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتا تھا۔
- 3 مرزا قادیانی کو جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔
- 4 مرزا قادیانی شراب پیتا تھا۔ بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔
- 5 مرزا قادیانی شرابی اور کبابی تھا۔ چال چلن بھی خراب تھا۔
- 6 مرزا قادیانی کی 3 دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے ناپاک خون سے اس کا جنم ہوا۔
- 7 مرزا قادیانی فاحشہ اور کج رویوں سے میل جول رکھتا تھا۔ ان سے اپنے جسم پر تیل ملواتا تھا۔ آپ خود سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے؟
- 8 مرزا قادیانی کے بدن میں حرام کار عورتوں کا خمیر تھا۔
- 9 کاش مرزا قادیانی دنیا میں نہ آیا ہوتا کیونکہ اس کی تعلیمات کی وجہ سے بدکاری اور زنا کاری میں اضافہ ہوا۔
- 10 مرزا قادیانی سور کا گوشت کھاتا تھا۔
- 11 مرزا قادیانی مرگی کی وجہ سے دیوانہ ہو گیا تھا۔
- 12 مرزا قادیانی مردانہ صفات سے محروم تھا، یعنی بھورا تھا۔



## نزول عیسیٰ علیہ السلام کا علم

آنجنہانی مرزا قادیانی چودھویں صدی کا ”امیر الجہلا“ تھا۔ اسے زعم تھا کہ وہ بہت بڑا عالم ہے۔ مثل مشہور ہے کہ گدھے پر کتابیں لاد دینے سے کوئی عالم نہیں بن جاتا۔ مرزا قادیانی کی ”علم دانی“ کا یہ حال تھا کہ اُسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اسلامی مہینوں میں صفر کونسا مہینہ ہے؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتنی بیٹیاں اور بیٹے تھے؟ اور قادیان کس سمت واقع ہے؟ اس کی ہر بات کی تان وفات مسیح پر آ کر ٹوٹی تھی۔ اُسے ”وفات مسیح“ کا فوبیا ہو گیا تھا۔ زبان درازی میں اسے ملکہ حاصل تھا۔ اس دیوث کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کا تذکرہ کرتے وقت کن آداب کا بجالانا لازم ہے۔ اس بد بخت کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کی حقیقت (نعوذ باللہ) نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کو بھی معلوم نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حقیقت صرف مجھے (مرزا قادیانی) کو بتائی۔ اس سے بڑھ کر شان رسالت ﷺ کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے؟ بقول شخصے: ”کوئی شخص قادیانی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ گستاخ رسول نہ ہو۔“ آئیے ملاحظہ کریں نزول حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقت پر آنجنہانی مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائیاں!

### نبی کریم ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت نہ کھلی

(373) ”ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہ مشکف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ داہتہ الارض کی ماہیت کما عی علی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور قشابہ اور امور قشاکلہ کے



طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوتی کے ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 692 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 473 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1171 پر)

اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ کا واقعہ صحابہ کرامؓ سے چھپائے رکھا

(374) ”یا اخوان هذا هو الامر الذي اخفاه الله من اعين القرون الاولى۔  
ترجمہ: اے بھائیو! یہ وہ بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پہلی صدی کے مسلمانوں (یعنی صحابہ کرامؓ) سے چھپا رکھا تھا۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 426 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 426 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1172 پر)

صحابہ کرامؓ اور تابعین نزول عیسیٰ پر مجمل ایمان رکھتے تھے

(375) ”ماکان ایمان الاخیار من الصحابة والتابعین بنزول المسيح علیہ السلام الا اجمالیاً، وکانوا یؤمنون بالنزول مجملًا۔ ترجمہ: سچ علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں اخیار صحابہ اور تابعین کا ایمان جمالی تھا اور وہ اس عقیدہ نزول سچ پر مجمل ایمان رکھتے تھے۔“ (یعنی تفصیل کا انھیں علم نہیں تھا)۔

(تحفہ بغداد صفحہ 8، مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 8، 9 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1173، 1174 پر)

اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ کی حقیقت مجھ پر منکشف کی

(376) ”عُلِّمْتُ من لدنه ان النزول فی اصل مفهومه حق ولكن ما فهم المسلمون حقیقته۔ لان الله تعالى اراد اخفاءه۔ فغلب قضاءه و مكره و ابتلاءه علی الافهام فصرف وجوههم عن الحقیقة الروحانية الی الخیالات الجسمانية لكانوا بها من القانعين۔ وبقي هذا الخبر مكتوماً مستوراً كالحب فی المنبلة

قرون بعد قرن. حتی جاء زماننا..... فكشف الله الحقيقة علينا.

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ نزول اپنے اصل مفہوم کے لحاظ سے حق ہے لیکن مسلمان اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کو پردہ اخفا میں رکھنے کا تھا۔ پس اللہ کا فیصلہ غالب آیا اور لوگوں کے ذہنوں کو اس مسئلہ کی حقیقت روحانیہ سے خیالات جسمانیہ کی طرف پھیر دیا گیا اور وہ اسی پر قانع ہو گئے اور یہ مسئلہ پردہ اخفا ہی میں رہا جیسے کہ دانہ خوشے میں چھپا ہوتا ہے، کئی صدیوں تک حتیٰ کہ ہمارا زمانہ آ گیا..... پس اللہ تعالیٰ نے اس بات کی حقیقت کو ہم پر منکشف کیا۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 552، 553 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 552، 553 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1175، 1176 پر)

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کو پردہ اخفا میں رکھ دیا اور صحابہ کرام سے چھپائی رکھی اور صرف مجھ پر منکشف کی، کذب اور وجہل کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔



## حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ مرزا قادیانی کی نظر میں

### پہلا موقف

#### نزول مسیح کا عقیدہ ایمانیات میں نہیں ہے

(377) "اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔"  
(ازالہ اوہام صفحہ 140 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 171 از مرزا غلام احمد قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1177 پر)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:-

- (1) عقیدہ نزول مسیح قادیانیوں کے ایمان کا حصہ نہیں ہے۔
- (2) یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہیں ہے۔
- (3) یہ ایک پیش گوئی ہے، اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔
- (4) اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

## نزول مسیح کا عقیدہ کوئی اہم امر نہیں

(378) ”کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وعی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے، اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور مچا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔“

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، صفحہ 3 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1178 پر)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:-

- (1) حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔
- (2) کئی خواص، اولیا اور اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔
- (3) یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

## نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر کوئی گناہ نہیں

(379) ”اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں، صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔“  
(حقیقت الوحی حاشیہ صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 32 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1179 پر)

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے، وہ یہ ہیں:-

- (1) نزول عیسیٰ کے مقصد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔
- (2) یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔ (نعوذ باللہ!)

## حیات و وفات مسیح علیہ السلام ایک ادنیٰ سی بات ہے

(380) ”صرف وفات مسیح علیہ السلام مقصد نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لیے جائیں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 72 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1180 پر)

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا:-

- (1) قادیانیوں کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثہ و جھگڑے کریں۔
- (2) یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

قادیانیوں کے نزدیک جب یہ مسئلہ ان کے ایمانیات کا جزو نہیں ہے..... جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں..... جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں..... جب اس کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا..... جب یہ مسئلہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا..... جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیا کا تھا، اہل اللہ کا تھا اور جب یہ کوئی خاص امر نہیں ہے..... جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا..... جب اس کا عقیدہ رکھنے والے پر کوئی گناہ نہیں..... جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے..... جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء سے بھی ہوتی رہیں..... جب قادیانیوں کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں..... اور جب یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت و اہمیت باقی نہ رہی۔

## دوسرا موقف

### حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ شرک عظیم ہے

(381) ”فمن سؤالادب ان يقال ان عیسیٰ مامات وان هو الا شرک عظیم۔ یا کل الحسنات و یخالف الحصاة بل هو توفی کمثل اخوانه۔ ومات کمثل اهل زمانه۔ وان عقیده حیاته قد جاءت فی المسلمین من الملة النصرانیة۔ ترجمہ: سو کن جملہ سؤادب کے ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ مرا نہیں، یہ تو زرا شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ عقل مند اس سے خوف کرتا ہے بلکہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور اپنے اہل زمانہ کی طرح مر چکے ہیں اور ان کی حیات کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائی مذہب سے آیا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی الاستثناء ضمیرہ صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 660 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1181 پر)

مرزا قادیانی کو اپنی عمر کے 40 سال بعد الہامات شروع ہوئے اور بارہ سال تک باوجود الہامات کے اس عقیدہ پر قائم رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے۔ لیکن اب وہ اس عقیدہ کو شرک عظیم کہہ رہا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے 52 سال تک خود شرک کیا۔ ظاہر ہے شرک نبی ہو سکتا ہے اور نہ سچ موعود بلکہ کافر ہوتا ہے۔ جس امت کا نبی شرک ہو، اس کے امتی کیا ہدایت پائیں گے! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء (النساء: 48)  
 ”بے شک اللہ تعالیٰ کسی شرک کو نہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ جس کو چاہے بخش دے۔“

### حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ گپ ہے

(382) ”حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے۔“

(بماہین احمدیہ حصہ پنجم ضمیرہ صفحہ 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 262 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1182 پر)

## نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل مسلمان گمراہ ہیں

(383) ”ان الذین ظنوا من المسلمین ان عیسیٰ نازل من السماء ما اتبعوا

الحق بل هم فی وادی الضلال یتبھون۔

ترجمہ: آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قائل مسلمان گمراہی کی

وادی میں سرگرداں ہیں۔“

(خطبہ الہامیہ صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 6 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1183 پر)

## حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ گمراہی ہے

(384) ”ولاشک ان حیات عیسیٰ و عقیدۃ نزولہ باب من ابواب الاضلال۔

ولا یتوقع منه الا انواع الوبال۔ واللہ فی الفعالہ حکم“

(ترجمہ) ”اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام اور اس کے نزول کا

عقیدہ گمراہی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اس سے سوائے قسم قسم کے مصیبتوں

کے اور کوئی امید نہیں کی جاسکتی۔“

(حقیقت الوحی الاستثناء صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 670 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1184 پر)

## حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل کافر ہے

(385) ”کلابل ہو میت ولا یعود الی اللنیا الی یوم یبعثون ومن قال متعمدا

خلاف فلک فہو من الذین ہم بالقران یکفرون۔“

(ترجمہ) ”یاد رکھو بلکہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) مرچکا ہے اور وہ قیامت تک

دنیا میں واپس نہیں آئے گا اور جو شخص اس کے خلاف کہے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو

قرآن کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ (یعنی وہ کافر ہے)“

(حقیقۃ الوحی ضمیرہ صفحہ 44 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 666 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1185 پر)

نزول عیسیٰ علیہ السلام میں عیسائیوں کا فائدہ ہے

(386) ”حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لیے گھڑا تھا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 31 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 31 (حاشیہ) از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1186 پر)

عقیدہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام جھوٹا ہے

(387) ”یہی وہ جھوٹا عقیدہ ہے (حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام) جس کی شامت کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس زمانہ میں مرتد ہو چکے ہیں۔“

(تحدہ گولڈویہ صفحہ 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 94 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1187 پر)

اسلام کی زندگی اور موت

(388) ”عیسیٰ علیہ السلام کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں اسلام کی موت ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 231 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 406 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1188 پر)

مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے:

اعتراف

(389) ”براہین احمدیہ میں، میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 152, 153 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1189, 1190 پر)



سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ میں حیات مسیح کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور رسول کریم ﷺ کی تصدیق سے لکھا تھا۔ اس میں جھوٹ، شرک، گمراہی، کفر، یہودیت اور ارتداد کیسے داخل ہو گیا؟ کیا مرزا قادیانی کے خدا نے اپنے رسول کو 50 سال سے زائد عرصہ تک شرکیہ عقیدہ میں رکھا؟ کیا قادیانیوں کے نزدیک خدا کا تصور یہی ہے؟ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ خدا کا رسول کبھی شرک میں مبتلا نہیں رہا۔ عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی کئی برس شرک کی آلودگیوں، ارتداد، یہودیت کی دلدل میں زندگی گزارتا رہا پھر یکا یک اسے نبوت پر فائز کر دیا گیا۔ قادیانی امت کے لیے یہ بات بڑے شرم اور افسوس کی ہے کہ ان کا نبی کئی سال برابر جھوٹ بولتا رہا، گمراہی کی وادی میں سرگرداں رہا، کافر اور مشرک رہا۔



## پیش گوئیاں مسیح موعود

- 1- احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی تین اہم علامات مذکور ہیں:-  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔
- 2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے۔
- 3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام روضہ نبویؐ میں دفن ہوں گے۔

اب اس کا کیا کیا جائے کہ ان میں سے کوئی ایک نشانی بھی مرزا قادیانی میں نظر نہیں آئی۔

## مسیح موعود شادی کرے گا

عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ينزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکت خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر. (مکتوٰۃ صفحہ 480 باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام)

(ترجمہ) ”حضرت عبداللہ بن عمرو، رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم، زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ پس نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک رہیں گے، پھر فوت ہوں گے اور میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے، ابو بکرؓ و عمرؓ کے درمیان۔“

اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زمین پر اتر کر نکاح کریں گے۔ چونکہ مرزا قادیانی دعویٰ مسیحیت سے پہلے نکاح کر چکا تھا۔ اس سے اولاد بھی

تھی۔ اس لیے مرزا قادیانی نے حدیث ہذا کا یہ مطلب ظاہر کیا کہ اس نکاح سے جو مسیح موعود کی علامت ہے، محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح ہونا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے الفاظ ہیں:

(390) ”اس پیشگوئی کی تصدیق کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سے دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“

(انجام آتھم صفحہ 337 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1191 پر)

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ اس سے محمدی بیگم کا نکاح مراد ہے لیکن مرزا قادیانی یہ مقصد حاصل کیے بغیر اس دنیا سے فارغ ہو گیا۔

جن دنوں مرزا قادیانی محمدی بیگم کے عشق میں باؤلا ہو رہا تھا اور ہر جائز و ناجائز میں تمیز اٹھ گئی تھی۔ اس نے اس ساری خلاف مضمون حدیث کو نہایت غصے کی نظر سے دیکھتے ہوئے صرف دو الفاظ کو پسند کیا۔ یتزوج و یولد لہ (یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی) اور اعلان کیا کہ دیکھو رسول کریم نے بھی پہلے ہی سے میرے اس آسمانی نکاح کی تصدیق کرتے ہوئے مندرجہ بالا الفاظ فرمائے۔ مگر افسوس ہوا کہ نہ ڈھولک بجی نہ بندر ناچا۔ یعنی خیر سے مرزا قادیانی کے خدا کا باندھا ہوا آسمانی نکاح کچا ہی نکل گیا۔

نہایت قابل غور بات یہ ہے کہ اگر خدا نخواستہ مرزا قادیانی کی شادی محمدی بیگم سے ہو جاتی تو اس سے اس کی اپنی اولاد ہرگز پیدا نہ ہوتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی اپنے رازداں دوست حکیم نور الدین کے نام ایک خط میں خود اعتراف کرتا ہے:

## نامرد

(391) ”جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز جتا ہے، مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا۔“

(مکتوبات احمد، جلد دوم، مکتوب نمبر 15، صفحہ 27، طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1192 پر)

## صحبت کے وقت

(392) ”ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ بھکی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔“

(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 20 (طبع جدید) از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1193 پر)

مرزا قادیانی ایک اور جگہ لکھتا ہے:

## حالت مردی کا لعدم

(393) ”ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ باعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا۔ اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ میری حالت مردی کا لعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لیے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا کہ آپ باعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لیے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور میں نے کشتی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پر صحت طاقت ہو ایک پورے سدرست انسان کو دنیا

میں مل سکتی ہے۔ وہ مجھے دی گئی اور چارلٹ کے مجھے عطا کیے گئے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 98، 99 طبع چہارم، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1194، 1195 پر)

## قادیانی ویانگرا

(394) ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظ حامد علی صاحب خادم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو ”زدجام عشق“ کے نام سے مشہور ہے، بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اول بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔“

نسخہ زدجام عشق یہ ہے جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔  
زعفران، دارچینی، جاتفل (جند بیدستر) افیون، مشک، عقرقرچا، شکر، قرف، قرفل  
یعنی لوہنگ، ان سب کو ہم وزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم القار میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا، اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم!“

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 50، 51 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1196، 1197 پر)

قادیانی ”اخلاقیات“ پر ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا، جناب شفیق مرزا کا کہنا ہے کہ مرزا قادیانی کی تمام اولاد اس کی اپنی نہیں بلکہ حکیم نور الدین کے کشتوں کی پیداوار ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

## مسح موعود حج کرے گا

حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

□ ابو ہریرہ یحدث عن النبی ﷺ قال رسول اللہ ﷺ والذي نفسي بيده ليهلن ابن مريم يفتح الروحاء حاجا او معتمرا او لبيثهما.

(صحیح مسلم حدیث نمبر 316، جلد 1 صفحہ 408)

”حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) روحاء (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) کی گھاٹی میں حج یا عمرہ یا دونوں کی لیک (تلبیہ) پکارتے گئے ایک ہی ساتھ۔“

دنیا گواہ ہے کہ مرزا قادیانی کو پوری زندگی حج یا عمرہ نصیب نہیں ہوا۔ مالی استطاعت اور حالت امن ہونے کے باوجود مرزا قادیانی کا اس دنیا سے بغیر حج کے رخصت ہونے میں یہ دلیل ہے کہ اس کا دعوائے مسیحیت سچا نہیں۔ رہا علالت وغیرہ کا عذر تو یہ ”عذر گناہ بدتر از گناہ“ سے کم نہیں، کیونکہ اگر مرزا ”مثیل مسیح“ تھا تو پھر اسے کوئی ایسی تکلیف لاحق نہیں ہونی چاہیے تھی جو فریضہ حج کی ادائیگی میں مانع ہو۔

## مسح موعود نبی کریم ﷺ کی قبر میں دفن ہوگا

(395) ”آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا۔ یعنی وہ میں ہی ہوں۔“  
(کشتی نوح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 16 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1198 پر)

مرزا قادیانی نے اوپر جو حدیث مبارکہ کا ترجمہ نقل کیا ہے، وہ بالکل صحیح ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے روضہ انور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ایک طرف جگہ خالی ہے جہاں وہ دفن ہوں گے۔ لیکن مرزا قادیانی نے حدیث شریف کے آخر میں جو اپنی طرف سے لکھا ہے کہ ”وہ میں ہی ہوں“ غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ مرزا قادیانی قادیان کے مرگٹ میں دفن ہے۔ لہذا اس کا دعویٰ غلط ثابت ہوا۔

## تاویل کے بارے میں مرزا قادیانی کا فیصلہ

(396) ”والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا

استثناء والا فإبي فائدة كانت في ذكر القسم.

(ترجمہ) ”اور قسم کھا کر کوئی بات کہتا اس پر دلالت کرتا ہے کہ کبھی ہوئی بات ظاہر

پر محمول ہے۔ اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور استثنا ورنہ قسم کھانے کا قاعدہ کیا ہے۔“

(حماتہ البشریٰ صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1199 پر)

مزید کہا:

”النصوص بحمل على ظواهرها.“ □

نصوص کو ظاہری معنی پر ہی دیکھا جائے گا۔ یعنی بلا وجہ تاویل وغیرہ سے کام نہ لیا جائے گا۔

(ازالہ اوہام صفحہ 541 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 390 از مرزا قادیانی)



## مرزا قادیانی اور حج

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے جو ہر صاحب استطاعت مسلمان مرد اور عورت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

□ ”بے شک پہلا (عبادت) خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لیے وہی ہے جو مکہ میں ہے بڑا برکت والا، ہدایت کا سرچشمہ ہے سب جہانوں کے لیے اس میں روشن نشانیاں ہیں۔ (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے اور جو بھی داخل ہوا اس میں، ہو جاتا ہے (ہر خطرہ سے محفوظ) اور اللہ کے لیے، فرض ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو طاق رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی اور جو شخص (اس کے باوجود) انکار کرے تو بے شک اللہ بے نیاز ہے سارے جہاں سے۔“

(آل عمران: 96، 97)

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

□ ”جس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حج کیا پھر اس میں نہ کوئی نجس بات کی اور نہ نافرمانی کی۔ وہ ایسا پاک صاف ہو کر آتا ہے جیسا ولادت کے دن تھا۔“ (مشکوٰۃ صفحہ 221)

اس کے برعکس حضور خاتم النبیین ﷺ نے باوجود استطاعت کے حج نہ کرنے والوں کے لیے ارشاد فرمایا:

□ ”جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کے لیے زاد راہ اور سواری رکھتا ہو۔ لیکن اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا، تو اس کے حق میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی یا عیسائی ہو کر مرے۔“ (مشکوٰۃ صفحہ 222)

فقہ قادیانیت کے بانی آنجنابی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی پوری زندگی میں باوجود استطاعت کے حج کیا نہ عمرہ ادا کیا۔ اس کے دل میں کبھی بیت اللہ شریف کی زیارت کی



آرزو پیدا ہوئی اور نہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالیٰ ہی میں حاضری کی تمنا نے اس کے قلب میں انگڑائی لی۔ ظاہر ہے اس سعادت سے محروم صرف وہی بد بخت ہو سکتا ہے جس کے ایمان کی جڑیں بالکل خشک ہو گئی ہوں۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ وہ مہدی اور مسیح موعود ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی متفقہ علیہ احادیث مبارکہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خانہ کعبہ کا طواف کریں گے اور حج کریں گے۔ مرزا قادیانی سے جب بھی سوال کیا جاتا کہ آپ نے حج نہیں کیا اور اگر آپ مہدی یا مسیح موعود ہیں تو احادیث کی رو سے آپ کو حج کرنا چاہیے۔ اس پر مرزا قادیانی نے متفقہ علیہ احادیث مبارکہ کی مختلف تاویلات کیں۔ جب اس سے بھی کام نہ بنا تو کہہ ڈالا کہ میرے (مہدی اور مسیح موعود ہونے کے) دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ خود میری وحی ہے۔ مزید کہا کہ جو حدیث میری وحی کے مطابق ہے، وہ درست ہے اور جو حدیث میرے دعوے کے مطابق نہیں، اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دینا چاہیے۔ (نعوذ باللہ!) بعد ازاں مرزا قادیانی نے یہ تسلیم کیا کہ مسیح موعود کے حج پر جانے کی حدیث موجود ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس حدیث مبارکہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے الٹا سوال کرنے والوں سے پوچھا:

### مسیح موعود کا فرض؟

(397) ”آپ اس سوال کا جواب دیں کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا اول اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک قتلوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر بموجب نصوص قرآنیہ و حدیث یہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھلانی چاہئیں تا ان پر عمل کیا جائے۔“

(ایام اصلاح صفحہ 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 416 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1200 پر)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو دجال کے خطرناک قتلوں

سے نجات دلا دی تھی؟

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے:

## ہمارا حج

(398) ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا۔“

(ایام الصلح صفحہ 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 416 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1201 پر)

مذکورہ تحریر، مرزا قادیانی کے ذہن کی پیداوار ہے۔ اس سے مرزا قادیانی کا کذب اور دجل کھل کر واضح ہو گیا ہے۔ یہ حدیث شریف پر افترا ہے۔ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ قیامت کے قریب دجال کا خروج ہوگا۔ وہ ہر جگہ جاسکے گا لیکن جب مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے حریم شریفین کی حفاظت کے لیے مامور ہوں گے اور وہ دجال کو داخل نہیں ہونے دیں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ دجال چوروں کی طرح بیت اللہ کا طواف کرے گا۔ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ قتل دجال سے فراغت کے بعد عیسیٰ علیہ السلام مکہ مکرمہ آئیں گے، حج یا عمرہ یا دونوں ادا کریں گے، بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد روضہ طیبہ پر آئیں گے، وہ سلام کہیں گے، میں سنوں گا۔ میں جواب دوں گا، وہ سنیں گے۔

اب ان الفاظ کو سامنے رکھیں تو مرزائیوں کی کوئی تاویل نہیں چل سکتی، ہاں البتہ مرزا قادیانی کی یہ تاویل خود قادیانیوں پر فٹ بیٹھتی ہے کہ دعویٰ نبوت کرنے والا دجال اور وہ ہے مرزا قادیانی، اسے ماننے والی دجالی طاقت ان کے ہو گئے دو گروہ تو دجالی طاقت کی بجائے دو طاقتیں ہو گئے، ان کے حرم کعبہ پر جانے پر پابندی ہے تو یہ چوروں کی طرح چوری جا کر طواف کرتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام ان کے مقابل پر آ کر طواف کریں گے، یعنی ان کو مٹادیں گے اس لیے جب حقیقی مسیح آ جائے گا تو جھوٹے مسیح کو ماننے والا کوئی نہیں رہے گا پس مرزا کی تاویل خود مرزائیوں پر منطبق ہوتی ہے۔ حج پر نہ جانے کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے ایک اور موقع پر مرزا قادیانی نے کہا:

## میں ابھی فارغ نہیں

(399) ”میرا پہلا کام خنزیریوں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے۔ ابھی تو میں خنزیریوں کو قتل کر رہا ہوں۔ بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سے سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت تو ہو لے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 283 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1202 پر)  
مرزا قادیانی اپنے اندر کا خنزیر تو قتل نہ کر سکا، باقی خنزیریوں کو قتل کرنا چاہتی تھی؟  
ایک مرتبہ پھر مرزا قادیانی کو حج پر نہ جانے کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا:

## پہلے میری بیعت کریں!

(400) ”تمام مسلمان علاؤل ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلقی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 248 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1203 پر)  
مرزا قادیانی کے حج پر نہ جانے کا یہ نہایت عیارتانہ اور طمانہ جواب ہے۔ کیا یہ جواب ایک ایسے شخص کے شایان شان ہے جو مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویدار ہے؟ جب یہ جوابات بھی لوگوں کو مطمئن نہ کر سکے اور مرزا قادیانی کے حج نہ کرنے کی مخالفت بڑھی تو اس نے صاف صاف لفظوں میں حج کرنے کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی قرار دے ڈالا اور ساتھ ہی (قادیانی جماعت کی پالیسی کے مطابق کہ جب بھی کوئی شخص مرزا قادیانی پر اعتراض کرے تو اس کے جواب میں فوراً نبی کریم ﷺ پر عیسائیوں اور یہودیوں کی طرف سے کیے گئے اعتراضات پیش کر دیے جائیں) شان رسالت ﷺ میں توہین کرتے ہوئے الزام جڑ دیا کہ انہوں نے تیرہ سال مکہ میں رہتے ہوئے حج نہیں کیا۔ مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائی ملاحظہ کیجیے:

مخالفوں کے اس اعتراض پر کہ مرزا قادیانی حج کیوں نہیں کرتا۔ اس اعتراض کا

جواب دیتے ہوئے کہا:

## پہلا فرض تبلیغ ہے، حج نہیں

(401) ”کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ جو خدمت خدا تعالیٰ نے اول رکھی ہے اس کو پس انداز کر کے دوسرا کام شروع کر دے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عام لوگوں کی خدمات کی طرح ملہمین کی عادت کام کرنے کی نہیں ہوتی۔ وہ خدا تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی سے ہر ایک امر کو بجالاتے ہیں۔ اگرچہ شرعی تمام احکام پر عمل کرتے ہیں مگر ہر ایک حکم کی تقدیم و تاخیر الہی ارادہ سے کرتے ہیں۔ اب اگر ہم حج کو چلے جائیں تو گویا اس خدا کے حکم کی مخالفت کرنے والے ٹھہریں گے اور من استطاع الیہ سبیلاً کے بارے میں کتاب حج الکرامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو حج ساقط ہے۔ حالانکہ اب جو لوگ جاتے ہیں ان کی کئی نمازیں فوت ہوتی ہیں۔ مامورین کا اول فرض تبلیغ ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے 13 سال مکہ میں رہے آپ ﷺ نے کتنی دفعہ حج کیے تھے؟ ایک دفعہ بھی نہیں کیا تھا۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 280 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1204 پر)  
اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی تبلیغ اسلام میں مصروف تھا، اس لیے حج نہ کر سکا۔ اس کا یہ عذر بے بنیاد ہے۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک اللہ کی اطاعت اور دوسرے انگریز حکومت کی اطاعت و تابع فرمانی۔ وہ ان خیالات کی تبلیغ و تشہیر میں پوری عمر لگا رہا۔ حج کے موقع پر مرزا قادیانی کی تقریر سے لاکھوں لوگ مستفید ہوتے اور وہ مرزا قادیانی کی طرح انگریز کے خیر خواہ بن جاتے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی الہامی پیش گوئی ہے: ”میں قتل کے منصوبوں وغیرہ سے بچایا جاؤں گا۔“ (حقیقت الوحی صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 234، از مرزا قادیانی) اپنی الہامی پیش گوئی کی سچائی ثابت کرنے کے لیے مرزا قادیانی کے پاس بہترین موقع تھا جسے اس نے ضائع کر دیا۔ کیا مرزا قادیانی کا کوئی ایک ایسا الہام یا وحی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسے حج کرنے سے روکا ہو یا اسے مؤخر کرنے کے لیے کہا ہو؟ باقی رہی یہ بات کہ حضور نبی کریم ﷺ نے 13 سال تک مکہ میں رہتے ہوئے حج نہیں کیا، انتہائی بے بنیاد اور احمقانہ بات ہے۔ اس وقت حج کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے اور یہ حکم مدینہ طیبہ میں نازل ہوا۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ حج محض اس لیے ادا فرمایا تا کہ تاقیامت امت مسلمہ پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔ جو لوگ سالانہ جلسہ کے لیے قادیان جاتے ہیں، ان کے لیے مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ یہ حج کا نعم البدل ہے۔ اس موقع

پر قادیانی شاذ و نادر ہی نماز ادا کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے اپنے باپ کے حج ادا نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

### حج نہیں کیا..... گھر کی گواہی

(402) ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لیے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔“

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 1205 پر) لیجئے مرزا بشیر احمد نے ایک نئی توجیہ بیان کر ڈالی ہے، چونکہ مرزا قادیانی مالی لحاظ سے استطاعت نہ رکھتا تھا، اس لیے حج ادا نہ کیا۔ یہ بات بھی بالکل بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی مالی حیثیت ایسی نہ تھی تو وہ اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ میں مخالفین کو 10 ہزار روپے کا چیلنج کہاں سے دے رہا تھا؟ اپنے آپ کو رئیس قادیان کیسے لکھتا رہا؟ اگر وہ کنگلا تھا تو اسلام کے نام پر مخالفین کو دس ہزار روپے کا چیلنج دینا اور خود کو رئیس قادیان لکھنا کیا ایک دھوکے باز کی نشانی نہیں ہے؟ مرزا قادیانی نے اپنی آمدن کے بارے میں اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

### آمدن

(403) ”ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گناہ انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گناہی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکر یہ بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے، اسی نے ایسی میری دیکھیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہیے کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا

ہے یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہیے کہ یہ پیشگوئی یعنی ایس اللہ بکاف عبدہ کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت اور ادا بار اور اقبال ہے۔ اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو میں برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ہزار ہا روپیہ کی آمدنی اس طرح ہی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آ کر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔..... اگر چہ منی آرڈروں کے ذریعہ ہزار ہا روپے آچکے ہیں۔ مگر اس سے زیادہ وہ ہیں جو خود مخلص لوگوں نے آ کر دیے اور جو خطوط کے اندر نوٹ آئے اور بعض مخلصوں نے نوٹ یا سونا اس طرح بھیجا جو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے اب تک معلوم نہیں کہ ان کے نام کیا کیا ہیں۔“ (حاشیہ)

(حقیقت الوحی صفحہ 211، 212 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 220، 221 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1206، 1207 پر)

اس زمانہ میں ایک روپے کا 16 کلو گوشت ملتا تھا۔ قارئین کرام اس حساب سے خود اندازہ لگالیں کہ مرزا قادیانی کے پاس کس قدر روپیہ تھا۔ ایک موقع پر مرزا قادیانی پر پھر اعتراض وارد ہوا کہ آپ حج کے لیے کیوں نہیں جاتے؟ تو اس نے کہا کہ مجھے جان کا خطرہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موقع پر لوگ مجھے قتل کر دیں۔ لہذا جان بچانی فرض ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

ہم بزدل نہیں ہیں

(404) ”اور ہم ایسے نہیں ہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹا دے اور اگر خدا کی راہ میں ہم مجروح ہو جائیں یا ذبح کیے جائیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم (ضمیمہ) صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 321 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1208 پر)

اے مرزا، تو خدا کا پہلوان ہے

(405) ”جری اللہ فی حیل الانبیاء۔“

ترجمہ: اے مرزا تو خدا کا پہلوان ہے نبیوں کے لباس میں۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 239 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1209 پر)

اے مرزا، تو مت ڈر

(406) ”لا تخف انک ان الاعلیٰ ینصرک اللہ فی موطن۔“

ترجمہ: اے مرزا تو مت ڈر تو نبی غالب رہے گا۔ خدا ہر ایک میدان میں تیری مدد کرے گا۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 297 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1210 پر)

خدا تجھے بچائے گا

علاوہ ازیں مرزا قادیانی کو الہام ہو چکا تھا۔

(407) ”واللہ یعضمک من الناس“

ترجمہ: ”اور خدا تجھ کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 236 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1211 پر)

ہم تیرے محافظ رہیں گے

(408) ”خدا فرماتا ہے کہ لوگ تیرے ہلاک اور تباہ کرنے کے لئے کوشش کریں گے مگر ہم

تیرے محافظ رہیں گے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 57 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 73، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1212 پر)

مرزا قادیانی کو اگر اپنے مذکورہ الہامات پر یقین ہوتا تو وہ فوراً حج ادا کرنے مکہ مکرمہ

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

روانہ ہو جاتا مگر.....

آخر میں مرزا قادیانی نے حج پر نہ جانے کی وجہ خود اپنی زبانی بیان کی ہے:

### دجال مکہ مدینہ میں داخل نہ ہوگا

(409) ”آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ دجال کافر ہوگا اور میں مسلمان ہوں اور فرمایا تھا کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 211 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 211 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1213 پر)

مرزا قادیانی نے اپنے حج پر نہ جانے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے اپنے آپ کو مختلف تادیلات، بے بنیاد دلائل اور کتمان حق کے ذریعے مثیل دجال ثابت کر دیا ہے، اس لیے کہ وہ بھی مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکا۔

واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک قادیانی مبلغ سکھوں کے جلسے میں جا دھمکا۔ وہاں سے وہ ایک سکھ کے سوال سے ایسا لاجواب ہوا کہ سوائے شرمندگی کے کچھ بن نہ آیا۔ سکھوں کے جلسے کا عنوان تھا کہ گورونانک جی مہاراج کا مذہب کیا تھا؟ قادیانی مبلغ نے کہا کہ وہ مسلمان تھے۔ دلیل یہ دی کہ سکھوں کی مشہور روایت ہے کہ گورونانک نے مکہ شریف کا سفر کیا۔ اگر وہ مسلمان نہیں تھے تو مکہ شریف میں کیوں گئے؟ سکھ مقرر نے کہا کہ یہ مسلمان ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ کسی جگہ کا سفر اور بات ہے اور اس جگہ کے رہنے والوں کا ہم مذہب ہونا اور بات ہے۔ درمیان میں سے ایک سکھ بول اٹھا کہ اچھا اگر مکہ شریف میں جانا مسلمان ہونے کی دلیل ہے تو تمہارا مرزا تو حج کرنے نہیں گیا وہ پھر کافر ہوا۔ اس پر قہقہہ مچا اور مرزائی مبلغ خاموش ہو گیا اور وہاں سے بہت بری طرح واپس ہوا۔ لیکن یاد رکھیے! مرزائی اور ڈھٹائی دو مترادف الفاظ ہیں۔





## حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر ایک زبردست دلیل

قادیانیت کی پوری عمارت ”وفاتِ مسیح“ کے عقیدہ پر کھڑی ہے۔ ہر قادیانی جسے شاید استنجا کرنا بھی نہ آتا ہو، وفاتِ مسیح پر اسے رٹی رٹائی مخصوص باتیں اچھی طرح یاد ہوتی ہیں۔ قادیانی مبلغین، مناظروں اور مباحثوں میں قرآن مجید کی کئی آیات کی معنوی تخریف کر کے اپنی تاویلات کے ذریعے لٹھرانہ سوالات کرتے ہیں جس سے کم علم لوگ جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً یہ سوال کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو وہ وہاں کیا کھاتے پیتے ہوں گے، بول و براز کہاں کرتے ہوں گے، نماز اور زکوٰۃ کیسے ادا کرتے ہوں گے، وغیرہ وغیرہ۔ علماء و فقہاء نے ان اعتراضات کے نہایت علمی اور تسلی بخش جوابات دیئے ہیں۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ قادیانیوں کے نزدیک تمام انبیاء و رسل فوت ہو چکے ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بہت کم قادیانیوں کو یہ معلوم ہوگا کہ آنجنابی مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ قادیانیوں سے کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، اسی طرح آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ جو اعتراضات یا سوالات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر کیے جاتے ہیں، وہی سوالات قادیانیوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات پر کیے جاسکتے ہیں۔ اس پر بڑے بڑے قادیانی مبلغین کی بولتی بند ہو جاتی ہے۔ آئیے! ملاحظہ کریں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں

(410) ”یہ وہی موسیٰ علیہ السلام مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ

ہے، اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔“

(نور الحق صفحہ 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68، 69 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1214، 1215 پر)

(411) ”اعیسیٰ حتی ومات المصطفیٰ؟ تلک اذا تسمه ضیزی! اعدلوا هو اقرب للتقوی. واذا ثبت ان الانبیاء کلهم اَحیا فی السموات، فای خصوصیة ثابتة لحیة المسیح، اهو یاکل و یشرب وهم لا یاکلون ولا یشربون؟ بل حیاة کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم. اَلَا نقرء فی القرآن ما قال اللہ تعالیٰ و عزوجل: فلا تکن فی مریة من لقائه؟ وانت تعلم ان هذه الآیة نزلت فی موسیٰ فهی دلیل صریح علی حیات موسیٰ علیه السلام. لانه لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاموات لا یلاقون الاحیاء، ولا تجد مثل هذه الآیات فی شان عیسیٰ علیه السلام.“

”کیا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور مصطفیٰ ﷺ فوت ہو گئے؟ یہ تو نامعقول تقسیم ہے۔ انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام انبیا آسمانوں میں زندہ ہیں تو پھر حیات مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کیا وہ وہاں کھاتا پیتا ہے اور دوسرے انبیا کھاتے پیتے نہیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کا زندہ ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کیا تو قرآن کریم میں نہیں پڑھتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا تکن فی مریة من لقائه (السجدہ: 23) تو اس کی ملاقات کے بارے میں شک نہ کرو اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ آپ کی حیات پر واضح دلیل ہے کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور مردے زندوں سے نہیں ملتے۔ اور تو ایسی آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں نہیں پائے گا۔“

(حماتہ البشریٰ صفحہ 35 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 221 از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1216 پر)

یہاں مرزا قادیانی کس وضاحت اور اصرار سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو جزو ایمان قرار دے رہا ہے اور اس کی صداقت میں قرآن کریم کو گواہ بنا رہا ہے اور صاف لفظوں میں تاکیداً کہہ رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ وہ نہیں مرے۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ماننا کفر ہے تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زندہ ماننا کفر نہیں۔ حالانکہ خود اپنی 52 سالہ زندگی تک زندہ ماننا چلا آیا ہے۔ اور جو اعتراضات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آئے دن قادیانی اپنی تقریروں اور تحریروں میں کرتے رہتے ہیں اور جو مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں درج کیے ہیں کہ وہ کیا کھاتے، کیا پیتے، کہاں سوتے اور کیا کیا کرتے ہیں؟ کیا یہی ان تمام کا جواب صحیح نہیں کہ جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے وابستہ ہے۔ وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے سمجھو اور کیا فرقان حمید کی کسی ایک آیت سے کوئی قادیانی ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی بتا سکتا ہے؟ ہمارے خیال میں مرزا قادیانی سے یہ غلطی ہوئی کہ بجائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سہواً حضرت موسیٰ علیہ السلام لکھ دیا۔ بہر حال جس کو امت مرزا یہ موسیٰ علیہ السلام سمجھتی ہے، اسی کو مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام تصور کرتے ہیں اور وہی مسیح موعود ہے اور اسی کے لیے حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے ان کی آمد کا وعدہ دیا ہے اور جس پر دنیا کے ڈیڑھ ارب انسانوں کا ایمان ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ضمن میں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ یہ امر قانون قدرت کے خلاف ہے اور ایسے واقعہ کو عقل تسلیم نہیں کرتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحسدِ عنصری آسمان پر تشریف لے جائیں، دراصل یہ کم علمی اور جہالت کے واہے ہیں۔ ورنہ کلام مجید میں ایسے بیسوں واقعات موجود ہیں جو ہمارے عقل و فکر میں نہیں آتے مثلاً حضرت عزیر علیہ السلام کا سو سال کے بعد زندہ ہونا، اصحاب کہف کا تین سو برس تک سونا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں کو ذبح کرنے کے بعد زندہ ہوتے دیکھنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا، شق القمر کا رسول اکرم ﷺ کے لیے گواہی دینا، وغیرہ وغیرہ۔

قانون قدرت مخلوق کے لیے ہے نہ کہ خالق کے لیے۔ اس کی بھروی ہمارے لیے ہے نہ کہ خلاق کائنات کے لیے۔ ہاں یہ صحیح اور درست ہے کہ ہم اس کو نہیں توڑ سکتے۔ ہماری

تدبیریں اس کو نہیں بدل سکتیں۔ مگر وہ ذات کردگار جس نے اس کو پیدا کیا، وہ موجدِ اعلیٰ جس نے ان کو ایجاد کیا، بدل بھی سکتا ہے اور توڑ بھی سکتا۔ وہ ان کا مطیع و فرمانبردار نہیں اور یہی خالق اور مخلوق میں فرق ہے۔ وہ جہاں لا تبديل لكلمات الله فرماتا ہے، وہاں واللہ علیٰ کل شیء قدير کا بھی حکم دیتا ہے۔ خدا کے قانون کو عاجز مخلوق کی کیا طاقت ہے کہ توڑ سکے یا بدل سکے۔ ہاں وہ جب چاہے اپنی مشیت سے ایسا کرنے پر قادر ہے۔ يفعل ما يشاء یعنی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور لطف یہ ہے کہ خود آنجہانی مرزا قادیانی بھی اس پر صاد کرتا ہے اور طرفہ یہ کہ مثالیں دے دے کر قانونِ قدرت کو انسانی ہاتھوں سے توڑتا اور پھر خود ہی معترض ہوتا ہے۔ قارئین کرام کی ضیافتِ طبع کے لیے ذیل میں ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

### دودھ دینے والا بکرا

(412) ”تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا۔ جب اس کا شہر میں بہت چڑچا پھیلا تو میکالف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کو بھی اطلاع ہوئی تو انہوں نے یہ ایک عجیب امر قانونِ قدرت کے برخلاف سمجھ کر وہ بکرا اپنے زور و منگوا یا۔ چنانچہ وہ بکرا جب ان کے زور و دودھ ہا گیا تو شاید قریب ڈیڑھ سیر دودھ کے اس نے دیا اور پھر وہ بکرا بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر عجائب خانہ لاہور میں بھیجا گیا۔ تب ایک شاعر نے اس پر ایک شعر بھی بنایا اور وہ یہ ہے۔“

مظفر گڑھ جہاں پر ہے مکالف صاحب عالی

یہاں تک فصلِ باری ہے کہ بکرا دودھ دیتا ہے

اس کے بعد تین معتبر اور ثقہ اور معزز آدمی نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے پچھتم خود چند مردوں کو عورتوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ امیر علی نام ایک سید کالڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے ہی پرورش پایا تھا کیونکہ اس کی ماں مر گئی تھی۔ ایسا ہی بعض لوگوں کا تجربہ ہے کہ کبھی ریشم کے کیڑے کی مادہ بے زر کے انڈے دے دیتی ہیں اور ان میں سے بچے نکلتے ہیں۔ بعض نے یہ بھی دیکھا کہ چوہا مٹی خشک سے پیدا ہوا جس کا آدھا دھڑ تو مٹی تھی اور آدھا چوہا بن گیا۔ حکیم فاضل قرشی یا شاید علامہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک بیمار ہم نے دیکھا جس کا کان ماؤف ہو کر بہرہ ہو گیا تھا پھر کان کے

نیچے ایک ناسور سا پیدا ہو گیا جو آخر وہ سورخ سے ہو گئے اس سورخ کی راہ سے وہ برابر سن لیتا تھا گویا خدا نے اس کے لیے دوسرا کان عطا کیا۔ ان دونوں طبیعوں میں سے ایک نے اور غالباً قرشی نے خود اپنی اڈی میں سورخ ہو کر اور پھر اس راہ سے مدت تک براز یعنی پاخانہ آتے رہنا تحریر کیا ہے۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 51 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 99 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1217 پر)

اور پھر ناممکنات پر بس نہیں بلکہ مرزا قادیانی کا اقرار موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے لیے عام قانون توڑ دیا کرتا ہے۔ چنانچہ دلچسپی کے لیے یہ بھی ملاحظہ کیجیے۔

### قانون قدرت

(413) ”خدا تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا لیکن جہاں کوئی بیچ پڑ جاتا ہے اور دین پر اعتراض

وارد ہوتا ہے، وہاں تو خدا تعالیٰ اپنا قانون بھی بدل دیتا ہے اور معجزہ نمائی کرتا ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 296، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1218 پر)

(414) ”جب انسان اپنی بشری عادتوں کو جو اس میں اور اس کے رب میں حائل ہیں،

شوق توصل الہی میں توڑتا ہے تو خدائے تعالیٰ بھی اپنی عام عادتوں کو اس کے لیے توڑ دیتا

ہے۔ یہ توڑنا بھی عاداتِ ازلیہ میں سے ہے۔ کوئی مستحدث نہیں ہے جو مورد اعتراض ہو سکے

گویا قدیم قانون حضرت احدیت جل شلنہ اسی طور پر چلا آتا ہے۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 57، 58 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 105، 106 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1219، 1220 پر)

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے:

(415) ”خوارق کی کل جس سے عجائبات قدرتیہ حرکت میں آتی ہیں، انسان کی تبدیل

یافتہ روح ہے اور وہ سچی تبدیلی یہاں تک آثار نمایاں دکھاتی ہے کہ بعض اوقات ایک ایسے طور

سے شور و محبت دل میں استیلا پکڑتا ہے اور عشق الہی کے پُر زور جذبات اور صدق اور یقین کی

سخت کششیں ایسے مقام پر انسان کو پہنچا دیتی ہیں کہ اُس عجیب حالت میں اگر وہ آگ میں ڈالا جائے تو آگ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتی۔ اگر وہ شیروں اور بھیڑیوں اور ریچھوں کے آگے پھینک دیا جائے تو وہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 58 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 106 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1221 پر)

قارئین کرام! آپ نے آنجہانی مرزا قادیانی کے دو مسلمہ اصول ملاحظہ فرمائے اور اس سے قبل دو تین عملی مثالیں بھی ملاحظہ کیں۔ اس میں کوئی مشکل یا ایچ بیج نہیں ہے بلکہ مطلب نہایت صاف صاف اور واضح ہے۔ اب اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے مرزا قادیانی کی عملی تصویرِ قال اور حال کو دیکھیے وہ تمام معجزات جو انبیاء علیہ السلام کو تفویض ہوئے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ کہ چار جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد اطمینان قلب کے لیے ان کا زعمہ ہونا اور دیکھنا، حضرت عزیر علیہ السلام اور ان کے گدھے کا واقعہ وغیرہ وغیرہ۔ کسی ایک معجزہ کو قادیانی صرف اس لیے قبول نہیں کرتے کہ سنت اللہ نہیں اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ قادر تو ہے لیکن وہ اپنے قوانین کو نہیں بدلتا۔

ہم قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا بکرے کا دودھ دینا اور مرد کی چھاتی سے مہینوں دودھ کا بہنا اور آگ کی حرارت کا مفقود ہونا اور وحشی درندوں کا وحشت کو بھول جانا کس طرح اور کس لیے اب جائز قرار دیا گیا؟ آخر یہ کیا ہے؟ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر بحسد عنصری جانا صرف اسی ایک دلیل کی بنا پر قبول نہیں کیا کہ کرۃ زمہریر و آتشین سے گزرنا محال ہی نہیں، غیر ممکن ہے اور یہ سنت اللہ کے منافی ہے اور صرف اسی اصول کو برقرار رکھنے کے لیے مریم علیہا السلام پر بہتان تراشی اور نامہ اعمال کو سیاہ کیا کہ وہ یوسف نجار کے بیٹے تھے کیونکہ یہ بھی سنت اللہ کے برخلاف ہے کہ بلا مرد کے چھوئے عورت استقرار حمل پائے جبکہ خود وہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے لیے عام قانون توڑ دیا کرتا ہے۔

چولہ آسمان سے نازل ہوا

(416) ”بعض لوگ انگد کے جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہ آسمان

سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی۔ کون انسان کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتیں صرف اتنی ہی ہیں، اس سے آگے نہیں۔ ایسے کمزور اور تاریک ایمان تو ان لوگوں کے ہیں جو آج کل نیچری یا برہمہ کے نام سے موسوم ہیں۔“

(ست بچن صفحہ 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 157 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1222 پر)

### گورونانک کے چولہ کی فرضی تصویر

(417) سکھوں کے مذہبی پیشوا گورونانک کے اس چولہ کی تصویر ملاحظہ کریں جس کے متعلق مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ یہ چولہ آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اس سے پہلے مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ خدا نے اس کا نام ”امین الملک بے سنگھ بہادر“ رکھا ہے۔ پھر دعویٰ کیا کہ ”میں کرشن ہوں“، ”میں آریوں کا بادشاہ ہوں“، میں کرشن جی روڈر گوپال ہوں۔“ دیکھیے! سکھوں کے قابو کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے کیا کیا پاپڑ بیلیے؟

(ست بچن صفحہ 52 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 172، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1223 پر)

مقام حیرت ہے کہ گورونانک کے چولہ کا آسمان سے اترنا تو مرزا قادیانی کے نزدیک درست ہے اور اس کو آگ نہیں جلاتی۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے آنے یا جانے سے کرہ ناریہ مانع ہے؟

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس نے عین حالات بیداری میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کئی ملاقاتیں کیں، ان سے باتیں کیں اور ان کا حال دریافت کیا۔ ملاحظہ کیجیے!

### حالت بیداری میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

(418) ”خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں، ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشتی بیداری کہلاتی ہے، یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے اور اس سے

باتیں کر کے اس کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 206 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1224 پر)  
7 اپریل 1908ء کو عیسائیوں کا ایک وفد مرزا قادیانی سے ملاقات کے لیے قادیان آیا اور انہوں نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر مرزا قادیانی سے چند سوالات کیے، جس کے مرزا قادیانی نے جوابات دیے۔ ملاحظہ کیجیے۔

(419) ”سوال: مسیح کو آپ نے کس طور سے دیکھا ہے۔ آیا جسمانی رنگ میں دیکھا ہے؟“

جواب: فرمایا کہ

ہاں جسمانی رنگ میں اور عین حالت بیداری میں دیکھا ہے۔

سوال: ہم نے بھی مسیح کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں مگر وہ روحانی رنگ میں ہے۔ کیا آپ نے بھی اسی طرح دیکھا ہے جس طرح ہم دیکھتے ہیں۔

جواب: نہیں ہم نے ان کو جسمانی رنگ میں دیکھا ہے اور بیداری میں دیکھا ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 521 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1225 پر)

### بلا عنوان؟؟؟

(420) ”بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب نے

1884ء میں ارادہ فرمایا تھا کہ قادیان سے باہر جا کر کہیں چلہ کشی فرمائیں گے اور ہندوستان کی

سیر بھی کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ارادہ فرمایا کہ سو جان پور ضلع گورداسپور میں جا کر خلوت

میں رہیں اور اس کے متعلق حضور نے ایک اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا پوسٹ کارڈ بھی مجھے روانہ

فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے بھی اس سفر اور ہندوستان کے سفر میں حضور ساتھ رکھیں۔ حضور

نے منظور فرمایا۔ مگر پھر حضور کو سفر سو جان پور کے متعلق الہام ہوا کہ تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار

پور میں ہوگی۔ چنانچہ آپ نے سو جان پور جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور ہوشیار پور جانے کا

ارادہ کر لیا۔..... جب دو مہینے کی مدت پوری ہوگئی تو حضرت صاحب واپس اسی راستہ

سے قادیان روانہ ہوئے۔ ہوشیار پور سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ایک بزرگ کی قبر ہے

جہاں کچھ باغیچہ سالکا ہوا تھا۔ وہاں پہنچ کر حضور تھوڑی دیر کے لئے بہلی سے اتر آئے اور فرمایا



یہ عمدہ سایہ دار جگہ ہے۔ یہاں تھوڑی دیر ٹھہر جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضور قبر کی طرف تشریف لے گئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ساتھ ہو گیا۔ اور شیخ حامد علی اور فتح خان بہلی کے پاس رہے۔ آپ مقبرہ پر پہنچ کر اس کا دروازہ کھول کر اندر گئے اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور تھوڑی دیر تک دعا فرماتے رہے، پھر واپس آئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا ”جب میں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو جس بزرگ کی یہ قبر ہے، وہ قبر سے نکل کر دو زانو ہو کر میرے سامنے بیٹھ گئے اور اگر آپ ساتھ نہ ہوتے تو میں ان سے باتیں بھی کر لیتا۔ ان کی آنکھیں موٹی موٹی ہیں اور رنگ سناٹا ہے، پھر کہا کہ دیکھو اگر یہاں کوئی مجاور ہے تو اس سے ان کے حالات پوچھیں۔ چنانچہ حضور نے مجاور سے دریافت کیا۔ اس نے کہا، میں نے ان کو خود نہیں دیکھا کیونکہ ان کی وفات کو قریباً ایک سو سال گزر گیا ہے۔ ہاں اپنے باپ یا دادا سے سنا ہے کہ یہ اس علاقہ کے بڑے بزرگ تھے۔ اور اس علاقہ میں ان کا بہت اثر تھا۔“

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 69، 71 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 1226، 1227 پر)

### دہریہ اور فلسفی لوگ

(421) ”پھر مسیح کے بارہ میں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس خیال پر نہیں ہنسیں گے کہ جبکہ تمیں یا چالیس ہزار فٹ تک زمین سے اوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے تو حضرت مسیح اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان تک کیونکر پہنچ گئے اور کیا یہ مخالفوں کے لیے ہنسنے کی جگہ نہیں ہوگی۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 147 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 174، 175 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1228، 1229 پر)

### فرقہ ضالہ نیچریہ

(422) ”پس میرا مذہب ”فرقہ ضالہ نیچریہ“ کی طرح یہ نہیں ہے کہ میں عقل کو مقدم رکھ کر قال اللہ اور قال الرسول پر کچھ نکتہ چینی کروں۔ ایسے نکتہ چینی کرنے والوں کو طغی اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

(الحق، بحث لدھیانہ صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 28 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1230 پر)



تبیوت حاضر ہیں!

حیات و نزول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

پر قادیانی اعتراضات

اور ان کے جوابات

فتنہ قادیانیت نے جن مغالطوں میں مسلمانوں کو مبتلا کیا اور جو ذہنی انتشار امت میں پیدا کیا ہے، ان میں ایک مغالطہ یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلے میں الجھائے رکھا۔

اصل مسئلہ یہ نہیں تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور بوجہ عصری آسمانوں میں مکین ہیں۔ یہ تو ایک ضمنی بات تھی اور اپنی جگہ معنی برحق کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور اس باب میں کوئی بھی ہوشمند اور ایمان و یقین کی نعمت سے مالا مال مسلمان شک و شبہ میں مبتلا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی ذی روح کو یا کسی انسان کو آسمانوں تک اٹھالے جانے کی قدرت نہیں رکھتے یا کسی شخص کو دس بیس ہزار سال یا اس سے بھی زیادہ زندہ رکھنے پر قادر نہیں۔ خدا تعالیٰ کی صفت احیا (زندہ کرنے اور زندہ رکھنے کی) بغیر کسی حدود و قید کے ہے اور اس پر پوری امت متحد رہی ہے۔

جس بات کو قرآن و سنت نے اہمیت دی، وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے، یعنی یہ کہ وہی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جو خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے تقریباً 570 برس پہلے مریم صدیقہ کے ہاں بغیر باپ کے محض قدرت الہیہ سے پیدا ہوئے اور جنمیں خدائے ذوالجلال نے یہودنا مسعود کی شرارتوں سے محفوظ رکھا اور صلیب دیے جانے سے بچا کر اپنی جانب اٹھا لیا۔ وہی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، خاتم النبیین ﷺ کے زمانہ نبوت میں دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور حضور اکرم ﷺ کے ایک خلیفہ و نائب کی حیثیت سے حضور پر نور ﷺ کے دین کے مناد ہوں گے۔ وہ خود ہی ہوں گے، نہ کہ ان کے کوئی مثل و مشابہ۔

یہ ہے وہ مسئلہ جس کی اہمیت تھی اور ہے اور یہ مسئلہ اس قدر اہم ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ نے اسے بار بار سلیس اور واضح انداز میں فرمایا اور امت کو اس پر توجہ مرکوز رکھنے کی تلقین فرمائی۔ قادیانیوں سے گفتگو کے دوران، اس مسئلے کی صحیح نوعیت کو ملحوظ رکھنا از بس ضروری ہے۔

(1) قادیانی حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ (مائدہ: 117) ترجمہ: ”میں ان کی نگہبانی کرتا رہا۔ جب تک ان کے درمیان موجود رہا۔ پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ان کا نگہبان اور رکھوالا تھا“، کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں یعنی ”اس آیت میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ، عیسائیوں کے بگڑنے سے لاعلمی ظاہر کریں گے اور کہیں گے کہ مجھے تو ان کے حالات کی اس وقت تک خبر ہے جب تک میں ان میں تھا، اور وفات کے بعد کی خبر نہیں۔“

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قوم کے بگاڑ کا علم ہونے یا نہ ہونے کی بات ہی زیر بحث نہیں کہ وہ یہ جواب دیتے کہ مجھے علم نہیں، جو بات زیر بحث ہے کہ کیا تم نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لینا؟ اس کے جواب میں وہ عرض کریں گے کہ توبہ! توبہ! میری کیا مجال کہ میں ان سے ایسی بات کہتا، میں نے تو ان کو توحید کی تعلیم دی تھی، اور جب تک ان میں رہا، ان کے عقیدہ توحید کی پوری پوری نگرانی کرتا رہا، یہ میرے اٹھائے جانے کے بعد بگڑے ہیں، جس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ خود انہی پر عائد ہوتی ہے۔

یہ آیت یا اس سلسلہ میں پیش کی جانے والی دوسری آیات جن کو مرزا قادیانی یا قادیانی مبلغ، وفات مسیح کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں، چودھویں صدی میں نازل نہیں ہوئیں، پہلے بھی وہ قرآن مجید میں موجود تھیں اور گزشتہ تیرہ چودہ صدیوں کے اکابرین امت رضی اللہ عنہم اور مجددین ملت کی نظر سے وہ اوجھل نہیں تھیں، اور سب سے بڑی بات کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رضی اللہ عنہم اور تمام صدیوں کے اکابرین امت رضی اللہ عنہم ان آیات کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ تشریف لانے کا عقیدہ رکھتے تھے، خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے، جس کو سب

نے بلا اتفاق قبول کر لیا ہے، اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے، انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 557 طبع اول، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 400 از مرزا قادیانی)

یہ بات عقلاً و شرعاً ناممکن اور محال ہے کہ قرآن کریم کی آیات کا مطلب (نعوذ باللہ) نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا ہو، نہ تابعین عظام رضی اللہ عنہم نے، نہ 14 صدیوں کے اکابر امت اور مجددین ملت نے۔ پس اگر ان آیات کا وہی مطلب ہوتا جو قادیانی بیان کرتے ہیں تو مرزا قادیانی کو وفات مسیح کے عقیدے کا اعلان کرنے کی ضرورت نہ تھی، بلکہ یہ عقیدہ روز اول سے امت میں متواتر چلا آنا چاہیے تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، وہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔ لیکن اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک، تمام اکابرین امت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھتے چلے آ رہے ہیں اور اس عقیدہ کی حقانیت قرآن کریم کی آیات بینات اور احادیث متواترہ سے ثابت کرتے آئے ہیں۔ تفسیر، حدیث اور عقائد کی تمام کتابوں میں اس عقیدے کو جلی عنوان سے ذکر کیا گیا ہے، اب انصاف کیجیے کہ (نعوذ باللہ) صحابہ کرام سے لے کر تمام اکابر امت کا عقیدہ تو غلط ہو اور قرآن کریم کی آیات بینات کا مطلب نہ سمجھیں اور مرزا قادیانی کا عقیدہ جو نیچریوں کی تقلید میں اپنایا گیا، وہ صحیح ہو اور قادیانی قرآن کریم کی ان آیات کا مطلب سمجھ جائیں، کیا کسی کی عقل میں یہ بات آ سکتی ہے؟ اس نکتہ کو سامنے رکھ کر قادیانی خود اپنے ضمیر سے فیصلہ لیں کہ ”براہین احمدیہ“ میں مرزا قادیانی نے صحیح عقیدہ لکھا تھا، بعد میں وہ پٹری سے کیوں اتر گیا؟

آیت کریمہ ”فَلَمَّا تَوَلَّيْتَنِي“ وفات مسیح کو ثابت نہیں کرتی بلکہ خود قادیانی عقیدے کی جز کو کاٹتی ہے، کیونکہ اس آیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دو حالتیں ذکر کی گئی ہیں، پہلی قوم کے درمیان موجود رہنے کی، جس کو ”وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ“ میں ذکر فرمایا گیا ہے، اور دوسری اس کے بالعابل قوم کے درمیان غیر موجودگی کی، جس کو ”فَوَلَّيْتَنِي“ میں ذکر کیا گیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں عرض کر رہے ہیں کہ میں جب تک ان کے درمیان موجود رہا، تب تک ان کے احوال پر مطلع رہا، اور ان کی

نگرانی کرتا رہا کہ کوئی غلط عقیدہ نہ اپنالیں، پھر جب میرے ان کے درمیان قیام کی مدت پوری ہو گئی اور آپ نے ان کے درمیان سے مجھے اٹھالیا تو اس کے بعد آپ ہی ان کے نگہبان تھے، اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا، نہ اس کی کوئی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ مفسرین حضرات یہاں تونی کی تفسیر رفع آسانی سے کرتے ہیں، اور اس تفسیر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنی قوم کے درمیان رہنے اور پھر ان کے اٹھائے جانے کی دو حالتوں کے درمیان تقابل، بالکل واضح ہے، یعنی جب تک نہیں اٹھائے گئے، اس وقت تک قوم کے درمیان تھے، اور جب ان کو اٹھالیا گیا تو قوم کے درمیان نہیں رہے۔ لیکن مرزا قادیانی یہاں تونی کے معنی موت کے کرتا ہے، اور اسی کے ساتھ اس کا بھی قائل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی، وہ صلیب پر ”کَالْمَيِّتِ“ ہو گئے، تو تین دن تک ایک قبر نما حجرے یا حجرہ نما قبر میں ان کے زخموں کا علاج کیا گیا، اور پھر وہ بھاگ کر کشمیر چلے آئے، یہاں 70، 80 سال زندہ رہے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا، گویا مرزا قادیانی کے بقول عیسیٰ علیہ السلام کی تین حالتیں تھیں، ایک قوم کے درمیان قیام بذریعہ رہنے کی، دوسری کشمیر کی طرف ہجرت کر کے ایک عرصہ تک زندہ رہنے کی اور تیسری موت کی۔ مرزا کی اس تقریر کے مطابق ان دونوں حالتوں میں جو قرآن کریم میں ذکر کی گئی ہیں، کوئی تقابل نہیں رہتا، مرزا قادیانی کے عقیدے کے مطابق تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ فرمانا چاہیے تھا کہ میں جب تک ان کے درمیان موجود رہا ان پر گواہ رہا، پھر میں نے کشمیر کی طرف ہجرت کی تو آپ ان کے نگہبان تھے، الغرض ”فَلَمَّا تَوَلَّيْتِ“ کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے اپنی تحویل میں لے کر آسمان پر اٹھالیا تو آپ ہی نگہبان تھے، کوئی سی تفسیر اٹھا کر دیکھ لیجیے، یہی تفسیر ملے گی، اس لیے مرزا قادیانی نے آیت کا جو مفہوم بیان کیا ہے، وہ خود اس آیت کی رو سے غلط ٹھہرتا ہے۔

ایک نکتہ اور بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے۔ وہ یہ کہ جب کسی نبی کو اپنی قوم کے درمیان سے ہجرت کر جانے کا حکم ہوتا ہے تو سنت اللہ یوں ہے کہ یا تو اس قوم کو تہس نہس کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام کی قوموں کے واقعات قرآن کریم میں ذکر کیے گئے ہیں، یا پھر اس نبی کو فاتحانہ شان سے قوم میں واپس لایا جاتا ہے اور قوم اس کی مطیع ہو جاتی ہے جیسا کہ ہمارے آقا پیارے رسول کریم حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہوا کہ آپ ﷺ جس شہر سے ہجرت فرما کر گئے تھے، سات سال بعد اس میں

فاتح کی حیثیت سے واپس تشریف لائے اور پوری قوم آپ ﷺ کی مطیع ہو گئی۔ اہل اسلام کے نزدیک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان پر تشریف آوری، ان کی ہجرت تھی، مگر ان کے تشریف لے جانے کے بعد ان کی قوم (یہود) کو عاد و ثمود کی طرح ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ ان کا معاملہ قرب قیامت تک ملتوی رکھا گیا، قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال کو قتل کرنے کے لیے، جو اس وقت یہود کا سربراہ ہوگا، واپس تشریف لائیں گے، جو لوگ آپ پر ایمان لائیں گے، وہ باقی رہ جائیں گے، باقی سب کا صفایا کر دیا جائے گا، جیسا کہ احادیث مبارکہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے، وہیں فوت ہو گئے، ان کے جانے کے بعد نہ قوم کو ہلاک کیا گیا اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واپس لایا گیا، مرزا قادیانی کا یہ قول سنت اللہ کے قطعاً خلاف ہے، اگر عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت آسمان کی طرف نہیں بلکہ کشمیر کی طرف ہوئی تھی تو وہاں ان کی گناہی میں موت واقع نہ ہوتی، بلکہ ان کو فاتحانہ شان سے دوبارہ ان کی قوم میں واپس لایا جاتا۔

مرزا قادیانی کو قرآن سے اپنی مطلب براری کے سوا کوئی تعلق نہیں تھا، اس لیے اس نے جیسا موقع دیکھا، قرآن کریم کی آیات کا مطلب گھڑ لیا، زیر بحث آیات کا یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اپنی قوم کے بگاڑ سے لاعلمی کا اظہار فرمائیں گے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس بگڑی ہوئی قوم سے اپنی برأت فرمائیں گے کہ میں جب تک ان کے درمیان قیام پذیر رہا، ان کی پوری پوری نگرانی کرتا رہا کہ کسی غلط عقیدہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، پھر جب آپ نے مجھے اٹھایا تو میری ذمہ داری ختم ہو گئی، اس کے بعد اگر انہوں نے گمراہی اختیار کی ہے تو میں ان سے بری الذمہ ہوں۔

(2) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قرب قیامت دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو کیا وہ نبی ہوں گے یا امتی؟ اگر نبی ہوں گے تو یہ بات ختم نبوت کے خلاف ہے اور اگر نبی نہ ہوں گے تو کیا وہ نبوت کے منصب سے معزول ہو جائیں گے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت امتی تشریف لائیں

گے اور شریعت محمدیہ ﷺ پر عمل کریں گے۔ ان کا نزول بحیثیت نبی نہیں ہوگا۔ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی نہیں ہے کیونکہ وہ تشریف لانے کے بعد نبی اللہ تو ہوں گے مگر اپنی پرانی شریعت پر عمل نہیں کروائیں گے۔ بلکہ شریعت محمدیہ ﷺ کے علمبردار ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں تشریف لانا بلا تشبیہ اسی نوعیت کا ہوگا، جیسے ایک صدر مملکت کے دور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے۔ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک صدر کے دور میں کسی سابق صدر کے محض آجانے سے آئین نہیں ٹوٹتا۔ البتہ دو صورتوں میں آئین کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ ایک یہ کہ سابق صدر آ کر پھر سے فرائض صدارت سنبھالنے کی کوشش کرے۔ دوسرے یہ کوئی شخص اس کی سابق صدارت کا بھی انکار کر دے کیونکہ یہ ان تمام کاموں کے لیے جواز کو چیلنج کرنے کا ہم معنی ہوگا، جو اس دور صدارت میں انجام پائے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو بجائے خود سابق صدر کی آمد آئینی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی۔ یہی معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا بھی ہے کہ ان کے محض آجانے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔ البتہ اگر وہ آ کر پھر نبوت کا منصب سنبھالیں اور فرائض نبوت انجام دینے شروع کر دیں، یا کوئی شخص ان کی سابق نبوت کا بھی انکار کر دے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے آئین نبوت کے خلاف ورزی لازم آئے گی۔ احادیث نے پوری وضاحت کے ساتھ دونوں صورتوں کا سدباب کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ تصریح کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے اور دوسری طرف وہ خبر دیتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کی یہ آمد ثانی منصب نبوت کے فرائض انجام دینے کے لیے نہ ہوگی۔ اسی طرح ان کی آمد سے مسلمانوں کے اندر کفر و ایمان کا بھی کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوگا۔ ان کی سابقہ نبوت پر تو آج بھی اگر کوئی ایمان نہ لائے تو کافر ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ خود ان کی اس نبوت پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کی ساری امت ابتداء سے ان کی مومن ہے۔ یہی حیثیت اس وقت بھی ہوگی۔ مسلمان کسی تازہ نبوت پر ایمان نہ لائیں گے، بلکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی سابقہ نبوت پر ایمان رکھیں گے، جس طرح آج رکھتے ہیں۔ یہ چیز نہ آج ختم نبوت کے خلاف ہے نہ اس وقت ہوگی۔



(3) قادیانی کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو شریعت محمد ﷺ کس سے پڑھیں گے؟ کیا ان کو وحی ہوگی؟ اگر وحی ہوگی تو کیا وحی بند نہیں ہو چکی؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نبی دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوتی ہے۔ وہ مرزا قادیانی کی طرح انسانوں سے تعلیم حاصل نہیں کرتے۔ اس سے بڑھ کر نبوت کی اور کیا توہین ہو سکتی ہے کہ مرزا قادیانی سبق یاد نہ کرنے پر اپنے استادوں کے سامنے کان پکڑ کر مرغا بنتا رہا۔ یہ سوال کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان پر وحی نبوت نہ ہوگی، کیونکہ وحی نبوت بالکل بند ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ان کو تعلیم فرمائیں گے۔ علم لدنی سے نوازیں گے۔ اور الہام، کشف اور مبشرات سے ان کی راہنمائی فرمائیں گے۔

اس طرح قیامت کے روز اللہ تعالیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے احسانات جلتاے ہوئے فرمائیں گے۔

□ واذعلمتک الكتاب والحکمة والتوراة والانجیل. (المائدہ: 110)  
اور اے عیسیٰ یاد کرو جبکہ میں نے تجھے الكتاب (قرآن) حکمت، تورات اور انجیل کی خود تعلیم دی تھی۔

مرزا قادیانی قرآن کریم کی ان تصریحات کا انکار کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان تراشی کرتا ہے کہ انھوں نے تورات ایک یہودی استاد سے پڑھی تھی۔

□ ”ہمارے نبی ﷺ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام تورات پڑھی تھی۔“

(ایام اصلاح صفحہ 147 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394 از مرزا قادیانی)  
قادیانی بتائیں کہ کیا یہ کھلا جھوٹ نہیں؟ کیا اس سے اللہ تعالیٰ پر وعدہ خلافی کا الزام نہیں آتا؟ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بقول مرزا قادیانی، تورات ایک یہودی استاد

سے پڑھی ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے احسانات ذکر کرتے ہوئے یہ کیسے فرمائیں گے کہ تورات کی تعلیم بھی میں نے تجھے دی تھی۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ سے یہ عرض نہیں کریں گے کہ اے اللہ! تورات آپ نے کب مجھے پڑھائی تھی میں نے تو ایک یہودی استاد سے پڑھی تھی! حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا کسی کتب میں بیٹھنا ثابت نہیں۔ یہ دونوں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں پر بہتان اور جھوٹ ہے۔

خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ "ان المسيح ينزل من السماء بجميع علومه."

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 409 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 409 از مرزا قادیانی)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کامل علوم کے ساتھ نازل ہوں گے۔

(4) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دمشق کی مرکزی جامع مسجد کے مشرقی سفید منارے کے قریب نازل ہوں گے تو ان کے لیے سیڑھی کا انتظام کیا جائے گا تاکہ وہ زمین پر اتر آئیں، کیا وہ خود زمین پر نہیں اتر سکتے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ قدرت کے خلاف نہیں۔ لیکن حکمت یہ ہے کہ انھیں منارے تک فرشتوں کے ذریعے لایا جائے اور وہاں سے مسلمان انھیں سیڑھی کے ذریعے نیچے اتاریں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ سچا مسیح آسمان سے نازل ہوا ہے اور جھوٹا مسیح ماں کے پیٹ سے۔ ظاہر ہے مرزا قادیانی کی ماں کا پیٹ آسمان نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی میں کسی بھی قسم کی کوئی مماثلت یا مشابہت نہیں ہے۔

(5) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام دمشق میں نازل ہوں گے، پھر اسرائیل، فلسطین میں واقع بیت المقدس جائیں گے، وہاں دجال اور اس کی فوج کو قتل کرنے کے بعد مکہ مکرمہ (سعودی عرب)

تشریف لائیں گے تو ان کے پاس پاسپورٹ کہاں سے آئے گا، ان کے پاس کس ملک کی پشتمنی ہوگی، زر مبادلہ کہاں سے لائیں گے؟

قادیانیوں کا یہ سوال محض ایک دھوکہ ہے۔ حدیث شریف کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکم ہوں گے یعنی پوری دنیا کے مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے۔ ان کی تشریف آوری پر پوری دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ ہر طرف اسلام کا جھنڈا لہرائے گا۔ پوری دنیا ایک اسلامی ملک بن جائے گی۔ لہذا پاسپورٹ، ویزا اور زر مبادلہ کی بحث فضول اور کم علمی کا نتیجہ ہے۔

(6) قادیانی کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔“

قادیانیوں کا یہ استدلال کم فہمی کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی دلیل نہیں بلکہ حیات کی دلیل ہے۔ اس حدیث شریف کی رو سے اگر مسیح علیہ السلام فوت شدہ ہوتے، یا دنیا میں کہیں ان کی قبر ہوتی تو نصاریٰ انہیں سجدہ گاہ بناتے مگر پوری دنیا میں ایسا نہیں ہے۔ اگر قبر ہی نہیں ہے تو پھر سجدہ گاہ کہاں؟ لہذا اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

(7) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی عجلتہ اللہ تعالیٰ فرجه ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیات نہیں بلکہ ایک ہی شخصیت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم اور عیسیٰ ابن مریم اماماً مہدیاً۔

حدیث پاک کا وہ حصہ جو قادیانی پیش کرتے ہیں لا مہدی الا عیسیٰ ابن

مریم اور ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ سوائے عیسیٰ ابن مریم کے اور کوئی مہدی نہیں۔ یا یہ کہ ”عیسیٰ ابن مریم اماماً مہدیاً“ ان عبارتوں سے وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے نام ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ لفظ اماماً مہدیاً صفاتی طور پر آیا ہے۔ مثلاً ایک شخص کا نام ہے حکیم ضیاء الدین۔ حکیم، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اہل علم غور فرمائیں کیا یہ صفتیں ایک ہی وجود میں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً خدا، ضیاء، دین، ہرگز نہیں۔ یہ تو تھا عقلی جواب۔ اب حدیث کا جواب حدیث سے ملاحظہ کیجیے۔ قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ لفظ ”مہدی“ کا لفظ ”واو“ کے بغیر ہے۔ اس لیے مسیح ہی مہدی ہے۔ حدیث پاک میں ہے: **لعلیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدين المہدین**۔ پس تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین المہدین کی سنت لازمی ہے۔ اس حدیث پاک میں خلفائے راشدین کے لفظ کے ساتھ ہی بغیر واو کے لفظ مہدی نہیں بلکہ مہدین لکھا ہوا ہے۔ اب پوچھا جاسکتا ہے کہ کیا خلفائے راشدین اور امام مہدی ایک ہی وجود کے سارے نام ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مہدی ہیں اور خلفائے راشدین بھی مہدی ہیں۔ حدیث پاک میں ہے: **لن تہلک امة انا فی اولہا و عیسیٰ ابن مریم فی آخرہا والمہدی فی اوسطہا**۔ ہرگز نہ ہلاک ہوگی ایسی امت جس کے ابتدا میں، میں ہوں اور اس کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم اور مہدی اس کے مابین۔ (کنز العمال ج 7 ص 187)

اس حدیث پاک میں دونوں کا ذکر علیحدہ علیحدہ آیا ہے۔ اس طرح جتنی بھی احادیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے امام مہدی کا ذکر فرمایا ہے، اس سے مراد محمد بن عبد اللہ ہے اور مسیح سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم ہے۔ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک تمام صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، محدثین، مفسرین اور جدید علمائے کرام ان کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے آئے ہیں اور تمام حدیث کی کتابوں میں محدثین نے ان کے علیحدہ علیحدہ باب لکھے ہیں۔ مثلاً ایک باب ظہور امام مہدی اور ایک باب نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ اگر حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی وجود کے دو نام ہوتے تو پھر ان دونوں کا علیحدہ علیحدہ باب باندھنے کا کیا مقصد تھا؟

”لامہدی الاعیسیٰ“ ابن ماجہ کی روایت ہے جو سند کے اعتبار سے بالکل ساقط

اور غیر معتبر ہے۔ یہ حدیث ان بے شمار احادیث صحیحہ اور متواترہ کے خلاف ہے، جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی کا دو الگ الگ شخصیات ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔

علاوہ ازیں خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے ”اس لیے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔“ (تحفہ گلزار: صفحہ 47، مندرجہ روحانی خزائن: جلد 17، صفحہ 167) لفظ ”تینوں“ سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں اور سابقہ حدیث بذات خود اس بات کا علیحدہ ثبوت ہے کہ یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی غور سے پڑھنے کے بعد تاریخی کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا یہ ایک ہستی کے ہی دو نام ہیں یا علیحدہ علیحدہ دو ہستیاں ہیں۔ جبکہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان کی جائے پیدائش، حسب و نسب، اپنے ناموں اور والدین کے ناموں کا فرق، مقام ظہور، چہروں کی رنگت، جسمانی قد و قامت کا فرق، بالوں کا فرق، عمر میں مختلف زندگی کے کارنامے، تبلیغ اور جہاد کا فرق، زمانہ حکومت اور مقام وفات کے بالکل علیحدہ علیحدہ حالات موجود ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ایسے بین ثبوت اور اظہر من الشمس نظائر کی موجودگی میں قادیانی ان ناقابل تردید حقائق پر پردہ ڈالنے کی خاطر غلط تاویلیں کر کے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔

(8) قادیانی کہتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم“ (بخاری) اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم اتریں گے اور وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ اس حدیث میں امامکم منکم سے مراد وہ (امام) عیسیٰ علیہ السلام ہے جو مسلمانوں میں سے ایک ہوگا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔“

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس حدیث مبارکہ میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بنزی فیکم اور سیدنا حضرت علیہ السلام کے لیے و امامکم منکم کے الفاظ

مذکور ہیں۔ فیکم اور امامکم کی صراحت سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔ حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ایک دوسرے امام کا ذکر ہے جو بالاتفاق تمام مفسرین، محدثین و مجددین، حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث ملاحظہ کیجیے۔

□ فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرہم: تعال صل لنا فیقول: لا ان

بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ هذه الامة. (مسلم جلد 1 صفحہ 87)

”پس عیسیٰ ابن مریم اتریں گے مسلمانوں کا امیر کہے گا، آئیے! نماز پڑھائیے۔ وہ فرمائیں گے نہیں۔ تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں، اس تعظیم کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔“

□ و امامہم رجل صالح فیینما امامہم فلتقدم یصلی بہم الصبح اذ نزل

علیہم عیسیٰ ابن مریم الصبح فرجع ذالک الامام ینکص یمشی

القہقری لیتقدم عیسیٰ ابن مریم یصلی بالناس فیضع عیسیٰ یدہ بین

کفہ ثم یقول لہ: تقدم فصل فانہا لک اقیمت فیصلی بہم امامہم.

(ابن ماجہ صفحہ 308)

”مسلمانوں کا امام ایک مرد صالح (مہدی علیہ السلام) ہوگا۔ پس جس وقت وہ امام

انہیں نماز فجر پڑھانے کے لیے آگے بڑھے گا، اچانک حضرت عیسیٰ ابن مریم اس

وقت (آسمان سے) اتریں گے، پس وہ امام آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹے گا تاکہ

حضرت عیسیٰ کو آگے بڑھائے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ اپنا ہاتھ اس

(حضرت مہدی علیہ السلام) کے کندھے پر رکھیں گے اور کہیں گے، آپ آگے بڑھیے

اور نماز پڑھائیے کیونکہ آپ ہی کے لیے اقامت کہی گئی ہے۔ چنانچہ ان کا امام

(حضرت مہدی علیہ السلام) انہیں نماز پڑھائے گا۔“

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ نزول کے وقت امامت، حضرت امام مہدی علیہ السلام

ہی کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت کی نماز، امام مہدی ہی کی اقتدا میں ادا کریں

گے۔ ان احادیث سے یہ بات بھی صاف طور پر معلوم ہوگئی کہ نزول مسیح کے وقت امام مہدی پہلے

موجود ہوں گے۔ لہذا ”امامکم منکم“ کا ترجمہ..... ”وہ ابن مریم تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔“ صحیح نہیں بلکہ ترجمہ یوں ہونا چاہیے..... ”تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔“ یعنی وہ امام پہلے سے موجود ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امام کے مقتدی ہوں گے۔

(9) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت امام مہدی علیہ السلام سے افضل و برتر ہوں گے، پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امامت کے فرائض امام مہدی کیوں ادا کریں گے اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہی کو آگے بڑھانے پر کیوں اصرار کریں گے یعنی افضل طریقہ چھوڑ کر غیر افضل طریقہ کیوں اختیار کریں گے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس سوال کا جواب بھی شارحین حدیث نے دیا ہے۔ چنانچہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت کے لیے آگے بڑھیں گے تو یہ شبہ پیدا ہونے لگے گا کہ یہ نہیں حضرت عیسیٰ کا آگے بڑھنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے ہے یا مستقل شارع کی حیثیت سے؟ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی شبہ کو دور کرنے کے لیے امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے مقتدی بن کر نماز پڑھیں گے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ان کا نزول بحیثیت شارع کے نہیں، بلکہ بحیثیت شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قبیح کے ہے، یہاں تک کہ نبی ہونے کے باوجود انہوں نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرد کے پیچھے نماز پڑھ لی۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان لانہی بعدی (میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا) کی عملی تصدیق ہو گئی۔ (فتح الباری جلد 6 صفحہ 493)

لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنی تشریف آوری کے وقت صرف ایک نماز حضرت امام مہدی کی اقتدا میں پڑھ لیں گے تو اس سے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال و دوام ثابت ہو جائے گا۔ پھر بعد میں مستقلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تمام نمازوں کی امامت کریں گے۔

(10) قادیانی مزید اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس اعتبار سے تو خاتم النبیین حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوئے کیونکہ ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا جبکہ حضور ﷺ، خاتم النبیین نہ ہوئے کیونکہ ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔

قادیانیوں کے اس اعتراض کا جواب پہلے بھی دیا جا چکا ہے، اب دوبارہ مختصراً عرض کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کا نزول، حضرت عیسیٰ کی بعثت نہ ہوگی کیونکہ حضرت عیسیٰ تو حضور ﷺ سے کئی سو سال پہلے مبعوث ہو چکے تھے۔ عقیدہ ختم نبوت کا دار و مدار بھی بعثت پر ہی ہے۔ جب بعثت نہ ہوئی تو حضرت عیسیٰ کا نزول، ختم نبوت کے منافی نہ ہوا۔ اس طرح خاتم النبیین حضور ﷺ ہی رہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

قادیانیوں سے درخواست ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کو دوبارہ ملاحظہ کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں کا اس وقت (خوشی سے) کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰ ابن مریم (آسمان سے) اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔“ اس خوشی کی ایک ہی شکل ہو سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امت محمدیہ ﷺ کا یہ اعزاز کہ امامت، امت کا ہی کوئی فرد کرے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ، وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے اور حضرت مہدی علیہ السلام، امت محمدیہ ﷺ کے ایک فرد ہوں گے جو نزول مسیح علیہ السلام کے وقت موجود ہوں گے۔ لہذا دونوں ایک شخصیت نہیں، دو مختلف شخصیتیں ہیں۔

(11) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اگر موجود ہیں تو وہاں کیا کھاتے پیتے ہوں گے اور رفع حاجت کہاں کرتے ہوں گے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ خوراک کا استعمال انسان کی زندگی کے لیے دائمی شرط ہے اور نہ صلیب اور سبب ہے بلکہ یہ ایک عادت و عرفیہ ہے کہ انسان عموماً تین وقت



کھانا کھاتا ہے، بعض لوگ دو وقت اور بعض صرف ایک وقت کھانا کھاتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ ایک وقت میں اتنی خوراک کھا کر ہضم کر لیتے ہیں جتنی کہ عام طور پر چار پانچ آدمیوں کی خوراک ہوتی ہے اور اس کے برعکس بعض لوگ بہت معمولی خوراک کھا کر بھی زندہ رہتے ہیں، اسی طرح بعض مریضوں کو خون کی نالیوں کے ذریعے مصنوعی طریقے سے غذائی اجزا پانی میں شامل کر کے استعمال کرائے جاتے ہیں اور ان کا کھانا پینا بالکل بند کر دیا جاتا ہے، اور اسی حالت میں وہ مریض کئی کئی سال تک زندہ رہتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ انسان کی زندگی کے لیے کھانا، شرط دائمی نہیں بلکہ عادت عرفیہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو خرق عادت پر بھی قادر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کئی خرق عادت امور انبیاء و اولیا کے ہاتھوں ظاہر فرماتا ہے۔ مثلاً: پتھر کی سنگلاخ چٹان میں سے گابھن اُونٹنی کا نکالنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کو ٹھنڈا کرنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا کا سانپ بن جانا وغیرہ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو کھانے پینے اور رفع حاجت کے بغیر تین سو (300) سال تک سلائے رکھا۔ یوں اصحاب کہف تین صدیوں سے بھی زیادہ عرصہ کھانے کے بغیر مرے نہیں بلکہ زندہ ہی رہے۔ اسی طرح خرق عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو جو موت کے ڈر سے جہاد سے منہ پھیر کر گھروں سے بھاگ نکلی تھی، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے مار دیا اور پھر زندہ کر دیا۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم تر الى الذين خرجوا من ديارهم وهم الوف حذر الموت فقال لهم  
الله موتوا ثم احياهم..... (البقرہ: 243)

ترجمہ: ”کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے گھروں سے نکل گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا کہ مر جاؤ پھر ان کو زندہ کر دیا۔“  
اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام اور ان کے گدھے کو سو سال تک مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا۔ اسی سورہ میں ارشاد ہوتا ہے:

او كالذی مر علی قریة وہی خاویة علی عروشها. قال انی یحیی هذه  
الله بعد موتها. فاماته الله مائة عام لم بعثه قال کم لبثت. قال لبثت یوما او بعض  
یوم. قال بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامک و شرابک لم یتسنه. وانظر الی  
حمامک. ولنجعلک ایه للناس. وانظر الی العظام کیف ننشزها ثم نکسوها

لحمًا. فلما تبين له. قال اعلم ان الله على كل شيء قدير (البقرة: 259)  
 ترجمہ: ”یا اس شخص کی مانند جو ایسی بستی کے پاس سے گزرا جس کی چھتیں گر چکی  
 تھیں (تباہ و برباد اور ویران ہو چکی تھیں) کہنے لگا اللہ تعالیٰ کیسے اس کی (بستی والوں کی)  
 موت کے بعد زندہ کرے گا؟ پس اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال تک موت دے دی پھر اسے  
 زندہ کیا۔ پوچھا تو کتنی دیر (مرا) رہا؟ کہنے لگا، ایک دن یا اس کا کچھ حصہ۔ فرمایا ”بلکہ تو سو  
 برس (مرا) رہا۔ پس دیکھ اپنے کھانے اور پانی کی طرف کہ خراب نہیں ہوئے اور اپنے گدھے  
 کی طرف دیکھ اور تجھے ہم لوگوں کے لیے نشانی بناتے ہیں اور دیکھ (گدھے کی) ہڈیوں کی  
 طرف، کس طرح ہم انھیں جوڑتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پس جب اس پر  
 (موت کے بعد زندہ ہونا) واضح ہو گیا تو پکار اٹھا کہ میں نے جان لیا بے شک اللہ تعالیٰ ہر  
 شے پر قادر ہے۔“

اسی طرح خرق عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ  
 کے پیدا فرمایا تھا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انھیں خرق عادت کے طور پر اپنی قدرت کاملہ سے  
 زندہ مع روح و جسد کے آسمان پر اٹھا لیا، اور پھر وہاں انھیں کسی قسم کی خوراک کے بغیر بھی زندہ  
 رکھنا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام کی غذا کا انتظام فرمایا ہے۔ مرزا قادیانی نے ”ازلہ اوہام“ صفحہ 232 مندرجہ  
 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 332 میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کھانے اور رفع  
 حاجت کا گستاخانہ ذکر کیا ہے، اس مانہجار کو اتنا بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ اہل سما کی غذا کیا ہوتی  
 ہے؟ سیدہ اسماء بنت یزید بن اسکن انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے  
 فرمایا کہ جب دجال آئے گا تو سخت قحط پڑے گا اور دجال اور اس کے قبعین کے سوا کسی کے  
 پاس سے روٹی نہ مل سکے گی۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی معصوم زبان مبارک سے یہ بات سن کر  
 حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ ہم لوگوں کو تو جب تک روٹی نہ ملے، صبر نہیں کر سکتے، تو  
 اس وقت کے مومن بغیر روٹی کے کس طرح زندہ رہیں گے؟ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے  
 ارشاد فرمایا۔ یجزئہم ما یجزئ اهل السماء من التسیح و التقدیس (مشکوٰۃ 477)  
 یعنی تسیح و تقدیس جو اہل سما کی غذا ہے، وہی مومنوں کو کافی ہوگی۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے  
 فرمایا کہ اس دن (یعنی اُن دنوں میں) مومنین کے لیے صرف وہی غذا کافی رہے گی جو ملائکہ کو

کافی ہوتی ہے۔ اس پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ فرشتے کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں بلکہ وہ تو محض اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بات پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بس ان دنوں مومنین کی غذا بھی صرف وہی تسبیح ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل سما کی غذا اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس ہے، جس کے لیے دنیوی کھانے کی ضرورت ہے اور نہ رفع حاجت کی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے گستاخانہ انداز میں لکھا ہے۔

صرف تسبیح و تقدیس یعنی غذائے سماوی سے انسان کا زعمہ رہنا خرق عادت ہے۔ جس کا اظہار انبیائے کرام علیہم السلام سے ہو تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے اور اگر اولیاء اللہ سے ظاہر ہو تو اسے کرامت، اور عام مومنین سے ظاہر ہو تو اسے معونت کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی خرق عادت کام اگر کسی کافر سے ظاہر ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں، اس لیے ان کا آسمان پر بغیر کھائے پے زعمہ رہنا معجزہ کہلائے گا۔

خود مرزا قادیانی نے اولیاء اللہ کے لیے روحانی غذا کا اقرار کیا ہے:

□ ”اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔“

(براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ 58 ضمیمہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 216 از مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر وہی کچھ کھاتے پیتے ہیں جو جنت الفردوس میں حضرت آدم علیہ السلام کھاتے تھے اور اب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں۔

قادیانی بتائیں کہ جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے تو کیا کھاتے پیتے تھے اور کہاں بول و براز کرتے تھے؟ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا جب تک جنت میں رہے تو وہ کہاں بول و براز کرتے تھے؟ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں 3 دن تک رہے، وہ کہاں بول و براز کرتے رہے؟ اصحاب کھف غار میں 300 سال تک سوئے رہے تو وہ کیا کھاتے پیتے اور کہاں بول و براز کرتے رہے؟ اللہ قادیانیوں کو عقل سلیم اور ہدایت نصیب کرے کہ انہیں انبیائے کرام کے بارے میں سوال کرنے کا بھی سلیقہ نہیں۔

(12) قادیانی سوال کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مارے موت کا لفظ استعمال نہیں کیا تو کیا وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کیا ان پر کل نفس ذائقہ الموت کا اطلاق نہیں ہوتا؟

قادیانیوں کا یہ اعتراض لاعلمی پر مبنی ہے۔ اہل اسلام میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کُلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (آل عمران: 185، الانبیاء: 35) کے اہل قانون الہی سے مستثنیٰ نہیں سمجھتا اور انہیں اس قانون الہی سے مستثنیٰ سمجھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اس آیت کا اطلاق تو ہر قادیانی پر بھی ہوتا ہے، پھر وہ کیوں زندہ ہیں؟ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابھی موت کا ذائقہ نہیں چکھا۔ طویل العمر ہونے اور دوام حیات میں بہت بڑا فرق ہے، مثلاً کوئی تو شیر خوارگی کے دوران ہی مر جاتا ہے، بعض لوگ جوانی میں اور بعض بوڑھے ہو کر مرتے ہیں جبکہ بڑھاپے کی کوئی حد مقرر نہیں۔ بعض سو سال سے پہلے ہی موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں اور بعض اس سے زیادہ عمر پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حد مقرر تو کی ہے مگر اس پر کسی کو کبھی مطلع نہیں فرمایا کہ تو اتنی مدت زندہ رہنے کے بعد مرے گا یا کوئی شخص اس ایک خاص مدت تک زندہ رہے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی طوالت عمری پر تو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شہادت دی ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے سامنے نو سو پچاس سال تک توحید باری تعالیٰ اور تردید شرک کی تبلیغ فرمائی۔ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا (العنكبوت: 14) اور اس بات میں بھی شک کی کوئی گنجائش معلوم نہیں ہوتی کہ وقتِ بعثت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر تیس چالیس سال تو ضرور ہوگی اور پھر طوفان کے بعد بھی کچھ مدت آپ علیہ السلام بقید حیات رہے ہوں گے۔ اس بات سے انکار کرنا سراسر نادانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کو طویل عمریں عطا فرمائی ہیں، تو پھر اگر اللہ تعالیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک لمبی مدت تک زندہ رکھے تو اس سے دوام حیات مراد لے کر کل نفس ذائقہ الموت کے غیر متبادل قانون الہی سے مستثنیٰ قرار دینا بھی سراسر نادانی ہے۔ احادیث مبارکہ میں صراحت کے ساتھ آیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، آسمان سے نازل ہونے کے بعد باقاعدہ حکومت کریں گے، وغیرہ وغیرہ، اور پھر دوسرے لوگوں کی طرح ان کو بھی موت کا مزہ چکھنا پڑے گا، پھر ان کا جنازہ پڑھا جائے گا اور انہیں مدینہ

منورہ میں حضور شافع محشر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس دفن کیا جائے گا۔

(13) قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت وما محمد الا رسول قد

خلت من قبله الرسل. الفائن مات او قتل انقلبتم علی

اعقابکم. (آل عمران: 144) کا ترجمہ ہے:

”یعنی محمد ﷺ صرف ایک نبی ہیں، ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ اب کیا اگر وہ بھی فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو ان کی نبوت میں کوئی نقص لازم آئے گا جس کی وجہ سے تم دین سے پھر جاؤ۔ اس آیت کا ما حاصل یہ ہے کہ اگر نبی کے لئے ہمیشہ زندہ رہنا ضروری ہے تو کوئی ایسا نبی پہلے نبیوں میں سے پیش کرو جو اب تک زندہ موجود ہے۔“ لہذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے تمام نبی جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں، فوت ہو گئے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ ترجمہ مرزا قادیانی کا ہے جو اس نے مذکورہ آیت کے تحت اپنی کتاب ”ازالہ اوہام“ (صفحہ 607 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 427) میں درج کیا ہے۔ قادیانی بتائیں کہ اس ترجمہ میں یہ الفاظ ”ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں“ قرآن مجید کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟ قادیانی حضرات لغت کی کسی کتاب سے دکھادیں کہ خلعت کا معنی موت ہے یا گذشتہ 14 صدیوں میں سے کسی ایک بھی مفسر کا ترجمہ قرآن دکھادیں کہ انہوں نے اس لفظ کا ترجمہ موت کیا ہو؟ اگر اس لفظ کا ترجمہ موت ہے تو پھر قادیانی اس آیت سنۃ اللہ الٰہی قد خلعت من قبل (الفتح: 23) کا کیا ترجمہ کریں گے؟ جبکہ اس کا ترجمہ بنتا ہے کہ ”وہ سنت الٰہی ہے جو تم سے پہلے فوت ہو چکی ہے۔“ اور اگر قادیانی یہ ترجمہ کریں گے تو اس آیت کے ساتھ ہی لائحہ آیت ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا اس ترجمہ کی سخت تکذیب کرتی ہے۔ لہذا اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ سنت الٰہی ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے۔ اس طرح مذکورہ آیت جو قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے سلسلہ میں پیش کی ہے، کا ترجمہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے بھی بہت رسول (رسالت کر کے) گزر گئے۔ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر دلیل ہے۔ ”خلا“ کے معنی موت نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر ”خلا“ کے

معنی موت ہی ہوں تو ان من امة الاخلاقیہا نذیر (فاطر: 24) کا مطلب کیا ہوگا؟ جبکہ اس کا معنی ہے کہ کوئی بھی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی نہ کوئی خبردار کرنے والا نہ گزرا ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: واذخلوا الی شیاطینہم (البقرہ: 14) تو پھر اس کا مطلب کیا ہوگا؟ جبکہ اس کا ترجمہ ہے کہ: ”جب ملتے ہیں علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے۔“ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: قال ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار (اعراف: 38) یعنی اللہ تعالیٰ ان کو حکم دے گا کہ جنوں اور انسانوں میں سے دوسری کافر امتیں جو تم سے پہلے ہو گزری ہیں، تم بھی ان ہی میں شامل ہو کر دوزخ میں داخل ہو جائے۔ اس آیت میں بھی بالکل اسی طرح قد خلت کا لفظ موجود ہے جس طرح آیت بالا میں آیا ہے۔ لیکن اس کے معنی موت نہیں ہیں اور نہ یہاں یہ معنی موزوں ہے، بلکہ اس مقام پر تو مرزا قادیانی کا بیٹا اور اس کا خلیفہ مرزا بشیر الدین بھی عاجز ہو کر اس کا معنی موت نہ کر سکا کیونکہ اسے اس کا معنی موت کرتے ہوئے موت پڑتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ”جاؤ جا کر آگ میں ان امتوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے گزر چکی ہیں۔“ (تفسیر صغیر از مرزا بشیر الدین صفحہ 194) اب مرزا بشیر الدین کا یہ قول سراسر غلط ہو گیا جس میں وہ لکھتا ہے کہ خلا کے معنی وفات پانے کے ہیں۔ یہ آیت وفات مسیح پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ ”خلا“ کے حقیقی معنی (اصل موضوع) اگر خلو سے ہو تو گزرنے اور اگر خلا سے ہو تو خلوت میں ہونا اور اکیلے ہونا ہیں۔

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ تمام انبیاء و رسل فوت ہو گئے ہیں جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

□ ”یہ وہی موسیٰ علیہ السلام مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے، اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔“

(نور الحق صفحہ 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68، 69 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے:

□ ”اعیسیٰ حتی ومات المصطفیٰ؟ تلک اذا تسمت ضیضی! اعدلوا ہو اقرب للتقوی۔ واذ ثبت ان الانبیاء کلہم احیاء فی السموات، فای خصوصیة

ثابتة لحياة المسيح، أهو يأكل و يشرب وهم لا يأكلون ولا يشربون؟ بل حياة  
 كلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم. ألا تقرء فی القرآن ما قال اللہ تعالیٰ و  
 عزوجل: فلا تکن فی مریة من لقائه؟ وانت تعلم ان هذه الآیة نزلت فی موسى  
 فهی دلیل صریح علی حیات موسی علیہ السلام. لانه لقی رسول اللہ صلی اللہ  
 علیه وسلم والاموات لا یلاقون الاحیاء، ولا تجد مثل هذه الآیات فی شان  
 عیسیٰ علیہ السلام.

(حجامة البشری صفحہ 35 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 221 از مرزا قادیانی)

(ترجمہ) ”کیا عیسیٰ زندہ ہیں اور مصطفیٰ فوت ہو گئے یہ تو نامعقول تقسیم ہے۔“

انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام انبیاء آسمانوں میں  
 زندہ ہیں تو پھر حیات مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کیا وہ وہاں کھاتا پیتا ہے اور  
 دوسرے انبیاء کھاتے پیتے نہیں بلکہ حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کا زندہ ہونا قرآن کریم سے ثابت  
 ہے۔ کیا تو قرآن کریم میں نہیں پڑھتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا تکن فی مریہ من لقائه  
 (السجدة: 23) تو اس کی ملاقات کے بارے میں شک نہ کر اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت موسیٰؑ  
 کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ آپ کی حیات پر واضح دلیل ہے کیونکہ انہوں نے رسول  
 اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ اور مردے زندوں سے نہیں ملتے اور تو ایسی آیات حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام کے بارہ میں نہیں پائے گا۔“

(14) قادیانی کہتے ہیں کہ شروع شروع میں نبی کریم ﷺ بیت المقدس کی

طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی  
 آئی تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ لہذا مرزا صاحب  
 نے اگر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ تبدیل کر لیا تو کیا حرج ہے؟

قادیانی جاہلوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس سلسلہ میں بیت المقدس کی مثال پیش کرنا

بالکل غلط ہے۔ بیت المقدس کو قبلہ بنانا حسب ہدایت آیت لہدہم اقتدہ (الانعام: ۹۸)

انبیائے سابقین کی سنت پر عمل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ عقائد

ہے اور عقائد میں تفسیح و تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے جن میں تبدیلی و تفسیح ہو سکتی ہے، مثلاً پہلے پینمبروں پر نمازیں فرض ہوئی تھیں تو اس کا طریقہ کیا تھا؟ روزے کی فرضیت آئی تو اس کا کیا طریقہ تھا؟ شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام میں کیا طریقہ ہے؟ یہ اور مسئلہ ہے مگر جہاں تک عقائد کا تعلق ہے، اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہ نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ کوئی اور ہو، عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں عقیدہ اور ہو اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کا عقیدہ اور ہو۔ یہ غلط ہے، ایسا ہرگز نہیں۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو نمازیں حضور نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں، وہ سب کی سب بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں اور بعد میں کسی نے ان نمازوں کو نہیں لوٹایا۔ لہذا قادیانیوں کو مغالطہ آرائی سے اجتناب کر کے ”براہین احمدیہ“ والا صحیح عقیدہ اختیار کر لینا چاہیے۔

(15) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ کیا کام کریں گے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول کے بعد وہی کام کریں گے جو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ میں لکھا ہے:

□ ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله. یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے، اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 449 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا قادیانی)

□ ”عسى ربكم ان يرحم عليكم و ان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للكافرين حصيراً. خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے، اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے



اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفیق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے، اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔“

(براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 505، 506 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601، 602 از مرزا قادیانی)

(16) قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں میں قیامت تک دشمنی رہے گی تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد وہ سب کیسے ایمان لے آئیں گے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایمان اور عداوت دونوں آپس میں جمع ہو سکتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ قادیانی اور لاہوری مرزائی دونوں ”احمدی“ کہلاتے ہیں۔ دونوں مرزا قادیانی پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن دونوں میں زبردست منافرت اور عداوت ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں قادیانیوں کی کتاب ”مباحثہ راولپنڈی“ کا مطالعہ نہایت چشم کشا رہے گا۔

(17) قادیانی کہتے ہیں کہ آج تک آسمان پر کوئی شخص نہیں گیا اور نہ ہی تاریخ انسانی میں اس کی کوئی مثال موجود ہے۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء یعنی آسمان پر جانا ناممکن ہے کیونکہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے۔

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے:

1- معراج کے موقع پر جس طرح نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جسد اطہر کے ساتھ حالت بیداری میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے عرش معلیٰ میں جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا حق ہے اور اس کا منکر کافر ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زعمہ آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نازل ہونا بھی بلاشبہ حق اور ثابت ہے اور اس کا منکر بھی کافر ہے۔

2- جس طرح آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف ہبوط ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف نزول بھی ممکن ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم۔ (آل عمران: 59)

3- حضرت جعفر بن ابی طالب کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح اور قوی حدیثوں سے ثابت ہے۔ اسی وجہ سے ان کو جعفر طیار کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام طبرانی نے باسناد حسن عبد اللہ ابن جعفر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار یہ ارشاد فرمایا کہ اے جعفر کے بیٹے عبد اللہ! تمہ کو مبارک ہو! تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے (اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جعفر جبرائیل و میکائیل کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ ان ہاتھوں کے عوض جو غزوہ موتہ میں کٹ گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دو بازو عطا فرمادئے ہیں اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس بارے میں ایک شعر ہے۔

وجعفر الذی یضحی و یمسی

یطیر مع الملائکة ابن امتی

وہ جعفر کہ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے وہ میری ہی والدہ کا بیٹا ہے۔

4- عامر بن فہرہ کا غزوہ یمامہ میں شہید ہونا، اور پھر ان کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا روایات میں مذکور ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی نے اصابہ جلد 2 صفحہ 256 میں اور حافظ ابن عبد البر نے استیعاب جلد 2 صفحہ 345 میں اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب صفحہ 78 جلد 2 میں ذکر کیا ہے۔ جبار بن سلیمی جو عامر بن فہرہ کے قاتل تھے، وہ اسی واقعہ کو دیکھ کر ضحاک بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور یہ کہا۔ دعانی الی الاسلام ما رايت من مقتل عامر بن فہرہ ومن رفعہ الی السماء۔ عامر بن فہرہ حضرت عائشہ

کی والدہ کی طرف سے بھائی طفیل بن صحرا کے غلام تھے۔ ہجرت کی شب یہی عامر ابن فہیرہ حضور سرور کا ناس ﷺ کو غار ثور پر بکریاں چراتے چراتے لے جا کر دودھ دیا کرتے تھے۔ عامر ابن فہیرہ بیر معونہ کے واقعہ میں قتل ہوئے۔ بخاری شریف میں ہشام ابن عروہ سے روایت ہے کہ فقال لقد رآته بعد ما قتل رفع الى السماء حتى انى لانظر الى السمايينه و بين الارض لم وضع فانى نبى ﷺ خبرهم. (بخاری جلد 8 صفحہ 587 باب غزوة الرحج و بیر معونہ)

ضحاک نے یہ تمام واقعہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں لکھ کر بھیجا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ فان الملائكة وارت جشته و انزل في عليين. فرشتوں نے اس کے جسہ کو چھپا لیا اور وہ علیین میں اتارے گئے۔

5- واقعہ رجیع میں جب قریش نے خیب بن عدی کو سولی پر لٹکایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو خیب کی نعش اتار لانے کے لیے روانہ فرمایا۔ عمرو بن امیہ وہاں پہنچے اور خیب کی نعش کو اتارا۔ دفعۃً ایک دھماکا سنائی دیا۔ پیچھے پھر کر دیکھا اتنی دیر میں نعش غائب ہو گئی۔ عمرو بن امیہ فرماتے ہیں گویا زمین نے ان کو نگل لیا۔ اب تک اس کا کوئی نشان نہیں ملا۔ اس روایت کو امام ابن ضہب نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

(زرقاتی شرح مواہب صفحہ 73 جلد 2)

شیخ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ خیب کو زمین نے نگلا، اسی وجہ سے ان کا لقب بلع الارض ہو گیا اور ابو نعیم اصفہانی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ عامر بن فہیرہ کی طرح خیب کو بھی فرشتے آسمان پر اٹھالے گئے۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے عامر بن فہیرہ اور خیب بن عدی اور علاء بن حضرمی کو آسمان پر اٹھایا۔

6- وما يقوى قصة الرفع الى السماء ما اخرجہ النسائي والبيهقي والطبراني وغيرهم من حديث جابر بن طلحة اصيبت انا مله يوم احد فقال حس، فقال رسول الله ﷺ لوقلت بسم الله لرفعتك الملائكة والناس ينظرون اليك حتى تلج بك في جبر السماء. (شرح المصنف صفحہ 258 نسائی جلد 6 صفحہ 110 حدیث 3140) شیخ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ اور خیب کے

واقعہ رخ الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد میں حضرت طلحہ کی انگلیاں زخمی ہو گئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے حس کا لفظ نکلا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تو بجائے حس کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھتے اور فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے یہاں تک کہ تجھ کو آسمان میں لے کر گھس جاتے۔

7- علما انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اولیا کی کرامت، انبیائے کرام کی وحی اور معجزات کی وراثت ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ذکر الموتی میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ جو پہاڑ میں رہتا تھا جب قحط ہوتا تو لوگ اس سے بارش کی دعا کراتے، وہ دعا کرتا، اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے بارانِ رحمت نازل فرماتا۔ اس عابد کا انتقال ہو گیا۔ لوگ اس کی تجھنر و عکفین میں مشغول تھے اچانک ایک تخت آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا، یہاں تک کہ اس عابد کے قریب آ کر رکھا گیا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس عابد کو اس تخت پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ تخت اوپر اٹھتا گیا، لوگ دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا۔“

8- اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے زمین پر اتر آنا مستدرک حاکم میں مفصل مذکور ہے۔ (مستدرک صفحہ 579 جلد 2)

9- حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے ماندہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے۔ اذ قال الحواریون یعیسیٰ ابن مریم هل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدة من السماء (المائدہ: 112)

قال عیسیٰ ابن مریم اللهم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تكون لنا عیدا لاولنا و اخرنا و اية منک و ارزقنا و انت خیر الرازقین ۵ قال الله انی منزلها علیکم. (مائدہ: 114-115)

10- سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لیے من و سلویٰ آسمانوں سے اترتا تھا۔ اس کا (ان تمام کروں سے) آنا قرآن سے ثابت ہے۔ پس کھانا انبیاء علیہم السلام کے اجساد سے زیادہ مادی جسم ہے۔ کھانے کی نسبت انبیاء علیہم السلام کا وجود زیادہ لطیف بلکہ اللطیف ہے۔ اگر

مادی جسم آسمانوں سے آنا محال نہیں تو ان سے لطیف بلکہ اللطف اجساد کا آنا کیوں کر محال ہے؟  
 11- حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:  
 واذکر فی الكتاب ادریس انه کان صلیقا نبیا و رفعنا مکانا علیا.

(المريم: 56، 57)

”اور (اس) کتاب (قرآن) میں ادریس کا ذکر فرمائیے۔ بے شک وہ (بھی) نہایت سچے نبی تھے اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا۔“  
 حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی زندگی میں جنت کی سیر کرنے کی آرزو کی تھی۔ اس آرزو کے نتیجے میں آپ کو ملائکہ کے ذریعے اوپر اٹھالیا گیا اور جنت کی سیر کرائی گئی۔ جنت کی سیر کرنے کے بعد ملائکہ نے عرض کیا کہ حضرت اب سیر ہو چکی ہے۔ واپس تشریف لے چلیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ مولا تیرا وعدہ ہے کہ جو جنت میں آ جاتا ہے، وہ واپس نہیں جاتا۔ مجھے اب یہیں رکھ۔ تیرے قرب کی بارگاہ سے واپس نہیں جانا چاہتا۔ اللہ پاک نے فرشتوں سے فرمایا کہ ہمارے ادریس کو یہیں چھوڑ دو، ہم اس کو واپس نہیں بھیجتے۔ چنانچہ آج تک آپ چوتھے آسمان پر زندہ و سلامت تشریف فرما ہیں۔ شب معراج کو آپ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات بھی ہوئی۔ لہذا ثابت ہوا کہ جسمانی طور پر کسی کو اٹھالینا قانون قدرت کے خلاف نہیں بلکہ امر ممکن ہے۔ جس کی وضاحت خود قرآن مجید نے کر دی ہے۔

ان واقعات کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ منکرین اور ملحدین خوب سمجھ لیں کہ حق جل شلتہ نے اپنے محبوبین اور مخلصین کی اس خاص طریقہ سے بارہا تائید فرمائی کہ ان کو صحیح و سالم فرشتوں کے ذریعہ آسمانوں پر اٹھوا لیا اور دشمن دیکھتے ہی رہ گئے تاکہ اس کی قدرت کا ملکہ کا ایک نشان اور کرشمہ ظاہر ہو اور اس کے نیک بندوں کی کرامت اور منکرین مجزات و کرامات کی رسوائی و ذلت آشکارا ہو اور اس قسم کے خوارق کا ظہور مومنین اور مصدقین کے لیے موجب طمانیت اور کمذبین کے لیے اتمام حجت کا کام دے۔

ان واقعات سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون قدرت کے خلاف ہے نہ سنت اللہ کے متصادم ہے بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ کا ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جائے تاکہ اس ملک مقتدر کی قدرت کا

کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کی اپنے خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان پر اٹھالیتا ہے۔ غرض یہ کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا قطعاً محال نہیں بلکہ ممکن اور واقع ہے۔ خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جو رو کرنے کی فکر میں تھے مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 283 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 283، از مرزا قادیانی)

(18) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے اور پھر زمین پر دوبارہ نزول میں کیا حکمت ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کی حکمت علمائے کرام نے یہ بیان کی ہے کہ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ قولہم انا قتلنا المسيح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ (النساء: 157) اور دجال جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ بھی قوم یہود سے ہوگا اور یہود اس کے قبیح اور پھرو ہوں گے۔ اس لیے حق تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے تاکہ خوب واضح ہو جائے کہ جس ذات کی نسبت یہود یہ کہتے تھے کہ ہم نے اس کو قتل کر دیا، وہ سب غلط ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے زندہ آسمان پر اٹھایا اور اتنے زمانہ تک ان کو زندہ رکھا اور پھر تمہارے قتل اور بربادی کے لیے اتارا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ تم جن کے قتل کے مدعی تھے، ان کو قتل نہیں کر سکے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قتل کے لیے نازل کیا اور یہ حکمت فتح الباری کے باب نزول عیسیٰ صفحہ 357 جلد 10 پر مذکور ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور ملک شام ہی میں نزول ہوگا تاکہ اس ملک کو فتح فرمائیں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ ہجرت کے چند سال بعد فتح مکہ کے لیے تشریف لائے، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے شام سے آسمان کی طرف ہجرت فرمائی اور وفات سے کچھ عرصہ پہلے شام کو فتح کرنے کے لیے آسمان سے نازل ہوں گے اور

یہود کا استیصال فرمائیں گے اور نازل ہونے کے بعد صلیب کا توڑنا بھی اسی طرف اشارہ ہوگا کہ یہود اور نصاریٰ کا یہ اعتقاد کہ مسیح بن مریم صلیب پر چڑھائے گئے، بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے۔ اس لیے نازل ہونے کے بعد صلیب کا نام و نشان بھی نہ چھوڑیں گے۔

اور بعض علمائے کرام نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر تم نبی کریم ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرورت مدد کرنا۔ لتومنن بہ ولنصرنہ (آل عمران: 81) اور انبیائے بنی اسرائیل کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوتا تھا۔ اس لیے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا تاکہ جس وقت دجال ظاہر ہو اس وقت آپ آسمان سے نازل ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی امت کی مدد کریں۔

کیونکہ جس وقت دجال ظاہر ہوگا وہ وقت امت محمدیہ ﷺ پر سخت مصیبت کا وقت ہوگا اور امت شدید امداد کی محتاج ہوگی۔ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت نازل ہوں گے تاکہ امت محمدیہ ﷺ کی نصرت و امانت کا جو وعدہ تمام انبیاء کر چکے ہیں وہ وعدہ اپنی طرف سے اصالۃ اور باقی انبیاء کی طرف سے وکالتہ ایفا کریں۔

اور بعض علمائے نے یہ حکمت بیان کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب انجیل میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ ﷺ کی امت کے اوصاف دیکھے تو حق تعالیٰ سے یہ دعا کی اور ان کو آخر زمانہ تک باقی رکھا اور قیامت کے قریب دین اسلام کے لیے ایک مجدد کی حیثیت سے تشریف لائیں گے تاکہ قیامت کے نزدیک ان کا حشر امت محمدیہ ﷺ کے زمرہ میں ہو۔

انجیل برناباس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں پیش گوئیاں ایک بار نہیں بلکہ بار بار دی تھیں۔ انجیل برناباس کا باب 17 کا ایک حوالہ ملاحظہ کیجیے:

”میرے بعد وہ ہستی تشریف لائے گی جو تمام نبیوں اور نفوس قدسیہ کے لیے آب و تاب ہے اور پہلے انبیاء نے جو باتیں کی ہیں، ان پر روشنی ڈالے گی کیونکہ وہ اللہ کا رسول ہے..... میں تو اس لائق بھی نہیں کہ اللہ کے اس رسول ﷺ کی جوتیوں کے تسمے جھک کر کھولوں۔ (سبحان اللہ!) اس کی تخلیق مجھ سے پہلے ہوئی اور تشریف میرے بعد لے آئے گا۔“

وہ سچائی کے الفاظ لائے گا اور اس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔“

(انجیل برنباس باب 17 فقرہ 22، 23، باب 42 فقرہ 13 تا 15)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کا امتی بننے کے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

”اے رب بخشش والے، اے رحمت میں غنی! تو اپنے خادم کو قیامت کے دن اپنے

رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔“ (انجیل برنباس باب: 212 فقرہ: 14)

(19) قادیانی حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وَأَوْصِنِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَاذُمْتُ خِيَا (مریم: 31) کی رو سے وہ نماز کیا پڑھتے ہوں گے، زکوٰۃ کہاں ادا کرتے ہوں گے؟

قادیانی عقل کے اندھوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس آیت مبارکہ سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس آیت مبارکہ کا مطلب صرف اتنا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں، تب تک اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ لیکن اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب جبکہ میں ماں کی گود میں ہوں، اس وقت بھی نماز پڑھوں اور زکوٰۃ ادا کروں، حالانکہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بحکم الہی اپنی محصوم زبان مبارک سے یہ کلام فرمایا تھا، اُس وقت ان میں نماز پڑھنے کی صلاحیت ہی نہیں تھی کیونکہ دودھ پیتا، گود کا بچہ نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، اور نہ اس عمر میں وہ دولتِ ہی کے مالک تھے کہ زکوٰۃ ادا کرتے۔ البتہ آپ علیہ السلام کا ماں کی گود میں بولنا خرقِ عادت ہے، جو نبوتِ ملنے سے پہلے کسی نبی سے صادر ہو تو اسے ”ارہامس“ کہتے ہیں۔ خیر یہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔ غیر نبی و غیر رسول بھی نابالغی کے دور میں نماز کا مکلف نہیں ہوتا، بلوغت کے بعد ہی اس پر نماز فرض ہوتی ہے۔ پھر اس کا بھی مختلف حالات میں مختلف حکم ہوتا ہے۔ مثلاً حالتِ اقامت میں نماز پڑھنے کا جو حکم ہے، مرض میں وہ نہیں۔ نیز اسی روئے زمین پر بعض مقامات ایسے ہیں جہاں رات نہیں ہوتی۔ جب وقت نہیں تو نماز بھی نہیں اور وقت کا تعلق سورج کے طلوع و غروب سے ہے اور جہاں سورج ہے ہی نہیں، وہاں کونسا وقت اور کونسی نماز اور چونکہ حضرت



عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں، جہاں سورج نہ ہونے کی وجہ سے دن رات بھی نہیں ہیں، وقت ہمیشہ ایک جیسا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس حال میں وہاں تشریف لے گئے تھے، اسی حالت میں واپس تشریف لائیں گے۔ چنانچہ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پالے تو انھیں میرا سلام کہے اور پھر ان کی علامت بتلاتے ہوئے فرمایا: فانہ شاب و ضعی احمر کہ وہ جوان اور نہایت صاف سحرے، پاکیزہ اور خوبصورت سرخ رنگ کے ہوں گے۔

بہر حال آسمان پر دن رات میں وقت کی تقسیم نہیں، اس لیے وہاں کوئی نماز نہیں۔ البتہ وہ نماز کی بجائے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل میں ضرور مشغول رہتے ہیں جیسا کہ فقہائے کرام رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ ایام حیض و نفاس میں عورت کو چاہیے کہ وہ نماز کے بدلے جائے نماز پر بیٹھ کر تسبیح و تہلیل کرتی رہا کرے تاکہ عادت قائم رہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ قیام آسمان کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل ہی نمازوں کی قائم مقام ہو۔ البتہ از روئے احادیث مبارکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تسبیح و تہلیل تو بہر حال کرتے ہیں، جو ان کے لیے غذا کے قائم مقام ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح مسافر کو دو رکعتیں معاف ہو جاتی ہیں، ایسے ہی زمینی مسافر جب آسمان پر پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نماز میں تخفیف کر کے صرف تسبیح و تہلیل کو اس کا نعم البدل کر دیا ہو۔ بہر حال یہ سب امکانی صورتیں ہیں۔ لیکن جس وقت زمانہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس زمین پر تشریف لائیں گے تو اس وقت شریعت محمدیہ کے موافق، بجگانہ نمازیں ادا کیا کریں گے۔

(20) قادیانی سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق قرآن مجید

میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ لہذا جب وہ نازل ہوں گے تو ان کے نزول والی قرآنی آیات کا کیا بنے گا؟ یہ آیات تو پھر بھی یہ کہہ رہی ہوں گی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، کیا اس وقت یہ آیات منسوخ ہو جائیں گی؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے حضور نبی کریم

ﷺ سے بہت سے وعدے کیے جو آپ ﷺ کے زمانہ میں ہی حضور ﷺ کی ذات سے وابستہ تھے، وہ وعدے پورے ہوئے مگر آیات آج بھی موجود ہیں اور پڑھی بھی جاتی ہیں۔ مثلاً

- 1- الم غلبت الروم (الروم: 1، 2)  
ترجمہ: ”الم۔ (الم) روم مغلوب ہو گئے۔“
  - 2- اذا جاء نصر الله والفتح. (النصر: 1)  
ترجمہ: ”جب اللہ کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل ہو گئی)“
  - 3- تبت يدا ابي لهب و تب. (المص: 1)  
ترجمہ: ”ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور ہلاک ہو جائے۔“
  - 4- لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله امنين محلقين رء و مسكم و مقصرين لا تخافون (الحج: 27)  
ترجمہ: ”اگر اللہ نے چاہا تو مسجد حرام میں اپنے سر منڈوا کر اور اپنے بال کترا کر امن و امان سے داخل ہو گے اور کسی طرح کا خوف نہ کرو گے۔“
- یہ تمام وعدے پورے ہوئے اور جب بات پوری ہو جائے تو آیت بدل نہیں جاتی بلکہ اور زیادہ شان سے چمکنے لگتی ہے کہ جن کا وعدہ تھا، وہ پورا ہو گیا۔ قرآن مجید میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی ”مبشرا برسول يأتي من بعدي اسمه احمد“ (القنق: 6) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ”انا دعوة ابراهيم و بشري عيسى ابن مريم“ (کنز العمال، صفحہ 384) اسی طرح جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ میں ان آیات کا بذات خود مصداق بن کر آیا ہوں تو ان کے نزول سے ان آیات کی عملی تفسیر کھل ہو جائے گی اور یہ آیات اور زیادہ تابدار ہو جائیں گی نہ کہ منسوخ ہو جائیں گی۔ مرزا قادیانی نے جہاد کو قطعاً حرام قرار دیا ہے۔ جبکہ قرآن پاک میں جہاد کے حکم اور فضیلت کے بارہ میں بے شمار آیات موجود ہیں، قادیانی بتائیں کہ اگر وہ ہمارا یعنی مسلمانوں والا قرآن مجید پڑھتے ہیں تو ان آیات تک پہنچنے پر وہ کیا کرتے ہیں؟ کیا ان آیات کو منسوخ سمجھ کر چھوڑ دیتے یا پڑھتے ہیں؟

1- ومن يقاتل في سبيل الله فيقتل او يغلب فسوف نؤتيه اجرا عظيما.  
(النساء: 74)

ترجمہ: ”اور جو شخص خدا کی راہ میں جنگ کرے اور پھر شہید ہو جائے یا غلبے پائے

ہم عنقریب اس کو بڑا ثواب دیں گے۔“

2- الذین امنوا وھاجروا و جاھلوا فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ہم الفائزون. (التوبہ: 20)  
ترجمہ: ”اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہے خدا کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔“

3- انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یقاتبو و جاھلوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصلحون. (الحجرات: 15)  
ترجمہ: ”بیشک مؤمن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے لڑے۔ یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔“  
قادیانی حضرات جہاد کی مذکورہ آیات کے بارہ میں جو توضیح کرتے ہیں، وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں آیات کے ساتھ بھی کر لیا کریں۔

(21) قادیانی اسی سے ملتا جلتا ایک اور سوال کرتے ہیں کہ آیت: ”انی متوفیک ورافعک الی۔“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف رفع کی خبر دے رہی ہے۔ کیا ان کے نزول کے وقت یہ منسوخ ہو جائے گی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود قرآن مجید کی اس آیت کو منسوخ قرار دے کر آسمان سے دنیا کی طرف واپسی کا راستہ صاف کر لیں گے۔ ایسا نہیں اور یقیناً نہیں۔ قرآن کریم کی کوئی آیت کبھی بھی منسوخ نہیں ہوگی۔ لہذا یہ آیت ورافعک الی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول ”من السماء“ کا راستہ قیامت تک روکے رکھے گی۔

قادیانی جاہلوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ آیت: ”انی متوفیک ورافعک الی“ میں ایک واقعہ کا تذکرہ ہے۔ اس واقعہ کی حیثیت سے یہ آیت آج بھی غیر منسوخ ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد بھی غیر منسوخ رہے گی جیسا کہ ”انی جاعل فی

الارض خليفه“ (البقرہ: 30) اور ”واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم (البقرہ: 34) میں ہے۔ قادیانیوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ تسخ امر دنی میں ہوتا ہے، خبر یا واقعات منسوخ نہیں ہوا کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ایک واقعہ ہے جو ہو چکا۔ اب آسمان سے نزول دوسرا واقعہ ہے۔ اپنے وقت پر اس دوسرے واقعہ کا ظہور یقیناً ہوگا۔ لہذا یہ آیت بدستور انہی معنوں میں پڑھی جاتی رہے گی بلکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی پڑھیں گے، جیسا کہ شوال 10ھ میں نازل ہونے والی آیت فَبِئْسُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ (توبہ: 2) آج بھی پڑھی جا رہی ہے حالانکہ اب تک تو مکہ میں وہ کافر موجود نہیں ہیں جنہیں چار ماہ کی مہلت دی گئی تھی۔ اس میں اس واقعہ کا ذکر ہے جس میں مشرکین مکہ کو اطاعت، یا عدم اطاعت کی صورت میں جنگ کی دعوت دی گئی تھی۔

(22) قادیانی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ زمین پر نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیریوں کو قتل کریں گے؟ کیا خنزیر کو قتل کرنا ان کی شان کے خلاف نہیں؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حدیث شریف کے الفاظ و یقتل الخنزیر سے قرون اولیٰ سے آج تک کے مسلمانوں نے صرف اور صرف ایک ہی مطلب لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) خود خنزیریوں کو قتل نہیں کریں گے بلکہ ان کی تشریف آوری کے بعد جب دنیا میں خنزیر کھانے والی اور اس کا ریوڑ پالنے والی قوم نہ رہے گی، بلکہ وہ مسلمان ہو جائیں گے تو ان کے مسلمان ہو جانے پر جو لوگ خنزیر پالنے والے تھے، وہی اس کو قتل کرنے والے ہوں گے۔ کیونکہ قتل خنزیر کا سبب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ آپ کے حکم سے خنزیر قتل کیے جائیں گے اور آپ کے نزول کے بعد یہ سب کچھ ہوگا۔ اس لیے قتل کی نسبت آپ کی طرف کر دی گئی۔ مثلاً

1- جنرل ایوب خان نے 65ء کی پاک بھارت جنگ میں فتح حاصل کی حالانکہ لڑنے والے فوجی تھے، جنرل ایوب کے حکم سے اس کے زمانہ میں فتح ہوئی، اس لیے فتح کی نسبت ایوب خان کی طرف کی جائے گی۔

2- سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا حالانکہ یہ تاریخی فیصلہ کرنے والی قومی اسمبلی تھی مگر بھٹو صاحب کے زمانہ میں ہوا، اس لیے ان کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔

3- ہٹلر نے لاکھوں یہودیوں کو قتل کیا۔ حالانکہ قتل کرنے والی اس کی فوج تھی۔ نہ کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے ان سب کو قتل کیا تھا۔

اسی طرح خنزیر، عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قتل ہوں گے مگر یہ برائی آپ کے زمانہ بعد از نزول اختتام پذیر ہوگی، اس لیے اس کا کریڈٹ احادیث میں آپ کو دیا گیا تو ایک برائی کو ختم کرنا اچھا فعل ہے نہ کہ قائل ملامت و باعث اعتراض؟ قادیانیوں نے کبھی یہ بھی سوچا کہ قتل تو خنزیر ہوں گے مگر پریشان وہ ہیں۔ آخر کیوں؟ اور اگر قتل خنزیر سے بقول قادیانیوں کے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین لازم آتی ہے تو پھر ان کی جماعت کے مفتی صادق کی کتاب ”ذکر حبیب“ میں لکھا ہے: مرزا قادیانی کے ایک مرید نے شکایت کی کہ لوگ مجھے کتا مار پیر کہتے ہیں۔ اس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ حدیث شریف میں میرا نام ”سور مار“ لکھا ہے۔ (ذکر حبیب صفحہ 162 از مفتی صادق قادیانی) اس طرح مرزا قادیانی نے خود کو سور مارنے والا لکھا ہے۔ (تحفہ گلڑویہ صفحہ 232، 231 خزائن جلد 17 صفحہ 318-317)

ان دونوں حوالہ جات میں مرزا قادیانی نے وہی بات کہی جو قادیانی حضرات، عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باعث ملامت بتاتے ہیں۔ اگر یہ بات عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باعث ملامت ہے تو مرزا قادیانی کے لیے کیوں نہیں؟ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد کا کہنا ہے:

□ ”سبح موعود (مرزا قادیانی) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ سبح صاحب باہر جنگل میں سو رہا ہے مارنے کے لیے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے ساہسیوں اور گنڈیلوں (حرام خور) کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے؟ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا۔“

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 292-291)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی مارے خوشی کے جس مفروضہ پر لوٹ پوٹ ہو رہا ہے، اس مضمون کا کہیں احادیث میں ذکر نہیں۔ یہ صرف اور صرف اس کذاب کی خود ساختہ کہانی اور جھوٹ کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

(23) قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور پھر ان کا آسمان سے نزول، اس بات کو عقل نہیں مانتی۔

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن مجید کی آیات، احادیث مبارکہ، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رضی اللہ عنہم اور اجماع امت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زعمہ ہیں اور اصالتاً نزول فرمائیں گے۔ اگر یہ بات قادیانیوں کی عقل میں نہیں سماتی تو اس کے جواب میں ہم مرزا قادیانی کا یہ حکم سنا دیتے ہیں کہ..... ”اگر قرآن و حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 835 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 552) مزید کہا کہ ”سلف خلف کے لیے بھور و کھل کے ہوتے ہیں اور ان کی شہادتیں آنے والی ذریت کو ماننی پڑتی ہیں۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 374 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 293) مزید کہا کہ ”عقل انسان کو خدا سے نہیں ملاتی بلکہ خدا سے انکار کراتی ہے۔“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 592 طبع جدید)

قادیانی بتائیں کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کا سرد ہو جانا عقل میں آتا ہے؟؟؟ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے ”ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا۔ اس لیے ہر ایک ابتلا کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا۔ خدا نے آگ کو اس کے لیے سرد کر دیا۔“ (ہیبتہ الوحی صفحہ 50 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 52) کیا حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں زعمہ رہنا عقل میں آتا ہے؟؟؟ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے: ”جیسے یونس (علیہ السلام) نبی 3 دن مچھلی کے پیٹ میں زعمہ رہا اور مرا نہیں۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 393 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 303)

قادیانی بتائیں کہ کیا حیات موسیٰ علیہ السلام ان کی عقل میں آتا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی موسیٰ علیہ السلام کی حیات کا قائل ہے۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ ”یہ وہی موسیٰ مرو خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔“

(نور الحق صفحہ 68، 69 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68، 69)

□ مرزا قادیانی حرید کہتا ہے:

”بل حياة كلیم الله ثابت نص القرآن الکریم الاتقوه فی القرآن  
ما قال الله تعالى عزوجل فلا تکن فی مریة من لقاءه؟ وانت تعلیم ان هذه الایة  
نزلت فی موسیٰ فهی دلیل صریح علی حياة موسیٰ علیه السلام لانه لقی رسو  
الله صلی الله علیه وآله وسلم والاموات لا یلاقون الاحیاء ولا تجد مثل هذه  
الایات فی شان عیسیٰ علیه السلام نعم جاء ذکر وفاته فی مقامات شتی.“

(جہلمۃ البشریٰ صفحہ 55، 56 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 221، 222)

ترجمہ: بلکہ حیات کلیم اللہ (موسیٰ علیہ السلام) نص قرآن کریم سے ثابت ہے کیا تو  
نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ آپ ﷺ شک نہ کریں ان کی ملاقات سے  
یہ آیت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ آیت دلیل صریح ہے موسیٰ علیہ السلام  
کی حیات پر اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی موسیٰ علیہ السلام سے (معراج میں) ملاقات ہوئی  
اور (اگر موسیٰ علیہ السلام فوت شدہ ہوتے تو) مردے زندوں سے نہیں ملا کرتے۔ ایسی آیات تو  
عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہیں بلکہ مختلف مقامات پر ان کی وفات کا ذکر ہے۔“

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ ہی ان  
کے آسمان پر جانے کا گواہ ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جا کر صدیوں زندہ رہنا کوئی شخص  
اس لیے نہیں مانا کہ یہ بات قانون فطرت کے خلاف ہے تو پھر اسے حضرت عیسیٰ کی پیدائش  
کا بھی انکار کر دینا چاہئے کیونکہ ان کی پیدائش بھی تو قانون فطرت کے خلاف ہوئی ہے۔  
قانون فطرت تو یہ ہے کہ ”إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ (الدر: 2) تحقیق ہم نے  
انسان کو (مورت مرد کے) طے طے نطفے سے پیدا کیا ہے۔“ جبکہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے  
پیدا کیے گئے ہیں، دوسرے جب حضرت مریم حضرت عیسیٰ کو گود میں لے کر بستی میں گئیں تو

لوگوں نے کہا: ”اے مریم! یہ تو نے کیا کر دیا! نہ تو تیرا والد برا آدمی تھا اور نہ تیری والدہ عی بدچلن تھی۔“ حضرت مریم نے اللہ کے حکم کے مطابق بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھ لو تو کہنے لگے: کیف نکلم من کان فی المهد صبیاہ (مریم: 29) یعنی گہوارے کے بچے سے بھلا کیسے کلام ہو سکتا ہے؟ ایسا انہوں نے اس لیے کہا کہ یہ بات قانون فطرت کے خلاف تھی اور ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی باتیں کرنے لگے۔ مگر اس بچے نے اللہ کی قدرت سے قانون فطرت کو توڑتے ہوئے کہا: انی عبد اللہ اتنی الکتب و جعلنی نبیاہ (مریم: 30) یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس نے مجھے صاحب کتاب نبی بنایا ہے۔ جب آپ کی بغیر باپ کے پیدائش، پیدا ہوتے ہی کلام کرنا اور نبوت کا اعلان کرنا جیسی (قانون فطرت کے خلاف) باتوں کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو ماننے میں بھی تامل نہیں کرنا چاہیے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب آپ کی پیدائش عام انسانی قاعدہ سے ہٹ کر بغیر باپ کے ہوئی تھی تو اس کا تقاضا تھا کہ آپ کا انجام بھی عام انسانی دستور کے مطابق نہ ہوتا تاکہ آپ کی ابتدا و انتہا میں گہری مناسبت اور یکا گت ہوتی۔ شیطان اور فرشتے دونوں ابتدا سے زندہ ہیں اور جب تک خدا چاہے گا، زندہ رہیں گے۔ ان کے ساتھ اگر ایک انسان (حضرت عیسیٰ) کو بھی خدا زندہ رکھے تو یہ خلاف فطرت اور خلاف عقل کیسے ہوا؟

(24) قادیانی کہتے ہیں کہ خدا نے خود فرمایا ہے: لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبِيلًا (الاحزاب: 62) کہ اللہ اپنی سنت کے خلاف نہیں کرتا؟

قادیانی جاہلوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ ”إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْقَةٍ أَمْشَاجٍ. (الدر: 2) ترجمہ: ”بلاشبہ ہم نے انسان کو پیدا فرمایا ایک مخلوط نطفہ سے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ ہیں۔“ اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے۔ ”وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً. (الرعد: 38) ترجمہ: ”اور بے شک ہم نے بھیجے کئی رسول آپ ﷺ سے پہلے اور بنائیں ان کے لیے بیویاں اور اولاد۔“ یہاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قاعدہ و قانون سے عارضی طور پر مستثنیٰ ہیں۔ ظاہری طور پر اس آیت میں انسانی پیدائش کو نطفہ میں سے ہونے میں حصر کر



دیا گیا ہے لیکن آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ حالانکہ دونوں انسان ہی تھے۔ خود مرزا قادیانی کہتا ہے: ”لیکن جہاں کوئی بیج پڑ جاتا ہے اور دین پر اعتراض وارد ہوتا ہے، وہاں تو خدا تعالیٰ اپنا قانون بھی بدل دیتا ہے اور معجزہ نمائی کرتا ہے۔“ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 296، طبع جدید) مرزا قادیانی مزید کہتا ہے کہ ”اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ ان کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہو جاتی ہے گویا ان کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے دیتا بے خبر ہے اور ان سے خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ 50 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 52)

(25) قادیانی نزول عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین سے لے کر آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ممکن ہے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ روشنی ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتی ہے۔ بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے اور بعض ستارے ایک لمحوں میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں انسان جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر تیز رفتار ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہ آسمان حائل نہ ہوتا تو اور دور تک بھی ممکن تھا۔ نیز جس وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارض پر پھیل جاتی ہے، حالانکہ سورج سے سطح ارضی 2,03,63,636 فرسخ ہے۔ جبکہ ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے لہذا یہ فاصلہ 6,10,90,908 میل ہوا۔ آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن کریم میں مذکور ہے۔ قال الذی عنده علم من الکتاب انا الیک بہ قبل ان یورد الیک طرفک فلما راہ مستقرا عنده قال هذا من فضل ربی۔ (النمل: 40) اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کا سفر ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور

ہے کہ وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کے تخت کو جہاں چاہے اڑا کر لے جاتی اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرتی۔ فسخر نالہ الريح تجرى بامر۔ (ص: 36) نیز شیاطین اور جنات کا شرق سے لے کر غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے تو کیا خداوند عالم اور قادر مطلق کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی خاص بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرادے؟؟؟

(26) قادیانی کہتے ہیں کہ کسی انسانی جسم کا آسمان پر جانا سراسر محال ہے۔ اس لیے کہ ایک جسم زمین و آسمان کے درمیان سے کس طرح صحیح و سالم گزر سکتا ہے جبکہ وہاں کئی مقامات ایسے آتے ہیں کہ وہاں آکسیجن ختم ہو جاتی ہے، آگ وغیرہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر معراج میں اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا دن رات زمین و آسمان میں سے گزرنا ممکن ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی اس سے گزرنا ممکن ہے اور جس راہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا نزول ہوا ہے، اسی راہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع و نزول بھی ممکن ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مانکہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے۔ اس مانکہ کا نزول بھی طبقہ ناریہ میں ہو کر ہوا ہے۔ قادیانیوں کے خیالات کی بنا پر اگر وہ نازل ہوا ہوگا تو طبقہ ناریہ کی حرارت اور گرمی سے جل کر خاکستر ہو گیا ہوگا۔ (نعوذ باللہ!) میں نے عرض کیا کہ یہ شیطانی وسوسے ہیں اور انبیاء و مرسلین کے معجزات پر ایمان نہ لانے کے بہانے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ، عیسیٰ علیہ السلام کے لیے طبقہ ناریہ کو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ٹھنڈا اور سلامتی والا نہیں بنا سکتا؟ جبکہ اس کی شان یہ ہے: انما امرہ اذا اراد شیا ان يقول له کن فیکون۔ (یسین: 82)

سکھ مذہب کے بانی گورو نانک کے چولہ کے متعلق مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ یہ آسمان سے نازل ہوا تھا۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریر ملاحظہ کریں:

”بعض لوگ انگلہ کے جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہ آسمان

سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی۔ کون انسان کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتیں صرف اتنی ہی ہیں، اس سے آگے نہیں۔ ایسے کمزور اور تاریک ایمان تو ان لوگوں کے ہیں جو آج کل نیچری یا برہمنوں کے نام سے موسوم ہیں۔“

(ست بچن صفحہ 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 157 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ گورونانک کا یہ چولہ زمین و آسمان کے درمیان سے کس طرح صحیح و سالم گزر گیا؟

ایک اور حوالہ ملاحظہ کریں۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(423) ”دنیا کے اندر جو نشانات حضرت موسیٰ یا دیگر انبیاء نے اس طرح کے دکھائے جیسا کہ سوٹے سے رسی کا سانپ بنانا۔ یہ سب شبہ میں ڈالنے والی باتیں ہیں۔ خصوصاً اس زمانہ کے درمیان جبکہ ہر طرح کی شعبدہ بازیاں مداری لوگ دکھاتے ہیں کہ انسان کی سمجھ میں ہرگز نہیں آتا کہ یہ امر کس طرح سے ہو گیا اور انگریز لوگ ایسے ایسے کرتوت شعبدہ بازی کے دکھاتے ہیں کہ مرا ہوا آدمی واپس آجاتا ہے اور ٹوٹی ہوئی چیزیں ثابت دکھائی دیتی ہیں جیسا کہ آئین اکبری میں بھی ابوالفضل نے ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ایک شعبدہ باز آسمان پر لوگوں کے سامنے چڑھ گیا اور اوپر سے اس کے اعضا ایک ایک ہو کر گرے اور اس کی بیوی سستی ہو گئی لیکن وہ آسمان سے پھر اتر آیا اور اُس نے اپنی بیوی کے لیے مطالبہ کیا اور ایک وزیر پر شبہ کیا کہ اُس نے چھپا رکھی ہے اور یہ اس پر عاشق ہے اور پھر اس کی تلاش کی اجازت بادشاہ سے لے کر اسی کی بغل سے نکال لی۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 481 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1231 پر)

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ مرزا قادیانی قیامت تک کسی بھی شخص کے چاند پر جانے سے انکاری ہے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالہ ملاحظہ کیجیے:

□ ”نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو مجال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ

بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی معرصحت معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔“  
 (ازالہ اوہام صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 126 از مرزا قادیانی)  
 مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے، وہ نبی اور رسول ہے، اس کا دعویٰ ہے، خدا اس سے گفتگو کرتا اور خزانہ خاص سے تعلیم دیتا ہے۔ (مواہب الرحمن صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 221 از مرزا قادیانی) اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے۔ (نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی) اس کا دعویٰ ہے، اس کے اندر ایک آسمانی روح بولتی ہے، (ازالہ اوہام صفحہ 563 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403 از مرزا قادیانی)، اس کے باوجود، وہ جاہل اور علم سائنس سے ناواقف ہے۔

(27) قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تحریروں میں نزول کا لفظ تو ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ آسمان ہی سے نازل ہوں گے۔ جس طرح کوئی مہمان آتا ہے تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ مہمان تیرے گھر میں اترے ہیں تو اس کا مطلب کیا یہ ہے وہ آسمان سے اترے ہیں؟ اسی لیے عربی میں مہمان کے لیے نزول لفظ بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ بات غلط ہے کہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ جب آسمان پر چڑھنا ممکن ہی نہیں تو اترنا کیسے ہوگا؟

قادیانیوں کا یہ استدلال ان کی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ نزول سے مراد اس مقام پر نزول من السماء ہی ہے کہ آسمان سے اتریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ينزل انحنى عيسى بن مريم من السماء (کنز العمال جلد 14 صفحہ 619) مرزا قادیانی نے اس روایت کو نقل کیا مگر بددیانتی کی مثال ملاحظہ کریں کہ لفظ ”سما“ غائب کر گیا۔ (حملۃ البشریٰ صفحہ 146 و صفحہ 148 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 312، 314 از مرزا قادیانی) اس کے علاوہ مرزا قادیانی، کی یہ تحریر بھی ملاحظہ کیجیے۔ ان

المسیح ينزل من السماء بجميع علومه. یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کامل علوم کے ساتھ نازل ہوں گے۔ (آئینہ کمالات صفحہ 409 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 409 از مرزا قادیانی) اس عبارت میں نزول بھی ہے اور سماء بھی۔ قادیانیوں سے پوچھنا چاہیے کہ یہ ”سما“ کا لفظ مرزا قادیانی کہاں سے لے آیا۔ اس طرح ازالہ اوہام میں بھی ”سما“ یعنی آسمان سے نازل ہونا موجود ہے: ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142 از مرزا قادیانی) ”آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔“ (قادیانی رسالہ ماہنامہ ”تشیخ الاذہان قادیان“ صفحہ 5، جون 1906ء اخبار بدر جون 1906ء) ”وانی انا المسیح النازل من السماء۔“ ترجمہ: ”میں ہی وہ مسیح ہوں جو آسمان سے اترتا ہے۔“ (تحفہ گولڈویہ ضمیمہ صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 83 از مرزا قادیانی) الا يعلمون ان المسیح ينزل من السماء بجميع علومه. ولا ياخذ شيئا من الارض مالهم لا يشعرون۔ ترجمہ: ”کیا وہ لوگ نہیں جانتے کہ بے شک مسیح علیہ السلام اپنے تمام علوم کے ساتھ آسمان سے نازل ہوں گے اور زمین میں (کسی شخص سے) کوئی شے (علم) حاصل نہیں کریں گے۔“ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 409 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 409 از مرزا قادیانی) خود مرزا قادیانی کا یہ اقبالی اعتراف موجود ہے کہ ”براہین احمدیہ میں، میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153 از مرزا قادیانی)۔ مسیح موعود کی خصوصیات کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”اب حدیثوں پر نظر غور کرنے سے بخوبی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم اترنے والا ہے جس کی تعریفیں لکھی ہیں کہ وہ گندم کون ہوگا اور بال اس کے سیدھے ہوں گے اور مسلمان کہلائے گا اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے آئے گا اور مغز شریعت جس کو وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد دلائے گا اور ضرور ہے کہ وہ اس وقت نازل ہو جس وقت انتہاء تک شر اور فتن پہنچ جائیں اور مسلمانوں پر تنزل کا زمانہ ہو جو یہودیوں پر ان کے آخری دنوں میں آیا تھا۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 459 از مرزا قادیانی) اس عبارت میں مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم

(ابن غلام مرتضیٰ نہیں) اترنے والا ہے، وہ یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ ابن مریم نازل ہوں گے۔ اب ظاہر بات ہے کہ اوپر سے اترنا اور نازل ہونا، اوپر سے اترنا اور نازل ہونا ہوتا ہے، نہ کہ ماں کے پیٹ سے۔ اب مرزا قادیانی نہ اتر اور نہ نازل ہوا بلکہ ماں کے پیٹ سے برآمد ہوا۔ لہذا وہ اپنی اس تحریر کے مطابق بھی جھوٹا ہے۔ ان تصریحات سے قادیانیوں کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ اس قسم کا شبہ پیش کریں اور جہاں تک آسمان پر چڑھنے اور اترنے کو ناممکن سمجھنے کی بات ہے تو دیگر آیات و احادیث سے قطع نظر خود مرزا قادیانی کے نزدیک بھی غلط ہے۔ عقل کے ترازو پر خدائی قدرتوں کو تولنا ایمان نہیں بلکہ بے ایمانی و دیوانگی ہے۔ لیجئے خود مرزا قادیانی کی زبانی سن لیجئے!

□ ”یہ بات ہم مکرر لکھنا چاہتے ہیں کہ قدرت اللہ پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے انکار خدائے تعالیٰ ہے کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ کی قدرت مطلقہ کو نہ مانا جائے اور حسب اصول تنازع آریہ صاحبان یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جب تک زید نہ مرے، بکر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں تمام خدائی اس کی باطل ہو جاتی ہے بلکہ اعتقاد صحیح اور حق یہی ہے کہ پریش کو سرب شکستہ مان اور قادر مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناتمام تجربہ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محک امتحان نہ بنایا جائے ورنہ ہمہ دانی کے دعویٰ پر اس قدر اعتراض وارد ہوں گے اور ایسی خجالتیں اٹھانی پڑیں گی کہ جن کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے بلند تر دیکھتا ہے اس کو خلاف عقل سمجھ لیتا ہے حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شے دیگر ہے اور خلاف عقل ہونا شے دیگر۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 63، 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 111، 112 از مرزا قادیانی) مرزا قادیانی کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بات بعید نہیں کہ کسی کو زندہ آسمانوں پر اٹھالے، وہ اٹھا سکتا ہے اور اس نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ہی آسمانوں پر اٹھایا ہے۔ مرزا قادیانی کسی سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے:

□ ”ہماری طرف سے یہ جواب ہی کافی ہے کہ اول تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائے۔“

(چشم معرفت صفحہ 219 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 228 از مرزا قادیانی) اب ہماری طرف سے بھی یہی جواب کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا بلکہ

سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مع جسم عنصریٰ علی آسمان پر اٹھایا اور آپ ہی قرب قیامت دوبارہ نزول کریں گے۔

باقی یہ بات کہ مہمان کے لئے لفظ نزیل بھی استعمال ہوتا ہے۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہر واقعہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ پھر اس میں استعمال ہونے والے الفاظ و بیان کو بھی اس تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ یہ بھی یاد رہے کہ بعض الفاظ کئی کئی معنی دیتے ہیں اور ایسے الفاظ اپنے اپنے محل وقوع میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً پنجابی زبان کا ایک لفظ ہے۔ وٹ۔ یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اپنے محل وقوع کے اعتبار سے اپنے معنی دیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رات میں نے بہت زیادہ کھانا کھا لیا جس سے میرے پیٹ میں ”وٹ“ پڑ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زیادہ کھانا کھانے سے اس کا پیٹ خراب ہو گیا ہے اور خدشہ ہے کہ اسے پچش لگ جائیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کل میرے کزن نے بھری محفل میں میری کردار کشی کی جس پر مجھے اُس پر بہت ”وٹ“ چڑھا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس شخص کو اپنے کزن پر بہت غصہ آیا نہ یہ کہ اس کی بات پر اس کا پیٹ خراب ہو گیا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایسی بات کہے اور دوسرے کو سمجھ نہ آئے تو وہ کہے وٹ؟ (What)۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے سمجھ نہیں آئی اور وہ بات کو دہرانے کے لیے کہہ رہا ہے نہ کہ یہ کہ اس سے اس کا پیٹ خراب ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے راستہ پوچھے اور وہ شخص اسے کہے کہ آپ ”وٹو وٹ“ چلے جائیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ سیدھے اور آسان راستہ سے جائیں۔ اسی طرح اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنے دوست کو اس کی خامی سے آگاہ کیا تو اس نے منہ وٹ لیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا دوست خفا ہو گیا۔ اسی طرح اگر کوئی یہ کہے کہ کل میں چارپائی کا بان وٹ رہا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ چارپائی کی ضروریات تیار کر رہا تھا۔

قادیانی بتائیں کہ احادیث کے مطابق جب نماز کی صفیں درست ہو چکی ہوں گی۔ حضرت مہدی نماز پڑھانے کے تیار کھڑے ہوں گے، اسی اثنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا تو کیا اس صورتحال میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں یا جب آنجہانی مرزا قادیانی پیدا ہوا تھا تو کیا اس وقت اسے کسی نے کہا تھا کہ حضرت آئیے! نماز پڑھائیے۔ لہذا قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نزول ہونے اور پیدا

ہونے کا استعمال اپنے محل وقوع کے مطابق ہوتا ہے۔ مسیح موعود کی خصوصیات کے بارے میں خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

□ ”اب حدیثوں پر نظر غور کرنے سے بخوبی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم اترنے والا ہے جس کی تعریفیں لکھی ہیں کہ وہ گندم گون ہوگا اور بال اس کے سیدھے ہوں گے اور مسلمان کہلائے گا اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے آئے گا اور مغز شریعت جس کو وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد دلائے گا اور ضرور ہے کہ وہ اس وقت نازل ہو جس وقت انتہاء تک شر اور فتن پہنچ جائیں اور مسلمانوں پر تنزل کا زمانہ ہو جو یہودیوں پر اُن کے آخری دنوں میں آیا تھا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 459 از مرزا قادیانی)

(28) قادیانی سوال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا، پھر نزول ہونا اور اتنی زیادہ عمر پانا، کیا اس سے نبی کریم ﷺ کی ہتک نہیں ہوتی؟

قادیانیوں کا یہ سوال ان کی جہالت کا بین ثبوت ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ فرشتے آسمان پر رہتے ہیں جبکہ انبیائے کرام زمین میں مدفون ہیں تو کیا فرشتے انبیائے کرام سے افضل ہیں؟ فتح مکہ کے موقع پر کعبہ شریف سے بتوں کو ہٹانے کے لیے نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ ﷺ کے ساتھ مبارک پر سوار ہوئے تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے افضل تھے؟ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اہل سنت کے نزدیک حضور سرور کائنات ﷺ جس مبارک جگہ پر (ظاہری زندگی کی طرح) زندہ آرام فرما رہے ہیں، اس مٹی کی شان، عرش معلیٰ سے بھی زیادہ افضل ہے۔ یہاں تو فرشتے بھی بغیر اجازت نہیں آسکتے۔ حضرت آدم کی عمر 930 سال اور حضرت نوح کی عمر ہزار برس سے بھی زیادہ تھی جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کو ان کا دسواں حصہ بھی نہیں دیا گیا حالانکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ قیامت تک کل عالموں کے واسطے مبعوث ہوئے ہیں اور حضرت نوح کو صرف اپنی قوم کی تبلیغ کے لیے ایک ہزار برس کی مہلت دی گئی۔ جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے



اور حضور خاتم النبیین ﷺ کو صرف 23 برس دیے گئے، کیا نعوذ باللہ! اس میں بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہجرت ہے؟ حضرت عیسیٰ کنواری لڑکی حضرت مریم کے پیٹ سے بغیر نطفہ مرد کے پیدا ہوئے اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام باپ کے نطفہ سے پیدا ہوئے، کیا اس میں بھی تمام انبیاء کی ہجرت ہے؟ حضرت موسیٰ سے خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ جبرئیل کلام کیا اور دوسرے سب انبیاء علیہم السلام سے بالواسطہ فرشتہ حضرت جبرئیل کلام کیا۔ کیا اس میں بھی انبیاء کرام کی ہجرت ہے؟ حضرت عزیر علیہ السلام 100 سال تک زعمہ رہے۔ اصحاب کھف جو عام مسلمان تھے، قرآن مجید نے ان کا 300 سال سے زیادہ عرصہ تک زعمہ رہنا بتایا ہے۔ کیا نعوذ باللہ! اس سے نبی کریم ﷺ کی ہجرت ہوتی ہے؟ علمی حلقوں میں اس لچر اور لوج جذبہ کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے جبکہ ہر ایک مذہبی انسان اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہے کہ اگرچہ فرشتے ہمیشہ بقید حیات ملاء اعلیٰ میں موجود اور سکونت پذیر ہیں تاہم ان سب کے مقابلہ میں بلکہ ان کی جلیل القدر ہستیوں مثلاً جبرئیل و میکائیل کے مقابلہ میں بھی ایک مفضول سے مفضول نبی کا رتبہ بہت بلند اور عالی ہے، حالانکہ وہ نبی زمین پر مقیم رہا ہے اور جبرئیل کا قیام ملاء اعلیٰ کے بھی بلند تر مقام پر رہتا ہے چہ جائیکہ خاتم الانبیاء ﷺ کا مرتبہ جلیل کہ جس کی عظمت..... ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!“ میں مضمر ہے، علاوہ ازیں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شب معراج میں ”قاب قوسین او ادنیٰ“ کا جو تقرب پایا ہے، وہ نہ کسی ملک اور فرشتہ کو حاصل ہوا اور نہ کسی نبی اور رسول کو، اس لیے حضرت مسیح کا رفع آسمانی اُس ”رفعت“ کو پہنچ ہی نہیں سکتا جو اسٹی میں آپ ﷺ کو حاصل ہوئی۔ بہر حال فاضل و مفضول کے درمیان فرقی مراتب کے لیے تمہا ملاء اعلیٰ کا قیام معیار فضیلت نہیں ہے خصوصاً اُس ”افضل ہستی“ کے مقابلہ میں جس کی فضیلت کا معیار خود اس کا وجود باوجود ہو اور جس کی ذات قدسی صفات خود ہی منبع فضائل اور مرجع کمالات ہو، ایسی ہستی سے تو ”مقام“ عزت و مرتبہ پاتا ہے نہ کہ وہ ذات گرامی۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ پو بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں رہائش پذیر ہیں، وہاں کا ایک دن 1000 ہزار سال کے برابر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون (الحج: 47) اس لیے وہاں کے پچانوہ وقت کے لحاظ سے ان کی ہجرت کو ابھی

دو دن بھی مکمل نہیں ہوئے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو جو یہ خصوصیت ملی کہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن رات اور بعض روایات کے رو سے چالیس دن رات زندہ رہے اور خدا تعالیٰ نے اپنا خاص کرشمہ قدرت ان کی خاطر دکھایا جو رفع حضرت عیسیٰ سے عجیب تر ہے کہ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں خلاف قانون قدرت زندہ رہے۔ کیا نعوذ باللہ اس میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جگہ ہے؟ اگر متذکرہ بالا انبیاء کی خصوصیات سے حضور خاتم النبیین ﷺ کی جگہ نہیں ہوتی تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کیونکر ہو سکتی ہے؟

یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی دکان چلانے کی خاطر یہ ڈھکوسلا تجویز کیا کہ اگر رفع و نزول عیسیٰ تسلیم کیا جائے تو میری دکان نہ چلے گی اور نہ مسیح موعود ہو سکوں گا۔ اس واسطے قادیانی جگہ جگہ کہہ کر سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اس طرح تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے مرید خاص خواجہ کمال الدین قانون نے امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا جبکہ مرزا قادیانی کو مختاری کے امتحان میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ اس میں مرزا قادیانی کی جگہ ہے؟ مرزا قادیانی کی نعش زمین میں ہے جبکہ جانور زمین پر پھرتے ہیں، کوئے فضا میں اڑتے ہیں تو قادیانی بتائیں ان میں افضل کون ہے؟

(29) قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے ”متوفی“ کی تفسیر ”ممیت“ فرمائی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے قائل تھے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اہل حق میں سے کسی نے بھی متوفیک کے لفظ سے یہ مراد نہیں لی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے اور وہ آسمان پر زندہ نہیں اور یہ کہ وہ قبل از قیامت آسمان سے نازل نہیں ہوں گے بلکہ یہ باطل نظریہ صرف طہروں اور زعمیوں کا خانہ ساز اور اپنا گھڑا ہوا ہے۔ بے شک حضرت ابن عباسؓ نے متوفیک کا مطلب ممیتک کیا ہے لیکن قادیانیوں کا اس سے یہ استدلال کہ حضرت ابن عباسؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء، آسمان پر ان کی حیات اور زمین پر ان کے نزول کے منکر ہیں، قطعاً غلط

ہے۔ اولاً تو اس لیے کہ ممیت اسم فاعل کا صیغہ ہے اور فعل مضارع کی طرح اسم فاعل میں بھی زمانہ حال یا استقبال دونوں کا معنی ہوتا ہے اور یہاں زمانہ استقبال مراد ہے یعنی میں تجھے وفات دوں گا اور قرآن کریم کے علاوہ متواتر احادیث، اجماع امت سے یہ بات باحوالہ بیان ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور چالیس سال حکمرانی کریں گے ثم يموت و يصلی علیہ المسلمون و یدفنہ، تو اس کا کون منکر ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ محدث ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے حوالہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

□ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما اراد الله تعالى ان يرفع عيسى عليه السلام الى السماء خرج على اصحابه الى قوله ورفع عيسى عليه السلام من روزنة في البيت الى السماء الخ وقال هذا اسناد صحيح الى ابن عباس رضی اللہ عنہما

(تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 574، صفحہ 575)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ کیا تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف نکلے (پھر آگے فرمایا) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کی سند صحیح ہے۔ یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس ارشاد سے جس کی سند بالکل صحیح ہے یہ واضح ہوا کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی بلکہ ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔ علامہ محمد ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 230ھ) اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں: ان الله تعالى رفعه بجسده وانه حي وسيرجع الى الدنيا فيكون ملكا ثم يموت كما يموت الناس (طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 26) انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے جسم کے ساتھ اٹھالیا ہے اور وہ یقیناً زمین کی طرف لوٹیں گے اور بادشاہ ہوں گے پھر جیسے لوگ وفات پاتے ہیں، وہ بھی وفات پائیں گے۔

یہ تفسیر کسی طرح بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف نہیں ہے۔ اس لیے کہ ”در منثور“ جلد 2 صفحہ 36 میں بروایت صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت ہے کہ آپ اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ”رافعك الى ثم متوفيك

فی آخر الزمان“ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں۔“ کہ میں آپ کو اٹھا لینے والا ہوں اپنی طرف پھر آ خر زمانہ میں (بعد نزول) آپ کو موت دینے والا ہوں۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھا:

1 ..... ”امات کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلا نا اور بیہوش کرنا بھی

اس میں داخل ہے۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 943، خزائن جلد 3 صفحہ 620)

2 ..... ”لغت کی رو سے موت کے معنی نیند اور ہر قسم کی بیہوشی بھی ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 942، خزائن جلد 3 صفحہ 620)

3 ..... ”لغت میں موت بمعنی نوم اور غشی بھی آتا ہے۔ دیکھو قاموس“

(ازالہ اوہام صفحہ 665، خزائن جلد 3 صفحہ 459)

4 ..... ”مات کے معنی لغت میں نام کے بھی ہیں۔ دیکھو قاموس“

(ازالہ اوہام صفحہ 640، خزائن جلد 3 صفحہ 445)

ان حوالہ جات کی رو سے ”امات“ کے معنی سلا دینا اور ”ممیت“ ”امات“ کا اسم فاعل ہے تو ”ممیت“ کے معنی سلا دینے والا۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں آپ کو سلا دینے والا ہوں پھر اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں۔ تفسیر خازن جلد 1 صفحہ 255 میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیند کی حالت میں اٹھا لیا تا کہ آپ کو خوف لاحق نہ ہو۔ پس مرزا قادیانی کے بیان کی رو سے بھی اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں ”تونی“ کے معنی سلا دینا ہی ہے ”جو هو الذی یتوفکم باللیل“ (الانعام: 60) خدا وہ ہے جو تم کو سلا دیتا ہے رات کو۔ اور جب قرآن مجید میں ”تونی“ کے معنی سلا دینا موجود ہے تو پھر ”متونی“ کے معنی سلا دینے والا لینے میں کون سا مانع ہے؟ اس کے باوجود اگر کوئی شخص قرآن و سنت سے ہٹ کر اپنی کوئی ذاتی تفسیر کرتا ہے تو وہ اس حدیث شریف کا مصداق ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن بغير علم فلیتجر مقعدہ من النار. (ترمذی جلد 2 صفحہ 119 ابواب تفسیر القرآن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تفسیر محض اپنی رائے سے کرے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے!

(30) قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ احادیث ظہور مہدی اور نزول مسیح میں بہت تعارض پایا جاتا ہے جس سے صحیح صورتحال الجھ کر رہ گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت لوگ نماز کے لیے صفیں درست کر رہے ہوں گے۔ امام مہدی امامت کے فرائض انجام دیں گے اور بعض احادیث میں یہ صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امامت کریں گے۔ یعنی بعض احادیث میں مہدی کو امام بنایا گیا ہے اور بعض احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ ظاہر ہے کہ اس تعارض کی وجہ سے صحیح اور غلط کی پہچان کیسے ہو یا سچ کو جھوٹ سے کیسے علیحدہ کیا جائے؟۔

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ احادیث مبارکہ میں یہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے پڑھیں گے۔ اس سے آنحضرت ﷺ کی امت کی تکریم و تعظیم مقصود ہوگی اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں دوبارہ تشریف آوری بطور امتی کے ہے۔ ہاں بعد کی تمام نمازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے اور مسلمانوں کے خلیفہ اور امام کی حیثیت سے 45 سال دنیا میں گزاریں گے۔ لہذا احادیث میں کوئی تعارض نہ رہا۔

(31) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کے بعد حضرت مہدی نماز پڑھاتے ہی کہاں چلے جائیں گے؟ کیونکہ بعد میں جو کچھ کرنا کرانا ہے، وہ حضرت مسیح کی ذمہ داری اور ان کے کارنامے بیان کیے جاتے ہیں۔ کیا محض ایک نماز کی امامت اور وہ بھی ایک چھوٹی سی جماعت کو جن میں صرف 800 مرد اور 400 عورتیں ہوں گی۔ کیا اتنا ہی کام حضرت مہدی کے سپرد کیا جائے گا؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان بحیثیت امام کے 9 سال دنیا میں گزاریں گے۔ 7 سال نزول عیسیٰ علیہ السلام سے قبل امام اور خلیفہ کی حیثیت سے مسلمانوں کی رہنمائی کریں گے تا آنکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا تو ان کی موجودگی میں ایک نماز کی امامت کرائیں گے۔ بحیثیت امام اور خلیفہ یہ ان کی آخری امامت ہوگی۔ اس پر ان کا مشن مکمل ہو جائے گا اور پھر امامت و قیادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہو جائے گی۔ تب حضرت مہدی علیہ الرضوان کی حیثیت آپ کے اعوان و انصار کے ہوگی اور یہ عرصہ دو سال سے کچھ اوپر ہوگا۔ 49 سال کی عمر میں حضرت مہدی کی وفات ہوگی۔



ثبوتِ حاضر ہیں!

حق کے مُتلاشی  
قادیانیوں سے ایک  
درد مندانہ درخواست

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”الدین النصیحة“ یعنی دین نصیحت (بھلائی) ہی کا نام ہے۔ دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی چاہنے کا دوسرا نام نصیحت ہے۔ دعوت دین سے متعلق اللہ تعالیٰ کے تمام برحق حضرات انبیاء علیہم السلام یوں فرماتے تھے:

ابلاغکم رسلت ربی وانصح لکم (اعراف: 62)

(ترجمہ) میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں۔ انسانیت کا سب سے بڑا خیر خواہ وہ ہے جو ان میں ہدایت تقسیم کرنے والا اور انہیں گمراہی سے بچانے کی فکر کرنے والا ہو۔ ہر انسان کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ خیر کثیر کا وارث، خسران مبین سے بچتا اور صراط مستقیم پر گامزن ہو۔ باب العلم سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: ”یہ نہ دیکھو کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہتا ہے۔“ ان مبارک اقوال کی روشنی میں، میں قادیانیوں کی خدمت میں نہایت خلوص، ہمدردی اور درد و سوز مندی کے ساتھ چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ ان معروضات پر وہ انجامی غیر جانبداری اور ٹھنڈے دل کے ساتھ غور و فکر فرمائیں گے۔

ایمان دینی زندگی کی وہ اساس اور بنیاد ہے جس پر تمام عقائد اور اعمال کی بلند قامت عمارت کھڑی ہے۔ ایمان جاننے کا نہیں، ماننے کا نام ہے جس کی تصدیق قلب، زبان اور اعمال کریں، تبھی ایمان کے مدار کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایمان کی پختگی اور اس پر خاتمہ ہی ایک مسلمان کا اصل اعجاز، اصل میراث اور اصل سرمایہ ہے۔ یہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے ایمان اور کفر کے راستے جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ مومن اپنے ایمان کی بدولت جنت میں کبھی نہ کبھی ضرور داخل ہو جائے گا جبکہ ایمان سے محروم کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”انسان میں شرم و حیا ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت



ہے۔“ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:  
 ”خطاب کے بیٹے! جاؤ، لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل  
 ہوں گے۔“

یاد رکھیے! ایمان ایک ایسی چیز ہے جو نہ کسی دکان سے ملتا ہے نہ جاگیر سے حاصل  
 ہوتا ہے نہ حکومت سے ملتا ہے نہ منصب یا عہدہ سے۔ ایمان اگر دولت سے ملتا تو قارون بے  
 ایمان نہ ہوتا، اگر یہ خدائی سے ملتا تو نمرود بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ طاقت سے ملتا تو فرعون بے  
 ایمان نہ ہوتا، اگر یہ رشتہ داری سے ملتا تو نوح کا بیٹا بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ سرداری سے ملتا تو  
 ابو جہل بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ خونی رشتہ سے ملتا تو ابولہب بے ایمان نہ ہوتا۔ ایمان محض اللہ  
 تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بے حد اہمیت اور قدر و قیمت  
 ہے۔ لہذا ہر شخص کو اس کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرنی چاہیے کیونکہ یہی توشہ آخرت ہے۔  
 ایمان اور ہدایت، کائنات کی سب سے بڑی نعمت اور دولت ہیں جس کے مقابلے  
 میں دنیا کی ہر چیز ہیچ ہے۔ یہ متاع عزیز جسے نصیب ہو جائے، وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص  
 کہلواتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ لاعلمی، کوتاہی، لاپرواہی، ضد یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ گرانقدر  
 ثروت خطرے میں پڑ جائے یا ضائع ہو جائے تو کسی حیل و حجت اور تاویل کے بغیر فوراً اس کی  
 سلامتی کی فکر میں لگ جانا چاہیے کہ ناپائیدار زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، کب یہ ختم ہو جائے۔ یہ  
 فانی زندگی جس کی حقیقت اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں:۔

سیر گلشن بھی نہ کر پائے کہ آہنچی اجل  
 ہائے کتنی مختصر تھی یہ بہار زندگی

اللہ کی رحمت کا سچا امیدوار وہی ہے جو ایک حقیقت پسند کا شکار کی طرح ایمان  
 خالص کا بیج اپنے قلب کی سر زمین میں بوئے اور اس کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی مسلمان کسی  
 بھی وجہ سے راہ ہدایت سے ہٹک جائے تو ایمان ایک ایسا مینارۂ نور ہے جس کی روشنی میں وہ  
 واپس صراطِ مستقیم پر آجاتا ہے۔ اس کی پیشانی سے شرمندگی اور عداوت کے قطرے ٹپکنے لگتے  
 ہیں جس سے اس کے دل کی جلا مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے غلط عقائد پر اڑا رہے،  
 من گھڑت تاویلات سے اسے صحیح ثابت کرنے کی باغیانہ کوشش کرتا رہے اور اپنے شکوک  
 پر بے جا اصرار کرتا رہے تو پھر ایمان معدوم ہو جاتا ہے اور گمراہی اس کا مقدر ہو کر رہتی ہے۔

دیدہ و دانستہ اپنے غلط عقائد پر جتے رہنا اور اس پر تاویلات کے پردے ڈالتے رہنا دانشمندی نہیں، جہالت ہے۔ اعمال کی کمی کے بارے میں روزِ محشر یہ قوی امید رکھی جاسکتی ہے کہ اس کو تباہی پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و رحمت سے درگزر کا معاملہ فرماتے ہوئے معاف فرمادیں (ان شاء اللہ تعالیٰ) لیکن محرومی ایمان ایک ایسی بدبختی ہے کہ جس کی کوئی معافی نہیں۔ جس طرح ماں کے پیٹ سے کوئی معذور بچہ پیدا ہو تو دنیا بھر کے بڑے سے بڑے ڈاکٹر اسے ٹھیک نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح ایمان کی دولت سے محروم کوئی شخص روزِ قیامت معافی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ختمِ نبوتِ اسلام کی اساس اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دینِ اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اس میں شکوک و شبہات کا ذرا سا بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاعِ ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ ایمان و ہدایت محض نبی کریم ﷺ کو سچا جاننے کا نام نہیں بلکہ آپ ﷺ کو صادق و مصدوق سمجھنے اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو آخری تسلیم کرنا ایمان و ہدایت کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس سے انکار یقیناً کفر و ارتداد ہے جس سے کوئی تاویل نہیں بچا سکتی۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک امتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ عقیدہ ختمِ نبوت کا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر یہ شخص آپ ﷺ کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ نے خبر دی ہے، ان میں آپ کو سچا سمجھتا۔ جن دلائل اور طریق تواتر سے آپ ﷺ کی رسالت، نبوت اور دعوت ہمارے لیے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجہ کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہ ہوگا اور جس شخص کو اس ختمِ نبوت میں شک ہو، اسے خود رسالتِ محمدی ﷺ میں بھی شک ہوگا۔ گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین (جن کے ناموں پر ہم اور آپ متفق ہیں) حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت (ظلی، بروزی، تشریحی، غیر تشریحی وغیرہ وغیرہ) کو بند سمجھتے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بزرگ بھی ایسا نہیں جو اجائز نبوت کا قائل، یا امتِ مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے بارے میں فرمایا:  
 اِنَّ اُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَةٍ فَاِذَا رَأَيْتُمْ اِخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ  
 بِالسُّوَادِ الْاَعْظَمِ. (ابن ماجہ)

”میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ پس اگر تم اختلاف دیکھو تو تم پر سوادِ اعظم کے ساتھ رہنا لازم ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:  
 اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةً مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ  
 عَلٰی الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَدَّ شَدًّا اِلَى النَّارِ. (ترمذی)

”بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور (سن لو کہ) جماعت (اجتماعی وحدت) پر اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ ہے اور جو کوئی اس سے جدا ہوگا وہ دوزخ میں جا کرے گا۔“

لہذا امت مسلمہ بحیثیت مجموعی بے دین اور گمراہ نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ تمام محدثین، مفسرین، مجددین اور اکابرین امت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس عقیدہ کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔ تفسیر بحر المحیط ج 2 کے ص 473 پر ہے: ”یعنی تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔“ تفسیر جامع البیان ص 52 میں ہے: ”اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں۔ نازل ہو کر دجال کو قتل کریں اور اسلام کی تائید کریں گے۔“

آپ کے مذہب کی ایک نہایت اہم کتاب ”عسل مصطفیٰ“ ہے، جس کا مصنف مرزا صاحب کا خاص مرید مرزا خدا بخش قادیانی ہے۔ تذکرہ کتاب پر آنجناب مرزا قادیانی، مرزا اشیر الدین محمود، مولوی محمد علی، قادیانی لاہوری اور دیگر اہم قادیانی فخر کرتے رہے ہیں۔ یہ کتاب روزانہ جتنی لکھی جاتی، وہ باقاعدہ ایک محفل میں مرزا صاحب کو سنائی جاتی، اگر کبھی وہ اتفاقاً مرزا صاحب کو نہ سنا تا تو مرزا قادیانی بڑے اہتمام کے ساتھ اس کے متعلق استفسار کرتا

کہ آج تم نے مجھے اس کتاب کا مسودہ کیوں نہیں سنایا؟ غرضیکہ یہ پوری کتاب مرزا قادیانی نے پورے اہتمام کے ساتھ سنی، گویا یہ مرزا قادیانی کی طرف سے مصدقہ کتاب ہے اور اس کے اندر جو مجددین کی فہرست ہے، وہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی مسلم مجددین ہیں۔

آپ کی طرف سے شائع کردہ مجددین کی اس فہرست میں کوئی ایک بھی مجدد ایسا نہیں ہے جو حیات و نزول مسیح کا منکر یا اجزائے نبوت کا قائل ہو۔ آپ جو حوالہ پیش کرتے ہیں، اس میں اپنی مرضی کی کانٹ چھانٹ اور تحریف کرتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

آپ کے نزدیک مرزا قادیانی چودھویں صدی کا مجدد ہے۔ اب یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تیرہ صدیوں کے تمام مجددین (جن کی تعداد قادیانی فہرست کے مطابق 81 بنتی ہے) کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زعمہ ہیں اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر تیرہ صدیوں کے مجددین حق پر ہیں تو اکیلا مرزا قادیانی حق پر نہیں ہے۔ اور اگر مرزا قادیانی حق پر ہے تو گذشتہ تیرہ صدیوں کے تمام مجددین حق پر نہ ہوئے۔ اسی طرح گذشتہ 13 صدیوں کے تمام مجددین، جن کے ناموں پر آپ کو اتفاق ہے، ختم نبوت کے قائل ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کو بند مانتے ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی اور اس کے بیٹوں وغیرہ کا کہنا ہے کہ نبوت جاری ہے اور نبی آتے رہیں گے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین سچے ہیں یا مرزا قادیانی؟ جبکہ اجماع امت کے حوالے سے مرزا قادیانی کا قول ہے:

□ ”کسی اجماعی عقیدہ سے انکار و انحراف موجب لعنت کلی ہے۔“

(انجام آتھم ص 144 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 144 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی قرآنی آیت ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ (الحجر: 9)“

کی تشریح میں لکھتا ہے:

□ ”سو خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے چار قسم کی حفاظت اپنے کلام کی کی۔ اول

حافظوں کے ذریعہ سے اس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا اور ہر ایک صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کئے جو اس کے پاک کلام کو اپنے سینوں میں حفظ رکھتے ہیں۔ ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جائے تو اس کا اگلا پھلا سب بتا سکتے ہیں اور اس طرح پر قرآن کو تحریف لفظی سے ہر ایک زمانہ میں بچایا۔ دوسرے ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے۔ جنہوں نے قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کے پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ تیسرے متکلمین کے ذریعہ سے جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دے کر خدا کے پاک کلام کو کوشش فلسفیوں کے استحقاف سے بچایا ہے۔ چوتھے روحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کی پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے مکروں کے حملہ سے بچایا ہے۔“

(ایام اصلاح صفحہ 62، مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 288 از مرزا قادیانی)

ایک اہم بات جسے آپ اور ہمارے کئی مسلمان بھائی بھول جاتے ہیں کہ قادیانیت میں اصل مدار اسلام، حضور نبی کریم ﷺ، ختم نبوت اور حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔ اگر ایک شخص (خدا نخواستہ) حضور نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتا یعنی نبوت جاری مانتا ہے لیکن مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا، یا ایک شخص (اللہ نہ کرے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ مانتا ہے اور ان کے آسمان سے نزول کا انکاری ہے لیکن مرزا قادیانی کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانتا، تو ایسا شخص آپ کے نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ لہذا بحث و مباحثہ صرف مرزا قادیانی کے کردار اور اس کی شخصیت پر ہونا چاہیے جس سے آپ لوگ بھاگتے اور جان چھڑاتے ہیں۔

شروع میں جب مرزا غلام احمد قادیانی ایک عالم اور مناظر کی حیثیت سے منظر عام پر آیا تو اس وقت وہ ختم نبوت کا قائل تھا اور عام مسلمانوں کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتا تھا۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی کئی اہم تحریریں اس کی کتابوں میں موجود ہیں۔ بعد ازاں اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا بلکہ امام الزماں، مریم، عیسیٰ، کلیم خدا، محمد، احمد حتیٰ کہ خدائی کا دعویٰ بھی کر ڈالا۔

ایک قابل ذکر بات کہ مرزا قادیانی کو لاحق درجنوں بیماریوں مرگی، ذیابیطس، مائی

اوپیا، کمی خواب، تشنج دل، کثرت پیشاب، دورے، ہسٹریا، سل، قونج زجیری، خراب حافظہ، سرعت انزال میں سے ایک اہم بیماری مراق تھی جس کے متعلق دنیا بھر کے مستند ڈاکٹروں اور حکیموں کا کہنا ہے کہ یہ مانجھو لیا کی ایک قسم ہے۔ یہ مرض، تیز سودا جو معدہ میں جمع ہوتا ہے، سے پیدا ہوتا ہے، اس سے فضلات اور آنتوں کے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں، مریض اس کی ظلمت سے پر اگندہ خاطر ہو جاتا ہے اور یہی چیز مراق ہوتی ہے۔

ماہرین طب نے مراق کی علامات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس مرض میں مریض کے افکار و خیالات، حالت طبعی سے بدل جاتے ہیں اور بالعموم اس میں اتانیت یعنی خودی، تکبر اور تعلی یعنی اپنی بڑائی کے فاسد خیالات سما جاتے ہیں۔ وہ ہر بات میں مبالغہ کرتا ہے۔ اس کے دماغی حواس درست نہیں رہتے۔ وہ ہر وقت مست، متفکر اور خود پسندی کے خیالات میں مست رہتا ہے۔ اگر مریض پڑھا لکھا ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کرتا ہے۔ خدائی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ مرض کبھی اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ مریض خیال کرنے لگتا ہے کہ وہ فرشتہ ہے اور کبھی اس سے بھی زیادہ حد تک پہنچ جاتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ خدا ہے۔ بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ مرض اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور بعض میں یہ مرض یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ فرشتہ ہے اور کبھی اپنے آپ کو بادشاہ اور کبھی پیغمبر یقین کرنے لگ جاتا ہے۔

شہرہ آفاق ماہر نفسیات جناب محمد ارشد جاوید ایم اے (امریکہ) ”مرزا قادیانی کی نفسیات“ کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تضادات اور تناقضات کے علاوہ اگر مرزا صاحب کے الہامات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا لغو، بے مقصد اور لالچ یعنی کلام خدا تو کیا، کسی نارمل انسان کا بھی نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نہ تھا بلکہ یہ ایک نفسیاتی بیماری پیرانائے (PARANIA) کے تحت تھا، کیونکہ اگر یہ دعویٰ نبوت کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوتا تو مرزا صاحب کی تحریروں میں اس قدر کلام تضاد نہ ہوتا اور نہ ہی وہ اپنی کتب میں اپنے لغو، بے مقصد اور لالچ یعنی الہامات کا ذکر کرتے۔ مرزا صاحب کے انگریزی الہامات کی زبان تک درست نہیں۔ مزید برآں سوچا

سمجھا دعویٰ ہمیشہ ایسی کھلی اور واضح غلطیوں سے پاک ہوتا ہے۔ اس بیماری کے تحت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ نبوت کوئی نیا یا انوکھا نہیں، بلکہ اگر آپ آج بھی کسی پاگل خانے میں چلے جائیں تو وہاں آپ کی ملاقات پانچ سات ولیوں، دو چار نبیوں اور ایک آدھ خدا سے ضرور ہو جائے گی۔

پیرائے (Parania) دیوانگی یا شدید دماغی خلل (Psychosis) کی وہ صورت ہے کہ وسوسوں یا جنطلوں (Delusions) کا ایک منظم گروہ مریض کے ذہن میں رس بس جاتا ہے۔ ایسے مریض کے وسوسے اور خبط (Delusions) نہایت منظم، مربوط، متدون، مدلل، منطقی، مستقل، متعین شدہ (Well Fixed) و پیچیدہ (Intricate) اور الجھے ہوئے (Complex) ہوتے ہیں۔ یہ وسوسے اکثر کسی ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ مرض عموماً آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ اکثر مریضوں کی شخصیت میں کوئی نمایاں خرابی یا نقص نہیں ہوتا، مریض محض اسی وسوسے یا خبط کی حد تک ایٹارل ہوتا ہے، ورنہ باقی ہر لحاظ سے وہ صحیح عقل و فہم کا مالک ہوتا ہے اور بادی النظر میں بالکل نارمل دکھائی دیتا ہے۔ بعض مریضوں کو سمعی اور بصری واہم (Hallucination) آتے ہیں، انہیں طرح طرح کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، چیزیں نظر آتی ہیں، یعنی مریض حواسِ خمسہ کے مختلف حواس سے کچھ نہ کچھ محسوس کرتا ہے حالانکہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس نظام کے بنیادی وسوسے دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(1) اذیت بخش وسوسے (خبط اذیت)

(2) پرہلکھوہ یا اقتداری وسوسے (خبط عظمت)

خبط اذیت کا مریض سمجھتا ہے کہ لوگ اس کے خلاف ہیں۔ یہ لوگوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو ایک بڑا آدمی اور عظیم ہستی تصور کرتا ہے۔ خبط عظمت کی ایک قسم مذہبی خبط عظمت ہے جس میں مریض سمجھتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے: ”میں اللہ کا منتخب نمائندہ ہوں، خدا کا نبی اور رسول ہوں اور مجھے خدا نے دنیا کی اصلاح کے لیے بھیجا ہے۔“ ایسے لوگ نئے نئے دین وضع کرتے ہیں۔ مذہبی کتابوں اور اصطلاحوں کی نئی نئی تفسیریں کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیں۔ مریض محسوس اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی اور اسے الہامات ہوتے ہیں۔ (ایٹارل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف از کول من)

یہ مرض عموماً مردوں کو ہوتا ہے وہ بھی 30 سال کے بعد عمر کے آخری حصے میں۔ اس قسم کے مریض بہت فکلی مزاج، خود پندار (Self important)، متکبر (Arrogant)

گستاخ، مغرور اور نہایت حساس ہوتے ہیں۔ تنقید قطعاً برداشت نہیں کر سکتے بلکہ فوراً بھڑک اٹھتے ہیں۔ ایسے مریض زبردست احساس برتری کا شکار ہوتے ہیں مگر ان کے احساس برتری کے پس منظر میں احساس کتری کا فرما ہوتا ہے۔ ان مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل سے دوچار ہوتی ہے۔ (اینارل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف از کول مین)

پیرانائے (Parania) کے اکثر مریض ذہین افراد ہوتے ہیں۔ ظاہری طور پر چونکہ بالکل نارمل معلوم ہوتے ہیں۔ لہذا وہ ہر قسم کے دلائل سے اپنی بات وقتی طور پر منوالیتے ہیں۔ یہ لوگ واقعات اور حقائق کو اس طرح توڑ مروڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کے وسوسوں پر ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ جب مریض کو یہ وسوسے آنے شروع ہوتے ہیں تو مریض کے دوست احباب اور عزیز واقارب کو اس کی اس تبدیلی کا احساس تک نہیں ہوتا اور وہ اس طرف توجہ نہیں دیتے، کیونکہ مریض ظاہری طور پر بالکل نارمل معلوم ہوتا ہے۔ مرض جتنا شدید ہوگا، اس کی گفتگو اتنی ہی مدلل، منطقی اور معقول معلوم ہوتی ہے۔ ایسے مریض اپنے خیالات اور نظریات کو نہایت مربوط اور مدلل انداز میں اس طرح پیش کرتے ہیں کہ لوگ ان پر یقین کر لیتے ہیں۔ ایسے افراد اپنے رشتے داروں، دوست احباب اور بعض دوسرے معقول افراد کو اپنے دعوے کی سچائی پر مطمئن کر لیتے ہیں۔ (اینارل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف از کول مین)

مریض عموماً سمجھتا ہے اور اسے اس بات کا اعتراف ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے نظریات اور خیالات کو وسوسے خیال کرتے ہیں مگر پھر بھی وہ ان کی واضح تردید سے مطمئن نہیں ہوتا کیونکہ اس کا وسوسی نظام بہت پختہ اور اس کی ساخت پر داخت حد درجہ منطقی ہوتی ہے جس کی وجہ سے مریض اپنے وسوسوں پر جما لگا رہتا ہے۔ پیرانائے کی تشکیل میں مریض کی معاشرتی، سماجی، پیشہ ورانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیاں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ یہ ناکامیاں مریض کی خودی (آنا) اور شخصی اہمیت کے تصور کو خطرے میں ڈال دیتی ہے جس سے اس کا وقار سخت مجروح ہوتا ہے۔ ایسے افراد کے مقاصد زندگی اور خیالات بہت بلند (IDEAL) ہوتے ہیں مگر جب وہ ان کو حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو یہ ناکامی ان میں احساس کمزوری اور احساس کتری پیدا کر دیتی ہے اور پھر وہ اس احساس کتری کو مٹانے یا کم از کم کرنے کے لیے اپنے آپ کو بڑھا چھا کر پیش کرتے ہیں۔

فرائڈ کے نزدیک اس مرض کے پیچھے دہلی ہوئی ہم جنسی تمناؤں اور خواہشات کا بھی



گہرا ہاتھ ہوتا ہے۔ اگرچہ مریض کو ان کا شعور و احساس نہیں ہوتا۔ یہ خواہشات نہایت غیر اخلاقی اور ناقابل قبول سمجھی جاتی ہیں جو کہ مریض کو پریشان کرتی ہیں۔ نتیجتاً مریض احساس گناہ اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر اس کی عطا کرنے کے لیے، وہ اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ دکھانا چاہتا ہے۔ اس طرح اپنے وسوسوں کو ناقابل قبول اور متنفرانہ تمناؤں کے خلاف دفاعی فیصل بنا دیتا ہے۔ (اینارل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف از کول من، تحلیل نفسی از حزب اللہ)۔

پیرائے کی ایک وجہ جنسی عدم مطابقت (Maladjustment) بھی بیان کی جاتی ہے۔ پیرائے کے مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل، پریشانیوں اور مشکلات کا شکار ہوتی ہے مگر ضروری نہیں کہ یہ مسائل ہم جنسیت ہی کے ہوں جیسا کہ فرائڈ کا خیال ہے۔ بقول کول من، عصر حاضر کے محققین کی اکثریت کے خیال کے مطابق اس بیماری کی تشکیل میں اہم ترین عناصر، فرد کی دوسرے لوگوں کے ساتھ باہمی تعلقات میں دشواری، اپنی کوتاہی و کمزوری اور کمتری کا شدید احساس ہے۔ بعض دوسرے ماہرین کی رائے میں اس بیماری کی تشکیل میں عموماً کئی وجوہات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً غیر اخلاقی کردار پر احساس گناہ، دبی ہوئی ہم جنسی خواہشات، احساس کمتری اور اعلیٰ غیر حقیقت پسندانہ تمناؤں۔

پیرائے کے مرض کی علامات کا اگر سرسری جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ اس مرض کی کم و بیش تمام علامات مرزا غلام احمد قادیانی میں موجود تھیں مثلاً:-

1- تمام مریضوں کی طرح مرزا صاحب کے تمام وسوسے خوب منظم اور اکثر مریضوں کی طرح ایک ہی مرکزی خیال کہ ”وہ دنیا کی اصلاح کے لیے، خدا کی طرف سے مامور ہیں۔“ کے گرد گھومتے ہیں۔ مرزا صاحب پہلے ایک مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے، پھر محدث اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، بعد ازاں مثیل مسیح، مسیح موعود اور آخر کار نبوت کا اعلان کر دیا۔ ان تمام دعوؤں کا مرکزی خیال ایک ہی ہے کہ وہ خدا کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لیے مامور ہیں، اور بیماری بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کا دعویٰ بھی بڑھتا گیا۔

2- مرزا صاحب کے وسوسے اگرچہ مربوط، مدلل اور ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے تھے مگر اکثر مریضوں کی طرح ان کے وسوسے کافی پیچیدہ اور الجھے ہوئے تھے۔ ان کے الجھاؤ کا اندازہ اس امر سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ وہ کبھی اپنے

آپ کو مصلح اور محدث کہتے ہیں اور کبھی مجدد، کبھی مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کبھی نبی ہونے کا۔ حتیٰ کہ کبھی کرشن اور زودر گوپال ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔

مرزا صاحب کے دوسوں کی چھیدگی ان کے بعض الہامات سے مزید ظاہر ہوتی ہے مثلاً ”اُس (اللہ تعالیٰ) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ ”براہین احمدیہ“ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 496 میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بتایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“ (کشتی نوح صفحہ 47، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50 از مرزا قادیانی) یعنی پہلے مریم بنے پھر خود ہی حاملہ ہوئے، پھر اپنے پیٹ سے خود ہی عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے۔

3- اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب کو یہ بیماری یک بارگی لاحق نہیں ہوئی، بلکہ اس بیماری میں مرزا قادیانی آہستہ آہستہ گرفتار ہوتے گئے، چنانچہ مرزا قادیانی نے نبوت کا اعلان یک لخت نہیں کیا، بلکہ پہلے پہل وہ ایک مبلغ اور مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے۔ (براہین احمدیہ از مرزا غلام احمد قادیانی)، پھر محدث ہونے کا دعویٰ کیا۔ لکھتے ہیں: ”نبوت کا دعویٰ نہیں، بلکہ محدث کا دعویٰ ہے۔“ (تذکرہ صفحہ 82)۔ 1884ء میں مجدد ہونے کا اعلان کیا، چنانچہ اُن کے بقول ”اور مصنف کو بھی اس بات کا علم دیا گیا کہ وہ مجدد وقت ہے۔“ پھر مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ کہتے ہیں: ”مجھے فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔“ 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا، چنانچہ قطر از ہیں: ”میں مسیح موعود ہوں۔“ (نزول اسح صفحہ 48) حتیٰ کہ آخر کار مرزا قادیانی نے 1901ء میں نبوت و رسالت کا دعویٰ کر دیا۔ کہتے ہیں: ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء صفحہ 11) ”اس نبوت میں نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے

تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔“ (حقیقت الوحی صفحہ 391)

مختصر یہ کہ مرزا قادیانی کے مذہبی خطبہ عظمت کے وہ وسوسے جو تقریباً 1879ء میں شروع ہوئے، بڑھتے بڑھتے 1901ء میں نبوت کے دعوے پر منتج ہوئے۔

4- بعض مریضوں کی طرح مرزا صاحب کو سمعی اور بصری واہے

(Hallucinations) آتے تھے۔ انہیں آوازیں سنائی دیتی تھیں اور لوگ نظر

آتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ”میرے پاس جبرائیل آیا اور اُس نے مجھے جن لیا۔“

(حقیقت الوحی صفحہ 103)۔ ”بعض اوقات دیر دیر تک خدا مجھ سے باتیں کرتا

رہتا۔“ (حقیقت الوحی صفحہ 391)

5- مذہبی خطبہ عظمت میں مریض محسوس کرتا ہے اور دعویٰ بھی کرتا ہے کہ اس پر وحی

نازل ہوتی ہے اور اُسے الہامات ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی تصنیفات

میں جگہ جگہ اپنی وحی اور الہامات کا ذکر کیا ہے، مثلاً:

”23 سال سے متواتر اس عاجز پر الہام ہوا ہے۔“ (حقیقت الوحی صفحہ 150)

”مجھے اپنی وحی پر ایسا ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن پر۔“

(اربعین نمبر 4 صفحہ 25)

6- جیسا کہ قبل ازیں بتایا جا چکا ہے کہ مذہبی خطبہ عظمت کا مریض سمجھتا اور دعویٰ کرتا ہے

کہ وہ اللہ کا منتخب نمائندہ ہے۔ خدا نے دنیا کی اصلاح کے لیے اسے بھیجا ہے۔

ایسے لوگ نئے نئے مذہب وضع کرتے ہیں۔ مذہبی کتابوں اور اصطلاحوں کی نئی نئی

تفسیریں ایجاد کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیں۔

مرزا صاحب چونکہ مذہبی خطبہ عظمت کے مریض تھے۔ چنانچہ ان کے دعوے بالکل

اسی نوعیت کے تھے، مثلاً ”خدا نے مجھے امام اور رہبر مقرر فرمایا۔“ ”براہین احمدیہ“ میں اپنی

ذات کے متعلق بار بار اظہار کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی اصلاح اور اسلام کی دعوت کے لیے خدا

کی طرف سے مامور اور عصر حاضر کے مجدد ہیں اور ان کو حضرت مسیح سے مماثلت ہے۔ بعد

ازاں انہوں نے ایک نیا مذہب تشکیل دیا اور اپنے تئیں نبی بن بیٹھے۔ اس کے لیے قرآن و

حدیث کی عجیب و غریب تشریح اور تفسیر کی جو کہ نہ صرف علمائے امت کے اجماع کے خلاف

ہے، بلکہ ان کے اپنے ابتدائی خیالات کے بھی برعکس ہے مثلاً ابتدا میں آپ ختم نبوت کے

قائل تھے اور ختم نبوت کے منکر کو کافر سمجھتے تھے، چنانچہ لکھتے ہیں: ”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 761)۔ ”اللہ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ قطع کر چکا ہو۔“ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 377) ”ہم اس بات کے قائل ہیں اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت ﷺ نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پڑاتا۔“ (سراج منیر صفحہ 302) ”خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہلسنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں۔ اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (آسمانی فیصلہ صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 313 از مرزا قادیانی)

بعد ازاں جب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو لفظ ختم نبوت کی عجیب و غریب تعبیر اور تفسیر کی اور اس کو اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیا: ”وہ (حضور نبی کریم ﷺ) ان معنوں میں خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں۔“ (چشمہ معرفت ضمیرہ صفحہ 9)۔ یعنی ”خاتم النبیین“ کے معنی آخری نبی کے نہیں، بلکہ افضل النبیین کے ہیں۔ اس طرح نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے، البتہ کمالات نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہو گئے۔ مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور رسالت کے لیے ایک اور دلچسپ تاویل کی: ”مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے، بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 12)

7- اس مرض کے عام مریضوں کی طرح مرزا قادیانی کو بھی یہ مرض 30 سال کے بعد عمر کے دوسرے حصے میں لاحق ہوا۔ آپ 1839-40ء میں پیدا ہوئے۔ 1891ء میں پہلی مرتبہ اپنی تصنیف ”فتح الاسلام“ میں مثل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ بعد ازاں 1901ء میں نبوت کا باقاعدہ دعویٰ کیا۔

8- خبطِ عظمت کے دوسرے مریضوں کی مانند مرزا صاحب بھی بہت حساس تھے۔ اپنے

خلاف تنقید ہرگز برداشت نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ اس دور کے جن علما نے ان کے دعویٰ نبوت پر تنقید کی، وہ ان پر برس پڑے۔ حتیٰ کہ عالم گلوچ پر اتر آئے۔

مشہور روحانی بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گلڑوی کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے: ”مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب

اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گلڑوہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“ (اعجاز احمدی صفحہ 75 مندرجہ روحانی

خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا قادیانی) اس کے علاوہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کو ”عورتوں کی عار“ کہا۔ (اعجاز احمدی صفحہ 92 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 196 از مرزا

قادیانی) مولانا محمد حسین بٹالوی کے متعلق لکھا: ”کذاب، متکبر، سربراہ گمراہان جاہل، شیخ احمقان، عقل کا دشمن۔ (انجام آختم صفحہ 242، 241 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 242،

241 از مرزا قادیانی) مولانا نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھا: ”وہ گمراہ اور کذاب ہے۔“ (انجام آختم صفحہ 251 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 251 از مرزا قادیانی) مولانا رشید

احمد گنگوہی کے متعلق لکھا: ”اندھا شیطان، گمراہ دیو، شقی، ملعون۔“ (انجام آختم صفحہ 252 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 252 از مرزا قادیانی) مولانا سعد اللہ کے بارے میں لکھا: ”

اور لعیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ

رکھا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی تترہ صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 445 از مرزا قادیانی)

9۔ خبط عظمت کے تمام مریضوں کی طرح مرزا قادیانی بھی زبردست احساس برتری کا شکار تھے۔ ان کا یہ احساس اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اول تو وہ اپنے آپ کو تمام انبیاء کا ہم پلہ اور ہم چشم سمجھتے تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ اپنے تئیں جامع کمالات انبیاء بلکہ تمام انبیاء سے افضل گردانتے تھے، مثلاً:

(الف) ”خدا نے میرے ہزاہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت کم نبی گزرے ہیں جن کی تائید کی گئی۔“ (تترہ حقیقۃ الوحی صفحہ 148)۔

(ب) ”اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں، ایک شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جاویں، سو وہ میں ہوں۔“ (براہین

احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 68/101)

(ج) ”اگر میں تجھے پیدانہ کرتا تو آسمان کو پیدانہ کرتا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 99)

(د) مرزا قادیانی اپنے کو حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت یوسف اور حضرت عیسیٰ سے افضل سمجھتے تھے۔

(ر) ”اور اس شخص (مرزا قادیانی) کو تم نے دیکھ لیا جس کو دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔“ (اربعین نمبر 4، صفحہ 13)

10- بقول کول من ان مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل سے دوچار ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی بھی اسی اکثریت میں شامل تھے۔ مرزا قادیانی کی قوتِ مردی کمزور تھی جس کا مرزا صاحب کو علم بلکہ پوری اشدت سے اسراں تھا۔ لکھتے ہیں: ”جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں، آخر میں نے صبر کیا۔“ (مکتوب احمدیہ جلد دوم صفحہ 27، طبع جدید)۔

”ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ ہلکی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلتِ حرارتِ غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو حرارتِ غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔“

(حکیم نور الدین کے نام خط، مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 20 مکتوب نمبر 10 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

”میری حالت مردی کا عدم تھی۔“ (تریاق القلوب“ صفحہ 75)

11- چونکہ یہ مریض اکثر ذہین افراد ہوتے ہیں، لہذا یہ لوگ واقعات اور حقائق کو اس طرح توڑ مروڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کے دوسوں پر ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ اس طرح مرزا قادیانی بھی ابن مریم اور نبی بننے کے لیے حقائق کو توڑتے مروڑتے رہے، چنانچہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور چونکہ مسیح موعود تو حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں، لہذا مرزا قادیانی نے خود عیسیٰ ابن مریم بننے کے لیے یہ پُر لطف تاویل فرمائی: ”اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم

رکھا، پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفتِ مریمیت میں میں نے پرورش پائی..... پھر..... مریم کی طرح عیسیٰ کی رُوح مجھ پر نفل کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو

سب سے آخر میں براہین احمدیہ حصہ چہارم میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے عیسیٰ ابن مریم ٹھہرا۔“ (کشتی نوح صفحہ 87، 88، 89) یعنی پہلے آپ مریم بنے، پھر خود ہی حاملہ ہوئے، پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے۔

اس کے بعد یہ مشکل آئی کہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول تو احادیث کی رو سے دمشق میں ہونا تھا جو کہ کئی ہزار برس سے شام کا مشہور و معروف مقام ہے، یہ مشکل ایک دوسری دلچسپ تاویل سے یوں رفع کی گئی: ”صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اتریں گے..... دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے، جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں..... مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے، جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے۔“ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 141 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

12- مریض کو عموماً احساس اور اعتراف ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے نظریات اور خیالات کو درست خیال نہیں کرتے، مگر پھر بھی وہ ان کی واضح تردید سے مطمئن نہیں ہوتے۔ چنانچہ مرزا صاحب، مولانا ثناء اللہ امرتسری کے نام ایک اشتہار میں لکھتے ہیں: ”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔“ (مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ 5 اپریل 1907ء مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 705، 706 طبع جدید)

مرزا صاحب کو احساس تھا کہ علما کرام ان کے خیالات کو درست نہیں سمجھتے، اس کے باوجود نبوت کا شوق جاری رکھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب مذکورہ بالا اشتہار کے 13 ماہ بعد فوت ہو گئے، جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری 40 سال تک زندہ رہے۔

13- اگرچہ مرزا قادیانی کو کوئی دوسری شدید ذہنی بیماری لاحق نہ تھی جس کی وجہ سے وہ ظاہری طور پر نارمل معلوم ہوتے تھے، مگر مرزا قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد

نے ان کی بعض خفیف ذہنی بیماریوں Neuroses کا ذکر کیا ہے، مثلاً: ”مرزا قادیانی کو جوانی میں ہسٹریا کی شکایت ہو گئی تھی اور کبھی کبھی اس کا ایسا دورہ پڑتا تھا کہ بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے۔“ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 17، از مرزا بشیر احمد)۔ ”اور پھر ان سب پر مستزاد مانگو لیا اور مراق کا موذی مرض۔“ (سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ 55، از مرزا بشیر احمد)

مذکورہ بالا واقعات، حقائق اور دلائل سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ خلیفہ عظمیٰ کی کم و بیش تمام علامات مرزا قادیانی کی شخصیت میں بدرجہ اتم موجود تھیں جس سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا صاحب دراصل پیرانائے (Parania) میں مبتلا تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو یہ نفسیاتی بیماری کیوں لاحق ہوئی؟ ہمارے خیال میں اس کی بیماری کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) مرزا قادیانی کی اس بیماری کی تشکیل میں ان کی پیشہ ورانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیوں نے اہم کردار کیا۔ آپ کی ابتدائی زندگی غسرت اور غربت سے شروع ہوئی۔ لکھتے ہیں:

”مجھے صرف اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی۔“ (نزول مسیح صفحہ 118) بعد ازاں آپ نے سیالکوٹ کی کچھری میں بطور محرر ملازمت کی۔ اس دوران ترقی کے لیے مختاری کا امتحان دیا، مگر ناکام رہے۔ ”آپ (مرزا قادیانی) نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانون کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہو سکے۔“ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 156، از مرزا بشیر احمد)

اسی طرح ازدواجی زندگی بھی کچھ زیادہ کامیاب نہ تھی، کیونکہ آپ کی قوت مردی کمزور تھی، لکھتے ہیں: ”جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں، آخر میں نے صبر کیا۔“ (مکتوبات احمد جلد دوم، صفحہ 27، طبع جدید)

پیشہ ورانہ اور ازدواجی ناکامیوں نے مرزا قادیانی کی انا اور وقار کو سخت مجروح کیا تھا۔ آپ میں اپنی کوتاہی، کمزوری اور کمتری کا شدید احساس پیدا ہو گیا، پھر اس احساس کو کمزوری کے لیے آپ نے اپنے آپ کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔

(2) اکثر مریضوں کی طرح مرزا قادیانی بھی جنسی مسائل (جنسی عدم مطابقت



(Sexual Adjustment) کا شکار تھے، کیونکہ آپ جنسی لحاظ سے کمزور تھے اور اس ضعف کی وجہ سے ازدواجی فرائض بہتر طور پر ادا نہ کر سکتے تھے جس کی وجہ سے ان میں شدید احساس گناہ پیدا ہوا۔ پھر اس کی تلافی کے لیے اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ دکھانا شروع کر دیا۔

(3) ممکن ہے فرائڈ کے نظریے کے مطابق مرزا قادیانی کے مذہبی حیلہ عظمت کے پیچھے ہم جنسی تمناؤں اور خواہشات کا ہاتھ بھی ہو، ممکن اس لیے کہ مریض کو ایسی خواہشات کا احساس اور شعور نہیں ہوتا، کیونکہ یہ خواہشات لاشعوری ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ خواہشات نہایت غیر اخلاقی اور ناقابل قبول سمجھی جاتی ہیں جو مریض کو پریشان کرتی ہیں۔ نتیجہً مریض احساس گناہ اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اگرچہ مرزا صاحب نے خود کو انگریز کے ہاتھ مکمل طور پر بیچ ڈالا تھا اور آخری دم تک وہ فرنگی کے وفادار رہے لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہیں اپنے ضمیر میں جبین محسوس ہوتی ہو، یہ 'گلت' بھی ان کے فکری انتشار کا باعث بنا ہو۔ دراصل ایسا ملیٹی بڑا ہی Complex مسئلہ ہے۔ پھر اس کی تلافی کرنے کے لیے مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ بنا کر پیش کیا۔ اس طرح اپنے وسوسوں کو ناقابل قبول اور متنفرانہ تمناؤں کے خلاف دفاعی فیصلہ بنا دیا۔

مولانا محمد اسماعیل آزاد اپنے ایک مضمون "مرزائیوں کا المیہ" میں لکھتے ہیں:

"قادیانی فرقے کی طبعی عمر ابھی 100 سال کے لگ بھگ ہے۔ 100 سال پہلے یہ مسلمان تھے اور مسلمانوں کے اس عظیم تاریخی دھارے میں شامل تھے جس کے مسلسل بہاؤ کو ساڑھے چودہ سو برس ہو چکے ہیں۔ یہ فرقہ مسلمانوں سے الگ کیوں ہوا؟ اور الگ ہو کر اس نے کیا پایا؟ اور کیا کھویا؟ یہ ایک المناک داستان ہے۔"

قادیانی فرقہ اپنے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کو مان کر عامۃ المسلمین سے الگ ہو گیا۔ موصوف اپنے دعویٰ سے پہلے آریوں اور عیسائیوں میں تبلیغی کام کرتے رہتے تھے۔ اس وقت عامۃ المسلمین، اس تبلیغی کام کو بنظر تحسین دیکھتے تھے۔ تبلیغ اسلام کا یہ دور آریہ سماج اور عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کے جواب میں آیا۔ اس دور میں مرزا غلام احمد ہی واحد مبلغ یا مناظر نہ تھے بلکہ درجنوں مسلمان بزرگ یہ کام کر رہے تھے۔ ان بزرگوں نے اپنی الگ جماعتیں بنائیں نہ اخبارات نکالے نہ مرید بنائے۔ مرزا صاحب نے اپنی جماعت، اپنے

اخبارات، اپنے مریدوں کی تنظیم اور دارالاشاعت بنایا اور اسی لیے پروپیگنڈے کے جدید دور میں وہ زیادہ مشہور ہوئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح موعود اور نبی ہونے کے دعوے سے قادیانی مذہب کی بنیاد پڑتی ہے۔ مرزا قادیانی کو اپنے افکار و معتقدات کا نقطہ ماسکہ مان کر قادیانیوں نے اسلام کے ساڑھے چودہ سو سالہ ورثے سے قطع تعلق کر لیا۔ ان کی ہدایات کا منبع مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت بن گئی اور Personality Cult کی طرح قادیانی فرقہ وجود میں آیا۔ بظاہر یہ لوگ قرآن پاک اور احادیث کو اپنی بنیاد بتاتے ہیں لیکن قرآن و حدیث سے وہ دراصل مرزا قادیانی کی صداقت کو ثابت کرنے کا کام لیتے ہیں۔ اس طرح اولیت مرزا قادیانی ہی کی شخصیت کو حاصل ہوتی ہے اور قرآن و حدیث ان کے نزدیک ثانوی درجہ رکھتے ہیں۔

قادیانیوں کا المیہ یہ ہے کہ جس کو نبی مانتے اور صاحب وحی گردانتے ہیں، وہ ان کی عملی زندگی میں نمونہ عمل اور اسوۂ حسنہ کا کام نہیں دیتا۔ حیرت ہے کہ مہد سے لحد تک روزمرہ کی زندگی کے مذہبی اعمال میں ان کا نبی ان کے کسی کام نہیں آتا۔ اس لیے دعویٰ نبوت کی خود بہ خود تردید ہو جاتی ہے۔ جو نمونہ عمل نہ ہو، وہ نبی نہیں، کاہن ہو سکتا ہے۔ یہ کیسا المیہ ہے کہ مرزائی عبادات و معاملات میں حضور خاتم النبیین ﷺ سے ہدایت حاصل کریں لیکن کریڈٹ مرزا قادیانی کو دیں۔

کہا جاتا ہے کہ احادیث میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیش گوئیاں ہیں، اس لیے دعویٰ ضروری تھا۔ اگر یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو احادیث میں حضرت مسیح علیہ السلام کے چوتھے آسمان پر ہونے اور نزول کرنے کا تذکرہ ہے۔ یہ لوگ وفات مسیح مان کر احادیث کو رد بھی کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کو ان کا مصداق مان کر ان کی تصدیق بھی کرتے ہیں۔ آمد مسیح کی احادیث میں اس بات کا خفیف سا اشارہ بھی نہیں ملتا کہ وہ نازل ہو کر اپنی نبوت کا دعویٰ کرتے پھریں گے، ان کا کام تو صرف قتل و جال بتایا گیا ہے۔ نہ دعویٰ نبوت، نہ کرامات و معجزات پر فخر، نہ دشمنوں کو بددعا، وہ تو ان تمام مراحل سے گزر چکے ہیں۔ صرف اور صرف دجال کو قتل کرنا، ان کا کام ہے۔ حد یہ ہے کہ اس بات کا بعید ترین اشارہ بھی نہیں ہے کہ وہ تبلیغ کریں گے، جماعت بنائیں گے، عام مسلمانوں سے الگ ہو جائیں گے اور انہیں کافر قرار دیں گے۔ مرزا قادیانی کے یہ سارے کام ان کے مسیح موعود کے دعوے کی

تردید بن جاتے ہیں۔ اس طرح وفات مسیح پر مرزا قادیانی کا اصرار کوئی علمی حقائق کی دریافت کی تحقیقی مہم ثابت نہیں ہوتی، بلکہ ان کا مقصد اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح مسیح کی جگہ خالی ہو جائے جس پر یہ خود براجمان ہو جائیں۔ مسیح علیہ السلام کی وفات کو ماننے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ اب یہاں کوئی نئی نہیں آئے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے خواب اور کشف کی وارداتوں میں خود کو نبی، مسیح موعود، مہدی موعود، کرشن اور خدا جانے کیا کیا محسوس کیا، خواب میں آدمی سب کچھ بن سکتا ہے۔ خواب کی واردات کو بیداری پر لاگو کرنا؟

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں خواب، وحی الہی کی طرح ہدایت کا مستند ماخذ نہیں۔ خواب کی واردات ممکن ہے اور ان کی تعبیر بھی ممکن۔ لیکن خواب کو حقیقت مان کر بیداری میں اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ خود مرزا صاحب کا کہنا ہے: ”اس راتم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔“ (تخفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ 48 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 168، از مرزا قادیانی)

اس دلچسپ پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ ایک طرف تو مرزا قادیانی وہنی دیوانگی کے کارن ”مصوم“ دکھائی دیتے ہیں، دوسری جانب انگریز کی مدد سے کر کے بے پناہ سیاسی فائدے حاصل کرتے ہوئے نہایت حیا ثابت ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں جس تیز ذہانت کے ساتھ انہوں نے نہ صرف ایک منظم جماعت بنا ڈالی بلکہ اپنے پڑھے لکھے مریدوں سے اُس زمانے میں لاکھوں روپے بطور چندہ اینٹھ لیے (جو آج کے حساب سے بلاشبہ کروڑوں روپے کی خطیر مالیت بنتی ہے)..... اس Paradoxy پر کیا کہیں؟..... شاید یہی کہا جاسکتا ہے:

دیوانہ بکار خود ہوشیار!

ہر دور میں انسانوں کے مسائل اور مشکلات اپنے حل کا تقاضا کرتے ہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاں، اپنے دور کے مسائل کا احساس ملتا ہے نہ ان کے حل کا۔ انگریزی حکومت، مسلمانوں کی پستی و زبوں حالی، اسلامی روایات سے بے تعلقی، عیسائیوں کی

تبلیغی کوششیں (تاکہ ملک کی آبادی میں عیسائی اکثریت پیدا کی جاسکے)، ہندوؤں کی سیاسی دھاندلیاں، مسلمانوں کی معاشی و تعلیمی حالت کی اصلاح، ملک کی سیاست میں مسلمانوں کے جائز مقام کے حصول کی کوشش، مغربی تہذیب کے برے اثرات سے مسلمانوں کی حفاظت، یہ تمام مسلمانوں کے مسائل تھے، جن سے مسلمان بیداری میں نبرد آزما تھے۔

مرزا قادیانی ان مسائل سے آنکھیں بند کیے، عالمِ خواب میں کبھی مسیح کبھی مہدی اور کبھی نبی بنتے رہے، مسائل کے سلسلے میں کوئی رہبری، قوم کو نہ دے سکے۔ اس طرح اپنے دعوے کی قطعی خودی کھول دی۔ قادیانیوں نے مرزا قادیانی کے دعوے پر ایمان لا کر یہ تو ضرور پایا کہ غیر ملکی حکومت نے اس اقلیت پر پورا اعتماد کیا، اور یہ سرکاری ملازمتوں اور کاروبار میں انگریزوں کے معتمد اور بھی خواہ بن کر ترقی کرتے رہے۔ لیکن کیا کھویا؟ علمتہ المسلمین کا اعتماد! ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ کے دھارے سے چند ہزار آدمی اگر الگ ہو جائیں، تو ہو جائیں، وہ تاریخ کے دھارے کا رخ نہیں موڑ سکتے۔ دریا کے بہاؤ سے پانی کی کچھ مقدار الگ ہو کر کسی گڑھے میں رہے تو اس میں سڑاند، بدبو اور کیڑے مکوڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسا پانی جب تک الگ رہے گا بدبو پھیلا تا رہے گا۔ لیکن کوئی سیلاب اگر اسے دوبارہ دریا میں ملا دے تو اس کے تھپڑوں سے اس کی بدبو ختم ہو کر یہ آبِ معشئی بن جائے گا۔ اسلام کی ساڑھے چودہ سو برس کی تاریخ میں بہت سے فرقے پیدا ہوئے اور عوام کے سیلاب کے تھپڑوں سے معشئی ہو کر اسلام میں ضم ہو گئے۔ معتزلہ، جمہیہ، قدریہ، مرجیہ وغیرہ صرف تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں، عملاً ان کا وجود ختم ہو گیا۔ عوام کا سیلاب عنقریب قادیانیت کو بھی اسی طرح ضم کر لے گا۔

تقسیم ہند کے معاملے پر غور کیجیے۔ کیا یہ سوچا جاسکتا ہے کہ قادیانی گروہ ہندوؤں اور انگریزوں سے ٹکر لے کر پاکستان حاصل کر سکتا تھا۔ کوئی اقلیت اس کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ تاریخ کے دھارے سے الگ ہو کر ہر گروہ اپنی اہمیت اور افادیت کو خود ہی کھودیتا ہے۔ تھپڑوں کے گلے سے الگ ہونے والی چند بھٹیوں میں ہمیشہ بھٹیوں کی شکم پروری کے کام آتی ہیں۔ بھٹیوں کا گلہ بان انکی مدد نہیں کر سکتا۔

دین اسلام کے داعی، حاکم، علماء، فقہاء اور مجاہدین کی موجودگی میں کسی مسلمان کو نہ تو سمجھا جاسکتا ہے نہ اس خوف زدہ اقلیت کے خوف سے فائدہ اٹھا کر غیر ملکی طاقتیں اسے

اپنا ایجنٹ بنا سکتی ہیں۔ قادیانیوں نے علامۃ المسلمین سے الگ ہو کر اپنی آئندہ نسلوں کو خوف اور غیر ملکی بے دین طاقتوں پر انحصار کے سوا کیا دیا؟ خوف کا یہ عالم کہ اپنے عقیدے کو کوئی قادیانی برسر عام زبان پر نہیں لاسکتا۔ دل میں کچھ ہونا اور زبان پر کچھ ہونا نفسیاتی مسائل کو جنم دیتا ہے اور کردار پر داغ لگا دیتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے اطراف جو لوگ جمع ہوئے، وہ تو دل سے اسلام کی سر بلندی کے آرزو مند تھے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی راہ میں مرزا قادیانی کے دعاوی سب سے بڑی رکاوٹ بن گئے۔ مرزا قادیانی کی تحریریں ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ آج بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ ان میں اسلام کی صداقت پر کتنے صفحات ہیں اور اپنے دعوے کی صداقت پر کتنے؟ کیا یہ ضروری نہیں کہ اسلام کی ترقی و عظمت کی راہ میں اس رکاوٹ کو قادیانی خود سے ہٹادیں۔

رسول اکرم ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر ایک مرزا غلام احمد نہیں، لاکھوں مدعیان کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ اگر قادیانی حضرات، مرزا غلام احمد کی شخصیت کو نشان منزل سمجھتے ہیں۔ جس سے انہیں اپنی منزل مقصود محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف راہ نمائی ملی، تو اس نشان منزل پر آج تک چمٹنے کا فائدہ؟ جو شخص نشان منزل سے چمٹا ہوا ہو، وہ منزل کا منکر نہیں تو کیا ہے؟ پھر نشان منزل بھی خود ساختہ ہے۔ کیا کوئی منزل پر پہنچنے والا مسافر سبک میل کو یاد بھی رکھتا ہے؟ انسان اپنی زندگی میں والدین کے علاوہ اساتذہ کا احسان مندر ہوتا ہے۔ پرائمری کے استاد سے الف، ب سیکھنے والا طالب علم، یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لے کر کیا اس کا سارا کریڈٹ پرائمری کے استاد کو دیتا ہے، اور بعد میں اپنی تحقیقات میں اسے رہبر بناتا ہے؟ اگر عملی زندگی میں قادیانی ایسا نہیں کرتے تو عقائد اور ایمانی زندگی میں وہ ایسا کر کے کون سا معقول رویہ ظاہر کرتے ہیں؟ مرزا غلام احمد، انسان تھے، معصوم عن الخطنہ تھے۔ ان کی خطاؤں کی نشان دہی ہو چکی ہے۔ ان خطاؤں کو محض واردات روحانی قرار دے کر باقی رکھنا، معقول رویہ ہے نہ مثبت طرز فکر۔ شخصیت پرستی ہی تو بت پرستی کی اصل بنیاد ہے۔

قادیانی حضرات اگر شمع اسلام کے پروانے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے دین کو دنیا میں غالب کرنے کے ارادے سے مرزا قادیانی کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے تھے تو انہیں اس بارے میں محتاط رہنے کی ضرورت تھی کہ کہیں روشنی کے فداکار پروانوں کی طرح یہ غفلت کا شکار ہو کر روشنی کے اطراف جمع ہونے والی چھپکیوں میں سے کسی کی غذا نہ بن جائیں۔

احتیاط کی وجہ سے شیخ رسالت کے پروانے، مرزا قادیانی کو عاشق رسول جان کر اس کی نا آسودہ امنگوں کا شکار ہو گئے۔ یہ پڑھے لکھے لوگ تھے۔ مرزا قادیانی کی تاویلات سے فریب کھا گئے۔ آیت ختم نبوت کی یہ تاویل کہ حضور ﷺ کی مہر لگنے سے مرزا قادیانی نبی بن گیا، مزعومہ معانی عربی زبان کے کسی محاورے سے ثابت نہیں۔ حدیث مبارک انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کا لائق جنس حضور ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کی نئی کر رہا ہے۔ ظلی نہ بروزی۔ قرآن پاک میں حضور نبی کریم ﷺ کے تعلق سے ”من قبلک“ کے الفاظ کئی جگہ آئے ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کے تعلق سے من بعدک کا لفظ ایک جگہ بھی استعمال نہیں ہوا۔ یہ اس لیے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ قرآن مجید میں فبای حدیث بعدہ یومنون (المرسلت: 50) فرما کر حضور ﷺ کی وحی کے بعد کسی وحی پر ایمان لانے کی ضرورت اور امکانات کو رد کیا گیا ہے۔ چنانچہ ان اہل علم حضرات کے فریب کھانے میں ان کی کم علمی کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ البتہ ان کے ذاتی مفادات اور خواہشات نفسانی کے امکانات زیادہ روشن نظر آتے ہیں۔ محض اس خواہش کی بنا پر کہ وہ اس نبی کے ساتھی شمار ہوں گے، انہوں نے اتنی بڑی گمراہی کو بہ طیب خاطر منظور کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو آیات الہی سن کر اندھے اور بہرے آدمی کی طرح اگر مان لینے سے منع فرمایا تو مرزا قادیانی کے خواب اور کشف کی حالت کی آوازوں پر جو لوگ گر کر تسلیم کرنے لگے جیسے گدھ، مردار پر گرتے ہیں۔ انہیں کون تسلیم کر سکتا ہے؟ اللہ کے کلام نے ایسے لوگوں کو غیر مومن قرار دیا ہے۔

اپنے عقیدے کو چھپا کر دوسروں کو دھوکا دینا ایسا طرز عمل ہے جس سے ایسے شخص کی خود اپنے عقیدے پر بے یقینی ثابت ہوتی ہے۔ اگر مرزا قادیانی ظلی اور بروزی نبی مانے گئے تو اس کی بیوی کو ام المومنین، اس کے ساتھیوں کو صحابہ کہنے اور لکھنے والے ظلی ام المومنین اور بروزی ام المومنین، ظلی صحابی اور بروزی صحابی کیوں نہیں کہتے اور لکھتے، کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ظلی اور بروزی کا گورکھ دھندہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے اختیار کیا گیا ہے۔ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت مسیح علیہ السلام کے ظل یا بروزی ہونے کے دعوے دار تھے۔ اس لیے ان کے ساتھیوں پر اسلام کے لفظ صحابی کے بجائے حواری کا لفظ زیادہ مناسب تھا اور ان کی بیوی کو تو بیوی ہونا ہی نہیں چاہیے، کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کنوارے تھے، چہ جائیکہ ان کی ام المومنین لکھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے ایران میں ایک مدعی نبوت والوہیت بہاء اللہ پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے کتاب مقدس پیش کر کے قرآن پاک کو منسوخ کر دیا اور ان کے ماننے والے خود کو مسلمان نہیں کہتے۔ بہائی مذہب کے تعلق سے وہ بہائی کہلاتے ہیں۔ ان کی نماز، روزہ وغیرہ عبادات سب مسلمانوں سے الگ ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے دعاوی کے لیے سارے وہی دلائل دیے ہیں، جو بہاء اللہ ایرانی نے فراہم کیے تھے۔ ان کے الہامات اور مکاشفات کتاب کی صورت میں شائع کر کے مرزائیوں نے اپنی الہامی کتاب (تذکرہ مجموعہ وحی و الہامات) علامۃ المسلمین سے الگ بنا لی۔ وہ مسلمانوں سے رشتہ منقطع نہیں کرتے، مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں، لیکن خود مسلمان کہلوا کر اس نام سے معاشی اور سیاسی تعلق حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں ہمت ہوتی تو یہ قادیانی مذہب کے نام سے اپنا الگ دین چلاتے۔ چونکہ وہ اب بھی قرآن اور رسول ﷺ کو ماننے کے دعویدار ہیں، اس لیے ان سے علامۃ المسلمین کا یہ مطالبہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت، ان کے خواب و الہامات کا انکار کریں۔ دعویٰ نبوت کی وجہ سے انہیں خارج از اسلام قرار دیں اور خود تائب ہو کر مسلمان بن جائیں اور اپنی 100 سالہ تاریخ کی بجائے اسلام کے ساڑھے چودہ سو سالہ ورثے میں شریک ہو جائیں۔ مرزا قادیانی کی غلطی اور بروزی نبوت کو چھوڑ کر حضور ﷺ کی اصلی نبوت کی طرف لوٹ آئیں۔ ایسا کرنے میں کوئی محنت محسوس نہیں کرنی چاہیے، آدمی بہر حال آدمی ہے۔ غلطی کر کے تائب ہونے سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

انگریزی حکومت میں اس کے اقتدار کا سورج نہیں ڈوبتا تھا۔ ان کے سمندری جہازوں نے ساری دنیا پر قبضہ کر رکھا تھا۔ ریل و رسائل میں ریل نے فاصلوں کو کم کر دیا تھا۔ محکوم قومیں انگریزوں سے خائف تھیں لیکن ہر قوم میں آزادی کی تڑپ تھی۔ محکوم ہونا ایک مجبوری تھی۔ محکومی بہ رضا و رغبت نہ تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی اقتدار کو سمجھنے میں ٹھوکر کھائی۔ شاید وہ ابداً باد تک انگریزوں کو حکمران سمجھتے تھے، اس لیے اس حکومت کے خلاف جہاد آزادی کے دلدادگان کی جاسوسی حکومت کے پاس کرتے تھے۔ اپنی ایک تصنیف میں کئی علماء کے نام درج کر کے حکومت سے انہیں ختم کر دینے کی اپیل کرتے ہیں۔ خود کو برٹش گورنمنٹ کے خود کاشتہ پودا قرار دیتے ہیں۔ ملکہ برطانیہ کی خدمت میں چاپلوسی کی حد تک گر کر درخواستیں کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا یہ کردار آج تک ان کے ماننے والوں پر بدنام داغ ہے۔ چونکہ

مرزا قادیانی کو ان کے ماننے والے نبی کہتے ہیں، اس لیے اپنے نبی کے کردار پر چلنے کی کوشش ان کا فریضہ بن جاتا ہے، سو غیر ملکی طاقتوں کے جاسوس اور ایجنٹ ہونے کا الزام ان کے سر آتا ہے۔ اگر قادیانی حضرات خالص ملکی اور قومی مفاد کی خاطر اپنے پیشوا کی انگریز نوازی اور ممانعت جہاد کی تحریروں کو رد کر دیں تو ان کا جذبہ حب الوطنی قوم کے نزدیک قابل تسلیم ہو جائے گا۔ اس میں ان کا اور ان کی آئندہ نسلوں کا فائدہ ہے۔

مرزا قادیانی تاویلات اور منطقی مخالفتوں کے بادشاہ تھے۔ ریل کو کھینچ تان کر دجال کا گدھا بنا گئے۔ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو خلائی راکٹوں کو جانے کیا گردانتے؟ تاویل کی سنگلاخ زمین میں چوڑیاں بھرنے والے عام طور پر خود ہی نقصان اٹھاتے ہیں۔ یہ تاویل کے تضادات ہیں کہ انگریز ایک طرف تو دجال ہیں، دوسری طرف مرزا قادیانی بقول خود ان کا خود کاشتہ پودا ہیں جس کی آب یاری بھی انگریزوں نے کی۔ کیونکہ ہر شخص اپنے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری کرتا ہے۔ مطلب کیا ہوا؟ دجال کا خود کاشتہ پودا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیح موعود۔ حیرت ہے کہ مسیح موعود کی آبیاری، دجال کے ہاتھوں ہونے کا خود اعتراف کر رہے ہیں۔ مدعی پر حیرت اس لیے نہیں ہوتی کہ اس کا مفاد اسی میں ہے کہ جیسے تیسے اس کا دعویٰ ثابت ہو۔ حیرت ان پڑھے لکھے قادیانیوں پر ہوتی ہے کہ عقیدے نے ان کی فکر پر کیسے پھرے بٹھا دیئے ہیں، کیا آمد مسیح کی پیش گوئیوں میں خفیف سا اشارہ بھی ملتا ہے کہ مسیح کی نگہداشت دجال کرے گا؟ اگر مرزا قادیانی بباغِ دہل اس کا اعلان کرتے ہیں تو ان کے مربی دجال کو خود ان کے دعویٰ مسیح موعود پر فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ لیس منکم وجہل رشید؟

مذہبی عقیدت کی پر اسرار تحریکوں کے احوال سے قادیانی حضرات ناواقف نہیں ہیں۔ Tantaric Cult دام مارگی، چولی مارگی، انگوریوں وغیرہ اور ہندو مندروں کی دیوداسیوں کے حالات شاہد ہیں کہ اخلاقی گراؤ کو وہ لوگ صرف اس پر اسرار طاقت کے خوف سے برداشت کرتے رہتے ہیں اور اسے راز رکھ کر جان تک دے دیتے ہیں۔ راز فاش کرنے پر انہیں اپنی جابجائی و بربادی کا یقین ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے پر اسرار الہامات اور مکاشفات اور مخالفوں کو جابجائی کی اتنی دھمکیاں دیں کہ مخالفین کے بجائے ان کے معتقدین ان سے اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ ان کے دل کے کسی گوشے میں مرزا صاحب پر عقیدہ کا خیال اس لیے نہیں آتا کہ کہیں وہ اور ان کے اہل خاندان جابجائی سے دوچار نہ ہو جائیں۔



اس کے باوجود ان میں بعض اہل ہمت بھی پیدا ہوئے۔ مرزا قادیانی کے دیرینہ ساتھی ڈاکٹر عبدالحکیم نے تو خود ملہم ہونے کا دعویٰ کیا اور مرزا قادیانی کی تردید میں اپنے الہامات پیش کیے۔ چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم کی تربیت ہی مرزا قادیانی کے پاس ہوئی تھی، اس لیے وہ اس الہام کے پراسرار چکر میں داخل رہے۔ عقل اور شریعت کے وسیع دائرے میں نہ آسکے۔ مرزا قادیانی کی پیروی کرنے والوں میں سے نبی، مسیح اور مہدی کے کئی دعویدار (چراغ دین جموی، ظہیر الدین اروپی، یار محمد وکیل، عبداللہ تپوری، احمد نور کابلی، نبی بخش مرزائی، عبداللطیف گناپوری، نور محمد، فضل محمد وغیرہ) پیدا ہوئے۔ لیکن مرزائیوں نے ان میں سے کسی کو نہیں مانا۔ حالانکہ یہ دعویدار مرزا قادیانی کے تناور درخت کی ایک شاخ ہونے پر نازاں ہیں۔ اس طرح مرزا قادیانی اور ان کے ماننے والوں نے ان جدید مدعیوں کے الہام کو رد کر کے خود الہام پر اپنے عقیدے کی بنیاد کھود ڈالی اور مرزا قادیانی کے الہامات کو رد کرنے کی راہ صاف کر دی۔

موجودہ دور میں ہر ملک و قوم میں بین الاقوامی دباؤ کی وجہ سے ہر شخص کو عقیدے و مذہب کی آزادی حاصل ہوتی ہے لیکن کسی بین الاقوامی قانون میں انسانوں کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ دوسرے انسانوں کو کافر سمجھیں۔ ان سے مذہبی و معاشرتی تعلق نہ رکھیں لیکن جب وہی لوگ اس گروہ کو کافر سمجھیں اور خارج از اسلام قرار دے دیں تو واویلا کریں۔ مرزائیوں نے سب سے پہلے علمۃ المسلمین کو کافر قرار دیا ہے، کیونکہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے ہیں، اور نبی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اب اکثریت 100 سال کے بعد جاگی اور اس نے ختم نبوت کے انکار کی بنا پر مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دے دیا، تو اس جوابی حملے کے بعد مرزائیوں کو ہا ہا کار کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اقلیت کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اکثریت کے لیے راہ عمل متعین کرے۔ ایسا کرنا جمہوریت کے تمام تقاضوں کے خلاف ہے۔

مرزائی حضرات آج کل یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ کفر کے فتوے اور فرقہ واریت کی وجہ سے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ کلمتہ حق اویلا بہا الباطل۔ یہ بات سچ ہے لیکن اس سے جو مراد لی جارہی ہے، وہ باطل ہے۔ ملت اسلامیہ کے اتحاد کی راہ میں ہر وہ فرقہ خارج ہے، جس نے علمۃ المسلمین سے اپنی ہر چیز الگ کر لی ہے۔ عبادت گاہیں، تقاسیر، احادیث، فقہ، مدرسے، مولوی، مفتی، نکاح، نماز، روزہ، حج وغیرہ سب عام

مسلمانوں سے الگ اور اتنا الگ کہ ان کی باقاعدہ ایک تنظیم بن گئی ہے۔ تاریخ انسانی میں یہودیوں کی یہ خاصیت رہی ہے کہ جہاں رہیں، اپنی آبادی الگ بنائیں۔ اپنے مذہبی ادارے، الگ محفوظ محلے، قلعہ نما عمارتیں کیونکہ یہ اکثریت سے خائف رہتے ہیں۔ اس لیے صلح ہو کر اپنی حفاظت بھی کرتے ہیں، کوئی اسلام کا دعویدار اگر وہ خود کو مسلمان سمجھے اور یہودیوں کی طرح الگ شہر، الگ محلے، الگ عبادت گاہیں، الگ مدرسے، اپنے فرقے کے لیے الگ سماجی بہبود کا پروگرام رکھے اور اسی پر بس نہ کرے بلکہ اپنی منظم کوششوں سے اکثریت میں سے لوگوں کو تبلیغ اور تنظیم کے ذریعے مالی و معاشی مفادات کا لالچ دے کر اپنی تعداد مسلسل بڑھاتا رہے۔ اس فرقے کا افسر اپنے دائرہ اختیار سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو ملازمتوں میں داخل کرے۔ جو ملازمین ہم عقیدہ نہ ہوں، ان کی ترقی میں حارج ہو جائے۔ یہ سرگرمیاں آخر کب تک پوشیدہ رہ سکتی ہیں؟ انسانی حقوق کے نام سے یہ حق مرزائیوں کو کہاں سے مل سکتا ہے کہ اپنے کاروباری اداروں میں تو اپنے ہی ہم عقیدہ اشخاص کو ملازم رکھیں، دوسروں کو نہ آنے دیں۔ اور انسانی حقوق کے نام پر دوسرے کاروباری اداروں میں اپنے لوگوں کو کام دلانیں۔ اپنے مرکزی شہر ربوہ (چناب نگر) میں ریلوے اسٹیشن پوسٹ آفس، سرکاری دفاتر، پولیس، کالج، محکمہ انصاف غرض ہر جگہ صرف اور صرف قادیانی سرکاری ملازم ہیں۔ حکومت پاکستان کے اندر ایسی حکومت ہے جو پاکستان کے اندرونی حالات سے پوری طرح باخبر ہے، لیکن اس کے اندرونی حالات سے پاکستانی حکومت اور عوام دونوں بے خبر ہیں۔ یہ Concurtaint اپنی مثال آپ ہے، اس کی بنا میں پاکستان کی فنا اور اس کی فنا میں پاکستان کی بنا مضمر ہے۔

مرزائی حضرات قرآن پاک سے اپنی صفائی کے لیے دلائل لاتے ہیں۔ انہیں والدین اتخلوا مسجدا ضرار و کفراً (التوبہ: 107) والی آیت پر بھی غور کرنا چاہیے۔ قرآن پاک نے منافقین کے الگ مسجد بنانے اور علمۃ المسلمین سے الگ عبادت کے نام پر الگ ہو جانے کو مسلمانوں کے درمیان تفریق اور ضرر کا باعث قرار دیا اور حضور نبی رحمت ﷺ کو وہاں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ یہی نہیں بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے آدمیوں کو وہاں بھیج کر اس مسجد کو آگ لگوا دی۔ عقائد کے اختلاف کو عبادت میں داخل کرنے کی یہ سزا حضور ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔ مرزائی حضرات ٹھنڈے دل سے اس اتحاد کی راہ میں حارج ہونے

والے عقیدے اور عبادت گاہوں کے تفرقہ انگیز کردار پر غور فرمائیں۔ اور اس جرم سے بچنے کے لیے خود اپنی مساجد کو عامۃ المسلمین کے حوالے کر دیں۔ خود بھی عامۃ المسلمین کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائیں۔ مساجد اللہ کی ہیں، فرقوں اور گروہوں کی نہیں۔

مرزا قادیانی نے جہاد کو حرام قرار دیا ہے۔ اس کی روشنی میں فوج میں شامل قادیانی افسران اور سپاہی اس ملک کے دفاع میں کس طرح حصہ لے سکتے ہیں؟ اگر حصہ لیتے ہیں تو گویا انہوں نے اپنے نبی کے جرم کردہ عقیدے کو حلال کر لیا۔ پس قومی معاملات میں اگر مرزائی حضرات خود اپنے نبی کے احکامات کو رد کر سکتے ہیں تو پھر اتحاد ملت اسلامیہ کے لیے ان کے علیحدگی اور عوام پر فتویٰ کفر کو بھی رد کر دیا جانا چاہیے، تاکہ قادیانیوں کی تمام صلاحیتیں ملت اسلامیہ کی ترقی و اتحاد میں کام آسکیں۔ مرزا قادیانی کے ماننے والے ان کے بقول اللہ کے الہام کو مانتے ہیں تو ان کے لیے لازم ہو جاتا ہے کہ اللہ کی مشیت پر بھی ایمان رکھیں، مشیت الہی نے اس دور کے انسانوں کے درمیان فاصلے اس قدر گھٹا دیے ہیں اور تاثیر و تاثر کے عمل کو اس قدر تیز کر دیا ہے کہ اب عالمی تنظیمیں اور عالمی رجحانات قومی اور گروہی رجحانات پر غالب آرہے ہیں۔ انسان ایک ہو رہے ہیں۔ وحدت انسانیت، اسلام کا بھی مقصود ہے۔ اس کی طرف عالم انسانیت افتاں و خیراں رواں دواں ہے۔ عالم اسلام اپنی سیاسی وحدت کے قیام کی فکر میں غلطاں و پیچاں ہے۔ ایسی اقلیت جو اکثریت کے افکار و اعمال پر جارحانہ حملے کرنے میں بے باک ہو، اکثریت کی مدافعت کارروائیوں کی تاب نہیں لاسکتی۔ اسلام کے دور اول میں مدعیان نبوت نے جو بیجان پیدا کر دیا تھا، وہ مسلم اکثریت کی جوابی کارروائی کے سامنے ٹھہر نہیں سکی۔

دور جدید کا فتنہ انکار ختم نبوت خواہ کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو، اپنی موت آپ مر جائے گا۔ ختم نبوت کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کو منصف نہیں مانا جاسکتا۔ وہ اپنے دعوے کے مفاد کا دلدادہ ہونے کی وجہ سے انصاف و عمل کی راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ مرزا قادیانی، مدعی نبوت تھے اور خود ہی منصف بھی، اس لیے ان کے تمام فیصلے غلط ثابت ہوئے۔ خود مرزا قادیانی الہام کے دعویدار ہونے کے باوجود اپنے الہام ہی کو نہ سمجھ سکے جسے وہ مکالمہ و مخاطبہ الہیہ قرار دیتے ہیں، وہ قرآن مجید، توراہ اور انجیل کا گہرا مطالعہ ضرور کرتے تھے۔ فارسی اور اردو شاعروں کے اشعار اپنے مضامین میں استعمال کرتے تھے۔ قرآن و حدیث کے جتہ جتہ جملے اور اردو، فارسی کے اشعار انہیں ازبہ تھے۔ وہی نیند کی حالت میں ان کی زبان پر جاری

ہو جاتے یا وہ آواز سن لیتے تو اسے الہام الہی قرار دیتے۔ اس لیے ان کے تمام الہامات کا تنقیدی جائزہ لینا ہر سمجھدار آدمی کا کام ہے۔

مرزا قادیانی نے الہام اور مکالمہ الہیہ کے نام پر اپنے دعاوی سے اپنے اطراف ایک خوف و دہشت کی فضا پیدا کر رکھی تھی اور بعض مرتبہ اوہام پرست مقتدین کو وہ اپنی بددعا کے نام سے بلیک میل بھی کرتے تھے ورنہ ان کے دعویٰ نبوت اور ممانکت مسیح کا، محمدی بیگم کا رشتہ طلب کرنے سے کیا واسطہ تھا؟ رشتہ داروں کی آپس میں چشمک رہتی ہے۔ ایسے ہی ایک رشتہ دار کو الہام کے نام پر ایکسپلاٹ کر کے اس کی نوجوان لڑکی کا رشتہ مرزا غلام احمد نے اپنے لیے مانگا۔ انکار کے بعد کیسے کیسے دھمکی آمیز الہامات سے اسے ڈرایا۔ کیا کیا اندازی پیش گوئیوں کا نفسیاتی حربہ استعمال کیا لیکن وہ اللہ کا بندہ اپنی قسمت پر راضی رہا۔ بلا آخر مرزا قادیانی کے سارے الہامات، محمدی بیگم اور اس کے خاندان کی تباہی کی پیش گوئیاں حرف بہ حرف غلط ثابت ہوئیں۔ بجائے تباہی کے محمدی بیگم نے اپنے بہت سے پوتے، پوتیوں، اور نواسے نواسیوں کو صاحب اولاد دیکھا۔ اس خاندان میں کوئی بخت مارا، مرزا قادیانی کا مرید کیا ہوا، قادیانی تاویلات کے دفاتر کھل گئے کہ محمدی بیگم سے متعلقہ مرزا قادیانی کے الہامات کا مقصد تباہی نہیں بلکہ اس خاندان کا مرزا قادیانی کے حلقہ عقیدت میں شامل ہونا تھا۔ واضح رہے کہ مرحومہ محمدی بیگم آخر تک مرزا قادیانی کی کٹر مخالف رہیں۔

سوچنا چاہیے کہ اگر مرزا قادیانی کو مستقبل کا علم ان کے الہامات کی مدد سے ہو جایا کرتا تھا تو انہیں یہ علم ہونا چاہیے تھا کہ آگے چل کر اسی خاندان کا ایک فرد ان کے حلقہ عقیدت میں داخل ہو جائے گا۔ اس لیے بلیک میل، دھونس، ترغیب، تحریص، اشتہارات کے ذریعے کسی کنواری باعصمت خاتون کا نام ملک بھر میں پھیلا دینا کہاں کی شرافت اور انسانیت تھی؟ الہام کے نام پر غیر شریفانہ حرکت کا تصور کیسے کیا جاسکتا ہے؟ عرب جاہلیت کے شاعر کسی قبیلے کی خوبصورت خاتون کو اپنی شاعری کے ذریعے ملک بھر میں شہرت دیتے تھے۔ ان کی شاعری میں خیالی معشوق نہ ہوتا تھا، حقیقی معشوق کی شان میں شاعری کرتے تھے۔ ان شاعروں اور مرزا قادیانی میں صرف شعر اور الہام کا فرق ہے۔ نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ بہر حال مرزا صاحب کے کردار کی اس خامی کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اس سے ان کی ذہانت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس طرح اپنی کسی غیر اخلاقی حرکت کو اپنی تاویل اور اپنے الہام کے زور سے روحانی حرکت بنا

دیتے تھے۔ لیکن یہ ذہانت کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں کہلایا جاسکتا۔ مزید برآں کسی خاندان کو ”دعوتِ حق“ دینے کا یہ کیا طریقہ ہوا کہ اپنے سے کم و بیش نصف صدی چھوٹی بچی کا رشتہ طلب کر لیا جائے۔ مرزا صاحب کی یہ ”تبلیغ رسالت“ بلاشبہ انہی کی اختراع ہے۔ یقین کیجئے تاج برطانیہ کی خوشامدانہ تعریفوں کے بعد محمدی بیگم کا قصہ دوسرا ایشو ہے۔ جس کا حوالہ زبان پر آتے ہی قادیانیوں پر گھڑوں پانی پڑ جاتا ہے۔ ان لمحوں میں ان کے چہروں پر اترنے والی ندامت ایک حساس شخص سے دیکھی نہیں جاتی۔

برصغیر ہندو پاکستان دنیا بھر میں موجودہ ترقی کے دور کی ابتدا تھی اور انسان بتدریج بیماریوں کے اسباب کا کھوج لگا کر اس کے علاج پر قادر ہوتا جا رہا تھا۔ اس دور میں طاعون، چچک اور ہیضہ بڑے خوفناک مرض تھے۔ ان وباؤں سے بستیوں کی بستیاں فنا کے گھاٹ اتر جاتی تھیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے دشمنوں کو ان وباؤں سے مرتے دیکھا تو اس پر خوب بتلیں بجائیں۔ ان کی تائید کے لیے اسے خدا کی طرف سے عذاب قرار دیا۔ انسانیت دشمنی کی اس انتہا میں مرزا قادیانی نے یہ بھی نہ سوچا کہ ان وباؤں سے ہزار ہا دور دراز دیہاتوں میں ایسے انسان بھی مرے جن کو مرزا قادیانی کے دعوے یا ان کی مخالفت کی بھنگ بھی نہ پڑی تھی۔ مرزا قادیانی نے اپنے پروپیگنڈہ لٹریچر میں ان وباؤں اور ان سے پیدا ہونے والے نقصان پر خوشی کا اظہار کیا۔ اگر ان کے بعض مخالفین ان وباؤں سے ہلاک ہوئے تو ان پر خوشی منانا جواں مردی سے بعید ہے۔ آئینِ بسالت تو یہ تھا کہ وہ لوگ زعمہ رہتے اور مرزا قادیانی ان سے مقابلہ کرتے۔ طاعون کی وبا سیدنا عمرؓ کے زمانے میں بھی ہوئی اور اس میں بعض صحابی وفات پا گئے۔ مرزا قادیانی اس بات سے ناواقف تھے۔ دعویٰ کرتے تھے، خلقِ خدا کی ہدایت کا اور خلقِ خدا کی جاہی پر خوش ہوتے تھے۔ نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان رکھنے کے بھی دعویدار تھے۔ لیکن حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ سے مرزا قادیانی کتنے دور تھے؟ اللہ کے رسول ﷺ تو دشمنوں کے لیے دعا کیا کرتے تھے: اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

مرزا قادیانی کی انسانیت دشمنی ان کے ہر دو کاروں میں ایک خاص رویے کے طور پر آج بھی موجود ہے، بلکہ ان کی آرزو یہ ہے، چونکہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے ان کے نبی کو نہیں مانا، اس لیے انہیں تباہ ہو جانا چاہیے، اور کچھ عجب نہیں اگر یہ لوگ خود اس قوم کو تباہ کرنے میں لگے ہوں۔ ہر اقلیتی فرقہ اسی طرح ملک کی اکثریت سے نفرت اور حسد کے

عذاب میں جلا رہتا ہے اور اکثریت کو تباہ کرنے کی دھن میں لگا رہتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک اس کے فرقے کے افکار و عقائد کا انکار کر کے اکثریت اس کی ہمدردی کی مستحق نہیں رہتی۔ لیکن اس کی اس نفرت کا رد عمل اکثریت میں کبھی تو ہوتا ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس رد عمل کے اصل ذمے دار بھی اقلیتی گروہ کے لوگ ہیں جن کی جارحانہ تبلیغ اور اکثریت کے عقائد کی کھلم کھلا تردید، ان کی تقاریر، ان کی کتب اور ان کے اشتہارات و رسائل میں عیاں ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی کے اس انسان کش رویے کے مقابلے میں ان کے متعین کردہ دجال یعنی یورپین اقوام کو دیکھیے کہ ان کی ترقیوں کی وجہ سے چچک، طاعون، ہیضہ، ملیریا، ٹائیفائیڈ جیسے وبائی امراض پر اب قابو پالیا گیا ہے۔ ان امراض سے انسانیت کو اب کوئی بڑا خطرہ نہیں۔

مرزا قادیانی ان امراض کے بل بوتے پر اپنی صداقت ثابت کرتے تھے۔ ان کی تمام تاویلات کو دور جدید نے ختم کر دیا ہے۔ لیکن اب بھی یہ شبہ موجود ہے کہ مرزائی ڈاکٹر شاید اپنے نبی کی سچائی ثابت کرنے کے لیے ان امراض کے علاج میں کوتاہی کریں۔ اگر وہ کوتاہی نہیں کرتے اور پوری شرافت و دیانت سے انسانیت کی خدمت کرتے ہیں تو گویا انہوں نے عملاً مرزا قادیانی کی انسانیت دشمن تاویلات کو رد کر دیا، خواہ ان کو اس کا شعور نہ ہو۔

مرزا صاحب کے افکار و اصطلاحات میں لفظ **مٹیل** اور **ممانکت** کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اس لیے وہ توراہ کی پیش گوئی کی رو سے حضور ﷺ کو **مٹیل** موسیٰ قرار دیتے ہیں تاکہ حضور ﷺ کے بعد ان کے **مٹیل** مسیح بننے کی راہ ہموار ہو جائے۔ ورنہ حضور خاتم المرسلین ﷺ میں تو تمام انبیاء و رسل اولوالعزم کے اوصاف اللہ رب العزت نے جمع فرمادے تھے۔

مرزا قادیانی خود کو **مٹیل** مسیح قرار دیتے ہیں، یہ ان کے خوابوں میں ہو تو ہو، عملی زندگی میں مرزا قادیانی پورے دنیا دار آدمی تھے۔ انہوں نے شادیاں کیں۔ صاحب اولاد ہوئے۔ ان کی کھیتی باڑی تھی۔ انہوں نے ملازمت کی۔ ان تمام باتوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کے مخالف تھے۔ مسیح علیہ السلام نے نہ شادی کی، نہ صاحب اولاد ہوئے، نہ گھر بنایا نہ جائیداد ورثے میں پائی، نہ اپنے بعد چھوڑی۔ ان کا خود کو مسیح کا **مٹیل** قرار دینا حقیقت کا منہ چھانا ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنے تحریری ذخیرے میں بارہا خود کو جاگیرداروں کی نسل، انگریزوں کی وفاداری میں جاگیر کے حاصل ہونے اور حسن خدمت کے شرف کیٹ ملنے کو بڑے فخر سے بیان کیا ہے۔ اپنی لڑکی ایک نواب کے لڑکے سے بیاہتے ہوئے مرزا قادیانی

50,000 روپے مہر اور 500 روپے ماہانہ جیب خرچ لڑکی کے لیے مانگتے ہیں اور بلا جھجک لکھتے ہیں کہ آخر نبی کی لڑکی ہے۔ (یاد رہے کہ اس زمانہ میں ایک آنہ کا ایک کلو گوشت ملتا تھا) ظاہر ہے کہ یہ دنیا داروں اور جاگیرداروں کا رویہ ہے، جو عین وقت پر ابھر آیا، اور مسیح کے ساتھ مماثلت خاک میں مل گئی اور اصلی مرزا غلام احمد ظاہر ہو گیا جو خواب، الہام، مکاشفات دعویٰ نبوت، دعویٰ مجددیت کے دیدہ زیب اور دل فریب لبادوں میں پوشیدہ تھا۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک اچھے باپ کی طرح اپنی بیٹی کے مستقبل کو سنوارنے کی کوشش کی جو ہر انسان چاہتا ہے۔ ہم بھی اس اچھائی کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اچھا باپ ہونا اور بات ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونا اور بات ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ایک اچھے باپ کی حیثیت سے مرزا قادیانی اپنی اولاد کے مستقبل کو شان دار بنانا چاہتے تھے۔ یہ خیال ان کے دل کے کسی گوشے میں ضرور موجود تھا۔ چنانچہ اپنے وفادار اور جانثار ساتھیوں کے ہاتھ میں اپنی جماعت کی باگ ڈور دینے کا خیال انہیں کبھی نہیں آیا۔ چنانچہ ان کے مستقبل کے لیے مرزا قادیانی کو کبھی کوئی الہام نہیں ہوا۔ البتہ اپنے ہر بچے کی پیدائش پر ان کو الہام، کشف، رویا، سب ہوتے رہے کہ ان کے بعد ان کی جماعت کا نظم و نسق ان کے صاحبزادے کے ہاتھ میں رہے گا۔ اس طرح مرزا قادیانی خود تو اپنی حیات میں اپنی جماعت کے لیے گرو گنڈال تھے۔ اب وہ اپنی اولاد کو بنا گئے، اس طرح ان کی ساری کوششوں کا یہی نتیجہ نکلا۔ اگر مرزا قادیانی اپنے ساتھیوں سے مشورہ فرماتے تو شاید وہ سب اس خیال کو رد کر دیتے، اس لیے مرزا قادیانی نے ان اوہام پرستوں کے سامنے اپنی روحانی وارداتیں پیش کر کے انہیں سوچنے کی مہلت ہی نہ دی اور مرزائی آج تک اپنے پیشوا کے مسلط کردہ آمروں کے بوجھ تلے کرا رہے ہیں، لیکن نئی نسل اس بوجھ کو اتار پھینکنے کا سوچ بھی رہی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر تمام مذاہب متفق ہیں۔ تورات و انجیل میں آخری نبی کے متعلق پیش گوئی ہے۔ اس میں اس آخری نبی کے بعد کسی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیدا ہونے اور دعویٰ نبوت کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا۔ خود قادیانی مبلغین نے تورات، انجیل، وید، پران، ژند، وستا اور بدھ مت کی کتب کی پیش گوئیوں کو شائع کر کے اس کا مصداق حضور اکرم ﷺ ہی کو مانا ہے۔ اور آپ ﷺ کو آخری نبی قرار دیا ہے۔ اب آخری

نہی کے بعد کسی نبی کا نہ آنا، مذاہب عالم کا متفقہ عقیدہ ہے اور مرزائی نہ صرف اسلام بلکہ تمام مذاہب عالم کے مقررہ آخری نبی کے مخالف ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا اور آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا نہ آنا محکم آیات سے ثابت ہے۔ اس میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ عقیدہ ختم نبوت نے مسلمانوں کے اندر جو خود اعتمادی پیدا کی ہے، اب رہتی دنیا تک ہدایت کے دو اصول ہیں۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کا اسوہ حسنہ، ان اصولوں کی روشنی میں اجماع اور قیاس کے ذریعے اپنے مسائل کا حل مسلمان خود سوچیں گے، ختم نبوت کے ذریعے انسانیت بالغ اور جوان ہو گئی ہے۔ بچوں کو انگلی پکڑ کر چلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بالغوں اور جوانوں کو نہیں۔ ختم نبوت نے اجتہاد کی راہ سب کے لیے کھول دی ہے۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ذہنی طور پر نابالغ ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو جوان العمر ہونے کے باوجود اپنے باپ کے کندھے پر چڑھنے کے آرزو مند ہوں۔ یہ ذہنی مریض ہوتے ہیں۔ ان کے علاج اور تعلیم و تربیت پر آج کل بہت کام ہو رہا ہے۔ ایسے نفسیاتی بیمار اپنی دانست میں الہام، کشف، روایا، القا اور واردات قلبی کے نام پر ”اوپر“ سے ہدایت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ ختم نبوت کے بعد انسان کے لیے اجتہاد کا کشادہ راستہ موجود ہے۔ جن میں اجتہاد کی صلاحیت نہیں ہوتی، وہ اپنے ہی جیسی شکست خوردہ ذہنیت کو سپنوں کی باتیں سنا سنا کر، خواب آور گولیاں الہام اور کشف کے نام پر کھلا کر ان کے ذہن کو ماؤف کر کے انہیں فکری صلاحیتوں سے محروم کر دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی جسمانی اور ذہنی طور پر مریض انسان تھا۔ اپنی محرومی اور مایوسی کو چھپانے کے لیے اس کے لاشعور نے اسے الہام کرنا شروع کیا۔ انہوں نے خود لکھا ہے کہ کثرت پیشاب اور دوران سر، دونوں مرض اس میں پائے جاتے ہیں۔ مریض جسم میں صحت مند دماغ کہاں سے پیدا ہو؟ چنانچہ ان محرومیوں سے جو احساس کثرتی ان میں پیدا ہوا، اس نے خود ساختہ احساس برتری کی شکل اختیار کر لی، اور ان کے نفس پر لاشعور سے الہام کے ذریعے اس میں مرینازہ تفوق کا رجحان پیدا ہوا، اور ان کی انا مرکز کائنات بن گئی۔ مرزا صاحب کی شخصیت کا نفسیاتی تجزیہ ہر سائیکولوجسٹ/سائیکائرسٹ کو اسی نتیجے پر پہنچائے گا۔

زمانے نے مرزا قادیانی کے مسخ موعود نہ ہونے کی تصدیق کی۔ ان کے مقرر کردہ دجال یعنی یورین اتوام دنیا سے ناپید ہوئیں، نہ اسلام لائیں۔ عیسائیت کو نقصان پہنچانے کے بجائے مرزا صاحب اسلام میں سے ہی کچھ مسلمانوں کو لے بھاگے۔ اس طرح ملت اسلامیہ کو



نقصان پہنچایا۔ یہ رائے پوری غیر جانبداری کے ساتھ قائم کی جاسکتی ہے۔ اس لیے مرزائی حضرات ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ مرزا قادیانی کو ترک کرنا آسان ہے یا اسلام کو؟ بہر حال فیصلہ انہی کو کرنا ہے۔

مرزا قادیانی کا ہن تھے اور ان کی تمام کیفیات پر کھانت کا یقین ہوتا ہے، جنہیں غلطی سے وہ الہام، وحی، مکالمہ الہیہ قرار دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء پر جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے وحی نازل کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں شیاطین بھی اپنے دوستوں پر وحی کرتے ہیں۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیاء ہم لیجادلوکم۔ (الانعام: 121)

شیاطین اپنے دوستوں پر وحی کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے مجادلہ کر سکیں۔

اس قسم کی کیفیات کا جائزہ بڑے محتاط طریقے سے لینا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ الہام الہی کے بجائے شیطانی وسوسوں کا شکار ہو جائیں۔ شیطانی الہام کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ ہدایات کے اصولوں کے خلاف ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کیفیات کو الہامی قرار دیا اور دوسروں کو اس کی پیروی کی دعوت دی، لہذا وہ آنکھ بند کر کے اس پر ایمان لے آئے۔ اور یہی وہ المیہ ہے جس پر اقبال تڑپے تھے:

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرنا

ہو کھیل مریدی کا تو ہرنا ہے بہت جلد!

تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے

یہ شاخ نشین سے اترتا ہے بہت جلد!

حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں ایک یہودی نوجوان ابن صیاد کی کھانت کا بڑا چہرہ چاہتا تھا۔ وہ غیب کی باتیں بتاتا تھا۔ دوسروں کے دل میں کیا بات ہے، وہ بتا دیتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ سیدنا عمرؓ کے ساتھ اس کے گھر تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا۔ اتشہدانی رسول اللہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں (حضور خاتم النبیین ﷺ) اللہ کا رسول ہوں، اس نے گواہی دی ہاں! اور پھر یہی سوال حضور ﷺ سے پوچھا۔ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں (ابن صیاد) اللہ کا رسول ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس پر امر مشتبہ ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے دجال قرار دیا۔ یہ ابن صیاد بڑا ہوا تو اس کی کیفیات زائل ہو گئیں۔ وہ سچے دل سے ایمان لے آیا اور آخر تک اسلام پر ثابت قدم رہا۔

حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه سيكون في امتي كذابون لثون كلهم يزعم انه نبي و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی. (مسلم شریف)

ترجمہ: ”حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ میری امت میں تمیں جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔“

مرزائی حضرات اس حدیث مبارکہ اور (احادیث میں بیان ہونے والے) ابن صیاد کی کہانت کے قصے سے جو نتیجہ بھی چاہیں، اخذ کریں۔ البتہ کہانت کو نبوت سمجھنا دجال کی علامت ہے۔ قادیانیت سے چٹے رہنے سے خود مرزائیوں کا دنیاوی اور اخروی نقصان ہے۔ ابن صیاد کی طرح وہ تائب ہو کر اچھے مسلمان کی مانند زندگی گزار سکتے ہیں۔ آپ اپنے دنیاوی معاملات میں چند گھنوں کی چیز کی چھان بین کر لیتے ہیں۔ دین و ایمان جیسی بے بہا قیمتی چیز کو بلا چھان بین کے قبول کرنا بہر حال کوئی صحیح فیصلہ نہیں ہے۔

اس بات میں ذرا سا بھی شک و شبہ نہیں کہ قادیانیت مذہب کے لبادے میں ایک لیڈ کینی ہے۔ قادیانی قیادت کو اس بات سے ذرا سا بھی سروکار نہیں کہ ان کی جماعت کا کوئی فرد نماز، روزہ، زکوٰۃ، ادا کرتا ہے یا نہیں، گناہ صغیرہ یا کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے یا نہیں۔ انہیں صرف ایک ہی بات سے غرض ہے کہ ہر قادیانی مستقل ماہانہ چندہ ادا کرنے کے علاوہ دیگر چندے (جن کی تعداد تقریباً 50 سے زائد ہے) بھی باقاعدگی سے ادا کرے۔ یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ زکوٰۃ قادیانی جماعت میں متروک ہو چکی ہے جبکہ اس کی جگہ مرزا قادیانی کی نام نہاد ”الوصیہ“ نے لے لی ہے۔ قادیانی جماعت کی آمدنی کا ایک مستقل ذریعہ ”بہشتی مقبرہ“ ہے۔ جس میں دفن ہونے والے خواہشمند کو ایک بھاری رقم کی ادائیگی کرنے پر یہ خوشخبری دی جاتی ہے کہ وہ جنت میں جائے گا۔ اس مستقل آمدنی کا آئیڈیا مرزا قادیانی کے ذہن میں آیا تو اس نے قادیان میں بہشتی مقبرہ کا آغاز کیا۔ بعد میں اس کی فرنیچر ڈچناب نگر (ربوہ) پاکستان اور لندن میں بھی قائم کی گئیں۔ یاد رہے کہ ربوہ کا بہشتی مقبرہ حکومت پاکستان سے 100 سالہ پٹہ پر لی گئی زمین پر بنایا گیا ہے۔ مرزا قادیانی کی قبر قادیان (بھارت) میں

اس کی بیوی نصرت جہاں بیگم کی قبر ربوہ میں جبکہ قادیانی خلیفہ مرزا طاہر کی قبر لندن میں ہے۔ قادیان کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ جو شخص سب کچھ چھوڑ کر یہاں سے میری مسائگی میں آباد ہوتا ہے۔ وہ ”اصحاب الصفا“ میں سے ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”غرض خدا تعالیٰ نے انہی اصحاب الصفا کو تمام جماعت میں سے پسند کیا ہے۔ اور جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اس جگہ آ کر آباد نہیں ہوتا، اور کم سے کم یہ کہ یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا، اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔“ (تزیان القلوب ص 134، 135 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 262، 263 از مرزا قادیانی) مزید کہا: ”تیسری پیش گوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اس قدر لوگ ارادت اور اعتقاد سے قادیان میں آئیں گے کہ جن راہوں سے وہ آئیں گے وہ سڑکیں ٹوٹ جائیں گی۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 57، مندرجہ روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 73 از مرزا قادیانی) ان تمام حوالہ جات کو ملاحظہ کرنے کے بعد اب آپ خود بتائیں کہ دنیا بھر میں کتنے قادیانی ہیں جو قادیان میں مستقل رہائش کی تمنا رکھتے ہیں؟ ہر سال قادیان کے سالانہ جلسہ میں کتنے قادیانی شرکت کرتے ہیں کہ جس سے قادیان کی سڑکیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور تو اور دنیا بھر میں کتنے قادیانی ہیں جن کا نام مرزا غلام احمد قادیانی کے نام پر ہے، یا وہ اپنے بچوں کا یہ نام رکھنا پسند کرتے ہیں۔

ربوہ کے بہشتی مقبرہ کے بارے میں یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ یہ براہِ قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کے نام نہاد اور خود ساختہ الہام کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اس کی والدہ نصرت جہاں بیگم کی شدید خواہش تھی کہ اسے قادیان میں دفن کیا جائے۔ (تاریخ نجدہ امام اللہ خلیع لاہور صفحہ 648، 649 بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ، 23 اپریل 1952، 11 مئی 1952ء ماہنامہ انصار اللہ فروری 2000ء)۔ مگر بشیر الدین محمود کی ضد، ہٹ دھرمی اور حکمت عملی یہ تھی کہ اگر یہ سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکل گئی تو بہشتی مقبرہ کی سیل نہ بڑھ سکے گا۔ چنانچہ نصرت کی موت کے بعد شاطر خلیفہ نے محض کاغذی خانہ پری کے لیے انڈین ہائی کیشنرز سے رابطہ کیا۔ اسے امید تھی کہ یہ اجازت نہ ملے گی لیکن بھارتی حکومت نے نصرت کے قریبی عزیز واقارب کو ویزے جاری کرتے ہوئے ”خاص کیس“ کے طور پر لاش قادیان لے جانے کی اجازت دے دی۔ اس پر مرزا بشیر الدین محمود بے حد پریشان ہوا۔ چنانچہ اس نے شرط رکھ دی کہ کم از کم دس ہزار قادیانیوں کو ویزے جاری کیے جائیں جو لاش کے ساتھ قادیان جائیں گے۔ ظاہر

ہے اتنی بڑی تعداد میں ویزے جاری نہ ہو سکتے تھے۔ لہذا مرزا محمود کی سازش کامیاب ہوئی اور یوں نصرت بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئی۔ قادیانیوں کو معلوم ہوگا کہ نصرت کی قبر پر 30، 35 سال تک یہ کتبہ لگا رہا:

### ”ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی“

”جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے، حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) اور دوسرے اہل بیت (مرزا قادیانی کے گھر والے) کی نعشوں کو مقبرہ بہشتی قادیان میں لے کر جا کر دفن کریں، چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے، اس میں حضرت ام المومنین اور خاندان حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیشگوئی ہے، اس لیے یہ بات فرض کے طور پر ہے، جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔“

بعد ازاں یہ کتبہ ایک خاص مصلحت کے تحت اتار لیا گیا۔ یہاں مرزا بشیر الدین محمود کے دل میں شروع میں اگر رتی بھر بھی عظمت و توقیر ہوتی تو وہ وہاں سے رات کی تاریکی میں برقع پہن کر چوروں کی طرح بزدلانہ فرار اختیار کرتا اور نہ اپنے مریدوں کو اس کا حکم دیتا۔ اور نہ یہاں آ کر قادیان کی جائیدادوں کے بدلے میں اربوں روپے کے جعلی کلیم اپلائی کرتا جبکہ قادیان کی تمام جائیدادیں شروع دن سے ہی قادیانیوں کے قبضہ میں ہیں۔

یہاں ”مینارۃ المسیح“ کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قرب قیامت آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے دمشق کی مرکزی جامع مسجد کے شرقی مینار (مینارہ المسیح) پر اتریں گے۔ مرزا قادیانی نے جب اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو کئی برسوں بعد اس کے مریدوں نے اُسے یاد دلایا کہ آنے والا مسیح تو مینار پر اترے گا۔ چنانچہ اپنے مریدوں سے چندہ اکٹھا کر کے قادیان میں مینار تعمیر کرنا شروع کر دیا گیا۔ لیکن افسوس! زندگی نے وفانہ کی اور مرزا قادیانی کے موت کے بعد یہ مینارہ المسیح مکمل ہوا۔ حالانکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو مینارہ پہلے سے ہی موجود ہوگا جبکہ یہاں مسیح موعود پہلے آ گیا اور مینارہ بعد میں تعمیر ہوا۔ مرزا قادیانی کی یہ تاویل بھی دلچسپ ہے کہ قادیان چونکہ دمشق کی جانب واقع ہے، اس لئے حدیث میں جس مینار کا ذکر ہے، وہ قادیان کا ہی

میتا رہے۔

قادیانی دوستو! میں نے بڑے اخلاص اور درود کے ساتھ آپ کے سامنے چند گزارشات پیش کی ہیں۔ ان کا ماننا یا نہ ماننا آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ خدا کے لیے سوچیے! اگر آپ سب حضرات، مرزا صاحب تو کیا بلکہ ان سے بھی کہیں ادنیٰ شخص کو نبی، رسول یا خدا تسلیم کر لیں تو اس سے ہمارا کیا نقصان ہے؟ کروڑوں لوگ دنیا میں اس سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے اور اس کی مقدس شخصیات کی توہین کرنے والے موجود ہیں۔ ان میں چند لاکھ کا اور اضافہ بھی۔ سو جس کا جی چاہے مان لے، جو چاہے نہ مانے، جو مان لے گا تو اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو نہیں مانے گا، اُس کے انکار سے اللہ کا کوئی نقصان نہ ہوگا، ہاں اس کا اپنا ہی نقصان ہوگا اور اس کا علم اسے اس روز ہوگا جس دن وہ عاقبت عداوت سے کف افسوس ملے گا اور حق کا انکار کرنے والا کہے گا: ”اے کاش میں مٹی ہوتا!“ (تاکہ عذاب سے بچ جاتا) یاد رکھیے! ہر شخص کو جلد ہی اپنی قبر میں جانا اور اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ خدا کی قسم! ہم خون کے آنسو روتے ہیں جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا بھائی یا دوست شخص دنیاوی مفاد کی خاطر ہم سے کٹ کر الگ ہو گیا ہے۔ خدا کے لیے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کریں اور اس تحریر بالخصوص حوالہ جات کو ہر قسم کے تعصب، ضد یا خود غرضی سے علیحدہ ہو کر دیکھیں، پڑھیں، سوچیں اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کہیں آپ صراطِ مستقیم سے ہٹ تو نہیں گئے؟ اس کتاب میں موجود مختلف حوالہ جات کی عکسی نقول من و عن اصل کتب سے پیش خدمت ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ مذکورہ بالا حوالہ جات کی تصدیق کے لیے مرزا صاحب کی اصل کتب تک خود رسائی حاصل کریں اور سیاق و سباق کے ساتھ ان حوالہ جات کا مطالعہ کریں تاکہ آپ کسی بہتر نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ. (الرعد: 11)

مولانا ظفر علی خاں نے اس آیت کا کیا خوب منکوم ترجمہ فرمایا ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

آپ حضرات سے یہ امر مخفی نہ ہوگا کہ جب شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے

قادیانیت کو بے نقاب کرنے کے لیے ایک معرکہ لآراء مضمون بعنوان ”احمدیت اور اسلام“ سپرد قلم فرمایا تھا تو پنڈت جواہر لعل نہرو نے احمدیت کی حمایت میں چند مضامین لکھے تھے جن کا مفہوم یہ تھا کہ احمدی حضرات دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہیں۔ اکثر اصحاب نے پنڈت جی کی اس حمایت کو حیرت کی نظر سے دیکھا تھا کہ آخر پنڈت جی کو اس امر کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی کہ احمدیوں کی حمایت میں اپنے قلم کو جنبش دیں؟ علامہ موصوف نے پنڈت جی کو مخاطب کر کے لکھا تھا کہ احمدیوں کے عقائد اس قسم کے ہیں کہ ان کو تسلیم کرنے کے بعد وحدتِ اسلامیہ پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ مسلمان اس امر کو گوارا نہیں کر سکتے کہ رسول عربی ﷺ کی امت میں سے قطع و برید کر کے ہندوستانی ”نیا“ کے لیے ایک جدید امت تیار کی جائے۔ جس کا دینی مرکز مکہ معظمہ کی بجائے قادیان ہو۔ ہندوستان کی تاریخ کے اس نازک ترین دور میں مسلمانوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ ہر اس تحریک سے قطعی طور پر مجتنب اور محترز رہیں جو ان کے اندر افتراق و انشقاق پیدا کرنے کا باعث ہو۔ وہ جذبہ جس نے پنڈت جی کو قادیانیوں کی حمایت پر کمر بستہ کیا، اربابِ دانش کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے، ذیل میں معروف ہندو دانشور ڈاکٹر شکر داس کے ایک مضمون کا اقتباس درج ہے جو انھوں نے ”بندے ماترم“ میں شائع کرایا تھا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس مضمون کا بنظر غور مطالعہ کریں۔

□ ”سب سے اہم سوال جو اس وقت ملک کے سامنے درپیش ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر کس طرح قومیت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو ایک الگ قوم تصور کیے بیٹھے ہیں اور وہ دن رات عربی کے گیت گاتے ہیں اگر ان کا بس چلے تو وہ ہندوستان کو بھی عرب کا نام دے دیں۔

اس تاریکی میں، اس مایوسی کے عالم میں، ہندوستانی قوم پرستوں اور مجاہدین کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ آشاک کی جھلک احمدیوں کی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محبت ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔

جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شروہا اور عقیدت رام کشن وید، گانا اور رامائن سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے، اسی طرح جب کوئی

مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے مکہ مدینہ اس کے لیے روایتی مقامات رہ جاتے ہیں یہ بات عام مسلمانوں کے لیے جو ہر وقت پان اسلام ازم اور پان عربی سنگٹن کے خواب دیکھتے ہیں کتنی ہی مایوس کن ہو مگر ایک قوم پرست کے لیے باعث مسرت ہے۔

ایک احمدی (مرزائی) چاہے عرب ترکستان ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بیٹھا ہو وہ روحانی تسکین کے لیے قادیان کی طرف منہ کرتا ہے۔ قادیان کی سرزمین اس کے لیے سرزمین نجات ہے اور اس میں ہندوستان کی فضیلت کا راز پنہاں ہے۔ ہر احمدی کے دل میں ہندوستان کے لیے پریم ہوگا کیونکہ قادیان ہندوستان میں ہے۔ مرزا قادیانی بھی ہندوستانی تھے اور اب تک جتنے خلیفے اس فرقے کی رہبری کر رہے ہیں۔ وہ سب ہندوستانی ہیں۔

اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب مرزائی قرآن کو الہامی کتاب مانتے ہیں تو وہ اسلام سے الگ کیسے ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سکھوں کی موجودہ ہندوؤں سے علیحدہ گرو گرنٹھ صاحب میں رام کشن اندروشنو سب ہندو دیوی دیوتاؤں کا ذکر آتا ہے مگر کیا سکھوں نے رام کشن کی مورتیوں کا کھنڈن نہیں کیا؟ گوردواروں سے رامائن اور گیتا کا پائٹھ نہیں اٹھایا؟ کیا سکھ اب ہندو کہلانے سے انکار نہیں کرتے؟

اسی طرح وہ زمانہ دور نہیں جب قادیانی کہیں گے کہ ہم محمدی مسلمان نہیں ہم تو احمدی مسلمان ہیں۔ کوئی ان سے سوال کرے گا کیا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو مانتے ہو؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیسیٰ رام کشن سب کو اپنے اپنے وقت کا نبی تصور کرتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ہندو عیسائی یا محمدی ہو گئے۔ یہی ایک وجہ ہے کہ مسلمان احمدی تحریک کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ احمدیت ہی عربی تہذیب اور اسلام کی دشمن ہے۔ خلافت تحریک میں بھی احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا کیونکہ وہ خلافت کو بجائے ترکی یا عرب میں قائم کرنے کے قادیان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔“ (اخبار بندے ماترم 22 اپریل 1935ء)

ہمیں یقین ہے کہ ڈاکٹر شکر داس کے مضمون سے اس چشم کشا اقتباس کو پڑھ کر آپ کے سامنے یہ حقیقت آئینہ ہو جائے گی کہ پنڈت جواہر لعل نہرو نے قادیانیت کی حمایت میں اپنے قلم کو کیوں جنبش دی تھی اور علامہ اقبال قادیانیت کو اسلام کے حق میں کیوں مضرت

رساں خیال کرتے ہیں۔

اولاً تو آپ کو محسوس ہونا چاہیے کہ آپ کے عقائد و نظریات ملت اسلامیہ کے سوا  
 ارب مسلمانوں کے عقائد و نظریات سے یکسر مختلف ہیں، بقول مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کے،  
 وہ آپ کے وجود کو اپنی ملی اجتماعیت کے لیے ایک چیلنج خیال کرتے ہیں، اس لیے ضروری ہے  
 کہ آپ ان حدود تک محدود رہیں جو بین الاقوامی حیثیت سے متعین ہیں کہ کسی بھی اقلیت کو  
 اکثریت کی اجتماعی حیثیت کے لیے چیلنج نہیں بننا چاہیے اور اس کے اساسی معقولات کے  
 خلاف توہین آمیز جسارت نہیں کرنا چاہیے۔

آپ کے اپنے جذبات بھی یہی ہیں کہ آپ اپنے مقدسین کے خلاف کسی ایسی  
 بات کو گوارا نہیں کرتے جو آپ کے نزدیک ان کی توہین کا باعث ہو۔ چنانچہ آپ نے ماضی  
 قریب میں کئی ایک کتابیں مثلاً ”قادیانی راسپیڈیوں کے عبرتناک انجام، ”شہزادوں“ اور  
 ”تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق“ کو حکومت پاکستان سے ضبط کروایا ہے جس میں خود  
 قادیانیوں کے بہت سے افراد نے موکدہ بھذاب حلف اٹھا کر آپ کے خلفا صاحبان اور دیگر  
 اہم شخصیات کے بارے میں بعض ناقابل ذکر باتیں کہی ہیں۔ اگر آپ مرزا صاحب یا اپنے  
 خلیفہ صاحب کی شان کے خلاف کسی کتاب کو برداشت نہیں کر سکتے اور اسے ضبط کروائے بغیر  
 آپ چین کی زندقہ بر نہیں کر سکتے تو مسلمانوں کے بارے میں آپ کیوں یہ رائے قائم  
 رکھے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی جانوں اور اولادوں سے ارب ہا گنا (بلکہ اُن گنا زیادہ)  
 محبوب و محترم، ذات باریکات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کسی ناپاک جسارت کو  
 برداشت کر سکتے ہیں۔

میری آپ سے مخلصانہ گزارش ہے کہ آپ کم از کم اتنا تو کریں کہ مسلمانوں کی  
 غیرت کو چیلنج نہ دیں اور ایسے اشتعال انگیز حالات از خود پیدا نہ کریں کہ آپ کے خلاف  
 نفرت انگیزی عام ہو۔ ہم کسی بھی ایسی تحریک یا کوشش کو جائز نہیں خیال کرتے جو قانون شکنی  
 پر مبنی ہو لیکن اس میں ہماری (بحیثیت اکثریت کے) ذمہ داری کے ساتھ ساتھ آپ پر بھی  
 کچھ پابندیاں اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور آپ کو ان سے قائل نہیں ہونا چاہیے۔

آخر میں آپ پوچھ سکتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟ میں آپ کی خدمت میں  
 بے احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ آپ کے پاس دو راستے ہیں۔



آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لیے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: "العقل اصل دینی" عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔" مزید ارشاد فرمایا: "عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گمنند سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔" قرآن مجید میں ہے: "یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔" "اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔" براہ کرم قادیانی عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شان کریں آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھگ گئے۔ آپ قادیانیت کو "اسلام" سمجھ کر اس کے دام فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمت خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھیے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور قانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کی بیشی شاید نظر انداز ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے: "جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔" انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہان میں صلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور باطل عقائد نظریات کی بنا پر اپنی طاقت خراب نہ کریں۔ اس لیے آپ سے التماس ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اپنی ہدایت کی

دعا مانگیں۔ اس کے غم و کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

دوسری بات جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ قادیانیت، اسلام کے متوازی ایک نیا خود ساختہ مذہب، نبوت محمدیہ ﷺ کے متوازی ایک جعلی نبوت، قرآن کریم کے متوازی جھوٹی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی بے اساس شعائر، امت محمدیہ کے متوازی ایک مصنوعی امت، مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں سیلف میڈ (Self-Made) مکہ آسج، مدینہ منورہ کے مقابلہ میں مدینہ آسج، حقیقی اسلامی حج کے مقابلہ میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلہ میں خانہ ساز خلافت، امہات المؤمنین کے مقابلہ میں قادیانی ام المؤمنین، صحابہ کرام کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے ساتھی صحابہ کرام، جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ، اہل بیت کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا خاندان اہل بیت ہے۔ خدارا! اپنی حالت زار پر رحم کیجیے! جہاں ایک نئی نبوت کھڑی کرنے کا اتنا زبردست اور منظم اہتمام کیا ہے، وہاں تھوڑی سی زحمت مزید گوارا کیجیے اور اسلامی مروجہ اصطلاحات کے بجائے نئی اصطلاحات بھی تراش لیجیے۔ مسلمانوں پر ترس کھاتے ہوئے ان کی دل آزاری نہ کریں۔ اسلامی مقدس شخصیات اور شعائر اسلامی کو پامال نہ کریں اور نہ اس کا حصہ بنیں۔

بعض قادیانیوں کو یہ شکایت ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں۔ ان کا سماجی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ انہیں مسلمانوں کے شادی بیاہ اور جنازوں میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا۔ بعض دفعہ معاملہ لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس بنا پر قادیانی خود کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو خاص طور پر مخاطب بنا کر رواداری، روشن خیالی اور برداشت کے نام پر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی مساعی کی جاتی ہیں۔ ہیومن رائٹس کمیشن، ایملسٹی انٹرنیشنل، یورپی ممالک اور بالخصوص امریکہ کی طرف سے اکثر یہ ہدایات اور سفارشات آتی رہتی ہیں کہ احمدیوں کے تمام رویوں اور جملہ سرگرمیوں کو برداشت کیا جائے اور ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی جائے کیونکہ یہ آزادی اظہار کے خلاف ہے۔

میں بڑے احترام کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ قادیانیوں کا اپنا پیدا کردہ

ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والے قادیانیوں کی جان، مال اور عزت کا اخلاقی اور سماجی تحفظ، آئین پاکستان کی حقوق کے مطابق ہونا چاہیے۔ پاکستان کے ہر شہری اور بالخصوص حکومت کا فرض منہی ہے کہ وہ ختم نبوت کے حوالے سے منظور شدہ پارلیمانی ترامیم، آرڈیننسوں اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا احترام کرے اور کروائے۔ آئین اور عدالتی فیصلوں کی اعتباریت کو برقرار رکھنا، آئین کی بالادستی اور قانون کی عملداری پر یقین رکھنے والے ہر مہذب شہری کا فرض ہے۔ کوئی مسلمان ہو یا قادیانی، کسی بھی شہری کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور نہ کسی شہری کو جمہوری تقاضوں اور پارلیمانی روایات کے مطابق مسلمہ اور منظور شدہ حقوق کا تسخیر اڑانے کا حق حاصل ہے۔ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے (مسلمانوں اور قادیانیوں کا تفصیلی موقف سننے کے بعد) قادیانیوں کو ان کے عقائد کی بنا پر متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ قادیانی حضرات آئین پاکستان کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور باقی لوگ (اہل اسلام) غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ ایک نئے نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی نبوت کے منکر ہیں۔ دراصل ان کا یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے۔ جو شخص پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتا، اس کے تحت متعین کی گئی اپنی حیثیت کو نہیں مانتا، اصولی طور پر وہ آئین کے اندر دیے گئے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ بات ہر قادیانی کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مسلمان، قادیانیوں سے جو اختلاف رکھتے ہیں، وہ ان کے خلاف تعصب، تنگ نظری، عناد یا کسی اور بنیاد پر نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب مکرّم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت، عقیدت اور آخری آسمانی کتاب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ مقام محمدیت ﷺ کے نتیجہ میں ہے۔

ہزار بار بشوئم دہن بہ مشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

حضور خاتم النبیین علیہ التحیہ و التّناء سے لامحدود اور غیر مشروط محبت، احترام اور

عقیدت ہر مسلمان کے ایمان کی اساس ہے۔ وہ جب تک نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین،

اولاد، عزیز رشتہ دار، دولت و کاروبار حتیٰ کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز ترین نہ جانے،

مسلمان نہیں کہلوا سکتا۔ اس سے ذرہ برابر روگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپرواہی اور ادنیٰ

ی بے توجہی بھی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل السافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کج فہم، کج نظر اور کج فکر مسلمانوں کے مرکز نگاہ اور محبوب ترین شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بھی توہین کرتا ہے تو غیرت و حمیت سے سرشار مسلمان کا تو تذکرہ ہی کیا، ایک عام مسلمان کا بھی خون کھول اٹھتا اور اس کے رگ و پے میں لاوا سا دوڑنے لگتا ہے۔ دیکھتی آنکھوں اس کا وجود غیظ و غضب کی کڑکتی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے اور اسے اس وقت تک کسی پہلو قرار نہیں آتا جب تک وہ شاتم رسول کے ناپاک اور غلیظ وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کر لیتا۔ اس ہدف تک رسائی کے لیے وہ رات دن بے تاب رہتا ہے۔ اس جاں نسیں مہم کو سر کرنے کے لیے چاہے اسے لاکھ چٹانیں اور خون کے ان گنت سمندر ہی کیوں نہ عبور کرنا پڑیں، اس کے بے قابو جذبوں، ناقابل تسخیر جنوں اور کہسار صفت اخلاص و وفا کے سامنے کفر کی ہر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ راہ محبت کا یہ راہی اور لشکر عشق کا یہ سپاہی جانتا ہے کہ اس کی یہ جدوجہد ہی حاصل زندگی ہے، اسی میں اس کی بقا ہے اور یہ کہ یہ رہگور شفاعت محمدی ﷺ کی طرف اور یہ راستہ اللہ کی خوشنودی کی طرف جاتا ہے۔

خود سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بچ نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا:

”ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔“

(”صحیح بخاری“ ”کتاب الایمان“، ”باب حب الرسول من الایمان“) کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

”ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس رد عمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ”رشدی“ (یعنی

گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے؟ اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی سر عام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائش دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقص امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجے میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔“ (ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء)

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

”ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء)

آخر میں، میں آپ کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے میری درد مندانه ہمدردانه اور مخلصانہ گزارشات نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے آپ مذکورہ بالا تمام حقائق و واقعات پر غور و فکر فرمائیں گے۔ اس تحریر میں موجود کسی بھی حوالہ کی مزید تصدیق کے لیے آپ مجھے براہ راست خط لکھ کر اصل عکس منگوا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی مکمل تسلی و تشفی کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مزید آپ سے درخواست ہے کہ آپ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر اس کتاب میں موجود تمام حوالہ جات کو سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر اس تحریر کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لیں۔ کیونکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی ”تعصب

ایک ایسی بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا۔“ (چشمہ معرفت ص 68 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 436) ان شاء اللہ آپ صحیح فیصلہ پر پہنچیں گے۔ لہذا جان بوجھ کر اپنی عاقبت تباہ نہ کریں اور اس کتاب میں موجود حوالہ جات کو غور سے دیکھیں، جہاں آپ کو کوئی شبہ پیش آئے، اسے دریافت کریں، جواب دینے کے لیے میں حاضر ہوں، جو حضرات آپ کو ان حوالہ جات کے دیکھنے سے منع کریں، انہیں اپنا دشمن سمجھیں اور یقین کر لیں کہ وہ آپ کو راہ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اعدا ہانا کر جہنم میں گرانا چاہتے ہیں، جبکہ ہم خلوص دل سے آپ کے ایمان کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ یہاں ایک بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ وہ بد نصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ لیکن ایک صاحب ایمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، توبہ سے اس کی مغفرت یقینی ہے۔ طلب صادق ہو تو راہ گم کردہ کو اندھیری شب میں بھی منزل کا اجالا نظر آ جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے: ”تحقیق ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ ہی کے لیے پیدا کیے ہیں، ان کے دل تو ہیں (مگر) یہ ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں تو ہیں (مگر) یہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان تو ہیں (مگر) یہ ان سے سنتے نہیں، یہ تو چوہا پیوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہی لوگ دراصل غافل ہیں۔“ (الاعراف: 179) میں آپ کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے!! آمین!

آخر میں قبول حق کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی ایک اہم تحریر ملاحظہ فرمائیں:

”یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی ان سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج اول ص 397 از مرزا قادیانی)

جب کھل گئی بطالت پھر اس کو چھوڑ دینا

نیکیوں کی ہے یہ سیرت، راہ ہدیٰ یہی ہے



نبوت حاضر ہیں!

عکسی شہادتیں

## مجھے ضرور پڑھیے!!!

### مناظرہ کی کتاب

(424) ”اس پر اگندہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہہ کو کھولتی ہو اور اس حقیقت کے اصل قرار گاہ تک پہنچاتی ہو کہ جس کے جاننے پر دلوں کی تشفی موقوف ہے۔“  
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 56 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1232 پر)

### زبانی تبلیغ نہیں بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیے

(425) ”وہ لوگ جو اشاعت اور تبلیغ کے واسطے باہر جاویں۔ وہ ایسے نہ ہوں کہ الٹ پلٹ کر ہماری باتوں کو کچھ اور کا اور ہی بناتے رہیں اور بات تو کچھ اور ہو سمجھانے کچھ اور لگ جاویں۔ دوسروں کو تو ہمارے دعویٰ سے آگاہ کریں اور خود ہماری کتابوں کو کبھی پڑھا بھی نہ ہو۔ اس طرح سے ہی تحریف ہوا کرتی ہے۔ ایسے وقتوں میں صرف زبانی فیصلہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ تحریر پیش کرنا چاہیے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 328 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1233 پر)

### غور و فکر کرنے کی نصیحت

(426) ”اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا، اس وقت تک پُرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سنے تو اُسے یہ نہیں چاہیے کہ سنتے ہی اُس کی مخالفت کے لیے تیار ہو جائے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اُس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور



دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مد نظر رکھ کر تنہائی میں اس پر سوچے۔“  
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 355 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1234 پر)

## مسخ شدہ لوگوں کی علامت

(427) ”یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی اُن سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔“  
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 325، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 1235 پر)

## تعصب

(428) ”تعصب ایک ایسی بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا“  
(چشمہ معرفت ص 68 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 436، از مرزا قادیانی)  
(عکس صفحہ نمبر 1236 پر)

## جہاں سے نکلے تھے.....

(429) ”جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے، وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔“

(حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوم نمبر اول صفحہ 25 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان)  
(عکس صفحہ نمبر 1237 پر)

وہ شرم ہے، کہ ان کو ہے آئینے سے نفرت

خود کو یگانا اپنا بھی گوارا نہیں کرتے



# تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رویا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسبح موعود و مہدی مہرود علیہ السلام

# مکتوبات احمد

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی  
 مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے

خطوط اور مکاتیب

جلد اول

# مکتوبات احمد

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی  
 مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے

خطوط اور مکاتیب

جلد دوم

# ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

شیخ مودود مہدی مہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد اول

# ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

سیح مولود و مہدی مہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد دوم

# ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

سیح موعود و مہدی موعود

بانی جماعت احمدیہ

جلد سوم

# ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

سیح موعود و مہدی مہود

بانی جماعت احمدیہ

آغاز مئی ۱۹۰۳ء تا اواخر ۱۹۰۵ء

جلد چہارم



# ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی  
 مسیح موعود و مہدی موعود  
 بانی جماعت احمدیہ

جنوری ۱۹۰۶ء تا مئی ۱۹۰۸ء

جلد پنجم

مجموعه

# اشتهارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی مہرود علیہ السلام

جلد اول

مجموعه

# اشتهارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی مہرود علیہ السلام

جلد دوم

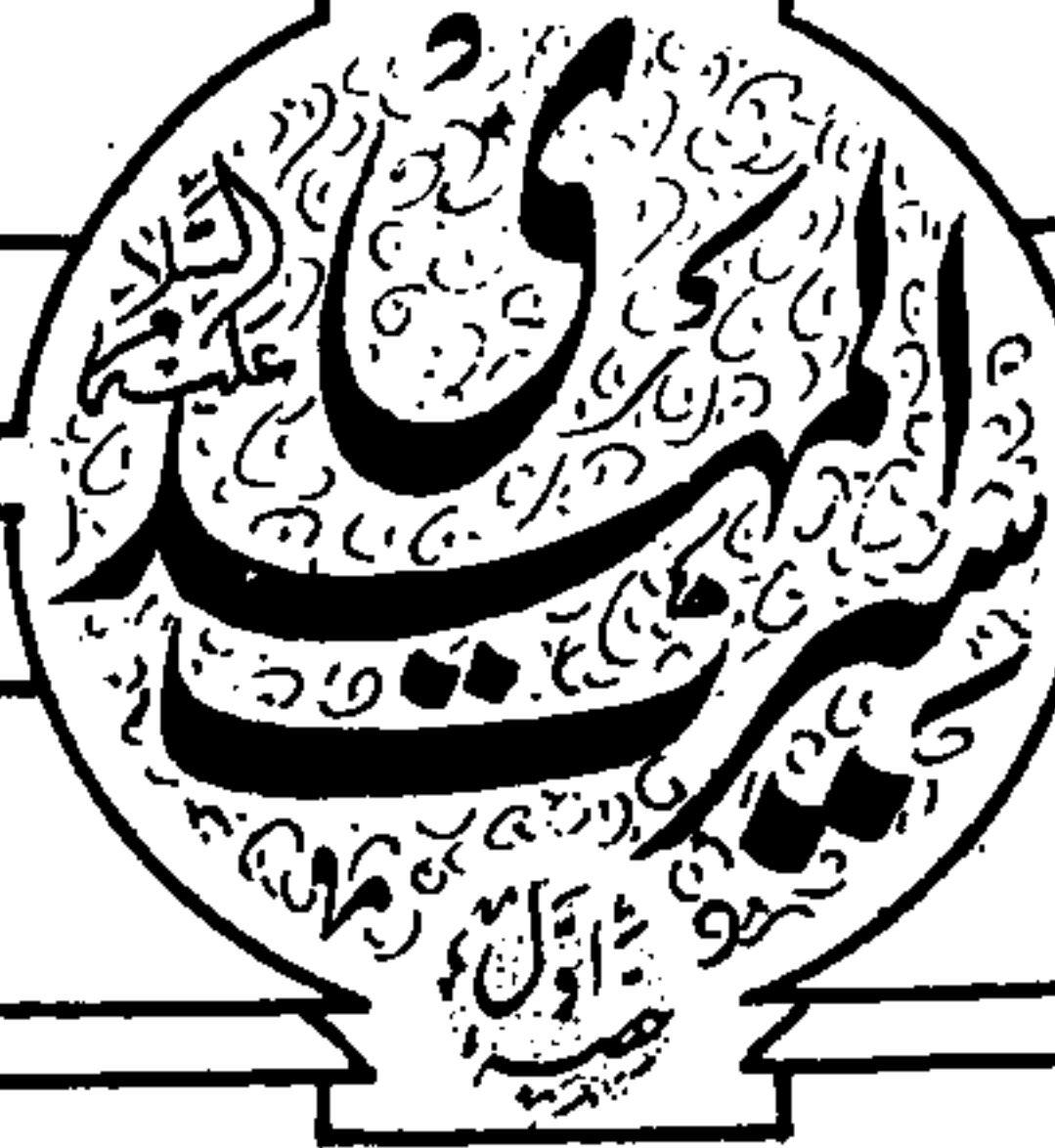
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن قَبْلُ أَنَّ لَكَ عِتْرَةً

الْحَمِيدَةُ



مُسْتَقْبَلَةٌ

حضرت صاحبزادہ میرا بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ

فوق عالیہ

مولانا ملک معظم لوی صاحب لٹریچر فیضی فاؤنڈیشن، قادیان

کے مددگار محمد امجد علی صاحب لٹریچر فیضی فاؤنڈیشن، قادیان

خیر اور برکت

بیت لٹریچر

۱۹۳۵ء

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

# شیر المہدی

حصہ دوم

تالیف لطیف حضرت صاحبزادہ میرا بشیر احمد صاحب ایم

جے

مینجر بک ڈپو تالیف و اشاعت دیان دارالان

نے

ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء میں شائع کیا ہے

اس کتاب کی تصنیف و تالیف و اشاعت کے لئے

وَعَلَىٰ رَبِّنَا الْمَبِيتُ

# میرا مہدی

حصہ سوم

«مرتب فرمود»

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

جسے

خاکستری

میرزا بشیر احمد صاحب نے منشی فضل خان قادیان لکھنے

شائع کیا

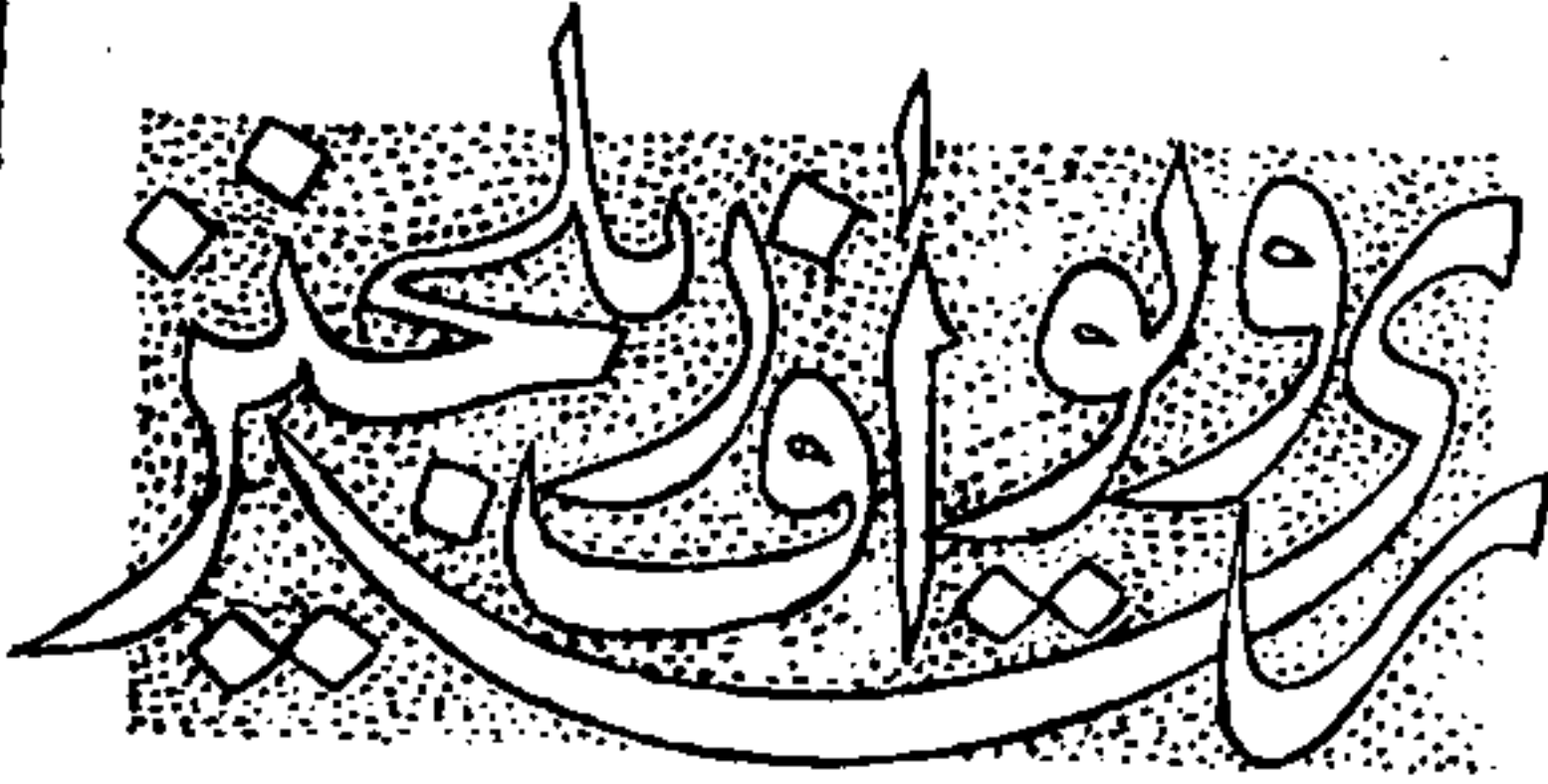
پہلی بار

۱۹۳۶ء

صفحہ ۳۵۸

پہلی بار

آؤ لو گو کہ ہیں نور خدا پاؤ گے ۛ تو تمہیں طوہر تسلی کا بتایا ہم نے



یعنی

دنیکے اذہا ہر سیر

نمبر ۳۰۴

بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء

جلد ۱۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

علم کا طلبی ۱۰

۱۰۰ سالہ

فہرست مضامین

۱۸۴ - ۹۱ تفصیل

سائل پوچھ باراقل

ان الباطل کان زھرونا

جاء الحق ونفعوا الباطل

بفضلہ تعالیٰ

یہ رسائل اللجہ حین کے نام پر تفصیل ذیل میں

# انجامِ اہم

خدائی فیصلہ - دعوتِ قوم

مکتوبِ عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ  
کے لئے شائع کئے گئے

قادیان

قیمت فی جلد چھ

بقام



لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا  
قرآن شریفنا مجزومہ

یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومنوں کو ملزم کرنے کے لئے راہ پاسکیں۔  
کتاب لاجواب

## شخصہ ملحق

تین کا دوسرا نام یہ ہے

آریوں کی قدر خدمت

اور

ان کے ویدیوں اور نکتہ چینٹیوں کی کچھ ماہریت

یہ رسالہ جو تالیفات مرزا غلام احمد صفا مؤلفہ ذرا بہن احمدیہ میں سے ہے  
اس پر افترا رسالہ کا جواب ہے جو چند قادیان کے ہندوؤں کی طرف سے باطلہ و افترا  
لیکھ رام پشاور کی چشمہ نور امسر میں چھپا تھا اور عام فائدہ کے لئے مرزا صاحب  
موصوف کی طرف سے

مطبع یرناض ہند امسر میں باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع برکشاہ بنوا

# روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی

مسح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۱

برائے بیض احمدیہ

چار حصے

پیش ہر اہل

ولمن انتصار بعد ظلمت لعلک ما علیہم من سبیل  
جو شخص مظلوم ہو گے بدلے اس پر کوئی الزام نہیں

# سہ سگین

## آیہ و ہرم

مطبع ضیاء اولاد پبلیشنگ کمپنی، فیضانِ اسلام، لاہور

کی امتداد ہے چچے

ثم مثل لمع قول

هَذَا كِتَابُ الْفَتْهِ مِنْ تَأْيِيدِ رَبِّي الْمَنَّانِ  
وَدَالَّةِ إِيَّانِهِ مِنْ قُوَّةِ رَبِّي لَا مِنْ قُوَّةِ الْإِنْسَانِ  
وَإِنَّهُ لَأَيَّةٌ عَظِيمَةٌ لِيَتَّكِفَكَ فِكْرُهَا خَافَتِ الدِّيَانَ -  
وَإِنِّي سَمَوْتُهُ

# مَوْاهِبُ الْمَجْنُونِ

وَإِنَّا عَجَّدْنَا لِلَّهِ الْأَحَدِ غُلَامٌ أَحْمَدُ عَافَاؤُنَا  
وَإَيْدٍ وَجِلٌّ قَرِيبٌ هَذِهِ قَلْبِيَانِ  
فَارِ الْإِسْلَامِ وَمَهْبِطِ الْمَلِكَةِ  
النِّكَزَامِ  
رَأْسِيَانِ

قد طبع في مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام  
الحكيم فضل الدين البهيري لاربعة عشر خلون  
من شوال سنة ١٣٣٠م مطابقا لاربعة عشر خلون من  
شهر جنوري سنة ١٩٠٣ع

نقل ٹائٹل باراؤل

حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 فیہ بآس شدیڈ و منافع لکناں  
 الحمد والمنت کہ ماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۰۸ کتاب  
 جامع معارف قرآنی و شاریع اسرار کلام ربانی از  
 تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی  
 جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی  
 مطبعہ نئی دہلی  
 تعداد جلد ۷۰۰ قیمت فی جلد ۷۰

Marfat.com

طہیل بیچ بار اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ لِحَبْلِ الْوَدُوْعِ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ لِحَبْلِ الْوَدُوْعِ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ لِحَبْلِ الْوَدُوْعِ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ لِحَبْلِ الْوَدُوْعِ



اور دوستان  
**وَجْهٌ لِّلْاٰمَانِ**  
 اور دوستان  
 و وجہ اللہ شاکر اظہار بروج النسخہ  
 ما یفعل اللہ بعد ابکار کرم نامہ

کتابت حسن حسن حسن حسن  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ لِحَبْلِ الْوَدُوْعِ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ لِحَبْلِ الْوَدُوْعِ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ لِحَبْلِ الْوَدُوْعِ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَوَسِّلْ لِحَبْلِ الْوَدُوْعِ

الحمد لله والمنة

کہ تمام مخالفوں پر الہی حجت پوری کرنے کیلئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

## البعین

لاممام الحججۃ علیٰ مخالفین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب

مالک مطبع چھپرہ

شائع ہوا

قیمت ۱۵

جلد ۰۰ ۶

۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً

آنانکه برد علوی ماحمله میکنند	وزیرانِ جهل عربده با برد میکنند
گریک نظر کنند دین نسخہ کتاب	ہست این نفس کہ تکبر دادا بکنند
باور نمی کنم کہ نیایند عذر خواہ	وین امر دیگر است کہ ترک حیا کنند

# برائین احمدیہ

## چشم

(۵)  
لقب

بلیغین الاحمد علی حبیبہ کتاب اللہ القرآن والنبیۃ المحمدیہ  
مؤلف

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام



کیف انتم اذا نزل فیکوا بنو مریم واما مکرو منکرو

خدا نے تعالیٰ کے لیے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔  
کہ کتاب مستطاب منبع الیقان و عرفان مسمی بہ

عسود دوم بڑی بڑے من کشادہ اند

صا و رقم و طرف مولانا پلٹ ہوا

تذکرہ اللہ

ایضاً و شاہد اپنے تصدیق من استاد اند

فی آخر الزمان

آسمان بار و شاہن الوقت یکویدین

خود سچ موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی  
رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے  
مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولوالالباب اولوالبعث  
نے بڑی العین مشاہدہ کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر کترین جہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت شیخ موعود  
علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی، ٹائٹل پیج مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیارہ ہوا۔

بار اول تعداد اشاعت ۲۹۰۰

شعبان الحکم ۱۳۲۰ھ

ماہ اگست ۱۹۰۹ء

قیمت ۳۰

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ -

الحمد لله الموفق انى كتبت هذه الرسالة والصيغة الجمالة لعلاج مرض  
المتنصرين الذى امتد مداه وعرقتهم مذاه واكثرهم نار انكار الفرقان. والوصول  
على كتاب الله القرآن. فاردنا ان نجيبهم من مقلب الحرام. وزيهه سوء اداهم ونهديم  
الى دواء السقام. فاللهنا هذا الكتاب مع انعام كثير لمن اجاب. وهو خمسة  
الآيات من الدر اهر لكل من اتى بمثله وارى العجايب. وهو بفضل الله حسن  
وطيب والطف وادق. وسميته الحصة الاولى من

# فورا الحق

"عسى ربكم ان يرحمكم  
وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم  
للكافرين حصيرا ان هذا القرآن  
يهدي للتي هي اقوم ويبشر المؤمنين  
الذين يعملون الصالحات ان لهم  
اجرا كبيرا"

قد طبع في المطبع المصطفى باريس في لاهور سنة ١٣١١ هجرى

نقل ماہی صبح اولیٰ  
بغیر دستخط ہاتھم کتب خانہ کتاب مسرودہ سمجھی جاوے گی

قد فرغنا من الرد علی قوم یسمون آریہ فالحمد لله رب العالمین  
انما اذا انزلنا بساخرة قوم قسآء صباح المنذرین

ہم آریوں کا رد لکھنے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے  
ہم جب ایک قوم پر چڑھائی کرتے ہیں اور انکے صحن میں اترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک ٹہنی  
صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

صبح صبح

یہ کتب تو یہ صاحبوں کے اس مضمون کے جواب میں لکھی گئی ہیں جو انہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۶ء میں  
جو اجہ چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خدا کو اپنے گھر میں بگاڑنا یا تھا جو ہمارے سید مولیٰ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے پرتھا جس میں دین اسلام پر جا بجا توہین اور  
ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر اور بے جا ہنستیں ہمارے  
مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صدمہ مسلمانوں کو خود بخود کر کے نہایت دکھ  
دیا تھا اور اس کتاب کا نام



از مولفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب صبح موعود  
جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع الوار احمدیہ پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی  
باہتمام شیخ یعقوب علی قراب منیر

اور قیمت مجلد میں روپے

دو ہزار چار قیمت فی جلد

ڈائیل ریج بار اول

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ اِنَّهُمْ لَمِنَ الْمُنصَرِفِينَ  
 ذَرِكُوا جَنْدَنَا لِهَمَّ الْغَالِبِينَ (سورة صافات) 

وَكَفَانِي مِمَّا اَوْحَىٰ اِلَيَّ هَذَا الْوَحْيِ الْمُبَشِّرِ  
 قَالَ رَبِّكَ اِنَّهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَا يَوَسِّعُكَ رَبَّنَا نَزَلَ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ  
 مَا اَرْسَلْنَا نَبِيًّا اِلَّا اَخْرَجْنَا بِهٖ اٰيٰتًا قَوْمًا اِلَّا يُوْمِنُوْنَ اِنَّ اِلٰهًا مَعَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا  
 وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ. وَيُنشِرُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاَنَّ لَهُمُ الْفَتْحَ. وَاِنَّ اِلٰهًا مَعَهُم  
 يُؤَيِّدُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ كَتَبَ اللهُ اِلَّا غَلِبَتِ الْاٰمُرُ سُلٰنٌ لَا تَخَفُ الْاِيْمَانُ  
 —————  
 جَرَلَدِي الْمُرْسَلُونَ —————

**حَقِيْقَةُ الْوَحْيِ**

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جسمیں ہر ایک قسم کے  
 حقائق اور معارف اور ہر ایک آسمانی نشان و راج میں محض اسی کے  
 فضل اور کرم اور خاص اسکی توفیق اور تائید سے مرتب و تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینجر مطبع کے چھپی

دائیں طبع اول

الحمد لله والمنةت کہ بتائید و توفیق آں نعم المولى و نعم النصير و عنایات  
آں ذات جلیل و عظیم و کبیر حصداولى کتاب الجواب موسوم بہ

# ایٹیلہ مکالات اسلام

جس کا دوسرا نام دفع الوسوس بھی ہے

بمابہ فروری سن ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نورا احمد مہتمم

و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

طماٹیل باراؤل

الْبِسْرَانَةُ بِكَافٍ عَبْدُ اللَّهِ بِكَافٍ عَبْدُ اللَّهِ بِكَافٍ عَبْدُ اللَّهِ

الحمد لله والمنة کہ ضمیمہ نزول المسیح جسکے ساتھ  
**دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے**  
 حسب استدعا مولوی شہداء احمد صاحب امرت سہری کے  
 محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے  
 طیارہ ہو کر اس کا نام

**انجمن احمدیہ**

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مہر علی شاہ ضا و مولوی اصغر علی صاحب  
 و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بمقتافاً بیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام طبع ہوا

الْبِسْرَانَةُ بِكَافٍ عَبْدُ اللَّهِ بِكَافٍ عَبْدُ اللَّهِ بِكَافٍ عَبْدُ اللَّهِ

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمُوعًا وَلَا تَفْصِيلًا  
 وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالسَّتْ مُرْسَدَةٌ  
 قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَ اللَّهِ الْكِتَابُ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ  
 کہ یہ رسالہ جس کا نام ہے

# ضرورت الامام

صرف دیرھ دن میں طیارہ ہو کر

مطبع

ضیاء الاسلام قادیان میں

قیمت ۲۰ محمول علاوہ جلد ۰۰۰ -

باعتنا حکیم فیض الدین صاحب اہل رومی مالک و مہتمم

القدر والشمس في رمضان - ليكون آيتين لي من ربي الرحمن ثم انزل الطامون  
 لعل الناس يتفكرون - فما لكم لا تنظرون الى اى الله اوتعاف عيونكم ما  
 تنظرون - ايها الناس عندي شهادات من الله فهل انتم تؤمنون -  
 ايها الناس عندي شهادات من الله فهل انتم تسلمون - وان تعدوا  
 شهادات ربي لا تحصوها فاتقوا الله ايها المستعجلون - افكلما جاءكم  
 رسول بما لا تهوى انفسكم ففرقوا كاذبتم و فريقا تقتلون انا نصرنا من ربي  
 ولا تنصرون من الله ايها الخاشعون - اقتلتموني بفتاوى القتل او دعاوى  
 رفعتموها الى الحكام ثم لا تستدمون كتب الله لا غلبين انا ورسلي ولن تعجزوا  
 الله ايها المحاربون - ووالله الى صادق رست من الذين يختلفون - انكروا  
 وقد تمت عليكم الحجة الا تردون الى الله او انتم كسيحكم خلدون - الا  
 تتدبرون سورة النور والتحريم والفاحة او تكرهون قراءتها او  
 على انفسكم تحرمون - وهذه - . وهديت لكم يا اهل الندوة  
 لعلكم تفتحون عيونكم او تتم عينهم مع الله فلا تعتذرون بعدها ولا  
 تختصمون واني سميتها

## حُفَّةَ النَّدْوَةِ

واني ارسل اليكم رسلي وانظر كيف يرجعون  
 واني ادعو الله ان يجعلها مباركة لقوم لا يستكبرون - رب اشهد اني بلغت  
 ما امرت فاكتبني في الذين يبلغون رسالاتك ولا يخافون - امين ثم امين -



# الهدى

## والتبصرة لمن يري

١٢ - جون سنة ١٩٠٢ هـ  
٤

ويبي  
١

محولك  
١

الثن في جلد  
١٢

طبع في دار الامان قاديان المطبع ضياء الاسلام

بهدتمام الحكيم فضيل بن الجيود

هذا هو الكتاب الذي اهتمت بحصته منه من رب العباد - فلو معيبد من الاعياد - فلهذا في الحافون -  
 بنطاق الروح الامين - من غير مدد الترقيم والتدين - فلا شك انه آية من الآيات - وما كان لبشر ان  
 ينطق كشفاً ولا مستخفراً في مثل هذه العبارات - وكان الناس يركبون طبعه رقبة يوم الابد  
 ويستطلعون بحيون المشتاق المريد - فالله الذي اراهم مقصورهم بعد الانتظار -  
 ووجدوا مطلوبهم كبستان مذلة اغصانه من الثمار - وانه صنيعه احسن  
 المحفزة - ومطية تبليغ الناس الى السعادة وانه فيث من الله بعدما  
 امحلت البلاد وعم الفساد - ولن تجد هذه المعارف في الآثار المنتقا  
 المدونة من الثقافات - بل هي حقائق اوحيت الى من رب  
 الكائنات - وانه اظهار قام - وهل بعد المسيهكم - وهل  
 بعد غاتم الخلقاء على السرغتم - وليس من العجب  
 ان تسمع من غاتم الائمة - لكانا ما سمعت من  
 قبل من علماء الامة - بل العجب كل العجب ان  
 ياتي المسيه بالوجود والاعام المنتظر وحكم  
 الناس ونعاسها لظفاؤ - ثم لا ياتي بعرفة  
 جديدة من حفرة الكبرياء - وتكلم  
 ككلم العامة من الظن - ولا  
 يفرق فرقا بين النظمة  
 والضياء - وان سميت  
 هذه الرسالة

# خُطْبَةُ الْإِسْلَامِيَّةِ

وَأَيُّ عِلْمَتِهَا الْإِسْلَامِيَّةِ كَانَتْ أَيْتِيَّةً

وانهما طبع في مطبع ضياء الاسلام قادياباهام الحكيم فضل الدين  
 البهيروى في سنة ١٣١٩ من الهجرة المقدسة

تجدد الاشاعة  
٢١٠٠

تجدد الاشاعة  
٢١٠٠

الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں اتھوئڈ زاوہ سزاوہ علماء  
کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم  
مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کا  
ذکر ہے اور نیز ان کے شاگرد رشید میاں عبدالرحمن کے  
شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہو کر  
نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنی

تذکرۃ الشہداء و متین

مع رسالہ عربی و علامات المقربین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام  
حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع  
اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

جامتنا تطير بوليش شوق وفي منقارها تحف السلام  
الى وطن النبي حبيبتي وسيد رسله خيرا الا نام

الرسالة

اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حكمة البشري

الى  
اهل مكة و صلحاء أم القرى

لحضرة احمد المسيح الموعود والمهدي المعهود

عليه وعلى مطاعه الصلوة والسلام

الطبعة الاولى في رجب السنه الهجرية

As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to "the coming Mehdi" and especially the nature of his appearance among the Muslims, according to some Muslims he will be a reformer and engenderer of new life, like a true lover of peace and tranquility and a person poor in heart, — the Muslims of his party considering his appearance as merely spiritual, while other Muslims, such as Maulvi Mohammad Husain of Batala, editor of *Isha-at-Uloom* and leader and advocate of Ahl-i-hadis or Wahabis of his class, believe that the "coming Mehdi" will be Ghazi, general slaughterer and upsetter of the empires of the nations other than Muslims, especially the bitter opponent of the British Empire and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi, I have written this pamphlet to show which of these two Muslim parties is right in its beliefs with regard to "the coming Mehdi".

It will be better that our benigne Government will get this pamphlet translated into English and hence make itself acquainted with these differences concerning "the coming Mehdi".

Haqiqat - ul - Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of Al-mehdi

تاریخ ۱۱ فروری ۱۹۱۱ء بلوچ فیلڈ اسلام آباد میں اشاعت شدگی

الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گورنری لورین کے مریدوں  
اور سخیوں لوگوں پر اتمام حجت کے لئے محض نصیحتاً شائع کیا  
گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے  
اس رسالہ کے ساتھ پچاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی  
دیا گیا ہے جو اسی ٹریٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور  
یہ رسالہ موسم بہ

# شکر اور حمد

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام  
حکیم حافظ فضل الدین صاحب بیسوی مالک مطبع حکیم سید سید  
حکیم سید سید سید سید سید سید سید سید سید سید سید  
کو شائع ہوا

دکھن کل سار

جند ۰۰۰

قیمت ۱۰ روپے

الحمد لله والمنه له  
کہ یہ رسالہ

موسومہ

# ایمان اصلاح

تفصیلاً و تفصیلاً

قیمت فی جلد ۱۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب

بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری ۱۸۹۹ء

(ماثل بیچ بارشانی)

الحمد لله والمنةت که رساله طیبہ مبارکہ

المسماۃ بہ

شہادۃ القرآن

نزول المسیخ الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

ملشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا



طائفتل طبع اول

مطبوعه ضياء الاسلام

۱۳۱۲ھ  
سراج منیر

مشتمل بر نشانہائے ربیدر

قادیان دارالاسرار الامان

مئی ۱۸۹۷ء

لے قادر خدا!

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک بڑا دے اور  
ہم سے نیکی کرے تاکہ ہم نے ہم سے نیکی کی۔  
آمین۔

# كشْفُ الْغَطَاءِ

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے  
مختصر گورنمنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور  
نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشی کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور  
نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا  
چاہتے ہیں

اور یہ مولف

تاج عزت جناب ملک معظمہ قصیرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر  
خدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے بارے میں گزارش  
کرتا ہے کہ براہ غریب پروردی دکر گتسری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا جانے۔

یہ رسالہ تالیف ہو کر ۲۴ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء اسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب  
ملک مطبع کے مطبوعہ ہوا۔

ان هذا الكتاب يدفع وساوس الخناس - وفيه  
شفاء للناس - وهو يهب السكينة  
ويجلو الكروب - وسميته -

# ترياق القلوب

تصنيف

امام رباني حضرت ميرزا غلام احمد صاحب قادياني  
سبح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام -

مکتبہ دارالعلوم دیوبند  
پبلشرز

کتاب خانہ دارالعلوم دیوبند  
پبلشرز

# ما علی الرسول الا البلاغ البلاغ

جس کا دو ستر نام ہے

## فریاد ورد

تصنیف منیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح مروجہ علیہ  
والسلام

یا جازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اید اللہ عنہ

منشیجریک پبلیشرز اشاعت قادیان نے شائع کیا

۲۹ جون ۱۹۲۲ء تعداد ۱۰۰۰ ۱۲۲۰ نمبر۔

کتاب الایمان کی شرح میں اس کتاب کے بارے میں درج ہے۔ یہ کتاب ایک جامع اور مفید کتاب ہے۔

۱۔ ایسے لوگ جو اللہ سے ڈرتے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اللہ ان کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہ جنوری ۱۹۹۵ء

# کتاب البریۃ

## مع آیات البریۃ

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان پنجم

تعداد جلد ۷۰۰

۱۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور ان کو اپنی فضل سے سزا دے گا۔

یہ کتاب ایک جامع اور مفید کتاب ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل کی بات ہے۔

اس کتاب کے بارے میں مزید معلومات کے لیے اس کتاب کے بارے میں پتہ چکے گا۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ  
الْفَاتِحِينَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات  
دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ہے

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمُعَيِّرُ أَهْلِ الْأَضْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

بہتمام حکیم فضل دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپایا

اپریل ۱۹۰۲ء

تعداد جلد ۵۰۰

تامل پچ جمع اول

یہ کتاب  
شیخ محمد حسین  
بطالوی اور  
دوسرے علماء  
کفرین کے  
الزام اور  
انعام اور انکی  
مولویت کی  
حقیقت کو  
کے لئے بوند  
انعام تائیس  
زوپہ شائع  
ہوئی ہے۔  
تائیس دن  
بالمقابل رسالہ  
بنانے کیلئے  
مہلت دینی ہے  
اور یہ تائیس  
دن روز اشاعت  
سے محسوب  
ہونگے۔

اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا سے قبول کریگا اور بڑے زور اور جھوٹے دلائل سے اسکی پالیسی کا اظہار کیا

هذا کتاب يحكم بين الشيعة واهل السنة ويهدى  
الى الحق في امر الخلافة وانه يقطع معاذير المتخالفين  
ويبرز دقائر المقاترين ولا يستنكره الا من لبس  
الصفاة ونحل الصدق والصدقة واتبع الكاذبين

کتاب عزیز محکم يفهم العدا  
فمحمد بارءنا على ما اسعدنا

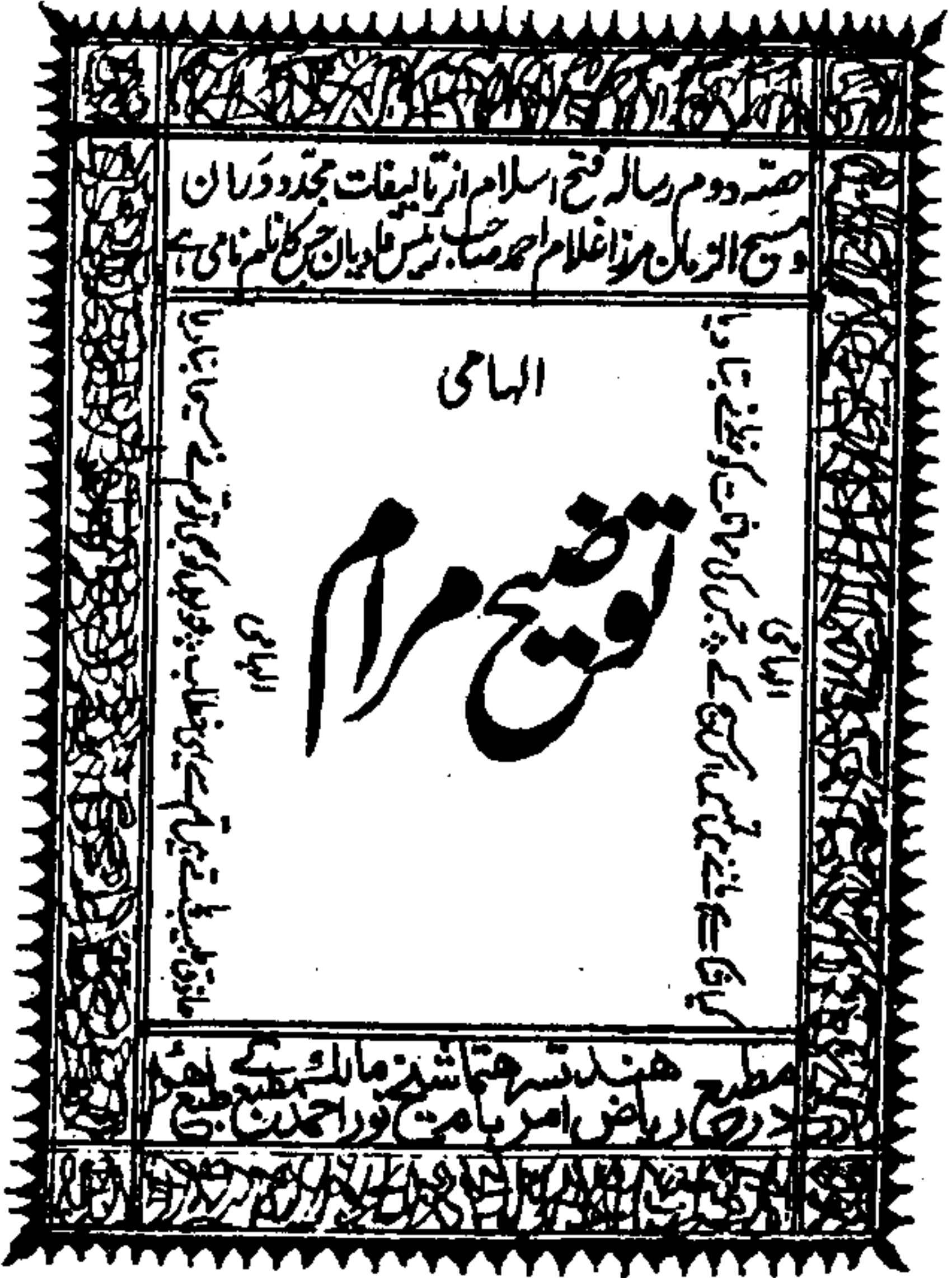
# الخليفة وسميته يد

بما جاء في تلك المقاصد ارشدا

هذا كتاب سر الخلافة لمن يبغى سبل الثقافة

وقد طبع في المطبع مرياض الهند امرتسر  
في الشهر المبارك محرم سنة ١٣١٤هـ

# ماثل بیچ طبع اول





ایک غلطی کا ازالہ

از

حضرت شیخ مولانا محمد علی صاحب

رسالة

## تحفة بغداد

ولا تقولوا لمن اتى اليكم السلام لست مؤمنا -  
وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي  
من رسله من يشاء فؤمنوا بالله ورسله وان تؤمنوا  
وتتقوا فلكم اجر عظيم -

:::—

في شهر المحرم الحرام سنة ١٣٤٠ هجرى  
طبع في مطبع پنجاب پرين سيالكوٹ  
باہتمام المنشی غلام قادر الفصیح

مالك المطبع

—

# استغناء

لَا تَكُنْ مِمَّنْ شَهِدَاةً

وَمَنْ يَكُنْ مِمَّنْ فَإِنَّهُ إِثْمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا  
تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

گو اہی کو مت چھپاؤ۔ اور جو شخص گو اہی کو چھپائے اس کا دل گنہ گار ہے  
اور خدا جو کام تم کرتے ہو جانتا ہے

مطبع ضیاء الإسلام قادیان دار الامان میں چھپا

۱۴ مئی ۱۸۹۶ء

نایب بر اقل

الحمد لله والمنة

کہ

یہ رسالہ مبارکہ جس میں حضرت ملکہ معظمہ قیسرہ و ام اقبالہا  
کی برکات کا ذکر و اور یہ بیان ہو کہ جناب ملکہ مدوہ کے  
عہد عدالتِ مہدیہ میں اور ان کے نہایت روشن ستارہ کی  
تاثیر سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتیں ظہور میں  
آئی ہیں منطبع ہو کر انہی وجوہ کی مناسبت سے نام اس کا

# ستارہ قیسرہ

رکھا گیا

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین  
صاحب مالک مطبع کے چھپ کر ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء کو

شائع ہوا

میں طبع قتل

## فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ

مخداست امام و چراغ ہر دو جہاں      محمد است فروز نمدہ زمین و زمان  
خدا نگوئمش از زس حق مگر بخدا      خدا نماست و ہوش پر لئے علیاں

## اسلام اور اس ملک کے دو کبر مذاہب

حضرت مجدد الوقت امام الزمان مسیح موعود و جناب میرزا غلام احمد صاحب

رہیں قادیان کا لیکچر

جو ۲۳ ستمبر ۱۹۰۲ء کو بمقام لاہور ایک عظیم الشان جلسہ میں پڑھا گیا

انجمن فرقا نیہ لاہور کے  
مدیر کو لکھنے

میاں معراج الدین عمر جنرل کنٹرولنگ ڈسٹرکٹری انجمن مذکورہ حکیم شیخ نور محمد  
منشی عالم ملک ہدم صحت لاہور

رفاہ عام مسلم پریس لاہور میں خلاق اللہ کے فائدہ کے لئے چھپوا کر  
شائع کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُكَ وَنُحِبُّكَ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

# لیکچر لکھیانہ

حضرت علیہ السلام نے ۳۴ نومبر ۱۹۰۵ء کو ہزاروں آدمیوں کی موجودگی میں دیا

اول میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے یہ موقعہ دیا کہ میں پھر اس شہر میں تبلیغ کرنے کے لئے آؤں۔ میں اس شہر میں ۳۴ برس کے بعد آیا ہوں اور میں ایسے وقت میں شہر سے گیا تھا جبکہ میرے ساتھ چند آدمی تھے اور تکفیر کذاب اور دجال کہنے کا بازار گرم تھا اور میں لوگوں کی نظر میں اس انسان کی طرح تھا جو مطرود اور مخذول ہوتا ہے اور ان لوگوں کے خیال میں تھا کہ تھوڑے ہی دنوں میں یہ جماعت مردود ہو کر منتشر ہو جائے گی اور اس سلسلہ کا نام نشان مٹ جائیگا۔ چنانچہ اس مرض کے لئے بڑی بڑی کوششیں اور منصوبے کئے گئے اور ایک بڑی بھاری سازش میرے خلاف یہ کی گئی کہ مجھ پر بھاری جہالت پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا۔ اور سارے ہندوستان میں اس فتویٰ کو پھرایا گیا۔ میں انہوں سے ظہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اس شہر کے چند مولویوں نے دیا مگر میں دیکھتا ہوں کہ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالیٰ نے

الہدیۃ المبارکہ

یعنی کتاب

تخت و تہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء

سوال

معيار المذاہب

فطرتی معیار سے مذاہب کا مقابلہ

التصنیف

حضرت شیخ مولانا محمد علیہ السلام



هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

گورنمنٹ انگریزی

اور

جماد

۲۲ مئی ۱۹۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قلدی میں باہتمام حکیم فضل الدین ضاچھا

تعداد ۴۰۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 علامت بها عرف الامام  
 فلا تعجب بما جئنا بنور  
 بشرى لطيفة التور ان هذا المكتوب من الامام المغفور  
 به علامته

# حجة التور

الى علماء

العرب والشام والهند والعراق واليمن

تجرى انهار الايمان والعرفان في ذرع الايمان

وقد اتفق لطبعه في مطبع ضياء الاسلام واشاعته من البلاد ذي القدر  
 بيد الخادم الفقير مهدي حسين متهتم دار الكتب الموعود في قاديان دار الاما

حيدرآباد سنہ ۱۳۲۸  
 ۲۱۰۰

بمعدن طيفه المسيم  
 نورالدين بهيروى

في شهر ربيع الاول سنة ۱۳۲۸  
 من الهجرة

یہ رسالہ مطبع ضیاء اسلام تکران میں حکیم فضل حسین کے ہتھام سے طبع ہوا تھا۔ شریعتی مطبعہ  
 تکران میں شریعتی مطبعہ صادق کے ہتھام سے طبع ہوا۔ ایمان فروری ۱۳۲۸ء

بِجَاهِ الْحَقِّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ  
 إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا  
 اَنَا مُشْتَرِكٌ لِلْكَافِرِينَ سَلَابِلٌ فَمَا غَلَا وَتَسَعَيْتُ

بِحمد اللہ کہ اس کھل الجواہر شد از کوہ صواب و صدق تاجر  
 کتاب از نثر رز و گدائی چشمے باند ۶ کہ مقل از دل و جہانی دست طہم جینا

سرمہ پیرا  
 فیہ شفاء للناس

از تالیفات مرزا غلام احمد صاحب توفیق برادرین احمدیہ دیباچہ  
 رد اصول وید و اثبات حقیقت اصول قرآن شریف بعد از احکام پانچ سو و  
 اس ہندو یا آریہ کے لئے جو اس سارا دیکھ کر رکھلا

# سراج الدین

عینائی

کے چار سوالوں کا

# جواب

س ۱۸۹۷  
۲۲ جون

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب

تعداد ۷۰۰

کے چھپا

قیمت ۲

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

# نور القرآن

## اطلاع

یہ رسالہ نور القرآن بائیس مین ماہ کے بعد یعنی چوتھے مہینے شائع ہو کرے گا  
 ادبیہ نمبر تین ماہ یعنی جون جولائی۔ اگست ۱۹۵۷ء کے ہرے میں ہے  
 قیمت بائیس روپیہ ایک روپیہ سالانہ ہے

راقم خاکسار سراج الحق جمالی نعمانی

(شاہنشاہِ بابر اول)

وہ خدا جس نے تمام رُوحیں اور ذرہ ذرہ عالمِ علوی اور سفلی کا پیدا کیا اسی نے اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کا مضمون ہمارے دل میں پیدا کیا۔

اور

اس کا نام

ہے

# نسیمِ دعوت

آریوں کے لئے یہ رحمت ہے  
طالبوں کا یہ یارِ خلوت ہے  
ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے  
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے  
نہ تو سختی نہ کوئی شدت ہے  
آخر اس کی طرف ہی رحلت ہے  
سر پہ طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے  
پھر بھی توبہ نہیں یہ حالت ہے

نام اس کا نسیمِ دعوت ہے  
دلِ بیمار کا یہ درماں ہے  
کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق  
غور کر کے اسے پڑھو پیارو  
خاکساری سے ہم نے لکھا ہے  
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو  
سخت دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ  
ایک دنیا ہے مچکی اب تک

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی  
بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۲۲ء چھپ کر شائع ہوا

ٹائٹل بیچ پارا اول

مدبر و قیاس اور لا انتہا ولا منتهای سیاس  
خدا نے رحیم و کریم ملک الجنتہ والناس

کہ گوہر ہے بہاؤ نسخہ و کیمیا کم گشتگان کارہنسا  
یعنی رسالہ

# سیح ہندوستان میں

مفتہ الماس قلم اعجاز قسم حضرت سیح الہند زراعت امام احمد صاحب  
قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

دربارہ نجات سیح ناصر علی از صلیب اور ان کا سفر جنت ہندوستان  
توفیق یزدانی و فضل ربانی

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں

باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تلاب پٹیو  
مالک مطبع بیچ ہو کر ۲۲ نومبر ۱۹۰۸ء کو

شائع ہوا

مطبع و مطبع اول

مفتی محمد امجد علی صاحب الزمان فرزند مولانا محمد امجد علی صاحب الزمان

رئیس قادیان مولانا محمد امجد علی صاحب الزمان

الہامی جلیقہ سہیل پورہ جلیقہ سہیل پورہ جلیقہ سہیل پورہ جلیقہ سہیل پورہ

# فتح اسلام

اور خدا تعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت

اور اسکی پیروی کی راہوں اور اسکی تائید کے

طریقوں کی طرف دعوت

جمادی الاول ۱۳۰۵ھ ہجری میں

باہتمام شیخ منظور احمد مالک مطبع ریاض ہند میں طبع ہو کر پڑھ

تسلیم پر ایم اور تمام محبت کی غرض سے باموافق الہی شائع کیا گیا



طائیں بیچ طبع اقل

الحمد لله الذي وفقنا لتأليف رسالتنا هذه التي آلت  
لافتاح المولوى رسل بابا الاقرتسرى وتبكيته وفصل فيه  
كل امراتبكيته وسميت

# اتمام الحجّة

على الذي ليج ذراغ

# عنا المجّة

وطبعت في مطبع گلزار محمد في بلدة لاهور سنة ۱۳۱۱ھ

قیمت فی جلد ۲۰

تعداد جلد ۷۰۰

(میں نے یہ لکھا)

اے خدا اے چشمہ نورِ ہندی  
 از کرم با چشمِ این امت کشا  
 یک نظر کن سوئے این رازِ نہاں  
 تا رہی اے طالب از وہم و گماں  
 بحمد اللہ  
 کہ یہ رسالہ جس کا نام

# حقیقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح لہجے سے سوانح ظاہر کرتا ہے اور ہمارے باہر کے متعلق  
 کوئی نصیحتیں کر کے اصل فرض باہر بتلاتا ہے

اور ہتمام قدایان مطبع ضیاء اسلام میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب  
 بیوی، ایک مطبع چھاپا ہے اور بتاریخ  
 ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء  
 شائع ہوا

ٹائٹل برتول

انکھ شد و لمنه

یہ رسالہ ایک عیسائی کی کتاب کی کتاب ینا یح الاسلام کے  
جواب میں تالیف ہو کر اس کا نام مندرجہ ذیل رکھا گیا

یعنی

چشمہ مسیحی

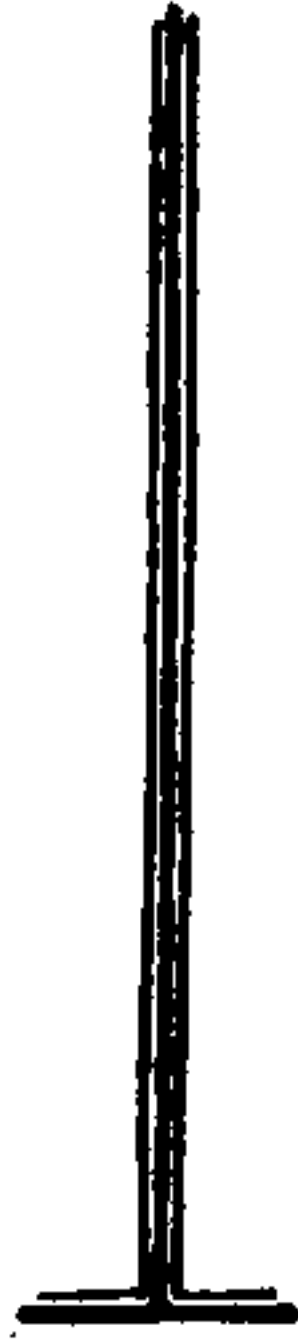
لہجہ

مطبع میگزین قادیان میں باہر تمام چوہدری  
اللہ داد صاحب ۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو طبع ہو کر

شائع ہوا

تعداد جلد (۱۰۰)

# اسلامی اصول کی فتاویٰ



— اذقلم —

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہانی جماعت

# احمدی اور غیر احمدی کیا فرق ہے؟

تقریر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پر مولانا

جلوسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۱۹۰۵

— الناشر —

ہیتم نشر و اشاعت صدائے سخن احمدیہ برونہ (پاکستان)

# انوارِ خلافت

(مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ 1915ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

# حقیقۃ النبوة

(مسئلہ نبوت پر سیر حاصل بحث)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

# سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تصنیف

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ

شائع کردہ: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَحْمَةُ اللهِ وَكَرَمُ فَضْلِهِ  
رَحْمَةُ اللهِ وَكَرَمُ فَضْلِهِ

تَرْكِیْثِ مَوْسَمِ

# سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِینَ

مَسْبُوحٌ (۱۳۲۰ھ)

مَوْقُفٌ

فَاضِلٌ بِأَرْشَادِ صَاحِبِ بَدِیَّةِ نَبِیِّیْنَ

ضَمَّیْلِغِ كَا مَكْرَه

خَوْبَرِیْہِ ۱۹۲۰ء

رَبِّ اَنْبِیَآءِہُمْ

فَاضِلٌ بِأَرْشَادِ صَاحِبِ بَدِیَّةِ نَبِیِّیْنَ

# تاریخ احمدیت

جلد چہارم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے

سوانح حیات قبل از خلافت

اور خلافت ثانیہ کے عظیم الشان تبلیغی، تربیتی اور علمی کارہائے نمایاں

اور زریں اسلامی خدمات

۱۹۱۳ء تا ۱۹۲۷ء

مؤلف

دوست محمد شاہد

یا کاس نے سلطنت انگریزی میں ہم کو پیدا کیا۔

احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے  
مفسر کے احسانات کی شکرگذاری کے اصول سے مذاق جاہل  
ہندے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے

ہیں، مگر ہلا خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم دنیا میں کسی انسان کی بوشادہ کر سکتے ہی نہیں یہ وقت ہی ہم میں نہیں ہے۔  
احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے اور محسن کشی اور فطاری کا ناپاک مادہ اُس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں  
رکتا۔ ہم گورنمنٹ، محکمات کے احسانات کی قدر کرتے ہیں اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک عادل  
گورنمنٹ کو سکھوں کے پُر جہاز مانہ سے نجات دلانے کے لیے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزار کوس سے بھیج دیا۔ مگر  
اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا، تو میں سچ کہتا ہوں کہ ہم اس قسم کے اعتراضوں کی بابت خدا بھی سوچ نہ سکتے چہ جائیکہ  
ہم ان کا جواب دے سکتے۔

اب ہم ان اعتراضوں کا جواب بڑی آزدی سے دے سکتے ہیں۔ پھر ہم اگر اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر نہ کریں  
تو یقیناً سمجھ کر بڑے سنا قدر شناس اور ناشکر گذار ہوں گے۔ ہم کو خدا اور فکر کا موقع ملا، وہاں کا موقع ملا اور اس  
طرح پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ابواب ہم پر کھولے اگرچہ مبدی و فیض دہی ہے، لیکن انسان اپنے میں ایک  
شے قابل بنا گیا ہے۔ اس پر بلکہ اس کی استعداد اور ظرف کے فیض ملتا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس تفسیر  
کی وجہ سے ہندوستان اور پنجاب کے رہنے والے جو ہر قابل بن رہے ہیں، ان کی عقل یا اقدار، ربح  
ترقی کر رہی ہیں۔

مقرر یہ کہ یہ مقام ڈانا لہر تہ ہے پادریوں کے مقابلہ میں اس لیے  
اس لئے مانہ کا ہتھیار قلم ہے  
ہم کو چاہیے کہ ہرگز بیکار نہ بیٹیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہماری غربتوں کے  
ہر رنگ جو جس قسم کے ہتھیاروں کے میدان میں نہ آتے ہیں، اسی طرز کے ہتھیار ہم کہنے کو بھگتا چاہیے اور وہ  
ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو  
ذوالفقار علی لڑایا۔ اس میں یہی بستر ہے کہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے، بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔

پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ حقائق اور معارف کے  
مذاہل کے کھلنے کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی، اس  
فخ کے لیے تقویٰ کی ضرورت ہے  
یہ تقویٰ اختیار کرو، کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ سُلُوْطٰنٍ  
(اسئل ۱۲۹۱) اور میں جن نہیں سکنا کہ یہاں اے کئی مرتبہ ہوا ہے۔ بہت ہی کثرت سے ہوا ہے۔  
اگر ہم بڑی ہمیں ہی ہمیں کہتے ہیں، تو یاد رکھو کہ کچھ فائدہ نہیں ہے۔ فخ کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ فخ

اب اس کا اثر تم خود سوچو اور گے، کیا پڑے گا۔ یہی کہ انسان افعال کی ضرورت محسوس کر گیا اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا۔ برخلاف اس کے جب یہ کہا جائے گا کہ انسان افعال سے نجات نہیں پاسکتا، تو یہ اصول انسان کی تہمت اور سزا کی پست کر دیا اور اس کو بالکل بایکسو لوہے دست و پا بنا دے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا اصول انسانی توئی کی ہی بھرتی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی توئی میں ایک ترقی کا مادہ رکھا ہے لیکن کفارہ اس کو ترقی سے روکتا ہے۔ اسی میں نے کہا ہے کہ کفارہ کا اقتدار رکھنے والوں کے حالات آزادی اور بے قیدی کو دیکھتے ہیں تو یہ اسی اصول کی وجہ سے ہے کہ کتے اور کتوں کی طرح بکاریاں ہوتی ہیں۔ لیکن کتے کے ہاتھ پارک میں ملائیہ بکاریاں ہوتی ہیں اور عوامی پتھے پیدا ہوتے ہیں پس ہم کو معرفت قبل و قال تک ہی محدود رکھنا چاہئے بلکہ افعال ساتھ ہونے چاہئیں۔ جو اعمال کی ضرورت نہیں کہتا وہ سخت نامائیت اندیش اور نادان ہے۔ قانون قدرت میں اعمال اور ان کے نتائج کی نظیریں تو موجود ہیں۔ کفارہ کی نظیر کوئی موجود نہیں۔ مثلاً بھوک لگتی ہے، تو کھا لکھا لینے کے بعد وہ فرو ہو جاتی ہے یا پیاس لگتی ہے، پانی سے جاتی رہتی ہے تو معلوم ہوا کہ کھا لکھا نے پانی پینے کا نتیجہ بھوک کا جاتے رہنا یا پیاس کا بچھ جانا ہوا۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ بھوک لگے زید کو اور بکر روٹی کھائے اور زید کی بھوک جاتی ہے۔ اگر قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہوتی، تو شاید کفارہ کا مسئلہ مان لینے کی گنجائش نکل آتی، لیکن جب قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے تو انسان جو نظیر دیکھ کر راستے کا ہادی ہے اسے کیوں کر تسلیم کر سکتا ہے۔ عام قانون انسانی میں بھی تو اس کی نظیر نہیں ملتی ہے کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید نے کھن کیا ہوا اور خالد کو پھانسی ملی ہو مگر میں یہ ایک ایسا اصول ہے، جس کی کوئی نظیر ہرگز موجود نہیں۔

**اعمال صالحہ اور تقویٰ** میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور مگر کوئی چیز جاسکتی ہے، تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں۔

إِنِّي لَيَعْمَدُ الْكَلِمَةَ الْعَلِيَّةُ (سورة قاطر ۱۱) عود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلاموں کے برابر ہیں، لیکن فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو مشق ہو خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے مَا تَشَاءُوا حَالِنَا نُفَعِّرُ الْمُؤْمِنِينَ (الروم ۴۸) مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے۔ اور مَا تَشَاءُوا حَالِنَا نُفَعِّرُ الْمُؤْمِنِينَ حَالِنَا الْمُؤْمِنِينَ سَبِيحًا (النساء: ۱۴۲) اشد مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا، اس لیے یاد رکھو کہ تمہاری فسح تقویٰ سے ہے اور درحقیقت قرآن اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لیے نازل کیے تھیں کہ اگر انسان پڑھے تو اسے لفظ آجی۔ نہ گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور اس کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ حدیث عثمان رضی اللہ عنہ تک پیش سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی۔ اب ہم کو کوئی بتا دے کہ انسان ایسا کر سکتا

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد کمپوزر غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دہار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرین صاحب کی تاریخ ریسیان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۶ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سو سو اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ تلوار کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات نوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے کم ہو گئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں ماشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

### نقل مراسلہ

(دلسن صاحب)

نمبر ۲۵۳

تھورپناہ شجاعت و شگاہ مرزا غلام مرتضیٰ  
رئیس قادیان ضلع

عزیز شاعر بریادہ ہائی خدمات و حقوق

خود و خاندان خود بلا غلط حضور انجناب در آمد

مانوب سید انیم کہ بلا شک شاد و خاندان شادان

ابتداءً دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار

و فائز ثابت قدم مانده اید۔ و حقوق

شاد و اصل قابل قدر اند۔ بہرنگہ تسل

و تشفی نارید۔ سرکار انگریزی حقوق

Translation of Certificate of  
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan  
Chief of Qadian

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

کے بعد میرا پڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تمہوں کے گندہ مقصدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات شاخورد و توجہ کردہ خواہد شد۔  
باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار  
سرکار انگریزی بہانہ کہو میں امن و خوشنودی  
سرکار و یہودی شام تصور است۔ فقط  
المرقوم مارچون ۱۸۴۹ء مقام ہیرانار کلی

British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable opportunity offers itself.

You must continue to be faithful and devoted objects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your welfare.

11.6.1849 Lahore.

نقل مراسلہ  
دامت کشت صاحب بہادر کشتہ  
تہجد و شہادت و شگاہ منزا غلام مرتضیٰ  
رئیس قادیان بہانیت باشند۔

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد ادمہالی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم  
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

انما کار بنگم مفسدہ ہندوستان موقود  
۱۸۵۷ء از جانب آپ کے وفات و غیر خوی  
وہدی سرکار دو تہہ انگلشیہ در باب  
نگداشت سلطان و پیرسانی اسپان  
بخوبی بندہ ظہور بیوٹی اور شروع مفسدہ  
سے آج تک آپ جمل ہوا خواہ سرکار ہے  
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لبنا  
بجلدی اس خیر خواہی اور خیر گالی کے  
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے  
آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب مشاء پیش  
صاحب چیف کسٹرن ہیاور نمبری ۵۷۶  
موقف ماراگست ۱۸۵۸ء پھانہ پنا  
باطہار خوشنودی سرکار و نیکناسی و  
وفاداری تاہم آپ کے لکھا جاتا ہے۔  
مرقوم تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of  
Mr. Robert Cast's Certificate

To,  
Mirza Ghulam Murtaza Khan,  
Chief of Qadian.

As you rendered great help in  
enlisting sowars and supplying  
horse to Govt. in the mutiny of  
1857 and maintained loyalty since  
its beginning upto date and  
thereby gained the favour of Govt.  
a *Khalat* worth Rs. 200/- is  
presented to you in recognition of  
good services, and as a reward for  
your loyalty.

Moreover in accordance with  
the wishes of Chief Commissioner  
as conveyed in his no. 576 dt.  
10th August 58. This parvane is  
addressed to you as a token of  
satisfaction of Govt. for your  
fidelity and repute.

ضمیمہ نمبر ۱۳ منسلک کتاب تریاق القلوب

## حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست

جبکہ ہماری یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں کی بلکہ غریب سے غریب اور عاجز سے عاجز خدا کے بندوں کی ہمدردی کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس ملک کے پرندوں اور چرندوں اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لئے بھی اس کے عدل گستر قوانین موجود ہیں اور ہر ایک قوم اور فرقہ کو مساوی آنکھ سے دیکھ کر ان کی حق رسی میں مشغول ہے۔ تو اس انصاف اور داد گستری اور عدل پسندی کی نصحت پر نظر کر کے یہ عاجز بھی اپنی ایک تکلیف کے رفع کے لئے حضور گورنمنٹ عالیہ میں یہ عاجزانہ عرض پیش کرتا ہے۔ اور پہلے اس سے کہ اصل مقصود کو ظاہر کیا جائے۔ اس محسن اور قدر شناس گورنمنٹ کی خدمت میں اس قدر بیان کرنا بے محل نہ ہو گا کہ یہ عاجز گورنمنٹ کے اس قدیم خیر خواہ خاندان میں سے ہے جس کی خیر خواہی کا گورنمنٹ



۴۸۸

کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے اور اپنی چٹھیوں سے گواہی دی ہے کہ وہ خاندان ابتدائی انگریزی عملداری سے آج تک خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ میں برابر سرگرم رہا ہے۔ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اس محسن گورنمنٹ کے ایسے مشہور خیر خواہ اور دلی جان نثار تھے کہ وہ تمام حکام جو ان کے وقت میں اس ضلع میں آئے سب کے سب اس بات کے گواہ ہیں کہ انھوں نے میرے والد موصوف کو ضرورت کے وقتوں میں گورنمنٹ کی خدمت کرنے میں کیسا پایا۔ اور اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ انھوں نے ۱۸۵۷ء کے مفسدہ کے وقت اپنی تھوڑی سی حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے مع پچاس جوانوں کے اس محسن گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے۔ اور ہر وقت امداد اور خدمت کے لئے کمر بستہ رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے گزر گئے۔ والد مرحوم گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور ہردل عزیز رئیس تھے جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور وہ خاندان مغلیہ میں ایک تباہ شدہ ریاست کے بقیہ تھے جنھوں نے بہت سی مصیبتوں کے بعد گورنمنٹ انگریزی کے عہد میں آرام پایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دل سے اس گورنمنٹ سے پیار کرتے تھے اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک سچ فواد کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی۔ ان کی وفات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بالکل دنیا سے الگ کر کے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں نے اس کے فضل سے آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لئے پسند کر لیا لیکن میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار

۴۸۹

اگرچہ سب پر احسان ہے مگر میرے بنگوں پر سب سے زیادہ احسان ہے کہ انہوں نے ان گورنمنٹ کے سایہ دولت میں آکر ایک آتش تود سے خلاصی پائی اور خطرناک زندگی سے امن میں آ گئے۔ میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ بن نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پُر ندر تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ بن گورنمنٹ کا سہا مخلص اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو صبار گودری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کسی ان کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے کھڑے کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے ہتیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ وار لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم تمبول کے پٹن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی غرض اسی طرح میرے ان بندگان نے اپنے خون سے اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی تواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہی خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنے کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔ سرسپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب ایچ ڈیکسٹن پنجاہ میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے۔ اور میں ذیل میں ان چٹھیات حکام بالادست کو درج کرتا ہوں جن میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے۔

الذین جاءونا ولشوا بيننا كيف عشنا امام آعينهم وكيف سبقنا  
دریانت کر لیوے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں سے اب ہم نے انکی آنکھوں کے سامنے کیسی ننگل لبرکی  
فی کل خدمة مع السابقیین۔

لو کہیں ملے ہم ہر ایک خدمت میں سبقت کرنا والد کے گروہ میں سے۔

ولاحاجة الى تفصيل هذه الحقائق فان الدولة البريطانية  
اور ان حقیقتوں کے مفصل بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ سرکار انگریزی ہمارے مراتب  
مطلعة علی مراتب خلوصنا و شئون خدماتنا و الاعانات التي  
خلوص اور انواع خدمات پر مطلع رکھتی ہے اور ان اعانتوں کو جانتی ہے جو وقتاً فوقتاً ہم سے  
كانت ترى منا وقتا بعد وقت وفي أيام فساد المفسدين۔ وتعلم  
ظہور میں آئیں خاصکر دہلی کے مفسدہ کے وقت میں۔ اور اس گورنمنٹ

الدولة ان ابي كيف امدت هاني حين محاربات مشتدة الهوب و  
کو یہ معلوم ہے کہ میرے والد نے کیونکہ اس کو ایسے وقت میں مدد دی کہ جب لڑائیوں کی ایک سخت  
فتن مشتطة الهوب و انه آتال الدولة خمسين خيلا مع الفوارس  
آدمی چل رہی تھی اور فتن بھڑک رہے تھے اور مدد سے تباہ کر گئے تھے سو میرے والد نے اس مفسدہ

مدد اونه في أيام المفسدة وسبق السابقين في امدادات المال عند  
کے دنوں میں پچاس گھوڑے موہ سوار اس گورنمنٹ کو امداد کے طور پر دیئے اب اپنی حیثیت کے لحاظ سے امداد  
حلل الاحوال مع أيام العسر والاقبال و ذهاب عهد الاما سرا  
میں سے بڑھ گیا باد جو دیکھ وہ زمانہ تنگی اور ناداری کا زمانہ تھا اور آبائی ریاست کا دور ختم ہو کر گردش کے  
الآبائية و انقلاب الاحوال فلينظر من كان له نظر صحيح او قلب أمين۔

دن آگئے تھے پس جو شخص ایک نظر صحیح اور دل امین رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ سوچے؟

ولم يزل كان ابي مشغوف بالخدمات حتى تناخ وجاء وقت الوفاة  
اور میرا پاپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سال تک پہنچ گیا اور سفر آخرت

ووجب الارتمال ولو قصدنا ذكر خدماته لضاق بنا المجال وعجزنا  
 کا وقت آگیا۔ اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سمانہ سکیں اور ہم لکھنے سے  
 عن التدوين۔ فالملخص ان ابی لم یزل کان شاعراً بوق الدولة وقامماً  
 عاجزاً جائئاً۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراسم کا ہمیشہ امیدوار رہا  
 علی الخدمۃ عند الضرورة حتی اعزته الدولة بمکاتیب رضاہا وخصتہ  
 اور عند الضرورت خدمتیں بمال اتار دیا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹیا سے اسکو معزز  
 فی کل وقت بعتا وھاوا سمحت له بمواساتھا وتفضلت علیہ بمراعاتھا و  
 کیا اور ہر ایک وقت اپنے ملاؤں کے ساتھ اسکو خاص فرمایا اور اسکی مخداری فرمائی اور اسکی رعایت رکھی  
 حسبته من ذواع الخیر ومن المخلصین۔ ثم اذا توفی ابی فقام مقامہ  
 اور اسکو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان غصبتوں میں  
 فی هذه السیراخی المیرزا غلام قادر وغیر تہ مواہب الدولة کما  
 اسکا قائم مقام میرا بھائی ہوا جسکا نام میرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایت ایسی ہی اس کے  
 غمرت والدی وتوفی اخی بعد ابی فی بضع سنین ثم بعد وفاتہما  
 شامل مال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل مال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا  
 قفوت اثرہما و اقتدایت سیارہما و ذکر ت عصرہما ولکنی ما کنت  
 پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں اُنکے نقش قدم پر چلا اور اُنکی سیرتوں کی پیروی کی اور اُنکے زمانہ کو یاد کیا  
 ذلحصب ونعمۃ وسعة وثروة ولاذاملاک وارضین۔ بل تبتلت  
 لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا۔ بلکہ میں اُنکی وفات کے  
 الی اللہ بعد ارتحالہما ولحقت بقوم منقطعین۔ وجد بنی ربی الیہ  
 بعد اللہ جلت شانہ کی طرف جھک گیا اور انہیں جہنم نے دنیا کا تعلق توڑ دیا۔ اور میرے رب نے اپنی طرف  
 واحسن مثوای واسبع علی من نعماء الدین۔ وقادنی من تدنسات  
 مجھے کھینچ لیا اور مجھے نیک جگہ دی اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر کمال کیا اور مجھے دنیا کی آلودگیوں اور کمروہات سے

تھی کہ وہ دل سے اس گورنمنٹ سے پیار کرتے تھے اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی۔ اُن کی دعوات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بالکل دنیا سے الگ کر کے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں نے اس کے فضل سے آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لیے پسند کر لیا، لیکن میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محنت انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ میں برس کی مدت سے میں اپنے دل جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دل جان نثار بوجا میں اور جواد اور خونی ہمدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دست بردار ہو جائیں۔ اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ اُن کا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ محنت کے ناشکر گزار نہ بنیں اور نیک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ بنیں کیونکہ یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم بچتے ہوتے توڑ میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں میں جو میں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے۔ اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محنت کی خدمت میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بہت سال میری خدمت ہے جس کی نظیر بڑش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو میں بری کا زمانہ ہے۔ ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی شائق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ اس میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقرار ہی ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور

سنہ ۱۸۴۰ء میں خراسان میں ایک مشنری کارہننے والا فاضل عیسائی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے صفحہ چالیس میں میری کتاب خلاصۃ البشری کا ذکر کرتا ہے اور خلاصۃ البشری میں سے چھ سطریں بطور نقل کے لکھتا ہے اور میری نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام ملک ہند میں مشہور ہے۔ دیکھو خلاصۃ الادیان مذہبہ اویان صفحہ ۴۴ چودھویں سطر سے اکیسویں سطر تک۔

## قابل توجہ گورنمنٹ

اتاقہ ملی جریڈا سول ملٹری انہ شکوہ میں انہ شکوہ دولتہ البرطانیہ۔ دینظن کا نا اعدا ہوا ہذا  
الدولہ لبرکے۔ ویتہ الدولہ عنی سوء نیاتنا و شرعوا قبنا و یحشوا علی بن تفتیق علینا الحریریۃ  
الشی شملت طوائف الاقوام علی اختلاف مذاہبہم۔ و تبارن مشارہم۔ و ہذا ہوا الشیء الذی  
یشی بہ علی الدولہ بخصومیتہا و مرتبتہا علی دول انگری اعترافہا اعطت نسبتہ المساوات  
کل مذہب فی نظر القانون، و ما عتر احدنا لیكون محل الفنون۔ و ہذا المراد نظیر فی زمن الاولین۔  
و قد کتبتنا فی مرۃ انانحن من عدم مصالح الدولہ۔ و نعادمیہ من کمال الصدق و الامانة  
و امتلاک قلوبنا شکرنا و صدورنا اخلاصنا۔ بما زیننا منها من انواع الاحسان۔ و المنۃ و الامتنان۔ و اننا  
لسنا من قوم یعمرون بالنعمة۔ و یخفون فی قلوبہم امور الغش و الخیانة۔ و یشیرون الفتن من غیب  
القریبۃ۔ بل نحن بفضل اللہ نشکر الدولہ علی منہا۔ و ندعو اللہ ان ینجینا بہا من شر الدنیا و  
فتنتہا۔ و قد نجوتنا بہا من الایام المحن۔ و انواع النحور و الفتن۔ و نعيش بالامور و العافیۃ تحت  
ظلم الظلیل۔ و حفظنا من افات الاشوار بعد لہ الدمیل۔ نہا انارت سبنا۔ و سدت نخلنا و اننا  
نری فی لیا الیہا انما مارینا فی ہذا قبل ہذا الدولہ۔ فاجزاء ہذا الاحسان الی الشکر بخلو من النیۃ۔ و  
شکرہم شیء تد ملایہ روحنا۔ و جناتنا و ضمیرنا و لساننا۔ و لسانا کافرہ نعم المنعمین۔ و لسانا  
علی ہذا الدعوی براہین ساطعہ۔ و دلائل طلوعہ۔ و ہوا بالانثی و الدولہ من ہذا الیوم فقط  
بل فی ہذا نفدت اعمارنا۔ و ذابت عظامنا۔ و علیہ توقفت کبارنا۔ و کانوا عند الدولہ من المکرہین  
و طالما قمتا الحرایۃ بخلو من القلب و المہجۃ و اشعنا الکتب فی حمایۃ اغراض الدولہ الی بلاد الشام  
و القرم و غیرہا من الایار البعدیۃ۔ و ہذا الامر لن تجمد الدولہ نظیرہا فی غیرنا من المنعمین۔  
فلا نحبنا بمفتریات جریڈا۔ و لا نخشی تحریر انامل مفسدہ۔ و باسفا علی الذی یخوف الدولۃ من  
غوائل عواقبنا سریر فہا فی تعاقبنا۔ الم یفکر اننا ذریۃ اباہ انفذوا اعمالہم فی خدمت ہذا الدولہ  
انفسیت الدولۃ مساعیہم ہذا المرۃ۔ لئلا تمنع الدولہ ارتکاب الطغاة المنفسدین عن شر مثل  
تک الکاذب۔ و اشاعہ ہذا البہتان البہیب۔ فانہا سم زعماء الذین لا یعرفوا الحقیقۃ۔ و لا یفتشون  
الاصلیۃ۔ فکاد ان یصد قوما کالمخدوعین۔ انہ سبکی علی حرقتنا و لا یرئی حریتہ التي تصول

آرائہا فی ارض مقاصدہا فتفری اذیم الارضین۔ وکل عقل

نہیں کر سکتی جس وقت گورنمنٹ اپنے رائل کو مقاصد کی زمین میں دوڑاتی ہو تو وہ رائیں زمین کو کاشتی ہوئی جلی

عندہا الا عقل الدین۔ و نرجوان یفتح اللہ علیہا هذا الباب

جاتی ہیں اور ہر ایک عقل بجز دینی عقل کے اس گورنمنٹ کو حاصل ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ

ایضاً کما فتح ابوا بآخری والله ارحم الراحمین

یہ دروازہ بھی اس پر کھل جائے اور خدا ارحم الراحمین ہے۔

ولا یخفی علی هذه الدولة المباركة اننا من خدامها ونصحاءها

اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اس کی خدمت کرنے والے اور اس کے ناصح اور

دواعی خیرہا من قدیم وجنتنا فی کل وقت بقلب صمیم وکان

خیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر ولی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہے ہیں اور

لابی عندہا زلفی وخطاب التحسین ولنا لدی هذه الدولة اید الخدم

میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں جاری خدمات نمایاں ہیں

ولا نطن ان تنسہا فی حین۔ وکان والدی المیرزا غلام مرتضیٰ ابن

اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ کبھی ان خدمات کو بھلا دے گی۔ اور میرزا والد میرزا غلام مرتضیٰ ابن

میرزا عطاء محمد القادیانی من نصحاء الدولة وذوی الخلة وعندہا

میرزا عطاء محمد رئیس قادیان اس گورنمنٹ کے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے تھا اور اس کے

من ارباب القرية وكان یصدر علی تکرمة الحزبة وكانت الدولة تعرفه

زودیک صاحب مرتبہ تھا اور صدر نشین بالین عزت سمجھا گیا تھا اور یہ گورنمنٹ اس کو خوب

عناية المعرفة وما كنا قط من ذوی الظنة بل ثبت اخلاصنا فی

پہچانتی تھی اور ہم پر کبھی کوئی بدگمانی نہیں ہوئی بلکہ ہمارا اخلاص تمام

اعین الناس کلہم وانکشف علی الحاکمین۔ ولتسطع الدولة حکامہا

لوگوں کی نظروں میں ثابت ہو گیا اور حکام پر کھل گیا۔ اور سرکار انگریزی اپنے ان حکام سے

الذین جاءونا ولبثوا بيننا كيف عشنا امام آعينهم وكيف سبقنا  
دریافت کر ليوے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں سے اور ہم نے انکی آنکھوں کے سامنے کیسی زندگی بسر کی  
فی کل خدمة مع السابقین۔

لو کہیں طرح ہم ہر ایک خدمت میں بوقت کر نیوالوں کے گروہ میں ہے۔

ولا حاجة الى تفصيل هذه الحقائق فان الدولة البريطانية  
اور ان حقیقتوں کے مفصل بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ سرکار انگریزی ہمارے مراتب  
مطلعة علی مراتب خلوصنا وشتون خدماتنا والإعانات التي  
خلوصاً و انواع خدمات پہ مطلع رکھتی ہے اور ان اعانتوں کو جانتی ہے جو وقتاً فوقتاً ہم سے  
کانت ترى منا وقتاً بعد وقت وفي أيام فساد المفسدين۔ وتعلم  
ظہور میں آئیں خاصکر دہلی کے مفسدہ کے وقت میں۔ اور اس گورنمنٹ

الدولة ان ابی كيف امدت حاکم حاکمات مشتدة الهوب و  
کو یہ معلوم ہے کہ میرے والد نے کیونکہ اس کو ایسے وقت میں مدد دی کہ جب لڑائیوں کی ایک سخت  
فتن مشتطة الهوب وانه آتا الدولة خمسين خيلا مع الفوارس  
آندھی چل رہی تھی اور فتنہ بڑھ چکا تھا اور مدد سے تیار کر گئے تھے سو میرے والد نے اس مفسدہ  
مدد اونه في أيام المفسدة وسبق السابقين في امدادات المال عند  
کے دنوں میں پچاس گھوڑے مع سوار اس گورنمنٹ کو امداد کے طور پر دیئے اور اپنی حیثیت کے لحاظ سے امداد  
حليل الاحوال مع أيام العسر والافتقار وذهاب عهد الاما سراة  
میں سے بڑھ گیا اور دیکھو وہ زمانہ تھی اور ناداری کا زمانہ تھا اور آجانی ریاست کا دور ختم ہو کر گردش کے  
الآبائية وانقلاب الاحوال فليظرو من كان له نظر صحيح او قلب أمين۔

وین آگئے تھے پس جو شخص ایک نظر صحیح اور دل امین رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ سوچے ؟

ولعيرزل كان ابی مشغوف الخدمات حتى تناخ وجاء وقت الوقات  
اور میل واپ اسی طرح خدات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سال تک پہنچ گیا اور سفر آنت



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی

اس عریضہ میں پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں کون ہوں۔ سو مختصر عرض یہ ہے کہ میں اس نواح کے ایک رئیس اور سرکار انگریزی کے سچے خیر خواہ کا بیٹا ہوں جن کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا جن کا کتاب ریسان پنجاب مسزٹریشن میں موجود ہے۔ وہ گورنمنٹ کے وفادار خیر خواہ تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑوں سے مع سواروں کے سرکار انگریزی کو مددی اور وہ اس ضلع میں ہر ایک موقع مدد کے وقت سرکار انگریزی کو کام آتے رہے ہیں اور ہر ایک مدد کے کام میں اپنی حیثیت کے موافق اس ضلع میں ان کا قدم سبقت رکھتا تھا۔ اور حکام وقت ان کو بڑے لطف اور مہربانی کی نظر سے دیکھتے تھے اور گورنر جنرل کے دربار میں ان کو گری متی تھی اور عیشہ کی خیر خواہی کے عوض سرکار انگریزی نے ان کو انعام بھی دیا تھا۔ تمون کے گذر پر جو گورداسپورہ کے قریب واقع ہے۔ جب باغیوں کا عبور ہوا تو ان مفسدوں کے مقابلہ میں جن لوگوں نے سپاہیانہ سادری دکھلائی تھی ان میں سے میرا حقیقی بھائی میرزا غلام قادر مرحوم تھا جس کو اس شجاعت پر خوشنودی مزاج کی حکام کی طرف سے چٹھیاں ملی تھیں۔ اور میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے نامور میں آتی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس عرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرہ زکیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت حینار

ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے بے بس ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لیے دل جان نثار۔

اب اس تمہید کے بعد میں اصل مطلب کو کہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب سے یکسر ایشیائی جو آریہ صاحبوں کا ایک واعظ تھا۔ لاہور میں کسی کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے عجیب طرح پر آریوں اور ہندوؤں کا شور و غوغا عام مسلمانوں کی نسبت عموماً اور میری نسبت خصوصاً پھیل رہا ہے۔ اور بغیر کسی ثبوت کے گھلے گھلے طور پر قتل کی تمہیں میری نسبت لگا رہے ہیں۔ اور ان کی تیز تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے حملہ کی تیاری کر رہے ہیں جو نہ صرف میرے لیے بلکہ عام مسلمانوں کے لیے اور گورنمنٹ کے انتظام کے لیے خطرناک ہے اور اخبارات اور خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مفسدانہ ارادوں کے بانی مہانی صرف چند آدمی ہیں۔ جو لاہور اور گوجرانوالہ اور امرتسر اور بہاولپور اور چند دوسرے قصبوں کے باشندے ہیں۔ غالباً وہ اپنی تعداد میں پچاس سے زیادہ نہیں ہوں گے اور باقی لوگ درحقیقت انہیں سرغٹوں کے فروختہ ہیں اور انہیں کی بھڑکائی ہوئی آگ کے شعلے ہیں۔ جس وقت میں خیال کرتا ہوں کہ ان دنوں میں یہ آریہ صاحبان عام مسلمانوں کو کیا کیا دھمکیاں دے رہے ہیں اور جیسا کہ اخبار رمبرہند ۱۵ مارچ ۱۹۱۷ء میں افواہ بیان کیا گیا ہے۔ پشاور کے سکھوں کی پٹنوں کو کس طور سے اغوا کرنے کے لیے کوشش کی گئی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت سرکار انگریزی کا بڑا فرض ہے کہ قبل اس کے جو اس ارادہ فساد کا کوئی خطرناک اشتعال پیدا ہو اپنی احسن تدبیر سے اس کو روک دے۔ گورنمنٹ کو یہ امید نہیں رکھنی چاہیے کہ آریہ صاحبان اس وقت نرمی اور دلجوئی اور حکمت عملی کے نیک سلوک سے امن کے طالب ہو جائیں گے۔ بلکہ اس وقت سیاست مدنی کے قوانین کو پورے طور پر استعمال کرنا عین علاج ہے۔ یہ سوچنے کا مقام ہے کہ جبکہ آریہ صاحبوں میں ایک جھوٹے اور ناحق کے الزام پر جو مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے اس قدر جوش پیدا ہو گیا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ واقعی طور پر جیسا کہ دھمکیاں دیتے ہیں کسی نامی مسلمان کو قتل کر دیں گے یا قتل کا اقدام کریں گے تو اس جوش کا کیا حال ہوگا جو مسلمانوں میں ہندوؤں کے مقابل پر پیدا ہو سکتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب تک مسلمانوں نے بہت سہرا کیا ہے۔ انہوں نے بہت سی گندی گالیاں اس فرقہ کی سٹینیں اور اشتہار دیکھے مگر وہ چُپ رہے۔ لیکن آخر وہ بھی انسان ہیں۔ کیا تعجب کہ بہت دکھائے جانے سے ان میں بھی اشتعال پیدا ہو! پس کیا حفظ مالقدم کے طور پر اس کا تدارک ضروری نہیں ہے؟ !!

کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مجبوری پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو یہ پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ مایر کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم راستے سے اپنی چشمتیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے کچے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تاہر ایک شخص بوجہ ہماری آبروریزی کے ایسے دلیری نہ کر سکے۔ اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں۔

۷۔ میاں چران دین صاحب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پنجاب

ورمیں لاہور

۸۔ قاضی غلام مرتضیٰ صاحب پشتراکشٹرا سسٹنٹ

منظر گوڑہ

۹۔ منشی عبدالعزیز صاحب ملازم محکمہ بندوبست ضلع گورداسپور

۱۰۔ ڈاکٹر سید منسب علی صاحب پشتراکشٹرا آباد

۱۱۔ منشی حمید الدین صاحب ملازم محکمہ پولیس ضلع لہیاں

۱۲۔ منشی تاج الدین صاحب اکوٹنٹ محکمہ ریوے لاہور

۱۳۔ بابو محمد صاحب بیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ انجینئر

محکمہ انہار انہار

۱۴۔ ڈاکٹر بوڑھے خان صاحب ایل ایم ایس انچارج

شفاخانہ قصور

۱۵۔ محمد افضل خان صاحب } سواران رسالہ نمبر ۱۲ قریب ۸

۱۶۔ گامے خان صاحب } جواب سرحدی خدمات پر

۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ مامور ہیں۔

۱۔ خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹہ  
جسکے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔

۲۔ مولوی سید محمد عسکری خان صاحب رئیس کوانضلع الہ آباد  
پشتراکشٹرا نائب مدارالہمام ریاست بھوپال جن  
کی نمایاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا اور  
چشمتیات خوشنودی میں۔

۳۔ مرزا خاندان بخش صاحب ایچ پی سابق مترجم چیف  
کورٹ پنجاب مال تحصیلدار علاقہ نواب محمد علی خاں  
صاحب ریاست مالیر کوٹہ

۴۔ منشی نبی بخش صاحب سب ہیڈ دفتر ایگزیکٹو میئر ریوے

لاہور

۵۔ بابو عبدالرحمن صاحب کلرک دفتر کوٹہ لاہور

۶۔ مولوی سید تفضل حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر علی گڑھ

ضلع فرخ آباد

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اترنے کے لئے جو زمانہ نخیل میں بیان فرمایا ہے یعنی یہ کہ وہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح امن اور آرام کا زمانہ ہو گا اور حقیقت اسی مضمون پر ہے کہ الزلزلوں جس کی تفسیر ابھی کی گئی ہے ولات التزانی کے طور پر شہادت سے رہی ہو کیونکہ علوم و فنون کے پھیلنے اور انسانی عقل کی ترقیات کا زمانہ اور حقیقت ایسا ہی چاہیے جس میں غایت و درجہ کا امن و آرام ہو کیونکہ لڑائیاں اور فسادوں اور خوف جان اور غلات امن زمانہ میں ہرگز ممکن نہیں کہ لوگ عقلی و عملی امور میں ترقیات کر سکیں یہ باتیں تو کامل طور پر بھی سوچتی ہیں کہ جب کامل طور پر حاصل ہو۔

ہمارے علمائے ہمارے جو کساہری طور پر اس سورتہ الزلزال کی یہ تفسیر کی ہے کہ حقیقت

ہم لوگ ایسے ذلیل و خوار تھے کہ ایک گائے کا بچہ جو دوا ڈیڑھ روپے کو آسکتا ہے صد اور صد زیادہ ہماری نسبت نظر میں دیکھا جاتا تھا اور اس جانور کو ایک اونٹن فرانس پہنچانے کی وجہ سے انسان کا خون کرنا مباح سمجھا گیا تھا صد ہا آدمی تاکر وہ گناہ صرف اس شکر کے قتل کے ہاتھ تھے کہ انہوں نے اس جانور کے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی جہلیں راست کو جو جانور کے قتل کے عوض انسان کو قتل کر ڈالتا اپنا فرض سمجھتی تھی اس وقت نہیں تھی کہ خدا نے قتلے بہت درشت کو عمت دیتا اس لئے خدا تعالیٰ نے اس تشبیہ کی صورت کو مسلمانوں کے سر سے بہت بھلا ٹھلایا اور اہمیت کی طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو جس سے خدا اور وہ ٹھلے اور مرارت ہو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ اگر ہم سب بھول گئے۔

اور ہم ہر اور ہمارے ذریت پر یہ فسر میں ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔

انگریزی سلطنت میں تمہا گاہوں تختہ لاری اور کیت قادیان کا حصہ بندی و لا صاحب ہر قوم کو ملے جو اب تک ہی اور حراش کے لفظ کے صدق کے لئے کافی ہیں۔ ولا صاحب ہر قوم اس ملک کے ہیستند پستند اور ہمارے شکر کے لئے تھے کہ زکریا بار میں آج کا کسی فتح تھی اور

اگرچہ سب پر احسان ہے مگر میرے بندگوں پر سب سے زیادہ احسان ہے کہ انہوں نے ان گورنمنٹ کے سایہ دوستی میں آکر ایک آتش تیز سے خلاصی پائی اور خطرناک زندگی سے امن میں آ گئے۔ میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ بن نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پُر ندر تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ ان گورنمنٹ کا سچا شخص اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو صبار گودری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کسی ان کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے کھسارے کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گروہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے ہتیا کر کے گورنمنٹ کی ادا د کے لئے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ وار لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی میرزا غلام قادر مرحوم تمبول کے پن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی۔ غرض اسی طرح میرے ان بندگوں نے اپنے خون سے اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی تواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہی خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنے کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔ سوسیل گرین صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ دھیمان پنجاب میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے۔ اور میں ذیل میں ان چٹھیات حکام بالادست کو درج کرتا ہوں جن میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے۔

کشف الغطاء

. 181

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب) نمبر ۳۵۲

تہود پناہ شہادت دستگاہ

مرزا غلام مرتضیٰ رئیس

قادیان حفظہ

علینہ شامشعر یاد دہانی

خدمات و حقوق خود و خاندان

خود بملاحظہ حضور ایل جانب

درآمد۔ ماخوب میدانیم کہ بلا

شک شما و خاندان شما از

ابتدائے دخل و حکومت سرکار

انگریزی جلا شاد و فائیکش

ثابت قدم ماندہ آید و حقوق

شما دراصل قابل قدر اند۔

بہر بیچ تسلی و تشفی دارید۔

سرکار انگریزی حقوق و

خدمات خاندان شما را ہرگز

فراموش نہ خواهد کرد۔ بموقعہ

مناسب بر حقوق و خدمات

شما خود توجہ کردہ خواهد شد۔

باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ د

Translation of Certificate of  
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan  
Chief of Qadian.

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt. will never forget your family's rights and services which will recerve due consideration when a favourable appportunity offers itself. You must continue to be faithful and

جان نثار سرکار انگریزی  
بمانند - کہ دریں امر  
خوشنودی سرکار دیپودی  
شا تصور است -

فقط

المرقوم ۸ جون ۱۸۴۹ء  
مقام لاہور انارکلی

devoted subjects as in it lies the  
satisfaction of the Govt. and welfare.  
11.6.1849. Lahore

نقل مراسلہ

ڈپٹی کسٹ ماسٹر لاہور  
تہور و شجاعت دستگاہ  
مرزا غلام مرتضیٰ رئیس  
قادیان بغایت باشند  
از آنجا کہ ہنگام مفسدہ  
ہندوستان موقوفہ ۱۸۵۷ء  
از جانب آپ کے دفاقت  
ذخیر خواہی دہم دی سرکار  
دولتدار انگلشیہ و باب  
نگاہداشت سوا ان و بہر مانی

Translation of Mr. Robert Casts  
Certificate

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan  
Chief of Qadian

As you rendered great help in  
enlisting sowers and supplying horses  
to Govt. in the mutiny of 1857 and  
maintained loyalty since its beginning

کشف الخطا

۱۸۴

اسپاں بخوبی بمنصہ  
 نپورہ پٹی - اور شروع  
 مفسدہ سے آج تک آپ  
 بدل ہوا خواہ سرکار رہے  
 اور باعث خوشنودی سرکار  
 ہوا۔ لہذا بجلد سے اس  
 خیر خواہی اور خیر سگالی  
 کے خلعت مبلغ دو صد  
 روپیہ کا سرکار سے آپ کو  
 عطا ہوتا ہے اور حسب  
 غشار چٹھی صاحب چیف  
 کسٹرمبر ہادر نمبری ۵۷۶  
 مورخہ ۱۰ اگست  
 ۱۸۵۸ء پودانہ ہذا  
 ہاتھار خوشنودی سرکار  
 ونیک نامی و وفاداری  
 بنام آپ کے لکھا جاتا  
 ہے۔

رقومہ

تاریخ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء

up to date and thereby gained the favour of Govt. A Khilat worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner a conveyed in his No. 576. Dt. 10th August 1858. this parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.



نقل مراسلہ  
فائنل کیشنر پنجاب

شفق مہربان دوستان  
مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ  
آپ کا خط دو ماہ حال  
کا نکھا ہوا حضور پنجاب  
میں گلا۔

مرزا غلام مرتضیٰ صاحب  
آپ کے والد کی وفات سے  
ہم کو محبت افسوس ہوا۔ مرزا  
غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا  
خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔

ہم آپ کی خاندانی لحاظ  
سے اسی طرح عزت کریں گے  
جن طرح تمہارے باپ وفادار  
کی کی جاتی تھی ہم کو کسی اچھے  
موقعہ کے نکلنے پر تمہارے  
خاندان کی بہتری اور  
اور پابجائی کا خیال  
رہے گا۔

Translation of Sir Robert Egerton  
Financial Commr's:  
Murasala dt. 29 June 1876.

My dear friend  
Ghulam Qadir,

I have persued your letter of  
the 2nd instant and deeply regret  
the death of your father Mirza Ghulam  
Murtaza who was a great well wisher  
and faithful Chief of Govt.

In consideration of your family  
services will esteem you with the  
same respect as that bestowed on your  
loyal father. I will keep in mind the  
restoration and welfare of your  
family when a favourable opportunity  
occurs.

کشف المصفاہ

۱۸۵

مذکورہ ۱۸۶۹ء  
مذکورہ ۱۸۶۹ء  
مذکورہ ۱۸۶۹ء  
مذکورہ ۱۸۶۹ء

یہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا حال ہے۔ اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ نہ مدیثاً طور پر ہے اس لئے میں ایسے مدیثاتہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو پچھلے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کئی چاہیے۔ اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھانا چاہیے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں۔ اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا۔ اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں۔ اور یہ کتابیں عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔ اگرچہ میں سنستا ہوں کہ بعض نادان مولویوں نے ان کے دیکھنے سے مجھے کافر قرار دیا ہے اور میری تحریروں کو اس بات کا ایک نتیجہ ٹھہرایا ہے کہ گویا مجھے سلطنت انگریزی ایک امددنی اور خفیہ تعلق ہے اور گویا میں ان تحریروں کی عوض میں گورنمنٹ سے کوئی انعام پاتا ہوں لیکن مجھے یقیناً معلوم ہے کہ بعض دانشمندیوں کے دلائل پر ان تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور انہوں نے ان دہشیانہ عقائد سے توبہ کی ہے جن میں وہ برخلاف مذکورہ گورنمنٹ کے مبتلا تھے۔ ان نیک تاثیرات کیلئے میری مذہبی تحریریں جو پادریوں کے مخالف تھیں بڑی محرک ہوئی ہیں۔ ورنہ جس زور کے ساتھ میں نے مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی اطاعت کیلئے بلایا ہے اور جا بجا سرحدی نادانوں کو جو ناحق اُسے دینِ حقانہ انگریزی کرتے اور افغانوں کو مخالفت کیلئے ابھارتے ہیں سرزنش کی ہے۔ یہ

۹

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

تذکرہ مولانا محمد رفیع عثمانی جلد 14 صفحہ 180، 185، 186 اور 187

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور مہمان کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم  
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

میرزا غلام مفسدہ ہندوستان ہوتو  
۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی  
و مدد دی سرکار دو تھوڑا انگلشیہ در باب  
نگاہداشت سولانی و سپہ سالاری اسپان  
بخوبی بندہ ظہور پوچی اور شروع مفسدہ  
سے آج تک آپ جمل ہوا خواہ سرکار یہ  
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا پسند  
بجلدی اس خیر خواہی اور خیر گالی کے  
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے  
آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب مشاہدہ  
صاحب چیف کیشنر سید اور نمبری ۵۷۶  
نومبر ۱۸۵۸ء ماراگست ۱۸۵۸ء پھانہ پنا  
باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و  
وقادری تمام آپ کے لکھا جاتا ہے۔  
مرقومہ تاریخ ۱۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of  
Mr. Robert Cast's Certificate

To,  
Mirza Ghulam Murtaza Khan,  
Chief of Qadian.

As you rendered great help in  
enlisting sowars and supplying  
horse to Govt. in the mutiny of  
1857 and maintained loyalty since  
its beginning upto date and  
thereby gained the favour of Govt.  
a *Khalat* worth Rs. 200/- is  
presented to you in recognition of  
good services, and as a reward for  
your loyalty.

Moreover in accordance with  
the wishes of Chief Commissioner  
as conveyed in his no. 576 dt.  
10th August 58. This *parvana* is  
addressed to you as a token of  
satisfaction of Govt. for your  
fidelity and repute.

برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور  
 بھمدی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں  
 لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر مخالفت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلا سنے  
 کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ

### نقل مراسلہ

### فنانشل کشنریا

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر  
 رئیس قادیان حلقہ۔

آپ کا خط ۲۔ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ  
 حضور اینجناب میں گلدر مرزا غلام مرتضیٰ  
 صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم  
 کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضیٰ  
 سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور  
 وفادار رئیس تھا۔ ہم آپ کی خاندانی  
 لحاظ سے اسی طرح پر عزت کریں گے جس  
 طرح تمہارے باپ وفادار کی کی جاتی  
 تھی ہم کو کسی چھ موقفہ کے نکلنے پر تمہارے  
 خاندان کی بہتری اور باجائی کا خیال رہے گا۔  
 المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء بمالراقم سربراہ  
 ایجنٹ صاحب بہادر فنانشل کشنریا

Translation of Sir Robert Egerton  
 Financial Commr's;  
 Murasala dt. 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir

I have persued your letter of  
 the 2nd instant and deeply regret  
 the death of your father Mirza  
 Ghulam Murtza who was great  
 well wisher and faithful Chief  
 of Govt.

In consideration of your  
 family services I will esteem you  
 with the same respect as that  
 bestowed on your loyal father.  
 I will keep in mind the restoration  
 and welfare of your family when  
 a favourable opportunity occurs.

خریج ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شایع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بقاوت کا مادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استطاعت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی تھی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شایع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحات کے یہ ہیں جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
۱	براین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	براین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۲ء	الف سے د تک ایضاً
۳	آریہ دھرم (نوٹس) ۱۸۸۵ء	۲۲ ستمبر ۱۸۸۵ء	۵۷ سے ۶۳ تک آخر کتاب
۴	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۸۵ء	۱ سے ۴ تک آخر کتاب
۵	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۸۵ء	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط دربارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۱۲ اکتوبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۸ تک
۷	آئینہ کمالات اسلام	فروری ۱۸۹۲ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک
۸	نور الحق حصہ اول (اعلان)	۱۳۱۱ھ	۲۲ سے ۲۵ تک

کتاب البریہ صفحہ 8۲5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 9۲6 از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 77 پر درج ہے

۹	شہادۃ القرآن (گورنٹ کی توبہ کے حق)	۲۷ ستمبر ۱۸۹۳ء	الحنا سے ۴ تک آخر کتاب
۱۰	نور الحق حصہ دوم	۱۳۱۱ء	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سر الخلافہ	۱۳۱۲ء	۷۱ سے ۷۲ تک
۱۲	اتمام الحج	۱۳۱۱ء	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	خاتمۃ البشریٰ	۱۳۱۱ء	۲۹ سے ۳۲ تک
۱۴	تحفہ قیصریہ	۲۵ مئی ۱۸۹۵ء	تمام کتاب
۱۵	ست بچن	نومبر ۱۸۹۵ء	۱۵۲ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پرچ
۱۶	انجام آتم	جنوری ۱۸۹۵ء	۲۸۲ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب
۱۷	سراج منیر	۱۸۹۵ء	صفحہ ۷۴
۱۸	تخیل تبلیغ موشر الطبعیت	۱۲ جنوری ۱۸۹۹ء	صفحہ ۶ اور ۷ صفحہ ۶ شرط چارم
۱۹	اشتہار قابل توجہ گورنٹ اور عام الملاء کے	۲۷ فروری ۱۸۹۹ء	تمام اشتہار کلچر
۲۰	اشتہار دوبارہ سفیر سلطان روم	۲۴ مئی ۱۸۹۶ء	۱ سے ۲ تک
۲۱	اشتہار بر اعجاب پیش جو ملی تمام قادیان	۲۳ جون ۱۸۹۶ء	۱ سے ۲ تک
۲۲	اشتہار بلکہ شکر پیش جو ملی حضرت قیود علیہ السلام	۷ جون ۱۸۹۶ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ	۲۵ جون ۱۸۹۶ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار اوق توجہ گورنٹ موشر جو توجہ گورنٹ	۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء	تمام اشتہار اسے ۷ تک

اور حال میں جب حسین کامی سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اس نے مجھے اپنی گورنٹ کے اغراض سے مخالفت پا کر ایک سخت مخالفت ظاہر کی وہ تمام حال بھی میں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۶ء میں شائع کر دیا ہے وہی اشتہار تھا جس کی وجہ سے بعض مسلمان اڈیٹروں نے بڑی مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش میں آکر مجھ کو

۲۵۵

تھی کہ وہ دل سے اس گورنمنٹ سے پیار کرتے تھے اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی۔ ان کی وفات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بالکل دنیا سے الگ کر کے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں نے اس کے فضل سے آسمانی تربیت اور عزت کو اپنے لیے پسند کر لیا، لیکن میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ جس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار بوجاؤں اور جہاد اور خونِ ہمدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دست بردار بوجاؤں۔ اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ ان کا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گزار نہ بنیں اور نمک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں کیونکہ یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم جتنے ہوتے توڑ میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو میں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ملک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی مصلحوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے۔ اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سار میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو میں بری کا زمانہ ہے۔ ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی شائق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے باخات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی باخات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور

لے نر بسطفور حیدر نام ایک دمشق کاربنے والا فاضل عیسائی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے صفحہ چالیس میں میری کتاب حماۃ البشری کا ذکر کرتا ہے اور حماۃ البشری میں سے چند سطریں بطور نقل کے لکھتا ہے اور میری نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام ملک ہند میں مشہور ہے۔ دیکھو خلاصۃ الادیان مذبحۃ الادیان صفحہ ۴۴ چودھویں سطر سے اکیسویں سطر تک۔

۳۶۲

عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں بھی کئی تہذیبیں اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔

شاید اس جگہ ایک نوان سوال کرے گا کہ اس قدر خیر خواہی غیر ممکن ہے کہ ہزار ہا روپیہ اپنی گروہ سے خرچ کر کے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلا یا جاوے، لیکن ایک عقلمند جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایمان دار آدمی اس سے تمتع اٹھاتا ہے تو باطبع اس میں عشق اور محبت کے رنگ میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ اس احسان کا معاوضہ دے۔ ہاں کینہ آدمی اس طرف التفات نہیں کرتا۔ پس مجھے طبی جوش نے ان کارروائیوں کے لیے مجبور کیا۔ مجھے افسوس ہے کہ اگر رسول طبری گزٹ کے ایڈیٹر کو ان واقعات کی کچھ بھی اطلاع ہوتی تو وہ ایسی تحریر جو انصاف اور سچائی کے برخلاف ہے ہرگز شائع نہ کرتا۔

میرے اس دعویٰ پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر رسول طبری جیسا لاکھ پوچھ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا تب بھی وہ دروغگو ثابت ہوگا۔ (اول) یہ کہ ملاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔

۲۔ دوسری یہ کہ میں نے کئی کتابیں عربی فارسی تالیف کر کے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر ہی تاکید اور یہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی نااندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جو کتابیں عربی و فارسی روم اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں وہ کارروائی کیونکر نفاق پر محمول ہو سکتی ہے۔ کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کئے کے کسی اور انعام کی توقع تھی۔ کیا سول طبری گزٹ کے پاس کسی ایسی خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے، اگر ہے تو پیش کریں۔ لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیے کی ہے اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ عیسائی مذہب کوئی اس کی موجودہ صورت کے لحاظ سے ہرگز صحیح نہیں سمجھتا کوئی انسان کیسا ہی برگزیدہ ہو اس کو ہم کسی طرح خدا نہیں کہہ سکتے۔ بلاشبہ وہ تعلیم جو انسان کو سچی توحید سکھاتی اور حقیقی خدا کی طرف رجوع دیتی ہے وہ قرآن کریم میں پائی جاتی ہے۔ قرآن بڑی سلوکی سے اسی خدا کو خدا قرار دیتا ہے جو قدیم سے اور ازل سے قانون قدرت کے آئینہ میں نظر آتا رہے اور آ رہا ہے پس جس مذہب کی خدا دانی ہی غلط ہے اس مذہب سے عقلمند کو پرہیز کرنا چاہیے۔ جو لوگ نفسانی ہستی سے فنا ہو گئے ان کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا سے ہی نکلے ہیں کیونکہ انہوں نے خدا میں ہو کر ایک نئی اور



پاس سے تیل دیا گیا۔ اور علاوہ اس کے اظہار مسترت کے لیے عام دعوت میں لوگوں کو شامل کیا گیا۔  
غرض یہ مبارک جلسہ تمام اجاب کا جنسوں نے بڑی خوشی سے باہم چندہ کر کے اس کا اہتمام کیا۔ ۲۰  
جون ۱۹۹۷ء سے شروع ہوا۔ اور ۲۲ جون ۱۹۹۷ء کی شام تک بڑی دھوم دھام سے اس کا اہتمام رہا۔  
چنانچہ پہلے روز میں تمام جماعت نے جو ہمارے مُردوں کی جماعت ہے جن کے ذیل میں نام درج  
ہوں گے بڑے صدق دل سے حضور قیصرہ اور خاندان شاہی اور برٹش گورنمنٹ کے حق میں اقبال اور  
شمول فضل الہی کی دعائیں کہیں اور پھر جیسا کہ بیان کیا گیا وقتاً فوقتاً تمام مراسم ادا کئے گئے اور خدا تعالیٰ کا شکر  
ہے کہ ہماری جماعت نے جس میں معزز ملازم سرکاری بھی شامل تھے۔ ایسے صدق دل اور محبت اور پوری  
ارادت اور پورے شوق اور اہتمام سے دعائیں کہیں اور شکر گزاری ظاہر کی اور اہتمام غریب کی دعوت میں  
چند سے دینے اور ایک رقم کثیر باہمی چندہ سے جمع کر کے بڑی سرگرمی اور استعدادی اور دلی خوشی سے تمام  
تجاویز جنرل کمیٹی کو انجام تک پہنچایا کہ اس سے بڑھ کر خیال میں نہیں آسکتا۔

اور وہ تقریر جو دعا اور شکر گزاری جناب ملک معطرہ قیصرہ ہند میں سُنائی گئی جس پر لوگوں نے بڑی خوشی  
سے آمین کے نعرے مارے وہ چھ زبانوں میں بیان کی گئی تاہم ہمارے پنجاب کے ملک میں جس قدر مسلمان  
کسی زبان میں دسترس رکھتے ہیں ان تمام زبانوں سے شکر ادا ہو۔ ان میں سے ایک اُردو میں تقریر تھی جو  
شکر اور دعا پر مشتمل تھی جو عام جلسہ میں سُنائی گئی اور پھر عربی اور فارسی اور انگریزی اور پنجابی اور پشتو  
میں تقریر یا قلمبند ہو کر پڑھی گئیں۔ اُردو میں اس لیے کہ وہ عدالت کی بولی اور شاہی تجویز کے موافق دفتروں  
میں روانہ یافتہ ہے اور عربی میں اس لیے کہ وہ خدا کی بولی ہے جس سے دُنیا کی تمام زبانیں نکلیں اور جو  
اُمّ الاسلام اور دنیا کی تمام زبانوں کی ماں ہے جس میں خدا کی آخری کتاب قرآن شریف خلقت کی ہدایت کے لیے  
آیا۔ اور فارسی میں اس لیے کہ وہ گذشتہ اسلامی بادشاہوں کی یادگار ہے۔ جنہوں نے  
اس ملک میں قریباً سات سو برس تک فرمانروائی کی۔ اور انگریزی میں اس لیے کہ وہ ہماری جناب ملک  
معطرہ قیصرہ ہند اور اس کے معزز ارکان کی زبان ہے جس کے عدل اور احسان کے ہم شکر گزار ہیں۔  
اور پنجابی میں اس لیے کہ وہ ہماری مادری زبان ہے جس میں شکر کرنا واجب ہے اور پشتو میں اس لیے  
کہ وہ ہماری زبان اور فارسی زبان میں ایک بزرگ اور سرمدی اقبال کا نشان ہے۔

اسی تقریب پر ایک کتاب شکر گزاری جناب قیصرہ ہند کے لیے تالیف کر کے اور چاپ کر  
اُس کا نام تحفہ قیصرہ رکھا گیا اور چند جلدیں اس کی نہایت خوبصورت مجلد کر کے ان میں سے  
ایک حضرت قیصرہ ہند کے حضور میں بھیجنے کے لیے بخد مت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی اور ایک  
کتاب بحضور وائسرائے گورنر جنرل کٹر ہند روانہ ہوئی اور ایک بحضور جناب نواب لٹمنٹ گورنر پنجاب

بیمبیدی گئی اب وہ دعائیں جو چھ زبانوں میں کی گئیں۔ ذیل میں مکھی جاتی ہیں۔ اور بعد اس کے اُن تمام دوستوں کے نام درج کئے جائیں گے جو تکالیف سفر اٹھا کر اس جلسہ کے لیے قادیان میں تشریف لائے اور اس سخت گرمی میں اس خوشی کے جوش میں مشقتیں اٹھائیں یہاں تک کہ باعث ایک گروہ کثیر جمع ہونے کے اس قدر چار پائیاں نزل سکیں تو بڑی خوشی سے تین دن تک اکثر اجاب زمین پر سوتے رہے۔ جس اخلاص اور محبت اور صدق دل کے ساتھ میری جماعت کے معزز اصحاب نے اس خوشی کی رسم کو ادا کیا میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں بیان کر سکوں۔

میں پہلے اپنے بیان میں یہ ذکر بھول گیا تھا کہ اس تقریب جلسہ میں ۲۲ جون ۱۹۹۶ء کو ہماری جماعت کے چار مولوی صاحبان نے اٹھ کر عام لوگوں کو جناب ملک معتمد قیصر ہند کی اطاعت اور سچی وفاداری کی ترغیب دی۔ چنانچہ پہلے انخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے اٹھ کر اس بارے میں بہت تقریر کی۔ پھر انخویم حضرت مولوی ملک نور الدین صاحب بھروی نے تقریر کی اور پھر بعد اُن کے انخویم دہلوی برہان الدین صاحب جلمی اٹھے اور انہوں نے پنجابی میں تقریر کر کے عام لوگوں کو اطاعت ملک معتمد کے لیے بہت ترغیب دی۔ بعد اُن کے مولوی جمال الدین صاحب سید والا ضلع منٹگری نے اٹھ کر پنجابی میں تقریر کی۔ مگر انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام جن کو نادان مسلمان اب تک خوزریز کی صورت میں انتظار کر رہے ہیں وہ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ یعنی ایسے خیال کہ کسی وقت ہدی اور مسیح کے آنے سے مسلمان خوزریزیاں کریں گے صحیح نہیں ہے۔ اور عام لوگوں کو نیک بختی اور نیک چلنی کی ترغیب دی گئی۔ اور اس مبارک موقع پر ساٹھ ستر آدمیوں نے ہر ایک گناہ اور بد چلنی سے رو رو کر توبہ کی۔ یہاں تک کہ اُن کی گریہ وزاری سے مسجد گونج رہی تھی۔

اب ذیل میں وہ دعائیں چھ زبانوں میں درج کی جاتی ہیں

الراقم میرزا غلام احمد قادیانی

۲۳ جون ۱۹۹۶ء

نوٹ:- دعائیں اگلے صفحات پر ملاحظہ کریں۔

ووجب الارتمال ولو قصدنا ذكر خدماته لضاق بنا الجبال وعجزنا  
 كادقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سمانہ سکین اور ہم لکھنے سے  
 عن التدوين - فالملخص ان ابی لم یزل کان شاعراً بمرق الدولة وقائماً  
 عاجزاً رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراسم کا ہمیشہ امیدوار رہا  
 علی الخدمۃ عند الضرورة حتی اعزته الدولة بمکاتیب رضائہا وخصتہ  
 اور عند الضرورت خدمتیں بحالہ تاراج یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چھٹاپے اسکو معزز  
 فی کل وقت بعطاءها واسمحت له بمواسماتہا وفضلت علیہ بمراعاتہا و  
 کیا اور ہر ایک وقت اپنے ملاؤں کے ساتھ اسکو خاص فرمایا اور اسکی غمخواری فرمائی اور اسکی رعایت رکھی  
 حسبته من ذوائم الخیر ومن المخلصین۔ ثم اذا توفی ابی فقام مقامہ  
 اور اسکو اپنے غیر لوگوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پگیا تب ان خدمتوں میں  
 فی هذه السیراخی المیرزا غلام قادر وغیر تہ مواہب الدولة کما  
 اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام میرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی سیب و سبب اس  
 غمیرت والدی وتوفی اخی بعد ابی فی بضع سنین ثم بعد وفاتہما  
 شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا  
 قفوت اثرہما و اقتدایت سیرہما و ذکر ت عصرہما ولکنی ما کنت  
 پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں انکے نقش قدم پر چلا اور انکی سیرتوں کی پیروی کی اور انکے زمانہ کو یاد کیا  
 ذلخصب ونعمۃ وسعة وثروة ولاذ الاملاک وارضین۔ بل تبتلست  
 لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا۔ بلکہ میں انکی وفات کے  
 الی اللہ بعد ارتحالہما ولحقت بقوم منقطعین۔ وجد بنی ربی الیہ  
 بعد اللہ جل شانہ کی طرف جھک گیا اور انہیں جاملہ جہنم نے دنیا کا تعلق توڑ دیا۔ اور میرے رب نے اپنی طرف  
 واحسن مثواى واسبع علی من نعماء الدین۔ وقادنی من قد نسات  
 مجھے کھینچ لیا اور مجھے نیک جگہ دی اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر کمال کیا اور مجھے دنیا کی آلودگیوں اور کمزوریوں سے

الدنيا الى حظيرة قدسه واعطاني ما اعطاني وجعلني من الملهمين  
 نکال کر اپنی مقدس جگہ میں لے آیا اور مجھے اُس نے دیا جو کچھ دیا اور مجھے  
 المجدّ ثلثین۔ فما كان عندي من مال الدنيا وخيلها وافر اسها غير اني  
 محدثوں میں سکر دیا۔ سو میرے پاس دنیا کا مال اور دنیا کے گھوڑے اور دنیا کے سوار تو نہیں تھے بجز اس کے کہ  
 اعطيتُ جياذ الاقلام و سُر زقتُ جواهر الكلام و اعطيتُ من نور  
 میں گھوڑے قلموں کے مجھ کو عطا کئے گئے اور کلام کے جواہر مجھ کو دینے لگے اور وہ نور مجھ کو عطا ہوا جو مجھے  
 يؤمنني العثار ويبين لي الآثار فهذه الدولة الالهية السماوية  
 لغرض سے بچاتا اور راست روی کے آثار مجھ پر ظاہر کرتا ہے پس اس الہی اور آسمانی دولت نے مجھے  
 قد اغنتني وجبرت عييتي و اضاعتني ونورت ليلتي و ادخلتني  
 غني کر دیا اور میرے اقلاس کا تدارک کیا اور مجھے روشن کیا اور میری رات کو منور کر دیا اور مجھے منعموں  
 في المنعمين۔ فقصدت ان اعين الدولة البريطانية بهذا المال وان لم  
 میں داخل کیا۔ سو میں نے چاہا کہ اس مال کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کروں اگرچہ  
 يكن لي من الدراهم والخيل والبغال وما كنت من الممولين۔  
 میرے پاس روپیہ اور گھوڑے اور بھری تو نہیں اور نہ میں مالدار ہوں۔  
 فقلت لا مدادها بقلمي و يدي و كان الله في مددي و عاهدت  
 سو میں اس کے مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اسی نکتہ سے  
 الله تعالى منذ ذلك العهد ان لا اولف كتابا مبسوطا من بعد الا و اذكر  
 خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی بسو کتاب بغیر اسکے تالیف نہیں کرے گا جو اس میں احسانات تیسرہ ہند کا ذکر  
 فيه ذكر احسانات قيصة الهند و ذكر منبها التي و جب شكرا على المسلمين  
 نہ ہو اور نیز اسکے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔  
 و معد لك كان في خاطري ان ادعوا القيصة المكرمة الى الاسلام  
 اور یاد جو اسکے میرے دل میں یہ بھی تھا کہ میں تیسرہ ہند کو دولت اسلام کروں

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ جس پر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ صحیح بخاری کو کھولو اور حدیث ذہب و ہلی کو خور سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرنا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وہی اعتراض آئے۔ مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دہرہ کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو۔ اور مجلس عام میں میرے پر اعتراض کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کی کہ کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سنکر مدلل بیان اور شرعی دلیل سے رتہ کر دیا تو اسی وقت میں تو بکرونگلا۔ ورنہ چاہیے کہ سب توبہ کر کے اس جماعت میں داخل ہو جائیں اور وردنگی اور بدذبانی چھوڑ دیں۔

۱۵۰ اے مسلمانوں کی ذریت! میں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع و اقسام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپے ہو گئے تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ یہ شخص کافر بیدین و جہال ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے اور رومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازمیت پر مشہد ہیں وہ اس کوشش میں ہیں کہ مجھے اس محسن سلطنت کا باغی ٹھہرا دیں۔ میں سننا ہوں کہ ہمیشہ خلافت واقعہ خیر میں میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے حالانکہ آپ لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیانہ طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی مطامع کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں لکھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے بچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی نعلی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

یوشن دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بڑخواہ ہوتا یا کوئی نابھائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ مغز میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن ہوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ بدل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نادم اور بد قسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گالیاں نکالو۔ یا پھلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے بدل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال میں سے بغاوت کا احتمال ہونے کے بخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر سے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غنی جہدی اور غنی مسیح کی حدیثیں تمام فسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی بہدردی تو اختیار کرو مگر کچی بہدردی۔ کیا اس مستحیبت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں، کیا جبر کرنا اہل زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

مدد دینے کو طیار تھے۔ غرض اس طرح انکی زندگی گزری۔ اور پھر انکے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس معنوں کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو ہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو۔ فارسی۔ عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نا فہم تلاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے پہلے میں آئی۔ کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔ اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوسے کے جلتے ہوئے تنور سے نہات پانی ہے۔ اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی اس مبارک قیصرہ ہند دام ظلکھا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کرے۔

مدد دینے کو طیار تھے۔ غرض اس طرح انکی زندگی گزری۔ اور پھر انکے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو ہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو۔ فارسی۔ عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاو شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نا فہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی۔ کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔ اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوسہ کے جلتے ہوئے تنور سے نہات پانی ہے۔ اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی اس مہار کہ قیصر ہند دام ملکہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کرے۔



دوسری مرتبہ چودہ گھوڑے نذر کئے، اور اسی طرح وہ اور وقتوں میں بھی خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہے اور وقتاً فوقتاً خوشنودی کی چٹھیات پاتے رہے اور انعام بھی ملتے رہے اور چالیس برس اپنی عمر عزیز کے انہی خدمات میں انہوں نے بسر کئے اور پھر بعد اُن کے انتقال کے میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہا۔ اور پھر ان کے بعد میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی دنیوی طرفی پر زندگی نہیں تھی اور نہ اس کے کامل اسباب مہیا تھے۔ تاہم میں نے بارہ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرایا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کی انجام دہی کے لیے اپنی ہر یک تلمیحت میں یہ لکھنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے اس لیے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل پر بدادوں سے لڑیں بلکہ اپنی سچی شکر گزاری اور حمدوی کے نونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ یعنی احسان کا بدلہ بجز احسان کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ بات قطعی اور فیصلہ شدہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمانان ہند کی محسن ہے کیونکہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے دین اور دنیا دونوں پر مہبتیں تھیں۔ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو دُور سے ابر رحمت کی طرح لایا اور ان مصیبتوں سے اس گورنمنٹ کے عہد دولت نے ایک دم ہی ہمیں چھوڑا دیا۔ پس اس گورنمنٹ کا شکر نہ کرنا بد ذاتی ہے اور جو شخص ایسے احسانات دیکھے کہ پھر نفاق سے زندگی بسر کرے اور پتے دل سے شکر گزار نہ ہو تو بلاشبہ کافر نعت ہے۔ ہماری ایما گزاری کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم تو دل سے اقرار کریں کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ ہماری محسن ہے۔ ہم اس گورنمنٹ

لے نوٹے، سرپیل گرین کی کتاب تذکرہ ریسان پنجاب میں میرے والد صاحب کا منقل ذکر ہے۔ یاد رہے کہ میرے

والد صاحب کا نام میرزا غلام مرتضیٰ اور ان کے والد کا نام میرزا غلام محمد ہے۔ نہ

نوٹ ہے دیکھو رابین احمدیہ، شہادۃ القرآن۔ ستر چٹم آریہ۔ آئینہ کائنات اسلام جہاد البشری۔ نور الحق وغیرہ

نوٹ ہے۔ اس زمانہ میں اکثر مسلمانوں نے یہ اعتراض غلط فہمی سے اسلام پر کیا ہے کہ اسلام جبراً اور تلوار کے زور

سے پھیلا یا گیا ہے۔ مگر انہوں نے ایسے معترضوں نے قرآن کریم کی ان تعلیموں پر غور نہیں کیا جن میں لکھا ہے کہ تم

دوسری قوموں کے ظلم اور ایذا کی برداشت کر کے نرمی کے ساتھ دعوت حق کرو۔ خاص کر جہاد کے مقابل پر یہ

حکم تھا کہ تَعَالَى سَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ وَرُوحُ الْمَقٰنِیْنِ اَنْسَبُ عَلٰی ذٰلِكَ لِیَاۤءِیْهِمْ سَلٰمٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ذٰلِكُمْ یَوْمَ الْاٰزْمٰتِ وَجَاۤءَ الْمُرْسَلٰتِ بِحَقِّهِمْ اَحْسَنُ لِمَنْ جَبَدُوْهُمْ مِّنْ اَمَلٍ

کے ساتھ بحث کرے تو حکمت اور نیک نصیحتوں کے ساتھ بحث کرے اور تہذیب ہو۔ مال یہ ہے کہ بہتر سے اس غلام کے جہاد

مذکورہ ۱۹۱۹ء تا ۱۸۷۹ء  
مقام سربراہی ایجنسی  
پہلو نیشنل کوشنر پنجاب

یہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا حال ہے۔ اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ نہ مدیشتا  
طور پر ہے اس لئے میں ایسے مدیشتانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد  
میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں میں نے اپنا  
دقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو پچھلے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت  
کئی چاہیے۔ اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھانا چاہیے  
اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں۔ اور ان  
کو دور دور ملکوں تک شائع کیا۔ اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ  
سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں۔ اور یہ  
کتابیں عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچانی گئیں۔ اگرچہ میں سنستا ہوں کہ بعض  
مادان مولویوں نے ان کے دیکھنے سے مجھے کافر قرار دیا ہے اور میری تحریروں کو اس بات کا  
بیک نتیجہ ٹھہرایا ہے کہ گویا مجھے سلطنت انگریزی ایک امدونی اور خفیہ تعلق ہے اور گویا میں  
ان تحریروں کی عوض میں گورنمنٹ سے کوئی انعام پاتا ہوں لیکن مجھے یقیناً معلوم نہیں ہے کہ بعض  
دانشمندیوں کے دلائل پر ان تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور انہوں نے ان دہشتانہ عقائد  
سے توبہ کی ہے جن میں وہ برخلاف مذکورہ گورنمنٹ کے مبتلا تھے۔ ان نیک تاثرات کیلئے  
میری مذہبی تحریریں جو پانچوں کے مخالف تھیں بڑی محک ہوئی ہیں۔ درنہ جس زور کے ساتھ میں نے  
مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی اطاعت کیلئے بلایا ہے اور جا بجا سرحدی ملاحوں کو جو ناحق  
کئے دن ختمہ انگریزی کرتے اور انہوں کو مخالفت کیلئے ابھارتے ہیں سرزنش کی ہے۔ یہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَسَدًا وَ نَقِیَّةً عَلٰی رَسُوْلِهِ الْخَیْرِ سَیِّدِ

## المنار

قاہرہ سے ایک اخبار نکلتا ہے جس کا نام منار ہے۔ جب فروری ۱۹۱۰ء میں ہماری طرف سے پیر گوٹروی صاحب کے مقابل پر رسالہ اعجاز المسیح لکھا گیا جو فصیح بلغ عربی میں ہے اور اس کے جواب سے نہ صرف پیر صاحب موصوف عاجز رہ گئے بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء بھی عاجز آ گئے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلا دھرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھجوا دوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے باتیں برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی ممانعت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھجوا کرنا ہوں اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی بہت شہرت پا گئی ہیں۔ جو لوگ دزدہ طبع ہیں اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں میری تحریریں پڑھتے ہیں وہ فی الفور چڑ جاتے ہیں اور میرے دشمن ہو جاتے ہیں۔ مگر جن میں انسانیت ہے وہ معقول بات کو پسند کر لیتے ہیں۔ پھر دشمنی کی حالت میں کون کسی کی کتاب کی تعریف کر سکتا ہے۔ سو اسی خیال سے یہ رسالہ کئی جگہ مصر میں بھیجا گیا۔ چنانچہ منار کے ایڈیٹر المنار کو بھی پہنچا دیا گیا تا اس سے جہاد کے غلط خیالات کی بھی اصلاح ہو۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اس مسئلہ جہاد کی غلط فہمی میں ہر ایک ملک میں کسی قدر گروہ مسلمانوں کا ضرور مبتلا ہے بلکہ جو شخص سچے دل سے جہاد کا مخالف ہو اس کو یہ علماء کافر سمجھتے ہیں بلکہ واجب القتل بھی۔ لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم میں یہ بات داخل ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ اس لیے ہم لوگ اگر ایمان اور تقویٰ کو نہ چھوڑیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل سے ہر طرح اس گورنمنٹ برطانیہ کی نصرت کریں۔ کیونکہ ہم اس گورنمنٹ کے مبارک قدم سے پہلے ایک جلتے ہوئے نور میں تھے۔ یہی گورنمنٹ ہے جس نے اس نور سے ہمیں باہر نکالا۔ غرض اسی خیال سے جو میرے دل میں مستحکم جا ہوا ہے۔ اعجاز المسیح

چھاپا جائے اور پھر دس بیس نسخہ اسکے گورنمنٹ میں اور باقی نسخہ جات متفرق مواقع پنجاب و ہندوستان خاص کر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہے کہ بعض غمخوار مسلمانوں نے ڈاکٹر منظر صاحب کے خیالات کا رد لکھا ہے۔ مگر یہ دوچار مسلمانوں کا رد جمہوری رد کا ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ جمہوری رد کا اثر ایسا قوی اور پُر زور ہو گا جس سے ڈاکٹر صاحب کی تمام غلط تحریریں خاک سے طجائیں گی اور بعض ناواقف مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی صاف ہاتھی مسلمانوں کی اور غیر خواہی اس رعیت کی کماحقہ کھل جائے گی اور بعض کو ہستانی جہلا کے خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اس کتاب کی وعظ اور نصیحت کے ہوتی رہے گی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یمن واجب ہے کہ نظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عاثر خلائق پر وارد ہیں۔ سلطنت مدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعمت الہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہوں گے مگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ انکو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آ گئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے جس کے آنے سے سب تکلیفیں ان کی دور ہوئیں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر ایک ناچار روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی۔ کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہونا چاہتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی سلطنت ہے جس کی آزادی ایسی بدیہی اور سلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں آنا بھلا و جان پسند کرتے ہیں۔ جس صفائی سے اس سلطنت کے ظلی حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے

دوسری مرتبہ چودہ گھوڑے نذر کئے۔ اور اسی طرح وہ اور وقتوں میں بھی خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہے اور وقتاً فوقتاً خوشنودی کی چٹھیات پاتے رہے اور انعام بھی ملتے رہے اور چالیس برس اپنی عمر عزیز کے انہی خدمات میں انہوں نے بسر کئے اور پھر بعد اُن کے انتقال کے میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہا۔ اور پھر ان کے بعد میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی دنیوی طریق پر زندگی نہیں تھی اور نہ اس کے کامل اسباب مہیا تھے۔ تاہم میں نے برابر ۲۷ برس سے یہ اپنے پر حق واجب شیرایا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کی انجام دہی کے لیے اپنی ہر یک تالیف میں یہ لکنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے اس لیے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل پر ہزاروں سے لگیں بلکہ اپنی سچی شکرگزاری اور بھدوی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ یعنی احسان کا بدلہ بجز احسان کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ بات قطعی اور فیصلہ شدہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمانان ہند کی محسن ہے کیونکہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے دین اور دنیا دونوں پر مصیبتیں تھیں۔ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو دور سے ابر رحمت کی طرح لایا اور ان مصیبتوں سے اس گورنمنٹ کے عہد دولت نے ایک دم میں ہمیں چھوڑا دیا۔ پس اس گورنمنٹ کا شکر نہ کرنا بد ذاتی ہے اور جو شخص ایسے احسانات دیکھ کر پھر نفاق سے زندگی بسر کرے اور پتے دل سے شکر گزار نہ ہو تو باشبہ کافر نعمت ہے۔ ہماری ایماذاری کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم تہ دل سے اقرار کریں کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ ہماری محسن ہے۔ ہم اس گورنمنٹ

لے نوٹس، سرپبل گرین کی کتاب تذکرہ ریسان پنجاب میں میرے والد صاحب کا منقل ذکر ہے۔ یاد رہے کہ میرے والد صاحب کا نام میرزا غلام مرتضیٰ اور ان کے والد کا نام میرزا عطا محمد ہے۔ نہ نوٹس لے دیکھو رابین احمدیہ، شہادۃ القرآن۔ ستر چشم امیر۔ آئینہ کائنات، اسلام جماعت بشری۔ نور الحق وغیرہ نوٹس لے۔ اس زمانہ میں اکثر جہانی مسلمانوں نے یہ اعتراض غلط فہمی سے اسلام پر کیا ہے کہ اسلام جبر اور تلوار کے زور سے پھیلا یا گیا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسے معترضوں نے قرآن کریم کی ان تعلیموں پر غور نہیں کیا جن میں لکھا ہے کہ تم دوسری قوموں کے ظلم اور ایذا کی برداشت کر کے نرمی کے ساتھ دعوت حق کرو۔ خاص کر جہانیوں کے مقابل پر یہ حکم تھا کہ تَدْعُ إِلَى سُبُلِ رَبِّكَ ذَلِكُمْ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْظِعِ الْعَدْلِ وَجَادِلْ الْمُجَادِلِينَ مِنَ الْإِسْلَامِ عِلْمًا وَجَدَلْ بَعْدَ الْحُكْمِ بِالْحُكْمِ (مائدہ: ۴۸) یعنی جہاد کے بعد حکم سے جہاد کرو اور حکم کے ساتھ جہاد کرو۔ اس آیت کے بعد اس آیت کے ساتھ بحث کر کے حکمت اور نیک نصیحتوں کے ساتھ بحث کرو جو نرمی اور تہذیب ہے۔ اُن پر یہ لکھا ہے کہ بہتر ہے اس نماز کے جہاں اور

۴۶۰

کے قدم ہیمنت لزوم سے ہزاروں بلاؤں سے بچے اور ہمیں وہ آزادی ملی جس کے ذریعہ سے ہم دین اور دنیا دونوں درست کر سکتے ہیں۔ پس اگر اب بھی ہم اس گورنمنٹ کے پتے خیر خواہ نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کے سامنے ناشکرے ٹھہریں گے۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جن کو میں نے مختلف کتابوں میں شائع کیا اور رسول پر بس تک برابر میں اس خدمت کو بجالاتا رہا۔ مگر نہ اس خیال سے کہ ریاکاروں کی طرح گورنمنٹ کو خوش کروں بلکہ میں نے ایسا انداز کی راہ سے فی الحقیقت گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کو ایسا ہی پایا کہ جن کے شکر میں مجھ سے اب تک یہی ہو سکا کہ میں بذریعہ ان تالیفات کے مسلمانوں کے خیالات کو درست کروں اور ان کے دل

بقیہ عاشیہ و نادان مولوی اپنی حماقت سے یہی خیال رکھتے ہیں کہ جہاد اور توار سے دین کو پھیلانا نہایت ثواب کی بات ہے اور وہ پردہ اور لفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں لیکن وہ ایسے خیال میں سخت غلطی پر ہیں اور ان کی غلط فہمی سے الٹی کتاب پر الزام نہیں آ سکتا۔ واقعی سچائیاں اور حقیقی صداقتیں کسی جبر کی محتاج نہیں ہوتیں بلکہ جبر اس بات پر دلیل ٹھہرتا ہے کہ روحانی دلائل کمزور ہیں کیا وہ خدا جس نے اپنے پاک رسول پر یہ وحی نازل کی کہ فاضلہ کَمَا هَبْتُمْ لَنَا الْعُرْمَ مَعْنَى تَوَاصِيْمِكُمْ کہ جو تمام اولوالعزم رسولوں کے مبرکے برابر ہو۔ یعنی اگر تمام نبیوں کا مبرک کھٹا کر دیا جائے تو وہ تیرے مبر سے زیادہ نہ ہو اور پھر فرمایا کہ لَا اِكْفَاةَ لِي الدِّيْنِ یعنی دین میں جبر نہیں چاہیے اور پھر فرمایا کہ اَدْعَاؤِي سَبِيْلٌ رَّبِّيْفٌ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِ لِقَوْمٍ يَنْتَقِبُ عَنْ احْسَنُ مَعْنَى عِيَاثُكُمُ كَمَا سَأَلْتُمْ اور نیک و غفلوں کے ساتھ مباحثہ کرنے سے۔ اور پھر فرمایا وَالْكَافِرِيْنَ الْخٰطِئُوْنَ ذَا الْعَاقِبَةِ مِنَ النَّاسِ یعنی مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یادہ گو اور ظالم طبع لوگوں کے حملوں کو صاف کر دیتے ہیں اور یہود و کافر کی جہاد سے جواب نہیں دیتے۔ کیا ایسا خدا یہ تعلیم دے سکتا تھا کہ تم اپنے دین کے منکرین کو قتل کرو اور ان کے مل ٹوٹ لو اور ان کے گھروں کو ویران کر دو بلکہ اسلام کی ابتدائی کارروائی جو حکیم الہی کے موافق تھی صرف اتنی تھی کہ جنہوں نے ظلم اور ظور سے تھوڑا اٹھائی وہ تھوڑی ہی سے لگے گئے اور جیسا کیا ویسا پناہ پاداش پالیا یہ کہاں لکھا ہے کہ توار کے ساتھ منکروں کو قتل کرنے پر وہ تو جہاد مولویوں اور نادان پادریوں کا خیال ہے جس کی کچھ بھی اہمیت نہیں۔ اسی لئے خدا نے جو راستی کا حال ہے اور کسی صداقت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ اس زمانہ میں اس عاجز کو مامور کر کے ارادہ کیا کہ جہاد کا الزام اسلام پر سے اٹھا دے اور لوگوں کو دکھا دے کہ اسلام اپنی ترقیوں میں جبر اور توار کا پرگز محتاج نہیں بلکہ اپنی روحانی طاقت سے دلائل پر اثر کرتا ہے۔ اور جو نادان مولوی جہاد کے مسئلہ کا بعد زبان پر رکھتے ہیں گویا وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کے دامن پاک کو چار طرفہ احتراموں کی پبندی سے آلودہ کریں۔ یہ عقول ہاشمی کا وقت اسلام کی بریت ظاہر کرنے کا وقت ہے اور خدا وہ حقیقت میں بری اور نہایت اعلیٰ شئی کا مذہب ہے جو اسی خدا کو پیش کرتا ہے جو وہ حقیقت خدا ہے اور نجات کو کسی

شہ: بقرة ۲۵۰، ۱۲۶، المنحل ۱۲۶، ال عمران ۱۳۵

یہ حوالہ صفحہ 86 پر درج ہے

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 460, 459 طبع جدید از مرزا قادیانی

۱۴۰

چھاپ جائے اور پھر دس بیس نسخوں کے گورنمنٹ میں اور باقی نسخوں جات متفرق موضع پنجاب و ہندوستان خاص کر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہے کہ بعض غمخوار مسلمانوں نے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے خیالات کا رد لکھا ہے۔ مگر یہ دوچار مسلمانوں کا رد جمہوری رد کا ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ جمہوری رد کا اثر ایسا قوی اور پُر زور ہو گا جس سے ڈاکٹر صاحب کی تمام غلط تحریریں خاک سے طباہی کی اور بعض ناواقف مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلینڈ پر بھی صاف باطنی مسلمانوں کی اور خیر خواہی اس رعیت کی کما حقہ کھل جائے گی اور بعض کو ہستانی جملہ کے خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اس کتاب کی وعظ اور نصیحت کے ہوتی رہے گی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ نظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلینڈ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عاثر خلافت پرورد ہیں۔ سلطنت مدد و مدد کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعمت الہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہوں گے مگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ انکو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آ گئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے جس کے آنے سے سب تکلیفیں ان کی دور ہوئیں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر ایک ناچائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی۔ کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا ہوا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی سلطنت ہے جس کی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں آنا بمل و جان پسند کرتے ہیں۔ جس صفائی سے اس سلطنت کے ظلی حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے

گورنمنٹ نے ایسا ہی نہیں اپنے سایہ پناہ کے نیچے لے لیا جیسا کہ تاجاشی بادشاہ نے جو کہ عیسائی تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں۔ بلکہ میں انصاف اور ایمان کے رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکر گزاری کروں اور اپنی جماعت کو امانت کے لیے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بد ذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے نیچے سے بچاتے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکر گزار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے **هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ** یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لیے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہرتے ہو۔ سو تم اس خداوند نعمت کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لیے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دے گی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک گٹا بھی رگم کے لاتی ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں۔ کہ تم واجب القتل ہو اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لوٹ لینا اور تمہاری بیویوں پر جبر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور تمہاری حیثیت کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے، تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری بہتر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس بہتر کی قدر کرو اور تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار ہا درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے۔ وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے کچھ بہت دن نہیں گندے کہ ایک پادری نے کپتان ڈگلس کی عدالت میں میرے پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تھا۔ اس دانشمند اور منصف مزاج ڈپٹی کمشنر نے معلوم کر لیا کہ وہ مقدمہ سراسر جھوٹا اور بناواں ہے اس لیے مجھے عزت کے ساتھ



خاندان میں دستیاب ہو سکتی ہوگی۔ بعد اس کے گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ آیا۔ یہ زمانہ نہایت پُر امن ہے اور سچ تو یہ ہے کہ مگر ہم خاصہ قوم کی عملداری کے دنوں کو امن عامہ اور آسائش کے لحاظ سے انگریزی عملداری کی باتوں سے بھی برابر قرار دیں تو یہ بھی ایک ظلم اور غلط واقعہ ہوگا۔ یہ زمانہ روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ ہے۔ اور آنے والی برکتیں اس کی ابتدائی بہار سے ظاہر ہیں۔ ان یہ زمانہ ایک عجیب جانور کی طرح کئی مُنہ رکھتا ہے۔ بعض مُنہ تو حقیقی خدا شناسی اور راستبازی کے برفسوف ہونے کی وجہ سے خوفناک ہیں۔ اور بعض مُنہ بہت با برکت اور راستبازی کے مؤید ہیں۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ انگریزی حکومت نے انواع و اقسام کے علوم کو اس ملک میں بہت ترقی دی ہے۔ اور کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے کے لئے ایسے سہل اور آسان طریقے نکل آئے ہیں کہ زمانہ گذشتہ میں ان کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ اور جو ہزار ہا محضی کتب خانے اس ملک میں تھے وہ بھی ظاہر ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں علمی رنگ میں زمانہ ایسا بدل گیا کہ گویا ایک نئی قوم پیدا ہو گئی۔ یہ سب کچھ ہوا مگر عملی حالتیں دن بدن کا عدم ہوتی گئیں۔ اور اندر دہریت کا پودا بڑھنے لگا۔ گورنمنٹ انگریزی کے احسان میں کچھ شک نہیں۔ اس قدر اپنی رعایا کو احسان پہنچایا اور معدلت گستری کی اور جا بجا امن قائم کیا کہ اس کی نظیر دوسری گورنمنٹوں میں تلاش کرنا عبث ہے مگر وہ آزادی جو امن کا دائرہ پورا وسیع کرنے کے لئے رعایا کو دی گئی وہ اکثر لوگوں کو مبہم نہیں ہو سکی اور اس کے عوض میں جو خدا اور اس گورنمنٹ کا شکر بجالانا چاہیے تھا بجلنے اس شکر کے اکثر لوگوں میں اس قدر غفلت اور دنیا پرستی اور دنیا طلبی اور لاپرواہی بڑھ گئی کہ گویا یہ سمجھا گیا کہ دنیا ہی ہمارے لئے ہمیشہ رہنے کا مقام ہے اور گویا کہ ہم پر کسی کا بھی احسان نہیں اور نہ کسی کی حکومت ہے اور جیسا کہ دستور ہے کہ اکثر گناہ امن کی حالت میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔

سراج منیر

۲۲

طور سے خبر دے سکتا ہے کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا پھر سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دو سو دن کا پتہ دینا اور صورت موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ان قبیلوں کے ساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہو۔ کیا دور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبریں دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اسکی آئیہ کی کئی نظیر پیش کرو۔ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیے کہ اس ملک میں اور اسکے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے کہ جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہے۔ ورنہ دو سو سالوں میں اسکی نظیر نہیں!

یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہنچے ہیں جنہیں بعض آریہ صاحبوں کے جوشوں اور نامناسب منصوبوں کا تذکرہ ہے۔ میرے پاس وہ خط بخفاظف موجود ہیں۔ اور اس جگہ کے بعض آریہ کو میں نے وہ خط دکھلا دیئے ہیں۔ چنانچہ ایک خط جو گوجرانوالہ سے ایک معزز اور رئیس کا مجھ کو پہنچا ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ اس جگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکر ام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ العام قرار پایا ہے اور وہ سوا کے لئے جو نشان دہی کرے اور خار جٹا سنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے۔ اور اس انجمن کے ممبر قریب قریب شہروں کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، بٹالہ اور خاص گوجرانوالہ کے ہیں) منتخب ہوئے ہیں۔ اور تجویز ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہو کہ کسی شریطامع کو اس کام کیلئے مامور کریں تا وہ موقع پا کر قتل کرے۔ چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے شہروں اور دیہات سے وصول کیا جائیگا۔ پھر بعد اس کے

یہی خبر اجماعاً پسیا اخبار میں بھی لکھی ہے۔ منہ

ہا میں امکہ کا وہ الہام یعنی یا عیسیٰ ائی متویک جو ستر برس سے شائع ہو چکا ہے اسکے اس وقت خوب سے کئے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کے اس وقت بلکہ تسلی ہوا تھا جب یہود انکے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اور اس جگہ ہاشمہ ہود ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ سنے ہیں کہ میں تمہاری ذلیل اور لعنتی نوتوں سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس حاتو نے عیسیٰ کا نام اس عاجز پر کیسے چسپاں کر دیا ہے۔ منہ

۲۱

سراج منیر ص 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، ص 23، از مرزا قادیانی یہ حوالہ ص 88 پر درج ہے

یہ کیسا نادر ہے۔ یہی قیامت کی نشانیاں ہیں۔ اگر یہ مولوی صاحب پلے ہمارے مخالفوں کو اسلام پر حملہ کرنے سے روکتے ان کی کتابیں اور رسالے اور اخباریں شائع ہونے سے بند کر دیتے اور پھر میں بھی بند کرنے کے لیے کہتے یا بالمتقابل ان سے بھی بند کرنے کا وعدہ لے لیتے تو ایک بات بھی تھی مگر یہ کس قسم کا حکم ہے کہ ہم تو پانچ چھ سال تک جب تک گورنمنٹ قانون پاس نہ کرے مخالفوں کی گالیاں اور جھوٹے الزام سن کر ان کے زہرناک اثر روکنے کے لیے مجاز نہ ہوں مگر وہ لوگ جو چاہیں سو کریں۔

پھر جس حالت میں ہماری کتابوں میں صرف واقعات صحیحہ کا بیان ہے اور تمام مخالفوں کی کتابیں بیجا افتراؤں سے بھری ہوئی ہیں تو کیا ہماری کتابوں کو شائع ہونے سے روکنا اور ان کی کتابوں کے شائع ہونے پر رضامندی ظاہر کرنا کسی سچے مسلمان کا کام ہے۔ اگر مولوی صاحب آریوں اور پادریوں کے وکیل بن کر ہماری کتابوں پر کوئی نکتہ چینی کریں اور کوئی افتراء ثابت کرنا چاہیں تو ہرگز انکو میسٹر نہ ہو گا مگر ہم آریوں اور پادریوں کے ضدھا افتراء ثابت کرتے ہیں۔

اب حاصل کلام یہ کہ اس طرح پر مولوی صاحب موصوف نے ہماری اس کارروائی کو برہلو کیا۔ لوگ اس انتظار میں ہوں گے کہ مولوی صاحب کچھ کام کر رہے ہیں۔ مگر مولوی صاحب کا مطلب صرف دین کو نقصان پہنچانا تھا اور ہمارے کام میں حرج ڈالنا تھا۔ ان کو ہماری کتابوں کے تلف کرنے کی کیوں فکر پڑ گئی اور مخالفوں کی وہ کرڈھا کتابیں ان کو بھول گئیں جو گالیوں اور بتانوں سے بھری ہوئی ہیں۔ یہ تو ہی ہر تھا کہ قانون پاس ہونے سے ایسے لوگوں کی کتابیں خود رزی ہو جائیں گی جو خلاف واقعہ باتوں پر مشتمل ہوتی اور ان کی اشاعت ایک جرم میں داخل ہوگی۔ انہیں اغراض کے لیے تو قانون کی حاجت تھی۔ فرض مولوی محمد حسین صاحب کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ ان سے یہ کام ہونا ممکن نہیں اگر ان میں ایک ذرہ اسلام کی خیر خواہی باقی ہے تو چاہیے کہ اپنا استعفاء اسی طرح شائع کریں جس طرح ہم نے شائع کیا تھا اور خدا تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی چاہیں جو ناحق فضول گوئی سے چلتے کام کو روک دیا اور ہم یہ وعدہ نہیں کرتے کہ ضرور قانون کو پاس کرادیں گے۔ یہ امر تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، لیکن ہم مولوی صاحب کی طرح فارغ نہیں بنیں گے اور جہاں تک بشری طاقت ہے اس کام کے لیے کوشش کریں گے۔

اب اسے بجائیو ایک دوسرا کام ہے جو میں شروع کرنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ یقیناً سمجھیں کہ سرکار انگریزی اس درخت کی طرح ہے جو پھلوں سے لدا ہوا ہو۔ اور ہر ایک شخص جو میوہ چینی کے تواضع رکھتا ہے اس درخت کی طرف اتھ لبا کرتا ہے تو کوئی نہ کوئی پھل اس کے ہاتھ میں آجاتا ہے۔ ہماری بہت سی مرادیں ہیں جن کا مرجع اور مدار خدا تعالیٰ نے اس گورنمنٹ کو بنا دیا ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ رفتہ رفتہ وہ ساری مرادیں اس مہربان گورنمنٹ سے ہمیں حاصل ہوں۔ مگر اس مقصد کے بعد جو دفعہ ۱۹۸ کی

امرنا نصر من الله وفتح مبين . وَاخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

## المشتر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

۶ جون ۱۹۰۰ء

مجموعہ ضیاء اسلام پریس قادیان

دیراشتہار ۱۹۰۰ء کے ۳ صفحہ پر ہے

درجہ از مرتبہ

اے مسلمانو! اللہ تم پر رحم کرے! جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہی اسلام کی حفاظت کا ذمہ رکھتا ہے اور وہی اس کے اہم امور کا کفیل ہے۔ اس نے اپنے اس دین کو اپنی حکمتوں اور اپنے علوم کے لیے خلق کا ذریعہ بنایا ہے اور اس نے اس کے ظاہر و باطن میں مساوات رکھ دی ہے۔ اور ان حکمتوں میں سے جو اس نے اس دین میں ہدایت پانے والوں کی ہدایت کی زیادتی کے لیے ودیعت کی ہیں ایک حکمت جہاد ہے جس کا ابتداء سے اسلام میں حکم دیا گیا اور پھر اس زمانہ میں اسے منسوخ قرار دیا گیا۔ اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء سے اسلام میں ان مسلمانوں کو جن پر حملے کئے جا رہے تھے کفار کے حملوں سے دفاع کے لیے اور دین اسلام اور صحابہ کی جانوں کی حفاظت کے لیے جہاد کی اجازت دے دی تھی لیکن سلطنت برطانیہ کے دور میں وہ زمانہ بدل گیا اور مسلمانوں کو امن نصیب ہوا۔ اور اس طرح تمہاروں اور بیڑوں کی حاجت نہ رہی۔ پس اس وقت مخالفوں نے مجاہدین کو گنہ گار ٹھہرایا۔ اور انہیں ظالموں اور خون جانے والوں کے مسلک پر چلنے والا قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے غازیوں کے راز کو مخفی رکھا۔ اس لیے انہوں نے دین کی تمام ذاتیوں کو نکتہ چینی کی نظر سے دیکھا اور جہاد کو جہاد امری گئی اور گزشتہ کی طرف منسوب کیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں نے اس بات کا تقاضا کیا کہ وہ ذاتی اور جہاد کو منسوخ کر دے اور اسی طرح اپنے بندوں پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت چلے لوگوں میں بھی جاری رہی ہے۔ چنانچہ اس سے قبل بھارت میں پر بھی ان کے جہاد کی وجہ سے طعن کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے زمانہ کے آخر میں حضرت مسیح کو مبعوث کیا اور اس طرح اس نے یہ دکھا دیا کہ نکتہ چینی کرنا لے ہی خطا کرتے۔ اب میرے رب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے آخر میں جے مبعوث کیا اور اس زمانہ کی مقدار کو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان زمانہ کی مقدار کے مشابہ بنا دیا اور اس میں سوچ بچار کرنے والوں کے لیے ایسا بڑا نشان ہے اور میری بعثت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ایک ہی

نوٹ: بیشک ہم اس سلطنت برطانیہ کے زیر سایہ پوری آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس حکومت کی مہربانی سے ہمارے احوال بہتر ہوئے ہیں۔ اور ہمیں انہیں ظالموں کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں۔ پس ہم پر واجب ہے کہ اس کی مہربانی کی بدولت ہر آدمی کو جس نے جگوا اپنی عمر و نفع کی وجہ سے راحت کا جام پلایا ہے۔ اول سے اس کا شکر ادا کریں اور ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم اس کے دشمنوں کو تمہاروں کی چٹ دکھائیں اور اس کے خلاف نہیں بلکہ اس کی خاطر اپنے فتنے کی آگ کو بجھائیں۔

جائے گی۔

اور سر لیپل گرفن صاحب نے اپنی کتاب تاریخ ریمین پنجاب میں ہمارے خاندان کا ذکر کر کے میرے بھائی مرزا غلام قادر کی خدمات کا خاص ذکر کیا ہے جو ان سے تھوڑے پل پہ باغیوں کی سرزنش کے لیے ظہور میں آئیں۔

ان تمام تحریرات سے شہتہ ہے کہ میرے والد صاحب اور میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ اور اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ ان گری نشین ریمین میں سے تھے کہ جو ہمیشہ گورنری دربار میں عزت کے ساتھ بلائے جاتے تھے اور تمام زندگی ان کی گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی میں بسر ہوئی۔

(۲) دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پنجاہوں اپنی زبان اور قلم سے اس کام میں مشغول ہوں کہ تمام مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور بہمدی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دل صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔ اور اس ارادہ اور قصد کی اول وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بعیرت بخشی اور اپنے پاس سے مجھے ہدایت فرمائی کہ میں ان وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے جن کی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ محسنہ کے ساتھ ایسے طور سے عاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو عاف دل اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض جاہل ملاؤں کے درغلانے کی وجہ سے شرانہ اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو میں نے کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت ان کی محسن ہے سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیے اور وفاداری کے ساتھ اس کی شکرگذاری کرنی چاہیے ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے

ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزار ہا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر بائیں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی ملہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے ایک نعمت تھی جو مدت و راز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان کتھوں کے ایام میں ایک سخت غذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صد ہا دیہات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا ایک سمان کو بانگ نماز پر بھی مارے جانے کا اندیشہ تھا چہ جائیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بجالا سکتے۔ پس یہ اس گورنمنٹ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جتنے ہوئے تنور سے غلامی پائی اور خدا تعالیٰ نے ایک ابر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لیے بھیج دیا پھر کس قدر بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لادیں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ و ریشہ میں منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لیے طیار رہے۔ پھر نعوذ باللہ کہہ کر ممکن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تویسی دعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزا خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جما دیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جتنے اور دانت پیتے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا یعنی اپنے عمن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔ یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لیے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہذا میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ منقلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات میں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔

پوشش دلانے والے مسائل جو عقول کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیکھا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ مگر انکے میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ معتقد ہیں منیٰ سکتا ہے نہ ہرنہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سختی تلافی اور بد قسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو ادا ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گالیاں نکالو۔ یا پھلے کی طرح کانفر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے جہل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال میں سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر سے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غوثی جہاد اور غوثی مسیح کی حدیثیں تمام فسانہ اور کہانیاں ہیں۔

دے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس مستولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جبر کرنا اور زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ جہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اسکی جہاد کا مسئلہ کھایا ہے اور زہد سنی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

علیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا۔ مگر جس وقت حضرت مسیح کا بدن صلیب کی کیلوں سے توڑا گیا۔ اس زخم اور شکست کے لئے تو خدا نے مریم عیسیٰ طیار کر دی تھی۔ جس سے چند ہفتوں میں ہی حضرت عیسیٰ شفا پا کر اس ظالم ملک سے ہجرت کر کے کشمیرِ حیرتِ نظر کی طرف چلے آئے۔ لیکن اس صلیب کا توڑنا جو اس پاک بدن کے عوض میں توڑا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ذکر ہے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ مسیح کا مبارک بدن صلیب پر توڑا گیا۔ جو آخر مریم عیسیٰ کے استعمال سے اچھا ہو گیا۔ بلکہ اسکے لئے کوئی بھی مرہم نہیں جب تک کہ عدالت کا دن آئے۔ یہ خدا کا کام ہے جو اس نے اپنا ارادہ اس نہایت عاجز بندہ کے ذریعے سے پورا کیا۔ مگر اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ بخاری کی یہ حدیث کہ مسیح آئے گا اور صلیب کو توڑے گا۔ وہ معنی نہیں رکھتے جو ہمارے قابلِ رحم علموں میں گرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کوتاہ اندیشی سے یہ سمجھا ہوا ہے کہ مسیح دنیا میں آکر ایک بڑے جہاد کا دروازہ کھولے گا۔ اور محمد مہدی خلیفہ سے ملکر دین پھیلانے کے لئے لڑائیاں کرے گا۔ اور تلوار اٹھائے گا اور ایک بڑی خوزری ہوگی جو دنیا کے ابتداء سے اس وقت تک کبھی نہیں ہوئی ہوگی۔ اور یہاں تک خوزری کرے گا جو زمین کو خون سے بھر دینگا۔ سو یاد ہے کہ یہ عقیدہ سراسر باطل ہے بلکہ وہ حق معنی جو خدا نے ہمیں سمجھایا ہے یہ ہے کہ مسیح جس کا دوسرا نام مہدی ہے دنیا کی بادشاہت سے ہرگز حصہ نہیں پائیں گے۔ بلکہ اس کے لئے آسمانی بادشاہت ہوگی۔ اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح حکم جو کر آئے گا۔ اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر حاکم عام ہوگا جس کا ترجمہ انگریزی میں گورنر جنرل ہے۔ سو یہ گورنری اس کی زمین کی نہیں ہوگی۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح طہرت اور خاکساری سے آوے سو ایسا ہی وہ ظاہر ہوا۔ تا وہ سب باتیں پوری ہوں جو صحیح بخاری میں ہیں کہ لیضع الحرب یعنی وہ مذہبی جنگوں کے موقوف کر دینگا اور اس کا زمانہ امن اور صلح کاری کا ہوگا جیسا کہ یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے زمانہ میں



شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ اور بھڑیئے اپنے گلوں سے باز آئیں گے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک ایسی سلطنت کے زیر سایہ پیدا ہوگا جس کا کام انصاف اور عدل گستری ہوگا۔ سو ان حدیثوں سے صریح اور کھلے طور پر انگریزی سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ مسیح ایسی سلطنت کے ماتحت پیدا ہوا ہے اور یہی سلطنت ہے جو اپنے انصاف سے سانپوں کو بچوں کے ساتھ ایک جگہ جمع کر رہی ہے اور ایسا امن ہے کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا۔ اس لئے مجھ کو نہیں مسیح موعود ہوں زمین کی بادشاہت سے کچھ تعلق نہیں بلکہ ضرور تھا کہ میں غربت اور مسکینی سے آتا۔ تا اس اعتراض کو دنیا پر سے اٹھا دیتا کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے نہ آسمانی نشانوں سے۔ کیونکہ مسیح موعود کا آنا عیسائی خیالات کی شکست کے لئے تھا۔ پھر جبکہ مسیح نے خود ہی جبر کرنا شروع کیا اور تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنے لگا اور ایسی تعلیم دینے لگا تو اس صورت میں وہ عیسائیوں کے ان اعتراضات کو اور پختہ کر گیا جو جہاد کے بارے میں اسلام کی نسبت وہ رکھتے ہیں۔ نہ یہ کہ انکو دور کرنے کا۔ اس لئے خدا کے چنے مسیح اور مہدی کے لئے ضروری ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ دین کو پھیلاوے۔ تا وہ لوگ شرمندہ ہوں جنہوں نے خدا کے دین اسلام پر ناسق جھوٹے الزام لگائے۔ سو اسی وجہ سے میں نشانوں کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور ایک بڑا بھاری مجوزہ میا ہے کہ میں نے حتی بدیہی ثبوتوں کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کر دیا ہے اور انکی جلنے وفات اور قبر کا پتہ دیدیا ہے۔ چنانچہ جو شخص میری کتاب مسیح ہندوستان میں اول سے آخر تک پڑھے گا۔ گو وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا یہودی یا آریہ۔ ممکن نہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اس بات کا وہ قائل نہ ہو جائے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کا خیال انہو اور جھوٹ اور افتراء ہے۔ غرض یہ ثبوت نظری حد تک محدود نہیں بلکہ نہایت صاف اور اجلے بدیہیات ہے۔ جس سے انکار کرنا نہ صرف بعید از انصاف بلکہ انسانی عیا سے دور ہے۔

اس مقدمہ میں میری مخالفت میں سارا زور لگایا گیا۔ اور یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ اور حقیقت میں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سلسلہ نہ ہوتا اور وہی اس کی تائید نہ نصرت کیلئے کھڑا نہ ہوتا تو اس کے ٹٹنے میں کوئی شک و شبہ ہی نہ رہا تھا۔ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کرم دین کی حمایت کی گئی۔ اور ہر طرح سے اس کو مدد دی گئی۔ یہاں تک کہ اس مقدمہ میں بعض نے مولوی کہلا کر میرے نفوت کو گواہیاں دیں جو سر امر خلافت تھیں۔ اور یہاں تک بیان کیا کہ زانی ہو۔ فاسق ہو۔ فاجر ہو پھر بھی وہ متقی ہوتا ہے۔ یہ مقدمہ ایک لمبے عرصہ تک ہوتا رہا۔ اس اثنا میں بہت سے نشانات ظاہر ہوئے۔ آخر جسٹریٹ نے جو ہندو تھا مجھ پر پانچ سو روپیہ جرمانہ کر دیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے پہلے سے یہ اطلاع دی ہوئی تھی۔

عدالت عالیہ نے اسکو بری کر دیا۔

اس نے جب وہ اپیل ڈیڈنل بیج کے سامنے پیش ہوا تو خدا داد فرما سکی انہوں نے خود اپنی مقدمہ کی حقیقت کو سمجھ لیا اور قرار دیا کہ کرم دین کے حق میں میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ بالکل درست تھا یعنی مجھے اس کے لکھنے کا حق حاصل تھا۔ پناچہ اس نے جو فیصلہ لکھا ہے وہ شائع ہو چکا ہے۔ آخر اس نے مجھے بری ٹھہرایا اور جرمانہ دہاں کیا اور ابتدائی عدالت کو بھی مناسب تنبیہ کی کہ کیوں اتنی دیر تک یہ مقدمہ رکھا گیا۔

غرض جب کوئی موقع میرے مخالفوں کو ظاہر انہوں نے پہلے پہل بھنگ کھینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مگر خدا تعالیٰ نے جس نے اپنے فضل سے مجھے ہر آگ سے بچایا اسی طرح جس طرح پردہ اپنے دھولوں کو بھاتا آیا ہے۔ میں ان واقعات کو مد نظر رکھ کر بڑے نادم سے کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ برائے اس رومی گورنمنٹ سے بہتر ہے جس کے زمانہ میں مسیح کو دکھ دیا گیا۔ پیلاطوس گورنمنٹ کے بدبرد چلے مقدمہ پیش ہوا اور وہ اصل مسیح کا مرید تھا۔ اور اس کی بیوی بھی مرید تھی۔ اس وجہ سے اس نے

سیح کے خون سے ہاتھ دھوئے مگر باوجود اس کے کہ وہ مرید تھا اور گہرے تھا اُس نے اس  
جرات سے کام نہ لیا جو کپتان ڈگلس نے دکھائی۔ وہاں بھی سیح بے گناہ تھا اور یہاں  
بھی میں بے گناہ تھا۔

میں سچ کہتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو حق کے لئے  
ایک جرات دی ہے۔ پس میں اس جگہ پر مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان پر فرض ہے کہ  
وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی اطاعت کریں۔

یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے نفس و فتنان کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ  
کا شکر بھی نہیں کر سکتا۔ جس قدر آسائش اور آرام اس زمانہ میں حاصل ہے اسکی نظیر  
نہیں ملتی۔ ریل۔ تار۔ ڈاکخانہ۔ پولیس وغیرہ کے انتظام دیکھو کہ کس قدر فائدہ آج پہنچتے  
ہیں۔ آج سے ساٹھ ستر برس پہلے بتاؤ کیا ایسا آرام اور آسائش تھی؟ پھر خود ہی انصاف  
کو جب ہم پر ہزاروں احسان ہیں تو ہم کیونکر شکر نہ کریں۔ اکثر مسلمان مجھ پر حملہ  
کرتے ہیں کہ تمہارے سلسلہ میں یہ عجیب ہے کہ تم جہاد کو موقوف کرتے ہو۔ افسوس  
ہے کہ وہ نادان اس کی حقیقت سے محض نواقف ہیں وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کو بدنام کرتے ہیں۔ آپ نے کبھی اشاعت مذہب کے لئے تلوار نہیں اٹھائی۔  
جب آپ پر اور آپ کی جماعت پر مخالفوں کے ظلم انتہا تک پہنچ گئے اور آپ کے  
مخلص خدام میں سے مردوں اور عورتوں کو شہید کر دیا گیا اور پھر درینہ تک آپ کا تعاقب  
کیا گیا اس وقت مقابلہ کا حکم ملا۔ آپ نے تلوار نہیں اٹھائی مگر دشمنوں نے تلوار اٹھائی  
بعض اوقات آپ کو ظالم طبع کفار نے سر سے پاؤں تک خون آلود کر دیا تھا۔ مگر آپ نے  
مقابلہ نہیں کیا۔ غیب یاد رکھو کہ اگر تلوار اسلام کا فرض ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کہ میں اٹھاتے۔ مگر نہیں وہ تلوار میں کا ذکر ہے وہ اُس وقت اٹھی جب موذی کفار نے  
درینہ تک تعاقب کیا اس وقت مخالفین کے ہاتھ میں تلوار تھی مگر اب تلوار نہیں ہے۔ اور

## گورنمنٹ کی توجہ کے لائق

یہ عاجز صاف اور مختصر لفظوں میں گزارش کرتا ہوں کہ بیاعتنا اسکے کہ گورنمنٹ انگریزی کے احکامات میرے والد بزرگوار میرزا غلام قسطنطینی مرحوم کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال ہیں اس لئے نہ کسی تکلف سے بلکہ میرے رگ و ریشہ میں شکر گذاری اس محرز گورنمنٹ کی سہانی ہوئی ہے میرے والد مرحوم کی سوانح میں سودہ خدمات کی طرح الگ ہو نہیں سکتیں جو وہ غلوں دل سے اس گورنمنٹ کی غیر خواہی میں بجلائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزار میں اسکی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھلائی کہ جیتنا انسان سچے دل اور تہہ و بل سے کسی کا غیر خواہ نہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔ اس سٹاڈن کے مفسدہ میں جبکہ بے تیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گروہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے اور پھر ایک دفعہ چودہ سواروں کی خدمت گزار کی اور انھیں مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہو گئے چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ انکو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت اور بلجونی سے پیش آتے تھے انھوں نے میرے بھائی کو صرف گورنمنٹ کی خدمت گزار کی لئے بعض لڑائیوں پر بھیجا اور ہر ایک باب میں گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی اور اپنی تمام عمر نیک نامی کے ساتھ بسر کر کے اس ناپائدار دنیا سے گزر گئے بعد اسکے اس عاجز کا بڑا بھائی میرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بذل و جان مصروف رہا پھر وہ بھی اس مسافر خانہ سے گزر گیا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اب بھی بہت سے حکام انگریز بقید حیات ہونگے جنہوں نے میرے والد صاحب کو دیکھا اور انکی مخلصانہ خدمات کو بچشم خود مشاہدہ کیا ہے۔

کہ انگلستان کو رحم اور امن کے ساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے۔ تا  
فرشتوں کی رُو میں بھی بول اٹھیں کہ اے موقدہ صدیقہ تجھے آسمان سے بھی  
مبارکباد جیسا کہ زمین سے!!

یہ دعا گو کہ جو دنیا میں عیسیٰ مسیح کے نام سے آیا ہے۔ اسی طرح وہ جو ملکہ معظمہ

قیصرہ ہند اور اس کے زمانہ سے فخر کرتا ہے۔ جیسا کہ سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا۔ سو اگر یہ جلسہ جو بلی

کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو

یاد کر کے مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے۔ اور حضور قیصرہ ہند و انگلستان

میں شکرگزاری کا یہ گہرا سنے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب

ہے۔ میرے لئے خدا نے پسند کیا کہ میں آسمانی کارروائی کے لئے ملکہ معظمہ کی

پُر امن حکومت کی پناہ لوں۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور ایسے ملک میں

مامور کیا۔ جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کے لئے حضرت

قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امن کے ساتھ

میں نے اس ملک میں بود و باش کر کے سچائی کو پھیلا یا۔ اس کا شکر کرنا میرے

پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکرگزاری کے لئے

بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب

ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی

دنیا میں پھیلائی ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی

ہے۔ لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے

حضور میں بھی پہنچاؤں۔ سو اسی بنا پر آج مجھے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی

جو بلی کے مبارک موقدہ پر جو سچی وفادار رعایا کے لئے بیشمار شکر اور خوشی کا محل ہے۔ اس

۱۲

لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت کو اور بھی ترقی دیں اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں دور رکھیں اور ایسا نمونہ دکھلائیں جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں زیادت ثابت ہو۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ جو اہل علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کریں گے۔ مگر یاد رہے اور خوب یاد رہے کہ جو شخص بن وصیتوں پر کار بند نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ❖

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا۔ اُس کی عظمت کو دل میں سمجھانا۔ اور اُس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اُس سے ڈر کر نفسانی جنابت کو چھوڑنا اور اُس کو واحد و شریک جاننا اور اُس کے لئے پاک زندگی رکھنا اور کس انسان یا دوسری مخلوق کو اُس کا مرتبہ نہ دینا۔ اور درحقیقت اُس کو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا۔ دوم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمردی کے ساتھ پیش آنا۔ اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔ سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے لیکن گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اُس کی بھی تحیر و خفا ہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلاثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بھی بلور ٹولش ہے۔ چونکہ ہم نے

❖ میری جماعت میں جو بڑے سوز اہل اسلام داخل ہیں جن میں بعض تصیلدار اور بعض کسٹوڈین اور بعض دیگر اور بعض دیگر اور بعض تیس اور چالیس اور نواب اور بعض بڑے فاضل اور دیگر لکھنے والے اور ایسے اور بعض سہارہ نشین ہیں۔ منہ

مضمون

۳۷۳

ازالہ اوہام

و جہاں اسی و جہاں کے رنگ میں قوت کے ساتھ خروج کر رہا ہے اور گویا مثالی و ظنی وجود کے ساتھ ہی ہے اور جیسا کہ وہ اول زمانہ میں گر جا میں جکڑا ہوا نظر آیا تھا اب وہاں بندے مخلصی پاکر عیسائیوں کے گر جے ہی نکلا ہے اور دنیا میں ایک آفت برپا کر رہا ہے۔

ایسا ہی یا جوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جہاں قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورہ کف میں فرماتا ہے و ترکنا بعضہم یومثونہ یسوج فی بعض یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں اس لئے ہر ایک معاد و تمدن مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ اُس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور بہا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔

ایسا ہی دابۃ الارض یعنی وہ عمارت و عظیم جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتداء سے چلے آتے ہیں۔ لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہوگی لہذا ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے۔ اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسی ان چیزوں کے بارے میں جو آسمانی قوت

اگر کسی کی بیعت لے بھی لوں تو کیا اس وقت تک وہ احمدی ہو سکتا ہے جب تک کہ خدا کی نظر میں احمدی نہ ہو۔ احمدی اصل میں وہی ہے جو خدا کی نظر میں احمدی ہے۔ میرے احمدی کر لینے سے کوئی احمدی نہیں بن جاتا۔ پس تم خدا تعالیٰ کی نظر میں احمدی بنو۔ اور وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعودؑ کے تمام احکام کو پوری پوری طرح بجالاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔

### گورنمنٹ کی وفاداری

ایک اور خاص بات ہے جس کا بیان کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی حضرت صاحب نے بار بار تاکید فرمائی ہے۔ میں نے پچھلے جلسہ پر اس کے متعلق بیان کیا تھا اور وہ گورنمنٹ کی وفاداری ہے۔ اس گورنمنٹ کے ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مونہ سے بار بار سنا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ اگر ہم اس کی وفاداری نہ کریں اور اسے مدد نہ دیں تو ہم بڑے ہی بے وفاء ہوں گے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی وفاداری ہمیں دل و جان سے کرنی چاہئے۔ میں اگر کسی سے کوئی ایسی بات سنتا ہوں جو گورنمنٹ کے خلاف ہوتی ہے تو کانپ جاتا ہوں۔ کیونکہ اس قسم کی کوئی بات کرنا بہت ہی نیک حرامی ہے یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ اگر یہ گورنمنٹ نہ ہوتی تو نہ معلوم ہمارے لئے کیا کیا مشکلات ہوتیں۔ ابھی چند دنوں کا ہی ذکر ہے کہ ہمارے مالا ہار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویش ناک ہو گئی تھی ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ ان کے مردے دفن کرنے سے روک دیئے گئے چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا۔ تجارت کو بند کر دیا لیکن اس گورنمنٹ نے ایسی مدد کی ہے کہ اگر ہماری اپنی سلطنت بھی ہوتی تو بھی ہم اس سے زیادہ نہ کر سکتے۔ اور وہ یہ کہ گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنالو۔ لیکن وہاں کاراجہ اس پر بھی باز نہیں آیا اور اس نے یہ سوال اٹھایا کہ یہ زمین تو میری ہے میں نہیں دیتا۔ اور یہ بھی لکھا کہ خبردار اگر تم نے اس پر کوئی عمارت بنائی تو سزا پاؤ گے۔ اور یہ بھی کہا کہ تم لوگ حاضر ہو کر بتاؤ کہ کیوں تمہارا ہائیڈراٹ نہ کر دیا جائے کیونکہ علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ اس پر احمدیوں نے گورنمنٹ کی خدمت میں



درخواست دی تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ حکم دیا کہ اگر اب احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا اس طرح کا حکم کسی کے مونہ سے نہیں نکل سکتا مگر اسی کے مونہ سے جس کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی ہو۔ تو یہ تازہ سلوک اس گورنمنٹ نے تمہارے مالا باری بھائیوں کے ساتھ کیا ہے۔ اور جو کسی کے بھائی پر احسان کرتا ہے وہ اسی پر کرتا ہے۔ پس جب مالا باری احمدی ہمارے بھائی ہیں تو ہمیں گورنمنٹ کا کس قدر احسان مند ہونا چاہئے۔ پھر مارشلس میں ہمارے ایک مبلغ گئے ہیں جو جہاں لپکھر دینا چاہتے غیر احمدی بند کر دیتے۔ آخر انہوں نے گورنمنٹ سے سرکاری ہال کے لئے درخواست کی تو وہاں کے گورنر نے حکم دیا کہ آپ ہفتہ میں تین دن اس ہال میں لپکھر دے سکتے ہیں۔ گویا گورنمنٹ نے ہفتہ کے نصف دن ہمارے مبلغ کو دے دیئے اور نصف اپنے لئے رکھے۔

پس جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں شوذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا۔ تو والشیر ہو کر جنگ میں چلا جاتا۔ اس وقت گورنمنٹ کو آدمیوں کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے جس کسی سے کوئی خدمت ادا ہو سکے ضرور کرے۔ اس جنگ سے تو ہمیں بہت فائدہ پہنچا ہے۔ ہمارے بہت سے احمدی احباب میدان جنگ میں گئے ہوئے ہیں لیکن خدا کا فضل ہے کہ ابھی تک ایک ۳۰ بھی فوت نہیں ہوا۔ پھر وہ احباب جو فرانس کے میدان جنگ میں ہیں وہ تو تبلیغ کا کام بھی خوب کر رہے ہیں۔ انہوں نے لپکھر آف اسلام کا فرانسیسی میں ترجمہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ٹریکٹ فرانسیسی میں لکھا کر شائع کرائے ہیں۔ پس اگر کوئی میدان جنگ میں جائے گا تو گویا گورنمنٹ کے خرچ پر ہمارا مفت کا مبلغ ہوگا۔ اس لئے اگر کوئی جانا چاہے تو ضرور جائے بہت عمدہ کام ہے۔ مجھ سے اب تک جتنے احمدیوں نے لڑائی پر جانے کے لئے پوچھا ہے میں نے بڑی خوشی سے انہیں اجازت دی ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر تم اس ٹیک ٹی سے جاؤ گے کہ ہم گورنمنٹ کی خدمت کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی دین کی تبلیغ بھی کریں گے تو خدا تعالیٰ تمہارا حافظ ہو گا اور تمہیں ہر ایک تکلیف سے محفوظ رکھے گا۔

پس یہ گورنمنٹ کی مدد کا ایک موقع ہے جس کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ شامل ہو جائے۔

اور میں اس وقت ضروری نہیں دیکھتا کہ جو آریوں کو میری نسبت اشتعال پیدا ہوا ہے اسکی وجہ بیان کروں کیونکہ ابھی میں اپنے ایک بڑے اشتہار میں مفصل وجوہ بیان کر چکا ہوں۔ لیکن اس جگہ اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہ پیشگوئی جس کی میعاد کے اندر اور عین تاریخ مقررہ میں نیکھرام بھرت قتل راہی ملک بقا ہوا ہے وہ صرف چھ برس سے نہیں ہے جیسا کہ آریہ صاحبوں کا خیال ہے بلکہ یہ پیشگوئی سترہ برس سے ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عرصہ سترہ برس کا ہوا ہے کہ براہین احمدیہ میں تین پیشگوئیاں تین مختلف فرقوں کی نسبت درج ہوئی تھیں اور تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا (۱) ایک پارسی صاحبوں اور ان کے شور و غوغا کی نسبت جو انہوں نے ڈپٹی آفم صاحب کی میعاد گزرنے پر کیا۔ (۲) دوسری پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں اور ان کے سرغنہ محمد حسین اور ان کے اتباع مسلمانوں کی نسبت جو انہوں نے مجھ پر تکفیر کا فتہ برپا کیا۔ (۳) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت جو نیکھرام کی موت سے وقوع میں آیا۔ اور اس کے فتہ کا ذکر۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تین فتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا

اطلاع۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۱ میں ایک پیشگوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ **وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُخَذَ بِكُمْ ذَانَتْ فِيهِمْ - أَيْنَمَا آتَوْنَا فَتَنًا وَجْهَ اللَّهِ -** یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچائے حالانکہ تو ان کی عملداری میں رہتا ہو۔ ہر تیرا منہ خدا کا اسی طرف منہ ہے چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پُرمان سلطنت اور نقل حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لیے میں دُعا میں مشغول ہوں کیونکہ میں اپنے اس کام کو نہ کہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ دینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ لہذا وہ اس اہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دُعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ اُدھر خدا کا منہ ہے۔ اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ اہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟

غرض میں گورنمنٹ کے لیے ہنزلہ حرز سلطنت ہوں۔

دیکھئے بعد حدیث صفحہ ۱۲۹ اشتہار نمبر ۱۶ (الترتب)

الاستفتاء

۶۶۸

ضمیمہ حقیقہ الہی

ثم اشتموه في الاغيار والاحباب. كأنكم مبرءون من المؤاخذة والحساب. ولكن الله اتم نوراً اردتم اطفاءه. وملاءمجةً اتميتم ان تفيض مائة. و دعوتهم لنا ارضاً جديدة. فأوانا الله الى ربوة ووادٍ خضر وروضة ورزقنا نعام اولاداً او بركات ما رأيتوها ولا اباؤكم. اهدا اجزاء القرية. أأعثرتم على مثله في زمان من الازمنة؟

فاعلموا رحمكم الله ان صدق دعواي وموت عيسى ما كان امراً متعتر المعرنة. ولكن طوعت لكم انفسكم تكذيب امامكم فزأجت قلوبكم وما فكرتم حق الفكرة. وقد جثتكم بالآيات والشواهد والبيّنات وقد فتح الله على امرا اخفاء عليكم في ابن مريم. وذلك فضله انه فهم من امرا ما اعثرتم عليه وما فهم. ام حسبتم ان اصحاب الكهف والرقيم كانوا من اياتنا عجباً ان الله اخفانا من اعينكم الى قرون واسبل عليها حجاباً. فكنتم تنتظرون نزول المسيح من السماء. وصرنا الله افكاركم عن الحقيقة الغراء ليظهر عليكم عجزكم في اسرار حضرة الكبرياء. ذلك من سنن الله ليعلمكم ادباً عند اظهار الامراء. فانتساب الامر عليكم الامن فتنة اراد الله ليبتليكم بها فاظهرها بعد هذا الاخفاء.

قد قال الله عز وجل في القرآن رادينا هما الى ربوة ذات قرار ومعين ولما جعلنا الله مثيل عيسى جعلنا السلطنة البريطانية ربوة امي وراحة ومستقر حسناً الحمد لله ماوى المظلومين ولله الحكم والمصالح ما كان لاحد ان يؤذى من عنده الله والله خير العالمين. ومنه

هذا ما اوصى الهادي بوسى القرآن وكذلك اخفاني ربّي كما اخفى اصحاب الكهف وان ذلك من سنن الله انه يخفي بعض اسواره من اعين الناس ليعلموا ان علمهم قاصر وليبتلى الله عباده وليرى المؤمنين منهم والجهنميين. ومنه

له المؤمنون: ٥١

حقیقت الہی، ضمیرہ الاستفتاء صفحہ 46، منہجہ روحانی نوائی، جلد 22 صفحہ 868، از مرزا ابوالحسن بیہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

بعض العلماء و کفرونی کا لجهلاء فما بالیتهم بعد تفہم الحق و انکشاف  
بعض علماء کے غضبناک ہونے کا موجب ہوئیں اور جہالت سے بچنے کا فریضہ ایا سو میں حق کے سمجھنے کے بعد اور ہر آیت  
طریق الہتد او درایت ان ہذا هو الحق فیینتہما ولو کان قوم کارہین  
کا رستہ کھینے کے پیچھے انکی کچھ بھی پروا نہ کی اور میں نے دیکھا کہ یہ حق ہو سو میں نے بیان کر دیا اگر میری قوم کتے  
فاذا ثبت خلوصی الی ہذا المقدار و برہنت علیہ بقدر کاف رادوی الا بصا  
کتی رہی۔ میں جبکہ میرا خلوص اس گورنمنٹ سے اس قدر ثابت ہوا اور میں نے اس قدر دلائل سے اسکو ثابت کر دیا ہوا کہ  
فمن یظن ظن السوء فی امر بعد الا الذی خبث یرتہ کالتجار و تذبذب  
کیلئے کافی ہیں پس جو شخص اسکے بعد میرے پر بدگمانی کرے ایسا آدمی بجز ناپاک فطرت اور بجز ایسے شخص کے جسکی عادت میں  
بالشر و المدغ و الا بر و سیر الا شرار و ترک سیر الصالحین۔  
میں زنی اور شرارت داخل ہوا اور کہن ہو در حقیقت یہ اسی کا کام ہے جو شرارت کرے نہ کرنا اہل۔ کتبنتی کی راہ کو چھوڑنا۔  
وما کان تالیفی فی العربیۃ الا لمثل ہذہ الاغراض العظیمة ولم  
اور میرا عربی کتاب کا تالیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرضوں کیلئے تھا اور میری کتابیں عربی لوگوں کو  
یحمل تفتاب العربیین کتبی حتی رثیت فیہم آثار التاثر و جاؤ فی  
برابر ہے اور ہے پہنچتی رہیں یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض  
بعض منہم و س اسلنی بعض و بعضهم ہتتوا و بعضهم صلحوا و  
عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط و کتابت کا اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آگئے  
و افقوا کالمسکر شندیین۔  
اور موافق ہو گئے جیساکہ حق کے طالبوں کا کام ہے۔

و انی صرفت زما نا طویلا فی ہذہ الامدادات حتی مضت علی  
اور میں نے بنی امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرفت کیا ہے۔ یہاں تک کہ گیارہ برس

بحدی عشر سنۃ فی شغل الاشاعات وما کنت من القاصرین۔ فل  
انہی اشاعتوں میں گذر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔ پس میں

ان ادعی التفرّد فی هذه الخدمات ولی ان اقول اننی وحید فی هذه  
یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں بن خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان  
التائیدات ولی ان اقول اننی حرز لها وحصن حافظ من الاوقات و  
تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنٹ کیلئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ  
بشر فی ربی وقال ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم فلیس للذولۃ نظیری  
کہ میں جو آفتوں سے بچاؤں اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کرے انکو کہ پہنچاؤں اور تو ان میں ہو۔ پس  
ومثیل فی نصری وعونی وستعلم الذولۃ ان کانت من المتوسمین۔  
گورنٹ کی غیر خواہی اور در میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب یہ گورنٹ جان لیگی اگر مردم شناس کا اسم یاد ہے۔  
وَأَمَّا الَّذِينَ دَخَلُوا فِي الْمِلَّةِ النَّصْرَانِيَّةِ تَارِكِينَ دِينَ الْإِسْلَامِ وَ  
گروہ لوگ جو عیسائی دین میں داخل ہوئے اور دین اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا سو ہم ان کو  
بَاعِدِينَ عَنِ خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ فَمَا نَجِدُهُمْ قَائِمِينَ لخدمة الدولة والمخلصين  
ایسے نہیں دیکھتے کہ سرکار انگریزی کی کچھ خدمت کرتے ہوں یا مخلص ہوں بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ  
لهذه الحضرة بل نجدهم مداهنين منافقين۔ وما دخلوا الاثرهم في دينهم  
مدانہ اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگ دین عیسائی میں مفسد اس لئے داخل ہوئے ہیں تا اپنی  
الايستطوبوا الوجع الجوع وليفعلوا كاس الالوع فسينتثرون ذات  
درد گرسنگی کا علاج کریں اور اپنے عوص کے پیالوں کو لبالب بھریں سو کس صبح یہ لوگ تشر بستر  
بكرة اذا سرعوا انهم اخرجوا من روض الرتوع ويعجبون الناس  
ہو جائیں گے۔ جب دیکھیں گے چراگاہ سے نکالے گئے اور لوگوں کو اپنے بطور پرنے  
من وشك الرجوع ونحن نراهم مذاعوام مناجين للاخفار كلشام ولا  
تعب میں ڈالیں گے اور ہم تو انکو کئی برسوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ اپنا مذہبی قول و اقرار توڑنے کو تیار  
نجد فيهم شيئا من الاوصاف الا عشق الصغف والعصا والفالجيفة  
ہیں اور ہم ان میں بجز اسکے کوئی خوبی نہیں پاتے کہ وہ شراب اور خوش مزہ کھانوں کے جو پیالوں میں بھرے ہوئے ہوں

نجاست اور ہڈیوں کی فروخت سے وہ فوائد حاصل کرتے ہیں کہ اس سے پہلے زمانوں میں مٹی درجہ کے غلوں کی فروخت میں وہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے تھے اور نہ صرف یہی آرام کی صورتیں ہیں بلکہ نظر اٹھا کر دیکھو تو تمام اسباب معاشرت و حاجات سفر پھرنے کے متعلق وہ آرام کی سہولتیں مل آئی ہیں جو اس سے پہلے وقتوں میں شاید کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہوں گی پس اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اس امن کے زمانہ سے مشابہت ہے تو حضرت نوح کے وقت میں تھا تو یہ زمانہ بلاشبہ اس کا ٹیل غالب ہو گا۔

اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ مسیح نے اس زمانہ میں آنے کا ہرگز وعدہ نہیں کیا جو جنگ و جدل اور جور و جفا کا زمانہ ہو جس میں کوئی شخص امن سے زندگی بسر نہ کر سکے اور نیک لوگ پکڑے جائیں اور عدالتوں میں سپرد کئے جائیں اور قتل کئے جائیں بلکہ مسیح نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ ان تین فتنہ زمانوں میں جھوٹے مسیحیسیائیوں اور یہودیوں میں پیدا ہوں گے جیسا کہ ان پہلے زمانوں میں کئی لوگ ایسے پیدا بھی ہو چکے ہیں جنہوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا اسی وجہ سے مسیح نے تاکید سے کہا کہ میرا آنا ان اوائل زمانوں میں ہرگز نہیں ہو گا اور شور و فساد اور جور و جفا اور لڑائیوں کے دنوں میں ہرگز نہیں آؤں گا بلکہ امن کے دنوں میں آؤں گا ہاں اس وقت بہت غارت و جحکے امن و آرام کے بے دریغ پھیلے ہوئے ہوں گے اور محبت آبی دلوں سے اٹھی ہوئی ہوگی جیسا کہ نوح کے وقت میں تھا۔ سو یہ ایک تہذیب عمدہ نشانی ہے۔ جو مسیح نے اپنے آنے کے لئے پیش کیا ہے اگر چاہو تو اس کو قبول کر سکتے ہو۔

اس جگہ اس سوال کا حل کرنا بھی ضروری ہے کہ مسیح کس عمدہ اور اہم کام کیلئے منجھالا ہے۔ اگر خیال کیا جائے کہ دجال کے قتل کرنے کے لئے آئے گا تو یہ خیال نہایت ضعیف اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ صرف ایک کافر کا قتل کرنا کوئی ایسا بڑا کام نہیں جس کے لئے ایک نبی کی ضرورت ہو خاص کر اس صولت میں کہ کہا گیا ہے کہ اگر مسیح قتل بھی نہ کرتا تب بھی دجال خود بخود گھسٹ کر نابود ہو جاتا۔ بلکہ مسیح تو یہ ہے کہ مسیح کا آنا اس لئے خدا کے تعالیٰ کی طرف سے

۱۵۔ ہوشیار شمس

عملها فی الایام والخصام۔ وانا فشر الله علی ما من علینا بعهد  
 در تفرانی و پیکار کردن ۔ و ما سپاس خدا بجای آریم کہ مارا در زیر سایہ عد  
 اور جگڑے میں ہے اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں  
 السلطنة البرطانیہ و اناض علینا بتوسطها انواع الالاد بالاطاف  
 سعادت و عدولت برطانیہ ۔ : کرامت فرمودہ و بتوسط این دولت بزرگ در حق ما امریائی با کردہ  
 سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا اور اس کے ذریعہ سے بڑی بڑی مہربانیاں اور فضل ہم پر کئے ہم نے اس  
 الرحمانیۃ فوجدنا بقدمها انواع النعم و هذب قومنا و علموا  
 از قدم این دولت عظمیٰ نعمتا دیدیم قوم ما بکلیہ علم و ادب  
 سلطنت کے آنے سے انواع انعام کی نعمتیں پائیں ہماری قوم نے علم اور تہذیب سیکھی  
 و اخرجوا من عیشة النعم و نقلوا الی الاعمال الالسانیۃ من الجذبات  
 آراستہ شدہ و از طور زندگی با تم بیرون آمدن و پراسترا آمد و پوشش جذبات  
 اور بہائم کی زندگی سے نکلتا انہیں نصیب ہوا اور حیوانی جذبوں سے نکل کر انسانی کمالات پر پہنچتا  
 المیوانیۃ۔ فحصل لنا امن و امان فوق الامل بل فوق حدود الافکار و طفقنا  
 حیوانیہ را از تن برتن کردہ طہ فاخرہ کمالات انسانی در بر کردہ ہرانی الحقیقت از طفیل این دولت کبریٰ بیرون  
 میر آیا سر ہمیں اس گورنمنٹ کے طفیل امید اور فکر سے بڑھ کر امن اور امان ملا۔ اب ہم زمین  
 ندیح علی الارض و بیج الصوار بل کالعشار۔ بالتؤدة و الہون و الوقار  
 از وہم و گمان امن و امان حاصل شدہ کمون مای تو انیم کہ چون گاواں بکہ جون شتران با رام و آسانی برو تھنیم  
 پر گاویں کی طرح نہیں بکہ باردار اونٹنیوں کی مانند بڑے وقار اور سولت سے سفر کرتے ہیں  
 من غیر خوف المتخطفین و الثانیین من الاشرار و ندیح و ندیح  
 سیر و سیاحت کنیم و مارا بیج باک از رہزناں و بداندیشاں نیست و در پارہ اول شب و آخری آل  
 اور ہمیں ڈاکوؤں اور بد ذات دشمنوں کا کچھ بھی ڈر نہیں ہوتا اور ہم رات کے پہلے عصر میں اور  
 و حدانا فی الفلا و بلاخوف من الاغیار۔ و اجری الوالبورقا فما بقی حاجۃ  
 تنایہ خوف و خطر از اغیار و شطاری تو انیم کہ راہ برویم ۔ و جاری شدن گاری آتش شتران و قافرا  
 پھلے میں اکیلے بلا خوف و خطر سفر کرتے ہیں۔ اور ریل گاڑی کے چلنے سے اونٹوں اور قافلوں  
 الی الافاٹیل و القوافل و المحصار فاصلحوا نیا تکم و احسنوا الفلن فی  
 و اسپان را از کار بر انداختہ بیج احتیاجے باننا مانده اکنون باید کہ تہلتے خود را راست بکنید و در حق ہی  
 اور گھوڑوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اب مناسب ہے کہ اپنی نیتوں کو درست کرو اور اس سلطنت کی نسبت

هذه الدولة - وأتوها مطيعين بصفاء الطوية ولا تعشوا في  
 دولت بزرگان نیک بکنید وبادل صاف و پاک در حضور و سے حاضر بیاتید و چون باغیاں در  
 نیک گان کرد اور صاف دلی اور پاک نیت سے اس کے حضور حاضر ہو اور زمین میں  
 الارض باغین ولا تشردوا كالطاعین واعلموا ان هذه الدولة كفت  
 زمین قدر و غوغا بری نگیریہ۔ مانند تہ کاران راہ گریزیش نگیریہ دیدانید کہ اس سلطنت دست ستمکاران  
 باغیوں کی طرح فساد کرتے اور شرعوں کی طرح بھاگے بھاگے نہ پھرو اور خوب سمجھ لو کہ سلطنت نے تمیں ایذا  
 عنکم اکف الظالمین والیقلتکم بعد ما کنتم ناشمین - وقامت  
 از آزار و اذیائی شما برست شما در خواب بودید اس سلطنت شما را بیدار ساخت و در سفر و  
 دینے سے ظالموں کے ہاتھ بند کر دیئے اور تم سوتے تھے اور اس نے تمیں جگایا اور تمہارے سفر  
 لحفظکم فی تربتکم وغربتکم وجعلت علیکم حافظین عند بختکم  
 حضر پاسبانی شما کرد و چون شما بیرون براتے طلب رزق می روید و بسوے خانہ باری آید در ہر دو  
 اور حضر میں تمہاری پوری نگہبانی کی اور جب تم کہیں کار روزگار کرنے اور معاش کی تلاش میں جاتے ہو  
 و رجعتکم و حلاوت عرضکم و عرضکم - وتولت صحتکم و مرضکم  
 صحت از طرف حکومت براتے شما محافظان متعین اند حکومت نگہبانی مال و ابروئے شما کرد۔ چنانچہ باید نمود و در حالت  
 اور پھر وطن کو واپس آتے ہو و دونوں صورتوں میں گورنمنٹ کی طرف سے تم پر محافظ مقرر ہیں اور اس نے تمہاری ابرو اور مال  
 و امانکم فصارت سببا لزیادة عددکم - وعدة عددکم - و  
 بیاری و شدت سے از خبر گیری شما کو تا ہی نہ کرد و شمارا اسنے بخشید کہ از واسطہ آں در مال و دولت و کثرت نفوس و سامان شما  
 کا خوب نگہداشت کی اور صحت میں اور بیاری میں تمہاری خبر گیری کی اور تم کو اس بخت کے سبب سے تم دولت اور مال میں اور کثرت میں ترقی کر گئے  
 قامت فی کل موطن لمددکم و حسن سلوکھا فی سکنکم و  
 افزونی پیدا آمد۔ و اس سلطنت در ہر میدان بخت اعانت شما قدم مکم نشود و بایاران شما و جاتے شما حسن سلوک  
 اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوتی اور تمہارے یاروں اور دوستوں اور مکانوں کی نسبت خوب  
 مسکنکم - و اثبتت انھا لکم کموئکم و ما منکم وقد حققت  
 بجا آورد و آشکارا کر دیا کہ او براتے شما جاتے پناہ و امن است برگردن شما حقوق  
 سلوک کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری پناہ اور جائے امن ہے اب تم پر اس کے  
 لھا علیکم حقوق امن و حفظکم من الافارقة والشن - و ادت حق  
 منت و سے ثابت است او شمارا محفوظ داشت از غارتگران و ناگ بر سر بزرگان و در حق مال و  
 احسان کے حقوق ثابت ہیں اور اس نے تمیں ٹاکوؤں اور چوروں سے بچایا اور تمہارے مال و



۵۴۴

الخلاۃ فی مالکم و عیالکم - و صار طولها سببا لطول اجالکم - و  
عیال شما حق پاسداری ادا کرد - و مہربانی و فضل دے سبب درازی عمر ہائے شما شد  
عیال کی نسبت گنہگار کا حق ادا کر دیا - اور اس کی مہربانی تمہاری عمر کی درازی کا سبب ہوئی اور  
نالتمک منها عافیة غیر عافیة - و رزقتم رفاهیة بدرجۃ کافیة -  
و از دے شمار عافیۃ بدست آمد کنا پدید کنندہ نشانیست - و آرامی ہرچہ تا متر در پیرہ شہ آید  
اس سے تمیں ایسی عافیۃ ملی جو تباہ و برباد کرنے والی نہیں اور تمیں پرے درجہ کی رفاہیت حاصل ہوئی  
و کفتمکم من عافی اللاداء و کنتکم بغواشی الا لاء حتی ما ظفر بکم  
و شمار استگاری بخشید از جا ہائے و ہشتناک و در و رنج و باغاشیہ ہائے نعمت و کرمت شمار پناہ و سایہ  
اور اس نے تمیں دکھوں اور دردوں کی خوفناک جگہوں سے بچایا اور اپنے فضل و کرم کی حمایت اور پناہ میں لیا۔ اب  
اظفار الاعداء فلا تخرسنکم غشیة فی اداء شکرها ولا لکنۃ فی  
خوش و آرد تا اس کی اکثری ناسخ بیدار و شمنان بشمانی رسد پس لگ نماز و شمارا بیوشی در اداۃ شکر وے در انگلی و در  
یہ حال ہے کہ دشمنوں کے ناصب بیدار کی تم تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ سو مناسب ہے کہ اس گورنٹ کے شکر ادا کرنے میں  
تکرار ذکرہا - فان جزاء الاحسان احسان - و التغافل من الشکر کفران -  
تکرار ذکر دے - چہ کہ کفر نیکی نیکی است - و چشم بر ہم بستن از سپاس گذاری ناپسای است  
اور ذکر و ذکر میں گنگے اور بیوش بن جلا - ایسے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے - اور شکر سے غفلت کرنا کفران ہے  
و والله انہا لکم من ایمن العوذ - و اغنی عنکم من لا بسی الخوذ  
و سو گند بند آکر اس سلطنت بخت شما تعویذ سے شکر و پہلیں است و باوجود دے بیج حاجت پر اور ان خود پوش نماذہ  
اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سلطنت تمہارے لیے بڑا اس بخش تعویذ ہے اور لگے ہوتے کسی خود پوش مددگار کی ہیں ضرورت  
و المحامد علیہا الله علی ما اتانا قیصر لا یقصر فی تفقد احوالنا - و  
در حقیقت ہرگز نہ حمد مر خدا راست کہ مارا قیصر عطا فرمودہ کہ از باز جستن احوال ما دے غفلت نمی وندد - و  
نیں - اور حقیقت میں ساری حمدیں خدا کیلئے ہیں جس نے ہمیں ایسا قیصر عطا فرمایا جو ہمارے حال کی خبر گیری اور پرداخت میں کوئی قصور  
یعنی لیخربنا من احوالنا - و رد الینا دیننا بعد ما زالت الملة  
ی کہ شد کہ مارا از خاک بستی ابرون آرد - و ایزد مہربان دین مارا بجا باز وارد بعد ازاں کرمت  
اور کوتاہی نہیں کرتا اور کوشش کرتا ہے کہ ہمیں پستی سے اہر لاتے - اپنے اس نے ہمارا دین ہمیں پھر دیا بعد اس کے کہ  
من اما کثرتنا و جعل قیصرۃ الہند و قیصرہا کمثل ما منہا فہذہ  
از مکان خود نال گزیدہ بود و قیصر ہند و قیصر را مان دے گروانید ہیں ای ہم  
مذہب مانوں سے اکر چکا تھا اور اسی نے قیصر ہند اور قیصر کو اس کا مان بنایا

طرح ایک دفعہ چھوٹتا ہے اور فی الفور ایک شعلہ نور آسمان سے گرتا اور اس سے اتصال پاتا ہے اور ایسے وقت میں جب دعا کی جاتی ہے تو ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ سو یہی وقت مجھے اس بزرگ کے لیے میسر آیا۔ میں ان لوگوں کی روز کی تکذہوں اور لعنت اور ٹٹھے اور ہنسی کے دیکھنے سے تھک گیا۔ میری رُوح اب رب العرش کی جناب میں رو رو کر فیصلہ چاہتی ہے۔ اگر میں درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں مردود اور مخدول ہوں جیسا کہ ان لوگوں نے سمجھا تو میں خود ایسی زندگی نہیں چاہتا جو لعنتی زندگی ہو۔ اگر میرے پر آسمان سے بھی لعنت ہے جیسا کہ زمین سے لعنت ہے تو میری رُوح اوپر کی لعنت کی برداشت نہیں کر سکتی اگر میں سچا ہوں تو اس بزرگ کی خدا تعالیٰ سے ایسے طور سے پردہ دردی چاہتا ہوں جو بطور نشان ہو اور جس سے سچائی کو مدد ملے ورنہ لعنتی زندگی سے میرا مرننا بستر ہے میرے صادق یا کاذب ہونے کا یہ آخری معیار ہے جس کو فیصلہ ناطق کی طرح سمجھنا چاہیے۔ میں خدا سے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ اگر میں اُس کی نظر میں عزیز ہوں تو وہ اس بزرگ کی ایسے طور سے پردہ دردی کرے جو اب تک کسی کے خیال و گمان میں نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ میرا خدا قادر اور ہر ایک قوت کا مالک ہے وہ اُن کے لیے جو اُس کے ہوتے ہیں بڑے بڑے عجائبات دکھلاتا ہے۔ ایڈیٹر چودھویں صدی کی جس قدر شوخی ہے اُس بزرگ کی حمایت سے ہے اور اس کی تمام توہین اور تحقیر کی تحریریں اسی بزرگ کی گردن پر ہیں۔ وہ ہنسی سے لکھتا ہے کہ میں مخالفت سے نہ کاٹا جاؤں خدا سے ہنسی کرنا کسی نیک انسان کا کام نہیں انسان ہر ایک وقت اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اور گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے۔ یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقوق بجائے خود ہیں۔ مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکر گزاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اسے نادانوں اور گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی۔ بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لیے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُر اٹمن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اس گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نیکو کام ہیں جو حکام انگریزی کے رد برواں کی خوشامدیں کرتے ہیں۔ اُن کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آکر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو، اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے منافقانہ نہیں ہے وَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے۔

۵۱۷

ذکر الدولة البريطانية وقيصر الهند

بجزاها الله عنا خير الجزاء

اعلموا ايها الاخوان اننا قد نجونا من ايدي الظالمين في ظل دولة هذه  
المليكة التي نمقتا اسمها في العنوان. التي نضربنا في حكومتها  
كنضارة الارض في ايام التهان. هي اعز من الرباء بملكها و  
ملكوتها اللهم برك لنا وجودها وجودها واحفظ ملكها من  
مكائد الروس ومما يصنعون. قدر ايتامها الاحسان الكثير  
والعيش النضير فان فرطنا في جنبها فقد فرطنا في جنب الله

ترجمہ

ذکر دولت عظیمہ برطانیہ و قیصر ہند

بجزاها اللہ عنا خیر الجزاء

برادران بر شامغنی مانند که ما در عهد سعادت عهد ظل محدود این ملکہ منظر کہ  
لقب مبارکش را ذیبت توان ساختیم از پنجد آہنیں ستگارن تیرہ درون رستگار شیم  
بخت ما دریں زمان برکت تو امان بشابہ فرزندگی و بہ روزی دریافتہ کہ دوتے زمیں

عن- وأرسل في أقطار العالم رياحا تحشر الناس إليها كأنه نوح نوري  
يقود القلوب إلى الدين المتين

# أَوْ عِبْرِيٌّ هَيْسِرٌ زُوَالِدَيْنِ

یمن انور مولیٰ حکیم زدی پیر کا کہ ہمدی اسلام بر شاکر غلبت ازین و جہر بان شکر زانیت ساری مشاہرت نزد ہا افضل اللہ

فهذا رحمة ربي وحق صراخ ما يبطله بطالوي وغيره وان يخع نفسه من  
حسرات ويطير من القالب طيرة ووالله ان البطالوي ما قصر في مكاشفة  
بل ضد بطاليتته بفحش لسانه وحصا شدة -

ولولا هيبه سيف سله عدل سلطنة  
البرطانية كحت الناس على سفك دمي و  
جلب رجله وخيله لحسي وحطبي ولكن  
منعه من هذا رعب هذه الدولة وكمعان  
تلك الطاقة فنشكر الله كل الشكر على ما  
امننا من كل خوف تحت ظل هذه الدولة  
البرطانية المباركة للضعفاء وكهف الله للفقراء

۲۸۰

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سو ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات کیے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح تخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دُعا کے اور کیا ہے سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شتر سے محفوظ رکھے اور اُس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اُس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شتر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سو دوسرے ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُنکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

۸۴

امن پسند اور اہل درجہ کے خیر خواہ سرکار انگریزی میں اور باایں ہمہ معزز اور شریفین ہیں۔ اور بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا میں نے افترا کے طور پر الہام کا دھوٹے کیا ہے غلط ہے بلکہ وہ حقیقت یہ کام اُس قادر خدا کا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے۔ جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اس وقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس کے ہم کلام ہوتا ہے اور اُس کے ذریعے اپنے عجائب کلام دکھاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ میں عام اطلاع دیتا ہوں کہ کون انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یورپین اگر میری صحبت میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی سچائی معلوم کرے گا۔

یاد رہے کہ یہ باتیں خطِ امن کے مخالف نہیں۔ ہم دنیا میں فروعی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقص امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لئے طلبا رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔ فقط المرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۶ء۔

المشہد  
میرزا غلام احمد قادیان

پوشش دلانے والے مسائل جو عقول کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے صدور پہنچیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بڑخواہ ہوتا یا کوئی تاجدار یا بغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ مگر انکے میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ منکر میں مل سکتا ہے نہ مرینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ مگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی بغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانیوں کے ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو مخفی تلو ان اور قیمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو ادا ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گالیں نکالو۔ یا پھنکے کی طرح کانفر کافتوئی لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے جل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر ہے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غوثی مہدی اور خفی مسیح کی حدیثیں تمام فسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس مستولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اہل ذہن اور تعذی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیچودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

میں درج کرنا کہ گورنمنٹ انگریزی کو کساتے اور میرے پر بدن کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی شرارتوں سے کیا ہو سکتا ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ ان شرارتوں میں آپ ہمیشہ نامراد رہیں گے۔ کوئی امر زمین پر نہیں ہو سکتا جب تک اسلحہ پر قرار نہ پادے۔

اور اس گورنمنٹ محسن کی نسبت میرے دل میں کوئی بد ارادہ نہیں ہے۔ میں جو ان تھا اور اب بڑھا ہو گیا۔ قدیم سے میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں بد ہار یہی شائع کیا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہمارے سر پر احسان ہی کہ اس کے زیر سایہ ہم آزادی سے اپنی خدمت تبلیغ پوری کرتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ظاہری اسباب کی رو سے آپ کے رہنے کیلئے اور بھی ملک ہیں اور اگر آپ اس ملک کو چھوڑ کر کہ میں یا مدینہ میں یا قسطنطنیہ میں چلے جائیں تو سب ممالک آپ کے مذہب اور مشرب کے موافق ہیں۔ لیکن اگر میں جاؤں تو میں دیکھتا ہوں کہ سب لوگ میرے لئے بطور سببوں کے ہیں الا ماشاء اللہ۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا میرے پر احسان ہے کہ ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ مجھے مبعوث فرمایا ہے جس کا مسلک ملاذاری نہیں اور اپنی رعایا کو امن دیتی ہے مگر باوجود اس کے میں کفر ایک ہی ذات پر توکل رکھتا ہوں اور اسی کے پوشیدہ تعارفات میں سے جانتا ہوں کہ اس نے اس گورنمنٹ کو میری نسبت بہرمان بنا رکھا ہے اور کسی شرع مخبر کی پیش چلنے نہیں ہی اور میں امید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے جو میں اس دنیا سے گند جاؤں۔ میں اپنے اس حقیقی آقا کے سوا دوسرے کا محتاج نہیں ہوں گا اور وہ ہر ایک دشمن سے مجھے اپنی پناہ میں رکھے گا۔ فاللہم صلواتہ لولادنا و ائمتنا و باطننا و دولتنا و ذالذنیاء و الآخرۃ و هو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری مدد کریگا اور وہ مجھے ہرگز ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اگر تمام دنیا میری مخالفت میں سندوں سے بدتر ہو جائے تب بھی وہ میری حمایت کرے گا۔ میں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں آؤں گا کیونکہ میرا خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ میرے افسوس کا جو اس کو ظلم ہے کسی کو بھی ظلم



رسالہ معیار المذاہب

فطرتی معیار سے مذاہب کا مقابلہ

اور گورنمنٹ انگریزی کے احسان کا ذکر

میرے خیال میں مذاہب کسی رکھنے اور جانچنے اور کمرے کھولنے میں  
تفریق کرنے کے لئے اس سے بہتر کسی ملک کے باشندوں کو موقع ملنا ممکن  
نہیں۔ جو ہمارے ملک پنجاب اور ہندوستان کو لا ہے۔ اس موقع کے  
حصول کے لئے پہلا فضل خدا تعالیٰ کا گورنمنٹ برطانیہ کا ہمارے اس  
ملک پر تسلط ہے ہم نہایت ہی ناسپاس اور منکر نعمت ٹھہریں گے اگر  
ہم سے دل سے اس عظیم گورنمنٹ کا شکر نہ کریں جس کے بارگشت وجود سے  
ہمیں دعوت اور تبلیغ اسلام کا وہ موقع ملا جو ہم سے پہلے کسی بادشاہ  
کو بھی نہ مل سکا کیونکہ اس علم دوست گورنمنٹ نے اظہار رائے میں وہ آزادی  
دی ہے جس کی نظیر اگر کسی اور موجودہ مملداری میں تلاش کرنا چاہیں۔ تو  
لامحال ہے کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہم لندن کے بازاروں میں

دین اسلام کی تائید کے لئے وہ وعظ کر سکتے ہیں جس کا خاص ذکر معظمت میں  
 میسر آتا ہمارے لئے غیر ممکن ہے اور اس گورنمنٹ نے نہ صرف اشاعت  
 کتب اور اشاعت مذہب میں بہر ایک قوم کو آزادی دی بلکہ خود بھی ہر  
 یک فرقہ کو بذریعہ اشاعت علم و فنون کے مدد دی اور تعلیم اور تربیت سے  
 ایک دنیا کی آنکھیں کھول دیں پس اگرچہ اس گورنمنٹ کا یہ احسان  
 بھی کچھ معمولی نہیں کہ وہ ہمارے مال اور آبرو اور خون کی جہاں تک طاقت  
 ہے۔ سچے دل سے محافظت کر رہی ہے۔ اور ہمیں اس آزادی سے فائدہ  
 پہنچا رہی ہے جس کے لئے ہم سے پہلے بہتیرے نوع انسان کے سچے سچے سہرہ  
 تر تے گذر گئے ہیں یہ دوسرا احسان گورنمنٹ کا اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ  
 وہ جگلی و جشیوں اور نام کے انسانوں کو انواع و اقسام کی تعلیم کے ذریعہ سے  
 اہل علم و عقل بنانا چاہتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی متواتر کوششوں  
 سے وہ لوگ جو قریب قریب بستی اور چارہ پاویں کے تھے کچھ کچھ حصہ السائزٹ  
 اور فہم و فراست والے بن گئے ہیں۔ اور اکثر دلول اور دماغوں میں ایک ایسی  
 روشنی پیدا ہو گئی ہے جو علوم کے حصول کے بعد پیدا ہوا کرتی ہے معلومات  
 کی وسعت نے گویا ایک دلوہ دنیا کو بدل دیا ہے لیکن جس طرح شیشے میں سے  
 روشنی تو اندر گھر کے آسکتی ہے مگر پانی نہیں آسکتا اسی طرح علمی روشنی تو  
 دلول اور دماغوں میں آسکتی ہے مگر ہنوز وہ مصفا پانی اخلاص اور روحانی  
 ہونے کا اندر نہیں آیا جس سے روح کا لودہ نشوونما پانا۔ اور چھاپل  
 لانا لیکن یہ گورنمنٹ کا قصور نہیں ہے بلکہ ابھی ایسے اسباب مفقود یا  
 قلیل الوجود ہیں جو سچی روحانیت کو جوش میں لائیں یہ عجیب بات ہے  
 کہ علمی ترقی سے مگر اور قریب کی بھی کچھ ترقی معلوم ہوتی ہے مادہ اہل حق کو

ان بدایتوں کو بڑھ کر اور ایسا ہی دوسری بدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریضوں میں شائع ہوتی ہیں گورنمنٹ کو معلوم ہو گا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور صلح ریں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے ہمدی ہاشمی قرشی خونخوار کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہو گا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دیگا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کیلئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہو گا اور نرمی اور صلح کاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور بدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے میرے مریض بڑھیں گے ویسے ویسے مسلح جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور ہمدی مان لینا ہی مسلح جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لا چاری اور درد اور دکھ اور دوسری تالاق صفات سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لیے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو مزاج عقلی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسن کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کو مل منسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اس کی اطاعت میں مشغول رہنا۔ پانچویں یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لیے کوشش کرنے رہنا اور امن اور صلح کاری کا موید ہونا اور نیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے

(رہنما حاشیہ صفحہ سابقہ)

تکلیف نہیں دیکھا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ شرط نهم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض ملحد مشغول رہیں اور جہانگاہ میں مل سکتا ہے اپنی خدا داد حالتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچاتے گا۔

۱۰ اس جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔

گالیاں دیں کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے اور رومی سلطنت کو قصور وار ٹھہراتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم اس کی ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے اور نہ صرف اختلاف اعتقاد کی وجہ سے بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی ملامتوں کا نشانہ بن رہا ہے کیا اس کی نسبت یہ ظن ہو سکتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے؟ یہ بات ایک ایسی واضح تھی کہ ایک بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جو محمد حسین بٹالوی ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں اسی مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلارک میں اپنی شہادت کے وقت میری نسبت بیان کرنا پڑا کہ یہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کے مخالف ہے۔ اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدلہ و جان خیر خواہ ہوں۔ اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی زندگان خدا کی میرا اصول ہے۔ اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پچھلے شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیش گوئی کی ہے لیکن نہ اپنی طرف سے بلکہ اُس وقت اور اُس حالت میں کہ جب کہ اُن لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیش گوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی۔ چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں۔ جن میں سے بعض ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں شامل مثل کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلارک صاحب نے اُن پیشگوئیوں کا ذکر کیا اور اصل واقعات کو چھپایا اس لئے آئینہ

چہ بعض ہمارے مخالفین کو انرا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کچھ بھی لکھی گزرتی ہے وہ پیشگوئیاں کہنے سے منع کر دیا ہے خاص کر ڈاکٹر کلارک اور صاحب کی پیشگوئیوں کی سخت ممانعت کہ جسے وہ مانع لہجہ میں سرسری طور پر ہی لکھا کہ ان ممانعت نہیں ہوں اور مذکورہ پیشگوئیوں میں جس طرح کو ہم نے اختیار کیا ہے۔ یعنی رضامندی لینے کے بعد پیشگوئی کرنا اس طرح پر ممانعت اور قانون کا کوئی احتیاج نہیں۔ چنانچہ

جاں جاں یہ اشتہار پیچھے وہاں جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ حسب ضرورت اور حسب مقتضات اس کی اور کاپیاں  
پھیلا کر تقسیم کریں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

## اپنی تمام جماعت کے لیے ضروری نصیحت

چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے  
گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی  
وقت باغیانہ رنگ ان کی طبع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات  
پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بظنہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت  
کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین  
کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے ان  
کی نخل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ  
اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے گورنمنٹ کو  
اس بات کے لیے جن یا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاویں  
اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی مملداری میں رہ کر یا سکتے اور دینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر  
شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کے جاؤ گے  
تم سُن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور نامور رئیس  
تھے جن کے مُردہ پچاس ہزار کے قریب تھے وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو بعض اسی قصور سے کہ میری  
تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے، امیر حبیب اللہ خاں نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرا  
دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحال میسر آئیگی بلکہ تم تمام اسلامی  
مخالف علماء کے فتووں کی رد سے واجب انقل و عثر ہو۔ سو خدا تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ اس

کشف القطاء

۲۱۳

غرض یہ ایسا ثبوت ہے کہ اگر اس کے تمام دلائل یکجائی نظر سے دیکھے جائیں تو ہماری قوم کے غلط کارموصلوں کے خیالات اس سے پاش پاش ہو جاتے ہیں اور امن اور صلحکاری کی مبارک عمارت اپنی چمک دکھلاتی ہے جس سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ کوئی آسمان پر گیا اور نہ وہ لڑنے کے لئے ہمدی کے ساتھ شامل ہو کر شور قیامت ڈالے گا بلکہ وہ کشمیر میں اپنے خدا کی رحمت کی گود میں سو گیا۔

اے معزز ناظرین! اب میں نے جو کچھ میرے اصول اور ہدایتیں اور تعلیم تھی سب گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ظاہر کر دی۔ میری ہدایتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ صلحکاری اور غویبی سے زندگی بسر کرو اور جس گورنمنٹ کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ اس کے پٹے خیر خواہ اور تابعدار ہو جاؤ۔ نہ نفاق اور دنیا داری سے۔ آخر دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری ملکہ معظمہ قیسو ہند دام اقبالہا کا اقبال دن بدن بڑھاوے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم پکے دل سے اس کے تابعدار اور امن پسند انسان ہوں۔ آمین

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء

دہر سے گورنمنٹ انگریزی میں جھوٹی شکایتیں میری نسبت لکھتے رہے اور اپنی عداوت باطنی کو چھپا کر خبروں کے لباس میں پیش زنی کرتے رہے اور کہتے ہیں جیسا کہ شیخ بلالوی علیہ السلام ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی جناب سے رشہ نہوتے تو مجھے دگہ دینے کے لئے مخلوق کی طرف التجا نہ لے جاتے۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ کوئی بات زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک کہ آسمان پر نہ ہو جائے اور گورنمنٹ انگریزی میں یہ کوشش کرنا کہ گویا میں مخفی طور پر گورنمنٹ کو بدخواہ ہوں یہ نہایت سفلہ پن کی عداوت ہے۔ یہ گورنمنٹ خدا کی گنہگار ہوگی اگر میرے جیسے خیر خواہ اور سچے دفا دار کو بدخواہ اور باغی تصور کرے۔ میں اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ابتلا سے تاجک وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی اور میں نے بڑا بار دہریہ کے صرف سے کتہ میں تالیف کی ہے ان میں ہا بجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی چاہیے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت وجہ کی بدذاتی ہے اور میں ایسی کتابوں کے صرف لہر اٹھایا میں پھیلا یا ہے بلکہ عرب اور شام اور مصر اور روم اور افغانستان اور دیگر اسلامی بلاد میں محض فہمی نیت سے شائع کیا ہے نہ اس خیال سے کہ یہ گورنمنٹ میری تعظیم کے یا مجھے انعام دے کیونکہ یہ میرا مذہب اور میرا عقیدہ ہے جس کا شائع کرنا میرے پر حق واجب تھا۔

تعمیر ہے کہ یہ گورنمنٹ میری کتابوں کو کیوں نہیں دیکھتی اور کیوں ایسی نظائر تحریروں کے ایسے مفسوس کو منع نہیں کرتی۔ ان ظالم مولویوں کو میں کس سے مثال دوں۔ یہ ان یہودیوں سے مشابہ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناحق دگہ دینا شروع کیا اور جب کچھ پیش نہ گئی تو گورنمنٹ روم میں مخبری کی۔ کہ یہ شخص باغی ہے۔ سو میں بار بار اس گورنمنٹ حادکہ کو یاد دلاتا ہوں کہ میری مثال مسیح کی مثال ہے میں اس دنیا کی حکومت اور ریاست کو نہیں چاہتا اور بغاوت کو سخت بدذاتی سمجھتا ہوں میں کسی خونخوری مسیحیہ کے آنے کا قائل نہیں اور نہ خونخوری ہمدنی کا منتظر صلکاری سے حق کو پھیلانا میرا مقصد ہے۔ اور میں تمام ان باتوں سے بیزار ہوں جو فتنہ کی باتیں ہوں یا جو شش دلنے والے منصوبے ہوں۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ بیدار طبیعی سے میری حالت کو جانچے اور گورنمنٹ روم کی مشابہ کاری سے جسوتہ کٹے اور خود غرض مولویوں یا دوسرے لوگوں کی باتوں کو سند نہ بکھریے کہ میرے اندر کھوٹ نہیں اور میرے لبوں پر لفاظی نہیں۔

اب میں پھر اپنے کلام کو اصل مقصد کی طرف رجوع دے کر ان مولویوں کا نام ذیل میں درج

اور مجھے نو اور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کر کے بھیجا۔ ایسا ہی اُس نے  
 حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے  
 تمام نو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد ہمدی بھی۔ مسیح ایک لقب ہے  
 جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں خدا کو چھونے والا۔ اور خدائی انعام میں  
 کچھ لینے والا۔ اور اس کا خلیفہ اور صدق اور راستبازی کو اختیار کرنے والا۔ اور ہمدی ایک  
 لقب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں کہ فطر تا ہریت یافتہ  
 اور تمام ہریتوں کا وارث اور اسم ہمدی کے پورے عکس کا محل۔ سو خدا تعالیٰ نے کے فضل اور  
 رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں  
 لکھے کر دیئے۔ سو میں ان معنوں کے دو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد ہمدی بھی۔ اور یہ وہ طریق  
 ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں برزہ کہتے ہیں۔ سو مجھے دو برزہ عطا ہوئے ہیں۔ برزہ عیسیٰ اور  
 برزہ محمد۔ غرض میرا وجود ان دونوں فیوض کے وجود سے برزہ کی طور پر ایک معجون مرکب ہے۔  
 عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو حشیمانہ عملوں اور خونریزیوں سے  
 روک دوں جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا  
 تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے۔ آج کی تاریخ تک قس ہزار  
 کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے۔  
 انہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اُس کو یہ  
 عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا۔ خاص کر میری تعلیم

۴ مگر قس کوئی جو علم ادہ ہم سے کافی پہرہ رکھتے ہیں دس ہزار کے قریب ہوں گے مگر ہر ایک قسم کے  
 لوگ جن میں ناخواندہ بھی ہیں قس ہزار سے کم نہیں ہیں۔ بلکہ شاید زیادہ ہوں۔



کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے نہ محض نفاق سے۔ اور یہ وہ مٹھکاری کا جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے کہ اگر ایک لاکھ مولوی بھی چاہتا کہ وحشیانہ جہادوں کے روکنے کے لئے ایسا بڑا تاثیر سلسلہ قائم کرے تو اس کے لئے غیر ممکن تھا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند سال میں ہی یہ مبارک اہل امن پسند جماعت جو جہاد اور غازی پن کے خیالات کو مٹا رہی ہے کئی لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ اور وحشیانہ جہاد کرنے والے اپنا چولہ بدل لینگے۔

اور محمد ہمدانی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں۔ کیونکہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے روح القدس سے مدد دی گئی ہے۔ وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت مولیٰ کلیم اللہ پر بمقام طہ ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شعیب کے پہاڑ پر طلوع فرمایا۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چکا۔ وہی قادر قدوس خدا میرے پر تمبکی فرمایا ہے۔ اُس نے مجھ سے باتیں کیں اور مجھے فرمایا کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کے لئے تمام نبی بھیجے گئے ہیں ہوں۔ میں اکیلا خالق اور ملک ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں۔ اور میں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ جو کچھ مسیح کی نسبت دنیا کے اکثر عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ یعنی تثلیث و کفارہ وغیرہ یہ سب نسلی غلطیاں ہیں اور حقیقی تعلیم سے انحراف ہے۔ خدا نے اپنے زندہ کلام سے بلا واسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اُس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ شکل پیش آدے کہ لوگ کہیں کہ ہم کو پوچھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اُس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں۔ اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور وہ سراسر نشان ہیں کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے۔ شلہ کسی دعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس

۳۳۰

ہیں اور اس ارادہ اور قصد کی اول وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی اور اپنے پاس مجھے ہدایت فرمائی کہ تائیں ان وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے۔ جنکی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ محمد کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض جاہل طاؤس کے درغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلا رہا ہے کہ انکو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت انکی محسن ہے سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیے کہ وفاداری کے ساتھ اسکی شکر گزاری کرنی چاہیے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہو گے اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزاروں روپیہ خرچ کیا گیا مگر بائیں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کر دیا کیونکہ میں کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا۔ اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی۔ اسلئے ہمارا فرض تھا کہ اس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے عہد ہادیات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا۔ ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی

۴۰۰

فخر اسلام ہیں اُس خدائے عزوجل کی قسم دیتا ہوں جسکی قسم کو کبھی انبیاء علیہم السلام نے بھی رد نہیں کیا کہ اپنی رائے سے جو سراسر دینی بھدردی پر مشتمل ہو مجھے ضرور ممنون فرمائیں گو کم فرصتی کی وجہ سے دوچار سطر ہی لکھ سکیں لیکن اس تمام مضمون کو پڑھ کر تحریر فرمائیں میں امید رکھتا ہوں کہ جتقد اسلام کے سچے بھدردا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ ایسی رائے کے لکھنے سے جس میں قوم کی بھلائی اور ہزار ہا فتنوں سے نجات ہے دریغ نہیں فرمائیں گے۔ لیکن یاد رہے کہ اس رائے میں تین امر کی تشریح ضرور چاہیے۔ (۱) اول یہ کہ وہ اپنی دانست میں کس کو اس کام کے لئے منتخب کرتے ہیں۔ اور اس بزرگ کا نام کیا ہے اور کہاں کے رہنے والے ہیں۔ (۲) دوم یہ کہ وہ خود اس عظیم الشان کام کے انجام دینے کے لئے کس قدر مدد دینے کو طیار ہیں۔ (۳) سوم یہ کہ یہ رقم کثیر جو اس کام کے لئے جمع ہوگی وہ کہاں اور کس جگہ امانت میں رکھی جائے گی۔ اور وقتاً فوقتاً کس کی اجازت سے خرچ ہوگی۔ یہ تین امر ضروری التفصیل ہیں۔

اس جگہ ایک اور امر قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ شاید بعض صاحبوں کے دلوں میں خیال پیدا ہو کہ ممکن ہے کہ اس کام میں دخل دینا گورنمنٹ عالیہ کے منشاء کے مخالف ہو۔ تو نہیں، انکو یقین دلانا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ جو ہماری جان اور مال کی حفاظت کر رہی ہے اس نے پہلے سے اشتہار دے رکھا ہے کہ وہ کسی کے دینی امور اور دینی تدابیر میں مداخلت نہیں کریگی جب تک کوئی ایسا کاروبار نہ ہو جس سے بغاوت کی بدبو آوے۔ ہماری محسن گورنمنٹ برطانیہ کی یہی ایک قابل تعریف خصلت ہے جسکے ساتھ ہم تمام دنیا کے مقابل پر فخر کر سکتے ہیں۔ بیشک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی طیار ہوں۔ لیکن ہم اس طرح پر بھی غیر قوموں اور خیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیکنامی پھیلائی چاہتے ہیں کہ کس طرح اس عادل گورنمنٹ نے دینی امور میں ہمیں پوری آزادی دی ہے۔ عملی نمونے ہزاروں کوسوں

۲۶۴

تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور کیونکر آزادی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں۔ اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتاب میں ہزار ہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں۔ اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزار ہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوئے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔

میں نے اپنی تالیف کردہ کتابوں میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ جو کچھ نادان مولوی تلوار کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ امر ہے مذہب کے لئے دوسرے رنگ میں گورنمنٹ برطانیہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہر ایک شخص تمام تر آزادی اپنے مذہب کا اثبات اور دوسرے مذہب کا ابطال کر سکتا ہے۔ اور میری رائے میں مسلمانوں کیلئے قدرتی خیالات کے اظہار میں قانونی حد تک وسیع اختیارات ہونے میں بڑی پر خیر مصلحت ہے۔ کیونکہ وہ اس طوع سے اپنی اصل غرض کو پا کر جنگجوئی کی عادات کو جو کتاب اللہ کی غلط فہمی سے بعضوں میں پائی جاتی ہیں بھلا دینگے۔ وہ یہ کہ جیسا کہ ایک فحشی چیز کا استعمال کرنا دوسری فحشی چیز سے فارغ کر دیتا ہے۔ ایسا ہی جب ایک مقصد ایک پہلو سے نکلتا ہے۔ تو دوسرا پہلو خود سست ہو جاتا ہے۔

اپنی اغراض سے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مذہبی مباحثات کے بلکہ میں

۱۲

۲۰

اطاعت میں مشغول رہتا۔ پانچویں یہ کہ سنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتیٰ الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلحکاری کا مؤید ہونا اور فیک اخلاق کو دنیا میں پھیلاتا۔ یہ پانچ اصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے بیان کروں گا جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے بلکہ اکثر ان میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مرتبہ کے حامل کرنے والے اور سرکاری معزز عہدوں پر سرفراز ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاق کا مندرجہ میں جیسی ترقی کی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی ان کو اول درجہ کے خیر خواہ پائے گی۔

(۴) چوتھی گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور اصحاب اور یا تاج اور یا وکلاء اور یا نو تعلیم یافتہ انگریزی خوان اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا ان کے اقداب اور دستہ وارد اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا مسہارہ نشینان غریب طبع غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نیک پروردہ اور فیکٹامی حامل کہہ اور مورد مرام گوشت ہیں اور یا وہ لوگ جو میرے اقداب یا خدام میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے عقول سے ہزاروں دلوں میں گوشت کے احسانات جمادے ہیں۔ اور ان میں مناصب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریبدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے نقل میں لکھ دوں۔

(۵) میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مہرین رعانہ کی ہوں یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے نص

۱۴۹

## قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گوردہ اپور پنجاب

چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی غیر خواہی کے لیے ایسے نا فہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک جھپٹی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرون بیماری کی وجہ سے فریضت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا کہ اس میں ان تاحی شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باخیا نہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں اس لیے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیسک خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شرہ بر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے۔ وہ جمعہ کی فریضت سے ضرور منکر ہو گا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیسک راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ صرف اطلاع وہی کے طور پر ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام درج نہیں فقط یہی مضمون درج ہے ہمراہ درخواست بھیجا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان یہ ہیں:-

یہ حوالہ صفحہ 111 پر درج ہے

تہارات جلد اول صفحہ 555 تا 557 طبع جدید از مرزا قادیانی

نمبر شمار	نام معرقب و عمدہ	سکونت	ضلع	کیفیت

ہدایت۔ اگر اس نقشہ کی دستخطوں سے خانہ پوری ہو چکے تو چاہئے کہ اسی طرح کے اور اسی نمونہ کے اور قلمی نقشے بنا کر ان پر جہاں تک ممکن ہو دستخط کرائے جائیں مگر یہ یاد رہے کہ ہر ایک صاحب اپنا نام اور پتہ خوشخط لکھیں کہ تا پڑھنے میں دقت نہ ہو اور ہر ایک نقشہ کے آخر پر کل دستخطوں کی میزان لکھ دیں۔  
 بطبع نیا سلام تادیان

( یہ اشتہار ۲۶۸۴۰ کے چار صفحوں پر پھیلنے والا ہے )

یہ حوالہ صفحہ 111 پر درج ہے۔

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 555-557 طبع جدید از مرزا قادیانی

ان وفادار رعایا کے دستخط اور مواہیر جو حسب تفصیل عرضداشت منسلکہ نقشہ ہذا گورنمنٹ عالیہ انگریزی میں اس بات کے لئے پہنچی ہیں کہ آئندہ کل دفاتر محکمہ جات اور سرکاری مدارس اور کالجوں کے لئے اتوار کے ساتھ جمعہ کی تعطیل بھی دی جائے۔

نمبر شمار	نام معرقب و عمدہ	سکونت	ضلع	کیفیت



۴۳۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی ساکن کلک نمکر ریلوے لاہور نے  
 بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب بمبئی بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ  
 ایک سفر میں لاہور اسٹیشن پر اترے تو ایک مسجد میں جو ایک چبوترے کی شکل میں تھی آرام کے  
 لئے بیٹھ گئے۔ یہ مسجد اس جگہ تھی جہاں اب پلیٹ فارم نمبر ۴ ہے۔ پنڈت لیکرام داس آیا اور اس  
 نے حضرت صاحب کو جھک کر سلام کیا تو حضور نے اس سے منہ پھیر لیا۔ دوسری مرتبہ پھر اس نے اسی  
 طرح کیا۔ پھر بھی آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ اس پر بعض خدام نے عرض کیا کہ حضور! پنڈت لیکرام  
 سلام کے لئے حاضر ہوا ہے آپ نے فرمایا ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ کو گالیاں دینے والے  
 کا ہم سے کیا تعلق ہے؟ اسی طرح وہ سلام کا جواب حاصل کرنے میں ناکام چلا گیا۔  
 خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسی واقعہ کا ذکر روایت شیخ یعقوب علی صاحب عاقانی کی روایت نمبر ۴۳۲  
 میں بھی ہو چکا ہے۔

۴۳۵ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب  
 بمبئی بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ شیخ زحمت اللہ صاحب مرحوم تاجر لاہور نے حضرت مسیح موعود  
 علیہ السلام کی دعوت کی۔ اور دعوت کا اہتمام خاکسار کے سپرد کیا۔ پلاؤ نرم پکا غنلت باورچیل کی  
 تھی۔ شیخ صاحب کھانا کھلانے کے وقت عذر خواہی کرنے لگے کہ بھائی غلام حسین کی غنلت سے  
 پلاؤ خراب ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گوشت چاول۔ مصالحہ اور گھی سب کچھ اس میں ہے۔ اور  
 میں گلے ہوئے چاولوں کو پسند کرتا ہوں۔ یہ آپ کی ذرہ نغازی کی دلیل ہے۔ کہ غنلت پر بھی خوشی کا  
 اظہار فرمایا۔ ممکن ہے کہ حضور داسے دار پلاؤ کو پسند فرماتے ہوں۔ لیکن خاکسار کو ملامت سے  
 بچانے کے لئے ایسا فرمایا ہو۔

۴۳۶ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- مرزا دین محمد صاحب ساکن لشکر وال ضلع گورداسپور نے مجھ سے  
 بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے صبح کے قریب بھجایا۔ اور فرمایا کہ مجھے ایک  
 خواب آیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا خواب ہے۔ فرمایا۔ میں نے دیکھا ہے کہ میرے تخت پوش کے چاروں  
 طرف تنگ چٹنا ہوا ہے۔ میں نے تعجب سے پوچھی۔ تو کتاب دیکھ کر فرمایا کہ کہیں سے بہت سا دھیرا آٹھ  
 اس کے بعد میں چاندن یہاں رہا میرے سامنے ایک منی آرڈر آیا جس میں ہزار سے زائد روپے تھا

مجھے اصل رقم یاد نہیں۔ جب مجھے خواب سنا۔ تو ملاو اول اور شرن پت کو بھی بلا کر سنائی۔ جب منی آرڈر آیا۔ تو ملاو اول و شرن پت کو بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ لو بھی یہ منی آرڈر آیا ہے جا کر ڈاکخانہ سے لے آؤ۔ ہم نے دیکھا تو منی آرڈر بھیجنے والا کا پتہ اس پر درج نہیں تھا۔ حضرت صاحب کو بھی پتہ نہیں لگا کہ کس نے بھیجا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آج کل کے قواعد کے نوسے رقم ارسال کنندہ کو اپنا پتہ درج کرنا ضروری ہوتا ہے مگر ہے اس زمانہ میں یہ قاعدہ نہ ہو۔ یا مرزا دین محمد صاحب کو پتہ نہ لگا ہو۔

پسّم انظر الرحمن الرحيم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھواںی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اپنے گاؤں سیکھواں سے قادیان آیا۔ حضور علیہ السلام کی عادت تھی۔ کہ گرم موسم میں چوٹا شام کے وقت مسجد مبارک کے شانین پر تشریف فرما ہوتے اور حضور کے صاحب بھی حاضر رہتے۔ اس روز عشاء کی نماز کے بعد آپ شاہ نشین پر تشریف فرما ہوئے۔ میرزا مرزا صاحب نے قادیان کے بعض گنہگار طبقہ کی صحبت کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ لوگ حضرت صاحب سے کوئی خاص تعلق پیدا نہیں کرتے مولوی عبدالکرم صاحب نے میرزا صاحب موصوف کے کلام کے جواب میں کہا۔ کہ دیہاتی لوگ اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توجہ ہو گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ کیا بات ہے مولوی صاحب نے میرزا صاحب ادا ان کی گفتگو کا تذکرہ کر دیا۔ اس پر حضرت صاحب نے مولوی عبدالکرم صاحب کی تائید فرمائی اور فرمایا کہ میرزا صاحب دیہات کے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ میں اس وقت مجلس میں اپنی کز دہوں کو یاد رکھے اور یہ خیال کر کے کہ میں بھی دیہاتی ہوں مخوم و مخرمون بیٹھا ہوا تھا لیکن اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میاں جمال الدین و میاں نام الدین و میاں خیر الدین تو ایسے نہیں ہیں جب حضور نے ہم تین مجاہدوں کو نام دیہاتیوں سے مستثنیٰ کر دیا۔ تو میرے مقام ہم دود ہو گئے۔ اور میرا دل خوشی سے بھر گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسلم کے زمانہ میں بھی اعراب لوگوں کا ایمان اسی طرح کا ہوا تھا۔ مگر ان سے وہ لوگ مستثنیٰ ہوتے ہیں جو نبی کی صحبت کے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے اکثر صحابیات نہایت مخلص ہیں۔ وہ اصل ایمان کی شکل کا حارث شہری بلوچ ہیں ہونے پر نہیں بلکہ صحبت اور استقامت اور پھر علم و عرفان پر ہے۔ لیکن جو نگرہ بنی سے دود رہنے والے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درخواست بھنور نواب گورنر جنرل وائسرائے کشور ہند بالقابہ  
براد منظوری تعطیل جمعہ

یہ عرضداشت مسلمانان برٹش انڈیا کی طرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں بھنور جناب گورنر  
جنرل ہند و ام اقبالہ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ تا گورنمنٹ عالیہ معروفات ذیل پر توجہ فرما کر تمام  
برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے لیے جمعہ کی تعطیل منظور فرماوے۔ وجوہات عرضداشت یہ ہیں۔

(۱) اول یہ کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے مذہبی عبادات اور دینی فرائض سے ادا کرنے کے لحاظ  
بہت ہی اہم ہے جیسا کہ انوار عیسائیوں اور ہندوؤں کے لیے۔ پس چونکہ گورنمنٹ عالیہ نے عیسائیوں اور  
ہندوؤں کی بجا آوری رسوم عبادت وغیرہ کے لیے انوار کی تعطیل مقرر کر رکھی ہے تو اس صورت میں  
یہ گروہ کثیر مسلمانوں کا جو گورنمنٹ کے نطف اور احسان کا ایسا ہی امیدوار ہے جیسا کہ عیسائی اور  
ہندو گروہ یہ حق رکھتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ان کے لیے بھی جمعہ کے دن کی تعطیل عطا فرماوے۔

(۲) دوسرے یہ کہ صرف یہی بات نہیں کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے بعض خاص عبادات اور رسوم  
کی بجا آوری کے لیے مقرر ہے۔ بلکہ اس کے ترک کرنے کی حالت میں قرآن شریف اور احادیث میں  
سخت وعید ہے۔ لہذا مذہبی حیثیت سے جمعہ ترک کرنے میں ہر ایک مسلمان دیندار اپنے تئیں ایک گناہ عظیم  
کا مرتکب خیال کرتا ہے اور ہر ایک بڑے جوش سے اس بات کا خواہاں ہے کہ سرکار انگریزی مزبورہ  
تعطیل برٹش انڈیا میں منظور فرماوے۔

(۳) تیسرے یہ کہ تمام نیک دل اور پاک بیخ مسلمان جو گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ ہیں ان کے  
جمعہ کی رسم کو اس مسن گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی اور دلی وفاداری کے لیے ایک علامت ٹھہراتے ہیں۔

مگر بعض دوسرے نالائق نام کے مسلمان جن کی تعداد قلیل ہے اس ملک برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دے کر اپنے خود تراشیدہ خیالات کے رُو سے جمعہ کی فرضیت سے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا گمان ہے جو برٹش انڈیا دارالحرب ہے اور دارالحرب میں جمعہ فرض نہیں رہتا۔ پس کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے بد باطن کمال صفائی سے شناخت کئے جائیں گے۔ کیونکہ اگر باوجود تعطیل کے پھر بھی وہ جمعہ کی نمازوں میں حاضر نہ ہوتے تو یہ بات گل جاتے گی کہ درحقیقت وہ نالائق اس گورنمنٹ کے ملک کو دارالحرب ہی قرار دیتے ہیں۔ تمہی تو جمعہ کی پابندی سے عموماً گریز کرتے ہیں۔ سو اس صورت میں یہ مبارک دن نہ صرف مسلمانوں کی عبادتِ خاصہ کا ایک دن ہوگا بلکہ گورنمنٹ کے لیے بھی ایک ستے مخر کا کام دے گا اور ایک معیار کی طرح کھرے اور کھوٹے میں فرق کر کے دکھلاتا رہے گا۔ چنانچہ اس درخواست پر بھی صرف انہیں ستے خیر خواہوں کے دستخط درج ہیں جو اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دیتے۔ اور دلی سچائی سے گورنمنٹ کی حکومت کو قبول کر لیا ہے اور اپنے لیے سراسر برکت اور رحمت سمجھا ہے اور کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے لوگ جو غلطیوں میں پڑے ہوتے ہیں اثر پذیر بھی ہوں گے اور گورنمنٹ کے دلی خیر خواہ بہت ترقی پذیر ہوں گے اور بد باطن تارک الجملہ بڑی آسانی سے شناخت کئے جائیں گے یہ بات دوبارہ گورنمنٹ کو یاد دلائی جاتی ہے کہ ایک جمعہ ہی مسلمانوں میں اس بات کی علامت ہے کہ کون شخص اس ملک گورنمنٹ کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور کون اس کی نفی کرتا ہے۔ سو جو شخص گورنمنٹ برطانیہ کی رحمت ہو کر جمعہ کی فرضیت کا قائل ہے اور اس کا ترک کرنا محسوس سمجھتا ہے وہ ہرگز اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دے گا اور ستے دل سے گورنمنٹ کا خیر خواہ ہوگا لیکن جو شخص برٹش انڈیا میں جمعہ کی فرضیت کا منکر ہے وہ درودہ اس ملک کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور سچا خیر خواہ نہیں۔ سو جمعہ ان دونوں فریقوں کے پرکھنے کے لیے ایک معیار ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ اسلامی تعطیلات ہندوؤں کی تعطیلاتوں سے نصف سے بھی کم ہیں پس اس صورت میں بھی گورنمنٹ کے مراجع خسروانہ کا ایسی تقاضا ہونا چاہیے کہ جمعہ کی تعطیل کرنے سے اس نقصان کا جبر کرے۔

(۵) پانچویں یہ کہ چونکہ جمعہ کی تعطیل ہم مسلمانوں کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس لیے ہم یہ بھی باوہ اتماس کرتے ہیں کہ اگر ہماری محسن گورنمنٹ انوار کی تعطیلات کو ہمارے لیے موقوف رکھ کر اس کی عوض ہمیں صرف جمعہ کی تعطیل دے دے تو ہم تب بھی بصدق دل راضی ہیں۔ مگر بہر حال ہم رعایا کی درخواست یہ ہے کہ جمعہ کی تعطیل ہو۔

(۶) چھٹے یہ کہ ہماری مہربان گورنمنٹ کو اس بات کا خوب علم ہے کہ تمام اسلامی سلطنتیں اور ریاستیں

قدیم نئے جمعہ کی تعطیل کرتے ہیں۔ سلطنت روم میں جمعہ کی تعطیل ہے اور حیدرآباد کی ریاست وغیرہ میں بھی جمعہ کی تعطیل ہی مقرر ہے تو اس صورت میں گورنمنٹ کے احسانات پر ہمیں یہی توقع ہے کہ ہم اس فیاض گورنمنٹ کی رعایا ہو کر پھر ایسے بد قسمت نہ ٹھیریں کہ دوسرے مسلمانوں کی یہ خوش قسمتی دیکھ کر کہ وہ دوسری ریاستوں میں اس حلیم اشان مذہبی دن کی تعطیل سے مذہبی فرائض کو خوب بجالاتے ہیں آتش رشک میں جلا کریں۔ چونکہ ہم اپنے دل سے گورنمنٹ کے اور گورنمنٹ ہماری ہے اور دائمی قطعاً اور بقا دولت۔ گورنمنٹ کے لیے پتے دل سے دعا کرتے ہیں تو کیا ہم گوارا کر سکتے ہیں کہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں یہ ارمان ہمارے دل میں چلا جائے کہ کیوں ہمارے لیے وہ بات حاصل نہیں جو دوسری ریاستوں کی رعایا کو حاصل ہے۔ یہ بھی عاجزانہ عرض ہے کہ ہم رعایا نے اب تک گورنمنٹ میں اس بات کی کسی تحریک نہیں کی کیونکہ یہی رعیتانہ ادب کا تقاضا دیکھا کہ صبر اور آہستگی سے اس درخواست کو پیش کریں۔ سواب بڑی امید کے ساتھ پیش کی گئی۔

(۷) ساتویں یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ یہ روز جمعہ جس کی تعطیل کے لیے ہم مسلمان رعایا یہ عرضداشت بھیجتے ہیں۔ اگرچہ بہت اہم کام اس میں عبادات کا خاص طور پر ادا کرنا اور اسلامی ہدایات کو اپنے ہمارے سننا ہے، لیکن ادا کئی رسوم مذہبی بھی اسی دن میں ادا ہوتی ہیں۔ اور خدا نے ہمیں قرآن میں اس دن کے التزام کی اس قدر تاکید کی ہے کہ خاص اسی کے التزام کے لیے ایک سورت قرآن میں ہے جس کا نام سورۃ الجحد ہے اور حکم ہے کہ سب کام چھوڑ کر جمعہ کے لیے مسجدوں میں حاضر ہو جاؤ۔ سو ہر ایک دیندار کو یہی قسم ہے کہ ہم ہمیشہ کے لیے خدا کے نافرمان نہ ٹھیریں۔

(۸) آٹھویں یہ کہ اسلامی سلطنت کے زمانہ میں ہمیشہ اس ملک میں جمعہ کی ہی تعطیل ہوتی تھی۔

(۹) ہم رعایا کی یہ بھی تمنا ہے کہ جس طرح اسلامی ریاستوں میں ان سلاطین کا شکر کے ساتھ خطبہ میں ذکر ہوتا ہے جو مذہبی اُمم میں قرآن کے مشائخ کے موافق مسلمانوں کو آزدی دیتے ہیں۔ ہم بھی جمعہ کی تعطیل کے شکر یہ میں اود بلاؤ کے مسلمانوں کی طرح یہ دائمی شکر جمعہ کے ممبروں پر اپنا وظیفہ کریں کہ سرکار انگریزی نے علاوہ اور مراسم اور الطاف کے ہم پر یہ بھی عنایت کی نظر کی جو ہمارے دینی حلیم اشان دن کو جو مدت سے اس ملک پر نشانی میں مردہ کی طرح پڑا تھا پھر نئے سرے سے زندہ کر دیا۔ سو شبہ یہ ایسا احسان ہو گا کہ مسلمانوں کی قدرت کسی اس کو فراموش نہیں کرے گی اور اسلامی تاریخ میں ہمیشہ عزت کے ساتھ شکر ادا کیا جائے گا۔

باقی ہم رعایا کی دعا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو خدا تعالیٰ ہمارے سروں پر رکھے اور ہماری اس

## اپنی جماعت کیلئے ایک ضروری اشتہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : مُحَمَّدٌ اَدَّوْا بِصَلٰةِ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

چونکہ مسلمانان ہند پر علی العموم اور مسلمانان پنجاب پر بالخصوص گورنمنٹ برطانیہ کے بڑے بڑے احسانات ہیں۔ لہذا مسلمان اپنی اس مہربان گورنمنٹ کا جس قدر شکریہ ادا کریں اتنا ہی تھوڑا ہے کیونکہ مسلمانوں کو ابھی تک وہ زمانہ نہیں بھولا جبکہ وہ سکھوں کی قوم کے ہاتھوں ایک دیکتے برے توڑ میں مبتلا تھے اور ان کے دستِ تقدی سے نہ صرف مسلمانوں کی دنیا ہی تباہ تھی بلکہ ان کے دین کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ دینی فرائض کا ادا کرنا تو درکنار بعض اذان نماز کئے پر جان سے مارے جاتے تھے۔ ایسی حالتِ زار میں اللہ تعالیٰ نے دُور سے اس مبارک گورنمنٹ کو ہماری نجات کے لیے ابر رحمت کی طرح بھیج دیا جس نے ان کو نہ صرف اُن ظالموں کے پنجے سے بچایا بلکہ ہر طرح کا امن قائم کر کے ہر قسم کے سامان آسائش مینا کئے اور مذہبی آزادی بیان تک دی کہ ہم بلا دریغ اپنے دین تین کی اشاعتِ نہایت خوش اسلوبی سے حرکتیں ہیں۔

ہم نے عید الفطر کے موقع پر اس مضمون پر منتقل تقریر کی تھی جس کی مختصر کیفیت تو انگریزی اخبارات میں جا چکی ہے اور باقی منتقل کیفیت عنقریب مرزا خاندان بخش صاحب شائع کرنے والے ہیں۔ ہم نے اگے ہانک عید کے موقع پر گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کر کے اپنی جماعت کو جو اس گورنمنٹ سے دلی انعام رکھتی اور دیگر لوگوں کی طرح منافقانہ زندگی بسر کرنا گناہِ عظیم سمجھتی ہے توجہ دلائی کہ سب لوگ تہ دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے لیے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جنگ میں جو زمینوں میں ہو رہی ہے فتحِ عظیم بخشے اور نیز یہ بھی کہ۔ میں اللہ کے بعد اسلام کا اعظم ترین فرض ہمدردیِ خلاق ہے اور بالخصوص ایسی مہربان گورنمنٹ کے خدائوں سے ہمدردی کرنا کارِ ثواب ہے جو ہماری جانوں اور مالوں اور سب سے بڑھ کر ہمارے

۳۶۳

دین کی محافظ ہے۔ اس لیے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں ہیں اپنی توفیق اور مقدر کے موافق  
 سرکار برطانیہ کے ان ذخیوں کے واسطے جو جنگ ٹرنسوال میں مجروح ہوتے ہیں چندہ دیں۔ لہذا بذریعہ  
 اشتہار ہذا اپنی جماعت کے لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر ایک شہر میں فرست کھل کر کے اور چندہ کو وصول  
 کر کے یکم مارچ سے پے مرزا خدابخش صاحب کے پاس بمقام قادیان بھیج دیں کیونکہ یہ ڈیوٹی ان کے سپرد کی  
 گئی ہے۔ جب آپ کاروبار مع فرستوں کے آجائے گا تو اس فرست چندہ کو اس رپورٹ میں درج کیا  
 جائے گا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ہماری جماعت اس کام کو ضروری سمجھ کر سب جلد اس کی تعمیل کرے۔  
 والسلام

## مرزا غلام احمد از قادیان

۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(بہ اشتہار ۲۶۲۲ کے ایک صفحہ پر ہے)

پُر نقد تحریریں گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں متعصب اور نادان مسلمانوں کیلئے قابل برداشت نہ تھیں اور اب اہل عقل جب ایک طرف دینی حمایت کے مضمون میری تحریروں میں پاتے ہیں اور دوسری طرف میری نصیحتیں سنتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی اور اطاعت کرنی چاہیے تو وہ میرے پر کوئی بدظنی نہیں کر سکتے۔ اور کیونکر کریں یہ ایک واقعی امر ہے کہ مسلمانوں کو خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں۔ وفاداری سے اس کی اطاعت کریں۔ میں نے اپنی کتابوں میں یہ شرعی احکام مفصل بیان کر دیئے ہیں۔ اب گورنمنٹ خود فرما سکتی ہے کہ جس حالت میں میرا باپ گورنمنٹ کا ایسا سچا خیر خواہ تھا اور میرا بھائی بھی اسی کے قدم پر چلا تھا اور میں بھی انیس برس سے یہی خدمت اپنی قلم کے ذریعے سے بجا لاتا ہوں تو پھر میرے حالات کیونکر مشتبہ ہو سکتے ہیں۔ میری تمام جوانی اسی راہ میں گندھی۔ اور اب دائم المرض اور پیرائہ سال کے کناسے پہنچ گیا ہوں اور ساٹھ سال کے قریب ہوں۔ وہ شخص سخت ظلم کرتا ہے کہ جو میرے وجود کو گورنمنٹ کے لئے خطرناک ٹھیراتا ہے۔ میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مذہبی امور کے متعلق بھی میں نے کتابیں تالیف کی ہیں اور نہ مجھے اس سے انکار ہے کہ پلاری صاحبوں کے عقائد کے مخالف بھی میری تحریریں شائع ہوئی ہیں جن کو وہ اپنے مذہبی خیالات کے لحاظ سے پسند نہیں کر سکتے۔ لیکن میرے لئے میری نیک نیتی کافی ہے جس کو خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ اور میری مخالفت عام مسلمانوں کی طرز مخالفت سے علیحدہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اس قدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے عملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لاکر گورنمنٹ سے ان کو نزا دلانی جائے یا ان سے کینہ دکھا جائے بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہیے۔ اسی وجہ سے جب عام مسلمانوں نے مصنف کتب اہمات المؤمنین کے نزا دلانے کے لئے انجمن حمایت اسلام کے فیصلے سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجے تو میں نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ ان کے برخلاف میموریل بھیجا۔ اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر کوئی رنج وہ امر پیش کرے تو اسلام کا اصل عقو



اور معاند ہے۔ قرآن میں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت لفظوں سے نہیں تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک پہنچو اور صبر اور اخلاق کے کام لو۔ قرآن نے ہمیں صاف کہا ہے کہ عیسائیوں سے محبت اور خلق سے پیش آؤ اور نیکی کرو۔ ہاں نیک بنتی سے اور ممدی کی راہ سے اور سچائی کے پھیلنے کی غرض سے اور صلح کی بنا ڈالنے کے ارادے سے مذہبی مباحثات قابل اعتراض نہیں۔

دوسری شاخ جو میرے مشن کے متعلق ہے میری تعلیم ہے۔ میں اپنی تعلیم کو قریباً انیس برس سے شائع کر رہا ہوں۔ اور پھر خلاصہ کے طبعاً شہاد ۲۹ مئی ۱۸۹۵ء اور نیز ۲۷ فروری ۱۸۹۵ء کے اشتہاد میں بن تعلیموں کو میں نے شائع کیا ہے اور یہ تمام کتابیں اور اشتہاد چھپ کر پنجاب اور ہندوستان میں خوب شہرت پا چکے ہیں۔ اس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو واحد و شریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ممدی اختیار کرو۔ اور نیک چلن اور نیک خیال انسان بن جاؤ۔ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آسکے۔ جھوٹا مت بولو۔ افتراء مت کرو۔ اور زبان اور ہاتھ سے کسی کو ایذا مت دو۔ اور ہر ایک قسم کے گناہ سے بچتے رہو۔ اور نفسانی جنابت سے اپنے تئیں روکے رکھو۔ کوشش کرو کہ تمام پاک دل اور بے شر ہو جاؤ۔ وہ گورنمنٹ اپنی گورنمنٹ برطانیہ جس کے زیر سایہ تمہارے مل اور آبرو میں اور جانیں محفوظ ہیں بصدق اس کے ذکاوار تا بعد از وہو اور چاہیے کہ تمام انسانوں کی ممدی تمہارا اصول ہو۔ اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پاک دل سے اس کی پرستش کرو۔ اور ظلم اور تعدی اور ظن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طر فرداری سے باز رہو۔ اور بد صحبت سے پرہیز کرو۔ اور آنکھوں کو بدنگاہوں سے بچاؤ۔ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو۔ اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے

۳۹۲

ایک معمولی بات ہے کمال میں داخل نہیں۔ کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گالیوں کے مقابل پر اعراض اور درگزر کی خواہش اختیار کریں۔

یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں۔ اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر انکو باز پرس کے تو ہم کس قدر باز پرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو۔ اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔ یہ بالکل نامناسب اور سخت نامناسب ہے کہ پادریوں کی نسبت گورنمنٹ میں شکایت کریں۔ ہاں جو شبہات اور اعتراض اٹھائے گئے اور جو بہتان شائع کئے گئے انکو جڑ سے اکھاڑنا چاہیے۔ اور وہ بھی نرمی سے اور حق اور حکمت کے مساوی ہو کر دنیا کو فائدہ پہنچانا چاہیے اور ہزاروں دلوں کو شبہات کے زندان سے نجات بخشنا چاہیے۔ یہی کام ہے جس کی لب ہمیں اشد ضرورت ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں نے تائید اسلام کے دعوے پر جا بجا انجمنیں قائم کر رکھی ہیں۔ لاہور میں بھی تین انجمنیں ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ باوجود عیسائیوں کی طرف سے دس کروڑ کے قریب مخالفانہ کتابیں اور رسائل نکل چکے ہیں اور تین ہزار کے قریب ایسے اعتراضات شائع ہو چکے جن کا جواب دینا مولویوں اور انجمنوں کا فرض تھا جنہوں نے ہر ایک رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم مخالفوں کے سوالات کے جواب دینے کے بن حلوں کا بن انجمنوں نے کیا بندوبست کیا اور کون کونسی مفید کتاب دنیا میں پھیلانی۔ ہم بقول ان کے کافر ہی و جہاں ہی سخت گوہی مگر ان لوگوں نے باوجود ہزار ہا روپیہ اسلام کا جمع کرنے کے اسلام کی حقیقی مدد کیا کی۔ علوم مروجہ کی تعلیم کا شاید بڑے سے بڑا نتیجہ یہ ہو گا کہ تا لاکھ تعلیم پا کر کوئی مستقول نوکری پادریں۔ اور عیبوں کی پردہ پوشی کا نتیجہ بھی اس سے بڑھ کر

ان کتابوں میں ملنے والی بیانات کی نسبت سخت کٹاوتی بہت ہے جس کی عام مسلمان برہشت نہیں کر سکتے چنانچہ ایک مستوز پادری صاحب نے اپنے ایک پرچہ میں جو کھٹو سے شائع ہوتا ہے لکھا ہے کہ اگر کھٹو کا دوپان آنا ممکن ہے تو پادری عماد الدین کی کتابوں سے اس کی تحریک ہوگی۔ سب سوچنے کے لائق ہے کہ پادری عماد الدین کا کیسا خطرہ آگ کا ہے جس پر ایک مستوز مشنری صاحب یہ رائے ظاہر کرتے ہیں۔ اذکار مستندہ دونوں میں شہداء نے بھی مسلمانوں میں لیسے کا تحریکوں سے ایک بوشش دیکھ کر چند دفعہ ایسی تقریریں شائع کی تھیں جن میں ان سخت کتابوں کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ ان تقریروں سے میرا مقصد یہ تھا کہ عوام جہاد کی ضرورت دیکھ کر مسلمانوں کا بوشش رک جائے۔ سو لگنے پر اس حکمت عملی کی تقریروں سے مسلمانوں کو فائدہ تو ہوا۔ اور وہ اس سے لگے کا جواب پا کر مطمئن ہو گئے لیکن مشکل یہ ہے کہ اب بھی آئے دن پادری صاحبوں کی طرف سے ایسی تقریریں نکلتی رہتی ہیں کہ جو زور دے اور تیز بولیں مسلمان ان کی برہشت نہیں کر سکتے یہ نہایت خوفناک کاہنہ والی ہے کہ ایک طرف تو پادری صاحبان نے مجھ کو ان نام مسلمانوں کو دیتے ہیں کہ ان کو قرآن میں ہمیشہ اورد ہر ایک لانا میں جہاد کا حکم ہے گویا ان کو جہاد کی رسم یاد دلاتے رہتے ہیں اور ہر تیز تقریریں نکال کر ان میں اشتعال پیدا کرتے رہتے ہیں۔ نہ معلوم کہ یہ لوگ کیسے سیدھے ہیں کہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ان دونوں طریقوں کو ملانے سے ایک خوفناک نتیجہ کا احتمال ہے۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف ہرگز جہاد کی تعلیم نہیں دیتا۔ اصلیت صرف اسی قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں بعض ممالک کے لئے اسلام کو نکالنے سے روکنا بلکہ ظاہر کرنا تھا۔ جو اسلام نے اپنی عظمت کے لئے ان پر نکالنا تھا اور ان کی نسبت حکم تھا کہ یا قتل کیے جائیں اور یا اسلام لیں۔ سو یہ حکم ناقص ان کا تھا ہمیشہ کے لئے نہیں تھا اور اسلام ان پادریوں کی کارروائیوں کا مدد نہیں کرتا ہے جو جہاد کے نفاذ کے بعد مسلمانوں یا خود غرضیوں کی وجہ سے

ہونگے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی جہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دست بردار ہو جائیں۔ اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ انکا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گزار نہ بنیں اور نہک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم جلتے ہوئے تنور میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو میں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے۔ اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بہت سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو بیس برس کا زمانہ ہے ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جاتا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں۔ اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا

۴۴ خلیفہ جلد نام ایک دمشق لکھنے والا فاضل عیسائی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے صفحہ ۱۱۳ میں میری کتاب حماۃ البشری کا ذکر کرتا ہے۔ حماۃ البشری میں سے کہہ سکتے ہیں بلور نقل کے لکھتا ہے کہ میری نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام ملک ہند میں مشہور ہے دیکھو خلاصۃ الادیان و زبدۃ الادیان صفحہ ۲۴ چودھویں سطر سے اکیسویں سطر تک۔ منہ

۴۹۰

رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی۔ اور بالخصوص پرچہ نور افشان میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں۔ اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نحوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ یہ شخص ڈاکو تھا۔ چور تھا۔ زنا کار تھا۔ اور صدمہ پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بد نظمی سے عاشق تھا۔ اور باایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خن کرنا اس کا کام تھا۔ تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پٹھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا۔ کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے۔ ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دہینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تا سریح الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابلہ ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کانشنٹس نے قلمی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوشوں والے آدمی موجود ہیں۔ ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔ اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا۔ کہ

مجہ ان مباحثات کی کتابوں سے ایک یہ بھی مطلب تھا کہ برٹش انڈیا اور دوسرے ملکوں پر بھی اس بات کو واضح کیا جاوے کہ ہماری گورنمنٹ نے ہر ایک قوم کو مباحثات کیلئے آزادی دے رکھی ہے۔ کوئی خصوصیت پادریوں کی نہیں ہے۔

۴۹۱

ہرگز مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے یکدم وہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوص دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بااں ہمہ میری تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے۔ تو ایک مسلمان اس کے عوص میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچا یا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ عوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں۔ جس کی تفصیل کے لئے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا ہے ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔ (۱) اول والد مرحوم کے اٹرنے۔ (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے اہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے

خبر مختصر تقدیر ان حالات میں صدمہ اور اہل بیت

مذمت کرے۔ اس میں اس قوم کا جس سے جو خبیثہ آدمی قتل کرتے ہیں۔ واہ انبیاء کے گوہر ہیں کی وجہ سے یہ وہ بھیہا کرتے ہیں۔ اس سے کہہ رہے تھے کہ ان کے ساتھ ایسے لوگوں کو دباؤ نہ آئے اور ان سے اظہار برأت کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت تو ان گنتی سے نہیں ہوسکتی۔ وہ ہی بھی کیسا نجا ہے جس کی عزت کو بچا جائیے۔

**خون سے اظہار کرنے**

پڑیں۔ جس کے پھانسنے کے لئے ایسے لوگ تیار کرنا پڑے۔ یہ گستاخ تو رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے تحت آدانی ہے کیا محمد رسول اللہ کی عزت اتنی ہی ہے کہ ایک شخص کے خون سے اس کی ہنگامہ دہی ہاکے۔ بعض ملامتیں یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو ہنگامہ کی سزا تعلق ہے۔ میں کہتا ہوں۔ تاہم ایسا کھانا ایک مثال

ہی ایسی ہوئی ہے جسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زلف نہ کسی ایک انسان کو بھی لمس آپ کا پڑا کہنے کی وجہ سے قتل کیا گیا ہو۔ اور اس قتل میں کسی

نہ اس کو مہر کی ساری زندگی میں امن میں سے ایک شخص بھی قتل نہیں کیا گیا۔ سامنے ان کے جن پر کوئی لینٹیکل مردم نہایت کھانا غصے کیسے کہنے والا ایک شخص بھی قتل نہیں ہوا۔ فکر مہر کے زمانہ میں بھی کوئی ایسا نہ ہوا۔ اگر ایسے لوگوں کو قتل کیا جائے گا تو ہوتا۔ تو عزیز کو چاہئے تھا۔ تمام مسلمانوں کو بتا دیتے کہ ہم نے اس وقت منافقین میں۔ انہیں لورا قتل کر دو۔ کیے نکاہی قوم کو ایک نیکو نالہ اور سر میں سے بہت زیادہ جرم ہوتا ہے۔ ایک نیکو ایک یہودی نے حضرت عمر کے ساتھ کہا۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ موسیٰ کی جیسے خدانے سارے انسانوں پر فضیلت دی ہے۔ حضرت نے اسے مانا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے حضرت عمر سے کہا۔ کہ کیوں مانا میں نہیں چاہتے تھا۔ یہ نہیں کہا۔ کہ تو ان کیوں نہ چلائی۔ فرزند قتل پر آمادہ ہو جاتے کہ طریق غلط ہے۔ اور اس سے تو موسیٰ کے اطلاق تباہ ہو جاتے ہیں۔ پس یہ مسلمانوں سے بھی ہمارے ہندوؤں سے بھی درخواست

درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ حاجی باتوں کی طرف نہ جائیں۔ مسلمانوں کو زیادہ رکت جانے کہ چاند پر تھوکنے سے اپنے ہی منہ پر آکر تھوک پڑتا ہے۔ خاندانہ کتنی ہی کوشش کریں مگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو گوندنا سے نہیں جھپکتے اس نور کی شعاعیں دور درسیں رہتی ہیں۔ تم یہ مت خیال کرو کہ کسی کے چہانے پھپکا سکے گا۔ ایک دنیا اسلام کی مستحق ہے۔ یہ ہے باوریوں کی عاری بیسی ہوا میں نے امتروں کیا ہے۔ کہ میں اسے زیادہ خطرہ اسلام سے ہے۔ کیوں کہ آج دشمن ظالم کی توجیوں سے شام میں ہلکے کی ہو گیا نہیں شیر نفا۔ اور اہل حق اور راستہ کے چلانے پلانے اور جہاد سے مستعد ہونے کی بات ہے۔ میں نے جس نے نیکی کا چکر لگایا اس کو گالی دینے سے اسلام کی ہنگامہ دہی۔ و ما گریبان ہے۔ تو ہوسا کی ذہب کا دشمن ہے۔ فرقہ ہے تو کہ ذہب کا دشمن ہے۔ اور اگر بدو ہے تو بہت درج کہ دشمن ہے کہ تو حاصل گالی دینے کے کی ہوتی ہے۔ جسے قتل کر دیا اس کا ہنگامہ دہی۔ ہنگامہ دہی کے اطلاق کی بنا پر ہوتا ہے۔ کہ کوئی ہنگامہ دہی ہوتا ہے۔ تو وہ اپنی

نہ اس کو مہر کی ساری زندگی میں امن میں سے ایک شخص بھی قتل نہیں کیا گیا۔ سامنے ان کے جن پر کوئی لینٹیکل مردم نہایت کھانا غصے کیسے کہنے والا ایک شخص بھی قتل نہیں ہوا۔ فکر مہر کے زمانہ میں بھی کوئی ایسا نہ ہوا۔ اگر ایسے لوگوں کو قتل کیا جائے گا تو ہوتا۔ تو عزیز کو چاہئے تھا۔ تمام مسلمانوں کو بتا دیتے کہ ہم نے اس وقت منافقین میں۔ انہیں لورا قتل کر دو۔ کیے نکاہی قوم کو ایک نیکو نالہ اور سر میں سے بہت زیادہ جرم ہوتا ہے۔ ایک نیکو ایک یہودی نے حضرت عمر کے ساتھ کہا۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ موسیٰ کی جیسے خدانے سارے انسانوں پر فضیلت دی ہے۔ حضرت نے اسے مانا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے حضرت عمر سے کہا۔ کہ کیوں مانا میں نہیں چاہتے تھا۔ یہ نہیں کہا۔ کہ تو ان کیوں نہ چلائی۔ فرزند قتل پر آمادہ ہو جاتے کہ طریق غلط ہے۔ اور اس سے تو موسیٰ کے اطلاق تباہ ہو جاتے ہیں۔ پس یہ مسلمانوں سے بھی ہمارے ہندوؤں سے بھی درخواست

۲۸۰

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سوا کے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہمیں اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح متخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شے سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اُس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شے اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سو واپستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال انکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سارے میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

۸۴

یہ حوالہ صفحہ 121 پر درج ہے

القرآن صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی



اور فروتنی اور حسن ظن اور محبت برادرانہ کو اٹھالیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ۝  
 تمہارا عرصہ گزرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اُس مضمحل کی بابت کہ  
 جو حقدہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے اعتراض کیا اور  
 بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دوسری  
 عملداریوں پر کیوں ترجیح دی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے  
 زور سے ترجیح ہو۔ اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے گو  
 وہ کسی گورنمنٹ میں پائی جائے۔ الحکمة ضالۃ المؤمنین۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلام کا  
 ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اُس کا احسان اٹھائے  
 اُس کے ظلّ حمایت میں با من و آسائش رہ کر اپنا رزق مقسوم کھائے۔ اُس کے انعامات  
 متواترہ سے پرورش پاوے پھر اُسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے۔ اور اُس کے سلوک اور  
 مروت کا ایک ذرہ شکر نہ بجلاوے۔ بلکہ ہم کو ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے  
 ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور منعم کا شکر  
 بجلاویں۔ اور جب کسی ہم کو موقع ملے تو ایسی گورنمنٹ سے بدلی صدق کمال بھردی سے پیش  
 آویں اور یہ طیب خاطر معروف اور واجب طور پر اطاعت اٹھادیں۔ جو اس عاجز نے جس قدر  
 حقدہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا  
 نہیں کیا بلکہ قرآن شریف و احادیث نبوی کی اُن بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں  
 مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ سو مجھے بعض نا سمجھ بھائیوں کی یہ افراط ہے جس کو وہ  
 اپنی کوتاہ اندیشی اور بخل فطرتی سے اسلام کا جڑ سمجھ بیٹھے ہیں۔  
 اے جن فکیش نہ عذر دست طریق عشاق ہرزہ بدنام کنی چند نکونامے را  
 اور جیسا کہ ہم نے ابھی اپنے بعض بھائیوں کی افراط کا ذکر کیا ہے ایسا ہی بعض اُن میں سے تغریب کی مرض  
 میں بھی مبتلا ہیں اور دین سے کچھ غرض واسطہ اُن کا نہیں رہا۔ بلکہ اُن کے خیالات کا تمام زور

(ب)

ب

<p>ہزار سرزنی و مشکے نگر و دحل          پوشیر زندگی او بود درین عالم          گہے نشان بناید ز بہر دین تویم          بود مظفر و منصور از خدا سے کریم          ز ہیر یار ازل بر خورش بیار و نور          کشوف اہل کشوف از برائے او باشند          غرض مقام ولایت نشان ہا دارد          کلید این ہمہ دولت محبت است وفا          سخن ز فقر بد زدکا ہی تو اں گفتن          ز مشکلات رہ راستی چه شرح وہم          بسوزد آنکہ نسوزد بصدق در رہ یاد          کلاہ فتح و ظفر بیخ سہ نہی باید          نشانہائے سادہ ہی بہ پیکس نہ ہند          کے رسد بمقام خوارق و اہجاز          ضرورت است کہ در دین جنیں امام آید          جہانیاں ہمہ ممنون منتش باشند          اگر چه تیغ ندارد مگر تیغ دلیل</p>	<p>چہ پیش او ہر وی کار یک دعا باشد          ز صید او و گرانرا ہمہ غذا باشد          گہے بحر کہ جنگش با شقیہا باشد          از معضلات شریعت گرہ کشا باشد          ز شان حضرت اعلیٰ در دنیا باشد          ہم از نجوم پئے مقدس خدا باشد          نہ ہر کہ دلق پوشد ز اولیا باشد          خوشا کسیکہ چنین دولتش عطا باشد          ولے علامت مردان رہ صفا باشد          کہ شرط ہر قدمے گریہ و بکا باشد          بگرد آگہ گر یزندہ از قن باشد          مگر سوسے کہ پئے حفظ دین خدا باشد          مگر کے کہ ز خود گم پئے خدا باشد          کہ در مقام مصافحات و مطلقا باشد          پو خلق جاہل بیدین مرود سا باشد          چرا کہ او پئے طست الہدیٰ باشد          ہے در وصف توسے کہ نامزا باشد</p>
---	--

جنگ سے مواد تلوار جندوق کا جنگ نہیں۔ کیونکہ یہ تو سرا سرتاوانی اور غلات حدیث قرآنی ہے جو  
 دین کے پھیلاتے کے لئے جنگ کیا جائے بلکہ اس جنگ جنگ سے ہندی مراد زبان مباحثات ہی جو  
 نرمی اور انصاف اور مستولیت کی پابندی کے ساتھ کئے جائیں۔ ورنہ ہم ان تمام مذہبی جنگوں کے  
 سخت مخالفت ہیں جو جہاد کے طور پر تلوار سے کئے جاتے ہیں۔ منہ

ضمیمہ تحفہ گولڈیہ

۷۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
مُحَمَّدًا وَنَعَلَىٰ بَعْلِی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## وینی جہاد کی ممانعت کا فتوے مسیح موعود کی طرف سے

دیں کیلئے سلام ہے اب جنگ اور قتال  
دیں کے تمام جنگوں کا اب اقامت ہے  
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

اب چھوڑ دو جہاد کا اسے دوستو خیال  
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے  
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے

نوٹ :- (ایک زبردست الہام اور کشف) آج ۱۹ جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر  
مدیجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنڈگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت مفید تھا دکھلایا گیا۔ اسکی آخری سطر  
میں لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام  
باقبال ہے۔ پھر ساتھی یہ الہام ہوا کہ قادر کے کا دوبارہ نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے کہ گرفتار ہو گئے  
اس کے معنی مجھے سمجھنے آئے کہ عقرب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیگے جس سے  
کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الہام میں نہیں جائیگے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گزیر کی جگہ  
نہیں کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیش گوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔  
اس کے بعد ۲ جون ۱۹۰۰ء کو وقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا کہ کافر جو کہتے تھے وہ کوئی  
ہو گئے۔ جتنے تھے سب ہی گرفتار ہو گئے۔ یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی محبت میں پھانسی  
لگائی کہ ان کیسے کوئی غنڈہ کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عقرب ایسا ہو گا اور کوئی ایسی  
چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

۴۱

شکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد  
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو  
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کہوں کر  
عینی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا  
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر ٹٹائے گا  
کھینچے گئے پتے سانپوں سے بے خوف و بے گزند  
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفتنگ کا  
وہ کانوں سے سمعت ہزیمت اٹھائے گا  
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے  
کر دے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں  
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں  
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی  
وہ عزیمت قبلا نہ وہ ہمت نہیں رہی  
وہ نور نہ وہ چاند سی طلعت نہیں رہی  
خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی  
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی  
کسل آگیا ہے دل میں جلالت نہیں رہی  
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی  
اب تم کو غیر قوموں پہ سلطنت نہیں رہی  
ظہمت کی کچھ بھی حد نہایت نہیں رہی  
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد  
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو  
کیوں بھرتے ہو تم یضخ الحیب کی خبر  
فراچکا ہے سید کو من مصطفیٰ  
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لے گا  
پہیں گے ایک گھاٹ پہ شیرازہ گو سپند  
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا  
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جلے گا  
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے  
القصد یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان  
ظاہر میں خود نشان کہناں وہ ناہاں نہیں  
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی  
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی  
وہ علم وہ صلاح وہ عظمت نہیں رہی  
وہ مدد وہ گلاز وہ رقت نہیں رہی  
دل میں تمہارے یار کی اُلفت نہیں رہی  
عقوبت آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی  
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی  
دنیاؤں میں کچھ بھی یاقوت نہیں رہی  
وہ آنس و شوق و جذبہ و طاعت نہیں رہی  
ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی

موجب ہے۔ اس کا سبب کیا تھا؟ یہی تو تھا کہ میز مسیح موعود ہونا اور ان کے جہادی مساکین کے مخالفت و غلط کرنا اور ان کے خون مسیح اور خون ہدی کے آنے کو جسہ ان کو لوٹ مار کی ٹہری ٹہری امیدیں تھیں سراسر باطل ٹھیرانا ان کے غضب اور عداوت کا موجب ہو گیا۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ درحقیقت یہ جہاد کا مسئلہ جیسا کہ ان کے دلوں میں ہے صحیح نہیں ہے اور اس کا پہلا قدم انسانی ہمدردی کا خون کرنا ہے۔ یہ خیال ان کا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جب پہلے نانہ میں جہاد بھاریا گیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب حرام ہو جائے۔ اس کے ہمارے پاس دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ خیال قیاس مع الفارق ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی۔ اور سخت بیرحمی سے بے گناہ اور پرہیزگار مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا۔ اور ایسے مدد انگیز طریقوں سے مارا کہ اب بھی ان قصوں کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر فرض بھی کریں کہ اسلام میں ایسا ہی جہاد تھا جیسا کہ ان مولویوں کا خیال ہے۔ تاہم اس زمانہ میں وہ حکم قائم نہیں ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جب مسیح موعود ظاہر ہو جائیگا تو یعنی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ مسیح نہ تلوار اٹھائیگا اور نہ کوئی اور ذہنی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اس کی دعا اس کا حربہ ہوگا۔ اور اس کی عقہ ہمت اس کی تلوار ہوگی۔ وہ صلح کی بنیاد ڈالیگا اور بکری اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کریگا۔ اور اس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہوگا۔ ہندو فوجیوں کیلئے یہ لوگ فوج نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس پہلے مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے کہہ بیٹھ کر عرب جہاد ہو چکا ہے۔ جس کے یہ منبر ہیں کہ مسیح موعود جب آئیگا تو لڑائیوں کا خاتمہ ہوگا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے جنہم الحرب اور لڑھا۔ یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آجائے۔ یہی تفسیر الحرب اور لڑھا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود ہے جو قرآن شریف کے بعد اربع الکتب مانی گئی ہے اس کو خود سے پڑھو۔ اسے اسلام کے عالم اور مولانا امیری بات سنو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے۔ خدا کے

لے محتدا ۵۱

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

۹

پاک نئی کے نافرمان مت ہو۔ مسیح موعود جو آنے والا تھا آپکا۔ اور اُس نے حکم بھی دیا کہ کینڈہ  
 نہری جنگوں سے جو تلوار لہر گشت و خون کے ساتھ ہوتی ہیں باز آ جاؤ تو اب بھی خونریزی سے  
 باز نہ آنا اور ایسے دغلوں سے موہ نہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے جس نے مجھے قبول کیا  
 ہے وہ نہ صرف ابن دغلوں سے موہ نہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کو نہایت بُرا اور موجب  
 غضب الہی جانے گا۔

اس جگہ میں یہ بھی افسوس سے لکھنا پڑتا کہ جیسا کہ ایک طرف جاہل مولویوں نے اصل  
 حقیقت جہاد کی معنی رکھ کر لوٹ مار اور قتل انسان کے منسوبے عوام کو سکھائے اور اس کا  
 نام جہاد رکھا ہے۔ اسی طرح دوسری طرف پادری صاحبوں نے بھی یہی کاسدائی کی۔ اور  
 ہزاروں رسالے لکھا شہاد اور پستو وغیرہ زبانوں میں چھپا کر ہندوستان اور پنجاب  
 اور سرحدی ملکوں میں اس مضمون کے شائع کئے کہ اسلام تلوار کے ذریعے سے پھیلا ہے اور  
 تلوار چلانے کا نام اسلام ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے جہاد کی مدگوایاں پا کر یعنی  
 ایک مولویوں کی گواہی اور دوسری پادریوں کی شہادت اپنے دشمنانہ جوش میں ترقی کی۔  
 میرے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری عس گورنمنٹ ابن پادری صاحبوں کو اس خطرناک  
 افتراء سے روک دے جس کا نتیجہ ملک میں بے امنی اور بغاوت ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ  
 پادریوں کے ان بے جا افتراءوں سے اہل اسلام دین اسلام کو چھوڑ دینگے یا ابن دغلوں  
 کا ہمیشہ یہی نتیجہ ہوگا کہ عوام کے لئے مسئلہ جہاد کی ایک یاد دہانی ہوتی رہے گی اور وہ  
 سوئے ہوئے جاگ اٹھیں گے۔ غرض اب جب مسیح موعود آ گیا تو ہر ایک مسلمان کا فرض  
 ہے کہ جہاد سے باز آوے۔ اگر نہیں نہ آیا ہوتا تو شاید اس غلط فہمی کا کسی قدمہ بھی ہوتا  
 مگر اب تو میں آ گیا اور تم نے وعدہ کا دن دیکھ لیا۔ اس لئے اب نہری طور پر تلوار اٹھانے  
 والوں کا خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر نہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اور حدیثوں کو پڑھتا  
 اور قرآن کو دیکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریق جہاد میں جو اس زمانہ کے اکثر وحشی

کی تدبیر ہے۔ اور تہادی ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد افلح من زكّھا۔ یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے سیلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔ دیکھو میں ایک حکم ہے کہ آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی۔ بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئیگا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلیں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور مدمنوں کے ہمدرد نہیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہو گا۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ییل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے ایسا ہی اب اللہ جل جلالہ ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ تو بے ڈوب آسمانی نشان ظاہر ہونگے۔ اور بہت سی حکمیں پیدا ہونگی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیر متند ہے۔ اور دعا میں مانگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں نیکے جاؤ۔ اے حق کے بھوکے اور بے سوا سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتداء سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دور دور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی ان دلیں میں ہو گا۔ کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کہ

خطبہ الہامیہ

۸۳

فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ مِنْ

تورات و انجیل و قرآن . دیکھت زیادہ تر وفا کنندہ وعدہ را  
تورات . اور انجیل اور قرآن میں اور وعدہ کا وفا کرنے والا اور

اللَّهِ وَعُذًّا وَاصْدَقَ قِيلًا وَلَمَّا كَانَ وَعْدُ

دوبارہ تر راست گو از خدا تعالیٰ . دہر گاہ کہ وعدہ  
راست گو خدا تعالیٰ سے زیادہ کون ہے . اور جس وقت کہ وعدہ

الْمُشَابَهَةِ فِي سِلْسَلَتِي الْإِسْتِخْلَافِ وَعُذًّا الْكِدِّ

مشابہت در سلسلہ ہر دو خلافت بود  
مشابہت خلافت کے دونوں سلسلہ میں تھا۔

بِالنُّونِ الثَّقِيلَةِ مِنْ اللَّهِ صَادِقِ الْوَعْدِ الَّذِي

کہ از طرف خدا تعالیٰ بنون ثقیلہ مؤکد کردہ شدہ بود  
اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ مؤکد کیا گیا تھا

هُوَ أَوَّلُ مَنْ وَفَىٰ ۚ اِقْتَضَىٰ هَذَا الْأَمْرُ أَنْ

ہیں امر تقاضا کرد  
اس بات نے تقاضا کیا

يَأْتِيَّ اللَّهُ بِأَخْرِ السِّلْسَلَةِ الْمَحْمَدِيَّةِ خَلِيفَةً

کہ آخر سلسلہ محمدیہ  
سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے

هُوَ مِثْلُ عَيْسَى ۚ فَإِنَّ عَيْسَىٰ كَانَ أَخْرَجُ خَلْفَاءَ

کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو  
ہو مِثْلُ عَيْسَى ۚ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام خلیفہ آخری بود

کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو  
کس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی علیہ السلام کے خلیفوں میں آخری خلیفہ



۸۴

خطبہ الہامیہ

مِلَّةِ مُوسَىٰ كَمَا مَضَىٰ ۚ وَوَجِبَ أَنْ لَا يَكُونَ

از خلفائے سلسلہ موسیٰ علیہ السلام چنانکہ گذشت۔ دو واجب شد ایک ناستد  
جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ

هَذَا الْخَلِيفَةَ مِنَ الْقُرَيْشِ وَأَنْ لَا يَأْتِيَ مَعَ

ہیں خلیفہ کہ او از خلفا و است از قریش و ایک نیاید  
جو خاتم الخلفہ ہے قریش میں سے نہ ہو دے اور توار نہ اٹھائے

السَّيْفِ وَلَا يُؤْمَرُ لِلْوَعْيِ ۚ لِيَتِمَّ أَمْرُ الْمَشَابِهَةِ

بشیر و نہ حکم کند برائے جنگ تاکہ امر مشابہت بحال رسد  
اور جنگ کا حکم نہ کرے تاکہ مشابہت پوری ہو جائے۔

كَمَا لَا يَخْفَى ۚ وَوَجِبَ أَنْ يَظْهَرَ تَحْتَ حُكُومَةٍ

چنانکہ پوشیدہ نیست دو واجب شد ویکہ ظہر کرد نہ حکومت  
جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور یہ بھی لازم ہوا کہ وہ ایک دوسری قوم کی حکومت کے نیچے

قَوْمٍ آخَرِينَ الَّذِينَ هُمْ كَمِثْلِ قَوْمِ بَعْثِ

قوم دیگر کہ باشند اور آں قوم کے حضرت سید  
ظہر ہو دے جو وہ قوم مثل آں قوم کے ہو کہ حضرت سید

الْمَسِيئَةِ فِي زَمَنِ حُكُومَتِهِمْ فَانظُرْ إِلَىٰ هَذِهِ

علیہ السلام نہ نماند حکومت میں ظہر شد۔ پس یہی  
علیہ السلام اس کی حکومت کے زمانہ میں ظہر ہوئے۔ پس اس مشابہت کو دیکھو

الْمُضَاهَاةَ فَإِنَّهَا أَوْضَحُّ وَأَجْلَىٰ ۚ وَأَنْتَ تَعْلَمُ

اس مشابہت را چنانکہ آں واضح تر و روشن تر است۔ و تو میدانے کہ  
کہ کبھی واضح تر روشن تر ہے اور تو جانتا ہے کہ

سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تالوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی یضع الحرب جس کے یہ معنی ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔

غرض حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارہ بیضا کے پاس نازل ہوگا اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اس وقت باعزت دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت طاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پونچھا اور نڈا کرنا ایسا سل ہوگا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل اور تار اور ان لہٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دنیا کو ایک شہر کی مانند کر دیا۔ غرض مسیح کے زمانہ کے لیے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گی اور یہ باتیں کسی اور نبی کو میسر نہیں آئیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کا آنا ایسے زمانہ میں ہوگا جیسا کہ پہلی آسمان کے ایک کنارہ میں چمک کر تمام کناروں کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے۔ یہ بھی اسی طرف اشارہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ مسیح تمام دنیا کو روشنی پہنچانے آیا ہے اس لیے اس کو پہلے سے یہ سب سامان دیتے گئے۔ وہ خون بہانے کے لیے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لیے صلح کاری کا پیغام لایا ہے۔ اب کیوں انسانوں کے خون کئے جائیں۔ اگر کوئی مسیح کا طالب ہے تو وہ خدا کے نشان دیکھے جو صدمہ ظہور میں آئے اور آ رہے ہیں اور اگر خدا کا طالب نہیں تو اس کو چھوڑ دو اور اس کے قتل کی فکر میں مت ہو کیونکہ میں مسیح کچھ کہتا ہوں کہ اب وہ آخری دن نزدیک ہے جس سے تمام نبی جو دنیا میں آئے ڈراتے رہے۔

غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لیے لگایا جائے گا مسیح کے وقت کے لیے یاد دہانی ہے اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ املوٹ نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آئے خدا صاحب المنارہ ہوگا یعنی اس کے زمانہ میں اسلامی سچائی بندی کے انتہا تک پہنچ جائے گی جو اس منارہ کی مانند ہے جو ضایت اونچا ہو اور دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا اسی کی مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بند مینار پر اذان دیتا ہے تو وہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدر تھا کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں

ہندو مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے یکدم ان کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوص دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بائیں ہمہ میری تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے۔ تو ایک مسلمان اس کے عوص میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ جو معاملہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں۔ جس کی تفصیل کے لئے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا ہے کہ حکمت علی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔ (۱) اول والد مرحوم کے اٹرنے۔ (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے

کا نزول ہے وہ دمشق میں واقع ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منارہ سے اُس مسجد اقصیٰ کا منارہ مراد لیا ہے جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے یعنی مسیح موعود کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی۔ اور یہ مسجد فی الحقیقت دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تا دمشق مفسد کی اصلاح کرے اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارہ الیسیح کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لیے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور معہ سود واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے جس نے انہیں منارہ کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مردہ عمارت میں اسی جگہ سے زندگی کی روح پھونکی جائے گی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی جو انسان بتاتے ہیں بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے جس حربہ سے فرشتے

کام لیتے ہیں۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مسلمات نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے۔ اس کی ایسی ہی شان ہے کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہمارے سید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دینے گے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریک کے تلو سے بچاؤ مگر خود شریک نہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک

اربعین نمبر ۴

۲۲۳

یاد کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے۔  
ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جہائی دے جاؤ گے۔ سو ہوشیار ہو  
جاؤ اور اس پر آشوب زمانہ کی ذہر تم میں اثر نہ کرے۔ اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت  
صاف کرو کیلئے اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ اور اخلاقی معجزات دنیا کو  
دکھلاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں (۱) ایک  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام قدیت میں لکھا گیا ہے جو ایک اکتی شریعت  
ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشدا و  
علی الکفار رحماء بینہم..... ذالک مشاہد فی التورۃ۔ (۲) دوسرا نام احمد  
صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الہی ہے جیسا کہ  
اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ و مبعثوا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد  
اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلال اور جمالی دونوں کے جامع تھے۔ کہہ کی زندگی  
جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں۔ اور پھر یہ دونوں صفتیں  
امت کے لئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی  
زندگی عطا ہوئی اور جمالی رنگ کی زندگی کے لئے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کا منظر ٹھہرایا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے حق میں فرمایا گیا کہ یضیح المحرب یعنی

+ جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرنا گیا ہے حضور نبی کے وقت میں  
شدت تھی کہ ایمان لانا تہمت سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر تاکہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور  
پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے عورت جزیہ دیکر براۓ سے نجات پانا قبول کیا گیا  
اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔ منہ

لہ الفتح : ۳۰ لہ الصفح : ۱۰۱

یہ حوالہ صفحہ 129 پر درج ہے

اربعین نمبر 4 صفحہ 101 مشرقی روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 443 از مرزا قادیانی

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سو ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں مجر و عا کے اور کیا ہی سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اُسکا شکر کرنا سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سو وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد ہے کہ یہ سوال انکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بیدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے جسے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سارے میں ہمیں پتہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہو کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کے ساتھ رہیں کہ اس کے  
 شکر گزار اور فرمانبردار بنے رہیں۔ سو اگر ہم گوشت برطانوی سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا  
 اور رسول کی سرکشی کرتے ہیں اس صورت میں ہم سو زیادہ بدویانہ گون ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ  
 کے قانون اور شریعت کو ہم نے چھوڑ دیا۔ اس کو انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں میں جو جنگ  
 ایسے لوگ ہیں جنکا مذہب معتقدانہ عدل اور انصاف پر غالب آگیا جو یہاں تک کہ  
 وہ اپنی جہالت کو ایک ایسے خونخوار مصلحتی کے انتہائی میں ہیں کہ گویا وہ زمین کو  
 مخالفوں کے خون سے سرخ کر دیگا اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی انکا خیال ہو کہ حضرت مسیح  
 علیہ السلام بھی آسمان سے اسی غرض سے اتریں گے کہ جو مہدی کے ہاتھ سے یہود و نصاریٰ  
 زندہ رہ گئے ہیں انکے خون سے بھی زمین پر ایک صدی بھاری لیکن یہ خیالات بعض مسلمانوں  
 مثلاً شیخ محمد حنیف دہلوی اور اسکی جماعت کے سرسرخ اور کتاب اللہ کے مخالف ہیں  
 یہ نادان خون پسند ہیں اور محبت اور خیر خواہی خالق اللہ کی سرخواری میں نہیں لیکن ہمارا سچا  
 اور صحیح مذہب جسپر ہمیں یہ لوگ کافر ٹھہراتے ہیں یہ کہ مہدی کے نام پر آنیوالا کوئی نہیں  
 ہاں مسیح موجود آگیا مگر کوئی تلوار نہیں چلیگی اور امن سے سادہ سہانی سواد و محبت سے وہاں توحید  
 کی طرف ایک پلٹا کھائے گا اور وہ وقت آئے گا کہ قریبیہ کی زمین پر نہ رہے اور نہ رہا جاوے گا  
 نہ کوئی اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام۔ اور پھر ستار اپنے حقیقی خدا کی طرف رخ کر لیں گے  
 اور یاد ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم باد امن زندگی بسر کریں اسکے حقوق کو نکال دینا  
 فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہو اور جب ہم ایسے بادشاہ کی ولی صدق سے اطاعت کرتے ہیں  
 تو گویا اسی وقت عبادت کلمہ ہے ہیں کیا اسلام کی تعلیم ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے مسیح بدی کریں  
 اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگے اسپر آگ برساویں اور جو ہمیں روٹی دے اے پھر ہمیں  
 ایسے انسان کو اور کون زیادہ بد ذات ہوگا کہ جو احسان کر نیوالے کے ساتھ بدی کا خیال  
 بھی دل میں لاوے۔

باوا صاحب کے ہاتھوں کی یادگاہ ہے۔ اور گنتہ کے شہد تو بہت پیچھے سے اکٹھے کئے گئے ہیں۔ جس میں محققوں کو بہت کچھ کلام ہے۔ خدا جلنے اس میں کیا کیا تصرفات ہوئے ہیں۔ اور کن کن لوگوں کے کلام کا ذخیرہ ہے۔ خیر یہ قصہ اس جگہ کے لائق نہیں ہے۔ بہا ما اصل مطلب تو یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کیلئے تازہ الہامات کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ اور وہ الہامات اقتداری قوت سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی شیطان جن بھوت میں اقتداری قوت نہیں ہے۔ اور امام الزمان کے الہام سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزمان اپنی جبلت میں قوت امامت رکھتا ہے اور دست قدرت نے اسکے اندر پیشرومی کا خاصہ ٹھونکا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا۔ بلکہ جیسا کہ اُس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہے۔ ایسا ہی وہ عالم مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو اُنکا سورج قرار دیتا ہے اور یہ سنت الہی یہاں تک اسکی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکھیوں میں بھی یہ نظام موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہوتا ہے جو بحسب کہلاتا ہے۔ اور جہاں سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں۔ اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ** اولی الامر سے مراد جہاں طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جہاں طور پر جو شخص بہا سے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سوائے مطیع رہیں۔



ازالہ اوہام

۴۱۱

صنوع

ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جُزْءِ کُلِّ شَيْءٍ دَاخِلٌ فِيهِ ہوتی ہے۔ لیکن مسیح ابن مریم جس پر نبیل نازل ہوئی جس کے ساتھ جبرئیل کا بھی نازل ہونا ایک لائق امر سمجھا گیا ہے کسی طرح اُمتی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اُس پر اُس وحی کا اتباع فرض ہوگا جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی جیسا کہ رسولوں کی شان کے لائق ہے اور جب وہ اپنی وحی کا مسیح ہوا اور جو نبی کتاب اس پر نازل ہوگی اُسی کی اُس نے پیروی کی تو پھر وہ اُمتی کیونکر کہلائے گا اور اگر یہ کہو کہ جو احکام اُس پر نازل ہوئے وہ احکام تشریحیہ کے مخالف نہیں ہوں گے تو میں کہتا ہوں کہ محض اس توار کی وجہ سے وہ اُمتی نہیں ٹھہر سکتا صاف ظاہر ہے کہ بت ساحلہ تورات کا قرآن کریم سے کلی مطابقت ہے تو کیا خود باقیہ اس توار کی وجہ سے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کی اُمت میں شمار کئے جائیں گے۔ توار اور چیز ہے اور محکوم بن کر تابع اور جو جانا اور چیز ہے ہم بھی لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں نسرمانا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں طبع اور محکوم ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطلع اور صرف اپنی اس وحی کا مسیح ہوتا ہے جو اس پر بلدیہ جبرئیل نازل ہوتی ہے اب یہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرئیل ملا کہ آسمان سے وحی لانے لگے اور وحی کے ذریعہ سے انہیں تمام اسلامی عقائد اور رسوم اور صلوات اور زکوٰۃ اور حج اور مسیح سائل فقہ کے سکھائے گئے۔ تو پھر حال یہ مجموعہ احکام و روایات کیا لائق کہلائے گا۔ اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پڑھ کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کسی حضرت جبرئیل اُن پر نازل نہیں ہوئے بلکہ وہ بجلی مسلوب النبوت ہو کر اُمتوں کی مسیح بن جائیں گے تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نازل فرض کیا ہلوسے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل نازل اور پھر خُتُب ہو جائیں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی ٹہری ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت

کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور انکی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور ڈکے دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لئے ان لوگوں نے فتوے دیئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے۔ اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کر کے اس قسم کے اشتہار میوے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ شخص اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے۔ اور ہمیشہ انگریزی سلطنت کی تعریف کرتا ہے۔ اور ایک باعث یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھہراتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کے سچے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس خونخوئی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں۔ بے شک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کا بڑا نقصان کیا ہے۔ کہ میں نے ایسے خونخوئی مہدی کا آنا سراسر جھوٹ ثابت کر دیا ہے جس کی نسبت ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ اگر بے شمار روپیہ انکو دیگا۔ مگر میں معذور ہوں۔ قرآن اور حدیث سے یہ بات بپائیہ ثبوت نہیں پہنچتی کہ دنیا میں کوئی ایسا مہدی آئیگا جو زمین کو خلاء میں غرق کر دے گا۔ پس میں نے ان لوگوں کا بجز اس کے کوئی گناہ نہیں کیا کہ اس خیالی ٹوٹ مار کے روپیہ سے میں نے ان کو محروم کر دیا ہے۔ میں خدا سے پاک الہام پا کر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اسحاق اسچے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دور ہو جائیں۔ اور نفسانی جذبات سے انکے سینے دھوئے جائیں۔ اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور علم اور میدان روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جا۔ اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں۔ اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رنگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار

۲۹۳

یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل کو پابند ہیں۔ اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لئے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں۔ تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہو گا۔ اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خود بھوکے گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہو گی۔ مگر میں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے۔ اور نہ میں اس وقت یہ استغاثہ کرتا ہوں کہ کیوں وہ ہر وقت میرے قتل کے درپے ہیں اور کیوں میرے قتل کے لئے بڑے فتوسہ و ششلیعہ کر رہے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ یہ ارادے ان کے جیث ہیں۔ کیونکہ کوئی چیز زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر نہ ہو لے۔ اور میں ان کی بدی کے عوض میں ان کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور وہ خدا اور مخلوق کے حقوق کے شناسا ہو جائیں۔ مگر چونکہ ان لوگوں کی عداوت حد سے بڑھ گئی ہے۔ اس لئے میں نے ان کی اصلاح کے لئے اور ان کی بھلائی کے لئے بلکہ

مجھ میں نے اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ میری جماعت میں ۲۰ آدمی ہے۔ لیکن اب وہ شمار بہت بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ زور سے ترقی ہو رہی ہے۔ اب میں یقین رکھتا ہوں کہ میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور میری فراسد یہ پیشگوئی کرتی ہے کہ تین سال تک ایک لاکھ تک میری اس جماعت کا عدد پہنچ جائے گا۔ منہ

۲۹۵

۵۲۷

بہت کچھ عام مسلمانوں کی طرف سے یہ فرقہ ایذا بھی پارہا ہے۔ لیکن چونکہ اہل عقل دیکھتے ہیں کہ خدا سے پوری صفائی اور اس کی مخلوق سے پوری ہمدردی اور حکام کی اطاعت میں پوری تیاری کی تعلیم اسی فرقہ میں دیکھائی ہے۔ اس لئے وہ لوگ طبعاً اس فرقہ کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ بہت کچھ مخالفوں کی طرف سے کوششیں بھی ہوئیں کہ اس فرقہ کو کسی طرح نابود کر دیں مگر وہ سب کوششیں ضائع گئیں۔ کیونکہ جو کام خدا کے ہاتھ سے اور آسمان سے ہو انسان اسکو ضائع نہیں کر سکتا۔ اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ معنی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صد ہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔

سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اقل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے عبرت و شکست کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہوگا۔ جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تلامذہ انبیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔

پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تاکہ اس نام کو سننے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔ سوائے دوستو

۳۹۹

کے لیے وہ کتابیں اکثر مسلمانوں میں تقسیم کی ہیں جن کا ایک ذخیرہ میرے پاس بھی موجود ہے جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدکار - زانی - شیطان - ڈاکو - ٹیڑھا - وغنا باز - و جال وغیرہ دلائل ناموں سے یاد کیا ہے۔ اور گو ہماری گورنمنٹ محض اس بات سے روکتی نہیں کہ مسلمان بالمتقابل جواب دیں لیکن اسلام کا مذہب مسلمانوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی مقبول القوم نبی کو بُرا کہیں یا مخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو پاک اعتقاد عام مسلمان رکھتے ہیں اور جس قدر محبت اور تعظیم سے اُن کو دیکھتے ہیں وہ ہماری گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کے روکنے کے لیے بہتر طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریقی مخالف کو ہدایت فرما دے کہ وہ اپنے منہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے اور صرف اُن کتابوں کی بنا پر اعتراض کرے جو فریقی متقابل کی مسلم اور مقبول ہوں اور اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مسلم کتابوں پر وارد نہ ہو سکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کر سکتی تو یہ تدبیر عمل میں لاوے کہ یہ قانون صادر فرما دے کہ ہر ایک فریقی صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریقی پر ہرگز حملہ نہ کرے۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسا ہو اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ قوموں میں صلح کاری پھیلانے کے لیے اس سے بہتر اور کون تدبیر نہیں کہ کچھ عرصہ کے لیے مخالفانہ طے روک دیتے جائیں۔ ہر ایک شخص صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے کا ذکر زبان پر نہ لاوے اگر گورنمنٹ عالیہ میری اس درخواست کو منظور کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ چند سال میں تمام قوموں کے کینے دُور ہو جائیں گے اور بجائے بغض محبت پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ کسی دوسرے قانون سے اگرچہ مجرموں سے تمام جیلخانے بھر جائیں مگر اس قانون کا اُن کی اخلاقی حالت پر نہایت ہی کم اثر پڑے گا۔

(۳) تیسرا امر جو قابل گذارش ہے یہ ہے کہ میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لیے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلح کاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ جو بدائیں اس فرقہ کے لیے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مُرید کو دیا ہے کہ اُن کو اپنا دستور العمل رکھے۔ وہ بدائیں میرے اُس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مُریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا ہم تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی تھی

۱۔ ان شرائط میں سے چند شرطوں کی مبالغہ کی جاتی ہے۔ شرط دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچنا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیا ہی جذبہ پیش آوے۔ شرط چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عورت اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز

ان کتابوں کے دیکھنے کے بعد ہر ایک شخص اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جو شخص برابر اٹھارہ برس سے ایسے جوش سے کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں گورنمنٹ انگلشیہ کی تائید میں ایسے پُر زور مضمون لکھ رہا ہے اور ان مضمونوں کو صرف انگریزی عملداری میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی شائع کر رہا ہے کیا اس کے حق میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں؟ گورنمنٹ متوجہ ہو کر سوچے کہ یہ مسلسل کارروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر آمادہ کرنے کے لیے برابر اٹھارہ برس سے ہو رہی ہے اور غیر ملکوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ ہم کیسے امن اور آزادی سے زیر سایہ گورنمنٹ برطانیہ زندگی بسر کرتے ہیں یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے اور غیر ملک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور ایسے اشتہارات کے پہنچانے سے کیا مدعا تھا؟ گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ہزاروں مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے ہر ایک طور کا بدگونی اور بداندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا۔ اس تکفیر اور ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پریشہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکرگذاری کے لیے ہزار ہا اشتہارات شائع کئے گئے اور ایسی کتابیں بلا دعر ب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں؟ یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ اگر گورنمنٹ توجہ فرماوے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔ میں زور سے کتابوں اور میں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جان نثار می نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لیے خطرناک نہیں۔ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ میں نے بہت سی مذہبی کتابیں تالیف کر کے عملی طور پر اس بات کو بھی دکھلایا ہے کہ ہم لوگ سکھوں کے عہد میں کیسے مذہبی امور میں مجبور کئے گئے اور فرائض و دعوت دین اور تائید اسلام سے روکے گئے تھے اور پھر اس گورنمنٹ محسنہ کے وقت میں کسی قدر مذہبی آزادی بھی ہمیں حاصل ہوئی کہ ہم پادریوں کے مقابل پر بھی جو گورنمنٹ کی قوم میں داخل ہیں پورے زور سے اپنی حقانیت کے دلائل پیش کر سکتے ہیں۔ میں سچ سچ کتابوں کی ایسی کتابوں کی تالیف سے جو پادریوں کے مذہب کے رد میں لکھی جاتی ہیں گورنمنٹ کے عادلانہ اصولوں کا اعلیٰ نمونہ لوگوں کو متا ہے اور غیر ملکوں کے لوگ خاص کر اسلامی بلاد کے نیک فطرت جب ایسی کتابوں کو دیکھتے ہیں جو ہمارے ملک سے ان ملکوں میں جاتی ہیں تو ان کو اس گورنمنٹ سے نہایت انس پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ گورنمنٹ در پردہ مسلمان ہے۔ اور اس طرح پر ہماری قلموں کے ذریعے سے گورنمنٹ ہزاروں دلوں کو فتح کرتی جاتی ہے۔

دینی پادریوں کے نہایت دل آزار حملے اور توہین آمیز کتابیں در حقیقت ایسی تھیں کہ اگر آزادی کے ساتھ ان کی مدافعت نہ کی جاتی اور ان کے سخت کلمات کے عوض میں کسی قدر مذہباً سختی استعمال

یہ دو درخواست ہے جس کا ترجمہ انگریزی بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہار و بنگالہ رونا مذکور گیا ہے

{ اُسید رکھتا ہوں کہ اس درخواست کو جو میرے اور میری  
جماعت کے حالات پر مشتمل ہے فوراً درجہ سے پڑھلائے }

## بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہار و بنگالہ

چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مذہب اور معتز زعمہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے تو تعلیم باب جیسے بی اے اور ایم اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے جو اس ملک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے اس لیے میں نے قرین معلومت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیا اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں حضور لفٹیننٹ گورنر بہار کو آگاہ کروں۔ اور یہ ضرورت اس لیے بجا پیش آئی کہ یہ ایک معمول بات ہے کہ ہر ایک فرقہ جو ایک نئی صورت سے پیدا ہوتا ہے گورنمنٹ کو حاجت پڑتی ہے کہ اس کے اندرونی حالات دریافت کرے اور بسا اوقات ایسے نئے فرقہ کے دشمن اور خود غرض جن کی عداوت اور مخالفت ہر ایک نئے فرقہ کے لیے ضروری ہے گورنمنٹ میں خلافت واقعہ خبریں سنچتے ہیں اور مستر ذیادہ مخبر لوں سے گورنمنٹ کو پریشان میں ڈالتے ہیں پس چونکہ گورنمنٹ عالم الغیب نہیں ہے اس لیے ممکن ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ایسی مخبر لوں کی کثرت کی وجہ سے کسی قدر بدظنی پیدا کرے یا بدظنی کی طرف مائل ہو جائے لہذا گورنمنٹ عالیہ کی اطلاع کے لیے چند ضروری امور ذیل میں لکھتا ہوں۔

(۱) سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت دار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ چنانچہ صاحب چیف کسٹرن بہار پنجاب کی شخصی نمبری ۵۶۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۵ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان کیسے سرکار انگریزی کے سچے وفادار اور نیک نام

بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنا دیا ہے۔ (۱) اول والد مرحوم کے اثر نے (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے امانے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔ صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحقی حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لیے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لیے ان لوگوں نے فتوے دیتے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کر کے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ یہ شخص اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے اور ہمیشہ سلطنت انگریزی کی تعریف کرتا ہے اور ایک باعث یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھہراتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کے سچے امام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس خونی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں۔ بیشک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کا بڑا نقصان کیا ہے کہ میں نے ایسے خونی مہدی کا آنا سراسر جھوٹ ثابت کر دیا ہے جس کی نسبت ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آ کر بے شمار روپیہ ان کو دے گا مگر میں معذور ہوں۔ قرآن اور حدیث سے یہ بات بپائیہ ثبوت نہیں پہنچتی کہ دنیا میں کوئی ایسا مہدی آئے گا جو زمین کو خون میں غرق کر دے گا۔ پس میں نے ان لوگوں کا بجز اس کے کوئی گناہ نہیں کیا کہ اس خیالی لوٹ مار کے روپیہ سے میں نے ان کو محروم کر دیا ہے میں خدا سے پاک الہام پا کر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دور ہو جائیں اور نفسانی جذبات سے ان کے سینے دھوئے جائیں اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور علم اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لیے نوبت بن جائیں اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں۔ اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر

سے میں نے اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ میری جماعت تین سو آدمی ہیں، لیکن اب وہ شمار بست بڑھ گیا ہے کیونکہ زور سے ترقی ہو رہی ہے۔ اب فی یقین لکھتا ہوں کہ میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور میری فراست یہ پیشگوئی کرتی ہے کہ تین سال تک ایک لاکھ تک میری اس جماعت کا عدد پہنچے گا۔



کہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہو گا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خود ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی مگر میں نہیں کتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے اور نہ میں اس وقت یہ استغاثہ کرتا ہوں کہ کیوں وہ ہر وقت میرے قتل کے درپے ہیں اور کیوں میرے قتل کے لیے جھوٹے فتوے شائع کر رہے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ بد ارادے ان کے عیشت ہیں۔ کیونکہ کوئی چیز زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر نہ ہوئے۔ اور میں ان کی بدی کے عوض میں ان کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ انہیں نیکیوں سے کھوے اور وہ خدا اور مخلوق کے حقوق کے مشناسا ہو جائیں مگر چونکہ ان لوگوں کی عداوت حد سے بڑھ گئی ہے اس لیے میں نے ان کی اصلاح کے لیے اور ان کی بھلائی کے لیے بلکہ تمام مخلوق کی خیر خواہی کے لیے ایک تجویز سوچی ہے جو ہماری گورنمنٹ کی امن پسند پالیسی کے مناسب حال ہے جس کی تمہیل اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ عیسن گورنمنٹ جس کے احسانات سب سے زیادہ مسلمانوں پر ہیں، ایک یہ احسان کرے کہ اس ہر روزہ تکفیر اور تکذیب اور قتل کے فتوؤں اور منصوبوں کے روکنے کے لیے خود درمیان میں ہو کر یہ ہدایت فرمادے کہ اس تنازعہ کا فیصلہ اس طرح ہو کہ مدعی یعنی یہ عاجز جس کو سبب ہونے کا دعویٰ ہے اور جس کو یہ دعویٰ ہے کہ جس طرح نبیوں سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا تھا اسی طرح مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور غیب کے بعید مجھ پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور آسمانی نشان دکھلائے جاتے ہیں۔ یہ مدعی یعنی یہ عاجز گورنمنٹ کے حکم سے ایک سال کے اندر ایک ایسا آسمانی نشان دکھلاوے ایسا نشان جس کا مقابلہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ جو زمین پر رہتے ہیں نہ کر سکے اور مسلمانوں کی قوموں یا دوسری قوموں میں سے کوئی ایسا مہم اور خواب بین اور معجزہ ناپسند نہ ہو سکے جو اس نشان کے ایک سال کے اندر نظیر پیش کرے اور ایسا ہی ان تمام مسلمانوں بلکہ ہر ایک قوم کے پیشواؤں کو جو مہم اور خدا کے مقرب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہدایت اور نمائش ہو کہ اگر وہ اپنے تئیں سچ پر اور خدا کے مقبول سمجھتے ہیں اور ان میں کوئی ایسا پاک دل ہے جس کو خدا نے ہمکلام ہونے کا شرف بخشا ہے اور انہی طاقت کے نمونے اس کو دیتے گئے ہیں تو وہ بھی ایک سال تک کوئی نشان دکھلاویں۔ پھر بعد اس کے اگر ایک سال تک اس عاجز نے ایسا کوئی نشان نہ دکھلایا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور انسانی ہاتھ کی طوئی سے بھی بلند تر ہو یا یہ کہ نشان نہ دکھلایا مگر اس قسم کے نشان اور مسلمانوں یا اور قوموں سے بھی ظہور میں آگئے تو یہ سمجھا جائے کہ نہیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں اور اس صورت میں مجھ کو کوئی سخت سزا دی جائے گی موت

سے قلم خدا:

اس گورنٹ علیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور  
اس سے نیکی کر جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔  
آمین۔

# کَشْفُ الْغَطَاءِ

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے  
بمقتور گورنٹ علیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور  
نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصول اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور  
نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت خلاف خیالات پھیلاتا  
جاتے ہیں۔

اور یہ مولف

تاج عزت جناب ملک مظفر قیسرہ ہندو ام قبایہ کا واسطہ ڈال کر  
بخدمت گورنٹ علیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے بارے میں گزارش  
کتاب ہے کہ بڑے غریب ہندی درگم گسری اس رسالہ کو تول سے آنک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔

یہ رسالہ تالیف ہو کر ۲۴ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء اسلام قادیانی میں باہتمام حکیم فضل اللہ صاحب  
ملک مطبع کے مطبوعہ ہوا۔

میں تاج عزت عالیجناب حضرت کرم معظمہ قیسرہ ہند دلم اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں  
کہ اس رسالے کو ہمارے اعلیٰ مرتبہ حکام توجہ سے اول سے آخر تک پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَحْمَدٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

چونکہ میں جس کا نام غلام احمد لودہا ہے کا نام میرزا غلام مرتضیٰ ہے قلیان ضلع گوند اسوہ  
پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے۔  
لودہ نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع لودہ راج پور لودہ بھٹی اور مدراس اور ملک عرب ایشام  
لودہ بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہذا میں قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ  
مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات لودہ میری  
جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کریں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ نیا فرقہ ان ملکوں  
میں دن بدن ترقی پر ہے۔ یہاں تک کہ بہت سے دیسی افسر اور معزز رئیس اور جاگیر دار لودہ  
نامی تاجر اس فرقہ میں داخل ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اس لئے عام خیال کے مسلمانوں  
لودان کے مولیوں کو اس فرقہ سے دلی عناد اور حسد ہے اور ممکن ہے کہ اس حسد کی وجہ سے  
خلافت واقعہ امور گورنمنٹ تک پہنچائے جائیں۔ سو اسی لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ  
کے ذریعہ سے اپنے پتے واقعات اور اپنے مشن کے اصولوں سے اس محسن گورنمنٹ کو مطلع کروں۔  
اب میں صفائی بیان کے لئے ان امور کے ذکر کو پانچ شلخ پر تقسیم کرتا ہوں۔  
اول یہ کہ میں کون ہوں اور کس خاندان سے ہوں؛ سو اس بارے میں اس قدر ظاہر کرنا کافی  
ہے کہ میرا خاندان ایک خاندان ریاست ہے۔ لودہ میرے بزرگ والیان ملک اور  
نود بختار اسی وقت میں یکدم تباہ ہوئے۔ اور سرکار انگریزی کا

فائزہ بارات

الحمد لله والمنة  
کہ

یہ رسالہ مبارکہ جس میں حضرت ملکہ معظمہ قیسرہ و ام اقبالہا  
کی برکات کا ذکر ہے اور یہ بیان ہے کہ جناب ملکہ مدوحہ کے  
عہد عدالتِ مہدی میں اور ان کے نہایت روشن ستارہ کی  
تاثیر سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتیں ظہور میں  
آئی ہیں منطبع ہو کر انہی وجوہ کی مناسبت سے نام اس کا

# ستارہ قیسرہ

رکھالیا

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین  
صاحب مالک مطبع کے چھپ کر ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء کو  
شائع ہوا

قیمت ۲۰

تعداد جلد ۲۵۰

نمبر صفحہ 18۲1 مندرجہ دہائی خزانہ جلد 15 صفحہ 109 تا 126 اور مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 137 پر درج ہے

## بھنور عالی شان قیصرہ ہند ملکہ معظمہ شہنشاہ ہندوستان و انگلستان

### ادام اقبالہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالیجاہ قیصرہ ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے اور اقبال اور جاہ و جلال میں ترقی دے۔ اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عزیزہ کے لکھنے والا جس کا نام میرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے۔ جو لاہور سے تھینا باغ فاصلہ شتر میل مشرق اور شمالی کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اس ملک کے سب کو تمام رہنے والوں کو بوجہ ان آراموں کے جو حضور قیصرہ ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور واگستری سے حاصل ہو رہا ہے۔ اور بوجہ ان تدابیر امن عامہ اور تجاویز آسائش جمیع طبقات رعایا کے جو کروڑ ہا روپیہ کے خرچ اور بے انتہا فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں۔ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احسان کے درجہ بدرجہ محبت اور ولی اطاعت ہے کہ بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کرتا ہوں کہ در پردہ کچھ ایسے بھی ہیں۔ جو وحشیوں اور دزدوں کی طرح بسر کرتے ہیں۔ لیکن اس عاجز کو بوجہ اس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقوق کی نسبت مجھے حاصل ہے جس کو میں اپنے رسالہ تحفہ قیصرہ میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ وہ اعلیٰ درجہ کا

اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور مکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے۔ جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا۔ جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں اسی ہی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جوش شخصت سالہ جوہلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب مدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قومی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی۔ اور اُمید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا۔ اور اس امید اور یقین کا موجب حضور قیصرہ ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے جن کی تمام ممالک مشرقیہ میں دھوم ہے۔ اور جناب مکہ معظمہ کے وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں ایسے بے مثل ہیں۔ جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے۔ مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا۔ اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہر یہ عاجز اندہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور مکہ معظمہ میں پیش ہوا۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے۔ جس میں جناب مکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں۔ لہذا اس شخص ظن نے جو میں حضور مکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرہ جناب مدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عرضہ روانہ کرتا ہوں۔ اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کیلئے جرات کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز خاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں

کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک خود مختار ریاست کے والی تھے۔ اور میرے  
 پر دادا صاحب مرزا گل محمد اس قدر دانا اور مدبر اور عالی ہمت اور نیک مزاج  
 اور ملک داری کی خوبیوں سے موصوف تھے کہ جب دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی  
 سلطنت باعث نالیاقتی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی کے کمزور ہو گئی۔ تو بعض  
 دنلاء اس کوشش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب موصوف کو جو تمام شرائط  
 بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے۔ اور خاندان شاہی میں  
 سے دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے۔ لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر  
 کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام مستوری میں نہ آئی۔ اور ہم برکتوں  
 کے عہد میں بہت سی سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے  
 بے دخل کر دیئے گئے اور ایک ساعت بھی امن کی نہیں گذرتی تھی۔ اور انگریزی  
 سلطنت کے قدم مبارک کے آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل  
 چکی تھی اور صرف پانچ گاؤں باقی رہ گئے تھے اور میرے والد صاحب مرزا غلام تھنی  
 مرحوم جنھوں نے برکتوں کے عہد میں بڑے بڑے صدقات دیکھے تھے۔ انگریزی  
 سلطنت کے آنے کے ایسے منظر تھے جیسا کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منظر ہوتا  
 ہے۔ اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا۔ تو وہ اس نعمت  
 یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا  
 خزانہ مل گیا اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جان نثار تھے۔ اسی وجہ سے  
 انھوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکار  
 انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لئے  
 مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت انکی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ  
 کو مدد دیں۔ اور اگر ۱۸۵۷ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سو سوار تک اور بھی

مدد دینے کو طیار تھے۔ غرض اس طرح انکی زندگی گذری۔ اور پھر انکے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو ہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو۔ فارسی۔ عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاو شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نا فہم طاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی۔ کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔ اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوسہ کے جلتے ہوئے تنور سے نہات پائی ہے۔ اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی اس مہار کہ قیصر ہند دام ظلہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کرے۔



میں نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا یہی حالت اور خدمات اور دعوات گزارش کئے تھے۔ اور میں اپنی جناب ملکہ معظمہ کے اخلاق و سیر پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا۔ اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعا گو کا وہ عاجز نہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا۔ اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا تو اس کا جواب نہ آتا۔ بلکہ ضرور آتا ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے پُر رحمت اخلاق پر کمال و لوق سے حاصل ہے۔ اس یاد دہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا۔ اور اس عریضہ کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈالی کر ہاتھوں کو اس پر ارادت خطا کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خیر اور عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچائے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے۔ اپنی پاک فراست سے شناخت کر لیں۔ اور رعیت پروری کے رُوسے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرماویں اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے لئے بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر لوہڈمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تاکہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ ہمارے قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلائی اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے۔

اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے بارغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں۔ آسمانی آپہنشی سے اس میں امداد فرماوے۔ سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔ تائیں اُس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں۔ اُس نے مجھے بے انتہاد برکتوں کے ساتھ چھوڑا اور پینا مسیح بنایا تا وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے ۛ

اسے قیصرہ مبارکہ خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچا دے۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور داد گستری میں بڑھ کر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں کہ مسیح موعود آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑیا اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ سولے ملکہ مبارکہ معظمہ قیصرہ ہند وہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔ اور جو تعصب سے خالی ہو۔ وہ سمجھ لے۔ اسے ملکہ معظمہ یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راستباز بچوں کی طرح ہیں وہ شریر سانپوں کے ساتھ کھیلتے ہیں اور تیرے پُر امن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب

تیرے عہد سلطنت سے زیادہ پُر امن اور کونسا عہد سلطنت ہو گا۔ جس میں مسیح موعود آئے گا ہاے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت بظہا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے فرائض عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ اے مبارک اور با اقبال ملکہ زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے ان کتابوں میں صریح تیرے پُر امن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں۔ مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا۔ جیسا کہ ایلیا نبی یوحنا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا ہی اپنی خو اور طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔ سو اس جگہ جی ایسا ہی ہوا کہ ایک تیرے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خو اور طبیعت دی گئی۔ اس لئے وہ مسیح کہلایا۔ اور ضرور تھا کہ وہ آتا۔ کیونکہ خدا کے پاک نوشتوں کا ملنا ممکن نہیں۔ اے ملکہ معظمہ اے تمام رعایا کی فخر۔ یہ قدیم سے عادت اللہ ہے۔ کہ جب شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے اور رحمت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لئے اس کا دل دروند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت الہی جوش مارتی ہے۔ اور اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی روحانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے۔ اور اس کا مل ریخارم کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ خلافت پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک زمین منجی کی صورت

میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رُوسے طبعاً ایک آسمانی  
 منجی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ کیونکہ  
 اُس وقت کا قیصر روم ایک نیک نیت انسان تھا۔ اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین  
 پر ظلم ہو۔ اور انسانوں کی بھلائی اور نجات کا طالب تھا۔ تب آسمان کے  
 خدا نے وہ روشنی بخشے والا چاند ناصرہ کی زمین سے چڑھایا۔ یعنی عیسیٰ مسیح۔  
 تا جیسا کہ ناصرہ کے لفظ کے معنی عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبزی ہے۔  
 یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے۔ سوائے ہماری پیاری قیصر ہند  
 خدا تجھے دیرگاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی  
 اس قیصر روم سے کم نہیں ہے۔ بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ اس سے بہت  
 زیادہ ہے۔ کیونکہ تیری نظر کے نیچے جس قدر غریب رعایا ہے جس کی تو اے ملکہ معظمہ  
 قیصر ہمدردی کرنا چاہتی ہے۔ اور جس طرح تو ہر ایک پہلو سے اپنی عابوزرعیت  
 کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور رحمت پروردی کے نمونے  
 دکھائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گذشتہ قیصروں میں سے کسی میں بھی نہیں  
 پائے جاتے۔ اس لئے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیکی اور فیاضی سے رنگین  
 ہیں۔ سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اے ملکہ معظمہ اپنی  
 تمام رحمت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے درد مند ہے اور رحمت پروردی  
 کی تدبیروں میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹا دے۔  
 سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور  
 سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔ خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے  
 درد مندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں  
 اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا تا دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے

سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا۔ اور تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا۔ اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے رُوسے مسیح موعود حکم کہلاتا ہے اس لئے ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا۔ اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی طرف اشارہ ہو جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے۔ اور تا مسیح موعود کا نام جو حکم ہے۔ اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو۔ اور اسلام پور قاضی ماجھی اُس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھ کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا۔ اور پھر اور بھی تغیر پا کر قادیاں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک بڑے پُر معنی نام ہیں۔ جو ایک لن میں سے رُوحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہو۔ اور دوسرا رُوحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے۔ اسے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری بہر دی رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اُٹھ رہے ہیں۔ تا تمام ملک کو رشک بہار بناویں۔ شریہ ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر نہیں کرتا۔ اور بد ذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر

آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کیلئے آپ رواں کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں۔ بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اسے بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اُس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اُس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تاپر ہمیزگاری اور پاک اخلاق اور صلحکاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے۔ کہ ایک عیب مسلمانوں میں اور ایک عیب عیسائیوں میں ایسا ہے جس سے دو سچی روحانی زندگی سے دُور پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ عیب اُن کو ایک ہوسنے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سرسرخ غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں۔ اور اس جنون سے ایک بگناہ کو قتل کر کے ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزار ہا مسلمانوں کے دل میری بائیس تیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض غیر مالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو۔ اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو۔ اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں

اسلام میں تلوار کا حکم ہوا۔ کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لئے نہیں کھینچی گئی تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا۔ انسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کئے ہیں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونِ سح اور خونِ مہدی کے منتظر ہیں۔ جو انکے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دے گا۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی لڑائی نہیں کرے گا اور نہ تلوار اٹھاے گا بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نو اور خلق پر ہوگا اور انکے رنگ سے ایسا رنگین ہوگا کہ گویا ہو ہو رہی ہوگا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر انکے دوسری قوموں سے بغض رکھتے ہیں مگر مجھے خدا نے اس لئے بھیجا ہے کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں۔ اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا ہے وہ اسی فیصلہ کے لئے ہے۔

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل شریف میں نور کہا گیا ہے خود بائبل لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ طعون انسان کا دل خدا سے بکلی برگشتہ اور دور اور مجبور ہو کر ایسا گندہ اور ناپاک ہو جائے۔ جس طرح جذام سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اور عرب اور عبرانی کے اہل زبان اس

بات پر متفق ہیں کہ طعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے۔ جبکہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے توڑ دے۔ اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے تجویز کرنا ادا کے پاک اور منور دل کو نعوذ باللہ شیطان کے تاریک دل سے مشابہت دینا اور وہ جو بقول انکے خدا سے نکلا ہے اور وہ جو سراسر نور ہے۔ اور وہ جو آسمان سے ہے۔ اور وہ جو علم کا دروازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے۔ اسی کی نسبت نعوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور برگشتہ ہو کر اور معرفت الہی سے نابینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا۔ اور اس لقب کا مستحق ہو گیا جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ اس کے سننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے۔ اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا خدا کے مسیح کا بل خدا سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا۔ جس میں وہ خدا سے بیزار اور حقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے ادبی ہے قریب ہے جو آسمان اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ غرض مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں ایک بددلی ہے اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بداندیشی ہے۔ اگر یہ ممکن ہے کہ نور کے ہوتے ہی اندھیرا ہو جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نعوذ باللہ کسی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہرناک کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسی بے ادبی پر موقوف ہے۔ تو بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرنا بہ نسبت اس بات کے اچھا ہے کہ مسیح جیسے نور اور نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا

ملا



کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں۔ کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصلاح پذیر ہو جائے۔ اور میں شکر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں ارادوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدائے معجزات تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت تکلیف اٹھانی نہیں پڑی اور ہزار ہا مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادت نشانوں کو دیکھ کر میرے تابع ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دیئے۔ جو وحشیانہ طور پر ان کے دلوں میں تھے۔ اور میرا گروہ ایک سچا غیر غماہ امن گورنمنٹ کا بن گیا ہے جو برٹش انڈیا میں سب سے اول درجہ پر جو شہر اطاعت دل میں رکھتے ہیں جسے مجھے بہت خوشی ہے اور عیسائیوں کا یہ عجیب دور کرنے کے لئے خدا نے میری وہ مدد کی ہے جو میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں شکر کر سکوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بہت۔۔۔ تفسی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب پر سے بچالیا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں خشتی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے جیسا کہ آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوگی۔ آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا معجزہ دکھلاؤ لگھا سو آپ نے یہ معجزہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو انجیلوں سے ہمیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اسکے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہے وہ یہ ہے کہ دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے۔

اور ایک مدت تک کوہ پیمان میں رہے۔ اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پاکر سرینگر میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور سرینگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے حج ہندوستان میں یہ ایک بڑی فتح ہے جو مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جلد تر یا کچھ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ یہ دو بزرگ قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی جو مدت سے بچھڑی ہوئی ہیں۔ باہم شیر و شکر ہو جائیں گی اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہہ کر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں گی۔ چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے۔ اس لئے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی قوموں کے اتقاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ جیسا کہ قانون سڈیشن کے بعض دفعات سے ظاہر ہے۔ اصل بعید یہ ہے کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک طیاری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ہماری فکر معظمہ کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دیئے ہیں کہ دونوں قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے۔ کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے۔

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقلمند یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھے گا۔ کہ نعوذ باللہ کس وقت ان کا دل لعنت کی زہرناک کیفیت سے رنگین ہو گیا تھا۔ کیونکہ لعنت مصلوب ہونے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ آپ کی ان دعاؤں کی برکت سے جو ساری رات باغ میں کی گئی تھیں۔ اور فرشتے کی اس منشاء کے موافق جو پلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی سفارش کے لئے

ظاہر ہوا تھا۔ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کے موافق جو آپ نے یونس نبی کا تین دن مچھل کے پیٹ میں ہنپانے انجاکار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے مچھل سے جو لعنت ہے نجات بخشی۔ اور آپ کی یہ دردناک آواز کہ ایللی ایللی لما سبتقتانی۔ جناب الہی میں سُنی گئی۔ یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اچھل پڑے گا۔ سو بلاشبہ یہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی برکات کا ایک مچھل ہے جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تھینا انیس سو برس کی بیجا تہمت سے پاک کیا۔

اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریضہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں یہ جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گزاری کو حضور قیصرہ ہند دام ملکہا میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ ناپیار و دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس ٹھنڈے قیصرہ ہند دام ملکہا کو ہماری طرف سے نیک جزا دے۔ اور وہ فضل اُس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا تک محدود ہو۔ بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو

یہ بات کس طرح قبول کے لائق نہیں اور اس امر کو کسی دانشمند کا دانش قبول نہیں کر سکتا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ ارادہ مصمم ہو کہ مسیح کو پھانسی دے مگر اس کا فرشتہ خواہ خواہ مسیح کے پھرانے کے لئے تڑپتا پھوے۔ کہیں پلاطوس کے دل میں مسیح کی محبت ڈالے اور اسکے مُنہ سے یہ کہلاوے کہ میں یسوع کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا اور کہیں پلاطوس کی بیوی کے پاس خواب میں جاوے اور اسکو کہے کہ اگر یسوع مسیح پھانسی مل گیا تو پھر اس میں تمہاری غیرت نہیں ہے یہ کیسی عجیب بات ہے کہ فرشتہ کا خدا سے اختلاف ملے۔ منہ

یہ ترجمہ ہے کہ میرے خدا۔ اسے میرے خدا تو نے کیوں بے سمجھ دیا۔ منہ

آخرت کو ہوگی وہ بھی عطا فرماوے اور اس کو خوش رکھے۔ اور ابدی خوشی پانے کے  
 اس کے لئے سامان مہیا کرے۔ اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے کہ تا اس مہارک قدم  
 ملکہ معظمہ کو کہ اس قدر مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے اپنے اس الہام سے منتہی  
 کریں جو بجلی کی چمک کی طرح ایک دم میں نازل ہوتا اور تمام صحن سینہ کو روشن کرتا  
 اور فوق الخیال تبدیلی کر دیتا ہے۔ یا الہی ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو ہمیشہ ہر ایک  
 پہلو سے خوش رکھے۔ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اسکو تیرے  
 ہمیشہ کے نوروں کی طرف کھینچ کر لے جائے اور دائمی اور ابدی سرور میں داخل کرے  
 کہ تیرے آگے کوئی بات اُن ہونی نہیں۔ آمین۔ اور سب کہیں کہ آمین۔

۲۰ اگست ۱۸۹۹ء

اَللّٰهُمَّ

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب

۲۹۹

کشمیر جنت نظیر میں اُن کو پہنچا دیا۔ سو انہوں نے سچائی کے لئے صلیب سے پیار کیا۔ اور اس طرح اُس پر چڑھ گئے جیسا کہ ایک بہادر سوار خوش حنان گھوڑے پر چڑھتا ہے۔ سو ایسا ہی میں بھی مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب سے پیار کرتا ہوں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے حضرت مسیح کو صلیب سے بچالیا۔ اور انکی تمام رات کی دُعا جو باغ میں کی گئی تھی قبول کر کے اُنکو صلیب اور صلیب کے نیچوں سے نجات دی۔ ایسا ہی مجھے بھی بجائے گا۔ اور حضرت مسیح صلیب سے نجات پا کر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے ملک میں ہوتے ہوئے کوہ نعمان میں پہنچے۔ اور جیسا کہ اُس جگہ شہزادہ نبی کا چوترا اب تک گواہی دے رہا ہے۔ وہ ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے۔ اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے۔ آخر کشمیر میں گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مدت تک جلوت کرتے رہے۔ اور سکھوں کے زمانہ تک اُن کی یادگار کا کوہ سلیمان پر کتبہ موجود تھا آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خان یار کے محلہ کے قریب آپ کا مقدس مزار ہے۔ غرض جیسا کہ اس نبی نے سچائی کے لئے صلیب سے قبول کیا ایسا ہی میں بھی قبول کرتا ہوں۔ اگر اس جلسہ کے بعد جس کی گورنمنٹ محسنہ کو ترغیب دیتا ہوں ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دنیا پر غالب نہ ہوں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ میں راضی ہوں کہ اس جرم کی سزا میں شولی دیا جاؤں اور میری ہڈیاں توڑی جائیں۔ لیکن وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے میں نے اس عریضہ کو لکھا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہوگا۔ اور میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے اس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کریگا۔ اُسی کی روح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ میں نہ اپنی طرف سے بلکہ اُس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمامِ حجت کیلئے چاہیے

۳۴۱

پورا ہو۔ یہ سچ ہے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اُس کی طرف سے کہتا ہوں اور وہی ہے جو میرا مددگار ہوگا۔

بالآخر میں اس بات کا بھی شکر کرتا ہوں کہ ایسے عریضہ کو پیش کرنے کے لئے میں بجز اس سلطنت محسنہ کے اور کسی سلطنت کو وسیع الاخلاق نہیں پاتا۔ اور گو اس ملک کے مولوی ایک اور کفر کا فتویٰ بھی مجھ پر لگاویں۔ مگر میں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ایسے عرائض کے پیش کرنے کے لئے عالی موصلاً عالی اخلاق صرف سلطنت انگریزی ہے میں اس سلطنت کے مقابل پر سلطنت روم کو بھی نہیں پاتا۔ جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔ اب میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ مغنمہ قیصرہ ہند کو عمر دراز کر کے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے۔ اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ ستارہ قیصرہ اور تحفہ قیصرہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرماوے۔ اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے مشرف فرماوے گی۔ والد دعا۔

عریضہ خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

المردوم، ۲ ستمبر ۱۸۹۹ء

کہ یہ لوگ بنی نوع کی خوزیزی سے خوش ہوتے ہیں۔ مگر یہ قرآنی تعلیم نہیں ہے۔ اور نہ سب مسلمان اس خیال کے ہیں۔ یہ پادریوں کی بھی خیانت ہے کہ تاقی داعی جہاد کے مسئلہ کو قرآن شریف کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اس طرح پر بعض نادانوں کو دھوکہ میں ڈال کر نفسانی جوشوں کی طرف ان کو توجہ دیتے ہیں۔ اور میں نہ اپنے نفس سے اور نہ اپنے خیال سے بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس گورنمنٹ کے ساتھ وقت کے نیچے میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اس کے لئے دعا میں مشغول رہوں اور اس کے احسانات کا شکر کروں۔ اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھوں۔ اور جو کچھ مجھے فرمایا گیا ہے نیک نیتی سے اس تک پہنچاؤں۔ لہذا اس موقعہ جوہلی پر جناب ملکہ معظمہ کے ہن متواتر احسانات کو یاد کر کے جو ہماری جان اور مال اور آبرو کے شامل حال ہیں۔ ہدیہ شکر گزاری پیش کرتا ہوں۔ اور وہ ہدیہ دعا کے سلامتی و اقبال ملکہ محمد و محمد سے جوہلی سے اور دھوکہ کے ذرہ ذرہ سے نکلتی ہے۔

اسے قیصرہ و ملکہ معظمہ! ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب الہی میں بھکتے ہیں۔ اور ہماری دُعا میں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔ اے اقبال مند قیصرہ ہند! اس جوہلی کی تقریب پر ہم اپنے دل اور جان سے تجھے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور خدا سے چاہتے ہیں کہ خدا تجھے اُن نیکیوں کی بہت بہت جزا دے۔ جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہیں۔ ہم تیرے دُعا کو اس ملک کے لئے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں۔ اور ہم ان الفاظ کے نطفے سے شرمندہ ہیں۔ جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔ ہر ایک دُعا جو ایک سچا شکر گزار تیرے لئے کر سکتا ہو۔ ہماری طرف سے تیرے

حق میں قبول ہو۔ خدا تیری آنکھوں کو مُرادوں کے ساتھ ٹھنڈی رکھے۔ اور تیری عمر اور صحت اور سلامتی میں زیادہ سے زیادہ برکت دے۔ اور تیرے اقبال کا سلسلہ ترقیات جاری رکھے۔ اور تیری اولاد اور ذریت کو تیری طرح اقبال کے دن دکھا دے۔ اور فتح اور ظفر عطا کرتا رہے۔ ہم اس کریم و رحیم خدا کا بہت بہت شکر کرتے ہیں۔ جس نے اس مسترت بخش دن کو ہمیں دکھایا۔ اور جس نے ایسی محسنہ رحمت پرورداد گستر بیداد مغز طگہ کے زیر سایہ ہمیں پہنا دی۔ اور ہمیں اس کے مبارک عہد سلطنت کے نیچے یہ موقعہ دیا۔ کہ ہم ہر ایک بھلائی کو جو دنیا اور دین کے متعلق ہو حاصل کر سکیں۔ اور اپنے نفس اور اپنی قوم اور اپنے بنی نوع کے لئے سچی ہمدردی کے شرائط بجالا سکیں۔ اور ترقی کی ان راہوں پر آزادی سے قدم مار سکیں۔ جن راہوں پر چلنے سے نہ صرف ہم دنیا کی نگر و ہات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ بلکہ ابدی جہان کی سعادتیں بھی ہمیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

جب ہم سوچتے ہیں کہ یہ تمام نیکیاں اور ان کے وسائل جناب قیصر ہند کی عہد سلطنت میں ہم کو ملی ہیں۔ اور یہ سب خیر اور بھلائی کے دروازے اسی ملکہ معظمہ مبارک کے ایام بادشاہت میں ہم پر کھلے ہیں۔ تو اس سے ہمیں اس بات پر کوئی دلیل ملتی ہے کہ جناب قیصر ہند کی نیت رعایا پروری کے لئے تہایت ہی نیک ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ بادشاہ کی نیت رعایا کے اندرونی حالات اور ان کے اخلاق اور حال چلن پر بہت اثر رکھتی ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ جب کسی حقہ زمین پر نیک نیت اور عادل بادشاہ حکمرانی کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے۔ کہ اس زمین کے رہنے والے اچھی باتوں اور نیک اخلاق کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور خدا اور خلقت کے ساتھ اخلاص کی عادت ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ سو یہ امر ہر ایک آنکھ کو بدیہی طور پر نظر آ رہا ہے۔ کہ برٹش انڈیا



۲۶۸

میں اچھی حالتوں اور اچھے اخلاق کی طرف ایک انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے۔ اور حشیانہ  
 جذبات ملکوتی - مالات کی طرف انتقال کر رہے ہیں۔ اور نئی ذریت نعتاق کی جگہ  
 اخلاص کو زیادہ پسند کرتی جاتی ہے۔ اور لوگوں کی استعدادیں سچائی کے قبول کرنے  
 کے لئے بہت نزدیک آتی جاتی ہیں۔ انسانوں کی عقل اور فہم اور سوچ میں ایک بڑی  
 تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اکثر لوگ ایک سادہ اور بے لوث زندگی کے لئے تیار  
 ہو رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہد سلطنت ایک ایسی روشنی کا پیش خیمہ ہے۔  
 جو آسمان سے اتر کر دلوں کو روشن کرنے والی ہے۔ ہزاروں دل اس طرح پر  
 راستی کے شوق میں اچھل رہے ہیں کہ گویا وہ ایک آسمانی جہان کے لئے جو سچائی  
 کا نور ہے پیشوائی کے طور پر قدم بڑھاتے ہیں۔ انسانی قومی کے تمام پہلوؤں میں  
 اچھے انقلاب کا رنگ دکھائی دیتا ہے۔ اور دلوں کی حالت اس عمدہ زمین کی طرح  
 ہوتی ہے۔ جو اپنا سبزہ نکالنے کے لئے پھول گئی ہو۔ ہماری ہلکے مسئلہ اگر اس بات  
 سے فخر کریں تو بجائے کہ روحانی ترقیات کے لئے خدا اسی زمین سے ابتدا  
 کرنا چاہتا ہے۔ جو برٹش انڈیا کی زمین ہے۔ اس ملک میں کچھ ایسے روحانی انقلاب  
 کے آثار نظر آتے ہیں۔ کہ گویا خدا بہتوں کو سفلی زندگی سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ اکثر لوگ  
 بالطبع پاک زندگی کے حاصل کرنے کے لئے میل کرتے جاتے ہیں۔ اور بہت سی  
 روحیں عمدہ تعلیم اور عمدہ اخلاق کی تلاش میں ہیں۔ اور خدا کا فضل اُمید دے رہا  
 ہے کہ وہ اپنی ان مرادوں کو پائیں گے۔

اگرچہ اکثر قومیں ابھی ایسی کمزور ہیں کہ سچائی کی گواہی صفائی کے ساتھ دے نہیں  
 سکتیں۔ بلکہ سچائی کو سمجھ نہیں سکتیں۔ اور انکی تحریر اور تقریر میں کم و بیش تعصب کی رنگ  
 آمیزی پائی جاتی ہے۔ مگر دیکھا جاتا ہے کہ انصاف پسند انسانوں میں حق شناسی کی قوت بڑھ  
 گئی ہے۔ وہ راستی کی چمک کو بہت سے فردوں میں سے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ یہ ایک نئی قابل قدر

۱۶

۲۵۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
صَلٰوَةٌ وَتَسْلِیْمٌ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## یہ عریضہ مبارکبادی

اُس شخص کی طرف سے ہے۔ جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھوڑانے کے لئے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور زمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے۔ اور لوگوں کو اپنے پیدا کنندہ سے سچی محبت اور بندگی کا طریق سکھائے۔ اور اپنے بادشاہ ملک معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں۔ سچی اطاعت کا طریق سمجھائے۔ اور بنی نوع میں ہا ہی سچی بہدروی کرنے کا سبق دیوے۔ اور نفسانی کینوں اور جوشوں کو درمیان سے اٹھائے۔ اور ایک پاک صلحکاری کو خدا کے نیک نیت بندوں میں قائم کرے۔ جسکی نفاق و طوفانی نہ ہو اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گزاری ہے۔ کہ جو عالی جناب قیصر ہند ملک معظمہ والی انگلستان و ہند و ام قباہا بالقاہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوہلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔

مُبَارک ! مُبَارک ! مُبَارک !!!

برایں احمدیہ جتنی ہے

۱۴۱

میرے باطن کی نہیں من کو خبر اک فتہ وار  
نیز ہدی ہوں گویے تیغ نور بے کار زاو  
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرانے دیار  
اسکی شاہی میں تیں پاتا ہوں رفہ روزگار  
بھلا کیا تا جوگ میرا تاج ہے رضوان یار  
آسمان کے رہنے دلوں کو زمیں سے کیا فقار  
گو بہت دنیا میں گندے ہیں امیر و تاجدار  
جس کا جی چاہے کرے اس داغ وہ تن نگار  
گردہ ذلت کے ہو راضی امیر و عزت نثار  
چھوڑ کر دنیا کے دلوں کو ہم نے پایا وہ نگار  
قرب آنا بڑھ گیا جس سے ہے آرا بھری یار  
آئی الفت کے الفت ہو کے دہل پر حوار  
لیک دل کہتا ہے بھلا کر وہ سر دلوں کو تکار  
لے کریں اس راہ سالک ہر روز دشتِ خلد  
کیا ہے جس سے ہاتھ آہا یگانہ بے شمار  
تیر انداز! نہ ہونا سست اس میں زینہار  
ہے یہی پانی کہ نکلیں جس سے صد ہا آبشار  
اس تم عرفان حق سے پہنوں گے پھولوں کے ہار  
وہ یہی دیتی ہے طالب کو بشارت بار بار

بغیر مدفن میں جو کہتے ہیں بدیا نیک مرد  
ابن مریم ہوں مگر آرا نہیں تیں چرخ سے  
ملک سے مجھ کو نہیں طلب نہ جگہ ہے کام  
تاج و تخت ہند قیصر کو مہلک ہو دام  
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک سب کے جدا  
ہم تو بستے میں ملک پر اس زمیں کو کیا کریں  
ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر  
دیخ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا مزد و جاہ  
کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا فرما  
ہم اسی کے ہو گئے ہیں جو ہمسوا ہو گیا  
دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرشِ رب العالمین  
مدتی ہے مجھ کو جس سے ہوں آخروں مدتی  
دیکھ کر دل و محبت میں مجھ کو تاثیر ہے  
کوئی نہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں  
اس کے پانے کا یہی اسے دوستوں کا راز ہے  
تیر تاثیر محبت کا خطا جاتا نہیں  
ہے یہی اک آگ تا تم کو پچا دے آگ سے  
اس سے خود آگر طے گا تم سے وہ یارِ انزل  
وہ کتاب پاک و برتر جس کا فرقان نام ہے

۲۵۴

اُس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا۔  
کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوہلی کو دیکھا۔  
جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری  
محسنہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے  
خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے!

وہ خدا جو زمین کو بنانے والا اور آسمانوں کو اونچا کرنے والا اور چمکتے ہوئے  
سورج اور چاند کو ہمارے لئے کام میں لگانے والا ہے۔ اسکی جناب میں ہم دعا  
کرتے ہیں کہ وہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو جو اپنی رعایا کی مختلف اقوام کو کنار  
عاطفت میں لئے ہوئے ہے جس کے ایک وجود سے کروڑوں انسانوں کو آرام پہنچ رہا  
ہے۔ تا دیر گاہ سلامت رکھے۔ اور ایسا ہو کہ جلسہ جوہلی کی تقریب پر جسکی خوشی سے  
کروڑوں بول برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر  
رہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو  
ہلاتے ہیں) جس زور شور سے زمین مبارکبادی کے لئے اچھل رہی ہے۔ ایسا ہی  
آسمان بھی اپنے آفتاب و ماہتاب اور تمام ستاروں کے ساتھ مبارکبادیاں دیوے۔  
اور عنایتِ صمدی ایسا کرے کہ جیسا کہ ہماری عالی شان محسنہ ملکہ معظمہ والی ہند و انگلستان  
اپنی رعایا کے تمام بوڑھوں اور بچوں کے دلوں میں ہر دل عزیز ہے۔ ویسا ہی آسمانی  
فرشتوں کے دلوں میں بھی ہر دل عزیز ہو جائے۔ وہ قادر جس نے بی شمار دنیوی برکتیں  
اسکو عطا کیں۔ دینی برکتوں سے بھی اسے مالا مال کرے۔ وہ رحیم جس نے اس جہان  
میں اسکو خوش رکھا۔ انگلے جہان میں بھی خوشی کے سامان اس کیلئے عطا کرے۔  
خدا کے کاموں سے کیا بعید ہے کہ ایسا مبارک وجود جس سے کروڑوں بلکہ بے شمار  
نیکی کے کام ہوئے سارے ہو رہے ہیں۔ اس کے ہاتھ سے یہ آخری نیکی بھی ہو جائے

۲

کہ انگلستان کو رحم اور امن کے ساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے۔ تا  
فرشتوں کی رُو میں بھی بول اٹھیں۔ کہ اے موعده صدیقہ تجھے آسمان سے بھی  
مبارکباد جیسا کہ زمین سے!!

یہ دعا گو کہ جو دنیا میں عیسیٰ مسیح کے نام سے آیا ہے۔ اسی طرح وجود ملکہ معظمہ  
قیصرہ ہند اور اس کے زمانہ سے فخر کرتا ہے۔ جیسا کہ سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا۔ سو اگرچہ جلسہ جوبلی  
کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو  
یاد کر کے مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے۔ اور حضور قیصرہ ہند و انگلستان  
میں شکرگزاری کا ہدیہ گرانے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب  
ہے۔ میرے لئے خدا نے پسند کیا کہ میں آسمانی کارروائی کے لئے ملکہ معظمہ کی  
پُر امن حکومت کی پناہ لوں۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور ایسے ملک میں  
مامور کیا۔ جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کے لئے حضرت  
قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امن کے ساتھ  
میں نے اس ملک میں بود و باش کر کے سچائی کو پھیلایا۔ اس کا شکر کرنا میرے  
پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکرگزاری کے لئے  
بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب  
ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی  
دنیا میں پھیلانی ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی  
ہے۔ لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے  
حضور میں بھی پہنچاؤں۔ سو اسی بناء پر آج مجھے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی  
جوبلی کے مبارک موقع پر جو سچی وفادار رعایا کے لئے بیشمار شکر اور خوشی کا محل ہے۔ اس

من غلب الصالحين - هذه اقوالهم وفتاواهم وما امتنعوا الى هذا  
 تروہ بڑا ہی نیک نیت اور بچے ہو چکے لوگوں میں سے ہے۔ یہ انکی باتیں اور یہ انکے فتوے ہیں اور اب تک ان نیت  
 الوقت من هذه الفتن الصماء وما فاوا الى الارعواء وما كانوا مقتدرين  
 پر شر فتنوں سے باز نہیں آئے اور حیا کی طرف رجوع نہیں کیا اور نہ نادم ہوئے۔  
 ولولا خوف سيف الدولة البريطانية لمزقونا كل ممزق ولكن  
 اگر انگریزی سلطنت کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے لیکن  
 هذه الدولة القاهرة المساندة المباركة لنا جزاها الله منا خيرا الجزاء  
 یہ دولت برطانیہ غالب اور باسیاست جو ہمارے مبارک ہے خدا اسکو ہماری طرف سے جزا خیر دے۔  
 تووى الضعفاء تحت جناح التحنن والترحم فما كان لقوى ان يظلم  
 کمزوروں کو اپنی مہربانی اور شفقت کے بازو کے نیچے پناہ دیتی ہو پس ایک کمزور پر زبردست کچھ  
 الضعيف فتعیش تحت ظلها بالامن والعاقبة شاکرين - وان هذا  
 تعدی نہیں کر سکتا سو ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گزار ہیں  
 فضل الله علينا واحسانه انه ما فوض امرنا الى ملك ظالم يريد وسنا  
 اور یہ خدا کا فضل اور احسان ہے جو اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالہ نہیں کیا جو ہمیں پیروں  
 تحت الاقدام ولا يرحم بل اعطانا ملكة راحمة التي تربينا بوابل الاحسان  
 کے نیچے کھل ڈالتا اور کچھ رحم نہ کرتا بل اسنے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی جو ہم پر رحم کرتی ہو اور احسان کی بارش  
 والاكرام وتنهضنا من حضيض الضعف والهوان فجزاها الله خيرا  
 سے اور مہربانی کے مینے سے ہماری پرورش فرماتی ہو اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی  
 ما جازى ملكا عادلا عن رعيته واجزل لها الاجر وبارك فيها ولها  
 ہے سو خدا اسکو وہ جزا خیر دے جو ایک عادل بادشاہ کو اسکی رعیت پر دینی کیونکہ جتنی ہوتی ہو اور اسکو بہت ہی بدلہ دے  
 وتفضل عليها بنعماء والتوحيد والاسلام ورحمها كما هي رحمتنا  
 اسی میں بارک لے کر برکت نازل کرے اور اس پر احسان بھی کرے کہ وہ مسلمان ہو جائے اور توحید اور اسلام کی نعمت اسکو ملے اور اس پر

۳۸۸

چکے اور اپنی اسی کتاب میں جسکی اشاعت انکا شمار روزی فرض ہر وہ صاف درج کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ  
خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم

مشقیہ اصل کلام مزلف ہے جو اس کتاب کے حصہ سیدوم و پھارم سے تلخیص نقل کیا جاتا ہے۔

حصہ سیدوم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں مسلمانوں پر میں امور کا اپنی اصلاح حال کیلئے  
اپنی بہت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے۔ وہ انہیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو  
جائیں گے حاجت بیان و تشریح نہیں۔ مگر اس جگہ ان امور میں یہ امر قابل تذکرہ ہے جو سپر  
گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ مدد و مدد کے دل پر اچھی طرح  
یا امر کو ذکر ناچاہیے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزوں نے  
خصوصاً ڈاکٹر منظر صاحب نے جو کیشن تعلیم کے اب پریزیڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس  
دعویٰ پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے  
جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنے کے بعد ہر یک شخص پر محض باطل  
اور خلاف واقع ثابت ہو گا لیکن افسوس کہ بعض کو ہستانی اور بے تیز سنبھالی نالائق حرکتیں اس  
خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہی اتفاقی مشابہات ڈاکٹر صاحب صوفی کا وہیم بھی مستحکم ہو گیا ہو کیونکہ  
کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ  
سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدبیر سے دور و باہر ہیں اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے مکین عیسائی تھا۔  
پس ظاہر ہے کہ اتنی یہ ذاتی حرکات ہیں نہ شرعی پابندی سے اور ان کے مقابل پر ان ہزار ہا مسلمانوں کو  
دیکھنا چاہیے جو ہمیشہ خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں جتنی حد میں جو کہ  
فساد ہوا اس میں بجز جہلا اور بد چلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو با علم اور  
باتیو تھا ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار  
انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد چنانچہ جہانے والد صاحب صوفی نے بھی باوصف کم استطاعت کے  
پنجاخا خاصا مدد جو شاد خیر خواہی کو سپاس گویا ہے اپنی گرو خیر کو کہ ادھر پاس مضبوط اور لائق سپاہی

آپ کو جو خداوند تعالیٰ نے اس سلطنت کو مسلمانوں کیلئے ایک ہلالیہ عظیمیہ ایسی سلطنت کی تھی اور  
جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اس کے ساتھ کہ یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم میں سلطنت کا تحت ہوگا اسکا

یقیناً یہ ہے کہ اگر سوار میں بطور مدد کے ذمہ دہ اپنے فریادہ سلطنت بڑھ کر غیر فراموشی و کھلی اور  
مسلمان صاحب دولت و مال و زمین تو بڑی ہی غناست بنیں اور انہیں اب ہم پر اس  
تقریر کیلئے متوجہ ہوتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کی طوطی اخلاص اور فادہ کی بڑے بڑے نمونہ  
ظاہر ہو چکے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب نے مسلمانوں کی ذمہ داری کی تمام فادہ اور یہی نظر انداز  
کر دیا اور نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ان مخلصانہ خدمات کو نہ پہنچا تو کیا کسی مسفری میں جگہ دی اور نہ کرنا  
میں۔ بہر حال بہت بھائی مسلمانوں پر لازم ہو کہ گورنمنٹ پر شک نہ ہو کہوں کو ساڑھنے کو  
پہلے بعد وہ اپنی غیر فراموشی اور کوشش میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہو جس پر تمام  
مسلمانوں کا اتفاق ہو کہ یہ سلطنت لڑائی اور جہاد کا جس کے ہر نیا مسلمان لگتا اور عاقبت اور  
انداز میں زندگی بسر کرتے ہیں اور جس کے علمائے عظیمین منت اور جہاد لہجہ اور جس کی مہلک  
سلطنت حقیقت میں ہی اور ہایت و عینہ نہ کہتے کمال مدد کو یہی مسلمانی تمام ہو تو پھر ہائے افسوس کی  
پانچ کہ علماء اسلام اپنے عینہ میں اتفاق ہو جائیں مسئلہ کو جس طرح شائع نہ کر کے ناواقف لوگوں کو جان  
اور قلم کو مورد احترام ہوتے ہیں اور اجتناب سے ان کے دین کی شہرتی ہائی بے بائے اور انکی ناکو ناح  
غیر پہنچے۔ سو اس عاجزی و ہمت میں قرین مصلحت ہے کہ انہیں اسلام میں آج اور کلکتہ و بیسوی وغیرہ  
بندہ ست کریں کہ علماء اسلام اور ان صاحبان جنکی تعلیم اور علم اور فادہ اور تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر  
پر ہے الثبوت ہے اس امر کیلئے ہی لئے حادوں کی اطراف انکاف کے ایلی ملے کو ہر اپنے مسکن کے  
ذائقہ میں کس قدر شہرت لگتے ہیں اپنی اپنی عالمانہ تحریر میں جنہیں بطریق شریعت حقہ سلطنت  
پیشگی میں مسلمانوں کی مبنی و مبنی ہو جہاد کرنے کی صفات ملتی ہیں۔ ان علماء کی خدمت  
میں ہمت و ہمت ہو جس میں کہ ہر ایک قزاق اور بلا اس خدمت کے لئے منتہی گئے ہیں اور جب  
فطرتاً ہی ہر ہادیں تو یہ گورنمنٹ کا جو کلمات علماء اور مسلمانوں کو اس فریادہ مطیع میں

Marfat.com



احسان اٹھاوے۔ اُسکے نخل حمایت میں با من و آسائش رہ کر اپنا مقسوم کھاوے اُسکے انعامات متواتر سے پرورش پائے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے۔ اور دُعلے سے بھی اُنھوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ

یقیناً یہ سمجھا دیا ہے۔ پھر تمام جہاں جہاں اور پھر دس بیس بیس اُسکے گورنمنٹ میں اور باقی نسیجات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان غلجک سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہے کہ بعض غمخوار مسلمانوں نے ڈاکٹر ہنزہ صاحب کے خیالات کا رد لکھا ہے مگر یہ دو چار مسلمانوں کا رد جمہوری رد کا ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ جمہوری رد کا ایسا اثر قوی اور پُر زور ہو گا جس میں ڈاکٹر صاحب کی تمام غلط تحریریں خاک سے مل جائیں گی اور بعض نادان مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصل کو بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی صاف باطنی مسلمانوں کی اور غیر خواہی اس عیت کی کما حقہ کھل جاوے گی اور بعض کو ہستانی جہلا کے خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اسی کتاب کے وعظ و نصیحت کی ہوتی رہے گی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ کی اسکی حکومت اور آدام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلافت پر وارد ہیں سلطنت مدد و مدد خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور شکر اور نثار الہی کے اسکا شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہونگے اگر وہ اس سلطنت کو جو اُنکے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقیناً نہ کریں۔ انکو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آگئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کیلئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے جسکے آنے سے سب تکلیفیں اُنکی دور ہوئیں اور ہر ایک قسم کے ظلم و تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر ایک نا جائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہکو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک بارانِ رحمت بھیجا ہے جس سے پورے اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی سلطنت ہے جسکی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں کو مظلوم مسلمانوں کو ہمت کے

یاد کیا ہو۔ انکی آخری دعائے شہداء مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں جسکی بیس ہزار کاپی چھپو کر ہندو اور انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی، یہ کلمات عائدہ مرقوم ہیں۔ انگریز جنکی شایستہ اور مہذب اور

بقیہ شاہکیم اس ملک میں آنا بدل و جان پسند کرتے ہیں۔ جس صفائی سے اس سلطنت کی ظل حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کیلئے اور انکی بدعات مخلوطہ دور کرنے کیلئے وعظ ہو سکتا ہو اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کیلئے اس گورنمنٹ میں جوش پیدا ہوتے ہیں اور فکر اور نظر سے اعلیٰ درجہ کا کام پڑتا ہو اور عمیق تحقیقاتوں سے تائید دین متین میں تالیف ہو کر حجت اسلام مخالفین پر پوری کھجاتی ہو وہ میری دانست میں آجکل کسی اور ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے جسکی عادلانہ حمایت سے علماء کو بدعتوں کے بعد گویا صد ہا سال کے بعد یہ موقعہ ملا کہ بے دھڑک بدعات کی آلودگیوں اور شرک کی خرابیوں سے اور مخلوق پرستی کے فسادوں سے نادان لوگوں کو مطلع کریں اور اپنے رسول مقبول کا صراط مستقیم کھول کر بتلاویں۔ کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جسکی زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے بسر کرتے ہیں اور فرائض دین کو کا حقہ بجالاتے ہیں اور ترویج دین میں سب ملکوں سے زیادہ مشغول ہیں جائز ہو سکتی ہو عا شاہ و کلا ہرگز جائز نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بد خیال دلمیں لاسکتا ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج ہی سلطنت ہے جسکے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحاصل نہیں۔ شیعوں کے ملک میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کے عقول سے افرار خستہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنے سے خائف ہیں۔ ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کے بلاد میں دم نہیں مار سکتے۔ اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں منہ سے بات نکالنے کا موقعہ نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہر ایک فرقہ امن اور آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور یہ بات اہل حق کیلئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک میں بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہیں اس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہو۔ راستی پھیلانے کیلئے وہی ملک مناسب ہے جس میں آزادی سے اہل حق وعظ کر سکتے ہیں۔ یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ دینی جہادوں کے اصل غرض آزادی کا قائم

۳۹۲

بارجم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش  
بخشا ہے کہ ہم اُنکے دین و دنیا کیلئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا اُن کے گورنر سے وسید

بقیہ حاشیہ کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا اور دینی جہاد انھیں ملکوں کے مقابلہ پر جوئے تھے جنہیں وہ عظیم کو  
اپنے وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تھا اور جنہیں امن کے ساتھ وعظ ہونا قطعی مجال تھا۔  
اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کر کے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا لیکن  
سلطنت انگریزی کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں کو خالی ہو بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت  
ناصر اور نوید ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس خداوند نعمت کی قدر کریں اور اُسکے فدیہ  
اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھا دیں۔

اور حقہ چہارم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ  
بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں اس ممنون کی بابت کہ جو حقہ بیوم کے ساتھ گورنمنٹ  
انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہو اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور  
بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں  
ترجیح دی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے لئے ترجیح ہو  
اُسکو کیوں چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کی خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ  
میں پائی جائے الحکمۃ ضالۃ اللہ من الخا اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلام کا ہرگز یہ  
اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اُس کا احسان اٹھائے اُسکے  
ظل حمایت میں با من و آسائش رہا اپنا رزق مقسوم کھائے اُسکے انعامات متواترہ کو پرورش  
پائے پھرائی پر عقرب کی طرح نیش چلائے اور اُسکے سلوک اور مردت کا ایک ذرہ شکر بھانڈ  
لائے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ نہ  
نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور منعم کا شک بجا لائیں اور جب کسی قوم کو دوسرے  
تو ایسی گورنمنٹ سے بلی صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور طبیب خاطر معروف اور واجب ہو

۹۶

۳۹۳

منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔ فنبشئ اللہ تعالیٰ  
خیرہم فی الدنیا و الاخرۃ۔ اللہم اھلھم و ایدھم صراح منک و اجعل لہم حظاً  
کثیراً فی دینک۔ الخ

پھر ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اُسکے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اسکی کتاب  
کی نسبت یہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے، پر لے سرے کی بے ایمانی اور شرارتِ شیطان  
نہیں تو کیا ہے۔ غیر خواہان سلطنت و پیروانِ مذہب اسلام ان یا وہ گو عاصدوں کی  
ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مؤلف کی طرف سے سوء ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں  
گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سنے گی۔ بلکہ جو  
ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہنچائیگا اُسکو اُسکی دروغ گوئی پر سزا بخش کر دیگی۔

بقیہ حاشیہ اطاعت اٹھائیں۔ سو اس عاجز نے جس قدر حقہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا  
شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث  
نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو ایسی شکر ادا کرنے پر مجبور  
کیا ہے۔ سو ہمارے بعض نا سمجھ بھائیوں کی یہ افراط ہے جس کو وہ اپنی کوتاہ اندیشی اور  
بخل فطری سے اسلام کا جرم سمجھ بیٹھے ہیں۔

اسے جفاکیش نہ عذر است طریق عشاق

ہرزہ بدنام کنی چند نکو ناسے را

(زبرائیں احمدیہ)

مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ

۲۸۰

میں تو دونوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سو ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شے سے محفوظ رکھے اور اسکے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اُسکا شکر کرنا سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شے اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سو وہ ہے ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال انکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

۸۴

اور میں اس وقت ضروری نہیں دیکھتا کہ جو آریوں کو میری نسبت اشتعال پیدا ہوا ہے اسکی وجہ بیان کروں کیونکہ ابھی میں اپنے ایک بڑے اشتہار میں مفصل وجوہ بیان کر چکا ہوں۔ لیکن اس جگہ اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہ پیشگوئی جس کی میعاد کے اندر اور عین تاریخ مقررہ میں لیکچرام موت قتل راہی ملک بقا ہوا ہے وہ صرف چھ برس سے نہیں ہے جیسا کہ آریہ صاحبوں کا خیال ہے بلکہ یہ پیشگوئی سترہ برس سے ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عرصہ سترہ برس کا ہوا ہے کہ براہین احمدیہ میں تین پیشگوئیاں تین مختلف فرقوں کی نسبت درج ہوئی تھیں اور تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا (۱) ایک پادری صاحبوں اور ان کے شور و غوغا کی نسبت جو انہوں نے ڈچی آٹھ صاحب کی میعاد گزرنے پر کیا۔ (۲) دوسری پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں اور ان کے سرغنہ محمد حسین اور ان کے اتباع مسلمانوں کی نسبت جو انہوں نے مجھ بزرگمفیر کا فتنہ برپا کیا۔ (۳) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت جو لیکچرام کی موت سے وقوع میں آیا۔ اور اس کے فتنہ کا ذکر۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تین فتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا

اطلاع۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ایک پیشگوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔ اللہ وہ ہے۔ دَمَا كَانَ اللَّهُ يَتَّخِذُ بَعْضُهُمْ دَانَةً لِّبَعْضِهِمْ - اَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْهَ اللَّهِ - یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچائے حالانکہ تو ان کی عملداری میں رہتا ہو۔ جہم تیرا منہ خدا کا اسی طرف منہ ہے چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پڑا من سلطنت اور نقل حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لیے میں دعائیں مشغول ہوں کیونکہ میں اپنے اس کام کو نہ کہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ دین میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔ لہذا وہ اس اہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ اُدھر خدا کا منہ ہے۔ اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ اہام سترہ برس کا ہے۔ مگر یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے ؟

غرض میں گورنمنٹ کے لیے بجز حریز سلطنت ہوں۔ نہ

لے : دیکھئے بعد حدیثی ۱۳۹ اشتہار نمبر ۱۶۷ (الترتیب)

۲۸۳

اور پھر دوسرا شکر یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا۔ اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پا کر روشن کرتا آیا اور اُس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا۔ تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منور کرے۔ اور نئے نشان دکھائے۔ اور زمین کو روشن کرے۔

سو اُس نے مجھے بھیجا

اور میں اُس کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے بند دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اِس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند

۲۸۲

کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضورِ ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اہم اس سے نیک کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروفات پر کہیمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

امین ثم امین

اللہ

حاکم سارہ میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ پنجاب

پبلشر ہجر شہد اشاعت کدبان

۲۲



۲۸۰

۱۸۹۹ء "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"

(از خط حضرت اقدس بنام بابوالہی بخش صاحب، ۱۹ جون ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۲۴۵۔ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۴)

۲۰ جون ۱۸۹۹ء "۲۰ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الام ہووا،

پہلے بیہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت

ساتھ ہی اس کے یہ تقسیم ہوئی کہ یہ الام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الام سنایا گیا اور الحکم نمبر ۷۳ جلد ۲۔ ۲۰ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔

پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑھے خاں اسپتھنٹ سرجن ایک ناگمانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اول بیہوش رہے پھر کچھ غشی طاری ہو گئی پھر اس ناپائیدار دنیا سے کوچ کیا اور ان کی موت اور اس الام میں صرت میں بائیس دن کا فرق تھا!

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

۱۸۹۹ء "صبح حضرت اقدس کو یہ رؤیا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ مستقرہ قیصرہ ہند سلمہ اللہ تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رؤیا میں عاجز راقم عبدالمکرم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ مستقرہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنج فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکر تہ بھی ادا کرنا چاہیے۔ اس رؤیا کی تفسیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرت الہی شامل ہوئی چہتی ہے۔"

(از خط مولانا عبدالمکرم صاحب مندرجہ الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

۱۔ اس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی..... وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آتا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ ہلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوزا کت نہی کا چوڑا موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چوڑے کے نام ہے.... اس خط سے حضرت اقدس اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا "اللہ تعالیٰ گواہ اور ولیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لادیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔"..... خدا کا علم اور قدرت دیکھنے غلے کے وقت

رویاء میں فرشتے دیکھنا فرشتوں پر ذکر پل پڑا کہ یہ خواب میں ہمیشہ خوبصورت لڑکوں کی صورت و شکل میں نظر آتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چند ایک سابقہ نقیایا بیان فرماتے ہیں کہ ہم اس نسبت درج کر دیتے ہیں کہ ان میں سے ہر کوئی مشائخ نہیں ہوا تو اب ہو جائے۔

(۱)

ایک فرشتہ ایک چوترہ پر بیٹھا ہے اس کا ایک عجیب مدنی نان کی شکل چمکتی ہوئی اس کے ہاتھ میں ہے وہ مدنی بہت ہی عمدہ امدالی قسم کی نظر آتی ہے۔ مجھے وہ روئی دے کر کتاب ہے کہ یہ تمہارے پینے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے۔ اس نقیاء کو عرصہ تقریباً ۳۰ سال کا ہو گیا ہوگا۔

(۲)

نسر یا

ایک فرشتہ کو میں نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی مثل ناگھریوں کے تھی اور میز گرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا۔ اس میں دشمنی آدمی ہوں۔ یہ رویا کوئی ۵۰ برس کا ہو گا۔

رجوع کا صحیح وقت نزول بلا سے پہلے ہوتا ہے مادہ تھا یہی ہے کہ جب انسان اس کے زمانہ میں ہوا اور وہ گذر

جاد سے اور اس اثناء میں کوئی رجوع خدا تعالیٰ کی طرف تھمتی اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک نہ ہونے میں داویلا شور مچانا اس کے کام نہیں آیا کرتے یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوتی کہ جب ڈعبنے لگا تو کہا کہ اب میں موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا۔ شکل یہ ہے کہ دنیا ادول کو ان کے اپنے سلسلوں اور پیرچہ

الحکمر سے ہے۔ اس سلسلہ کی بنیاد سے پہلے میں نے دیکھا۔ جب مرزا صاحب فوت ہوئے ہیں۔ میں اصل مکان موجود سلطان احمد دے میں ایک الان میں بیٹھا ہوں۔ سفزلی کو ٹھری سے ایک نئے پوش عورت نکلی ادب بھے کہنے لگی۔ میں اس گھر سے ہانے کو تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی۔ جوان عورت اگر خواب میں دیکھی جادوے کو اس سے مراد دنیا کے اقبال اور فتوحات ہوتے ہیں خواہ کسی قوم کی ہو۔

الحکمر جلد ۸ نمبر ۲۲ صفحہ ۱۲ مورخہ مارچ جولائی ۱۹۳۲ء

یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں...  
... فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے...  
... اور وہ الہام یہ ہیں۔

دو آل من شدنی انگری بٹ گاڈ ایزوڈیو۔ ہی شل ہلپ یو۔ وارڈس آف گاڈ ناٹ  
کین ایکس چینج۔

ترجمہ :- اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کے  
کلام بدل نہیں سکتے۔

پھر بعد اس کے ایک دو اور الہام انگریزی ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہے۔

آئی شل ہلپ یو

مگر بعد اس کے یہ ہے۔

یو ہیلپ ٹو گو امرت سر

پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنی معلوم نہیں اور وہ یہ ہے۔

ہی ہلٹس ان دی ضلع پشاور

(مکتوب ۱۲ دسمبر ۱۸۸۳ء بنام میر عباس علی شاہ صاحب۔ مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۸، ۶۹، ۷۰)

جنوری ۱۸۸۳ء "ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد  
اس کے قدرت الہیہ کی ناگمانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر  
تھی یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شبہ تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ

8. Though all men should be angry but God is with you. لے

9. He shall help you.

10. Words of God not can exchange.

یہ کتاب کی ظنی معلوم ہوتی ہے۔ یہی الہام صلو ۷ پر بھی درج ہے جہاں Can not کے لفظ ہیں۔ (مرتب)  
لے نہیں تیری مدد کروں گا۔

I shall help you.

You have to go Amritsar.

لے تمہیں امرتسر جانا ہوگا۔

He halts in the Zilla Peshawar.

لے وہ ضلع پشاور میں قیام کرتا ہے۔

Zilla: ضلع کا لفظ انگریزی زبان میں استعمال ہوتا ہے دیکھو Public Service Inquiries Act Section 8

(انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء کوٹریٹ ایکٹ دفعہ ۸) نیز دی پنجاب کورٹ ایکٹ شائع کردہ شیئر جرنل ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۳ء پر زور دیا

The Punjab Court Act.

نیز گورنمنٹ آف انڈیا "ضلع" (مرتب)

تمہاری فرودگاہ کے ارد گرد فرشتے پہرہ لے رہے ہیں۔ پھر بعد اسکے الہام ہوا افسوس اس وقت  
در مقام محبت سرائے کا پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ ارد گرد کے دیہات  
میں سے ایک گاؤں کا باشندہ جو نامی چورتھا چوری کے ارادہ سے ہمارے باغ میں آیا اور اس کا  
نام لیشن سنگھ تھا۔ رات کا پھلا سجدہ تھا جب وہ اس ارادہ سے باغ میں داخل ہوا مگر  
موقع نہ ملنے سے ایک پیاز کے کھیت میں بیٹھ گیا اور بہت سی پیاز اٹھنے لگی اور ایک  
ڈھیر لگا دیا اور پھر کسی نے دیکھ لیا تب وہاں سے دوڑا۔ اور وہ اس قدر قوی ہو گیا تھا کہ  
اُسکو دس آدمی بھی پکڑ نہ سکتے اگر خدا کی پیشگوئی نے پہلے سے اُسکو پکڑا ہوا نہ ہوتا۔ دوڑنے  
کے وقت ایک گڑھے میں پیرا اس کا جا پڑا پھر بھی وہ سنبھل کر اٹھا مگر آگے پیچھے سے لوگ پہنچ گئے۔  
اور اس طرح پورے لیشن سنگھ باوجود اپنی سخت کوشش کے پکڑے گئے اور عدالت میں جاتے  
ہی سزایاب ہو گئے۔ بعد اسکے ہمارے سکونتی مکان میں سے جو باغ میں ہے جس میں ہم دن کی وقت  
رہتے تھے ایک بڑا سانپ نکلا جو ایک زہریلے سانپ تھا اور بڑا لمبا تھا وہ بھی اس چور کی طرح  
اپنی سزا کو پہنچا اور اس طرح پرفرشتوں کی حفاظت کا ثبوت ہمیں دست بدست مل گیا۔  
۳۳۳ نشان۔ میں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں تاہم خدا تعالیٰ نے بعض پیشگوئیوں کو  
بطور وجہیت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۸۰ و ۲۸۱ و  
۲۸۲ و ۲۸۳ و صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے جس پر ۲۵ برس گزر گئے اور وہ یہ ہے :-

I love you. I am with you. Yes I am happy. Life of pain.  
I shall help you. I can, what I will do. We can, what we will  
do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy.  
The days shall come when God shall help you. Glory be to  
the Lord. God maker of earth and heaven.

یہ ہیں پیشگوئی کے گواہی کے حوالے سے۔ اور مولیٰ علیہ السلام اور تمام جہوں کے لوگ ہیں جو باغ میں میرے ساتھ تھے۔

اور واقعات سے بیخبر اور ناواقف قرار دے سکیں۔ بلکہ وہ تمام لوگ ایسے تھے جن میں آنحضرت نے ابتداءً عمر سے نشوونما پایا تھا اور ایک حصہ کلاں عمر اپنی کا اُن کی مخالفت اور مصاحبت میں بسر کیا تھا پس اگر فی الواقعہ جناب ممدوح اُمّی نہ ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اپنے اُمّی ہونے کا اُن لوگوں کے سامنے نام بھی لے سکتے

تذلل کی تعلیم دی اور فرمایا اِيَاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَاكَ نَسْتَعِينُ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اے خداوند تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ یعنی ہم عاجز ہیں آپ سے کچھ بھی نہیں کر سکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہ ہو پس خدائے تعالیٰ نے دُعا میں جوش دلانے کیلئے دو محرک بیان فرمائے۔ ایک اپنی عظمت اور رحمت شاملہ دوسرے بندوں کا عاجز اور ذلیل ہونا۔ اب جاننا چاہیے کہ یہ دو محرک ہیں جن کا دُعا کے وقت خیال میں لانا دُعا کر سوا لوں کیلئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دُعا کی کیفیت سے کسی قدر جاہل رہیں حاصل رکھتے ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ بغیر عیش ہونے اور دونوں محرکوں کی دُعا ہو ہی نہیں سکتی اور بجز اُن کے آتش شوق الہی دُعا میں اپنے شعلوں کو بلند نہیں کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے

زبان خدا کے ماتھ میں ایک آلم ہوتا ہے جس طرح اور جس طرف چاہتا ہے اُس آلم کو یعنی زبان کو پھیرتا ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ الفاظ زور کے ساتھ اور ایک جلدی سے نکلتے آتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جیسے کوئی لطف اور ناز سے قدم رکھتا ہے اور ایک قدم پر ٹھہر کر پھر دوسرا قدم اٹھاتا ہے اور چلنے میں اپنی خوش وضع دکھلاتا ہے اور ان دونوں اندازوں کے اختیار کرنے میں حکمت یہ ہے کہ تار بانی الہام کو نفسانی اور شیطانی خیالات سے امتیاز کلی حاصل ہے اور خداوند مطلق کا الہام اپنی جلالی اور جمالی برکت سے فی الفور شناخت کیا جائے۔ ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا۔ آئی لو یو یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا۔ آئی ایم و دیو یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں پھر الہام ہوا۔ آئی شیل ہیلپ یو یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا

براہین احمدیہ

۵۷۲

پہلے فصل

جن پر کوئی حال اُن کا پوشیدہ نہ تھا اور جو ہر وقت اس گھات میں لگے ہوئے تھے کہ کوئی خلاف کوئی ثابت کریں اور اُس کو مشتہر کر دیں۔ جن کا عناد اس درجہ تک پہنچ چکا تھا کہ اگر بس چل سکتا تو کچھ جھوٹ ٹوٹ سے ہی ثبوت بنا کر پیش کر دیتے اور اسی جہت سے اُن کو اُن کی ہر ایک بدظنی پر ایسا مسکت جواب دیا جاتا تھا کہ وہ سکت اور لا جواب رہ جاتے تھے مثلاً جب مگر کے بعض

کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کا ملہ کو یاد نہیں رکھتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقرار ہی نہیں اُس کی رُوح اس مولیٰ کریم کی طرف ہرگز جھک نہیں سکتی۔ غرض یہ ایسی صداقت ہے جس کے سمجھنے کیلئے کوئی عمیق فلسفہ درکار نہیں بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی متحقق طور پر ذہل میں نقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو مجاہدیتی ہے کہ خالص دعا کرنے کا وہی ذریعہ ہے سچے پرستار خوب سمجھتے ہیں کہ حقیقت میں انہیں دو چیزوں کا تصور دیکھنا ضروری ہے یعنی اول اس بات کا تصور کہ خدائے تعالیٰ ہر ایک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اُس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔

آئی کہیں ویٹ آئی ویل ڈو۔ یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر بعد اسکے بہت ہی زور سے جسے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ وی کی کہیں ویٹ وی ویل ڈو۔ یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے! اور اسوقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے اور باوجود بردہشت ہونے کے پھر اس میں ایک لذت تھی جس سے رُوح کو معنی معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے۔ ایک دفعہ ایک طالب العلم انگریزی خوان ملنے کو آیا۔ اس کے زور ہو ہی یہ الہام ہوا۔ اس از مائی اینیسی۔ یعنی یہ میرا دشمن ہے۔ اگرچہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ الہام اسی کی نسبت ہے۔ مگر اسی سے یہ معنی بھی دریافت

ہے اسی طرح دعائی کے ذریعہ فتح ہوگی یا (الحکم جلد ۱۱ صفحہ ۸۰ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۰۳ء)

۲۵ مارچ ۱۹۰۳ء

جلس قبل از عشاء

ہمارا سب سے بڑا کام کس صلیب ہے حضرت اقدس نے جو مجروحہ دعائیہ بتایا ہے۔ اس کی نسبت فرمایا کہ :-

ہمارا سب سے بڑا کام تو کس صلیب ہے اگر یہ کام ہو جاوے تو ہزاروں شہادت اور اقرافات کا جواب خود بخود ہی ہو جاتا ہے اور اسی کے ادھورا بہنے سے سینکڑوں اقرافات ہم پر وارد ہو سکتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ چائیں یا پچاس کتابیں کھلی ہیں مگر ان سے ابھی وہ کام نہیں نکلا جس کے لیے ہم آئے ہیں۔ اصل میں ان لوگوں نے جس طرح قدم جمائے اور اپنا دام فریب پھیلا ہے وہ ایسا نہیں کہ کسی انسان طاقت سے درہم برہم ہو سکے۔ وانا انہی جانتا ہے کہ اس قوم کا تختہ کس طرح پٹا جا سکتا ہے۔ یہ کام بجز خدائی ہاتھ کے انجام پذیر ہوتا نظر نہیں آتا اسی واسطے ہم نے ان ہتھیاروں یعنی قلم کو چھوڑ کر دعا کے واسطے یہ مکان (مجرہ) بنوایا ہے کیونکہ دعا کا میدان خدانے بڑا وسیع رکھا ہے اور اس کی قبولیت کا بھی اس نے وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ **مِنْ حَقِّ حَذَبٍ يَنْبِئُونَ**۔ (الانبیاء: ۹۰) اس امر کے اظہار کے واسطے کافی ہے کہ یہ کل دنیا کی زمینی طاقتوں کو زیر پا کریں گے ورنہ اس کے سوا اور کیا سنے ہیں؟ کیا یہ قومیں دیوانوں اور ٹیلوں کو کوئی پھاندتی پھریں گی؟ نہیں بلکہ اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ دنیا کی کل ریاستوں اور سلطنتوں کو زیر پا کریں گی اور کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔

فتوح دعا کے ذریعہ ہوگی واقعات جس امر کی تفسیر کریں وہی تفسیر ٹھیک ہو ا کرتی ہے اس آیت کے معنی خدا تعالیٰ نے واقعات سے بتا دیئے ہیں انکے مقابلہ میں اگر کسی قسم کی سیفی قوت کی ضرورت ہوتی تو اب جیسے کہ بظاہر اسلامی دنیا کی امیدوں کے آخری دن میں چاہئے تھا کہ اہل اسلام کی سیفی طاقت بڑھی ہوئی ہوتی اور اسلامی سلطنتیں تمام دنیا پر فلبہ پائیں اور کوئی ان کے مقابل

نے ابدر میں ہے۔ گانے وغیرہ کی حلت پر اور حرمت پر ذکر ہوا۔ فرمایا کہ :-  
حرام کی تو تفصیل خدانے دی ہے اور طلال کی کوئی تفصیل نہیں دی جس سے پتہ لگے کہ طلال سے ضرور کھنڈو اس لیے گانے کے ذبح وغیرہ کا ذکر کر کے ناسق موجب فساد ہونا مناسب نہیں ہوتا :-  
(البدرد جلد ۲ نمبر ۱۱ صفحہ ۸۰ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۰۳ء)

پر ٹھہر نہ سکتا مگر اب تو معاملہ اس کے برخلاف نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور تمہید یا عنوان کے یہ زمانہ ہے کہ ان کی فتح اور ان کا غلبہ ذہنی ہتھیاروں سے نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ ان کے واسطے آسمانی طاقت کام کوگی جس کا ذریعہ دُعا ہے۔ غرض کہ ہم نے اس لیے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ ساٹھ یا پینسٹھ سال عمر سے گزر چکے ہیں۔ موت کا وقت مقرر نہیں۔ خدا جانے کس وقت آجائے اور کام ہمارا ابھی بہت باقی پڑا ہے۔ اور عظم کی طاقت کثرت ثابت ہوئی ہے۔ رہی سیف اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشاء نہیں ہے۔ لہذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ مجرہ بنایا اور خدا سے دُعا کی کہ اس منجذہ البینت اور بیت الدعا کو امن اور سلامتی اور اعداد پر بند لیجہ دلائل نیرہ اور براہین سالمہ کے فتح کا گھر بنا۔ ہم نے دیکھا کہ ابن مسلمانوں کی حالت تو خود مرد و عذاب اور شامت اعمال سے قہرائی کے نزول کی محرک بنی ہوئی ہے اور خدا کی نصرت اور اُس کے فضل و کرم کی جاذب مطلق نہیں رہی۔ جب تک یہ خود منور ہیں تب تک خوشحالی کا مزہ نہیں دیکھ سکتے۔ اعلیٰ کلمتہ اللہ کا ان کو نکر نہیں ہے۔ خدا کے دین کے واسطے ذرا بھی سرگرمی نہیں۔ اس لیے خدا کے آگے دست دُعا پھیلانے کا قصد کر لیا ہے کہ وہ اس قوم کی اصلاح کرے اور شیطان کو ہٹا کرے تاکہ خدا کا سچا لہر دینا پر دوبارہ چمک جاوے اور راستی کی عظمت پھیلے۔

بنی اسرائیل کی کتابوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ قوم فسق و فجور میں تباہ ہو جاتی اور اس کی توحید و جلال کو بالکل بھول جاتی تھی تو ان کے انبیاء اسی طرح جگلوں اور لگسکانوں میں دست بدعا ہوتے تھے اور خدا کی رحمت کے تحت کو جنبش دیا کرتے تھے۔

دنیا کو ظم نہیں ہے کہ آجکل عیسائی کیا کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی کس قدر ذریت کو انہوں نے ہرا لیا ہے کس قدر خاندان اُنکے ہاتھوں نلاں ہیں گویا دنیا کا تختہ بالکل پٹ گیا ہے۔ اب خدا کی غیرت نے نہ چاہا کہ اس کی توحید اور جلال کی ہنگ ہو اور اس کے رسول کی زیورہ بے عزتی کی جاوے۔ اس کی غیرت نے تقاضا کیا کہ اپنے لہر کو اب روشن کرے اور سچائی اور حق کا غلبہ ہو سو اس نے مجھے بھیجا اور اب میرے دل میں تحریک پیدا کی کہ میں ایک مجرہ بیت الدعا صرف دُعا کے واسطے مقرر کروں اور بذریعہ دعا کے اس فساد پر غالب آؤں تاکہ اول ہجر سے مطابقت ہو جاوے اور جس طرح سے پہلے آدم کو دُعا ہی کے ذریعہ سے شیطان پر فتح نصیب ہوئی تھی اب آخری آدم کے مقابل پر آخری شیطان پر بھی بذریعہ دُعا کے فتح ہو۔

(ابتداء جلد ۲ نمبر ۱ صفحہ ۸۴ - ۸۵ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۱۳ء)



رَبَّنَا آتِنَا مَعْنَا مَنَادًا يَا نَادِيَ لِلْإِيمَانِ إِنَّ أَسْتَوَابِرُ لَكُمْ فَمَا مَنَادًا ۝

اللَّهُمَّ آتِنَا مَعْنَا مَنَادًا يَا نَادِيَ لِلْإِيمَانِ بِالْأَمَامِ الْحَكِيمِ الْعَادِلِ -

اللَّهُمَّ أَنْصُرْ مِنْ نَصْرِ دِينِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاجْزَلِ مِنْ خِزْلِ دِينِ مُحَمَّدٍ وَ

لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ -

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آخری سے پہلی دعائیں دراصل مسیح موجود کی بعثت کی دعا ہے مگر بعثت کے بعد اس کے یہ معنی مجھے ہائیں گے۔ کہ اب مسلمانوں کو آپ پر ایمان لانے کی توفیق عطا کر۔

پسَمُ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ - میاں معراج الدین صاحب نے برائے مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ جب کسی کوئی ایسا اعتراض یا مسئلہ حضرت مسیح موجود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوتا۔ یا کسی کی تحریر کے ذریعہ حضور کو پہنچتا۔ کہ جس کا جواب دینا ضروری ہوتا۔ تو عام طور پر حضرت صاحب اس اعتراض یا مسئلہ کے متعلق مجلس میں اپنے دوستوں کے سامنے پیش کر کے فرماتے کہ اس ستر من کے اعتراض میں فلاں فلاں پہلو فرود گذشت کئے گئے ہیں۔ یا اس کی طبیعت کو دلائل تک سبائی نہیں ہوئی۔ یا یہ اعتراض کسی سے سن سنا کر اپنی عادت یا فطرت کے تحت کا ثبوت دیا ہے پھر حضور اس اعتراض کو مکمل کرتے اور فرمایا کرتے کہ اگر اعتراض ناقص ہے۔ تو اس کا جواب بھی ناقص ہی رہتا ہے۔ اس لئے ہماری یہی عادت ہے کہ جب کسی کسی مخالفت کی طرف سے کوئی اعتراض اسلام کے کسی مسئلہ پر پیش آتا ہے۔ تو ہم پہلے اس اعتراض پر غور کر کے اس کی خامی اور کمی کو خود پورا کر کے اس کو مضبوط کرتے ہیں اور پھر جواب کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور یہی طریق حق کو غالب کرنے کا ہے۔

پسَمُ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ - میاں معراج الدین صاحب نے برائے مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موجود علیہ السلام ایک مقدمہ خودداری کی جوابدہی کے لئے جہلم کو جا رہے تھے۔ یہ مقدمہ مکرم دین نے حضور اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ یعقوب ہمالی صاحب کے خلاف توہین کے متعلق کیا ہوا تھا اس سفر کی مکمل کیفیت تو بہت طویل چاہتی ہے۔ میں صرف ایک چھوٹی سی لطیف بات عرض کرتا ہوں جس کو بہت کم دشمنوں نے دیکھا ہوگا۔ جب مقدمہ ہمدردیوں سے سنیشن پر گاڑی میں پہنچے۔ تو آپ کی زیارت کے لئے اس کو روکا

بیٹا المہدی جلد سوم

۲۸۹

لوگ مجھے تھے جس کا اندازہ مجال ہے کیونکہ نہ صرف پلیٹ فارم بلکہ باہر کا میدان بھی بھرا پڑا تھا اور  
 لگ بھگ ہزاریت منتوں سے دوسروں کی خدمت میں عرض کرتے تھے۔ کہ ہمیں ذرا چہرہ کی زیارت اور دست  
 تو کر لینے دو۔ اس استاد میں ایک شخص جن کا نام فشی احمد الدین صاحب ہے (جو گورنمنٹ کے فشنز ہیں اور  
 اب تک بنظلم زندہ موجود ہیں امدان کی عمر اس وقت دو تین سال کم ایک سو برس کی ہے لیکن قوسے  
 اب تک اچھے ہیں اور احمدی ہیں) آگے آئے جس کھڑکی میں حضور بیٹھے ہوئے تھے وہاں گورہ پلیس  
 کا چہرہ تھا اور ایک سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت کا افسر اس کھڑکی کے عین سامنے کھڑا مگرانی کرنا تھا۔  
 کہ اتنے میں جرات سے بڑھ کر فشی احمد الدین صاحب نے حضور سے معافو کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ یہ  
 دیکھ کر فوراً اس پلیس افسر نے اپنی تلوار کو الٹے رخ پر اس کی کلائی پر دھک دیا کہ مجھے ہٹ  
 جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں ان کا مرید ہوں اور معافو کرنا چاہتا ہوں۔ اس افسر نے جواب دیا کہ اس  
 وقت ہم ان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں ہم اس لئے ساتھ ہیں کہ ہمارے جہلم اور جہلم سے ہٹالہ  
 تک بمخاطبت تمام ان کو واپس پہنچادیں۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ تم دوست ہو یا دشمن۔ لیکن جسے  
 تم اس نہیں میں کوئی حملہ کرو اور نقصان پہنچاؤ۔ پس یہاں سے فوراً چلے جاؤ یہ واقعہ  
 حضرت صاحب کی نظر سے ذرا ہٹ کر ہوا تھا کیونکہ آپ اور طرف معروف تھے اس کے بعد  
 میں آپ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ میں بھی اس سفر میں آنحضرت کے قدموں میں جانا  
 حضور میں کر فرمانے لگے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا اختتام ہے جو اپنے دعووں کو پورا کر رہا ہے  
 پس تم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جس  
 وقت لودھیانہ میں حضرت صاحب کا مباحثہ مولوی محمد حسین صاحب بنا لوی سے ہوا۔ تو یہ مباحثہ  
 دیکھ کر میاں نظام الدین لودھیانہ والا احمدی ہو کر قادیان میں آیا۔ وہ بیان کیا کرتا تھا کہ میں  
 کس طرح احمدی ہوا۔ کہتا تھا کہ مولوی محمد حسین نے مجھ کو کہا کہ مرزا صاحب سے دریافت کرو  
 کہ کیا حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں ہیں۔ میں نے جا کر حضرت صاحب سے دریافت  
 کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کے پاس حیات مسیح کا کوئی ثبوت ہو تو ایک دو آیات قرآن  
 شریف سے لاکر پیش کریں۔ میں نے کہا۔ ایک دو کیا ہم تو ایک سو آیت قرآن شریف سے پیش کر دیں  
 آپ نے فرمایا جاؤ لاؤ۔ جب میں مولوی محمد حسین صاحب کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مرزا صاحب

۴۶۴

لجۃ النور

يَدْعُونَ أَنَّهُمْ فَأَقْوَا الْكُلَّ فِي الْفَقْهِ وَالْمَحَدِيثِ وَالْأَدَبِ. وَ

دعویٰ می کنند کہ اوشان در فقہ و حدیث و ادب از ہمہ فائق تر اند

نَسَلُوا مِنْ كُلِّ أَنْوَاعِ الْمَحَدَّبِ. وَ لَيْسَ لَهُمْ نَجْوَى مِنْ حَقَائِقِ

بر ہر بندی کمال دیدہ اند

الْدِينِ. وَلَا تَنْظُرُ فِي حَدَائِقِ الشَّرْعِ الْمَتِينِ. وَمَا أَعْطَى لَهُمْ قُدْرَةَ

نیت - و نہ نظر بر باغبانے شرع متین است

عَلَى أَنْ يَكْتَبُوا عِبَارَةَ غَرَاءٍ. وَلَا قُوَّةَ لِيَفْتَرُوا رِسَالَةَ عَذْرَاءٍ.

کہ عبارتے روشن بنویسند

وَمَا أَجَدَ أَحَدًا مِنْهُمْ يِعَارِضُنِي فِي الْأَمْثَلِ. وَيَبَارِزُنِي فِي تَقْوِيمِ

در کس را از ایشان نمی بینم کہ با من در امثال

الْأَنْشَاءِ. وَقَدْ قُلْتُ لَهُمْ مَرَارًا إِنِّي أَنَا الْمَفْلُوقُ الْوَحِيدُ مِنْ

دین بار بار ایشان را گفتم کہ من از نویسندگان این زمانہ باہر بیگانہ ہستم

كِتَابِ هَذِهِ الْأَوَانِ. وَالْمُنْفَرِدُ بِعِلْمِ مَعَارِفِ الْقُرْآنِ. وَ لِي غَلِيْبَةٌ

دیگتا ہ علم معارف قرآن

عَلَى الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ وَالْأَوَّلِ. وَ لَوْ جَاءَنِي سَمْعَانُ وَأَمْلُ كَالسَّائِلِ

و آخرین غلبہ است

كَمَا قُلْتُ مِنْ كَمَالِ بِلَاغَتِي فِي الْبَيَانِ. فَهُوَ بَعْدَ كِتَابِ اللَّهِ

بر آنکہ بعد از کتاب خدا

الْقُرْآنِ. وَ أَنَّهُ مَعْجَزَةٌ جَلِيلٌ الشَّانِ عَظِيمِ الْمَعَانِ قَوِي الْبُرْهَانِ. وَ

است - و آن معجزہ بزرگ شان دارد

أَنَّهُ فَاقِي الْكُلِّ بِيَبْيَانِ لَطِيفٍ وَ مَعْنَى شَرْيْفَةٍ. وَ التَّوَامُ الْبُرُوقِيْنَ

ہر گاہ کہ از ہر سنی بین لطیف و معنی بزرگ بر ہمہ فوقیت میداند

۱۲۸

کہہ دے کہ فرشتوں کا نزول اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ اپنے وجود کو آسمان سے خالی کر دیں تو ہم شوق  
 اس ثبوت کو سنیں گے۔ اور اگر وہ حقیقت ثبوت ہو گا۔ تو ہم اس کو قبول کر لیں گے۔ جہاں تک ہمیں  
 معلوم ہے فرشتوں کا وجود ایمانیات میں داخل ہے خدا تعالیٰ کا نزول سماں الدنیا کی طرف  
 اور فرشتوں کا نزول دونوں ایسی حقیقتیں ہیں جو ہم سمجھ نہیں سکتے۔ ہاں کتاب اللہ سے اتنا ثابت  
 ہوتا ہے کہ خالق جدید کے طور پر زمین پر فرشتوں کا ظہور ہو جاتا ہے وہ حیہ کلیبی کی شکل میں  
 جبرئیل کا ظاہر ہونا خالق جدید تھا یا کچھ اور تھا۔ پھر کیا یہ ضرور ہے کہ پہلی خلق کو نابود کر لیں پھر  
 خلق جدید کے قائل ہوں بلکہ پہلا خلق بجائے خود آسمان پر ثابت اور قائم ہے اور دوسرا خلق خدا  
 تعالیٰ کی وسیع قدرت کا ایک نتیجہ ہے کیا خدا تعالیٰ کی قدرت سے بعید ہے کہ ایک وجود دو جگہ  
 دو جسموں سے دکھا دے۔ عا شاہد کلا ہرگز نہیں۔ *المتعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر۔*  
 پھر شیخ بطالوی صاحب نے اپنی دانست میں ہماری کتاب تبلیغ کی کچھ غلطیاں نکالی ہیں۔  
 اور ہم انہوں سے لکھتے ہیں کہ تعصب کے جوش سے یا نادانی کی وجہ سے صحیح اور باقاعدہ ترکیبوں  
 اور لفظوں کو بھی غلطی میں داخل کر دیا۔ اگر اس امر کے لئے کوئی خاص مجلس مقرر ہو تو ہم  
 ان کو سمجھا دیں کہ ایسی شتابکاری سے کیا کیا ندامتیں اٹھانی پڑتی ہیں قیامت کی نشانیاں ظاہر  
 ہو گئیں یہ علم اور نام مولوی *إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ*۔ وہ غلطیاں جو انہوں نے بڑی جانگاہی  
 سے نکالی ہیں۔ اگر وہ تمام اکٹھی کر کے لکھی جائیں تو دو یا ڈیڑھ سطر کے قریب ہونگی یا اور ان میں  
 اکثر تو سہو کاتب ہیں اور میں ایسی غلطیاں جو بوجہ نہ میسر آنے نظر ثانی یا طفرہ نظر کے رہ گئی ہیں۔  
 اور باقی شیخ صاحب کی اپنی عقل کی کوتاہی اور سمجھ کا گھٹا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخ صاحب  
 نے کیسی لسان خرب کی طرف توجہ نہیں کی۔ بہتر تھا کہ چپ رہتے اور اور بھی اپنی پردہ دری  
 نہ کرتے۔ ہمیں شوق ہی رہا کہ شیخ صاحب ہماری کتابوں کے مقابل پر کوئی فصیح بلیغ رسالہ نظم اور  
 نشر میں نکالیں اور ہم سے انعام لیں اور ہم سے اقرار کر لیں کہ درحقیقت وہ مولوی اور عربی دان ہیں۔  
 میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الہی سے لکھے گئے ہیں۔

۳۱۶

میں ان کا نام وحی اور الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ شائع کیا کہ اگر شیخ صاحب موصوف جن کی نسبت میرا اعتقاد ہے کہ وہ خذلان میں پڑے ہوئے ہیں اور علم عربیت سے کسی اتفاق سے محروم رہ گئے ہیں مقابلہ کر کے دکھلا دیں تو وہ اس مقابلہ سے میرے ان تمام دعاوی کو نابود کر دیں گے۔ مگر شیخ صاحب کیوں اس طرف متوجہ نہیں ہوتے کوئی مصیبت ہے جو انکو مانع ہے۔ بس یہی مصیبت ہے کہ وہ لسان عرب سے بے بہرہ اور آہنکل خذلان کی حالت میں مبتلا ہیں۔ اُنکے لئے ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ مقابلہ کر سکیں۔ یہ وہی الہام ہے جو ظہور کر رہا ہے کہ الٰہی مہین من اراد اہانتک یہ وہی محمد حسین ہے جو اس عاجز کی نسبت جا بجا کہتا پھرتا تھا کہ یہ شخص سخت جاہل ہے۔ عربی کیا ایک صیغہ تک اسکو نہیں آتا اور وہ اعلیٰ درجہ کے فاضل جو میرے ساتھ ہیں ان کو کہتا تھا کہ یہ لوگ صرف مُنشی ہیں۔ بس خدا تعالیٰ کی غیرت نے تقاضا کیا کہ اس کی پردہ دری کرے اور اس کے تکبر کو توڑے اور اسکو دکھلاوے کہ خود پسندی اور عجب کے یہ ثمرات ہیں۔ سو اس سے زیادہ اور کیا اعانت ہوگی کہ جس شخص کو جاہل سمجھتا تھا اور منبر پر چڑھ کر اور مجلسوں میں بیٹھ کر بارہا کہتا تھا کہ زبان عرب سے یہ شخص بالکل نا آشنا ہے اور جاہل ہے اسی کے ہاتھ سے خدا تعالیٰ نے اس کو شرمندہ اور ذلیل کیا۔ اگر یہ نشان نہیں تو چاہیے تھا کہ محمد حسین اپنے تمام دوستوں سے مدد لیتا اور توہم الحق اور کرامات الصادقین کا جواب لکھتا۔ اس شخص کو بڑے بڑے انعاموں کے وعدے دیئے گئے۔ ہزار لعنت کا ذخیرہ آگے رکھا گیا۔ مگر اس طرف توجہ نہ کی۔ جو نتیجہ مخالفت حق کا ہے۔ فاتقوا اللہ یا اولی الابصار۔

اور یاد رہے کہ یہ عذر شیخ صاحب موصوف کا کہ نور الحق میں پادری بھی مخاطب ہیں اسلئے رسالہ بالمقابل لکھنے سے پہلو تہی کیا گیا نہایت مہکارانہ عذر ہے۔ گویا ایک بہانہ ڈھونڈھا ہے کہ کسی طرح جان بچ جائے۔ لیکن دانا سمجھتے ہیں کہ یہ بہانہ نہایت کچا اور فضول اور ایک

۱۰۲

جهلاتهم في الجرائد - وكادوا كالمصائد - وجاهوا بزور مبين - ولما رأيت

ہوا خدایا شایخ کریند - وپہو شکاریان کر یا نمودند - و دوسوے صریح آہر دند - پس ہر گاہ کہ دیدم

انهم اخلوا کنا نتهم - وقضوا من المفتریات لبانتهم - اشعت ما اشعت

کہ او شان تیر دین خود را غالی نمودند - و از مفتریات حاجت بدائی خود کردند - شایخ کہم آٹھ شایخ کہم

کما هو فرض الصادقین - فاعرضوا عن فضلی - وفروا من عسالی

چنانچہ فرض صادقین است - پس از مقابلہ من گزارا جو شدند - و از نیزہ من برگرفتند

و واروا وجوههم كالکاذبین -

و دوائے خود را بچو کاذبان پوشانیدند -

ایها الناس ارجعوا علی ظلمکم ولا تظلموا - وانتهوا ولا تفرطوا

اے مردمان بر جانہائے خود زنی کنید و ظلم کنید - و باز ایستید و کار را با فرط

واخذوا ولا تجتروا - واذکر الموت ولا تغفلوا - واذکر اباکم الغابریں -

برانید - و بر سپید بلیغی کنید مرگ خود را یاد کنید و غافل مباشید - و بدان خود را کہ گزشتہ اند یاد کنید

انظنن انکم تترکون الدنیا ولدناتہا - ولا تقادون المآقاة و مجازاتہا -

آپہان کا کہتے کہ تم دنیا و لذات آن گزاشتہ خواہید شد - و سوئے قیامت و اداش آن کشید نخواہید شد

ولا تساقون الی مالک یوم الدین - مالکم لا تنتہجون مہجۃ الاعتداء -

و سوئے مالک یوم جزا بچو گرفتار آن نہا نخواہید شد - چہ سبب است کہ ماہ راست ما فی گیرید -

ولا تعالجون داع الاعتداء و تمرون بالحق محقرین -

و بجاری تم از داع را علاج نہ کنید - و بر حق چون سیکڑیہ بہ حقیرے گزیدید -

اعلوا ان فضل اللہ معی - وان سادح اطلہ ینطق فی نفسی

برانید کہ فضل خدا با من است - و روح خدا در من سخن آئے کند -

خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ امر لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ پر موقوف ہے۔ پھر میں ان کا حکم ہونا کس وجہ سے منظور کروں۔ ہاں اگر چند فتعجب مولیٰ ان میں سے بطور طالب حق قادیان میں آجاویں تو میں زبانی انکو تبلیغ کر سکتا ہوں۔ وہ خدا کا کام چل رہا ہے کوئی مخالف اچھوڑ کر نہیں سکتا۔ مخالف سے فتویٰ لینا کیا معنی رکھتا ہے۔ ہاں البتہ ہم حافظ صاحب کے اس اشتہار سے ندوہ کیلئے ایک موقع تبلیغ کا نکالتے ہیں۔ حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع التوحین میں جھوٹے دعویٰ نبوت کی نسبت بے سرو پا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اسوقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مغتری لوگوں نے اپنے اس دعوے پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی۔ اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہو سکتا ہے جب تک اسی زمانہ کی کسی تقریب کے ذریعے سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افسر اور جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے اور ان کا کسی اسوقت کے مولیٰ نے جنازہ نہ پڑھا۔ اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ اور ایسا ہی یہ حکایتیں ہرگز ثابت نہیں ہو سکتیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ انکی تمام عمر کے مغزیات جنکو انہوں نے بطور افسر خدا کا کلام قرار دیا تھا وہ اب کہاں ہیں اور ایسی کتاب انکی وحی کی کس کس پاس ہے اس کتاب کو دیکھا جائے کہ کیا کبھی انہوں نے کسی قطعی یقینی وحی کا دعویٰ کیا اور اس بنا پر اپنے تئیں ظلی طور پر یا اصل طور پر نبی اشد ٹھہرایا ہے اور اپنی وحی کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کے مقابل پر منجانب اشد جوش میں برابر سمجھا ہے تا تقویٰ کے معنی اسپر صادق آویں۔ حافظ صاحب کو معلوم نہیں کہ تقویٰ کا حکم قطع اور یقین کے متعلق ہے۔ پس جیسا کہ میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور میری روئے ماننا واجب ہے۔ اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہو مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود ماننا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو رد کر دیا میں صرف

اس وقت قلم کی ضرورت ہے اس وقت پر ضرورت ہے وہ یقیناً صحیح و سید کی نہیں بلکہ قلم کی ہے  
 ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کیے ہیں اور مختلف مسائل  
 پر جو شکوک کی ذمہ سے اٹھائے آسمان کے چنے نہ سب پر عمل کرنا پالا ہے۔ اُس نے بے ترتیب کیا ہے کہ میں قلمی اور لفظی کر اس  
 سائنس اور علمی ترقی کے میدان کا نام میں آتموں اور اسلام کی مذہبی شجاعت اور باطنی قوت کا شکر میں دکھلاؤں۔ میں  
 کہوں یہ ہلاک کے قابل ہو سکتا تھا لیکن آسمان آسمان کا فضل ہے اور اس کے بعد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ  
 پروردگار نے جو مصلحتیں اس کے ہاتھ سے اُس کے لیے کی تھیں وہ ظاہر ہو۔ میں نے ایک وقت میں اعتراضات اور ملامت  
 کئی کیا تھا اور اسلام پر ہمارے مخالفین نے کیے ہیں تو ان کی تعداد میرے خیال سے اٹھارہ گنا ہے۔ میں تین ہزار ہوں تو تم  
 نے کئی ہزاروں کیا ہے۔ تو تعداد میں بڑھ گئی ہوگی۔ کوئی یہ نہ کہے کہ اسلام کی بنا ایسی مکروہ باتوں پر ہے کہ اس پر تین  
 ہزاروں اعتراضات ہو سکتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ اعتراضات تو کوئی عام فاضل اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں  
 مگر تم آپس میں یہ کہتا چل کر شے نہیں بلکہ ان اعتراضات کو شک کیے وہاں ہے میں فوراً کہتا ہے کہ ان اعتراضات کی تہ میں  
 ذمہ لیتے ہی عدد مصلحتیں ہجرتوں جو وہ مصلحتوں کی وجہ سے مصلحتیں کو دکھائی نہیں دیں اور حقیقت یہ ہے کہ  
 کی حکمت ہے کہ یہاں ہمیں اعتراضات مگر ان کے بعد میں جتنا دعوت کا مخفی فرمودہ لکھا ہے۔

سبح و حمد علیہ السلام کی بشت کی غرض  
 اٹھارہ آسمان نے مجھے جس طرح فرمایا کہ میں ان شرانہ ملو نہ کو دنیا  
 پہ نظر ہو کر ملے اور پاک اعتراضات کا کچھ جو ان دنوں میں جو پہنچا  
 پر تو یہ لگتا ہے اس سے ان کو پاک ملامت کرنے خدا تعالیٰ کی قیوت جس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف  
 کی حجت کو ہر ایک بیٹھ دشمن کے باطن میں سے منترہ وقت سے کرے۔

الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر مدد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو قلمی جھوٹ ہے کہ ہم ان سے  
 قلم لٹھا اور لے کر تیار ہو جائیں۔ میں تو یہ کھول کر بتانا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لے کر جگت بدال  
 کا طریقہ میں اختیار کرے تو وہ اسلام کا پناہ لے گا اور اسلام کا کبھی ایسا مسئلہ نہ تھا کہ اسے مطلب اللہ  
 پر معصیت لگانا طمانی جائے۔ اب لائیں کی افراط میں ہے کہ میں نے کہا ہے تو کی شکل میں اگر وہ نہیں دہیں۔  
 بلکہ زخمی اطراف ان کا موضوع ہو گیا ہے پس کس حد تک ہم اس کا جواب دینے کی بجائے  
 کھلے دکھائی جائے۔ یہ ہلاک کے ہاتھ میں لے کر لیا گیا ہے، اس لیے ضرورت ہے کہ سب کے پہلے اپنے دل اور  
 دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ نہ استہلازی اور کوسلی سے خدا تعالیٰ سے لگاؤ اور فتح پائیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا  
 ایک نئی قانون ہے کہ تم کو تم کو اس سے لگاؤ۔ صرف قیل و قال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں،  
 تو یہ جھوٹا ہے۔ اور خدا تعالیٰ لاف دکھانا اور لفظوں کو نہیں چاہتا۔ نہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور سچی طہارت کو پسند



برائین احمدیہ حصہ پنجم

۱۴۷

کیا وہ تب آئیگا جب دیکھیگا اس دین کا مراد  
 لئے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار  
 جس سے ہو جاؤں میں غم میں دین کے ایک دیوانہ وار  
 شعلے منجھیں جس سے ہر دم آسماں تک شہاد  
 مجھ کو دکھلائے بہار دین کہ میں ہوں آشکار  
 کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب بے قرار  
 نیردے تو فوق تادہ کچھ کہیں سوچ لو بچار  
 بعد اس کے ظن غلبہ کو میں کرتے اختیار  
 تنگ ہو جائے مخالفت پر مجال کا راز  
 میں خدا کا فضل لایا پھر مجھے پیدا شمار  
 میری مرہم سے شفا پائیگا ہر ملک و دیار  
 ایک جب نہ کھل گئے پھر ہو گئے شہر شہار  
 اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار  
 دشمنوں کو خوش کیا اور ہو گیا آندہ یار

اس کے آتے آتے دین کا ہو گیا قصہ تمام  
 کشتی اسلام بے لطف خدا اب غرق ہے  
 مجھ کو دے پاک نوبتِ ولادت لے خدا جوڑ دیش  
 وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملت کے لئے  
 اسے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا  
 خاکساری کو ہماری دیکھ لے دانائے راز  
 ایک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقان کی طرف  
 ایک فرقان ہے جو شک احمدی کے وہ پاک ہے  
 پھر یہ نقلیں بھی اگر میری طرف پیش ہوں  
 باغ مرجایا ہوا تھا گر گئے تھے سب شہر  
 مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا  
 جھانکتے تھے لہ کو وہ مدین دیوار سے  
 وہ خزان جو ہزاروں سال سے مدفون تھے  
 پر ہوئے دین کے لئے یہ لوگ مارا سیل

یہ ایام کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک حضرت آدم سے اس قدرت بحساب قمری گندی تھی  
 جو اس سورت کے حروف کی تعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتی ہے۔ لہذا اس کے مد سے حضرت آدم سے اب  
 ساتواں ہزار بحساب قمری ہے جو دنیا کے خاتمہ پر مانتا کرتا ہے اور بحساب جو سورۃ العصر کے حروف  
 کی تعداد کے نکلنے سے معلوم ہوتا ہے یہ ہر دو لکھ ساتی کے حساب قمری تمام کمال ملتا ہے صرف قمری  
 شمسی حساب کو ملحوظ رکھ لینا چاہیے۔ اور اس کی کتابوں سے پایا جاتا ہے جو صبح و شام کا چھٹے ہزار  
 آنا ضروری ہے لہذا کئی برس ہو گئے کہ چھٹے ہزار گنہ گیا۔

آنا ضروری ہے لہذا کئی برس ہو گئے کہ چھٹے ہزار گنہ گیا۔

کے واسطے نبی کی ایسی ہی اطاعت لازم ہے جیسی کہ عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم ہے۔ اسی واسطے  
بہاری فقہاء میں جہاد ثلثی لے کر کہا کہ میری بیوی بیباک ہے۔

ایک رویہ کی تعبیر جہاد ثلثی کا نام ہے۔ قرآن شریف میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
نام جہاد ثلثی آیا ہے۔ مٹھن سے مراد وہ لذت اور راحت و صحت کی ہے  
جو بیماری کی تلخی کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ مقبول سے مراد ہے کہ دُعا قبول ہوگئی۔ یہ سب گھر سے  
اسبتغایات ہیں اور تشکلات ہیں۔ بیٹک آسمان پر نہ ہونے میں پر کچھ ہو نہیں سکتا۔ مولوی صاحب کا اس  
بیماری سے صحت پانا ایک بڑا معجزہ ہے۔

مطالعہ کتب کی تکمیل سب دوستوں کے واسطے فریدی ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک  
دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے  
شہادت پیدا ہوتی ہے جس کو علم نہیں ہوتا مخالفت کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے

مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق ایک رویہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا ذکر تھا۔ ایک  
دوست نے عرض کی کہ کہیں مرسلے کے

وقت تو بر کرے گا۔ نہ پایا :

اللہ تعالیٰ ہر شے پر غالب ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہماری بوجیاں جھاڑ کر آگے دکھاتا تھا۔ ہم کو  
دھوکہ ملا ایک بڑا ثواب جانتا تھا۔ براہین کا یہ لہجہ اس نے خود بخود لکھا۔ ہماری درخواست نہ تھی۔ تعجب  
نہیں کہ وہ کسی وقت پہلی حالت پر پھر لوٹ آئے جیسے ہم دنیا میں دیکھ چکے ہیں۔ بعض خواہش مند کے  
بعد پتہ ہی ہوتی ہیں۔ یہ رویہ چھپ چکا ہے جس میں میں نے دیکھا تھا کہ وہ ایک چھوٹا لڑکا ہے۔ رنگ  
رنگ مسیحا اللہ بد شکل ہے۔ میں نے اس کو اشارہ سے بلایا۔ تب وہ آیا۔ اور میرے گلے لگا اور پورے  
مہ کا ہو گیا اور اس پر لباس بھی ہے اور رنگ سفید ہے۔ تب میں نے کہا کہ آپ کا ہمارا اس قدر  
مقابلہ رہا لیکن ہے کہ کلم سے یاد بان سے کوئی سخت لفظ نکل گیا ہو تم بخش دو۔ اس نے کہا اچھا میں نے بخشا۔  
تب میں نے کہا کہ تم نے جو ایذا ہم کو دی تھی وہ بھی ہم نے بخش دی۔ تب ہم نے اس کی دعوت کی جس کو اس  
نے کچھ تردد کے بعد قبول کیا اور ایک شخص جان کنڈن میں ہے۔ تب میں نے کہا کہ یہ مقدمہ تھا کہ جس دن

نزل المسح

۲۲۲

قابل اعتراض ٹھہریگا۔ ایسا ہی ادا ہو کہ یہ اتفاق بھی پیش آجاتا ہے کہ گو بیس شخص ایک مضمون کے ہی لکھنے والے ہوں جو بیس ہی ادیب اور بلوغ ہوں مگر بعض صورتوں کے ادائے بیان میں ایک ہی الفاظ اور ترکیب فقرہ پر ان کا تورا دو ہو جائیگا اور یہ باتیں ادا ہونے کے نزدیک مسلمات ہیں جو ہر کسی کو کلام نہیں اور اگر غور کر کے دیکھو تو ہر ایک زبان کا یہی حال ہے اگر اردو میں بھی مثلاً ایک فصیح شخص تقریر کرتا ہے اور اس میں کہیں مثالیں لاتا ہے کہیں دلچسپ فقرے بیان کرتا ہے تو دوسرا فصیح بھی اسی رنگ میں کہہ دیتا ہے اور بجز ایک پاگل آدمی کے کوئی خیال نہیں کرتا کہ یہ سرفہ سے انسان تو انسان خدا کے کلام میں جس ہی پایا جاتا ہو۔ اگر بعض پرفصاحت فقرے اور مثالیں جو قرآن شریف میں موجود ہیں شعرائے جاہلیت کے قصائد میں دیکھی جائیں تو ایک لمبی فہرست طیار ہوگی اور ابن امور کو محققین نے جائے اعتراض نہیں سمجھا بلکہ اسی غرض سے ائمہ راشدین نے جاہلیت کے ہزار ہا اشعار کو حفظ کر رکھا تھا اور قرآن شریف کی بلاغت فصاحت کے لئے انکو بطور سند لائے تھے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو نشہ پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہو اور ہمیشہ میری تحریر کو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور میں اسکو لکھتا جاتا ہوں اور گویا میں تحریر میں مجھے کوئی مشقت اٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اسکے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اسی معمولی تائید کی برکت سے جو لازماً فطرت خواص انسانی ہو کسی قدر مشقت اٹھا کر اور بہت سادقت لیکر ان مضامین کو میں لکھ سکتا۔ وانشاء اللہ۔ (۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا منحنی خارق عادی کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت

لکھتا ہوں یا بعض لفاظ کے طبع لکھتا ہوں اور یہ بذریعہ معلوم ہوتی ہیں قطع نظر اسکی کہ پہلے مجھ سے جاہلینوں کی کتاب میں لکھی گئی ہیں یا بقراط کی کتاب میں۔ ایسا ہی میری انشاء پر دازی کا حال ہے۔ جو عبادتیں تائید کے طور پر مجھے خدا تعالیٰ سے معلوم ہوتی ہیں مجھے تو یہ کہ میری وہ انشاء کہ کسی اور کتاب میں ہوئی ہوگی میرے لئے ادا ہوا ہے لے کر میرے حال سے

میں وہ صحت ہے جو مجھ سے ہوا کہ کسی کے نزدیک مجھ سے نہ ہو تو اس پر پانی پینا حرام ہو جیسا کہ بالواجب ہے۔ میرے کہہ سہولت سے لکھتا ہوں اور وہ

وَقِفُّوا لَوْلَا يُخَفِّرُكُمْ شَمْسٌ تَبِيحٌ قَوْمٌ فِي سُبُوطٍ مِّنْهُم مَّنْ يَلْمِزُكَ فِي كَثَرِ مَنَاقِبِكَ أَلَمْ تَكُنْ لِنَبِيِّكَ كَالْبُنْدِيِّ مِمَّنْ لَمَّا كُنْتُمْ نَجْرًا أَلَمْ يَكُنْ لَكُم مِّنْ قَبْلِهِ نَبِيًّا لَّا تُخَفِّرُكُمْ شَمْسٌ تَبِيحٌ قَوْمٌ فِي سُبُوطٍ مِّنْهُم مَّنْ يَلْمِزُكَ فِي كَثَرِ مَنَاقِبِكَ أَلَمْ تَكُنْ لِنَبِيِّكَ كَالْبُنْدِيِّ مِمَّنْ لَمَّا كُنْتُمْ نَجْرًا

اصل اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپ نے کب اور کس وقت چاند کو درگڑھے سے لٹا دیا اور کب اُسکو ہم نے دیکھا لیکن جس حالت میں بعد مشہور اور شائع ہونے اس آیت کے سب مخالفین چپ رہے اور کسی نے دم بھی نہ مارا تو سب ظاہر ہے کہ انہوں نے چاند کو درگڑھے سے ہزرتے ہزرتے دیکھا تھا تب ہی تو ان کو چون و چرا کرنے کی گنجائش نہ رہی غرض یہ بات بہت صاف اور ایک راست طبع محقق کے لئے بہت فائدہ مند ہے کہ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عجوبہ یا معجزہ بحوالہ اپنے مخالفوں کی گواہی کے لکھ نہیں سکتے تھے اور اگر کچھ عجوبہ کہتے تو انکے مخالف ہمعصر اور ہم شہر اس زمانہ کے اُسے کب پیش جانے دیتے۔ علاوہ اس کے سوچنا چاہیے کہ وہ مسلمان لوگ جن کو یہ آیت سنائی گئی اور سنائی جاتی تھی وہ بھی تو ہزاروں آدمی تھے اور ہر ایک شخص اپنے دل سے یہ حکم گواہی پاتا ہے کہ اگر کسی پیر یا مرشد یا پیغمبر سے کوئی امر محض دروغ اور افتراء طور میں اُسے تو سارا اعتقاد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسا شخص ہر ایک شخص کی نظر میں برا معلوم ہونے لگتا ہے، اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ اگر یہ معجزہ ظہور میں نہیں آیا تھا اور افتراء محض تھا تو چاہیے تھا کہ ہزار مسلمان اسے آنحضرت پر ایمان لانے تھے ایسے کذب مرتب کو دیکھ کر کلینت ساسے کے ساسے سے بڑھ کر ہو جاتے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی ظہور میں نہیں آئی پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ شق القمر ہزرت و وقوع میں آیا تھا۔ ہر ایک منصف اپنے دل کی سوچ کر دیکھ لے کہ کیا تاریخی طور پر یہ ثبوت کافی نہیں ہے کہ معجزہ شق القمر اسی زمانہ میں بحوالہ شہادت مخالفین قرآن شریف میں لکھا گیا اور شائع کیا گیا اور پھر سب مخالفین معنیوں کو سن کر چپ رہے کسی نے تحریر یا تقریر سے اُس کا رد نہ کیا اور ہزاروں مسلمان اُس زمانہ کی روایت کی گواہی دیتے رہے اور یہ بات ہم مکرر لکھنا چاہتے ہیں کہ اللہ ہر معترضین کا خود ایک وجہ سے انکار خدا ہے تعالیٰ ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ

کی قدرت مطلقہ کو نہ مانا جائے اور جب اصول تنازع آریہ مہاجران یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جب تک زید نہ مرے بکر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں تمام خدائی اسکی باطل ہو جاتی ہے بلکہ اعتقاد صحیح اور حق یہی ہے کہ پریشکر کو سرشب شکتی مان اور قادر مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناتمام تجربہ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محکمہ امتحان نہ بنایا جائے ورنہ سہمہ دانی کے دعویٰ پر اس قدر اعتراض وارد ہونگے اور ایسی مجالیں اٹھانی پڑیں گی کہ جزاکچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے بلند تر دیکھتا ہے اس کو خفاہ عقل سمجھ لیتا ہے حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شیئے دیگر ہے اور خفاہ عقل ہونا شیئے دیگر۔ بھلائیں ماسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ اس بات پر قادر رہتا یا نہیں کہ جس قدر اب جرم قمری مشہود و محسوس ہے اس سے آدھے سے بھی کام لے سکتا اور اگر قادر نہیں تو اس پر عقلی دلیل جو عند العقل تسلیم ہو سکے کونسی ہے اور کس کتاب میں لکھی ہے تو جس حالت میں معجزہ شق القمر میں یہ بات مانوڑ ہے کہ ایک ٹکڑا اپنی حالت معمودہ پر روٹا اور ایک اس سے الگ ہو گیا وہ بھی ایک یا آدھ منٹ تک یا اس سے بھی کم۔ تو اس میں کونسا استبعاد عقلی ہے اور بفر من محال اگر استبعاد عقلی بھی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ عقل ناقص انسان کی ہر ایک کام رہبانی تک پہنچ سکتی ہے بھلا آپ ہی بتلاویں کہ یہ مسئلہ جو آپ کے اصول کے دوسرے ستیارتھ پر کاش میں پنڈت دیانند صاحب نے لکھا ہے کہ روح انسانی اوستس کی طرح کسی ٹھاس پات وغیرہ پر گرتی ہے پھر اس کو کوئی عورت کھالیتی ہے اس سے بچہ پیدا ہوتا ہے یہ کس قدر عقل کے برخلاف اور تمام المباد اور فلاسفہ کی تحقیق کے مخالف ہے؟ کیونکہ ظاہر ہے کہ بچہ ہر طرف ممد ستہا کی منی سے پیدا نہیں ہوتا

۴۰ شیخا لارڈ رید ہر صاحب ڈرائنگ ماسٹر نے چودھویں مارچ ۱۸۸۶ء کے جلسہ بحث میں جس میں اتر سالہ بڑا لائق تھا کہ پہلے اپنا احترام پیش کرے وقت کو ناسخ منایع کرنے کے لئے کیا اہل پارچ ۱۸۸۶ء

ناپیداکنار ہے ایسا ہی اُس کے کام بھی ناپیداکنار میں اور اُس کے ہر ایک کام کی اصلیت تک پہنچنا انسانی طاقت سے برتر اور بلند تر ہے بلکہ ہم اُس کی صفات قدیمہ پر نظر کرنے کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کبھی معطل نہیں ہوتیں اس لئے خدا تعالیٰ کی مخلوق میں قدامت تو ہی پائی جاتی ہے یعنی مخلوق کی انواع میں سے کوئی نہ کوئی نوع قدیم سے موجود چلی آئی ہے مگر شخص قدامت باطل ہے اور باوجود اس کے خدا کی صفت اِقْتاد اور اِبْلاک بھی ہمیشہ اپنا کام کرتی چلی آئی ہے وہ بھی کبھی معطل نہیں ہوتی اور اگرچہ نادانی فلاسفوں نے بہت ہی زور لگایا کہ زمین و آسمان کے اجرام و جسام کی پیدائش کو اپنے سائنس یعنی طبعی قواعد کے اندر داخل کر لیں اور ہر ایک پیدائش کے اسباب قائم کریں مگر سچ یہی ہے کہ وہ اس میں ناکام اعلانِ ادر ہے ہیں اور جو کچھ ذخیرہ اپنی طبعی تحقیقات کا انہوں نے جمع کیا ہے وہ بالکل ناقص اور نامکمل ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی اپنے خیالات پر قائم نہیں رہ سکے اور ہمیشہ اُن کے خود تراشیدہ خیالات میں تغیر تبدیل ہوتا رہتا ہے اور معلوم نہیں کہ آگے کس قدم ہوگا اور چونکہ اُن کی تحقیقاتوں کی یہ حالت ہے کہ تمام مدار اُن کا صرف اپنی عقل اور قیاس پر ہے اور خدا سے کوئی مدد اُن کو نہیں ملتی اس لئے وہ تاریخ سے باہر نہیں آسکتے اور درحقیقت کوئی شخص خدا کو شناخت نہیں کر سکتا جب تک اس حد تک اُس کی معرفت نہ پہنچ جائے کہ وہ اس بات کو سمجھ لے کہ خدا کے بیشتر کام ایسے ہیں کہ جو انسانی طاقت اور عقل اور فہم سے بالاتر اور بلند تر ہیں اور اس مرتبہ معرفت سے پہلے یا تو انسان محض دہریہ ہوتا ہے اور خدا کے وجود پر ایمان ہی نہیں رکھتا اور یا اگر خدا کو مانتا ہے تو صرف اس خدا کو مانتا ہے کہ جو اُس کے خود تراشیدہ دلائل کا ایک نتیجہ ہے نہ اُس خدا کو جو اپنی عقل سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور جس کی قدوتوں کے احوال اس قدر ہیں کہ انسانی عقل اُن کا احاطہ نہیں کر سکتی جب سے خدا نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ خدا کی قدوتیں عجیب و غریب اور عمیق و عمیق اور دداد الداد لایندگ ہیں تب سے میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں بچے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے ہوئے دہریہ خیال کرتا ہوں میرا خود ذاتی

حصہ اول

۳۰۲

ازالہ اوہام

خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم کرنا چاہا اور سخت گنہگار مومنوں کی بھی کسی قدر عزت ہوئی ہے  
مگرا انہوں نے کچھ بھی پرمانہ رکھ کر عام طور پر یہ تعسیریں کیں اور خط لکھے اور شہار شائع  
کئے سو خدا تعالیٰ نے اس مشابہت کے پیدا کرنے کے لئے ان سے ایک کام لیا ہے  
اور دوزخی یا بہشتی ہونے کی اصل حقیقت تو مرنے کے بعد ہر ایک کو معلوم ہوگی جس وقت  
بعض بصد حسرت دوزخ میں پڑے ہوئے کہیں گے ما لنا لا نرئی وجا لا حینا  
نعدہم من الاشرار یہ

عیب زمائل مکن اے زاہد پاکیزہ فرشتہ تو یہ دانی کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ  
اب حاصل کلام یہ ہے کہ جو رنج کا لفظ حضرت مسیح کے لئے قرآن کریم میں آیا ہے  
وہی لفظ الہام کے طور پر اس عاجز کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اگر کوئی یہ اشکال پیدا کرے کہ مسیح تو انجیل میں کہتا ہے کہ ضرور ہے کہ میں مارا جائوں  
اور تیسرے دن جی اٹھوں۔ تو بیان مذکورہ بالا کیونکر اس کے مطابق ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ  
اس موت سے حقیقی موت مراد نہیں ہے بلکہ مجازی موت مراد ہے۔ یہ عام محاورہ ہے کہ شخص  
قرب مرگ ہو کر پھر بچ جائے اس کی نسبت بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ نئے سرے سے زندہ ہوا  
تج پر جو ہم مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضاء میں ٹھوکی گئیں جن سے  
وہ غشی کی حالت میں ہو گیا یہ مصیبت و حقیقت موت سے کچھ کم نہیں تھی اور عام طور پر یہ خیال  
ہے کہ جو شخص ایسی مصیبت تک پہنچ کر بچ جائے اس کی نسبت یہی کہتے ہیں کہ وہ مر مر کر بچا  
اور اگر وہ کہے کہ میں تو نئے سرے زندہ ہوا ہوں تو اس بات کو کچھ جھوٹ یا ہمالہ خیال نہیں کیا جاتا۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ کونسا قرینہ خاص مسیح کے لفظ کا اس بات پر ہے کہ اس موت  
سے مراد حقیقی موت مراد نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قرینہ بھی خود حضرت مسیح نے فرمایا  
ہے جبکہ فقیر اور فریسی اور یہودیوں کے مولوی اکتھے ہو کر اس کے پاس گئے کہ تو نے مسیح ہونے  
کا تو دعویٰ کیا ہے اس دعویٰ کو کیونکر نصیب معجزہ کے ہم مل لیں۔ تو حضرت مسیح نے ان فقیروں اور

۶۳۱، ۳

اپنے اندر کتا ہے جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علم قرآن کو سخت بے نصیب ہے ومن لم یؤمن بذات اللک الا عجز فواقه ما قدر القرآن حق قدره وما عرف الله حق معرفته واما وقد الرسول حق توقیره۔

اے بندگانِ خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار کے زیاں کا کام کیا ہے اور ہر ایک زمانہ میں نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے کئی شخص

برگزشتہ نہیں ہوتا بلکہ ان کا ہونا اور جنبش کرنا بھی بہا بہ ثبوت نہیں پہنچتا اور نہ درحقیقت ان کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس جگہ بھی جانتا چاہیے کہ سلبِ اراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جلا میں ڈال دینا درحقیقت یہ سب عمل التزیب کی شاخیں ہیں۔ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اب بھی ہیں جو اس عانی عمل کے ذریعہ سلبِ اراض کرتے رہے ہیں جو مصلوح امیروں، مدقوں و فیسرہ ان کی توجہ سے بچے ہوتے رہے ہیں جن لوگوں کے معلومات وسیع ہیں وہ میرے اس بیان پر شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض فقہاء نقشبندی و تہروردی وغیرہ نے بھی ان مشقوں کی طرف بہت توجہ کی تھی اور بعض ان میں یہاں تک مشاق گندے ہیں کہ صدمہ یا مہلک کو اپنے یمن و یسار میں بٹھا کر صوفی نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور علی اللہ ان علی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ لویلا اور ان سلوک کی قواعد اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کالمیں ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ایک ثبوت بنانے کی غرض سے یا کسی اوریت سے ان مشقوں میں بستلا ہو گئے تھے۔ اور اب یہ بات قطعاً اور یقیناً طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت سیدنا امیر مازن و حکم آہی الینسع نبی کی طرح اس عمل التزیب میں کمال رکھتے تھے گو ایسے کے درجہ کا کہ سے کم رہے ہوتے تھے۔ کیونکہ ایسے کی لاشیں نے بھی مجھ و کھلا یا کاک کی ہڈوں کے گنے سے لیک موہ زندہ ہو گیا مگر جو روں کی لاشیں ایسے کے جبر کے ساتھ گنے سے ہرگز زخم نہ ہو سکتیں۔ یعنی وہ دو چہرہ وسیع کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ ہر حال ایسے کی تری کا درد انہماں زمانہ کے مناسب عمل طور خاص مصلحت کے نہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں۔ جیسا کہ



۳۹۶

نزل المسیح

سے خواہ کسی اور سبب سے وہ سب انسان برداشت کی حد تک نہیں ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ اس مآثور کی کارروائی کی خارج نہیں ہیں۔ پس جس الہام کو ہم نے قادیان کے بائیسے میں شائع کیا ہے اس کا یہی مطلب ہے اس سے زیادہ نہیں۔

بعض آدمی یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں امن اور آسائش کا زمانہ ہونا چاہیے تھا نہ کہ طاعون ملک میں پھیلے اور قحط پڑے اور طرح طرح کے اسباب سے کثرت موت ہو۔ ان لوگوں کا یہ جواب ہے کہ انسان کا اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے حکم چلائے کہ یوں ہونا چاہیے تھا اور اس طرح ہونا چاہیے تھا خدا تعالیٰ کی کتابوں میں بہت تصریح سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ضرور طاعون پڑے گی اور اس مری کا انجیل میں بھی ذکر ہے اور قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَأَنحَنُّ مَهْلِكُوكَآ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مَعَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَوْنٍ بِسْتِ اِيسَىٰ نِهِيں ہوگی جسکو ہم کچھ مدت پہلے قیامت سے یعنی آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہے ہلاک نہ کریں یا عذاب میں مبتلا نہ کریں۔

یاد رہے کہ اہل سنت کی صحیح مسلم اور دوسری کتابوں اور شیعہ کی کتاب اکمال الدین میں تصریح لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی بلکہ اکمال الدین جو شیعہ کی بہت معتبر کتاب ہے اس کے صفحہ ۲۴۸ میں اقل چار حدیثیں کسوف خسوف کے بارہ میں لایا ہے اور امام باقر سے روایت کرتا ہے کہ ہمدی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ قبل اسکے کہ وہ قائم ہو یعنی عام طور پر قبول کیا جائے رمضان میں کسوف خسوف ہو گا

۱۸  
شکل حضرت مسیح پر چڑھانے کے قے جب وہ بزد گھنڈہ کیوں کی تکلیف اشکر میں ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو یکدم سخت آنکھیں اٹھی اور اس سے شوح نور پانہ دونوں کی روشنی جاتی ہے اور تاری ہو گئی۔ وہ دسویں محرم تھی اور اس دن یہود کو روزہ تھا اور دوسرے دن انکی عید فصح تھی ان بندگان نے عین روزہ کی حالت میں اپنی دانست میں یہ ثواب کا کام کیا مطلب یہ تھا کہ حضرت مسیح کی کسی طرح لعنتی ثابت کریں۔ ایسا ہی مسیح موعود پر جب کفر اور قتل کا فتویٰ لگا گیا تو اسکے بعد رمضان میں کسوف خسوف ہوا تا دونوں واقعات میں مشابہت ہو کیونکہ جس طرح عیسیٰ مسیح استعارہ کے رنگ میں مردوں میں سے ہی اٹھا اس طرح اس مسیح کو تکفیر کی دہ سوہر سے اپنی دانست میں ہلاک کر دیا گیا تھا کہ پھر خود ہی اٹھا اور کھڑا ہو گیا۔ اس لئے امام قائم کہلایا۔ منہ

برہمویا بد مذہب والایا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفہ فطرت کے عجائب و غرائب خواہ کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید و جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحف مطہرہ کا ہے تاخداے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔ اور میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میسر پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ مثلاً یہ جو اس عاجز پر کھلا ہوا کہ ابتدائے خلقت آدم سے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حمام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان مجبور نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا ہے اور حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور بہت خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے باذن و حکم الہی اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بجا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغول میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی ذہنی طاقتوں کو خرچ کرتا ہے وہ اپنی ذہنی روحانی تاثیرات میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور کم ہوتی جاتی ہے اور اثر خیر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ساتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں انکی کاروائیوں کا نثر ایسا کم درجہ کارہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امور کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور تمام ذہنی روح کا دل میں ہدایت پیدا ہونے کیلئے ڈالا اسی وجہ سے تکمیل نفوس میں سب سے بڑھ کر وہ اند ہزار ہا بندگان خدا کو کمال کے درجہ تک پہنچا دیا اور اصلاح خلق اور اندرونی تبدیلیوں میں وہ یربیبناؤ دکھلایا کہ جس کی ابتدائے دنیا سے آج تک نظیر نہیں پائی جاتی۔ حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے زندہ ہو جلتے تھے وہ بلا توفیق

۱۹۲

من جعلتها هذا الهام، أعني يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي ومطهرك من  
الذين كفروا وجاهل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الي يوم القيامة،  
وان الله قد سماني في هذا عيسى؛ ومن جعلتها الهام آخر خاطبني ربي فيه  
وقال اني خلقتك من جوهر عيسى وانك وعيسى من جوهر واحد وكشي  
واحد؛ ومن جعلتها الهام سمي فيه كل من خالفني من العلماء اليهود و  
النصارى. ثم ما ألهمت الي عشر سنين بمثل هذه الالهامات وما كنت  
أدرى اني اومر بعد هذه المدة الطويلة وأسمي مسيحا موعودا من الله تعالى  
بل كنت خلعت ان المسيح نازل من السماء كما هو مركز في مدارك القوم؛ ولكن  
كنت اقول في نفسي تعجبا ان الله ليم سمي عيسى ابن مريم في الهامه المتواتر  
المتتابع ولهم قال انك وانه من جوهر واحد، ولهم سمي الخالفين اليهود  
والنصارى وظهرت علي معاني تلك الالهامات والاشارات بعد

وعن ابن مسعود لا يأتي مائة سنة وعل الارض نفس منقوسة اليوم رواه مسلم،  
وهكذا ذكر البخاري في صحيحه والمضمون واحد لا حاجة الي الاعادة. فوجب  
من هذا على كل مؤمن ان يؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله  
صلى الله عليه وسلم والا فكيف يمكن الخلف فيما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
بوس من الله تعالى مؤكدا بقسمه، والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تأويل  
فيه ولا استثناء والا فأي فائدة كانت في ذكر القسم؛ فتدبر كالمفتشين المحققين.  
واما تطبيق هذين الحديثين فلا يمكن الا بعد تأويل حديث الدجال وجعله من  
قبيل الاستعدادات، فنقول ان حديث خروج الدجال يدل على خروج طائفة  
الكنائس في آخر الزمان من قوم النصارى، وفي الحديث اشارة الي انهم يشابهون  
آباءهم المتقدمين في مكرم وخدمتهم وانواع فتنهم وحرصهم على اضلال الناس  
كانهم هم، الا ان آباءهم كانوا مقيدون بالسلاسل والاغلال ولكن هؤلاء يخرجون  
من ذلك السجن ويضع الله عنهم اغلالهم فويعيشون يميناً وشمالاً ويفسدون في الارض

۲۹

عمامة البشرية ص 14 مند جرد حانی خزائن جلد 7 ص 192 (حاشیہ) از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 231 پر درج ہے

ہند نے پہلے ہی اس اثر پر منتقل ہونے کی اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لکوں پناہ لیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کی کرکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث میں دی ہے جو مسیح بخاری اور مسیح تسلیم اللہ دوسری صراح میں درج ہیں۔ وَكُنْ بِاللَّهِ شَهِيدًا۔

الزائد برزاقلام احمد رضا اقدس فائدہ، ۱۴ اگست ۱۸۹۹ء

اس ذکر سے میری مدغم نہیں ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جماعت کا ایمان بڑھے اور انھیں وہی ذوق اور شوق حاصل ہو جو یہاں کے خوش قسمت حاضرین کو اس گھڑی حاصل ہوا اور انھوں نے پتے دل سے اعتراف کیا کہ ان کو نیا ایمان ملا ہے اور دوسرے ایک منکرین الہدین اس علیٰ بصیرت قسم پر ٹھنڈے دل سے طرد کریں اور سوچیں کہ مستجد کتاب اللہ خدیٰ متفق کی یہ شان اور اسے یہ جرات ہو سکتی ہے کہ ڈوب جلال خدا کی ایسی اور اس طرح اور ایسے جمع میں قسم کھائے۔ اٹھ اکبر! اٹھ اکبر!!!

۲۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء

وکیل شوکاس صاحب تحصیلدار بنالہ اتالیق خمد سے قادیان میں ملا ہوئے اور حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے تشریف لائے اور عرض کیا کہ بے فخری سے لٹنے کا کمال شوق ہے۔

اللہ اسی شوق کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت باقاعدگی سے فرمایا۔

سبح موعود علیہ السلام کی بشت کی غرض۔ زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا کرنا۔

جیسے گناہ آپ کے دل میں اہل دل لوگوں کے ساتھ جنت دہوتی، تو آپ ہمارے پاس کیل آئے اور ایک دنیا دار کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ایک دنیا سے الگ گوشہ نشین کے پاس جاوے۔ مناسبت ایک منور کی ہے اور اس کو یہ ہے کہ جبکہ انسان ایک فنا ہونے والی آفتی ہے اور موت کا کچھ ہی پتہ نہیں کہ کب آجائے اور کب ایک پانچواں شے ہے پھر کس قدر منور ہے کہ اپنی اصلاح اللہ کی فکر میں لگ جائے، مگر میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اپنی ذہن میں لایں گی ہے کہ اس کو عزت کا کہ مکر اور خیال ہی نہیں خدا تعالیٰ سے ایسے لاپرواہ ہے جس گویا وہ کوئی ہستی ہی نہیں۔ ایسی حالت میں جبکہ دنیا کی ایمانی حالت اس حد تک کمزور ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بے شمار کلمے کے بیجا ہے تاکہ میں زندہ ایمان زندہ خدا پر پیدا کرنے کی ماہ بتلاؤں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ

۱۰ خط مرفوعہ جہاگیر محمد مندوبہ الحکمد جلد ۳ ص ۲۳۱

حصہ اول

۲۲۹

ازالہ اوہام

جو اس کے رسول کی نہیں کی گئیں۔ اور وہ عظمت اس امتی کو دی جائے جو اسکے رسول کو نہیں دیگی۔ اور اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی کر کے کہاں پکارا گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ صحیح بخاری کی وہ حدیث دیکھو جس میں امام مکہ منکر موجود ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منکر کے خطاب کے مخاطب امتی لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے دنیا کے اخیر تک ہوتے رہیں گے۔ اب ظاہر ہے کہ جب مخاطب صرف امتی لوگ ہیں اور یہ امتیوں کو جو شجرہ دی گئی کہ ابن مریم جو آئیوا لاسے وہ تم میں سے ہی ہوگا اور تم میں سے ہی پیدا ہوگا تو دوسرے لفظوں میں اس فقرے کے یہی معنی ہوتے کہ وہ ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ فقط امتی لوگوں میں سے ایک شخص ہوگا۔

اب سوچنا چاہیے کہ اس سے بڑھ کر اس بات کے لئے اور کیا قرینہ ہوگا کہ ابن مریم سے اس جگہ وہ نبی مراد نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی کیونکہ نبوت ایک عطاء غیر مجزوز ہے اور نبی کا اس عطاء سے محروم و بے نصیب کیا جانا ہرگز جائز نہیں۔ اور اگر فرض کر لیں کہ وہ نبی ہونے کی حالت میں ہی آئینگے اور بحیثیت نبوت نزول فرماویں گے تو ختم نبوت اس کا مانع ہے۔ سو یہ قرینہ ایک بڑا بھاری قرینہ ہے بشرطیکہ کسی کے دل و دماغ میں خدا و تقویٰ و فہم موجود ہو۔ میرے دوست مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب اپنے ایک خط میں مجھے لکھتے ہیں کہ اگر آپ کا قبیل موجود ہونا مان لیا جائے تو پھر بخاری و مسلم و دیگر صحاح نکمی و بیکار ہو جائیں گی۔ اور ایک سخت تفرقہ احمات مسائل دین میں پڑے گا۔ سو اول میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میرے دوست وہی مولوی صاحب ہیں کہ جو اپنے اشاعت السنۃ نمبر، جلد ۱ میں امکانی طور پر اس عاجز کا مشیل مسیح اور پھر مولود بھی ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ کیونکہ براہین احمدیہ میں جس کا مولوی صاحب نے ریویو لکھا ہے ان دونوں دعویوں کا ذکر ہے یعنی اس عاجز نے براہین میں صاف اور صریح طور پر لکھا ہے کہ یہ عاجز مشیل مسیح ہے اور نیز مولود بھی ہے۔ جس کے آنے کا وعدہ قرآن شریف اور حدیث میں روحانی طور پر دیا گیا ہے۔

یہ حوالہ صفحہ 240 پر درج ہے

ازالہ اوہام صفحہ 292 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 249 از مرزا قادیانی

شکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد  
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو  
کیا یہ نہیں بخامی میں دیکھو تو کھول کر  
یعنی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا  
جگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر ٹٹائے گا  
کیلیں گے پچھے سانپوں سے بے خوف و بے گزند  
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفتنگ کا  
وہ کافروں سے سنت ہزیمت اٹھائے گا  
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے  
کرے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں  
اب قوم میں ہماری وہ تاب و توان نہیں  
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی  
وہ عزم مقبلادہ وہ ہمت نہیں رہی  
وہ نور لہو وہ چاند سی طلعت نہیں رہی  
خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی  
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی  
اسل آگیا ہے دل میں جلالت نہیں رہی  
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی  
اب تم کو غیر قوموں پہ سلطنت نہیں رہی  
ظلمت کی کچھ بھی حد نہایت نہیں رہی  
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد  
کیوں چھوڑتے جو لوگو نبی کی حدیث کو  
کیوں بھوتے جو تم یضخ الحریب کی خبر  
فرا چکا ہے سیتہ کو من مصلحت  
جب آئے گا تو صلح کو وہ مانتے گا  
ہوں گے ایک گھاٹ پہ شیراد گو سپند  
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا  
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جلے گا  
اک متجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے  
القصد یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان  
ظاہر میں خود نشان کہناں وہ ناں نہیں  
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی  
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی  
وہ علم وہ صلاح وہ عظمت نہیں رہی  
وہ مدد وہ گزار وہ رقت نہیں رہی  
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی  
عزم آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی  
وہ علم و معرفت وہ فراغت نہیں رہی  
دنیاؤں میں کچھ بھی یاقوت نہیں رہی  
وہ انس و شوق و جذبہ طاعت نہیں رہی  
ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی

۲۲۵

نئی بن رہی تھی۔ وہاں میں نے جیسی لکھی تھی۔ بھگت رام کے سامنے لکھی تھی۔ دو راج  
دو تین مزدور بھی وہاں تھے۔ بھگت سے پیسہ یا ٹکٹ خط روانہ کرنے کے واسطے  
نہیں مانگے تھے۔ اقبال ۱/۲ کے قریب لکھا تھا بیٹھنے کے کمرہ میں خط لکھا تھا۔ کھانے  
والے کمرے کے پاس ہے۔ (پھر کہا کہ) پتہ نہیں کھانے والا کمرہ کون ہے۔ میرے اقبال  
لکھنے کی وقت اسٹیشن ماسٹر۔ تار بابا اور ڈاک بابا موجود تھے (پھر کہا کہ) لکھ چکا تھا۔ دستخط  
کر رہا تھا جب وہ آئے تھے۔ دو تین آدمی اور تھے جن کے روبرو لکھا تھا۔ وہ عبدالرحیم،  
بھگت رام۔ شیخ وارث تھے۔ اور ڈاکٹر صاحب بھی تھے۔ بیاس میں منظر نے کسی سے

کی حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت کے لوازم سے کیونکر محروم ہو سکتے ہیں؟!  
غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر کے چار طور سے قرآن شریف کی مخالفت کی ہے۔  
اور پھر اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم منصری  
کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا  
سکتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے  
ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ  
مماورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزول مسافر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا  
بھی یہی محاورہ ہے کہ لادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اترے  
ہیں۔ اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اتر رہا ہے۔ اگر  
اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی  
ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے  
تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ مگر کوئی حدیث پیش کرے۔ تو  
ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تانوں سے سکے ہیں اور تو بہ کرنا اور تمام لہنی

۲۰۶

۲۲۶

نہیں کہا تھا کہ میں ڈاکٹر صاحب کو مارنے آیا ہوں۔ بھگت پر ییاس سے بھی نہیں کہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب مجھ کو ہمراہ امرتسر لے آئے تھے اور مجھے انہوں نے معافی دے دی تھی کہ نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ بیاس سے چل کر اسی دن سورج غروب ہونے سے پہلے امرتسر پہنچ گئے تھے۔ رات کو ڈاکٹر صاحب نے سلطان پنڈ میں جو امرتسر سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے مسجد یا اوروارث اور پر ییاس و عبدالرحیم میرے ساتھ رہے تھے۔

کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہیں تسلی کریں۔

افسوس ہے کہ ہمارے ساتھ لوح علماء صرف نزول کا لفظ و حدیث میں دیکھ کر اس بلا میں گرفتار ہو گئے ہیں کہ خواہ خواہ امیدیں باندھ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے واپس آئیں گے اور وہ دن ایک بڑے تلشے اور نظارہ کا دن ہوگا کہ انکے دائیں بائیں فرشتے ساتھ ساتھ ہونگے جو انکو آسمان سے اٹھا کر لائیں گے۔ افسوس کہ یہ لوگ کتابیں تو پڑھتے ہیں مگر انکے بند کر کے فرشتے تو ہر ایک انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور بموجب حدیث صحیح کے طالب علموں پر اپنے پردوں کا سایہ ڈالتے ہیں۔ اگر مسیح کو فرشتے اٹھائیں تو کیا نزلے طور پر اس بات کو مانا جائے۔ قرآن شریف سے تو یہ بھی ثابت ہے کہ ہر ایک شخص کو خدا تعالیٰ اٹھانے پھرانے سمیٹنا *فہو فی البترۃ البجر* مگر کیا خدا کسی کو نظر آتا ہے؟ یہ سب استعارات ہیں۔ مگر ایک یہ قوت فرقہ چاہتا ہے کہ انکو حقیقت کے رنگ میں دیکھیں اور اس طرح پر ناحق مخالفوں کو اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر حدیثوں کا مقصد یہ تھا کہ وہی مسیح جو آسمان پر گیا تھا۔ واپس آئیگا تو اس صورت میں نزول کا لفظ بولنا بی محل تھا۔ ایسے موقعہ پر یعنی جہاں کسی کا واپس آنا بیان کیا جاتا ہے۔ عرب کے فصیح لوگ رجوع بولا کرتے ہیں نہ نزول۔ پھر کیونکر ایسا غیر فصیح اور بی محل لفظ اس فصیح و فصحاء اور اعراب الناس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے جو تمام فصحاء کا سردار ہے۔



حصہ اول

۱۲۲

ازالہ اوہام

افسوس کہ ہماری قوم کے لوگ استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے سخت پتھیل میں پھنس گئے ہیں اور ایسی مشکلات کا سامنا نہیں پیش آگیا ہے کہ اب ان سے آسانی نکلتا ان لوگوں کیلئے سخت دشوار ہے اور جو نکلنے کی راہیں ہیں وہ انہیں قبول نہیں کرتے۔ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اترے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہو گا اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کشفی استعارہ قرار دے کر معجزین کے مذاق اور تجارب کے موافق اسکی تعبیر کرنا چاہیں

ایک یہ کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت دگر بگڑی ہوئی ہوگی دینی صحیح تعلیم سے دست کر دے گا اور ان کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو جلی دھو کر جو اہر اب علوم و حقائق و معارف ان کے سامنے رکھے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو پینے پینے تک جائینگے اور ان میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مفلس اور نادار نہیں رہے گا بلکہ جس قدر سچائی کے بھوکے تھے یہ ہیں ان کو بھرت طیب غذا و ملاقات کی اور شہرت شیریں معرفت کا پلا یا جائے گا اور علوم حق کے موتیل سے ان کی جھولیاں پڑ کر دی جائیں گی اور جو مغضہ اور لب لہاب قرآن شریف کا ہے اس خطر کے بحر سے ہوتے شیشے ان کو دتے جائیں گے۔

دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ مسیح مہرود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خسرو بھل کو قتل کرے گا اور وہ حال کسبہ حشم کو قتل کر دے گا اور جس کا فرنگ اس کے دم کی ہوا پھینچے گی وہ فی الفور مر جائیگا سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ سچ دنیا میں اگر صلیب مذہب کی شاخ ڈھوک کو اپنے پیروں کے پیچھے پھیل جائے گا اور ان لوگوں کو جن میں خسرو بھل کی بے حیائی اور نوکھل کی بے شرمی اور جھاست خموی ہے ان پر پھانسی کا طعنه کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کرے گا اور وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بگلی خارو۔ بلکہ ایک ہر نما ٹینٹ اس میں نکلا ہے جو انکو تین جہتوں کی سیف کا طعنے سے لزم کر کے ان کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا اور نہ صرف ایسے ایک چشم لنگ بلکہ ہر ایک کافر و دین محمدی کو بظلمہ استخار دیکھتا ہے کسی دکانی کے طالی دم سے روحانی طور پر مارا جائے گا۔ فرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر

اصحاب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ مجددیت کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا۔ صرف بعض لوگوں نے انکو اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ہم انکے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ انکے اسمائے مبارک سے ناواقف اور نا آشنا ہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

### • پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں

- (۱) عمر بن عبدالعزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) کچول۔ علاوہ ننگ اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں۔ چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنہ ہوتا ہے۔ وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہ مانا جاتا ہے۔ اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا۔ تو دوسرے اسکے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجامع صفات حسنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے دیکھو پنجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۹۔ وقرۃ العیون و مجالس المآثر۔

### دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

- (۱) امام محمد امین ابو عبد اللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن معین بن عمار عطفانی (۴) شعیب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (۵) ابو عمرو مالکی (۶) خلیفہ ماموں رشید بن ارون (۷) قاضی حسن بن زیاد حنفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن رخلہ شافعی۔ (۱۰) بقول امام شعرانی عارف بن اسعد محاسبی ابو عبد اللہ صوفی بغدادی۔ (۱۱) اور بقول قاضی القضاات علامہ حینی۔ احمد بن خالد الخلال ابو یوسف حنبل بغدادی۔ دیکھو پنجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۱۔ قرۃ العیون و مجالس المآثر۔

### تیسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

- (۱) قاضی احمد بن شریف بغدادی شافعی (۲) ابو الحسن اشعری متکلم شافعی۔ (۳) ابو یوسف طحاوی ازوی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابو عبد الرحمن نسائی (۶) خلیفہ معتز بالله عباسی

۸۱۱

(۷) حضرت شبلی صوفی (۸) عبید اللہ بن حسین (۹) ابو الحسن کرمی صوفی حنفی (۱۰) امام  
ہمتی بن مخلد قزلبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

### چوتھی صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام ابو بکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابو حامد اسفہانی (۴) حافظ ابو  
نصیم (۵) ابو بکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بالہاکم شاپوری  
(۷) امام ہشتی۔ (۸) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیا سے  
ہیں (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (۱۰) ابو اسحاق شیرازی (۱۱) ابراہیم  
بن علی بن یوسف فقیہ و محدث۔

### پانچویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابو حامد امام خراسانی (۲) بقول عینی و کرمانی حضرت داعوی حنفی (۳)  
خلیفہ مستنصر باللہ بن مقتدی باللہ عباسی (۴) عبد اللہ بن محمد انصاری ابو اسحاق  
پروسی (۵) ابوطاہر سلجوقی (۶) محمد بن احمد ابو بکر شمس الدین سمرخی فقیہ حنفی۔

### چھٹی صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابو عبد اللہ طغرالدین رازی (۲) علی بن محمد (۳) عزالدین ابن کثیر (۴)  
امام زین العابدین صاحب زبدہ شرح شفا (۵) یحییٰ بن حبیب بن میرک حضرت شہاب  
الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن لمی الدین لوزی۔  
(۷) حافظ عبدالرحمن ابن جوزی۔

### ساتویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) احمد بن عبد الحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن ولیق السیوطی (۳)  
شاہ شرف الدین مخدوم بہالی ہندی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ

ابن ایتیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن الیوب بن سعد بن ایتیم الجوزی دہلی و مشقی  
حنبل (۶) عبدالقدیر اسعد بن علی بن سلیمان بن خلج ابو محمد عقیف الدین یاغی  
شافعی (۷) قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ الشبل حنفی و مشقی۔

### آٹھویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) حافظ علی بن حجر مستطانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عواتی شافعی (۳) صالح  
بن عمر بن ارسلان قاضی بلعینی (۴) علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت سیلی۔

### نویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عبدالرحمن بن کمال الدین شافعی معروف بابام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبد  
الرحمن سخاوی شافعی (۳) سید محمد جون پوری متہدی اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں

### دسویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) ملا علی قاری (۲) محمد طاہر نقوی گجراتی محی الدین محی السنۃ (۳) حضرت علی بن حزام  
الدین معروف بعلی متقی ہندی بکی۔

### گیارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عالمگیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (۲) حضرت آدم بنوری صوفی (۳) شیخ احمد  
بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرسندی معروف بابام ربانی مجدد و الف ثانی

### بارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید  
عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکبیانی (۴) حضرت احمد شاذلی اللہ صاحب محدث  
دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسمعیل امیرین دہلی محمد حیات بن ملا ملازیر

بعض کے نزدیک حضرت امیر تیمور بادشاہ بھی مجدد ہیں۔

## سندھی مدنی، تیرہ صدیوں صدی کے مجدد و اصلاحی ہیں

(۱) سیاحند بریلوی (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۳) مولوی محمد علی شہید بریلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے ہی ہوں گے جنکو مجدد مانا گیا ہو۔ اور ہمیں انکی اطلاع نہ ملی ہو۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامع مہج صفات انسان تھے۔ کوئی کامل انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ شریعت اسلامی کے تمام حکمجات کی خدمات کو سرانجام دے سکتا۔ اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا۔ کہ شریعت حقہ اسلام کے پہلو اور ہر حکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت پر مامور ہوتے اور مشاہدہ اور تجربہ کو اپنی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ نہرست مجددین سے واضح ہوتا ہے۔ کہ کوئی مجدد و فقیہ ہے کوئی محدث ہے۔ کوئی مفسر ہے کوئی مصلح ہے کوئی مشکم ہے۔ اور کوئی بادشاہ ہے۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع مہج صحیحاً انسانی بہ حسن و خوبی سرانجام دیتی تھی۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو بجا لاتے رہے۔ اور اس سے کوئی مسلمان نجات نہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ ہر صدی کے سرپرستی مجدد کا آنا ضروری ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سرپرستی مجدد نہ آوے۔ مجدد کا آنا نہایت ہی ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ اسلام پہر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ اور اسلام ایسے نرضیں پس گیا ہے۔ کہ جس سے جانبی نہایت ہی مشکل ہو گئی ہے۔

ان بات باور رکھنے کے لائق ہے کہ ہر صدی میں جو مجدد آیا ہے۔ اسکا اہم کام ہی ہوتا تھا۔ کہ اسلام چس پہلو سے حملہ کیا گیا۔ یا جس بات میں اسلام ضعیف ہو گیا ایسی حملہ یا نقص کے دور کرنے کے لئے وہ مجدد کھڑا ہوا۔ اور مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ عالم

۱۳۳

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ وَجَعَلْ اَعْدَاءَهُ مِنَ الْمَلْعُونِينَ - اَشْهَدُ اَنَا نَتَمَسَّكَ

است خدا پرستوں اور فرستادہ برکت نازل کردہ و بر دشمنان او لعنت فرود آید۔ گواہ ہاں شہید کرنا

بِكِتَابِ اللَّهِ الْقُرْآنِ - وَتَتَّبِعُ اقْوَالَ رَسُولِ اللَّهِ مِنْبِغِ الْحَقِّ وَالْحَقَّانِ - وَتَقْبِلُ

کتاب اللہ کی قرآن شریف است پیغمبر می زنیم۔ و سخنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر حشر حق و معرفت است

مَا اَنْعَقَدُ عَلَيْهِ الْاِجْمَاعُ بِذَلِكَ الزَّمَانِ - لَا تَزِيدُ عَلَيْهَا وَلَا تَنْقُصُ مِنْهَا

پہر روی کے کتیم و ہمہ آن امور قبول کے کتیم کہ دران زمانہ باجماع صحابہ صحیح قرار یافتند۔ نہ بریں امور

وَعَلَيْهَا نَحْمِي وَعَلَيْهَا نَمُوتُ - وَمَنْ زَادَ عَلَى هَذِهِ الشَّرِيعَةِ مِثْقَالَ خَرَّةٍ اَوْ نَقَصَ

زیادہ کی کتیم و نہ از آتہا کم جسا زیم۔ و ہر آتہا زندہ خواہیم ماند و ہر آتہا خواہیم مرد۔ و ہر کہ بمقدار یک ذرہ بریں شریعت

مِنْهَا اَوْ كَفَرَ بِعَقِيدَةٍ اِجْمَاعِيَةٍ - فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ

زیادہ کرے یا کم نمود یا انکار عقیدہ اجماعیہ کرے۔ پس بر لعنت خدا و لعنت فرشتگان و ہمہ لوہاں است۔

هَذَا اِعْتِقَادِي - وَهُوَ مَقْصُودِي وَمِرَادِي - وَلَا اِخْتَالَفُ

ایں اعتقاد من است و ہمیں مقصود من است و مراد من - و من

قَوْمِي فِي الْاَصُولِ الْاِجْمَاعِيَةِ - وَمَا جِئْتُ بِمُحَدَّثَاتٍ كَالْفِرْقِ الْمَبْتَدِعَةِ

قوم خود و اصل اجماعیہ اختلافیہ ندرم۔ و ہمچو بدعتیاں چیزائے نو پیدا نیادہ ام۔

بِيَدَائِي اُرْسَلْتُ لِتَجْدِيدِ الدِّينِ وَاَصْلَاحِ الْاُمَّةِ عَلَى رَأْسِ هَذَا الْمِائَةِ - فَاذْكُرْهُمْ

کہ میں متکرم برائے تازہ کردن دین و اصلاح امت بر سر این صدی فرستادہ شدہ ام۔ پس ایشان را

بَعْضُهَا نَسُوا مِنْ الْعُلُومِ الْحِكْمِيَّةِ وَالرِّاِقَاتِ الصَّحِيحَةِ الْاَصْلِيَّةِ - وَجَعَلْتُ

بعض انہوں از علوم حکیمہ و واقعات صحیحہ اصلیہ۔ و جعلت

زَيْجِي عَسْوِيْنَ مِمَّا عَلَى طَرِيقِ الْبُرُودِ الرَّحْمَانِيَّةِ بِمَصْلُحَةِ اِسْرَادِ لِنَفْعِ الْعَامَّةِ -

بر طریق بصفات رحمانیہ میں میں مریم گردانید۔ برائے مصلحتی کہ بمرض افادہ مخلوقات

ایمان و اصلاح

۳۲۳

جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے اثر نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فائدہ دہنی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر منسبتاً کتاب اللہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بلا تفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور مشرک اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرمائے اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ پتے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لادیں۔ اور صوم اور صلوة اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کا و بند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر ملت صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم اسلام اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالفت اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل

عَلَيْهِ وَمَعْلَمٌ وَيُؤْتِيكَ وَجَعَلَ اَعْدَاءَهُ مِنَ الْمَلْعُونِينَ - اَشْهَدُ اَنَا تَمَسَّكَ

است خدا ہمدرد ہو اور فرستادہ برکت نازل کر دے اور دشمنان اور لعنت فرمودہ آوند - گواہ ہاں شہید کہ

بِكِتَابِ اللّٰهِ الْقُرْآنِ - وَتَتَّبِعْ اقْوَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْبَعِ الْحَقِّ وَالْحَقَّانِ - وَتَقْبَلْ

بِکتاب الہی کہ قرآن شریف است پیغمبر می زنیم - و سخنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ حقیقہ حق و معرفت است

مَا نَعْقُدُ عَلَيْهِ الْاِجْمَاعَ بِذَلِكَ الزَّمَانِ - لَا تَزِيدُ عَلَيْهَا وَلَا نَنْقُصُ مِنْهَا

پس روی سے کہیم و ہمہ ان امور قبول سے کہیم کہ در ان زمانہ باجماع صحابہ صحیح قرار یافتند - نہ بر ان امور

وَعَلَيْهَا نَحْمِي وَعَلَيْهَا نَمُوتُ - وَمَنْ زَادَ عَلَيَّ هَذِهِ الشَّرِيعَةَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ أَوْ نَقَصَ

زیادہ می کہیم و نہ از انہا کم جیسا کہ میزدیم - و ہر آنہا زائد نہ خواہیم نمود - و ہر کہ بمقدار یک ذرہ برین شریعت

مِنْهَا لَوْ كَفَرَ بِعَقِيدَةِ اِجْمَاعِيَّةٍ - فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اِجْمَاعِينَ

زیادہ کرے یا کم نمود انکار عقیدہ اجماعیہ کرے - پس بر او لعنت خدا و لعنت فرشتگان و ہمہ تو سہاں است -

هَذَا اِعْتِقَادِي - وَهُوَ مَقْصُودِي وَمِرَادِي - وَلَا اِخْتَالَفَ

این اعتقاد من است و میں مقصود من است و مراد من - و من

قَوْمِي فِي الْاَصُوْلِ الْاِجْمَاعِيَّةِ - وَمَا جِئْتُ بِمُحَدَّثَاتٍ كَالْفِرْقِ الْمَبْتَدِعَةِ

باتوم خود و اصل اجماعیہ اختلافی نہ دارم - و بچہ بدعتیاں چیزائے نو پیدا نیانمودہ ام -

بِيَدَانِي اُرْسِلْتُ لِتَجْدِيدِ الدِّينِ وَاصْلَاحِ الْاُمَّةِ عَلَيَّ رَاسُ هَذَا الْمَائَةِ - فَاذْكُرْهُمْ

کہ میں بتکس برائے تازہ کردن دین و اصلاح امت بر سر این صدی فرستادہ شدہ ام - پس ایشان را

بَعْضُهَا نَسُوا مِنَ الْعُلُوْمِ وَالْحِكْمَةِ - وَالْوَاقِعَاتِ الْعَمِيحَةِ الْاَصْلِيَّةِ - وَجَعَلَنِي

بعض ان امور از علوم حکیمہ و واقعات عمیقہ اصلیہ - و جعل منی

رَجِيْبًا مِنْ مِيثَقِ طَرِيقِ الْبُرُوْزِ الرَّحْمٰنِيَّةِ بِمَصْلُوْحَةِ اِمْرَادِ لِنَفْعِ الْعَامَّةِ -

بر طریق برقیات رحمانیہ میں مریم گردانید - برائے مصلوحتی کہ بمرض افادہ مخلوقات



صلحکاری سے خدا تعالیٰ جو ارحم الراحمین اور ماں باپ سے زیادہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ وہ اپنے غافل اور کمزور بندوں کے لئے یہ پہلو اختیار نہ کرے کہ حق کو تیرہ سو برس کا غافل پاکر دواؤں اور براہین سے سمجھاوے اور آسمانی نشانوں سے تسکین بخنتے اور پہلو اختیار کرے کہ کسی کو بھیج کر غافل بندوں کو فنا کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔ یہ حادثہ اس کی ان صفات کے مخالفت ہے جن کی قرآن شریف میں تعظیم دی گئی ہے۔ اور قرآن شریف میں یہ وعدہ تھا کہ خدا تعالیٰ فتنوں اور خطرات کے وقت میں دین اسلام کی حفاظت کرے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ سو خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے چار قسم کی حفاظت اپنی کلام کی کی۔ اول حافظوں کے ذریعہ سے اس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا۔ اور ہر ایک صدی میں وکھوں ایسے انسان پیدا کئے جو اس کی پاک کلام کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھتے ہیں۔ ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جائے تو اس کا اگلا پھلا سب بتا سکتے ہیں۔ اور اس طرح پر قرآن کو تحریف نقلی سے ہر ایک زمانہ میں بچایا۔ دوسرے ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے جنہوں نے قرآن شریف کے جہلی مقامات کی عاریت نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کی پاک کلام اور پاک تعظیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ تیسرے حکمتین کے ذریعہ سے جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دے کر خدا کی پاک کلام کو کورتہ اندیش فلسفیوں کے استحقاق سے بچایا۔ چوتھے روحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کی پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا ہے۔

سویسٹیکوئی کسی نہ کسی پہلو کی وجہ سے ہر ایک زمانہ میں پوری ہوتی رہی ہے اور جس زمانہ میں کسی پہلو پر مخالفوں کی طرف سے زیادہ زور دیا گیا تھا اسی کے مطابق خدا تعالیٰ کی غیرت اور عینیت نے دافعت کرنے والا پیدا کیا ہے لیکن یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ ایک ایسا زمانہ تھا جس میں مخالفوں نے ہر جہاد پہلو کے رو سے حملہ کیا تھا اور یہ ایک سخت طوفان کی دن تھے

۲۹۵

اس قدر کا جواب یہ ہے کہ اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو ماننا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلالی اور قبالی کے ساتھ بھی آئے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو مگر اے میرے دوست مجھے اس بات کے ماننے اور قبول کرنے سے معذور تصور فرمائیے کہ وہی مسیح ابن مریم جو فوت ہو چکا ہے اپنے خلیک جسم کے ساتھ پھر آسمان سے اترے گا۔ اسلام اگرچہ خدائے تعالیٰ کو قادر مطلق بیان فرماتا ہے اور فرمودہ خدا اور رسول کو عقل پر فوقیت دیتا ہے مگر پھر بھی وہ عقل کو معطل اور بے کار ٹھہراتا نہیں چاہتا اور اگر صفات اور صریح طور پر کوئی امر خلاف عقل کسی الہامی کتاب میں واقع ہو اور ہم اس کے چاروں طرف نظر ڈال کر اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ دراصل یہ امر خلاف عقل ہے برتر از عقل نہیں تو ہمیں شریعت اور کتاب الہی ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ ہم اس امر غیب معقول کو حقیقت پر عمل کر بیٹھیں بلکہ قرآن شریف میں ہمیں صاف تاکید فرمائی گئی ہے کہ آیات متشابہات یعنی جن کا سمجھنا عقل پر مشتبہ رہے ان کے ظاہری معانی پر ہرگز زور نہیں دینا چاہیے کہ درحقیقت میں مطلب اور مراد خدا تعالیٰ کی ہے۔ لہذا اس پر ایمان لانا چاہیے اور اس کی اصل حقیقت کو

۲۹۶

بعض لوگ جو یہی کہ فرقہ میں سے جو الہ آیات قرآنی یہ عقائد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم انور و قاسم کے پندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی بنا پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جن حالت میں مشیل مسیح نے کادھوئی ہے تو پھر آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زندہ کر کے دکھائیے۔ کیونکہ جس حالت میں حضرت مسیح کے کرڈ با پرندے بنائے ہوئے اہلک موجود ہیں جو ہر طرف پر قابو کرتے نظر آتے ہیں تو پھر مشیل مسیح بھی کسی پرندہ کا خالق جو بنا چاہیے۔

۲۹۷

ابن تمام اور امام اطلہ کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جن میں ایسا لکھا ہے متشابہات میں سے ہیں اور ان کے یہ محض فکر گو یا خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ اور اقلن سے حضرت عیسیٰ کو صفات خالقیت میں شریک کر رکھا تھا صریح الحاد اور سخت ہے ایمانی ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ اپنی صفات نامحدود الوہیت بھی دوسرے کو دے سکتا ہے

۲۹۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ وَنَصَبًا عَلٰی سُوْلِ الْکَرِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَوَسْلَامٌ عَلٰی عَبْدِهِ الَّذِیْ اصْطَفٰ

اس زمانہ میں اگرچہ آسمان کے نیچے طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہیں۔ مگر جس ظلم کو ابھی میں ذیل میں بیان کروں گا۔ وہ ایک ایسا دردناک حادثہ ہے کہ دل کو ہلا دیتا ہے۔ اور بدلی پر لرزہ ڈالتا ہے۔

اس امر کو با ترتیب بیان کرنے کے لئے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طبع طبع کے لائق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ .... اس دنیا کے لوگ تیرہویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب میں نے اُس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ دعوتی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آئے ہیں، اُنہیں وہاں ہی ہوں تا وہ ایسے جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں۔ اور خدا سے کوئی شکایت کی کشتی سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور ان کی اعتقاد کی اور عملی غلطیوں کو دھکا دے اور پھر جب اس پر چند سال گزریں تو بذریعہ وہی الہی پیغام پر متصرح کھولا گیا کہ وہ سچ جو اس وقت کے لئے ابتدا سے موجود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت ہوا گریں گے پھیلنے کے

زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی ماخذ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنا اور تقدیر الہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارات آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں۔ اور مکالمات الہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں جوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنست تھی اور یہ تمام مکالمات الہیہ ایسی عظیم نشانیں پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کوشم نے مجھے اس بات کے اقرار کیلئے مجبور کیا کہ یہ اسی وحدہ لا شریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور میں اس جگہ تورات اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ تورات اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و تبدیل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعے میں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک حصہ اُس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشانیں کھلائی۔ اہم دنوں میں رمضان کے عینہ میں سورج اور چاند کا گراہن بھی ہوا۔ جیسا کہ کھاتا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گراہن ہوگا۔ اور انہیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت چڑھی اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اُس مری سے باہر نہیں رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اُس وقت کہ اُس ملک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ قریباً بائیس برس طاعون کے چھوٹنے سے پہلے مجھے اُس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بارش کی طرح ہوتے اور تکرار ان فقرات کا مختلف پیراؤں میں ہوا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل وحی میں اس طرح پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

اِنَّ اِمْرًا لِّلّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہٖ بِسَآءَةِ تَلَقَّہَا النَّبِیُّونَ اِذَا لَقَّہٗمُ اللّٰہُ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا

اس سے بڑھ کر اُنہ کچھ نہیں کہ مجھے تمام اخلاقی حالتوں میں خدائے قیوم نے حضرت مسیح علیہ السلام کا نمونہ ٹھہرایا ہے تاہم اوردزمی کے ساتھ لوگوں کو روحانی زندگی بخشوں۔ میں نے اس نام کے معنی یعنی مسیح موعود کے صرف آج ہی اس طور سے نہیں کئے بلکہ آج سے اُنہ برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں بھی یہی معنی کئے ہیں۔

مکن ہلکئی لوگ میری ان باتوں پر منہسیں گے یا مجھے پاگل اور دیوانہ قرار دیں۔ کیونکہ یہ باتیں دنیا کی سمجھ سے بڑھ کر ہیں۔ اور دنیا میں کو شہناخت نہیں کر سکتی۔ خاص کر قدیم فرقوں کے مسلمان جن کے ایسی پیشگوئیوں کی نسبت خطرناک اصول ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے ہمدی کی انتظار ہے جو فاطمہ ماجدہ حسین کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس ہمدی سے بلکہ مخالفان اسلام سے ہٹائیاں کرے گا۔ گرتیں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات نعواد باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے ہمدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں میں جما ہوا ہے۔ اور قبح یہ ہے کہ نبی فاطمہ سے کوئی ہمدی آنے والا نہیں۔ اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں اور مسیح اور راست صرف اس قہر ہے کہ ایک شخص عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر آنے والا بیان کیا گیا ہے جو نہ لڑے گا اور نہ خون کریگا۔ اور غربت اور مسکینی اور علم اور براہین شافیہ سے دلائل کو حق کی طرف پھیرے گا۔ سو خوانے کھلے کھلے کلام اور نشانیوں کے ساتھ مجھے خبر دی ہے کہ وہ شخص تو ہی ہے۔ اور اُنہ نے میری تصدیق کے لئے اسٹانی نشان نازل کئے ہیں اور غیب کے بھید اور آنے والی باتیں میرے پر ظاہر فرمائی ہیں اور وہ معارف مجھ کو عطا کئے ہیں کہ دنیا میں کو نہیں جانتی۔ اور یہ میرا عقیدہ ہے کہ کوئی خونی ہمدی دنیا میں آنے والا نہیں تمام مسلمانوں سے الگ عقیدہ ہے۔ اور میں نے اس عقیدہ کو اپنی تمام جماعت اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا ہے۔ اور یہ مسلمانوں کی اُمیدوں کے

۳۴۶

ان کو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہائیتیں میرے اُس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں  
 چھپکر مریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے جس کی ایک کاپی  
 اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھیجی گئی تھی۔ اُن ہائیتوں کو پڑھکر اور ایسا ہی دوسری ہائیتوں کو دیکھکر جو  
 وقتاً فوقتاً چھپکر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہو گا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس  
 جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح انکو بار بار تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ  
 اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور مہردی سے  
 پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی ہاشمی قرشی توفی کا قائل نہیں ہوں جو وہ سب مسلمانوں  
 کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دینگا۔ میں ایسی حدیثوں کو  
 صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کے لئے اُس  
 مسیح موجود کا اذکار کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح عمرت کے ساتھ زندگی بسر کریگا اور  
 لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا۔ اور زمی اور صلح کاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اُس سچے ذوالجلال  
 خدا کا بھرہ دکھلائیگا جو اکثر قوموں سے چُھپ گیا ہے میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں  
 کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے،  
 ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ  
 جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے بڑے اصول پانچ ہیں۔

شرائط میں سے چند شرطوں کی یہاں نقل کی جاتی ہے۔ شرط دہم بیکہ جھوٹ اور نفاق اور بظنری اور ہر ایک فسق و فجور  
 اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچنا اور نفاق اور خیانتی جوشوں کی وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا  
 اگرچہ کیسا ہی مہدی پیش آوے۔ شرط چہارم بیکہ عام خلق اللہ کو غمنا اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے  
 کس طرح کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ اتم سے نہ کسی اور طرح سے۔ شرط پنجم یہ کہ عام  
 خلق اللہ کی مہردی میں محض اللہ مشغول رہیگا۔ اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور  
 نعمتوں سے بنی نوع کو نادر پہنچائے گا۔

یہ حوالہ صفحہ 312 پر درج ہے

کتاب البریہ صفحہ 11 مندرجہ حوالہ خزانہ جلد 13 صفحہ 347 از مرزا قادیانی

## ہدی کے متعلق عقیدے

یہ ضروری ہے کہ میں گورنمنٹ عالیہ انگلشیئر نظام رکھوں کہ ہدی مہود کے بارے میں فرقہ دہا بے کا جو اپنے تئیں اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے ہیں جن کا سرگروہ مولوی جوسید محمد حسین بٹالوی اپنے تئیں خیال کرتا ہے کیا عقیدہ ہے اور اس بارے میں میرا اور میری جماعت کا کیا عقیدہ ہے۔ کیونکہ اس تمام اختلاف اور باہمی عداوت کی بڑی ہی ہے کہ میں ایسے ہدی کو نہیں مانتا اس لئے میں ان لوگوں کی نظر میں کافر ہوں۔ اور میری نظر میں یہ لوگ غلطی پر ہیں۔ سو میں ذیل میں بمقابل اپنے عقیدہ کے ان لوگوں کا عقیدہ لکھتا ہوں جو ہدی کے بارے میں رکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ عقیدہ جو ہدی کی نسبت اہل حدیث کا ہے جن کا اصلی نام دہا بے ہے ان کے صدا رسالوں اور کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن میں مناسب دیکھتا ہوں کہ نواب صدیق حسن خان کی کتابوں میں سے اس عقیدہ کا کچھ صلی بیان کروں۔ کیونکہ مولوی محمد حسین جو ان کا سرگروہ ہے صدیق حسن خان کو اس صدی کا مجدد مان چکا ہے (دیکھو اشاعت السنہ) اور اس کی کتابوں کو ایک مجدد کی ہدایات کی حیثیت سے ہر ایک اہل حدیث کے لئے واجب العمل سمجھتا ہے اور وہ یہ ہے۔

میرا اور میری جماعت کا عقیدہ  
ہدی کی نسبت

ہدی اور سیح مہود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ ہر قسم کی تمام حدیثیں جو ہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہرگز قابل وثوق قابل اعتبار

ہماری مخالفت مولویوں کا عقیدہ  
ہدی کی نسبت

نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب حج الکرامہ کے صفحہ ۲۶۳ میں اور نیز اس کا بیٹا سید نور الحسن خان اپنی کتاب اقربا الساقیہ کے صفحہ ۶۳ میں ہدی کی نسبت اہل حدیث کے عقیدہ کو اس طرح بیان

کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمدی ظاہر ہوتے ہی اس قدر عیسائیوں کو قتل کرے گا کہ جو ان میں سے باقی رہ جائیں گے ان کو حکومت اور بادشاہت کا حوالہ نہیں رہے گا۔ اور دیاست کی پورے دل سے نکل جائیگی۔ اور ذیل ہو کر بھاگ جائیں گے۔ پھر اسی حج اکرامہ کے ساتھ ۱۲۴۴ھ میں لکھتا ہے کہ "اس فتح کے بعد ہمدی ہندوستان پر چڑھائی کریگا اور ہندوستان کو فتح کرے گا اور ہندوستان کے بادشاہ کو گردن میں طوق ڈال کر اسکے سامنے حاضر کیا جائیگا اور تمام خزانے اور ایک گونڈنگ کوٹ لینگے۔" اور پھر اسکا زیادہ تشویش کننا اقرب السافۃ کے ساتھ ۱۲۴۴ھ میں اس طرح کی ہے جو صفحہ نمبر ۱۲۴۴ یعنی ۱۲۴۴ کے تیرھویں صفحہ اٹھارہویں سطر تک یہ عبارت ہے۔ "ہندوستان کے بادشاہوں کو گردن میں طوق ڈال کر انکے یعنی ہمدی کے سامنے لینگے ان کے خزانے بیت المقدس کا زیور کئے جائیں گے۔" (پھر اس کے بعد اپنی رائے بیان کرتا ہے اور اس رائے کی تائید میں اس کے اپنے منہ کے لفظ یہ ہیں۔ "میں کہتا ہوں ہند میں اب تو کوئی بادشاہ بھی نہیں ہے۔ یہی چند عیسائی ہندو یا مسلمان ہیں سو وہ کچھ قائم نہیں ہیں۔ بلکہ برائے نام ہیں اس ولایت کے بادشاہ یورپ میں ہیں۔ غالباً اس وقت تک یعنی

نہیں ہیں۔ میرے نزدیک ان پر تین قسم کا جرح ہوتا ہے یا یوں کہو کہ وہ تین قسم سے باہر نہیں۔ (۱) اول وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں اور ان کے راوی خیانت اور کذب کے تہم ہیں اور کوئی دیندار مسلمان ان پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ (۲) دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ضعیف اور بھروسہ میں اور باہم تناقض اور اختلاف کی وجہ پائیدار اعتبار کے ساقط ہیں۔ اور حدیث کے نامی اماولک یا تو ان کا قطعاً ذکر ہی نہیں کیا اور یا جرح اصلے اعتبار کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور تو تین روایت نہیں کی یعنی راویوں کے صدق اور دیانت پر شک نہیں ہے۔ (۳) تیسری وہ حدیثیں ہیں جو حقیقت صحیح تو ہیں اور طرق متعدد کن کی صحت کا پتہ ملتا ہے لیکن یا تو وہ کسی پہلے نام میں پوری ہو چکی ہیں اور صحت ہوئی کہ ان راویوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب کوئی حالت منظرہ باقی نہیں اور یا یہ بات ہے کہ ان میں ظاہری خلافت اور ظاہری راویوں کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے بلکہ ایک ہمدی یعنی ہدایت یافتہ انسان کے آنے کی خوشخبری دی گئی ہے اور انسانی بلکہ مٹا لفظوں میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ظاہری بادشاہت اور خلافت نہیں ہوگی اور نہ وہ راویوں اور غونڈی



۴۳۲

حقیقت الہدی

کہو۔ بلکہ دین کو بذریعہ سماجی کے نندوں اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانیوں سے پھیلاؤ۔ سو میں سچا کہتا ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کیلئے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آرزوی رکھتا ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔ لیکن وہ جیتوں لوگوں کے حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔

اور میں اس وقت اپنی گورنمنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسیح علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والے ہیں یہی ہوں۔ ہر ایک کو چاہیے کہ ان اخلاق میں مجھے آزاد اور خواب غفلت اپنے دل سے دور کرے۔ میری بیس برس کی تعلیم جو برائیاں احمدیہ سے شروع ہو کر راز حقیقت تک پہنچ چکی ہے۔ اگر خور سے دیکھا جائے تو اس سے بڑھ کر میری باطنی صفائی کا کوئی اور گواہ نہیں میں اپنے پاس ثبوت رکھتا ہوں کہ میں نے ان کتابوں کو عرب اور روم اور شام اور کابل وغیرہ ممالک میں پھیلا دیا ہے اور اس امر سے قطعاً شکر ہوں کہ آسمان سے اسلامی لڑائیوں کے لئے مسیح نازل ہوگا۔ اور کوئی شخص ہمدی کے نام سے جو بنی فاطمہ سے ہوگا بادشاہ وقت ہوگا اور

بیت قریب ہے۔ تمام ملائین ۵ ہر چوکی ہیں۔ اور اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اور پھر حج اکرامہ کے سفر ۲۲۴ میں نکلتا ہے کہ عیسیٰ بھی ہمدی کی طرح تلوار کے ساتھ اسلام پھیلائیگا۔ وہی بائبل ہوگی۔ یا قتل اور یا اسلام۔ اور کتاب احوال الآخرت کے صفحہ ۳۱ میں بھی لکھا ہے کہ جو عیسائی ایمان نہیں لائیں گے وہ سب قتل کر دیئے جائیں گے۔

فرض یہ عقائد محمد حسین اور اس کے اس گروہ کے ہیں جن کو اب اہل حدیث کے نام سے پکارتے ہیں۔ جو ام سلطان ان کو دہانی کہتے ہیں۔ اور محمد حسین ان کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ اور ان عقیدوں کا ماخذ یہ لوگ اپنی غلطی سے وہ جہلیں سمجھتے ہیں جو احادیث کی ایک مشہور کتاب میں جانا نام مشکوٰۃ ہے۔ باب الملام میں ذکر کی گئی ہے۔ عربی میں ۵۵ ہم بڑی لڑائیوں کو کہتے ہیں۔ اور یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وہ لڑائیاں ہیں جو ہمدی عیسائیوں وغیرہ کے ساتھ کرے گا۔ یہ باب کتاب مظاہر حق جو کتاب مشکوٰۃ کی شرح ہے اس کے جلد چہارم ۲۳۱ سے شروع ہوتا ہے مگر افسوس کہ ان حدیثوں کے سمجھنے میں

۶

حقیقت الہدی

۴۳۳

دونوں مل کر خونریزیوں شروع کر دیں گے۔ خدا  
نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ باتیں ہرگز صحیح  
نہیں ہیں۔ مدت ہوئی کہ حضرت سید علیہ السلام  
وفات پا چکے کشمیر میں محلہ خان یار میں آپ کا  
مزار موجود ہے۔ سو جیسا کہ مسیح کا آسمان سے  
اُترنا باطل ثابت ہوا۔ ایسا ہی کسی مہدی فاضلی  
کا آنا باطل ہے۔ اب جو شخص سہائی کا بھوکا  
ہے وہ اس کو قبول کرے۔ فقط

ان لوگوں نے بڑی غلطی کھائی ہے۔  
غرض محمد حسین اور اس کے اہل حدیث گروہ  
آنے والے مہدی کی نسبت یہی عقیدے رکھتے  
ہیں۔ اور جیسا کہ یہ لوگ خطرناک اور نقض امن  
کا بھڑکنے والا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اس  
کے نکلنے کی ضرورت نہیں۔ اور ان کے مقابل  
پر دوسرے کالم میں میرے عقیدے ہیں۔ اور  
نیز میری جماعت کے۔ فقط

[راقم خاکسار مرزا غلام احمد اذقیان]

۷

حقیقت الہدی

۴۳۷

ایسا آنے والا نہیں ہے جو زمین کو خون سے سُرخ کر دیگا۔ اور بڑا کمال اس کا یہ ہوگا کہ جبر سے لوگوں کو مسلمان کرے۔ یہ کیسے عمدہ اور نیک عقائد ہیں جو ہر امر امن اور علم کے اصولوں پر مبنی ہیں جن کی وجہ سے نہ کسی مخالفت کو یہ موقع ملتا ہے کہ اسلام پر کسی قسم کے جبر کا الزام قائم کرے اور نہ ہی نوع بے خواہ خواہ کی زندگی کا برتاؤ کرنا پڑتا ہے اور نہ اخلاقی حالت پر کوئی دھبہ لگتا ہے۔ اور نہ ایسے پاک عقیدہ کے لوگ کسی مخالفت المذہب گورنمنٹ کے نیچے منافقانہ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ عقیدے جو ہمارے عقائد کے مخالفت میں ہیں۔ جن کے لئے یہ لوگ اُمیدیں کئے بیٹھے ہیں ان کی تصریح کی ضرورت نہیں۔ ہماری دانا گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں کے متفرق فرقوں میں سے خطرناک وہ گروہ ہے جن کے عقائد خطرناک ہیں۔ محمد حسین بٹالوی کا مجھے ہمدی سوڈانی سے مشابہت دینا کس قدر گورنمنٹ کو دھوکا دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے ہمدی کو ماننے والا اور نہ ہی کسی مسیح کے آنے کا انتظار رکھتا ہوں جس کا کام جہاد اور خوریزی ہو۔ تو پھر سوڈانی کو مجھ سے کیا مشابہت اور مجھ اُس سے کیا مناسبت۔ جہاں تک میرا خیال ہے میں جانتا ہوں کہ ہمدی سوڈانی کے عقیدہ سے ان لوگوں کے عقیدے بہت مشابہ ہیں۔ اگر محمد حسین اعدا اس کے دس میں بدست مولویوں کے ایک دوسرے کے دوبرہ عطفاً اظہار لئے جائیں تو فی الفور پتہ لگ جائیگا کہ ہمدی سوڈانی کے عقائد سے میرے عقائد ملتے ہیں یا ان لوگوں کے۔

مجھے کچھ ضرور نہ تھا کہ میں ان باتوں کا ذکر کروں۔ گورنمنٹ عالیہ خوب دانا ہے۔ وہ کسی کا دھوکا کھا نہیں سکتی۔ لیکن چونکہ محمد حسین نے بارہا میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گویا ہمدی سوڈانی سے میرے حالات مشابہ بلکہ اُس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اس لئے ضرور تھا کہ اس الزام کا میں جواب دیتا۔ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ منافقانہ کارروائیوں سے اُس نے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ محمد حسین کی طرح گورنمنٹ انگریزی کو کچھ تبادلوں اور اپنے ہم جنس مولویوں پر کوئی اور عقائد ظاہر کروں۔ یہ کس قدر قابلِ شرم اور کمینہ خصلت ہے کہ محمد حسین بٹالوی نے

**اقول**۔ میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ ہدی ہوں جو مہدق من دلہ فاطمہ و من حترکی وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اور مسیح موعود کسے کسی حدیث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔ ہاں ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ ہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں اور جس قدر افتراء ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افتراء نہیں ہوا غلطافاد عباسی وغیرہ کے عہد میں غلیفوں کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ اپنے تئیں ہدی موعود قرار دیں۔ پس اس وجہ سے بعض حدیثوں میں ہدی کو نبی ہاں میں سے قرار دیا بلکہ بعض میں بنی فاطمہ میں سے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ رجل من امتی کہ وہ ایک آدمی میری امت میں سے ہوگا۔ مگر دراصل تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں یہ صرف میری قتل نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اہل سنت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ لہذا ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لا ہدی الا عیسیٰ یعنی کوئی ہدی نہیں صرف عیسیٰ ہی ہدی ہے جو آنے والا ہے۔

**قولہ** پشین گوئیاں یا حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی جس میں علماء نے بھی تاویل کی ہے لکڑیسی پانی جاتی ہیں جو بطور ردیا کے منکشف ہوئی ہیں۔ الخ

**اقول**۔ اس اعتراض کو میں نہیں سمجھ سکا اس لئے جواب سے مجبوری ہے۔

**قولہ**۔ ہاں ظاہر تو چشم باطن نہیں رکھتے اس لئے ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو نہ پہچانا کچھ تعجب نہیں۔ مگر جو لوگ اہل اللہ و اہل باطن ہیں ان لوگوں کو تو حضرت کو بذریعہ الہام وغیرہ پہچانا ہوتا ہے جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم رسالہ تذکرۃ العادین نام ہدی موعود کے حل میں لکھتے ہیں کہ ابدال از شام و صاحب از عراق آئندہ باوے بیعت کنند۔

**اقول**۔ یہ تمام اقوال اس بنا پر ہیں کہ ہدی موعود بنی فاطمہ سے یا بنی عباس سے آئے گا لہذا ابدال اور قلب اس کی بیعت کریں گے مگر میں ابھی کچھ چکا ہوں کہ اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے

مقدم

۳۷۹

ازالہ اوہام

دوسرے ہمدی کی ضرورت ہی کیا ہے اور یہ صرف امامین مومنین کا ہی مذہب نہیں۔ بلکہ ابن ماجہ اور عاکم نے بھی اپنی صحیح میں لکھا ہے لا مہدی الا عیسیٰ یعنی بجز عیسیٰ کے اس وقت کوئی ہمدی نہ ہو گا۔ اوریوں تو ہمیں اس بات کا اصرار ہے کہ پہلے بھی کوئی ہمدی آئے ہوں اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی آویں اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام پر بھی کوئی ہمدی ظاہر ہو لیکن جس طرف سے عہد کے خیال میں ہے۔ اس کا ثبوت پایا نہیں جانا چنانچہ یہ صرف ہمازی ہی رہتے نہیں اکثر محقق یہی رائے ظاہر کرتے آئے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ اچھا ہمدی کا قہرہ جلنے دو لیکن یہ جو بار بار حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ آئے گا۔ مسیح ابن مریم نازل ہو گا۔ ان صریح لفظوں کی کیوں تاویل کی جائے۔ اگر اللہ جل شانہ کے علم اور ارادہ میں ابن مریم سے مراد ابن مریم نہیں تھا تو اس نے لوگوں کو کواستہ ان مشکلات میں کیوں ڈالا اور سیدھا کیوں یہ کہہ دیا کہ کوئی مثیل مسیح آئے گا۔ بلکہ کون سی ضرورت اس بات کی طرف داعی تھی جو ضرور مثیل مسیح آتا کوئی اور نہ آتا۔ اس کے لئے لفظوں سے کوئی انکار کریں یہ انکار تو دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے اور وہ یہ اس انکار کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی غلط ہے۔

لیکن واضح ہو کہ یہ تمام اوہام باطلہ ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث میں بغرض آزمائش خلق اللہ ایسے استعارات کا استعمال ہونا کوئی انوکھی اور بے اصل بات نہیں اور پہلی کتابوں میں ایسے استعارات کی نظیر موجود ہے فاستلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون علیہ ایلیہ کے قصہ کو دیکھو جس کو پوچھا گیا ہے۔ جبکہ قرآن کریم نے قطعی طور پر یقینی طور پر ظاہر کر دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں تو اب اس سے بڑھ کر ضرورت تاویل کے لئے اور کیا قرینہ ہو گا۔ مثلاً فرض کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ مستند خط کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ایک شخص کلکتہ میں رہنے والا عبدالرحمن نام جس کی شہادت کسی مقدمہ کے لئے مؤثر تھی فوت ہو گیا ہے۔ پھر بعد اس کے ہم نے ایک ایسا کاغذ تلاش کیا جس پر

نہ عمل ۱۴۸

نزالہ اولیٰ

۳۴۴

حصہ دوم

حدیثیں پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سو برس کے بعد کوئی شخص زمین پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ سو سنت جماعت کا یہ مذہب ہے کہ امام محمد صدی قوت ہو گئے ہیں اور آخری زمانہ میں انہیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا۔ لیکن محققین کے نزدیک محمدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔

اس جگہ مجھے خور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت اس مسئلہ میں شیعہ اور سنت جماعت میں جو اختلاف ہے اس میں کسی تاریخی غلطی کو دخل نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ شیعہ کی روایات کی بعض روایات کرام کے کشف لطیف پر مبنی معلوم ہوتی ہے چونکہ ائمہ اثنا عشر نماز تہجد کے مقدس اور راستباز اور ان لوگوں میں سے تھے جن پر کشف صحیح کے دروازے کھولے جاتے ہیں اس لئے ممکن اور بائبل قرین قیاس ہے جو بعض اکابر ائمہ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اس مسئلہ کو اسی طرز اور اسی اصل سے بیان کیا ہو جیسا کہ ملاکی کی کتاب میں ملاکی نے ایلیاہ نبی کے دوبارہ آنے کا حاصل بیان کیا تھا اور جیسا کہ مسیح کے دوبارہ آنے کا شور مچا ہوا ہے اور درحقیقت مراد جیسا کشف یہ ہوگی کہ کسی زمانہ میں اس امام کے ہم رنگ ایک اور امام آئے گا جو اس کا ہم نام اور ہم قوت اور ہم خاصیت ہوگا گویا وہی آئے گا۔ پھر یہ لطیف نکتہ جب جسمانی خیالات کے لوگوں میں پھیلا تو ان لوگوں نے موافق اپنی موٹی نگھ کے صحیح ہی اعتقاد کر لیا ہوگا کہ وہ امام صد ہا برس سے کسی فارسی چھپا ہوا ہے اور آخری زمانہ میں باہر نکل آئے گا۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسا خیال صحیح نہیں ہے۔ یہ عام محاورہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی کا ہم رنگ اور ہم خاصیت ہو کر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ گویا وہی آ گیا۔ متوفین بھی ان باتوں کے عام طور پر متأل ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض اولیا مگذشتہ کی رو میں آئے ہیں۔ لیکن اس میں ساقی رہی ہیں اور اس قول سے ان کا مطلب یہ ہے کہ بعض ولی بعض اولیا کی قوت اور طبع نیکر آتے ہیں گویا وہی ہوتے ہیں۔

امام سلمہ 457 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 344 از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 314 پر درج ہے

تخذ کوڑویہ

۲۲۳

کہ آخری زمانہ میں ایک خونریز مہدی ظاہر ہوگا اور وہ تمام عیسائیوں کو ہلاک کر دیگا اور زمین کو خون سے بھر دیگا اور جہاد ختم نہیں ہوگا جب تک وہ ظاہر نہ ہو۔ اور اپنی تلوار سے ایک دنیا کو ہلاک نہ کرے۔ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں جو قرآن کے نص صریح والقینا بینہم العداوة والبغضاء والیوم القیامۃ سے مخالف اور منافی ہیں ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ ان باتوں پر ہرگز اعتقاد نہ رکھے بلکہ جہاد اب قطعاً حرام ہے اسی وقت تک جہاد تھا کہ جب اسلام پر مذہب کے لئے تلوار اٹھائی جاتی تھی۔ اب خود بخود ایک ایسی ہوا چلی ہے جو ہر ایک فریق اس کا ردوائی کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے جو مذہب کے لئے خون کیا جائے۔ پہلے زمانوں میں صرف مسلمانوں میں ہی جہاد نہیں تھا بلکہ عیسائیوں میں بھی جہاد تھا اور انہوں نے بھی مذہب کے لئے ہزار ہا بندگان خدا کو اس دنیا سے رخصت کر دیا تھا مگر اب وہ لوگ بھی ان بیجا کارروائیوں سے کنارہ کش ہو گئے ہیں اور عام طور پر تمام لوگوں میں عقل اور تہذیب اور شائستگی آگئی ہے اس لئے مناسب ہے کہ اب مسلمان بھی جہاد کی تلوار کو توڑ کر کلبہ رانی کے ہتھیار بنالیں۔ کیونکہ مسیح موعود آگیا اور اب تمام جنگوں کا خاتمہ زمین پر ہو گیا۔ ہاں آسمانی جنگ ابھی باقی ہیں جو معجزات اور نشانوں کے ساتھ ہونگے نہ تلوار اور بندوق کے ساتھ اور وہی حقیقی جنگ ہیں جن سے ایمان قوی ہوتے ہیں اور نور یقین بڑھتا ہے ورنہ تلوار کا جنگ ایسا جلتے اعتراض ہے کہ اگر اسلام کے صدر اور ابتدائی حالت میں یہ عذر اہل اسلام کے ہاتھ میں نہ ہوتا کہ وہ مخالفوں کے بیجا حملوں سے پیسے گئے اور نابود ہونے تک پہنچ گئے تب تلوار اٹھائی گئی تو بغیر اس عذر کے اسلام پر جہاد کا ایک داغ ہوتا۔ خدا ان بندگوں اور راستبانوں پر ہزاروں ہزار رحمت کی بارش کرے جنہوں نے موت کا پیالہ پینے کے بعد پھر اپنی ذمیرت اور اسلام کے بقا کے لئے وہی پیالہ دشمنوں کا

۱۳۷

لے المائدہ : ۶۵

تخذ کوڑویہ 315 صفحہ پر درج ہے

تخذ کوڑویہ صفحہ 137 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 223 از مرزا قادیانی

”پھر بعد اس کے مجھے ۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء کو بخار ہوا۔ پیشاب نہایت شدید درد سے آتا تھا اور پیشاب کی راہ خون آنا شروع ہوا یہاں تک کہ بہت سا خون نکلا۔“

”پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے ۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء کو بعد شام کے الہام ہوا۔“

سُننا ہے دیکھنا ہے

پھر الہام ہوا۔“

لَا تَيْسُرُوا مِن رَّوْحِ اللَّهِ

پھر ایک الہام عربی میں تھا جس کے یہ معنی تھے کہ مکذبین کو نشان دکھلائے جائیں گے۔ پھر بعد اس کے مرض سے اس قدر تخفیف ہوئی کہ مرض ڈور ہو گئی صرف کسی قدر سوز و شمش باقی ہے۔“

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۰، الحکم جلد ۹ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲)

۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء

”شکار مرگ“

(الحکم جلد ۹ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲)

”آج ۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء مرض طاعون میں محمد افضل بیمار ہوا اور اسی وقت کسی کی نسبت جو معلوم نہیں الہام ہوا ”شکار مرگ“ واللہ اعلم کس کی نسبت ہے۔ محمد افضل مرحوم ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو فوت ہو گیا۔“

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۰)

۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء

فَأَجَاءهُ الْمَخَافَةُ إِلَىٰ جَذْعِ الثَّلْجَةِ. قَالَ يَلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا  
وَكُنْتُ نَسِيًّا مَّيِّتًا. هَذَا لَيْتِكَ بِجَذْعِ الثَّلْجَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ دُطْبًا جَنِتًا.

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۲)

۱۔ الحکم میں یہ الہام یوں لکھا ہے ”یہ سننا ہے اور دیکھنا ہے“ (الحکم جلد ۹ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

۲۔ (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید مت ہو۔ (نوٹ) یہ الہام الحکم پر مذکور میں بھی ہے۔ (مرتب)

۳۔ ”چنانچہ اسے تقدیر برہم کے مطابق جس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پر پہلے ہی کر دیا تھا منشی صاحب مرحوم ۲۱ مارچ کو عصر کی نماز کے بعد فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“

(ریویو آف دی میگزین جلد ۳ نمبر ۳ بابت ماہ اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۴۰)

۴۔ (ترجمہ از مرتب) پھر اس کو دردِ بڑھ بھور کے تھے کی طرف لے گئی۔ تب اس نے کہا کاش میں اس سے پہلے فرماتا

اللہ جھولا بسرا ہو جا۔ بھور کے تھے کو ہلاتا تہہ پرتازہ بتازہ بھوریں گریں گی۔



۲۵۲

اربعین نمبر ۴

ڈال دیتے اور پھر خدا کے فعل کو بطور ایک حکم کے فعل کے مان لینے مگر ان لوگوں کو تو اس قسم کے مقابلہ کا نام سننے سے بھی موت آتی ہے۔ ہر علی شاہ گولوی کو سچا ماننا اور یہ سمجھ لینا کہ وہ فتح پا کر لاہور سے چلا گیا ہے کیا یہ اس بات پر قوی

تھوڑی دیر کے بعد منشی اپنی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یرو دون ان یروا طمٹاک واللہ یریب۔ ان یریبک انعامہ۔ الانعامات المتواترہ۔ انت منی بمنزلہ اولادی۔ واللہ ولیک در ربک۔ فقلنا یا ناد کونی بردا۔ ان اطفہ مع الذین اتقوا والمذین ہم یحسنون المحسنی۔ ترجمہ :- یہ لوگ خون عیض تھہ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھلا دے۔ اور خون عیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تھہ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا اس لئے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے یعنی گویوں کا گوشت پوست خون عیض سے ہی پیدا ہوا ہے مگر وہ خون عیض کی طرح ناپاک نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح تو بھی انسان کی فطرتی ناپاکی سے جو لازم بشریت ہے اور خون عیض سے مشابہ ہے ترقی کر گیا ہے۔ اب اس پاک لڑکے میں خون عیض کی تلاش کرنا حق ہے وہ تو خدا کے ہاتھ سے غلام زکی بن گیا اور اس کے بے بمنزلہ اولاد کے ہو گیا اور خدا تیرا اتالی اور تیرا پروردگار ہے اس لئے خاص طور پر پدی مشابہت در میان ہے۔ جس آگ کو اس کتاب حصائے ہونی سے بطور کا ناپاکی ہے ہم نے اس کو کھجا دیا ہے۔ خدا پدیز گاروں کے ساتھ ہے جو نیک کاروں کو پوری خوبصورتی کے ساتھ انجام دیتے ہیں اور تقویٰ کے ہر ایک پہلوؤں کا لحاظ رکھتے ہیں۔ یعنی وہ رنگ جو بغیر پوری تفتیش کے ایت کریمہ دیل نکل ہمذہ تمذہ کا مصداق بنتے ہیں خدا ان کے ساتھ نہیں ہے اور ان کیلئے

اشخاص اور امتحان کیلئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں۔ تب مجھے اپنے  
 قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں  
 کہ اس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اسکے رسول کی پیروی کی۔ اور کیا بد نصیب وہ  
 لوگ ہیں جو اس ذوالجہانب خدا پر ایمان نہیں لائے۔

۸۵۔ نشان۔ ایک مرتبہ میں قویج زمیری سے سخت بیمار ہوا اور سو گھنٹہ دن پاخانہ کی راہ سے

خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے انہیں دنوں میں شیخ رحیم بخش صاحب رحم  
 مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بٹالہ سے میری عیادت کیلئے آئے اور میری نازک حالت  
 انہوں نے دیکھی اور میں نے سنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ آج کل یہ مرض و باکی طرح پھیل رہی ہے  
 بٹالہ میں ابھی میں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو ایسی مرض سے فوت ہوا ہے اور ایسا اتفاق ہوا کہ  
 کہ جو کوشش نام ایک مجام قادیان کا رہنے والا اسی دن اسی مرض سے بیمار ہوا اور آٹھویں دن مر گیا۔

اور جب سولہ دن میری مرض پر گزرتے تو آثار زومیدی کے ظاہر ہو گئے اور میں نے دیکھا کہ بعض عورتوں  
 میرے دلہار کے پیچھے روتے تھے اور مسنون طور پر میں مرتبہ سورہ ایس سنائی گئی۔ جب میری مرض  
 اس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا کہ اد علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت  
 جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر طو۔ تب بہت جلد دریا سے

ایسی ریت منگوائی گئی اور میں نے اس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم اور  
 درود شریف کے ساتھ اس ریت کو بدن پر طنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچی  
 تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا صبح تک وہ تمام مرض دھو گئی اور صبح کے وقت  
 الہام ہوا۔ وان کنتم فی ریب متانزلنا علی عبدنا فأتوا بشفاؤ من مثله۔

۸۶۔ نشان۔ ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص کو میں نے  
 دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہے۔ اس نے کہا کہ علاج دندان باخراج دندان اور دانت نکالنے سے  
 میرا دل ڈر رہا۔ تب اس وقت مجھے خود گئی کہ میں زمین پر بیٹائی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چاہتا

مضمون

۴۷۳

ازالہ اوہام

جنتوں ناریکی حقیقت بھی ظاہر کی گئی ہے پھر کیونکر ممکن تھا کہ اس کی تفسیر میں غلطی کر سکتے  
 غلطی کا احتمال صرف ایسی پیش گوئیوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ خود اپنی کسی مصلحت  
 کی وجہ سے بہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل دینیہ سے ان کا کچھ عداوت نہیں ہوتا۔  
 یہ ایک تہذیب ترقی یافتہ ہے جس کے یاد رکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبہ نبوت کی حاصل ہوتی ہے  
 اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور جلال کی حقیقت  
 کا ظہور نہ ہو جود ہونے کسی نمونہ کے موجب منکشف نہ ہوتی ہو اور نہ جلال کے شریاع کے  
 گدھ کی اس کیفیت کھلی ہو اور نہ یا بوج ما بوج کی عین تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو  
 اور نہ ذابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف اشلہ قریبہ اور صورت شاہ  
 اور امور مشابہ کے طرز بیان میں دعوات تک فیہ شخص کی تقسیم بلکہ انسانی قوی کے لیکن ہر اجمالی طور  
 پر سمجھا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور ایسے امور میں اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ  
 ظاہر ہو جائیں تو شان نبوت پر کچھ جائے حرف نہیں مگر قرآن اور حدیث پر غور کر نیسے یہ خوبی  
 ثابت ہو گیا ہو کہ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو یقینی اور قطعی طور پر سمجھ لیا تھا کہ وہ  
 ابن مریم جو رسول اللہ نبی نامہ صری صاحب نخیل ہے وہ ہرگز دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا۔ بلکہ  
 اس کا کوئی قسمی آئے گا جو بوجہ مسامتت روحانی اس کے نام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پائیگا۔  
 اور یہ معلومہ ان علامات کے جو اس عاجز کے سچ ہو خود ہونے کے بارے میں ہائی جاتی  
 ہیں وہ خدمات خاصہ ہیں جو اس عاجز کو سچ ابن مریم کی خدا تعالیٰ کے رنگہ سپرد کی گئی ہیں۔  
 کیونکہ سچ اس وقت ہو دیوں میں آیا تھا کہ جب تورات کا مغز اور یطین یہودیوں کے دماغ  
 سے اٹھایا گیا تھا اور وہ زمانہ حضرت موسیٰ سے چھوڑا سو کس بعد تھا کہ جب سچ ابن مریم  
 یہودیوں کی اسلحہ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پس ایسے ہی زمانہ میں یہ عاجز آیا کہ جب قرآن کریم  
 کا مغز اور یطین مسلمانوں کے دلوں پر سے اٹھایا گیا اور یہ زمانہ ہی حضرت مشیل موسیٰ کے  
 وقت سے <sup>۱۹۱۷</sup> اسی زمانہ کے قریب قریب گذر چکا تھا جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان میں زمانہ تھا۔

۱۱۷

ازالہ اوہام صفحہ 473 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 473 از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 322 پر درج ہے

انزال اسلام

۲۹۳

حسدوم

کہ جب دجال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب سچ موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔

(۱۰) دجال خدا نہیں کہلائے گا بلکہ خدا تعالیٰ کا قائل ہو گا بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔ مسلم۔ ان دسوں علامتوں میں سے ایک بھاری علامت دجال مسموم کی یہ بھی ہے کہ اس کا فتنہ تمام ان فتنوں سے بڑھ کر ہو گا کہ جو ربانی دین کے مٹانے کے لئے ابتداء سے لوگ کرتے آئے ہیں اور ہم اسی رسالہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ علامت عیسائی مشنوں میں بخوبی ظاہر ہو چکا ہے۔

ازرا جملہ ایک بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے جس کے بیٹے الا ذین کا ابتداء شروع کیا گیا ہے اور ریل کی گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طوفانی ہوتا ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دجال کے زور سے چلتی ہیں جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے کھلے طور پر مدینہ کاڑھی کی طرف اشارہ فرمایا ہے چونکہ یہ عیسائی قوم بجا رہے ہیں کا امام وقت اسی دجال گروہ ہے اس لئے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا تسلیم کر دیا گیا۔ اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو گا کہ علامت خاصہ دجال کے انہیں لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ انہیں لوگوں نے مکروں اور فریبوں کا اپنے وجود پر خاتمہ کر دیا ہے اور دین اسلام کو وہ ضرر پہنچایا ہے جس کی نظیر دنیا کے ابتداء سے نہیں پائی جاتی اور انہیں لوگوں کے متبعین کے پاس وہ گدھا بھی ہے جو خسیں کے کے زور سے چلتا ہے جیسے بادل ہوا کے زور سے۔ اور انہیں لوگوں کے متبعین زمین کو

کھا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں مدینوں میں لکھا ہے کہ پھر وہاں قرآن کو زمین پر لے جاؤ ایک موعود اسی اوصل ہو گا جیسا کہ فرمایا گونکان الایمان محلقتا لب عند الثریا لنا لدرجل من فارس۔ یہ صرف حقیقت ہی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیتہ تالی وحاب بہ لقلادون میں اشارتاً بیان کیا گیا ہے۔ منہ

تخفہ گوٹہ

۲۳۵

ہنوں نے اس کتاب پر عمل نہ کیا اور اپنی طرف سے اس قدر تحریریت کی کہ گویا نئی کتاب نازل ہو رہی ہے اور نیز کارخانہ قضاء و قدر میں اس قدر دست اندازی کی کہ خدا کی عظمت دلوں پر سے بکلی اٹھ گئی۔ وہی لوگ دجال ہیں۔ ایک پہلو سے نبوت کے مٹی اور دوسرے پہلو سے خدائی کے عویدار۔ تمام حدیثوں کا غشاء یہی ہے اور یہی قرآن شریف سے مطابق ہے اور اسی سے وہ اعتراض دئے جاتا ہے جو ولا للضالین کی دعا پر قائم ہو سکتا تھا اور یہ وہ امر ہے کہ جس پر واقعات کے سلسلہ کی ایک زبردست شہادت پائی جاتی ہے اور ایک نصف انسان کو بھڑانے کے بن نہیں پڑتا اور گو لفظ دجال کے ایک غلط اور خطرناک معنی کرنے میں بہت سی تعداد مسلمانوں کی آلودہ ہے مگر جو امر قرآن کے نصوص صریحہ اور ان احادیث کے نصوص واضحہ سے جو قرآن کے مطابق ہیں غلط ثابت ہو گیا اور عقل سلیم نے بھی اسی کی تصدیق کی تو ایسا امر ایک انسان یا کرور انسان کے غلط خیالات کی وجہ سے غلط نہیں ٹھہر سکتا ورنہ لازم آتا ہے کہ جس مذہب کا دنیا میں تعداد کثیر ہو وہی سچا ہو۔ غرض اب یہ ثبوت کمال کو پہنچ گیا ہے اور اگر اب بھی کوئی منہ زوری سے ہاز نہ آوے تو وہ حیا سے عاری اور قرآن شریف کی تکذیب پر دلیر ہے اور وہ احادیث واضحہ جو قرآن کی غشاء کے موافق دجال کی حقیقت ظاہر کرتی ہیں وہ اگرچہ بہت ہی گرم اسمبکہ بطور نمونہ ایک لٹن میں سے دو سچ کتے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے: - يخرج في آخر الزمان دجال يفتنون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضان من الدين. السننهم اهل من العسل و قلوبهم قلوب الذباب يقول الله عز وجل ابى يخفرون ام على يفتنون حتى حلفت لابعثن على اولئك منهم فتنة انما كثر العمال جلد نبر مغرورين یعنی آخری زمانہ میں دجال ظاہر ہو گا وہ ایک مذہبی گروہ ہو گا جو زمین پر جا بجا خروج کرے گا اور وہ لوگ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی ان کو اپنے

دین میں داخل کرنے کے لئے بہت سامان پیش کرینگے اور ہر قسم کے آرام اور لذات دنیوی کی طرح دینگے اور اس غرض سے کہ کوئی ان کے دین میں داخل ہو جائے بھیلوں کی پوستیں پہن کر آئیں گے۔ ان کی زبانیں شہد سے زیادہ طعنی ہونگی اور ان کے دل بھیلوں کے دل ہونگے اور خدائے عزوجل فرمائیں گے کہ کیا یہ لوگ میرے علم پر مغرور ہو رہے ہیں کہ میں ان کو جلد تر نہیں چکھتا اور کیا یہ لوگ میرے پرافتر کرنے میں دلیری کر رہے ہیں یعنی میری کتابوں کی تحریف کرنے میں کیوں استغفار مشغول ہیں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں انہی میں سے اور انہی کی قوم میں سے ان پر ایک فتنہ برپا کر دوں گا + دیکھو کنز العمال جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۱۶۴۔ اب تبارک کہ کیا اس حدیث سے دجال ایک شخص معلوم ہوتا ہے اور کیا یہ تمام لہافات جو دجال کے لکھے گئے ہیں یہ آجکل کسی قوم پر صادق آ رہی ہیں یا نہیں؟ اور ہم پہلے اس سے قرآن شریف بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دجال ایک گدہ کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی ایک شخص اور اس حدیث مذکورہ بالا میں جو دجال کے لئے جمع کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں جیسے یختلون اور بلبسون اور یغترون اور یجترؤن اور اولکات اور منہم یہ بھی باادب بلند پکار رہے ہیں کہ دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان۔ اور قرآن شریف میں جو یا جوج ماجوج کا ذکر ہے جن کو خدا کی پہلی کتابوں نے یودہ کی قوم قرار دیا ہے اور قرآن نے اس بیان کی تکذیب نہیں کی یہ دجال کے ان معنوں پر جو ہم نے بیان کئے ہیں ایک بڑا ثبوت ہے۔ بعض حدیثیں بھی تورات کے اس بیان کی مصدق ہیں۔ اور لندن میں یا جوج ماجوج کی پتھر کی سیکلیں کسی پرانے زمانہ سے اب تک محفوظ ہیں۔ یہ تمام امور جب یکجا نظر سے دیکھے جائیں تو یقین یقین کے درجہ پر یہ ثبوت معلوم ہوتا ہے اور تمام دجالی خیالات ایک ہی لمحہ میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ اگر اب بھی یہ بات قبول نہ کی جائے کہ حقیقت حق صرف وہی قدر ہے جو سورۃ فاتحہ کے آخری فقرہ یعنی ولا الضالین سے

# کنز العمال

## فی ایسین الاقوال والافعال

للعلامة علاء الدين علي المنشي بن حسام الدين الهندي

البرهان فوري المتوفى ٩٧٥هـ

الجزء الرابع عشر... ٩٦

صححه ووضع فهارسه ومفاحه

ابن شيخ مسعود الهندي

ضبطه وفسر غريبه

ابن شيخ بكر بن حبيبي

مؤسسة الرسالة

۳۸۴۴۳ - يخرج في آخر الزمان رجالٌ يختلون الدنيا بالدين ، يلبسون للناس جلود الضان من اللين ، ألسنتهم أحلى من العسل وقلوبهم قلوب الثئاب ، يقول الله عز وجل : أبي يقترون أم عليّ يجترؤون ؟ في حلفت لأبمن علي أولئك منهم فتنة تدع الخليم منهم حيران ( ت - عن أبي هريرة ) .

۳۸۴۴۴ - يدرس الإسلام كما يدرس وشي<sup>(۱)</sup> الثوب حتى لا يدري ما صيام ولا صلاة ولا نك ولا صدقة ، وليسرى على كتاب الله في ليلة فلا يبقى في الأرض منه آية ، وتبقى طوائف من الناس الشيخ الكبير والعجوز يقولون ؟ أدركنا آباءنا هذه الكلمة : لا إله إلا الله ، فنحن نقولها ( ه ، ك ، هب والضياء - عن حذيفة )<sup>(۲)</sup> .

۳۸۴۴۵ - أعددتا بين يدي الساعة : موتي ، ثم فتح بيت المقدس ، موتان يأخذ فيكم كقصاص الغم ، ثم استفاضة المال

(۱) وشي : ونى فلان الثوب ، وشياً وشية : غنمه وقشيه وحسنه .  
المعجم الوسيط ۱/ ۱۰۵ . ب

(۲) أخرجه ابن ماجه كتاب الفتن باب ذهاب القرآن واللم رقم ۴۰۴۹ .  
وقال في الزوائد : إسناده صحيح رجاله ثقات . ض



وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا  
 ذل شد اجر کو تم کو دیکھ کر اس کے لئے لاد جس سے منع فرمایا اس پر تم بند

# جامع ترمذی

زبان

یگانہ زبان علامہ فرانسس الانا بدیع الزمان

برادر علامہ فرحید الزمان

شہر ضعیفہ اچسٹک پبلشرز

پتہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیع صاحب  
 مدرسہ اسلامیہ  
 لاہور پاکستان

فت اس باب میں عربان بن ساریہ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔

عَنْ جَابِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَدَّ أَهْلُ الْعَاقِبَةِ يُؤْمَرُ الْفَيَاطِمَةَ حِينَ يُعْطَى أَهْلَ الْبَلَدِ الْكُتَابَ تَوْرَانَ حُبْلُودَ هُمْ كَانَتْ كُورِمَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَعَارِيفِ -  
روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھیں گے اہل مائیت قیامت کے دن جب ملے گا بلا والوں کو ثواب کہ کاشش کہ کتری ہاتھیں کھائیں ان کی دنیا میں قینچیوں سے یعنی تاکر وہ بھی ثواب مذکور کے مستحق ہوتے۔

یہ حدیث اعمش سے انہوں نے طبر بن معرفت سے انہوں نے مسروق سے کچھ معنون اس کا۔

عَنْ أَبِي كُرَيْبَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ كَفَمُوتُ إِلَّا تَدِيمٌ تَأْتُوا وَمَاتَ أُمَّتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ كَانَتْ مُفِيئَةً لَكُمْ أَنْ لَا تَكُونُوا أُمَّتَهُ فَإِنَّ كَانَتْ مُفِيئَةً لَكُمْ أَنْ لَا تَكُونُوا تَزْرَعُ -  
روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نہیں ہے کہ مگر نام نہ ہو پوچھا صحابہ نے کیا سبب ہے تداومت کا یا رسول اللہ فرمایا اگر نیک ہے اس لیے نام ہے کہ میں نے شیخی زیادہ نہ کی اور اگر بد ہے نام ہے کہ میں نے اپنے نفس کو کیوں نہ نکالا اس بدی سے۔

فت اس حدیث کو نہیں جانتے ہم مگر اس سند سے اور یحییٰ بن حمید اللہ میں کلام کیا شبہ ہے۔

عَنْ أَبِي كُرَيْبَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَرِبُ بَعْضُ رُحِقِ ابْنِ إِسْمَاعِيلَ رِحَالٍ يَغْتَرِبُونَ الدُّنْيَا بِالذِّمِينِ يَلْبَسُونَ بِلَبْسِ جُلُودِ الْبُحَايِبِ مِنَ الْبَلْبِيِّ أَلَسْتُمْ هُمْ أَهْلِي مِنْ بَنِي كُرَيْبَةَ قُلُوبُ قُلُوبِ الدِّيَابِ يَقُولُ اللَّهُ آيَةُ يَفْتَرُونَ أَمْ عَلَى كَعْبَرُونَ قَبِي حَلَفْتُ لَا يَكُنَّ عَلَى أَوْلِيكَ مِنْهُمْ فَبِتَهُ تَدِيمٌ أَلَيْسَ مِنْهُمْ حَبِيئًا نَا -  
روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلیں گے آخر زمانہ میں کچھ لوگ اور طلب کریں گے دنیا کو ساتھ دین کے یعنی کلمات دنیہ حاصل کریں گے طلب دنیا کے واسطے سببیں گے لوگوں کو مستعد کرنے کو کھائیں گے جنوں کی زری سے زبانیں ان کی منجلی ہیں شکر سے زیادہ دل ان کے بدترین بیسٹوں کے لئے فرما ہے اظہر من الشمس کیا تم سب سے مغرور ہو یا مجھ پر اوت کرتے ہو سو میں اپنی ذات مقدس کی قسم کھاتا ہوں کہ ان کا دل کان پر ایک ہی آواز کر میں وہ جاویدگاہ میں ان کا تعلق ہی فت اس میں ہیں جن سے بھی عدایت ہے

عَنْ ابْنِ مَسْرُورٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لَقَدْ خَلَقْتُ كَلْبًا أَلَسْتُمْ هُمْ أَهْلِي مِنَ الْعَسَلِ تَلُوبُكُمْ أَسْرَمِينَ الْعَسِيرِ قَبِي حَلَفْتُ -  
روایت ہے ابن مسرور سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پیدا کی ہے میں نے ایک خلق کہ زبانیں ان کی شیروں میں شہد سے زیادہ اور دل ان کے کڑوسے ہیں صبر سے زیادہ سو میں قسم کھاتا ہوں اپنی ذات

۲۲۰

کے پوزے کرنے سے مجبور ہیں کیونکہ گوشہ گزین ہیں۔ حکام سے میل ملاقات نہیں رکھتے۔ اور باعث درویشانہ صفت کے ایسی ملاقاتوں سے کراہیت بھی رکھتے ہیں، لیکن مولوی نذیر حسین صاحب اور ان کے شاگرد بناوی صاحب جو اب دہلی میں موجود ہیں ان کاموں میں اول درجہ کا جوش رکھتے ہیں۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر ہر دو مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھنے میں حق پر ہیں اللہ قرآن کریم اور لحدیث صحیحہ سے اس کی زندگی ثابت کر سکتے ہیں تو میرے ساتھ پابندی شرائط مندرجہ اشتہار ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء بالاتفاق بحث کریں۔ اور اگر انہوں نے بقبول شرائط مندرجہ اشتہار ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء بحث کے لیے مستعدی ظاہر نہ کی اور پوچھ اور بے اصل بیانیوں سے ٹال دیا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کی وفات کو قبول کر لیا۔ بحث میں امر متفق طلب یہ ہو گا کہ آیا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جس کو انجیل ملی تھی اب تک آسمان پر زندہ ہے اور آخری زمانے میں آئے گا۔ یا یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ درحقیقت فوت ہو چکا ہے اور اس کے نام پر کوئی دوسرا اسی اہمیت میں سے آئے گا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہی مسیح ابن مریم بحمدہ العنصری آسمان پر موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعوے سے خود دست بردار ہو جائے گا ورنہ حالت ثنائی بعد اس اقرار کے کھانے کے کہ درحقیقت اسی اہمیت میں سے مسیح ابن مریم کے نام پر کوئی اور آئے والا ہے۔ یہ عاجز اپنے مسیح موجود ہونے کا ثبوت دے گا۔ اور اگر اس اشتہار کا جواب ایک ہفتہ تک مولوی صاحب کی طرف سے شائع نہ ہوا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے اپنے حق اور حق کے طالبوں کو محض نصیحتا کہا جاتا ہے کہ میری کتاب ازاد ادہام کو خود غور سے دیکھیں اور ان مولوی صاحبوں کی باتوں پر نہ جاتیں۔ ساتھ جزو کی کتاب ہے۔ اور یقیناً سمجھو کہ معارف اور دلائل یقینیہ کا اس میں ایک دریا بتا ہے۔ صرف ستر قیمت ہے۔ اور واضح ہو کہ یہ درخواست مولوی سید نذیر حسین صاحب کی کہ مسیح موجود ہونے کا ثبوت دینا چاہیے اور اس میں بحث ہونی چاہیے، بالکل حکم اور خلاف طرعی انصاف اور حق جوئی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ مسیح موجود ہونے کا اثبات آسمان نشانیوں کے ذریعہ سے ہو گا۔ اور آسمانی نشانوں کو کھرا اس کے کون مان سکتا ہے کہ اول اس شخص کی نسبت جو کوئی آسمانی نشان دکھاوے یہ الینان ہو جاوے کہ وہ خلاف قال اللہ قال الرسول کوئی اعتقاد نہیں رکھتا۔ ورنہ ایسے شخص کی نسبت جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے ولایت کا لگان ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھاوے۔ تو وہ نشان کراہت متصور نہیں ہوتا بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے لیے اشتہار میں جو لہجہ میں چھپوایا تھا اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لایق وہی امر ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن اور حدیث اس دعوے کے مخالف ہیں اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا مستند ہے۔ کیونکہ ہر ایک

شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر درحقیقت قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعوے پر ایک نشان کیا بلکہ لاکھ نشان بھی دکھاوے تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق نہیں ہوں گے کیونکہ قرآن ان کی مخالفت شہوت دیتا ہے غایت کار وہ استدراج سمجھے جائیں گے۔ لہذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے، مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے جس کا طے ہو جانا ضروری ہے کیونکہ مخالفت قرآن و حدیث کے نشانوں کا نام نہ توں کا کام نہیں۔ ہاں ان نادانوں کا کام ہے جو قرآن اور حدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔ فانتقوا اللہ ایما العلماء والستامرطلا من اشیح احمدی

المشاعر

مرزا غلام احمد از دہلی بازار بیماریاراں۔ کوٹھی نواب لوہارو  
۶ اکتوبر ۱۸۹۱ء

حاشیہ کی عبارت :- بالآخر تمام جذبات نامعقول کے توڑنے اور اتمام حجت کی غرض سے یہ بھی ہم بڑی تنزل کھتے ہیں کہ اگر مولوی سینہ نذیر حسین صاحب کسی افسرانگریز کے جلسہ بحث میں مامور کرانے سے ناکام رہیں تو اس صورت میں ایک اشتہار شائع کر دیں۔ جس میں حلفاً اقرار ہو کہ ہم خود قاضی امن کے ذمہ دار ہیں۔ کوئی شخص ماضون جلسہ میں سے کوئی کلمہ خلاف تہذیب اور شرارت کا منہ پر نہیں لاسکے گا اور نہ آپ توہین اور استخفاف اور استکبار کے کلمات منہ پر لائیں گے۔ بلکہ سراسر عاجزی اور انکسار اور تواضع سے تحریری بحث کریں گے اور اگر کوئی حرام و خواص میں سے کوئی کلمہ خلاف تہذیب و ادب کوئی کلمہ پر لائے تو فی الفور اس کو مجلس میں سے نکال دیں گے۔ اس صورت میں یہ عاجز مولوی صاحب کی مسجد میں بحث کے لیے حاضر ہو سکتا ہے۔ مگر دوسری تمام شرطیں اشتہار ۲ اکتوبر کی قائم رہیں گی۔

مطبوعہ مطبع اخبار خیر خواہ ہندوستان

۲۶۴

تحفہ گولڑویہ

خدا تعالیٰ کے کاموں میں تناسب واقع ہے اور وضع شئی فی محلہ اس کی عادت ہے جیسا کہ اہم حکیم کے مفہوم کا مقتضایہ ہونا چاہیے۔ اور نیز وہ بوجہ واحد ہونے کے وحدت کو پسند کرتا ہے اس لئے اس نے یہی چاہا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآن خلقت آدم کی طرح چھٹے دن کی گئی تھی بروز جمعہ ایسا ہی تکمیل اشاعت کا زمانہ بھی وہی ہو جو چھٹے دن سے مشابہ ہو۔ لہذا اس نے اس بعثت دوم کے لئے ہزار ششم کو پسند فرمایا اور وسائل اشاعت بھی ایسی ہزار ششم میں وسیع کئے گئے اور ہر ایک اشاعت کی راہ کھولی گئی۔ ہر ایک ملک کی طرف سفر آسان کئے گئے۔ جا بجا مطبع جاری ہو گئے۔ ڈاکخانجات کا احسن انتظام ہو گیا۔ اکثر لوگ ایک دوسرے کی زبان سے بھی واقف ہو گئے اور یہ امور ہزار پنجم میں ہرگز نہ تھے بلکہ اس ساٹھ سال سے پہلے جو اس عاجز کی گذشتہ عمر کے دن میں ان تمام اشاعت کے وسیلوں سے ملک خالی پڑا ہوا تھا اور جو کچھ ان میں سے موجود تھا وہ نا تمام اور کم قدر اور نادر کے حکم میں تھا۔

یہ وہ ثبوت ہیں جو میرے مسیح موعود اور بہادی مہود ہونے پر کھیلے کھیلے دلالت کرتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک شخص بشرطیکہ متقی ہو جس وقت ان تمام دلائل میں غور کرے گا تو اس پر رند مدثن کی طرح کھل جائیگا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ انصاف سے دیکھو کہ میرے دعویٰ کے وقت کس قدر میری سچائی پر گواہ جمع ہیں (۱) زمین پر وہ مفاسد موجود ہیں جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی قریباً بیخ کنی کر دی ہے۔ اسلام کی اندوئی حالت

۱۰۲

مخبر گواہوں کے ایک یہ بھی زبردست گواہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ثبوت پر ایک پہلو سے اس نمانہ میں پیدا ہو گئے ہیں یہاں تک کہ یہ ثبوت بھی نہایت قوی اور روشن دلائل سے مل گیا کہ آپ کی قبر سری نگر علاقہ کشمیر خان یار کے محلہ میں ہے۔ یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام حقیقتاً زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جوڑے جوڑے اور سب دلائل یہی ہیں۔ اور اگر وہ حقیقتاً قرآن کے دوسرے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل ہیں۔ اب قرآن و بیان میں ہے اس کو سوچو۔ منہلا

۱۷۸

ایمان الصلح

۳۲۳

جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افترا نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر غشبتنا کتاب اللہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور مشرک اجماد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور اسی پر مبنی اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لادیں۔ اور صوم اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کا بندہ ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی جماعتی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم اعلان اور ذمہ کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہملا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالفت اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل

۹۷

۹۷ صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 323 از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 341 پر درج ہے

۲۹۹ تمہید ہشتم جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس قبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی اور

۲۹۹ کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

۲۹۹ بدرجہ یقین کامل پہنچ کر پھر سُکر میں پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَّلْ۔ صَدَقَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ وَ كَانَ اَخْرُاجُ الْاَشْجُوْلَا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اترا ہے۔ خدا اور اسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے پھا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا نے تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حقہ سوم کے الہامات میں بھی ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے۔ هُوَ الَّذِي اَدْخَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى قَدِيْنًا لِّلْحَقِّ لِيُظْهِرَ اَعْلٰى الدِّيْنِ كُلِّهِ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابه واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشنی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طہ پر

۱۰ : الصف

براہین احمدیہ جلد اول ص ۴۴۹ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۹ ص ۵۹۳ از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ ۳۴۱ پر درج ہے

پہلی فصل

4-1

براہین احمدیہ

نے منع کیا ہے اور اسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اس کے شارع نے دی ہے تو

برخلاف قسم دوم کے کہ اس میں انفلکک جاز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت میں خدا کی محبت اور اس کے غیر کی عداوت داخل نہیں تریں کہ وہ ریشہ ظلم کا نہیں باقی ہو کیونکہ اس نے حق ربوبیت کو

خَلَقَ آدَمَ قَاكِرْمَةً - پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اس کا۔ جَدِيَّ اللّٰهُ فِي حُلِيِّ الْاَنْبِيَاءِ

جبری اللہ نبیوں کے حلقوں میں۔ اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب لہر شاد و ہایت اور مورد وحی الہی ہونے کا دراصل عقد انبیاء ہے اور کن کے غیر کو بطور مستعار

فنا ہے اور یہ عقد انبیاء اُمت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَمَاءُ اُمَّتِي

كَانِيْبِيَاءِ بِنِيْ اِسْرَائِيْلَ - پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں یہ نبیوں کا کام ان کو سپرد کیا جاتا ہے۔ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا - اور تمھے تم ایک

گڑھے کے کنارہ پر سو اس سے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا عَسَى رَبُّكُمْ اَنْ يُّرْحَمَكُمْ عَلَيْكُمْ وَاِنْ عُدْتُمْ عَدُوًّا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ

لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا - خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو کفر

رجم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس

مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریقِ رفیق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضح اور آیات بینہ

سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب

خدائے تعالیٰ فجر میں کے لئے شدت اور عسف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائیں گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں باور



پہلی فصل

۶۰۲

برائین احمدیہ

وہ اس صورت میں بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمہ داری

جیسا کہ چاہیے تھا ادا نہیں کیا۔ اور لقاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے۔ لیکن جب اس کی سرشت میں محبت الہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی۔ یہاں تک کہ خدا اس کے کان ہو گیا جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو گیا

سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔ اور یہ زمانہ اس زمانہ کیلئے بطور ارباب ص کے واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر خواتین تعالیٰ اتمام محبت کریگا۔ اب بجائے اسکے جمالی طور پر یعنی فقہ اور احسان کا اتمام محبت کر رہا ہے۔

تَوْبُوا وَاصْلِحُوا وَاِلَى اللّٰهِ تَوَجَّهُوا وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلُوا وَاَسْتَجِيبُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ۔ توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اُس پر توکل کرو اور صبر اور صلوة کے ساتھ اُس سے مدد چاہو۔

کیونکہ نیکیوں سے بدیاں دور ہو جاتی ہیں۔ بُشْرٰی لَكَ يَا اَحْمَدِی۔ اَنْتَ مُرَادِی وَ مَعِی۔ غَرَسْتُ كَرَامَتَكَ بِسِدْرِی۔ خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد۔

تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے

لگا یا ہے۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَخْضَعُوْنَ اَمْرًا بَعَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا اَفْرُوْجَهُمْ

ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ۔ مؤمنین کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نامحرموں سے بند رکھیں اور

اپنی ستر گاہوں کو اور کانوں کو نالائق اُمویہ سے بچادیں۔ یہی ان کی پاکیزگی کیلئے ضروری

اور لازم ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن کے لئے منہیات سے

پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق

اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔

یا دکن فسرمان قل للمؤمنین

چشم گوش و دیدہ بندے حق گردین

حقہ بھی پائی جائے۔ ابتدا میں جب خدا نے انسان کو پیدا کیا۔ اُس وقت بذریعہ الہام بولیوں کی تعلیم کرنا ایسا امر تھا۔ کہ جس میں دونوں طور

دلی عاجزی کے ساتھ اظہار الہی چاہتا ہے۔ اور نہ اس کی روحانی حالت درست ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے ہونٹوں میں دُعا اور اس کے دل میں غفلت یا ریاء ہوتی ہے۔ یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اس کی دُعا کو سن تو لیتا ہے۔ اور اس کے لئے جو کچھ اپنی حکمت کا طہ کے رُوسے مناسب اور اصلاح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی ان الطافِ خفیہ کو شناخت نہیں کرتا۔ اور باعث اپنے جہل اور بے خبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے۔ اور اس آیت کے مضمون کو نہیں سمجھتا۔ عَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ اَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی یہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بُری سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے اچھی ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے بُری ہو۔ اور خدا چیزوں کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اب ہماری اس تمام تقریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کس قدر عالی شان صداقت ہے جس میں حقیقی کرم اور عبودیت اور غلامی میں ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جس کی نظیر کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ اور اگر کسی کے زعم میں پائی جاتی ہے تو وہ اس صداقت کو مع تمام دوسری صداقتوں کے جو ہم سچے کہتے ہیں نکال کر پیش کرے۔

اس جگہ بعض کوتاہ اندیش اور نادان دشمنوں نے ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے۔ ان معترضین میں سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہیں۔ جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے۔ دوسرے صاحب باوا

نہیں کر سکتے۔ مگر میرے بعد ایک دوسرا آقا الہی ہے وہ سب باتیں کھول دیگا اور علم دین کو بڑے کمال پہنچائے گا۔ سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی سمجھ کر آسمانوں پر جا بیٹھے اور ایک عرصہ تک وہی ناقص کتاب لوگوں کے ہاتھ میں رہی اور پھر اسی نبی مہموم

ازالہ اوہام

۳۶۴

مضمون

جس کا مجلس خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے تو لہ ہوتا۔ جس کا آسمان پر ابن مریم نام ہے تو کیوں  
خدا تعالیٰ کی طوریت میں ابن مریم کہہ پیدا کرنے کے عبور نہ سکتی۔ جو اس نے محض اپنے  
فضل سے بغیر کسی زمین مالک کے اس ابن مریم کو روحانی پریدائش اور عانی زندگی بخشی  
جیسا کہ اس نے خود اس کو اپنے نام میں فرمایا تم احببناک بعد ما اهلنا کفرون  
الاولیٰ وجعلناک المنسوح ابن مریم۔ یعنی پھر ہم نے تجھے زیمہ کیا احد اس کے جو  
پہلے قرآن کو ہم نے ہلاک کر دیا اور تجھے ہم نے مسیح ابن مریم بتایا یعنی بعد اس کے جو عالم  
پر مشائخ اور علماء میں موت روحانی پھیل گئی۔ انجیل میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح  
ستاروں کے گرنے کے بعد آئے گا۔

اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف  
میں پیشگوئی موجود ہے۔ قرآن شریف نے یوحنا کے نکلنے کی ۳۰۰ سو برس تک قدرت  
شہرائی ہے۔ امت کے اولیاء بھی اپنے مکاشفہ کی رو سے اس مدت کو مانتے ہیں اور  
آیت وانا علی ذہاب ہم لقادرون علیہم کے حسابہ عمل مشککہ مدویہ اسلامی  
ہاند کی سلاح کی راقوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں نئے ہاتھ کے نکلنے کی اشارت  
بھی ہوئی ہے جو فلام احمد قلوبانی کے مددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے اور یہ  
آیت کہ هو الذی علی صل رسولہ بالهدی و دیون الحق لیظہرہ علی الدین علی  
درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے کیونکہ تمام اولیاء اور روحانی قلبہ بجز  
اس زمانہ کے کسی اور زمانہ میں ہرگز ممکن نہیں تھا وہ یہ کہ یہی زمانہ ہے کہ جس میں ہزاروں  
قسم کے اعتراضات اور شبہات پیدا ہو گئے ہیں اور انواع اقسام کے عقلی عملے اسلام پر  
کئے گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے وان من شیء الا عندنا خزائنه وما  
ننزلہ الا بقدر معلوم یعنی ہر ایک چیز ہمارے پاس خزانے میں مگر بقدر  
معلوم اور بقدر ضرورت ہم ہی کو اتار دیتے ہیں۔ سو جس قدر معارف و حقائق بلون قرآن میں

۱۹۱ تا صفحہ ۱۰۰ ج ۲۲

سے ہی قتل کئے جائیں گے۔ سو اگر ثبوت کچھ چیر ہے تو اس سے بڑھ کر عیسائیوں کے لئے اور کوئی ثبوت نہیں کہ مسیح اپنے منہ سے پیشگوئی کرتا ہے کہ ابھی تم میں سے بعض زندہ ہوں گے کہ میں پھر آؤں گا۔

یاد رہے کہ انجیلوں میں دو قسم کی پیشگوئیاں ہیں جو حضرت مسیح کے آنے کے متعلق ہیں (۱) ایک وہ جو آخری زمانہ میں آنے کا وعدہ ہے وہ وعدہ روحانی طور پر ہے اور وہ آنا انسی قسم کا آنا ہے جیسا کہ ایلیانسی مسیح کے وقت دوبارہ آیا تھا۔ سو وہ ہمارے اس زمانہ میں ایلیا کی طرح آچکا اور وہ یہی راقم ہے جو غلام نوح انسان ہے جو مسیح محمود ہو کر مسیح علیہ السلام کے نام پر آیا۔ اور مسیح نے میری نسبت انجیل میں خبر دی ہے۔ سو مبارک وہ جو مسیح کی تعظیم کے لئے میرے باب میں دیانت اور انصاف سے غور کرے اور شکوہ نہ کھاوے۔

(۲) دوسری قسم کی پیشگوئیاں جو مسیح کے دوبارہ آنے کے متعلق انجیلوں میں پائی جاتی ہیں وہ درحقیقت مسیح کی اس زندگی کے ثبوت کے لئے بیان کی گئی ہیں جو صلیب کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم اور بحال رہی۔ اور صلیب موت سے خدا نے اپنے برگزیدہ کو بچالیا۔ جیسا کہ یہ پیشگوئی جو ابھی بیان کی گئی۔ عیسائیوں کی یہ فطلی ہے کہ ان دونوں مقاموں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے بڑی گھبراہٹ اور طرح طرح کے مشکلات اُنکو پیش آتے ہیں۔ غرض مسیح کے صلیب سے بچ جانے کے لئے یہ آیت جو متی ۱۶ باب میں پائی جاتی ہے بڑا ثبوت ہے۔

اور منجملہ انجیلی شہادتوں کے جو ہم کو ملی ہیں انجیل متی کی مندرجہ ذیل آیت ہے۔ "اور اس وقت انسان کے بیٹے کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔ اور اس وقت زمین کی ساری قومیں جھپٹیں گی اور انسان کے بیٹے کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے" دیکھو متی باب ۲۴ آیت ۳۰۔ اس آیت کا اصل مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے والا ہے کہ جبکہ آسمان سے

ازالہ اوہام

۴۰۰

حصہ سوم

اب سمجھنا چاہیے کہ گواہی جہاں طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہو گا ایک حصہ کثیر و  
 دین کا اور طسریقہ حیوانات وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے  
 اور اگر احادیث کو ہم بجلی سا قاطعاً اعتبار نہ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا کہیں مشکل  
 ہو گا کہ درحقیقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان و انور رضی اللہ عنہم اور جناب علی رضی اللہ عنہ  
 انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور اسید المؤمنین تھے اور وہ جو درکتے تھے صرف  
 فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف  
 کی کسی آیت سے مزید مخالف و مغائر پڑے مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ سحاح ابی مریم  
 فوت ہو گیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مرہود اور ناقابل اعتبار ہوگی  
 لیکن جو حدیث قرآنی شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی  
 ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی ہے نصیبی اور  
 بخاری غلطی ہے کہ یک نخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتراف لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیاں  
 کو بخیر بقرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مستلمات میں کو سمجھی گئی  
 تھیں بجز موضوعات داخل کریں۔ یہ بات یہ شہید نہیں کہ سحاح ابی مریم کے آئینگی پیشگوئی  
 ایک سولہ درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح  
 میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پسا اور ہم وزنی ثابت نہیں ہوتی تو  
 کالولہ جہاں کو حاصل ہے۔ سچیل میں اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پہنچانی  
 پھیلا کر یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں وہ حقیقت میں لوگوں کا کام ہو گا کہ خدا تعالیٰ نے  
 بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بجز وہ حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان  
 لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات اللہ کی ہے  
 کچھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور متعطلات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت ہے ملک  
 حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش اسی پر مدار نہیں۔

سوا اول ہم ان ہر تنقیحوں میں سے پہلی تنقیح کو بیان کرتے ہیں سو واضح ہو کہ اس امر سے نیا  
 میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہو بلکہ قریبا تمام مسلمانوں  
 کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص نبیوالا ہو جسکا نام عیسیٰ بن مریم ہو گا اور  
 یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف  
 مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہو اور بالضرورت اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ ایک مسیح موعود آیا والا  
 اگرچہ یہ سچ ہو کہ اکثر ہر ایک حدیث اپنی ذات میں مرتبہ احاد سے زیادہ نہیں مگر اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ  
 جس قدر طرق متفرق کی رو سے احادیث نبویہ اس بابے میں مدون ہو چکی ہیں ان سب کو یکجا نظر کے  
 ساتھ دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضرور آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود  
 کے آنکی خبر دی ہے اور پھر جب ہم ان احادیث کے ساتھ جو اہلسنت و جماعت کے ہاتھ میں ہیں ان  
 احادیث کو بھی ملاتے ہیں جو دوسرے فرقے اسلام کے مثلاً شیعہ وغیرہ انہیں پھر دیکھتے ہیں تو اور  
 بھی اس تو اثر کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہے اور پھر اسکے ساتھ جب صد ہا کتابیں تصوفین کی دیکھی  
 جاتی ہیں تو وہ بھی اسی کی شہادت سے رہی ہیں۔ پھر بعد اسکے جب ہم بیرونی طور پر اہل کتاب یعنی نصاریٰ  
 کی کتابیں دیکھتے ہیں تو یہ خبر ان سے بھی ملتی ہے اور ساتھ ہی حضرت مسیح کے اس فیصلہ سے جو ایلیا کے آسمان  
 سے نازل ہونیکے بارہ میں ہو یہ بھی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی خبریں کبھی حقیقت پر محمول نہیں ہوتیں  
 لیکن یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ  
 اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اسکے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام  
 کی وہ کتابیں جنکی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کیا جائیں تو  
 کتابیں ہزاروں سے کچھ کم نہیں ہونگی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھانا مشکل ہے کہ جو اسلامی کتابوں سے  
 بالکل بیخبر ہے اور حقیقت ایسے اعتراض کر نیوالے اپنی بد قسمتی کی وجہ سے کچھ ایسے بیخبر ہوتے ہیں کہ  
 انھیں یہ نصیرت حاصل ہی نہیں ہوتی کہ فلاں واقعہ کس قدر قوت اور مضبوطی کے ساتھ اپنا ثبوت کرتا  
 ہے پس ایسا ہی صاحب محترم نے کسی سے سنا لیا ہے کہ احادیث اکثر احاد کے مرتبہ پر ہیں اور اس کے

ایام صلح

۲۷۹

دنیا میں نہ بھیجا اور تاویلوں کی حاجت پڑی اور ظاہر الفاظ کے رو سے یہودیوں کا یہ مذہبیت مقبول تھا کہ جس حالت میں پہلے مسیح کے آنے کے لئے یہ شرط تھی کہ پہلے ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آجائے تو پھر بغیر ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کے کیونکر مسیح ابن مریم دنیا میں آگیا۔ اب جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے یہودیوں کو یہ جواب ملا ہے کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے سے یوحنا نبی یعنی یحییٰ کا آنا مراد تھا تو ایک دیندار آدمی سمجھ سکتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کا دوبارہ آنا بھی ایسی طرز سے ہوگا کیونکہ یہ وہی امت استیقت اللہ ہے جو پہلے گنہگار تھی ہے۔ ولول تعبد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

علاوہ ان باتوں کے مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کو یہ آیت بھی روکتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ و نعامتہ النبوت اور ایسا ہی یہ حدیث بھی کہ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین میں پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے۔ اور اگر نبوت شروع ہو جائے تو کیا یہ سب اول حکم نہیں کرتے کہ اس حدیث کے معنی کرنے کے وقت ضرور ہے کہ الفاظ کو ظاہر سے پھیرا جائے۔ ماسوا اس کے ایک بڑا قرینہ اس بات پر کہ آنے والا مسیح موعود غیر اس مسیح کا ہے جو گنہگار تھا اختلاف علیوں کا ہے۔ کیونکہ مسیح بخاری میں جو آج تک بدکتبہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عیسیٰ سرخ رنگ نکھا ہے۔ جیسا کہ بلاد شام کے لوگوں کا رنگ ہوتا ہے اور جیسا کہ تصویروں میں دکھایا گیا ہے اور گنہگار لالے ہال نکھے ہیں۔ لیکن مسیح موعود جس کی اس امت میں آنے کی خبر دی گئی ہے اس کا علیہ گندم گوں اور سیدھے ہال والا بیان کیا ہے اور علاوہ اس کے یہ بھی نکھا ہے کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا بخاری کے یہ لفظ ہیں کہ امام مکر منکر اور مسلم کے یہ لفظ ہیں خاتم مکر منکر دونوں سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ نبی مسیح انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہے نہ اگر یہ کہو کہ کیوں جائز نہیں کہ یہ تمام حدیثیں ملاحظہ ہوں اور آنے والا کوئی بھی نہ ہو۔ تو میں کہتا ہوں کہ ایسا خیال بھی سراسر منہم ہے۔ کیونکہ یہ حدیثیں ایسے تواریخ کی حد تک پہنچ گئی ہیں کہ عند العقل ان کا کذب محال ہے اور ایسے متواترات بدہیات کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔ ماسوا اس کے ان حدیثوں میں جو بڑی بڑی

۵۳ لے الا حزاب: ۶۳ لے الا حزاب: ۱۱

و تركتهم كالميت المتنكر	ان يشتموا فلقد نزعنا ثيابهم
در بخوردہ تا شناختہ ایشان را مگر اشتم	کند و شتمند و بعد چندان چو اگر من بجا آمد آیت از حق شایسته
إني أرى الطاق رب أكبر	هم يشتمون ولا أفعالنا هم
چرا کہ من مہربانیاں سے رب کبیر خود می بینم	ایشان دشنام می دهند و من از زبان شایسته ترسم
منى منزلة المحب الموثر	نزلت ملامة لا تمي من حبه
بمنزلہ دوست مخصوص خود مرا می نماید	از محبت خدائے خود طاعت طاعت کنندگان
ستوى يروق الحق بعد تبصر	يا لا تمي دع كل لوم وانتظر
ز بعد از چشم من با حال شدن شکی حق را خواہی دید	اے صمت کنده من طاعت را بگذار و صبر کن
كبرت عليك وليتها لم تكبر	جلت وصايا فاهدي لكنها
لیکن بر تو گراں آئند و کاش گراں نیامدند سے	و سہاے سہانہ سے و آیت بزرگ رسند
إيهما النار قد بتر والطفرة عين - ولا تكلوا النفس الكين ان موالمسيح ثابت	
اے سہاں برتے یک طرفہ ہیں تہ تبرکند ہوائے دہلے نفس خود ہواک کلاہ - یقیناً موت مسیح بقران ثابت	
بالقرآن ثم بالحديث ثم بشهادة اللغة واهل اللسان ثم بالعقل والفراسة	
ست - باز ثبوت آن بحدیث ہم رسید باز از لغت و اہل زبان ثابت گشتہ - باز از روی عقل و فراسطہ	
والوجدان ثم بنظر سابق الزمان - فلا يزال الامر الثابت كيد الانسان	
و وجدان - و باز بنظر سابق زمانہ گذشتہ محقق این معنی گشتہ پس امر ثابت را فریب انسان کدہ تواند کرد	
والنزل ايضا حق نظر اعلی تواتر الآثار - وقد ثبت من طرق الاخبار	
و نزول از روی تواتر آثار ہم راست است - چراکہ از طرق متعددہ ثابت گشتہ -	
فتعالوا الخيلة ترفع هذا التناقض من بين بعض الاحاديث وبين مجموع	
پس بسوئے آن کہ یا یئد کہ این تناقض را از در میان بعض احادیث و مجموعہ احادیث و فرقان بردارد -	



ازالہ اوہام

۳۹۹

قصہ دوم

شامل حلل ہو گئی۔ ایسا ہی نصرت الہی ایک رنگ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل ہو گئی اور وہ حقیقت وہی نصرت ہے جو اپنے اپنے عمل پر رنگارنگ کے مجاہدت کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ سو میں خوب جانتا ہوں کہ جیسا کہ نصرت الہی حضرت مسیح کے شامل حلل ہوتی تھی میں بھی اس نصرت سے بے نصیب نہیں رہوں گا۔ لیکن یہ ضرور نہیں کہ وہ نصرت جسمانی بیماریوں کے اچھا کرنے سے ظاہر ہو۔ بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک الہام میں میرے پر ظاہر فرمایا کہ خصلت اللہ کی روحانی بیماریوں اور شکوک اور شبہات کو وہ نصرت وہ کرے گی۔ جیسا کہ میں پہلے اس سے لکھ چکا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ مستعدوں پر اثر پڑتا جاتا ہے اور پرانی بیماریاں دور ہوتی جاتی ہیں اور نصرت الہی اندر ہی اندر کام کر رہی ہے اور خدائے تعالیٰ نے اپنے خاص کلام سے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ نبی نامری کے نمونہ پر اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ روحانی بیماریوں کو بہت صاف کر رہا ہے اس سے زیادہ کہ کبھی جسمانی بیماریوں کو صاف کیا گیا ہو

حال کے نیچری جن کے دلوں میں کچھ بھی غمگت قل اللہ اور قال الرسول کی باقی نہیں رہی یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہ تمام خبریں الہی غلط ہیں۔ شاید ان کا ایسی باتوں سے مطلب یہ ہے کہ تا اس عاجز کے اس دعوے کی تحقیر کر کے کسی طرح اس کو باطل ٹھہرایا جاوے لیکن وہ اس قدر تواتر سے اٹھا کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواتر کے رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی انہیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔ جیسا کہ ہندوؤں کے بزرگوں راجندر اور کرشن وغیرہ کو بود تواتر کے ذریعے ہی ہم نے قبول کیا ہے۔ گو تحقیق تفتیش تاریخی واقعات میں ہندو لوگ بہت کہتے ہیں مگر بود خود اس تواتر کے جہان کی مسلسل تحریکوں سے پایا جاتا ہے ہرگز یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ راجندر اور راجندر کرشن یہ سب فرضی ہی نام ہیں۔

۲۰۶

نفل بیان عدا فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہار و ضلع گورداسپور

موجود فیصلہ نمبر ۱۰۷۰۰۰ نمبر مقدمہ  
ہرگت ۱۹۷۶ء زیر ججوز از محکمہ ۳۲

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلاک صاحب جرم ۱۰۷۰۰۰ مخاطبہ فوجداری بنام مرزا غلام احمد قلوبانی  
بیان مرزا غلام احمد بلا حلف ۱۹۷۶ء ہرگت ۱۹۷۶ء

ہم نے کبھی پیشگوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلاک صاحب مرحومینکے ہرگز بہار و ضلع گورداسپور سے یہ نہ  
تھا کہ صاحب موصوفت مرحومینکے۔ جہاں اللہ آتم کی بابت ہم نے شرطیہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر  
رجوع بحق نہ کر لیا تو مر جاویگا۔ جہاں اللہ آتم صاحب کی درخواست پر پیشگوئی صرف اُس کے  
واسطے کی تھی۔ کُل متعلقین مباحثہ کی بابت پیشگوئی نہ تھی۔ لیکھرام کی درخواست پر اُسکے  
واسطے بھی پیشگوئی کی گئی تھی۔ ہم نے کی تھی چنانچہ پوری ہوئی۔

شنا یا گیا درست ہے۔ سب بیان درست درج ہوا ہے۔ دستخط حاکم

کے سر پر ظہور کر لیا اور یہ پیشگوئی اگرچہ قرآن شریف میں صوف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے  
مگر احادیث کے رُو سے مستند تھا ترک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل ممنوع ہے۔  
اگر تو اتر کچھ چیز ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے جو آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے مُتے سے نکلیں۔ کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو اس درجہ تو اتر پر ہو۔ جیسا کہ  
اس پیشگوئی میں پایا جاتا ہے۔ جس شخص کو اسلامی تاریخ سے خبر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ  
اسلامی پیشگوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو تو اتر کے رُو سے اس پیشگوئی سے  
بڑھ کر ہو۔ یہاں تک کہ علمائے کھلم سے کہ جو شخص اس پیشگوئی کا انکار کرے اُسکے کفر کا  
اندیشہ ہے۔ کیونکہ متواترات سے انکار کرنا گویا اسلام کا انکار ہے۔ لیکن انسو س ہو کہ  
باوجود اس تو اتر کے ہمارے زمانہ فیج اصحیح کے علمائے اس پیشگوئی کے صحیح صحیح معنی  
سمجھنے میں بڑا دھوکہ کھایا ہے اور بی باعث سخت غلط فہمی کے اپنے عقیدہ میں قابل شرم  
تناقضات جمع کر لئے ہیں۔ یعنی ایک طرف تو قرآن شریف پر ایمان لاکر اور احادیث صحیحہ

۱۸۸

۱۸۸

یہ حوالہ صفحہ 345 پر درج ہے

کتاب البریہ صفحہ 188 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 206 از مرزا قادیانی

چاہیں گے پس مدعی ہو کر مقابل پر کھڑے ہو جائیں ان کے لئے سخت حجاب ہو جائے گا جس سے باہر نکلنا اور اپنی شہود کردہ رائے سے رجوع کرنا ان کے لئے مشکل بلکہ محال ہو گا۔ کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علیٰ رؤس الامم شہادت ظاہر کرتا ہے اور اپنا فیصلہ ناطق اسکو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے عود کرنا اسکو موت کے بدتر دکھائی دیتا ہے۔ لہذا میں نے ترخا شدہ چاہا کہ قبل اس کے کہ وہ مقابل پر آکر بیٹ اور ضد کی بلا میں پھنس جائیں آپ ہی انکو ایسے صاف اور مدلل طور پر سمجھا دیا جائے کہ جو ایک داتا اور نصف لو طالب حق کی تسلی کیلئے کافی ہو۔ اگر بعد میں پھر لکھنے کی ضرورت پڑے گی تو شاید ایسے لوگوں کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو غایت درجہ کے سادہ لوح اور غیبی ہیں جن کو آسمانی کتابوں کے استعارات مصطلحات و دقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر نہ ہو بلکہ اس تک نہیں اور لایمسہ کی نفی کے نیچے داخل ہیں۔

اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے روئے جن نبیوں کا اسی وجود منصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو ہی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے سچ رسویم جن کو عیسیٰ اور مسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت حمدت پریم اور حمدت کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تمہاری کو آسمانوں سے آتے دیکھو گے۔ بیان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن حضرت ادریس کی نسبت جو بائبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں ان میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ سچی نبیوں کو ذکر بلکہ پیدا ہونے سے ان کا آسمان سے اترنا وقوع میں آگیا ہو۔ چنانچہ حضرت سید صاف صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ یوحنا جو آئیوا اتھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ سو ایک نبی کے حکم سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اترنے والے یعنی یوحنا کا مقدمہ

لے دیکھو ایسا ہی ہے۔

بکل غافل تھے بلکہ حق بات جو ایک بدیہی امر کی طرح ہو یہی ہو کہ آئمہ حدیث کا اگر لوگوں پر کچھ احسان ہے تو صرف اتھارہ صدیوں اور ہوا ابتدا سے تعامل کے سلسلہ میں ایک دنیا انکو مانتی تھی انکی اسناد کے بارے میں ان لوگوں نے تحقیق اور تفتیش کی ادیہ دکھلا دیا کہ اس زمانہ کی موجود حالت میں جو کچھ اہل اسلام تسلیم کر چکے ہیں یا عمل میں لائے ہیں یہ ایسے امور نہیں جو بطور بدعت احکام میں اب مخلوط ہو گئے ہیں بلکہ یہ وہی گفتار و کردار ہے جو آنحضرت صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمائی تھی۔

مفسوس کہ اس صحیح اور واقعی امر کے سمجھنے میں غلط فہمی کر کے کوتاہ اندیش لوگوں نے کس قدر بڑی غلطی کھائی جسکی وجہ سے آج تک وہ حدیثوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اگرچہ یہ تو سچ ہے کہ حدیثوں کا وہ حصہ جو تعامل قوی و عملی کے سلسلہ سے باہر ہے اور قرآن و تصدیق یافتہ نہیں یقین کامل کے مرتبہ پر مسلم نہیں ہو سکتا لیکن وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آگیا اور کہ درپہ مخلوقات ابتداء سے اسپر اپنے عملی طریق سے محافظہ قائم چلی آئی ہو اسکو ظنی اور شک کیوں تک کہا جائے۔ ایک دنیا کا مسلسل تعامل حدیثوں سے باہروں تک اور باہر سے داخلوں تک اور داخلوں تک بدیہی طور پر مشہور ہو گیا اور اپنے اصل جذبات تک اسکا آثار اور انوار نظر آئے اس میں تو ایک ذرہ شک کی گنجائش نہیں رہ سکتی اور نتیجہ کے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ ایسے مسلسل جلدی آمد کو اول درجہ کے یقینات میں سے یقین کرے پھر جبکہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور اللہ تعالیٰ کا آئنا مانگا اور تدبیر راویوں کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جنکو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔

اب اس تمہید کے بعد یہ بھی واضح ہو کہ مسیح موعود کے باد سے میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے وہ قیاسی نہیں ہے بلکہ صحت آئمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو وہ اس بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتدا سے مسلمانوں کے رگ و پشم میں داخل علی آتی ہو گی اور جس قدر اس وقت رو زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیشگوئی کی صحت و شہادتیں موجود تھیں کیونکہ حقیقت کے طور پر وہ ہرگز ہٹا سکا یا دکر تے چلے آتے تھے اور ہا آئمہ حدیث ملام بخاری وغیرہ نے اس پیشگوئی کی نسبت

۲۹۸

سوا اول ہم ان ہر تنقیحوں میں سے پہلی تنقیح کو بیان کرتے ہیں سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہو بلکہ تقریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص انبیاء اور جسکا نام عیسیٰ بن مریم ہو گا اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہو اور بالضرورت اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ ایک مسیح موعود انبیاء اور اگرچہ یہ سچ ہو کہ اکثر ہر ایک حدیث اپنی ذات میں مرتبہ احاد سے زیادہ نہیں مگر اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ جس قدر طرق متفرق کی رو سے احادیث نبویہ اس بارے میں مدون ہو چکی ہیں ان سب کو یکجا ہی نظر کے ساتھ دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضرور آنحضرت ﷺ موعود اسلام نے مسیح کے آنے کی خبر دی ہے اور پھر جب ہم ان احادیث کے ساتھ جو اہلسنت و جماعت کے ہاتھ میں ہیں ان احادیث کو بھی ملاتے ہیں جو دوسرے فرقے اسلام کے مثلاً شیعہ وغیرہ انہیں دوسرے رکھتے ہیں تو اور بھی اس تواتر کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہے اور پھر اسکے ساتھ جب صد ہا کتابیں تصوفین کی دیکھی جاتی ہیں تو وہ بھی اسی کی شہادت دے رہی ہیں۔ پھر بعد اسکے جب ہم بیرونی طور پر اہل کتاب یعنی نصاریٰ کی کتابیں دیکھتے ہیں تو یہ خبر ان سے بھی ملتی ہے اور ساتھ ہی حضرت مسیح کے اس فیصلہ سے جو ایلیا کے آسمان سے نازل ہونیکے بارہ میں ہے یہ بھی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی خبریں کبھی حقیقت پر محمول نہیں ہوتیں لیکن یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اسکے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جنکی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسا کتابیں ہزاروں سے کچھ کم نہیں ہونگی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھانا مشکل ہے کہ جو اسلامی کتابوں سے بالکل بیخبر ہے اور حقیقت ایسے اعتراض کر نیوالے اپنی بدقسمتی کی وجہ سے کچھ ایسے بیخبر ہوتے ہیں کہ انہیں یہ نصیرت حاصل ہی نہیں ہوتی کہ فلان واقعہ کس قدر قوت اور مضبوطی کے ساتھ اپنا ثبوت کرتا ہے پس ایسا ہی صاحب معترضین نے کسی سے سن لیا ہے کہ احادیث اکثر احاد کے مرتبہ پر ہیں اور اگرچہ

۲

سکیں۔ جب پہلے عقیدہ کے خلاف ایک دوسرا عقیدہ شائع ہو گیا اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا گیا کہ خدا تعالیٰ 'قرآن کریم' اسلام اور انبیائے سابقین اسی کی تائید کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں۔ اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کو نادان تک کہہ دیا۔ تو اب بتاؤ کہ پہلا عقیدہ منسوخ ہوا یا نہیں۔ کیا یہ اعلان کافی نہ تھا اور کچھ ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ واناؤں کے لئے تو جو کچھ حضرت مسیح موعود نے لکھ دیا وہی کافی ہے۔ اور جو کسی بات کو ضد سے نہ سمجھتا چاہیں۔ ان کا علاج خدا تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔

اس جگہ میں اس بات کا اظہار کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ کسی شخص کو یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ اگر نبی کی تعریف وہی تھی جو قرآن کریم اور لغت سے آپ لکھتے ہیں کہ ثابت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود اس کے خلاف تعریف کرنے والوں کو نادان فرماتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود ایک مدت تک اس عقیدہ کو کیوں مانتے رہے۔ اور کیا خود حضرت مسیح موعود پر اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ شبہ بالکل بے اصل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک بات جب پوشیدہ اور پردہ انخفاء میں ہو۔ اسے اصل کے خلاف ماننا ایک اور بات ہے۔ لیکن پردہ اٹھ جانے پر پھر بھی غلطی سے نہ ہٹنا ایک اور بات ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود بے شک ایک وقت تک نبی کی وہی تعریف کرتے رہے۔ جو آج کل کے مسلمان کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت تک آپ پر اس مسئلہ کا پوری طرح انکشاف نہ ہوا تھا۔ آپ کا احتیاط کا پہلا اختیار کرنا اور عام مسلمانوں کے عقیدہ پر قائم رہنا۔ اور باوجود بار بار نبی کے خطاب سے یاد کئے جانے کے اس کی تادیل کرنا ایک نہایت مستحسن بات تھی۔ اور انبیاء کے ایمان کا اظہار تھا۔ لیکن جب آپ پر حق کھول دیا گیا اور آپ نے لوگوں کو بتا دیا کہ نبی کی یہ نہیں بلکہ یہ تعریف ہے تو اب اس پر انے عقیدہ پر قائم رہنا ایک نادانی اور جہالت ہے۔ جس پر اظہار ناراضگی کرنا ضروری تھا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ پچھلی صدیوں میں قریبا سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا۔ اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مشرک فوت ہوئے۔ گو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے۔ حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود باوجود مسیح کا خطاب پانے کے دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔ حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ مسیح بنا چکا تھا جیسا کہ براہین کے الہامات سے ثابت ہے۔ لیکن آپ کے اس فعل کو مشرکانہ نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ یہ ایک نبیوں کی ہی احتیاط تھی۔ لیکن جب تادیل کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ تو آپ نے حق کا اعلان کر دیا۔ اسی طرح نبوت کی

آپ پہلے اور تعریف خیال کرتے رہے۔ جو عوام کے عقیدہ کے مطابق تھی۔ لیکن بعد میں مزید انکشاف پر وہ غلط معلوم ہوئی۔ اور اب اس پر ضد کرنا ایک نادانی کا نسل ہے۔

پس اس معاملہ کی مشابہت بالکل سچ کی دقات کے مسئلہ سے ہے۔ حضرت سچ موعود کے دعویٰ سے پہلے جس قدر اولیاء صلحاء گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت سچ کو زندہ خیال کرتا تھا۔ لیکن وہ مشرک اور قابل شواذہ نہ تھا۔ مگر جب حضرت سچ موعود نے قرآن کریم سے دقات سچ ثابت کر دی۔ اور حیات سچ کے عقیدہ کو مشرکانہ ثابت کر دیا۔ تو اب جو شخص حیات سچ کا قائل ہو وہ مشرک اور قابل شواذہ ہے۔ اسی طرح نبی کی تعریف قرآن کریم سے صاف ظاہر ہے لیکن عوام میں ایک غلط خیال پھیل رہا تھا۔ اور بہت سے صلحاء امت اسی خیال پر گزر گئے۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ نار ان تھے جس طرح نہیں کہہ سکتے کہ حضرت سچ کی حیات کے عقیدہ سے وہ مشرک تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے کچھ اسرار ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے وقت پر ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ مسائل بھی انہیں مسائل میں سے تھے۔ تاہم اور جموں کے ایمانوں کی آزمائش کی جائے۔ جب خدا تعالیٰ نے ان پوشیدہ صداقتوں کو سچ موعود پر کھول دیا تو اب اس کے خلاف عقیدہ رکھنا نادانی ہے۔

مکن ہے کسی شخص کو اس جگہ یہ شبہ گزرے کہ اگر جیسا کہ آپ بیان کرتے ہیں نبی کی تعریف ایسی صاف تھی۔ اور قرآن کریم میں کیس بھی نبی کے لئے صاحب شریعت ہونے یا بلا واسطہ نبوت پانے کی شرط نہ گور نہ تھی تو ہم کس طرح مان لیں کہ حضرت سچ موعود عام عقیدہ پر قائم رہے۔ اور باوجود قرآن کریم کے صاف الفاظ کے آپ نے اپنے عقیدہ کو بدلا نہیں۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ قرآن کریم آپ نے ۱۹۰۱ء میں دیکھا ہے آپ تو قرآن کریم کے عاشق تھے اور اپنی جوانی اسی کے مطالعہ میں خرچ کر چکے تھے اور ہر ایک در ہر ایک مطالب پر آگاہ تھے پھر اس مسئلہ میں آپ کیوں دھوکے میں رہے؟ اور کیوں صریح الفاظ قرآن کی موجودگی میں عوام کے عقائد کی تبدیلی کی؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غلطی اسی طرح ہوئی۔ جس طرح سچ کی دقات کے متعلق ہوئی سچ کی دقات بھی تو قرآن کریم میں صاف الفاظ میں مذکور ہے۔ اور سارے قرآن میں ایک لفظ بھی اس کی زندگی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ آسمان پر جانے کا صاف انکار کیا گیا ہے پھر یہ کیوں کہہ سکتے ہیں کہ دقات سچ پر تمہیں (۳۰) آیات کی موجودگی میں حضرت سچ موعود عوام کے عقیدہ کے قائل رہے اور اس بات کو معلوم نہ کر سکے کہ قرآن کریم سے سچ کی دقات ثابت ہے اگر کوئی کہے کہ سچ کی حیات

ڈیٹا میل طبع اول، حصہ اول

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا  
بفضل عظیم حضرت مادی عالم عالمی اور رحمت عمیم رہنما گلشن کتاب لاجواب سوم بہ

# براہین احمدیہ

ملقب بہ  
البراهین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب القدر القرآن والنبوة المحمدیہ

جس کو فخر اہل اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب اہل علم قادیان  
ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور دقیق سوتالیف کر کے  
شکرین اسلام پر شجرت اسلام پوری کرنے کیلئے بعد النعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امیر سر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در سنہ ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر



براہین احمدیہ

۲۳

دیباچہ

نورشان یک عالمے را در گرفت  
 لعل تابان را اگر گوئی کشف  
 طعنہ بر پاکان نہ بر پاکان بود  
 بغض با مردان حق نامردیت  
 و انکہ در کین و کراہت سوختیت  
 مد مراتب بہ چشم اصل کین  
 ہر سیر کین و تعصب خاک باد  
 جز بہ پابندی حق بندہ گر  
 ماہمہ پیغیران را چہ اکرم  
 ہر رسوے کو طرحی حق نود  
 اے خداوند ہم بہ خیل انبیا  
 معرفت ہم وہ چو غیبی دلم  
 اے خداوند ہم بنام مصطفیٰ  
 دست من گیر از وہ لطف و کرم  
 تکیہ پر زور تو دارم گرچہ من  
 تو ہنوز اے کور در شور و شر  
 زین چہ کا بد قدر روشن گوہر  
 خود گئی ثابت کہ ہستی فاجرے  
 آن بشر یا شد کہ باشد بے شرے  
 نفس دون در ہست ہمید لاغرے  
 چشم نابینا و کور و اعورے  
 ہم بفرق کین و در ان خاکترے  
 ورنہ گیرد با خدائے اکبرے  
 ہچو خاکے ادفتادہ ہر درے  
 جان ما قسبان بر ان حق پرورے  
 کش فرستادے بغض او فرے  
 مے بدہ زان سان کہ او می ساغر  
 کش شدے در ہر مقامے نامرے  
 در ہمہ باش یار و یاورے  
 ہچو خاکم بلکہ زان ہم کمترے

اما بعد سب طالبان حق پر واضح ہو جو مقصود اس کتاب کی تالیف سے جو وہم  
 بالبراہین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ  
 المحمدیہ ہے یہ ہے جو دین اسلام کی سچائی کے دلائل اور قرآن مجید کی حقیقت  
 کے براہین اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت کے جو بات سب  
 لوگوں پر وضاحت تمام ظاہر کئے جائیں اور نیز ان سب کو جو اس دین متین اور مقدس  
 کتاب اور پر گزیدہ نبی سے منکر ہیں ایسے کامل اور مستول طریق سے ملزم اور اجواب کیا جائے

جو آئندہ ان کو بمقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہے۔  
اور یہ کتاب مرتب ہے ایک اشتہار اور ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر  
خدا اس کو حق کے طالبوں کے لئے مبارک کرے اور بہتوں کو اس کے پڑھنے سے اپنے اپنے  
دین کی ہدایت دے۔ آمین۔

## اشتہار

انعامی اشتہار دس ہزار روپیہ ان سب لوگوں کے لئے جو مشارکت اپنی کتاب کے  
فرقان مجید سے ان دلائل اور براہین حتمیہ میں جو فرقان مجید سے ہم نے نکھیں ہیں ثابت  
کر دکھائیں یا اگر کتاب انعامی انکے ان دلائل کے پیش کرنے سے قطعاً عاجز ہو تو اس عاجز  
ہونے کا اپنی کتاب میں اقرار کر کے ہمارے ہی دلائل کو نمبر وار توڑ دیں۔

میں جو مصنف اس کتاب براہین

احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے

بوعده انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ

(۸)

## اشتہار بغرض استعانت و استنظار از انصار دین محمد مختار

صلی اللہ علیہ و آلہ الابرار

انہوں دیندار و روشن فیرت شعار و حامیان دین اسلام و تبیین سنت خیر الانام پر روشن ہو کہ اس خاکسار نے ایک کتاب مضمون اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد ظاہر ہوتی ہے بجز قبولیت اسلام اور کچھ بن نہ پڑے۔ اور اس کے جواب میں تم اٹھانے کی کسی کو جرات نہ ہو سکے۔ اس کتاب کے ساتھ اس مضمون کا ایک اشتہار دیا جاوے گا کہ جو شخص اس کتاب کے دلائل کو توڑ دے و مع ذلک اس کے مقابلہ میں اسی قدر دلائل یا ان کے نصف یا ثلث یا ربع یا خمس سے اپنی کتاب کا (جس کو وہ الہامی سمجھتا ہے) حق ہونا یا اپنے دین کا بہتر ہونا ثابت کر دکھائے اور اس کے کلام یا جواب کو میری شرائط مذکورہ کے موافق تین منصف (جن کو مذہب فریقین سے تعلق نہ ہو) مان میں تو میں اپنی جائداد نقد ادنیٰ دس ہزار روپیہ سے (جو میرے قبضہ و تصرف میں ہے) دستبردار ہو جاؤں گا اور سب کچھ اس کے حوالہ کر دوں گا۔ اس باب میں جس طرح کوئی چاہے اپنی الیمان کرے۔ مجھ سے تمسک کھائے یا رجسٹری کر لے اور میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو اگر پشیم خود دیکھ لے۔

باعث تصنیف اس کتاب کے پنڈت دیانند صاحب اور ان کے اتباع میں جو اپنی اُمت کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کر رہے ہیں اور بجز اپنے وید کے حضرت مہی اور حضرت ہستی سے علاوہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہیں اور نعوذ باللہ توریت۔ زبور۔ انجیل۔ فرقان مجید کو محض افزار سمجھتے ہیں اور ان مقدس نبیوں کے حق میں ایسے توہین کے کلمات بولتے ہیں کہ تم سن نہیں سکتے۔ ایک صاحب نے ان میں سے اخبار سفیر ہند میں بطلب ثبوت حقانیت فرقان مجید کئی دفعہ ہمارے نام اشتہار بھی جاری کیا ہے۔ اب ہم نے اس کتاب میں انکادوان کے اشتہاروں کا کام تمام کر دیا ہے اور صداقت قرآن و نبوت کو بخوبی ثابت کیا۔ چلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ پندرہ جزویں تصنیف کیا۔ بغرض تکمیل تمام ضروری امور کے کوششے اور زیادہ کر لینے جن کے سبب سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جزر ہو گئی۔ ہر ایک حصہ کا ایک ایک ہزار نو سو چھپے۔ تو چوراہے

۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اَنْضَلِ الرَّسُلَ مِنْ خَلْقِكَ اَبَدًا

## اشتہار

حساب براہین احمدیہ جسکو خدا ایتعالیٰ کی طرف سے مقرر فرمایا اور مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں منجانب اللہ اور سچا مذہب جس کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ کو ہر ایک عیب اور نقص سے بری سجدہ کر اس کی تمام پاک اور کامل صفوں پر دلی یقین سے ایمان لاتا ہے وہ فقط اسلام ہے جس میں سچائی کی برکتیں آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں اور صداقت کی روشنی دن کی طرح ظاہر ہو رہی ہے اور دوسرے تمام مذہب ایسے بدیہی البطلان ہیں کہ نہ عقلی تحقیقات سے ان کے اصول صحیح اور درست ثابت ہوتے ہیں اور نہ ان پر چلنے سے ایک ذرا روحانی برکت و قبولیت الہی مل سکتی ہے بلکہ ان کی پابندی سے انسان نہایت درجہ کا کور باطن اور سیہ دل ہو جاتا ہے جس کی شقاوت پر اسی جہان میں نشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو مدلل طور پر ثابت کیا گیا ہے (۱) اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے۔ اگر کوئی چاہے تو اپنی تمل کے لیے عدالت میں رجسٹری بھی کرائے (۲) دوم ان آسمانی نشانوں سے کہ جو سچے دین کی کمال سچائی ثابت ہونے کے لیے از بس ضروری ہیں، اس امر دویم میں مؤلف نے اس غرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے۔ تین قسم کے نشان ثابت کر کے دکھائے ہیں۔ اول وہ نشان کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مخالفین نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی دعا اور توجہ سے اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے۔ جس کو مؤلف یعنی اس خاکسار نے تاریخی طور پر ایک اعلیٰ درجہ کے ثبوت سے مخصوص و متنازع کر کے درج کتاب کیا ہے۔ دوم وہ نشان جو خود قرآن شریف کی ذات با برکات میں دائمی اور اجلی اور پیش طور پر پائی جاتی ہیں جو راقم نے بیان شان اور کانی سے ہر ایک خاص و عام پر کھول دیا ہے اور کسی نوع کا مذکورہ کسی کے لیے آتی نہیں رکھا۔ سوم وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت اور رسول برحق سے کسی شخص

تابع کو بطور وراثت ملتے ہیں جن کے اثبات میں اس بندہ درگاہ نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہ برہمی ثبوت دکھلایا ہے کہ جنت سے پتھے الہامات اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ و اسرار لدنیہ و کشف صادقہ اور دعائیں قبول شدہ کو جو خود اس خادم دین سے صادر ہوئی ہیں اور جن کی صداقت پر جنت سے مخالفین مذہب (آریوں وغیرہ سے) بشادت رویت گواہی کتاب موصوف میں درج کئے ہیں۔ اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دی گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے شدت مناسبت و مشابہت ہے اور اسکو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہرکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ان بتوں پر اکابر اویار سے فیضیت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُد و حرمان ہے۔ یہ سب ثبوت کتاب برائین احمدیہ کے پڑھنے سے کہ جو منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کے چھپ چکی ہے اظہار ہوتے ہیں اور طالب حق کے لیے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ و ذلک بفضل اللہ یوقیہ من یشاء ولا یفتر و السلام علی من اتبع الهدی اور اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب حق کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتام جنت ہے جس کا خدا تعالیٰ کے زور و اس کو جواب دینا پڑے گا۔ بالآخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ اے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعدوں کو ہدایت بخش کہ تا تیرے رسول مقبول افضل الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے کمال و مقدس کلام قرآن شریف پر ایمان لائیں۔ اور اس کے حکموں پر عملیں تاکہ ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہو جائیں کہ جو سچے مسلمان کو دونوں جہانوں میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ ور ہوں کہ جو نہ صرف عقبی میں حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچے راست باز اسی دنیا میں اس کو پاتے ہیں۔ بالخصوص قوم انگریز جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور جس کی شائستہ اور مذہب اور پارٹم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاونت سے ممنون کر کے اس بات کیلئے دل جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دنیاوی دین کے لیے دل جوش سے مسودی و سلامتی چاہیں تاکہ ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوب صورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و مشور ہوں۔

فیشل اللہ تعالیٰ خیرہم فی الدنیا والآخرۃ اللہم امدہم وایدہم بروح منک واجعل لہم حقائق کثیراً فی دینک واجذبہم بحرفک ووقتک لیقضوا بکتابلک ورسولک ویدخلوا فی دین اللہ انما اجابین شہامین والمصدقہ رب العالمین

تر

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب

(دیس ہزار اشتہار چھاپ گئے)

مطبوعہ مہینہ پریس امرتسر

## ہم اور ہماری کتاب

بند بند بند بند بند بند بند بند بند بند بند

ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی، اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الہیہ کی ناگمانی تھی نے اس احقر عبد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ ماجزہ بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شبہ تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ خیب سے اپنی "انارٹیک" کی آواز آئی۔ اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا توتلی اور مستعم ظاہر و باطن حضرت رب العالمین ہے۔ اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اُس نے جلد چارم تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کئے ہیں۔ یہ بھی تمام حجت کے لیے کافی ہیں۔ اور اس کے فضل و کرم سے امید کی جاتی ہے کہ وہ جب تک شکوک اور شبہات کی ظلمت کو بھی دور نہ کرے۔ اپنی تائیدات خیبیہ سے مددگار رہے گا۔ اگرچہ اس ماجزہ کو اپنی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں، لیکن اس سے نہایت خوشی ہے کہ وہ سچی و قیوم کہ جو فنا اور موت سے پاک ہے ہمیشہ تاقیامت دین اسلام کی نصرت میں ہے۔ اور جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ ایسا اس کا فضل ہے کہ جو اس سے پہلے کسی نبی پر نہیں ہوا۔ اس جگہ ان نیک دل ایما ذاروں کا شکر کرنا لازم ہے جنہوں نے اس کتاب کے طبع ہونے کے لیے آج تک مدد دی ہے۔ خدا تعالیٰ ان سب پر رحم کرے اور جیسا انہوں نے اس کے دین کی حمایت میں اپنی دلی محبت سے ہر یک دقیقہ کوشش کئے بغالانے میں زور لگایا ہے۔ خداوند کریم ایسا ہی ان پر فضل کرے۔ بعض صاحبوں نے اس کتاب کو محض خرید و فروخت کا ایک معاملہ سمجھا ہے اور بعض کے سینوں کو خدا نے کھول دیا اور صدق اور ارادت کو ان کے دلوں میں قائم کر دیا ہے، لیکن موخر الذکر ہنوز وہی لوگ ہیں کہ جو استطاعت مالی بہت کم رکھتے ہیں اور سنت اللہ اپنے پاک نبیوں سے بھی یہی رہی ہے کہ اول بزل فقہار اور مساکین ہی رجوع کرتے رہے ہیں۔ اگر حضرت امدیت کا ارادہ ہے تو کسی ذی قدرت کے دل کو بھی اس کام کے انجام دینے کے لیے کھول دے گا۔

وَاللّٰهُ يَخْلُقُ شَيْءًا قَدِيْرًا

اشتراک ٹائیل ایج منٹو آفری براین احمدیہ جہد چارم ۱۹۹۳ء

مطبوعہ ریاض ہند پریس آرٹس

براہین احمدیہ

۲۷۵

پہلی فصل

۲۳۹ یونانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں

۲۳۹ میں کرایہ سکیں اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا ہماری طرف چلا آوے اور پھر صبر اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے۔ انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی منہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ بعض کوتاہ نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی رہی ہیں۔ تو اخیر پر وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدار الوہیت کہ جو الہامی خبروں کا نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شامل حال ہوتا تو ان کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

تو وہ حاشیہ نمبر ۱۱

۲۳۹ اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ گھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کمال استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ عرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک تلکے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو آجروں سے شادہ تھا مگر بقدر تریبوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرنق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکر کھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور مالکانہ شان سے ایک زبردست پہلو ان کی طرح کرسی پر جلوں فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

تو وہ حاشیہ نمبر ۱۱

برائین احمدیہ

۲۷۶

پہلی فصل

تکال کر پیش کریں یا اپنی ہی عقل کے زور سے کوئی الہیات کا نہایت باریک دقیقہ پیدا

سب سے زیادہ انہیں پر مصیبتیں پڑتیں۔ لیکن یہ دوسو سوہ بالکل بے اصل ہے جو سراسر کم توہمی سے پیدا ہوتا ہے۔ الہامی خبروں کا قادرانہ طور پر بیان ہونا شے دیگر ہے اور انبیاء کی مصیبتیں ایک دوسرا امر ہے کہ جو الواح اقسام کی حکمتوں پر مشتمل ہے۔ اور حقیقت حال پر مطلع ہونے سے تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ مصیبتیں اصل میں مصیبتیں نہیں۔ بلکہ بڑی بڑی نعمتیں ہیں کہ جو انہیں کو دی جاتی ہیں جن پر خدا کا فضل اور کرم ہوتا ہے۔ اور یہ ایسی نعمتیں ہیں کہ جن میں نبیوں اور تمام دنیا کو فائدہ ہے۔ اس جگہ تحقیق کلام یہ ہے کہ انبیاء

تقریباً ۲۵

مجھ کو اس غرض سے دی کہ تائیں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سو سے زندہ ہوا۔ اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاشیں میں نے اس نئے زندہ کو دیدی اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نبی زندہ اپنی قاش کھا چکا۔ تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی کڑی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب کسی نور کے شاہرہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ۔ یہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دوسو آدمی کو انہیں دنوں میں سنائی گئی تھی جن میں سے پچاس یا کم و بیش جند و بھی ہیں کہ جو اکثر ان میں سے ابھی تک صحیح و سلامت ہیں اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس زمانے میں برائین احمدیہ کی تالیف کا بھی نام و نشان نہ تھا اور نہ یہ مروجہ خاطر تھا کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اس کے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسی قدر پوری ہو گئیں۔ اور جس قطبیت کے اسم سے اس وقت کی خواب میں کتاب کو موسوم کیا گیا تھا۔ اسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلے پر بوعده العام کثیر پیش کر کے محبت اسلام ان پر پوری کی گئی ہے۔ اور جس قدر اجزا اس خواب کے ابھی تک۔ ظہور میں نہیں آئے ان کے ظہور کا سب کو منتظر رہنا چاہیے کہ آسانی باتیں کہیں مل نہیں سکتیں۔

تقریباً ۲۵



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ

## تَذْكِرَةٌ

یعنی

وحی مقدر

روایا و کثوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

زبانہ تحصیل علم

(۱) زَأَيْتُ ذَاتَ نَيْتَةٍ وَ اَنَا مُسْلِمٌ حَدِيثُ السِّتْرِ كَأَنِّي فِي بَيْتِ طَيْبٍ تُظَلِّفُ يَدَاكَ لِي فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَيُّهَا النَّاسُ آمِنُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشَارُوا لِي بِحُجْرَتِي - فَدَخَلْتُ مَعَ الْعَدَاةِ الْاِجْلِيَّةِ - فَبَقِيَ بِنِجْوَةٍ وَ اَفِيئَةٍ - وَ حَيَاتِي بِاَخْبَرِ حَاجَتِيئِهِ وَ مَا اَلَسْتُ حُسْنَةً وَ جَمَالَهً وَ مَلَاحِقَةً وَ تَمَلُّنَةً اِلَى يَوْمِنَا هَذَا مُشْفَعِيْنَ حَبِيْبًا وَ جَدَّ بَيْنِي وَ بَيْنَ حَسِيْبِي - قَالَ مَا هَذَا يَسِيْبِيْكَ يَا اَحْمَدُ - فَظَنَنْتُ لِيْذَةَ اِكْتَابِ يَدِي الْيُسْطٰى وَ خَطَرَ بَقَايِي

لے (ترجمہ از مرتب) اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں لے (روایا میں) دیکھا کہ میں ایک عالی شان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضورؐ کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ چل کر اُس کے اندر پہنچا گیا۔ اور جب میں حضورؐ کی خدمت میں پہنچا تو حضورؐ بہت خوش ہوئے۔ اور آپؐ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپؐ کا حسن و جمال اور طاعت اور آپؐ کی پر شفقت و پر محبت نگاہ مجھے آپؐ تک یاد ہے۔ اور وہ مجھے کسی قبول نہیں کرتے۔ آپؐ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا۔ اور آپؐ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اُس وقت آپؐ نے مجھے فرمایا کہ لے (ترجمہ از مرتب) دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے جب میں لے لے رہا ہوں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ اور وہ لے

آتہ من مصنفان۔ قلت یا رسول اللہ کتاب من مصنفاتی۔ قال ما اسمر کتابک فنظرت الی الکتاب  
 مرۃ اخرى وانا کالمتحیرین۔ فوجہ قلبہ یقابہ کتابا کان فی دار کتیبین واسمہ قطیبی قلت  
 یا رسول اللہ اسمہ قطیبی۔ قال اری کتابک القطیبی فکتبا آخذاً ومثثہ یدہ فادامہن شمرۃ  
 لطیفۃ تسر القایرین۔ فشققہا کتا یثقی الشمر فخرجہا عنہا غسلت غسل کتایہ معینہ ورایت  
 یسلہ السیل علی یدہ الیمنی من البکان الی المیزق کان العسل یتقاطر ینہا۔ وکانتہ یرین  
 اقباء لیجمعن من المتعینین۔ ثم الی فی قلبن ان عندہ انکفة البیت مکتب قد رآہ الله اخیارہ  
 بظہر القمرۃ وقد رآ ان یکتون النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المعینین۔ فبیننا ان فی ذلک  
 الخیال فاد الکتب جات فی حیا وهو یسعی وقام وزاد ظہری وینہ شغف کانتہ من الباعین  
 فنظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی متبیتنا وجعل القمرۃ تطعای واکل طعمۃ ینہا وکان کل  
 ما یلقی والسائل یخبر من القطعان کلہما وقال یا احمد اعطہ طعمۃ من ہذہ لیاکل ویثقی  
 فاعطینہ فآخذ یا کل علی مقایہ کالغیرین۔ کثر رایت ان کریم النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 قد رفیع حتی قدب من السغب ورایتہ فاد اوجہہ یقللاً۔ کان الشمس والقمرۃ وقاعینہ

اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضور یر میری ایک تصنیف ہے۔ آپ نے پوچھا اس کتاب کا کیا نام ہے۔  
 تب میں نے حیران ہو کر کتاب کو دوبارہ دیکھا تو اسے اس کتاب کے شاہرہ پایا جو میرے کتب خانہ میں تھی اور جس کا نام قطیبی  
 ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا نام قطیبی ہے۔ فرمایا اپنی یہ کتاب قطیبی کہے دیکھا۔ جب حضور نے اسے لیا تو حضور کا  
 مبارک ہاتھ لگے ہی وہ ایک لطیف پھل ہی گیا۔ جو دیکھنے والوں کے لئے پسندیدہ تھا۔ جب حضور نے اسے حیران جیسے پھلوں کو  
 چیرتے ہیں تو اس سے بہتے پانی کی طرح صفا شہد نکلا۔ اور میں نے شہد کی طراوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ  
 پر انگلیوں سے گنہوں تک دیکھی اور شہد حضور کے ہاتھ سے ٹپک رہا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گویا مجھے اس لئے وہ  
 دکھا رہے ہیں تاکہ تجھ میں ڈالیں۔ پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ درودانہ کی پوکھٹ کے پاس ایک مردہ پڑا ہے جس کا  
 زندہ ہونا اللہ تعالیٰ نے اس پھل کے ذریعہ مقدر کیا ہوا ہے اور یہی مقدر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زندہ عطا  
 کریں۔ یہی وہی خیال میں تھا کہ دیکھا کہ پانک وہ مردہ ہو کر دوڑتا ہوا میرے پاس آ گیا اور میرے پیچھے کھڑا ہو گیا اور  
 اس ہی کچے کنوڑی تھی گویا وہ بھوکا تھا تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور اس پھل کے ٹکڑے  
 کئے اور ایک ٹکڑا ان میں سے حضور نے خود کھایا اور باقی سب مجھ دے دئے ان سب ٹکڑوں سے شہد بہ رہا تھا۔  
 اور نسایا۔ اسے احمد بن مردہ کو ایک ٹکڑا دے دو تا اسے کھا کر قوت پائے میں نے دیا تو اس نے حویوں  
 کی طرح اس جگہ ہی اسے کھا کر شروع کر دیا پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کڑسی  
 اونچی ہو گئی ہے حتیٰ کہ چھت کے قریب ہاتھ پہنچ رہی ہے اور میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر صفا

رَكْنًا أَنْظُرَ إِلَيْهِ وَعَبْرَاتِي جَارِيَةً ذَوَاتًا وَوَجْهًا. كُنْتَ اسْتَيْقَنْتُ وَأَنَا مِنَ الْبَاكِينَ. فَأَلْقَى اللَّهُ  
فِي تَلِينِ أَنْ النَّبِيَّ هُوَ الْإِسْلَامُ. وَسَيُخْبِنُهُ اللَّهُ عَلَى يَدِي يَمِينِي رُوحَانِيَّةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكُمْ لَعَلَّ الْوَقْتَ قَرِيبٌ فَكُونُوا مِنَ السُّنَّيْهِرِينَ وَرَفِي هَذِهِ  
الرُّؤْيَا رَبَّانِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدُوهُ وَكَلَامُهُ وَأَنْوَارُهُ وَهَدْيَةُ أَشْتَارِهِ ۝

(آئینہ کلمات اسلام صفحہ ۵۳۸، ۵۳۹)

(ب) اس آختر نے ۱۸۶۳ء یا ۱۸۶۵ء عیسوی میں یعنی اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے  
پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز  
کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ  
کر عربی زبان میں پوچھا کہ کون ہے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی  
تیسرا اب اس اشتہاری کتابت کے تالیف ہونے پر یہ گھل کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور  
مستحکم ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔

فرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک  
لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوش ذرت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تر و بوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس  
میوہ کو تقسیم کرنے کے لئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک برفی تک شہد سے

اور چاند کی شعا میں پڑ رہی ہیں۔ میں آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور ذوق اور وجد کی وجہ سے میرے آنسو بہ رہے تھے  
پھر میں بیدار ہو گیا۔ اور اس وقت بھی میں کالی رو رہا تھا تب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ ثمرہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اسے اب میرے ہاتھ پر زندہ کسے گا۔ اور تمہیں کیا پتہ شاید یہ وقت قریب ہو۔  
اس لئے تم اس کے شکر ہو۔ اور اس رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے پاک کلام سے اپنے انوار  
سے اور اپنے (بارخ قدس کے) پھولوں کے ہر سے میری تربیت فرمائی تھی۔

لے یہ رؤیا براہین احمدیہ میں بھی مذکور ہے مگر اس میں اس کے شروع کا اور آخر کا حصہ اس تفصیل سے بیان نہیں ہوا اس لئے اسے  
آئینہ کلمات اسلام میں سے لے کر درج کیا گیا ہے۔ (مرقب)

یہ تاریخ غالباً سرسری طور پر ایک سوٹے اندازہ کی بنا پر لکھی گئی ہے کیونکہ یہ رؤیا حضور کے زمانہ آغاز جلال کا ہے جبکہ آپ ہنوز  
تحصیل علم میں مشغول تھے جس کے بعد کہ عرصہ آپ سبھا کوٹ تشریف فرما ہے۔ اور تریاق المثلوب ص ۵۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ  
راجہ تیما سینکے صاحب کی وفات (جو ۱۸۶۳ء میں ہوئی تھی۔ دیکھیے کتاب ذکرہ رؤسائے پنجاب) کا واقعہ اسی ایام کا ہے جب حضور  
سبھا کوٹ میں رہتے تھے۔ پس یہ رؤیا دراصل ۱۸۶۳ء سے کئی سال قبل کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مرقب)

سے براہین احمدیہ۔ (مرقب)

ماہنامہ صحیحہ

۲۷۴

پہلی نسل

طالب حق بن کر یعنی اسلام قبول کرنے کا تحریری وعدہ کر کے کسی کتاب عبرانی

اپنی خداوندی کی طاقتوں اور فضیلتوں اور برکتوں کو مستمالوں پر ظاہر کرتا ہے۔ انہیں ربانی مواہید اور بشارتوں میں سے کہ جو انسانی طاقتوں سے باہر ہیں۔ کسی قدر حاشیہ محمد و سہ میں لکھ دیا ہے۔ پس اگر کوئی پادری یا پندت یا برہمن کہ جو اپنی کور باطنی سے منکر ہیں یا کوئی آریہ اور دوسرے فرقیوں میں سے سچائی اور راستی سے خدا تعالیٰ کا طالب ہے تو ہم پر لازم ہے کہ سچے طالبوں کی طرح اپنے تمام تکبروں اور غروروں اور لغاتوں اور دنیا پرستیوں اور ضدوں اور خصومتوں سے بگٹی پاک ہو کر اور فقط حق کا خواہاں اور حق کا جو یا

الہام دل کو تسلی اور آرام بخشتا ہے اور طبیعت مضطرب پر اسکی خوشی اور خوشی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ایک باریک بھید ہے جو توام لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ مگر عارف اور صاحب معرفت لوگ جن کو حضرت واہب حقیقی نے اسرار ربانی میں صاحب تجربہ کر دیا ہے۔ وہ اس کو خوب سمجھتے اور جانتے ہیں۔ اور اس صورت کا الہام بھی اس عاجز کو بار بار ہوا ہے جس کا لکھنا بالفعل کچھ ضروری نہیں۔

صورت چہارم الہام کی یہ ہے کہ رو یا حادثہ میں کوئی امر خدا تعالیٰ کی طرف سے منکشف ہو جاتا ہے یا کبھی کوئی فرشتہ اللسان کی شکل میں متشکل ہو کر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے یا کوئی تحریر کاغذ پر یا پتھر وغیرہ پر مشہود ہو جاتی ہے جس سے کچھ اسرار غیبیہ ظاہر ہوتے ہیں۔ وغیرہ ما من الصور۔

چنانچہ یہ عاجز اپنے بعض خوابوں میں سے جن کی اطلاع اکثر مخالفین اسلام کو انہیں دنوں میں دی گئی تھی کہ جب وہ خوابیں آئی تھیں اور جن کی سچائی بھی انہیں کے روبرو ظاہر ہو گئی۔ بطور نمونہ بیان کرتا ہے۔ منجملہ ان کے ایک وہ خواب ہے جس میں اس عاجز کو جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی۔ اور بطور مختصر بیان اس کا یہ ہے کہ اس اشرف نے ۱۸۶۳ء یا ۱۸۶۵ء عیسوی میں یعنی

یونانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں

میں کراہیں سکیں اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سینہ چاہاری طرف چلا آوے اور پھر صبر اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی منہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ بعض کو تاہ نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی رہی ہیں۔ تو اخیر پر وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدار الوہیت کہ جو الہامی خبروں کا نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شامل حال ہوتا تو ان کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کی کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قلبی رکھا ہے جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ گھلی کہ یہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کمال استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ بلا اشتہار دیا گیا ہے۔ عرض آنحضرت نے کہ کتاب بھروسے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک تلخے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر نر بوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکر کھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور مالکانہ شان سے ایک زبردست پہلو ان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

یونانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں

۲۲۹

۲۲۹

میں کرایہ سکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا ہماری طرف چلا آوے اور پھر صبر اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی منہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ بعض کو تاہ نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی رہی ہیں۔ تو اخیر پر وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدار الوہیت کہ جو الہامی خبروں کا نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شامل حال ہوتا تو ان کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

بقیہ صفحہ نمبر ۱۱

اسی نہ ماننے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تابعین معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطعی رکھا ہے جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تابعین ہونے پر گھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کا کل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ عرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت محمد بن نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لٹکے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے شاید تھام کر بقدر تر بوڑھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قائل قائل کرنا چاہا تو اس وقت اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرنے تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر نکلے۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکر اٹھا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغنیٹ حکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اسی آنحضرت بڑے جہاد و جلال اور حکمانہ شان سے ایک زبردست پہلو ان کی طرح کسی پر جیوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۲۹

بقیہ صفحہ نمبر ۱۱

پہلی فصل

۲۷۶

براہین احمدیہ

بکمال کر پیش کریں یا اپنی ہی عقل کے زور سے کوئی الہیات کا نہایت باریک دقیقہ پیدا

سب سے زیادہ انہیں پر مصیبتیں پڑتیں۔ لیکن یہ دوسرے بالکل بے اصل ہے جو سراسر کم تو جی سے پیدا ہوتا ہے۔ الہامی خبروں کا قادرانہ طور پر بیان ہونا شے دیگر ہے اور انبیاء کی مصیبتیں ایک دوسرا امر ہے کہ جو انواع اقسام کی حکمتوں پر مشتمل ہے۔ اور حقیقت حال پر مطلع ہونے سے تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ مصیبتیں اصل میں مصیبتیں نہیں۔ بلکہ بڑی بڑی نعمتیں ہیں کہ جو انہیں کو دی جاتی ہیں جن پر خدا کا فضل اور کرم ہوتا ہے۔ اور یہ ایسی نعمتیں ہیں کہ جن میں نبیوں اور تمام دنیا کو فائدہ ہے۔ اس جگہ تحقیق کلام یہ ہے کہ انبیاء

پیش قدمی کا یہ نتیجہ ہے

۲۵۰

بھ کو اس غرض سے دی کہ تائیں اس شخص کو دُوں کہ جو نئے سوئے زندہ ہووا۔ اہد باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش نہیں نے اس نئے زندہ کو دیدی اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا۔ تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواز چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکہ کھل گئی۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكِ۔ یہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دو سو آدمی کو انہیں دلیں میں سنائی گئی تھی جن میں سے پچاس یا کم و بیش ہندو بھی ہیں کہ جو اکثر ان میں سے ابھی تک صحیح و سلامت ہیں اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس زمانے میں براہین احمدیہ کی تالیف کا بھی نام و نشان نہ تھا اور نہ یہ مرکز خاطر تھا کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اس کے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسی قدر پوری ہو گئیں۔ اور جس قطبیت کے اسم سے اس وقت کی خواب میں کتاب کو موسوم کیا گیا تھا۔ اسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلے پر بوعده انعام کثیر پیش کر کے حجت اسلام اُن پر پوری کی گئی ہے۔ اور جس قدر اجزا اس خواب کے ابھی تک ظہور میں نہیں آئے اُن کے ظہور کا سبب کو منتظر رہنا چاہیے کہ آسانی باتیں کبھی مل نہیں سکتیں۔

پیش قدمی کا یہ نتیجہ ہے

۲۵۰

سے ظہور پذیر ہو جاتا ہے یہ ہے کہ جب ایک شخص وہی امر بجالاتا ہے کہ جو اسکے

ماسوی اللہ کے ساتھ عداوت ذاتی پیدا ہو جانے کا موجب ہو اور جس سے محبت الہی صرف  
دل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دل کی سرشت بھی ہو جائے۔ غرض قسم دویم کی ترقی میں خدا  
سے موافقت تامہ کرنا اور اس کے غیر سے عداوت رکھنا سالک کا مقصد ہوتا ہے اور

نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبتِ حس سے جو ضعیف سے نشا ہے  
مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی،  
جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت  
پانچ آدمی نہایت وحید اور مقبول اور خوبصورت سامنے آئے یعنی جناب پیر خیر خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم و حضرت علیؓ و حسنینؓ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے ان میں  
سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت  
سے ماہر بہر بان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک  
کتاب مجھ کو دی گئی۔ جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؓ نے  
تالیف کیا ہے۔ اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے قَالَ حَمْدُ اللَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ۔  
پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا۔ اِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔ قَاصِدُغ  
يَعْنَا تُوْمَرُوْا اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ تو سیدھی ماہ پر ہے۔ پس  
جو حکم کیا جاتا ہے اس کو کھول کر سننا اور جاہلوں سے کنارہ کر۔ وَقَالُوا لَوْلَا  
نَزَّلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ قَدْرَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔ وَقَالُوا اِنِّىْ لَنَّا لَوْلَا  
اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكْرٌ مُّمُوْةٌ فِى الْمَدِيْنَةِ۔ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَ  
هٰذَا لَا يُبْصَرُوْنَ۔ اور کہیں گے کہ کیوں نہیں یہ اتر کسی بڑے عالم فاضل پر  
اور شہرہ دل میں سے! اور کہیں گے کہ یہ مرتبہ تجھ کو کہاں سے طایر تو ایک کر ہے جو تم نے شہر میں  
باہم مگر بنا لیا ہے تیری طرف دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے۔ یعنی تو انہیں نظر نہیں آتا۔

لے ہو کتاب ہے۔ لفظ دو شہرہ اور ماہ پر ہے۔



مقدمہ

۱۳۰

براہین احمدیہ

سمجھا ہے وہ حقیقت میں ایک ایسا امر ہے کہ جس سے تعلیم قرآنی کی دوسری کتابوں پر فضیلت اور ترجیح ثابت ہوتی ہے نہ کہ جائے اعتراض اور پھر وہ فضیلت بھی ایسی دلائل واضح سے ثابت کی گئی ہے کہ جس سے معترض خود معترض الیہ ٹھہر گیا ہے۔

چوتھا یہ فائدہ جو اس میں بمقابلہ اصول اسلام کے مخالفین کے اصول پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق سے عقلی طور پر بحث کی گئی ہے اور تمام وہ اصول اور عقائد ان کے جو صداقت سے خارج ہیں بمقابلہ اصول حقہ قرآنی کے ان کی حقیقت باطلہ کو دکھلایا گیا ہے۔ کیونکہ قدر ہر ایک جوہر بیش قیمت کا مقابلہ سے ہی معلوم ہوتا ہے۔

پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق اور معارف کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے۔ اور حکمت اور معرفت اس کتاب مقدس کی کہ جس کے نور رُوح افروز سے اسلام کی روشنی ہے سب پر منکشف ہو جائے گی۔ کیونکہ تمام وہ دلائل اور براہین جو اس میں لکھی گئی ہیں اور وہ تمام کمال صداقتیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں وہ سب آیات بینات قرآن شریف سے ہی لی گئی ہیں اور ہر ایک دلیل عقلی وہی پیش کی گئی ہے جو خدا نے اپنی کلام میں آپ پیش کی ہے۔ اور اسی التزام کے باعث سے تقریباً بارہا سید پڑا قرآن شریف کے اس کتاب میں اندراج پائے ہیں پس حقیقت میں یہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اس کے اسرار عالیہ

اور اس کے علوم حکمیہ اور اس کے اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کے لئے ایک عالی بیان تفسیر ہے کہ جس کے مطالعہ سے ہر ایک طالبِ صداق پر اپنے مولیٰ کریم کی بے مثل و مانند کتاب کا عالی مرتبہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہوگا۔

چھٹا یہ فائدہ ہے جو اس کے مباحث کو نہایت متانت اور عمدگی سے قوانین استدلال کے مذاق پر مگر بہت آسان طور پر کمال خوبی اور موزونیت اور لطافت سے بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ جو ترقی علوم اور پختگی فکر اور نظر کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہوگا۔ کیونکہ دلائل صحیحہ کے توغل اور استعمال سے قوتِ ذہنی بڑھتی ہے اور ادراک امور دقیقہ میں طاقتِ مدد کہ تیز ہو جاتی ہے۔ اور باعث ورزشش براہین حقہ کے عقل چٹائی پر ثبات اور قیام پکڑتی ہے۔ اور ہر ایک امر متنازع کی اصلیت اور حقیقت دریافت کرنے کے لئے ایک ایسی کامل استعداد اور بزرگ ملکہ پیدا ہو جاتا ہے کہ جو تکمیل قوائے نظریہ کا موجب اور نفسِ ناطقہ انسان کے لئے ایک منزلِ اقصیٰ کا کمال ہے کہ جس پر تمام سعادت اور شرف نفس کا موقوف ہے۔ **وہذا آخر ما اردنا بیاناہ فی ہذا المقدمۃ والحمد لله الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ۔**

براہین احمدیہ

۲۶۵

پہلی فصل

اور ظاہر فرماتا ہے اور ان دقائق علم الہی کو کہ جو صد ہا دستروں اور طویل طویل کتابوں میں لکھے گئے تھے اور پھر بھی ناقص اور ناتمام تھے۔ باسٹیفا تمام لکھتا ہے اور آئندہ کسی عاقل

لا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا

اور کسی نوع کی تبدیل واقعہ نہیں ہوگی۔ یہی سعادت عظمیٰ ہے کہ جو ان لوگوں کو ملتی ہے کہ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ خدا اور اس کے سارے فرشتے ان نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ اسے ایسا نثار و تمجید بھی پھر درود بھیجو۔ اور نہایت انعام اور رحمت سے سلام کرو جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو دکھاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت ہے۔ دنیا میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تمہاری برکتوں سے محروم ہو جائیں گے۔ اور آخرت میں یہ کہہ دے گی کہ اللہ ان کے ساتھ جہنم کے عذاب میں ڈالے جائیں گے۔

يَا أَحْمَدُ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَحِيمٌ أَلَمْ يَعْلَمِ الْقُرْآنُ لِيُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاءَهُمْ وَلِيَتَسَبَّحَنَ سُبْحَانَ الْمُحْسِنِينَ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ لَئِنِ أَوَّلُ تَابِ إِلِ اللَّهِ بِمَرَاتِلِهِ الزَّمَانِ أَوَّلُ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ نَسْأَلُ اللَّهَ عِلْمَ أَنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَهُ وَتَعَلَّمَ قُلْ إِنِّي أَفْتَرَيْتُهُ فَعَلَىٰ إِجْرَامِي هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ تَلْمِزًا لِّمَنْ يَلْمِزُ دِينًا أَسْلَمَ بِالْحَقِّ فَتَلْمِزُوا لِلْبَرِّ وَالْبَرِّ الْمُسْلِمِ عَلَىٰ كُلِّ دِينٍ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ الْقَوْمَ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ دِينًا أَلَمْ يَعْلَمِ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ يَقُولُونَ إِنِّي لَأَكْفُرُ بِكَ هَذَا إِنِّي لَأَكْفُرُ بِكَ هَذَا الْآقُولُ الْهَشْرُوعَانَةُ عَلَيْهِ قَوْمٌ أَخْرَدُونَ أَفْتَاتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ مِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ حَقٌّ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ جَاهِلٌ أَوْ مُجْنُونٌ قُلْ كَاتِبُوا بِرْهَا نَكْمُرُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ هَذَا مِنْ رَحْمَةِ رَبِّكَ يُتَمِّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ لِيَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ

لہ یونس: ۱۰۵: لہ احزاب: ۵۸-۵۷

نقہ

۲۸۵

حقیقۃ الہوی

سے ایسا فیصلہ مانگ کر ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرا اسکی کچھ بھی پرہیز نہیں کرتا اور اُس کا قائم مقام ہو کر گستاخی اور بد زبانی شروع کر دیتا ہے بلکہ اُسکی بھی اُسکے بڑھ جاتا ہے چنانچہ اب تک جیسیوں ان میں سے ایسے مبالغہات سے ہلاک ہو چکے ہیں اگر میں سب کے حالات لکھوں تو کئی جزو کتاب کے اسی ذکر میں بھر جائیں میرے بہت دوستوں نے خط لکھے کہ فلاں شخص یکطرفہ مبالغہ کر کے چند روز میں مر گیا۔ اور فلاں شخص نے ہماری جماعت میں سے کسی کے ساتھ مبالغہ کیا تو صبح ہوتے ہی دُنیا سے کوچ کر گیا اور بعض نے خود آکر ایسے عجیب نشان بیان کئے چنانچہ کل ۲۸ فروری ۱۹۱۰ء کو بھی چند جہانوں نے حالات مبالغہ کے بیان کئے مگر میں نے اسلئے کہ کتاب بہت بڑھ گئی ہے اور وہ واقعات بھی صرف زبانی ہیں انکا لکھنا غیر ضروری سمجھا معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے کہ کوئی بھی ان میں سے یہ سوچتا نہیں کہ یہ تائیدات الہیہ کیوں ہو رہی ہیں کیا کا ذہن و دجالوں اور فاسقوں کے یہی نشان ہیں کہ انکے مقابل پر مبالغہ کی حالت میں خدا مومنوں مستقبل کو ہلاک کرنا چاہے۔ بالآخر یاد رہے کہ اشعار مذکورہ قلمی مصنف کا عکس لیکر اس کتاب کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے تا مبالغہ پر اتمام حجت ہو مگر کسی کو انکار ہو کہ یہ اُسکے شعر نہیں ہیں تو اُسکی اس عکسی تحریر کو اُسکی دوسری تحریروں سے ملا سکتا ہے اور اصل میں میرے پاس محفوظ ہے جس کا ہی چاہے دیکھ لے اور جس شخص کے ذریعے مجھے یہ تحریر ملی ہے وہ اُس کا شاگرد ہے اور اُس کا نام ہے شیخ محمد ولد علی محمد ساکن ڈیہری والہ ضلع گورداسپور۔

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اکثر مبالغہ کرنے والے طاعون سے ہی مرے اور اکثر سخت مخالفوں کا طاعون نے ہی فیصلہ کیا۔ براہین احمدیہ میں طاعون اور زلزلہ کا خدا نے اُس زمانہ میں ذکر کیا ہے کہ جبکہ ان مذاہب کا اِس ملک میں نام و نشان نہ تھا جیسا کہ براہین احمدیہ میں موت کی یہ پیشگوئی ہے کہ لا یصدق التظہیر الاسبغۃ الہلاک۔ اقی امرائہ فلا تستجیلوہ یعنی سفلا آدمی بجز موت کے نشان کے اور کسی نشان کی تصدیق نہیں کرتا انکو کہہ دے کہ وہ نشان بھی یا تو اللہ ہے پس تم مجھ سے جلدی مت کرو پس موت کے نشان سے یہی طاعون کا نشان مراد تھا ایسا ہی دوسری جگہ اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ لَقَدْ رَفَعْنَا

میں یہ بات غیر ممکن ہو جاتی ہے جو ناظرین اس کتاب کے کہ جن کے پاس فریق ثانی کی کتاب موجود نہیں کسی بات کو صحیح طور پر سمجھ سکیں یا کسی رائے کے ظاہر کرنے کا موقعہ پاویں۔ پس چونکہ یہ کتاب اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے کہ جس میں برنیت اتمام نجات کے پورا پورا جواب دینے والے کو انعام کثیر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ تو ایسی کتاب کے مقابلہ پر فریب اور تدلیس کو استعمال میں لانا ایک بے جا اور بے سود چالاکی ہے۔ لہذا اہل کمال تاکہ نہ لکھا جاتا ہے کہ صفائی اسی میں ہے اور صرف اسی حالت میں کوئی رد لکھنے والا شرائط اشتہار سے استفادہ اٹھا سکتا ہے کہ جو تقریر ہمارے منہ سے نکلی ہے اور جو طرز عبارت ہماری کتاب میں مندرج ہے وہ سب کامل طور پر بتقریبہ و بالفاظہ بیان کرے۔

سو ہم یہ امر بھی ہر ایک صاحب پر روشن رہے کہ ہم نے اس کتاب میں جس قدر دلائل حقیقت قرآن مجید اور بجاہین صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہیں یا جو جو فضائل اور محاسن قرآن شریف کے اور آیات قیمتیات منجانب اللہ ہونے اس کتاب کی کتاب ہذا میں درج کئے ہیں یا جس طور کا اس کی نسبت کوئی دعویٰ کیا ہے۔ وہ سب دلائل وغیرہ اسی مقدس کتاب سے ماخوذ اور مستنبط ہیں یعنی دعویٰ بھی وہی لکھا ہے جو کتاب ممدوح نے کیا ہے۔ اور دلیل بھی وہی لکھی ہے جو اسی پاک کتاب نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ نہ ہم نے فقط اپنے ہی قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ جابجا وہ سب آیات کہ جن سے ہماری دلائل اور دعاوی ماخوذ ہیں۔ درج کرتے گئے ہیں۔ پس جو صاحب بمقابلہ ہماری دلائل کے کچھ اپنی کتاب کے متعلق لکھنا چاہیں۔ یا کوئی دعویٰ کریں۔ تو ان پر بھی لازم ہے جو بہا بندی اسی طریق معبود ہمارے کے کار بند ہوں۔ یعنی وہی دعویٰ اور وہی دلیل نفس کتاب اور اصول کتاب کے اثبات کی نسبت پیش کریں جو ان کی کتاب میں مندرج ہو۔ اور اس جگہ یہ بھی یاد رکھیں کہ دلیل سے مراد ہماری عقل دلیل ہے کہ جس کو معقول لوگ اپنے مطالب کے اثبات میں پیش کیا کرتے

خاص سے مثلاً بوڑھے ہو کر پیرا زسلا کے وقت میں آخرت کی تن آسانی کا ایک جلد سوچ کر مسجد بنوانے اور بہشت میں بنانا مگر لینے کا لالچ پیدا ہو جاتا ہے۔ پورے حقیقی نیکی پر ان کی ہمدردی کا یہ حال ہے کہ اگر کشتی دین کی انکی نظر کے سامنے ساری کی ساری فُوب جاسے یا تمام دین ایک دفعہ ہی تباہ ہو جاسے تب بھی ان کے دل کو ذرہ لرن نہیں آتا اور دین کے رہنے یا جانے کی کچھ بھی برداہ نہیں رکھتے۔ اگر درد ہے تو دنیا کا اگر فکر ہے تو دنیا کا۔ اگر عشق ہے تو دنیا کا۔ اگر سودا ہے تو دنیا کا اور پھر دنیا بھی جیسا کہ دوسری قوموں کو حاصل ہے، حاصل نہیں۔ ہر ایک شخص جو قوم کی اصلاح کے لیے کوشش کر رہا ہے وہ ان لوگوں کی لاپرواہی سے نالاں اور گریاں ہی نظر آتا ہے اور ہر ایک طرف سے یا حصرۃ علی القوم کی ہی آواز آتی ہے اوروں کی کیا کیس ہم آپ ہی سناتے ہیں۔

ہم نے مدہ طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کوئی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا چونکہ یہ مخالفین پر فتح عظیم اور مومنین کے دل و جان کی مراد تھی اس لیے اُمرار اسلام کی عالی ہمتی پر بڑا بھروسا تھا جو وہ ایسی کتاب لا جواب کی بڑی قدر کر چکے اور جو مشکلات اس کی طبع میں پیش آرہی ہیں ان کے دور کرنے میں بدل و جان متوجہ ہو جائیں گے، مگر کیا کیس اور کیا کمیس اور کیا تحریر میں لایوں۔ اللہ المستعان واللہ غیر ذالقی!!

بعض صاحبوں نے قطع نظر امانت سے ہم کو سخت تفکر و تردد میں ڈال دیا ہے۔ ہم نے پہلا حصہ جو چھپ چکا تھا اس میں سے قریب ایک سو پچاس جلد کے بڑے بڑے امیروں اور دولت مندوں اور رئیسوں کی خدمت میں بھیجی تھیں اور یہ امید کی گئی تھی جو اُمرار عالی قدر خریداری کتاب کی منظور فرما کر قیمت کتاب جو ایک ادنیٰ رقم ہے بطور پیشگی بیجہریں گے۔ اور ان کی اس طور کی امانت سے دینی کام آسانی پورا ہو جائے گا اور ہزار ہا بندگان خدا کو فائدہ پہنچے گا۔ اسی امید پر ہم نے قریب ڈیڑھ سو کے خطوط اور عرضیں بھی لکھے اور یہ انکسار تمام حقیقت حال سے مطلع کیا، مگر باستثناء دو تین عالی ہمتوں کے سب کی طرف سے خاموشی رہی۔ نہ خطوط کا جواب آیا نہ کتابیں واپس آئیں۔ مصارف ڈاک تو سب ضایع ہوئے لیکن اگر خدا نخواستہ کتابیں بھی واپس نہ ملیں تو سخت دقت پیش آئے گی اور بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔

انہوں جو ہم کو اپنے معزز بھائیوں سے بھانے امانت کے تکلیف پہنچ گئی۔ اگر سی حمایت اسلام ہے تو کاروبار میں تمام ہے۔ ہم کمال غربت عرض کرتے ہیں کہ اگر قیمت پیشگی کتابوں کا بیسنا منظور نہیں تو کتابوں کو بذریعہ ڈاک واپس بیجہریں۔ ہم اسی کو علیٰ خطی سمجھیں گے اور احسان عظیم خیال کریں گے ورنہ ہمارا بڑا عروج ہو گا اور گم شدہ حصول کو دوبارہ چھپوانا پڑے گا۔ کیونکہ یہ پرچہ اخبار نہیں کہ جس کے ضایع ہونے میں کچھ مضائقہ نہ ہو۔ ہر ایک کتاب کا ایسا ضروری ہے کہ جس کے تلف ہونے سے ساری کتاب ناقص رہ جاتی ہے۔ برائے خدا ہمارے

محبوب کی خوشخبری پاویں۔ اور تا ان پر جو راستی کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ اپنی دلی مراد کا راستہ ظاہر ہو جاوے۔ سو وہ فوائد چہرہ قسم کے ہیں۔ جو بہ تفصیل ذیل ہیں:-

اول اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب جہات دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص بالبیان نہیں۔ بلکہ وہ تمام صد اقتیں کہ جن پر اصول علم دین کے مشتمل ہیں۔ اور وہ تمام صحائف عالیہ کہ جن کی ہیئت اجتماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ سب اس میں مکتوب اور مرقوم ہیں۔ اور یہ ایسا فائدہ ہے کہ جس سے پڑھنے والوں کو ضروریات دین پر احاطہ ہو جاوے گا۔ اور کسی مغوی اور بہکانے والے کے پیچ میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ دوسرے کو وعظ اور نصیحت اور ہدایت کرنے کے لئے ایک کامل استاد اور ایک عیار رہبر بن جائیں گے۔

دوسرا یہ فائدہ کہ یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیقت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے کہ جن کے دیکھنے سے صداقت اس دین متین کی ہر ایک طالب حق پر ظاہر ہوگی۔ بجز اس شخص کے کہ بالکل اندھا اور تعصب کی سخت تاریکی میں مبتلا ہو۔

تیسرا یہ فائدہ کہ جتنے ہمارے مخالف ہیں یہودی۔ عیسائی۔ مجوسی۔ آدیہ برہمنو۔ بت پرست۔ دہریہ۔ طبعیہ۔ اباحی۔ لامذہب سب کے شبہات اور وساوس کا اس میں جواب ہے۔ اور جواب بھی ایسا جواب کہ درو غلو کو اس کے گھر تک پہنچایا گیا ہے۔ اور پھر صرف رفع اعتراض پر کفایت نہیں کی گئی بلکہ یہ ثابت کر کے دکھلایا گیا کہ جس امر کو مخالف ناقص الظہم نے جانے اعتراض

۲۷۲

لهذه المناضلة ان كانوا من الصادقين وعلمت من ربي انهم من المغلوبين - والله اني لست من العلماء ولا من اهل الفضل والذماء وكلمنا اقول من افاع حسن البيان او من تفسير القرآن فهو من الله الرحمن وكلمنا اخطأت فيه فهو متي وكلمنا هو حق فهو من ربي وان ربي ارواني من كاس العرقان ومعد لك ما ابرء نفسي من الشهو والنسيان وان الله لا يتركني على خطأ طرفه عين و يعصمني من كل ميين ويحفظني من سبل الشياطين - فيا اهل الاهواء والذمى والرياء ان كنتم تحسبون انفسكم من اولى العلم والفضل والذمى او من العلماء والاولياء والاتباء او من الذين يسمع دعواتهم كالاخبار فاقوا بمثل ذلك الكتاب في جميع الانحاء واروني علمكم وقد ركم في حضرة الكبرياء وان لم تفعلوا ولن تفعلوا يا محشر السفهاء فتادبوا مع اهل الحق والنور والضياء ولا تعتدوا كل الاعتداء واهذا الا صنيعة الرب القوي لا فعل المخراب والصعقوا وان الكرامات تظهر في وقت توهين الاعداء وان عباد الله ينصرون عند انتهاك الجور من اهل الجحلم واذا بلغ الظلم غايته فيدركهم رب السماء فتوبوا من المعائب والعيثات وبادروا الى الحسنات والصلوات وان الحزامة كل الحزامة في قبول الكرامة فاقبلوها قبل الندامة واتقوا سواد الخزي والملازمة ونكال القيامة فطوبى لكم ان جئتم كالتائبين المتندبين من هذا خاتمة النصيحة وخاتمة افحام العدا واثام الحجة والسلام على من قبلنا قبل المذلة وترك سبيل المجرمين - واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

الراقم الحقير

المفتقر الى الله الصمد غلام احمد عافاه الله وايد

وكان هذا مكتوباً في ذي القعدة ١٣١١ هـ  
من هجرة نبي العهد مقبول الاحد صلى الله عليه وسلم

من الازل الى الابد

۸۶



۲۸۵

اعطانی من لدنه فيما سلیما وعقلا مستقیما وکم من نور قدوت فی قلبی فمرفت  
من القرآن ما لا یعرف غیری وادرکت منه ما لا یدرک مخالفی ووصلت  
فی فهمه الی مرتبة تتقاصر عنها افهام اکثر الناس وان هذا الا احسانه  
وهو خیر المحسنین۔

ومن اعتراضاتہم انہم اذا قرؤا کتابی التوضیح ووجدوا فیہ  
مکتوبا ان الشمس والقمر والنجوم تأثیرات یربی اللہ بها کل ما یوجد  
فی الارضین، فاعترضوا علیّ وقالوا ان هذه العقیدة عقیدة فاسدة تخالف  
ما جاء فی الاحادیث، فیا حسرة علیہم انہم ما فهموا معنی الاحادیث و  
ما فهموا معنی قولی وقاموا مستعجلین ظانین ظن السوء وما استفسروا  
معنی کلماتی منی کدأب اهل الصلاح، بل امتلئوا غیظا وردوا علیّ  
وکفرونی واطالوا الالسنة وقللوا الانظار وأروا خبثہم وھتارکھم  
وما ھتکوا الا استارکھم وما كانوا علی جہلہم متنبہین۔

فأعلموا یا اولی الابصار الراقمة والبصائر الراقمة انا ما کتبنا  
فی کتاب شیئا یخالف النصوص القرآنیة او الحدیثیة وما تفوهنا به  
یوما من الدهر وقد اعادنا اللہ من مثل ذلك ولكنہم یعارضون  
قبل ان یفہموا ویحسبوننا ضالین قبل ان یكونوا مهتدین۔ واللہ  
یعلم ونشهد الثقلین انا لا نعتقد ان احدا من الشمس والقمر  
والنجوم فاعل مستقل فی فعله ومؤثر بذاته اوله اختیام فی  
افاضة التأثيرات اوله تدخل ارادی فی ایصال الانوار وانزال  
الامطار وتربیة الابدان والاجسام والثمرات ولا نعتقد ان احدا  
من تلك الاجرام النورانیة یرتفع الحد والشکر والعبادة علی افاضة

۱۸۶

معشاکر ما قلنا، وغا نوا وحر فوا البیان وفتحوا البهتان ووقعوا فی حیض بیض  
وظنوا ظن السوء، فتعمسا لتلك الظانین۔ والله یعلم انی ما قلت الا ما  
قال الله تعالیٰ ولم اقل كلمة قط یخالفه وما صعبا قلنی فی عمری، واما  
قولهم ان المسيح كان خالق الطيور وكان خلقه كخلق الله تعالیٰ بعینه و  
كان احياءه كاحياء الله تعالیٰ بعینه بلا تفاوت، وكان معصوما تاما ومحفوظا  
من مس الشيطان، وليس كمثلہ فی هذه العصمة نبينا صل الله علیه وسلم،  
فهذا عندی ظلم وزور، كبرها كلمة تخرج من أفواههم وانهم فی هذه  
الكلمات من الكاذبین، واما افتراؤهم علی وظنهم كانی لا اؤمن بالملائكة  
فما أقول فی جواب هذه الظنون الفاسدة التي لا أصل لها ولا أثر، غير انی أتهدل  
فی حضرة الله سبحانه وأقول رب العفی ان كنت قلت مثل هذا، والا فالعن

مرة ماء، ثم یسیرون حتی ینتهوا الی جبل الخمر ووجبل بیت المقدس فیقولون  
لقد قتلنا من فی الارض هلّم فلنقتل من فی السماء، فیرمون بنشابهم الی السماء  
فیرد الله علیهم نشابهم مخضوبة دماء ویحصر نبی الله واصحابه حتی تكون  
راس الثور لاحد من غیرا من مائة دینار لاحد کم الیوم، فیرغب نبی الله عیسی  
واصحابه الی الله فیرسل علیهم النخف فی رقابهم فیصیدون فرسی موت نفس  
واحدة، ثم یهبط نبی الله عیسی واصحابه الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع  
شیر الا ملاه زهمهم وشتهم، فیرغب نبی الله عیسی واصحابه الی الله فیرسل  
الله طیرا کاعناق البخت فحملهم فنطرحهم حیث شاء الله، ویستوقد المسلمون  
من تسیرهم ونشابهم وجعابهم سبع سنین، ثم یرسل الله مطرا الا ین منہ بیت  
مدرولا وبر فیخسل حتی یتركها كالزلفة، ثم یقال للارض انبتی ثم یرد  
برکتک فیومثد تأکل العصا من الرمانه ویستظنون یحفظها ویبارک فی الرسل  
حتى ان اللقحة من الابل لتکن الفقام من الناس واللقحة من البقر لتکن القبيلة  
من الناس واللقحة من الخم لتکن القند من الناس، لیبینا هم کذلک اذ بعث الله

۲۰

البشریٰ صفحہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 186، از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 357 پر درج ہے

ہوتی ہیں اور بعض پیشگوئیاں اُسکے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اُسکے دوستوں کے متعلق اور بعض اُسکے دشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کیلئے اور بعض اُسکی بیویوں اور خوشوں کے متعلق ہوتی ہیں اور وہ امور اُسپر ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے اور وہ غیب کے دروازے اُسکی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے۔ خدا کا کلام اُسپر اُسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شرف تو اُسکی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کسیت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا بشارت کلام اُسکی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اُسکی آنکھ کو کشفی قوت عطا کی جاتی ہے جس سے وہ مخفی و مخفی خیروں کو دیکھ لیتا ہے اور ایسا اوقات لکھی ہوئی تحریریں اُسکی نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور مردوں سے زندوں کی طرح ملاقات کر لیتا ہے اور ایسا اوقات ہزاروں کوس کی پیمیزیں اُسکی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وہ پیروں کی نیچے پڑی ہیں۔

ایسا ہی اُسکے کان کو بھی مغبیا کے سننے کی قوت دیا جاتی ہے اور اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز کو سن لیتا ہے اور بیقراریوں کے وقت اُنکی آواز سے تسلی پاتا ہے اور عجیب تر یہ کہ بعض اوقات جلاوت اور نباتات اور حیوانات کی آواز بھی اُسکے پہنچ جاتی ہے جو فلسفی کو منکر حجاز است مانع اس انبیاء یگانہ است ایسی طرح اُسکی ناک کو بھی غیبی خوشبو سونگھنے کی ایک قوت دیا جاتی ہے۔ اور ایسا اوقات وہ بشارت کے امور کو سونگھ لیتا ہے اور مکروہات کی بدبو اُسکو آجاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اُسکے دل کو قوت فراست عطا کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں اُسکے دل میں پہنچاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس شیطان اُسپر تصرف کرنے سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اُس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور باعث نہایت درجہ خفاقی ہونے کے اُسکی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اُس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہوتا ہے جو کہ اُسکی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اُسکی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ کیونکہ نفسانی ہستی اُسکی بجلی جلی جاتی ہے اور سفلی ہستی پر ایک قوت طاری ہو کر ایک نئی اور پاک زندگی اُسکو طے ہے جسپر ہر وقت انوار الہیہ منعکس ہوتے رہتے ہیں۔

سراج منیر

۴۱

فرماتا ہے و آخرین منهم لما يلحقوا بهم۔ یعنی اس نبی کے اور شاگرد بھی ہیں جو ہنوز ظاہر نہیں ہوئے اور آخری زمانہ میں انکا ظہور ہوگا۔ یہ آیت اسی عاجز کی طرف اشارہ تھا کیونکہ جیسا کہ ابھی الہام میں ذکر ہو چکا ہے یہ عاجز روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں سے ہے اور یہ پیشگوئی جو قرآنی تعلیم کی طرف اشارہ فرماتی ہے۔ اسی کی تصدیق کیلئے کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی تھی۔ جسکی طرف کسی مخالف نے رخ نہیں کیا۔ اور مجھے اس خط کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ میں نے قرآنی تفسیر کے لئے بار بار انکو بلایا تو خدا اُسکو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو قسم قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا یا اللہ جلت شانہ کا ایک نشان ہے۔ میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب دنیا دیکھے گی کہ میں اس بیان میں سچا ہوں۔ اور مولویوں کا یہ کہنا کہ قرآن کے معنی اسی قدر درست ہیں جو احادیث صحیحہ سے نکل سکتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر بیان کرنا معصیت ہے چہ جائیکہ موجب کمال سمجھا جائے۔ یہ سراسر خیالات باطلہ ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن اصلاح کمال اور ترقی کا نام اور اس کمال کے لئے آیا ہے اور وہ خود دعویٰ کرتا ہے کہ تمام کمال سچائیاں اس کے اندر ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فیہا کتب قیمة تو اس صورت میں ضرور ہے کہ جہاں تک سلسلہ معارف اور علوم الہیہ کا تعلق ہو سکے وہاں تک قرآنی تعلیم کا بھی دامن پہنچا ہوا ہو۔ اور یہ بات صرف میں نہیں کہتا بلکہ قرآن خود اس صفت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور اپنا نام اکل الکتاب رکھتا ہے پس ظاہر ہے کہ اگر معارف الہیہ کے بارے میں کوئی حالت فتنہ باقی ہوتی جس کا قرآن شریف نے ذکر نہیں کیا تو قرآن شریف کا حق نہیں تھا کہ وہ اپنا نام اکل الکتاب رکھتا۔ حدیثوں کو ہم اس سے زیادہ درجہ نہیں دے سکتے کہ وہ بعض مقامات میں بطور تفصیل اجمالاً قرآنی ہیں۔ سخت جاہل اور نااہل وہ اشخاص ہیں کہ جو قرآن شریف کی تعریف اس طور سے نہیں کرتے جو قرآن شریف میں موجود ہے بلکہ اُسکو معمولی اور کم درجہ پر لانے کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ غرض ایک پیشگوئی یہ بھی ہے جو جناب الہی کی طرف سے مجھ کو عطا ہوئی جس کا

لازم ہے کیونکہ جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر کتاب کے نہیں پوتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تک خدائے تعالیٰ کی طرف سے بعض عبادات کے ادا کرنے کے بارہ میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی تب تک اہل کتاب کی سنن و سنہ پر قدم مارنا بہتر جانے لگے اور بروقت نزل وحی اور دریافت اہل حقیقت کے اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ سو اسی لحاظ سے حضرت مسیح بن مریم کی نسبت اپنی طرف سے بلائیں میں کوئی بحث نہیں کی گئی تھی۔ اب جو خدا تعالیٰ نے حقیقت امر کو اس عاجز پر ظاہر فرمایا تو علم ظہور پر اس کا اعلان از بس ضروری تھا لیکن مجھے اگر کچھ افسوس ہے تو اس زمانہ کے ان مولوی صاحبان پر ہے کہ جنہوں نے قبل اس کے جو سب سے تحریر پر غور اور غور کی نگاہ کوئی رد لکھنے شروع کر دئے ہیں معنی میں اور محققین خوب سمجھتے ہیں کہ جس قدر حال کے بعض مولوی صاحبوں نے مجھے اپنی دیرینہ رائے کا مخالف ٹھہرایا ہے غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ درحقیقت اتنی بڑی مخالفت نہیں ہے جس پر اتنا شور مچایا گیا۔ میں نے صرف ٹیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف ٹیل ہو تا میرے پر بھی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی ٹیل مسیح آجائیں ہاں اس زمانہ کے لئے میں ٹیل مسیح ہوں اور دوسرے کا انتظار بے ثبوت ہے اور یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں کہ ٹیل مسیح ہوتے ہو سکتے ہیں بلکہ احادیث نبویہ کا بھی یہی منشا پایا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے دجال پیدا ہوں گے اب ظاہر ہے کہ جب تیس دجال کا آنا ضروری ہے تو حکم لیکر دجال جیسے تیس مسیح بھی آنے چاہیں پس اس بیان کے رد سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس کے حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت

کے لئے ہمیشہ اور ہر دم کے لئے اس کا قرین اور مصاحب مقرر کرے تا وہ اس کے ایمان کی پختگی کے فکر میں رہیں اور ہر وقت اس کے خون اہد اس کے دل اور دماغ اور رگ ریشہ میں اور آنکھوں اور کانوں میں گھس کر طرح طرح کے وساوس ڈالتے رہیں۔ اور ہدایت کرنے کا ایسا قرین جو ہر دم انسان کے ساتھ رہ سکے ایک بھی انسان کو نہ دیا جائے۔ یہ اعتراض وہ حقیقت ان کے عقیدہ مذکورہ بالا سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو یہ لوگ بموجب آیت وما آتانا الا لہ مقام معلوم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت جبرائیل اور عزرائیل یعنی ملک الموت کا مقام آسمان پر مقرر ہے جس مقام سے وہ نہ ایک بالشت نیچے اتر سکتے ہیں نہ ایک بالشت اوپر چڑھ سکتے ہیں اور پھر باوجود اس کے ان کا زمین پر

ان دونوں حضرت قوئل کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہوں گی کیونکہ وہی کی روشنی سے خالی ہیں اور ان کے نزدیک ان دونوں میں خواہ ان کا سلسلہ بھی بجلی بند تھا۔

اب منصفو! دیکھو کہ کیا ان دونوں شخصوں کی بے ادبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت انتہا کو پہنچ گئی یا نہیں۔ وہ آفتاب صداقت جس کا کوئی دل کو خطرہ بھی بغیر وہی کی تحریک کے نہیں اس کے بارے میں ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گو یا وہ نمود باللہ مقدول ظلمت میں بھی پڑا رہتا تھا اور اس کے ساتھ کوئی رہشمنی نہ تھی۔ اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے نام کوئی میں کام کرتی رہتی ہے اور وہ بغیر روح القدس اور اس کی تاثیر قدسیت کے ایک دم بھی پتے نہیں ناپکی سے بچ نہیں سکتا اور انوار دائمی اور استقامت دائمی اور محبت دائمی اور عصمت دائمی اور برکات دائمی کا بھی سبب ہوتا ہے کہ روح القدس

بظاہر ہی اور شہرہ و دھاری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عنایت ہے اور ان کی روشنی سے بعض اوقات میں بھی جلیبہ ہوتا ہے اور میں نے بھی یہ تجربہ نہیں کیا ہے ان کے علم اور وسوسہ کا ایک نمونہ ہے۔

حصہ اول

۱۷۹

ازالہ اوہام

بتلاویں کر گئے اس صدی کے سسرہ خدا تعالیٰ سے الہام پا کر جلد ہونے کا دعویٰ کیا ہے یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشا ہے کہ وہ مجدد و خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ۔ اب بتلاویں کہ گریہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس پودھوں صدی کے سسرہ مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا کوئی الہامی دعویٰ کے ساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز کھڑا ہوا۔ تفکروا و تاملوا و اتقوا اللہ و لا تغفلوا اور اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے! ہمیں دلوں میں آسمان سے اتر آوے کیونکہ میں تو اس وقت موجود ہوں مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں بلکہ میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں تصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آوے گا تا میں ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام سے اترتے دکھائی دیں اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دعا قبول ہو جائے گی کیونکہ الہی حق کی دعا مبطلیں کے مقابلہ میں قبول ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں سچ تو آچکا لیکن آچھنے اس کو شناخت نہیں کیا اب یہ امید موعود آپ کی ہرگز پوری نہیں ہوگی یہ زمانہ گزر جائے گا اور کوئی باقی میں سچ کو اترتے نہیں دیکھے گا۔

حالانکہ تیرھویں صدی کے اکثر علماء چودھویں صدی میں اس کا ظور معنی کر گئے ہیں اور بعض تو چودھویں صدی والوں کو بطور وصیت یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ اگر تم کا زیادہ پاؤ تو ہمارا السلام علیکم انہیں کہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب ریش المحدثین نے فرمایا کہ میں۔ بالآخر ہم یہ بھی تسلیم کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی تو رہے گا۔

بلکہ ہزاروں ہزاروں اشک کا مقام اور ایمان اور یقین کے پڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا۔ اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پورا کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیں اور خوارق کادردانہ کھول دیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات سجلاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباد گزر گئے اور ہیشمار میں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پایا۔ اب اس کی تکرار کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کر رہا ہوں گا اور اس کے اظہار سے نہیں

مشق کو متور ہو رہا ہے کھانا یہ امور ایسے ہیں کہ جن کو کامل اور واقعی طور پر جمید دین کہا جائے بلکہ خیرات کے طریق و شیطان راہوں کی تجدید اور دین کا ہنر۔ قرآن شریف اور احادیث مسمومہ کو دنیا میں بیسلائی چک ہے طریق ہے مگر یہی طور پر اور تکلف اور غرض سے یہ کام کرنا اور اپنا نفع و نفعی طور پر بیعت اور قرآن کا ورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز حدیثیں ہر ایک با علم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں۔ ان کو تجدیت کی کچھ ملاقہ نہیں۔ یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط آتھوں فریضی اور اس پر حاکم نہیں۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے: **لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ** اور فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا تَضُرُّكُمْ مَنْ هَلَكَ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ**۔ انہوں نے اندھکیا اور دکھلایا اور مجھ سے دوسروں کے ہر فعل کو کیا صاف کرنا جمید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اول ماختانہ پوچھیں کہ تمہارا اس پاک عمل پر اللہ ہرگز کو جو مکالمہ انہی کے رہتے تک پہنچ گیا ہو۔ پھر دوسروں میں جہاد کے اس راستہ ہوتی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے تجدیت کی قوت پاتے ہیں وہ سے آتھوں فریضی نہیں ہوتے بلکہ واقعی طور پر تہلکہ عملی اللہ علیہ وسلم اور رضائی طور پر پنجاب کے خلیفہ ائمہ ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ہی تمام نعمتوں کا دلربا بنا رہا جو فریضوں اور دوسروں کو ہی جاتی ہیں اور انہی باتیں از قبیل بوشیدہ ہوتی ہیں۔ منہ از قبیل کو شیعہ اور وہی حال سے لگتے ہیں نہ محض نقل ہی بلکہ خدا تعالیٰ کے امام کی نقلی شکل اور ہم ہوتی ہے اور وہ ہر ایک شکل کی صورت و روح اللہ سے کھینچے جاتے ہیں اور انکی گفتار اور کردار میں نیابتی کی کوئی نہیں ہوتی کہ کچھ وہی صفا کئے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے ہیں۔ منہ ما

۱۰۶ : ۲-۳ : ۱۰۶ : ۱۰۶



وَأَنِّي مَا تَقَرَّهْتَ قَطُّ بِهَذَا فَكَيْفَ إِلَى هَذَا الْقَوْلِ يُعْزَى - يَطْلُبُنِي فِي  
 دس گاہے ہیں جس کلمات پر زبانی نرا اندام ہے چکڑے ٹوٹے سے منسوب کر دے شندہ این کس مرادہ بیابان  
 نیاطو وانا علی بساط ویبین ما فہت بہ بصورۃ اخری - فاقول علی  
 می طلبید و من پر بساط نشستہ ام و آن سخنها میگوید کہ بصورت دیگر گفتہ ہوں پس میگویم  
 رسالتک یافتی ولا تعزلی الی قول ما اعزلی - ومن حسن خصائل  
 کہ آہستہ باشی اور ان و مراد سے آن سخن منسوب کن کہ من خود را سوئے آن منسوب نمی کنم و از سیرتہائی نیکو  
 المرء ان یمتق ولا یعتمد علی کل ما یروی - فاتق اللہ یا من یخرج جلداتی  
 کہ مراد امی شاید نیست کہ تحقیق کند برہر روایتی کہ بشنود اعتماد نہ نماید - پس بترس از خداوند کہ است مراد ہر دو  
 ویشہر منقصتی - وتعال اقص علیک قصتی - واسمع منی معذرتی -  
 یعنی منقصت من مشہد ہوتی و ہوا کہ بر تو قصہ خودی خوانم - معذرت من بشنو  
 ثم اقض ما انت قاض و اخط خطورۃ التقی - واسمک سبیل التقوی ولا تقف  
 باز ہر چند کہ ایجابی اختیار است کہ کردہ باشی و ہرچہ ہرگز گمان گم بنزد و راہ پرہیز گدای بود پس آن ہرگز  
 فالیس لك بہ علم ولا تتبع الہوی - انی امرت بیکلمنی ربی - و یعلمنی منزلہ  
 کہ بر دو مرتبہ اطلاع ندای و ہوا پرستی کن من مردے ام کہ با من خداوند گفتگو میکند و از خزائن خاص خود را  
 و یحسن ادباً و یوحی الی رحمة منه فاتبع ما یروی - وما کان لی ان اتک  
 تعلیم میدہد و بادب خود را تادیب بنماید لذت خود را می دہی نیز شدہ پس من دعا را پروردگار میکنم و مرا چہ شد کہ  
 سبیلہ و اختار طرقتی - و کما قلت قلت من امری - و ما فطت شیئاً  
 ماہ او بگذارم و طریقہ ہستہ متفرق اختیار کنم و ہرچہ گفتم از ہر او گفتم  
 عن امری - و ما افتریت علی ربی الا علی - وقد خاب من افتری - اتعجب  
 نہ کردہ ام و ہر خاوند بزرگ خود دروغ نہ بستم و ہر کہ خداوند آنکہ مغتری مستعجب از  
 افلا تعجب من فعل القدر الذی خلق الارض و السموات العلی  
 کہ وہ تعجب میکنی ہر کار آن قدر چہ تعجب کنی کہ زمین و آسمان ہستہ - ہذا را پیدا کردہ است -

تالیٰ محترم شہر لکھا۔ ایسا ہی اُدبا کو یہ اتفاق بھی پیش آجاتا ہے کہ گو بیس شخص ایک مضمون کے ہی لکھنے والے ہوں جو بیس ہی ادیب اور طبع ہوں مگر معنی صورتی کے لادائے بیان میں ایک ہی الفاظ اور ترکیب فقرہ پر نون کا تودہ ہو جائیگا اور یہ باتیں ادبا کے نزدیک مسلمات ہیں جو میں کسی کو کلام نہیں اور اگر غور کر کے دیکھو تو ہر ایک زبان کا یہی حال ہے اگر اردو میں بھی مثلاً ایک فصیح شخص تقریر کرتا ہے اور اُس میں کہیں مثالیں لاتا ہے کہیں دلچسپ فقرے بیان کرتا ہے تو دوسرا فصیح بھی اُسی رنگ میں کہہ دیتا ہے اور پھر ایک پامل آدمی کے کوئی خیال نہیں کرتا کہ یہ سرقہ ہے انسان تو انسان خدا کے کلام میں بھی یہی پایا جاتا ہو۔ مگر بعض پُر فصاحت فقرے اور مثالیں جو قرآن شریف میں موجود ہیں شعرائے جاہلیت کے قصائد میں دیکھی جائیں تو ایک لمبی فہرست طیار ہوگی ادبا ان امور کو محققین نے جانے احقر اس نہیں سمجھا بلکہ اسی غرض سے ائمہ دانش میں نے جاہلیت کے ہزار ہا اشعار کو حفظ کر رکھا تھا اور قرآن شریف کی بلاغت فصاحت کے لئے انکو بطور سند لاتے تھے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر داذی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہو اور ہمیشہ میری تقریر کو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی ہولناکی سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہو اور میں اُسکو لکھتا جاتا ہوں اور گواہی تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت کے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اسکے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اسی معمولی تائید کی برکت جو لازماً فطرت خواص انسانی پر کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت لیکر ان مضامین کو نہیں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم۔ (۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا منظر خارق عادی کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت

لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہو اور ہمیشہ میری تقریر کو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی ہولناکی سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہو اور میں اُسکو لکھتا جاتا ہوں اور گواہی تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت کے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اسکے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اسی معمولی تائید کی برکت جو لازماً فطرت خواص انسانی پر کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت لیکر ان مضامین کو نہیں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم۔ (۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا منظر خارق عادی کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت

لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہو اور ہمیشہ میری تقریر کو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی ہولناکی سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہو اور میں اُسکو لکھتا جاتا ہوں اور گواہی تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت کے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اسکے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اسی معمولی تائید کی برکت جو لازماً فطرت خواص انسانی پر کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت لیکر ان مضامین کو نہیں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم۔ (۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا منظر خارق عادی کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت

پہلی فصل

۵۳۶

براہین احمدیہ

آدمی تھا جس نے اپنے عجائبات کے دکھلانے میں اس قدیمی حوض سے کچھ مدد نہیں لی اور سچے معجزات ہی دکھائے ہیں اور اگرچہ قرآن شریف

۴۴۵

کی طلب میں کوشش نہیں کرتا اور نہ اس کی کچھ پروا رکھتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک بکرو آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہشت اور عالم ثانی کی راحتوں کا طالب ہو تو حکمت الہی اسے یہی جواب دیتی ہے کہ اسے نادان اولیٰ صراطِ مستقیم کو

۴۴۶

میں پڑ کر بلا اختیار بول اُٹھتے ہیں کہ ان کے علوم و معارف ایک دوسرے عالم سے ہیں جو تائیدات الہی کے رنگ خاص سے رنگین ہیں اور اس کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ اگر کوئی منکر بطور مقابلہ کے الہیائے کے مباحث میں سے کسی بحث میں ان کی محققانہ اور عارفانہ تقریروں کے ساتھ کسی تقریر کا مقابلہ کرنا چاہے تو اخیر پر بشرط انصاف و دیانت اسکو اقرار کرنا پڑے گا کہ صداقتِ حقہ اسی تقریر میں تھی جو ان کے منہ سے نکلی تھی اور جیسے جیسے بحث عمیق ہوتی جائیگی برتے لطیف اور دقیق براہین ایسے نکلنے آئیں گے جن سے روز روشن کی طرح ان کا سچا ہونا کھلتا جائیگا چنانچہ ہر ایک طالبِ حق پر اس کا ثبوت ظاہر کرنے کیلئے ہم آپ ہی ذمہ دار ہیں۔ ازالہ جملہ ایک عصمت بھی ہے جس کو حفظ الہی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ عصمت بھی فرقانِ مجید کے لال تاجین کو بطور خارق عادت عطا ہوتی ہے اور اس جگہ عصمت ہر ادہاری ہے کہ وہ ایسی نالائق اذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکھے جاتے ہیں جن میں دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور طوط نظر آتے ہیں اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الہیہ جلد تران کا تدارک کر لیتی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ عصمت کا مقام نہایت نازک اور نفس امارہ کے مقتضیات سے نہایت دور پڑا ہوا ہے جس کا حاصل ہونا بجز توبہ خاص الہی کے ممکن نہیں مثلاً اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ وہ صرف ایک کذب اور دروغ کوئی کی عادت سے اپنے جمیع معاملات اور بیانات اور حرفوں اور پیشوں میں قطعی طور پر باز رہے تو یہ اس کے لئے مشکل اور ممتنع

۴۴۸

یہ حوالہ صفحہ 360 پر درج ہے

براہین احمدیہ صفحہ 514 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 536 از مرزا قادیانی

اشاعت السنۃ میں کیا لکھا ہے اور اب کیا کہتے ہیں۔ صاحب من اقرار کے بعد کن تہن تکار نہیں  
سکتا۔ آپ تو اقرار کر چکے ہیں کہ اہل کشف اور مکالمات کا مقام بلند ہے ان کیلئے ضروری نہیں  
ہے کہ خواہ مخواہ محدثین کی تنقید کی اطاعت کریں بلکہ محدثین نے تو مردوں کو روایت کی ہے  
اور اہل کشف زندہ ہی و قیوم سے سنتے ہیں۔ پس آپ کا اس شخص کی نسبت کیا گمان ہے جس کا نام  
حکم رکھا گیا ہے۔ کیا یہ مرتباً سکو حاصل نہیں جو آپ دوسروں کیلئے تجویز کرتے ہیں۔

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل  
میں آیا آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں یہ  
سادہ لوح یا تو افتراء ہی ایسا کہتے ہیں اور یا محض حماقت ہے اور ہم اسکے جواب میں خدا تعالیٰ کی  
قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے  
جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف  
کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم وحی کی طرح  
پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ  
حرج نہ پہنچتا تھا۔ ہاں خدا نے میری وحی میں جا بجا قرآن کریم کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ تم  
بہاؤ الدین احمدیہ میں دیکھو گے کہ اس دعوے کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ جا بجا  
خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کو پیش کیا ہے۔

میں اب خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ برضہ فریب دہی  
کے طور پر اعتراض پیش کئے تھے سب کا کافی جواب ہو چکا ہے۔ ہاں یاد آیا ایک یہی خیال  
انہوں نے پیش کیا تھا کہ جو کسوف خسوف کی حدیث جہدی کے ظہور کی علامت ہے جو  
دارقطنی اور کتاب الکمال الدین میں موجود ہے۔ اس میں قمر کا خسوف تیرہ تاریخ سو پہلے کسی  
ایسی تاریخ میں ہو گا جس میں چاند کو قمر کہہ سکتے ہوں۔ پس یاد ہے کہ یہ بھی یہودیوں کی مانند  
تحریف ہے۔ خدا نے قمر کے خسوف کیلئے اپنی سنت کے موافق تین راتیں مقرر کر رکھی

باقی سب کتابوں کے اصول بگڑ گئے ہیں اور ایسی جعلی اور مصنوعی اور اس قدر طریقہ مستقیم و حکمت اور مجری طبعی سے دور جا پڑے ہیں کہ ان کے لکھنے سے بھی ہمیں شرم آتی ہے اور یہ قول ہمارا بلا تحقیق نہیں نہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کتاب کی تالیف سے

امر دیگر ہے اور خود اس شے کا ثابت ہو جانا امر دیگر بہر حال عقل کے لئے ایک رفیق کی حاجت ہوئی کہ تا وہ رفیق عقل کے اس قیاسی اور ناقص قول کا کہ جو ہونا چاہیے کے لفظ سے بولا جاتا ہے مشہوری اور کامل قول سے جو ہے کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جبر نقصان کرے اور واقعات سے جیسا کہ نفس الامر میں واقعہ ہیں آگاہی بخشنے۔ سو خدا نے جو بڑا ہی رحیم اور کریم ہے اور انسان کو مرادب قسوی تعین تک پہنچانا چاہتا ہے اس حاجت کو پوری کیا ہے اور عقل کے لئے کئی رفیق مقرر کر کے راستہ یقین کامل کا اس پر کھول دیا ہے تا نفس انسان کا کہ جس کی ساری سعادت اور نجات یقین کامل پر موقوف ہے اپنی سعادت مطلوبہ سے محروم نہ رہے۔ اور ہونا چاہیے کے نازک اور پر خطر پہل سے کہ عقل نے شکوک اور شبہات کے دیا پر باندھا ہے بہت جلد آگے عبور کر کے مے کے قصر عالی جو دار الامن والا طینان ہے داخل ہو جائے اور وہ رفیق عقل کے جو اس کے بار و مددگار ہیں۔ ہر مقام اور موقعہ میں الگ الگ ہیں۔ لیکن از روئے حصر عقل کے تین سے زیادہ نہیں اور ان تینوں کی تفصیل اس طرح ہے کہ اگر حکم عقل کا دنیا کے محسوسات اور مشہودات سے متعلق ہو جو ہر روز دیکھے جاتے یا سنے جاتے یا سونگے جاتے یا ٹٹولے جاتے ہیں تو اس وقت رفیق اس کا جو اس کے حکم کو یقین کامل تک پہنچا دے مشاہدہ صحیح ہے کہ جس کا نام تجربہ ہے اور اگر حکم عقل کا ان حوادث اور واقعات سے متعلق ہو جو مختلف ازمناہ اور امکانہ میں صدور پاتے رہے ہیں یا صدور پاتے ہیں تو اس وقت اس کا ایک اور رفیق بنتا ہے کہ جس کا نام تواریخ اور اخبار اور خطوط اور مراسلات ہے اور وہ بھی تجربہ کی طرح عقل کی دود آ میز و سطنی کو ایسا مصفا کر دیتا ہے کہ پھر اس میں شک کرنا ایک حمتی اور جنون اور سودا ہوتا ہے اور اگر حکم عقل کا ان واقعات سے متعلق ہو جو ماوراء المحسوسات ہیں جن کو ہم نہ آنکھ سے دیکھ سکتے

بہتر

پہلے ایک بڑی تحقیقات کی گئی اور ہر ایک مذہب کی کتاب دیانت اور امانت اور نوحی اور تدبر سے دیکھی گئی اور فرقان مجید اور ان کتابوں کا باہم مقابلہ بھی کیا گیا اور زبانی مباحثات بھی اکثر قوموں کے بزرگ علماء سے ہوتے رہے۔ غرض جہاں تک طاقت بشری ہے

ہیں اور نہ کان سے سنی جاسکتے ہیں اور نہ ہاتھ سے ٹھول سکتے ہیں اور نہ اس دنیا کی تواریخ سے دریافت کر سکتے ہیں تو اس وقت اس کا ایک میسر افریق بتا ہے کہ جس کا نام الہام اور وحی ہے اور قانون قدرت بھی یہی پتا ہوتا ہے کہ جیسے پہلے دو مواضع میں عقل ناقص کو دو رفیق میدسترا گئے ہیں تیسرے مواضع میں بھی میدسترا آیا ہو کیونکہ قوانین فطریہ میں اختلاف نہیں ہو سکتا بالخصوص جبکہ خدا نے دنیا کے علوم اور فنون میں کہ جن کے نقصان اور سہو اور خطا میں چنداں مرج بھی نہیں انسان کو ناقص رکھنا نہیں چاہا تو اس صورت میں خدا کی نسبت یہ بڑی بدگمانی ہوگی جو ایسا خیال کیا جاوے جو اس نے ان امور کی معرفت تادم کے بارے میں کہ جن پر کامل یقین رکھنا نجات اخروی کی شرط ہے اور جن کی نسبت شک رکھنے سے جہنم ابدی طیار ہے انسان کو ناقص رکھنا چاہا ہے اور اس کے علم اخروی کو صرف ایسے ایسے ناقص خیالات پر ختم کر دیا ہے کہ جن کی محض انگلیوں پر ہی ساری بنیاد ہے اور ایسا ذریعہ اسکے لئے کوئی بھی مقرر نہیں کیا کہ جو شہادت و اقرار سے کر اس کے دل کو تسلی اور تشفی بخشے کہ وہ اصولی نجات کہ جن کا ہونا عقل بطور قیاس اور منکر کے جوڑ کر کرتی ہے وہ حقیقت میں موجود ہی ہیں اور جس ضرورت کو عقل قائم کرتی ہے وہ فرضی ضرورت نہیں بلکہ حقیقی اور واقعی ضرورت ہے اب جبکہ یہ ثابت ہوا کہ الہیات میں یقین کامل صرف الہام ہی کے ذریعہ سے لیا جاسکتا ہے اور انسان کو اپنی نجات کے لئے یقین کامل کی ضرورت ہے اور خود غیر یقین کامل کے ایسا سلامت لے جانا مشکل۔ تو نتیجہ ظاہر ہے کہ انسان کو الہام کی ضرورت ہے اور اس جگہ یہ بھی جاننا چاہیے کہ اگرچہ ہر ایک الہام الہی یقین دلانے کے لئے ہی آیا تھا لیکن قرآن شریف نے اس اعلیٰ درجہ یقین کی بنیاد ڈالی کہ بس حد ہی کر دی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پہلے جتنے الہام خدا کی طرف سے نازل ہوئے

ہر ایک طور کی کوشش اور جانفشانی اظہارِ حق کے لئے کی گئی۔ بالآخر ان تمام تحقیقاتوں سے یہ امر بیایہ ثبوت پہنچ گیا۔ کہ آج روئے زمین پر سب الہامی کتابیں میں سے ایک فرقانِ مجید ہی ہے کہ جس کا کلام الہی ہونا دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے۔

دوسری شہادت واقعہ کی ادا کرتے رہے۔ اور ان کی ساری طرزِ منقولات کی طرزِ تفسیر اور اسی باعث سے وہ آخر میں گر گئے۔ اور خود غرضوں اور خود پرستوں نے کچھ کچھ سمجھ لیا۔ لیکن قرآن شریف کی تعلیم نے عقل کا بھی سارا بوجھ آپ ہی اٹھا لیا۔ اور انسان کو ہر ایک طرح کی مشکلات سے خلاصی بخشی۔ آپ ہی مخیر صادق ہو کر الہیات کے واقعات کی خبر دی۔ اور پھر آپ ہی عقلِ خود پر اس خبر کو بیایہ ثبوت پہنچایا۔ جو شخص دیکھے اُسے معلوم ہو کہ قرآن شریف میں دو امر کا التزام اول سے آخر تک پایا جاتا ہے۔ ایک عقلی وجہ اور دوسری الہامی شہادت۔ یہ دونوں امر فرقانِ مجید میں دو بزرگ نہروں کی طرح جاری ہیں۔ جو ایک دوسرے کے معاذی اور ایک دوسرے پر اثر ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ عقلی وجہ کی جو نہر ہے۔ وہ یہ ظاہر کرتی گئی ہے کہ یہ امر ایسا ہونا چاہیے جو اس کے مقابلہ پر الہامی شہادت کی نہر ہے۔ وہ بزرگ اور راستباز مخبر کی طرح یہ دونوں کو تسلی بخشی گئی ہے کہ واقعہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ اور طرزِ فسقانی سے جو طالبِ حق کو حق کے معلوم کرنے میں آسانی ہے۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ پڑھنے والا فرقانِ مجید کا ساتھ ساتھ دلائلِ عقلی کو بھی معلوم کرتا جاتا ہے۔ ایسے دلائل کہ جس سے زیادہ تر حکم دلائلِ کسی دفترِ فلسفی میں مرقوم نہیں۔ جیسا کہ ہم اس وجہ سے کو اسی کتاب کی فصلِ ادلی میں ثابت کریں گے۔ اور پھر دوسری طرف الہامِ الہی سے شہادت واقعہ پا کر اعلیٰ درجہ یقین کو پہنچ جاتا ہے اور یہ سب کچھ اس گرفتِ خدا ہے جو وہ سرے شخص کو ساری عمر کی مغزِ خواری اور جان کنی سے بھی نہیں مل سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ شناخت اصولی حق کا اور ان سب عقائد کا کہ جن کے علم یقینی پر ہماری نجات موقوف ہے۔ صرف قرآن شریف ہے۔ اور یہی ثابت کرنا تھا۔ منشاء

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔  
 جدی اللہ فی حلق الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلقوں میں (دیکھو براہین احمدیہ  
 ص ۵۰۴) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ  
 والذین معہ اشد آء علی الکفار وجاء بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا  
 اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو ص ۵۵۷ براہین میں درج ہے۔ دنیا میں ایک نذیر  
 آیا۔ اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں  
 اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو  
 خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ  
 بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پڑانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں آتاتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی  
 مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرتؐ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو  
 معصیت ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی  
 بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے  
 عقاید کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ  
 ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی  
 ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرتؐ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔  
 اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو  
 اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی میری صدیقی  
 کی کھلی ہے یعنی فتاویٰ الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے



وہ اُس کو ہر میدان میں شرمندہ کرتا ہے۔ اور ہر میدان میں اُسے ذلیل کرتا ہے اور کہیں اس کی مدد نہیں کر سکتا ہے۔ اس اشتہار کے دینے سے اصل غرض یہی ہے کہ جس مذہب میں سچائی ہے وہ کبھی اپنا رنگ نہیں بدل سکتی۔ جیسے اول ہے ویسے ہی آخر ہے۔ سچا مذہب کبھی خشک قہر نہیں بن سکتا سو اسلام سچا ہے۔ میں ہر ایک کو کیا عیسائی کیا آریہ اور کیا یہودی اور کیا برہمن اور اس سچائی کے دکھلانے کے لیے بلاتا ہوں۔ کیا کوئی ہے جو زندہ خدا کا طالب ہے۔ ہم مُردوں کی پرستش نہیں کرتے۔ ہمارا زندہ خدا ہے۔ وہ ہماری مدد کرتا ہے۔ وہ اپنے الہام اور کلام اور آسمانی نشانوں سے ہمیں مدد دیتا ہے۔ اگر دُنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک کوئی عیسائی طالبِ حق ہے تو ہمارے زندہ خدا اور اپنے مُردہ خدا کا مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس باہم امتحان کے لیے چالیس دن کافی ہیں۔

انسوس کو اکثر عیسائی شکم پرست ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی فیصلہ ہو ورنہ چالیس دن کی حقیقت رکھتے ہیں۔ آتھم کی طرح اس میں تو کوئی شرط نہیں۔ اگر میں مجھوٹا نکلوں تو ہر ایک سزا کا مستوجب ہوں، لیکن دُعا کے ذریعہ سے مقابلہ ہو گا جس کا سچا خدا ہے بلاشبہ وہ سچا رہے گا۔ اس باہمی مقابلہ میں بے شک خدا مجھے غالب کرے گا۔ اور اگر میں مغلوب ہوا تو عیسائیوں کے لیے فتح ہوگی جس میں میرا کوئی جواب نہیں۔ اور جو تاوان مقرر ہو اور میری مقدرت کے اندر ہو دوں گا۔ لیکن اگر میں غالب ہوا تو عیسائی مقابل کو مُردہ خدا سے بدست بردار ہونا ہو گا اور بلا توفیق مسلمان ہونا پڑے گا اور پہلے ایک اشتہار انہیں شرائط کے ساتھ بہ نسبت شہادت وہ کس معزز آدمیوں کے دینا ہو گا۔ اس سے روز کا جھگڑا طے ہو جائے گا۔ اور اگر اب عیسائیوں نے منہ پھرا تو اس کا یہی سبب ہو گا کہ ان کو مُردہ خدا کی مدد پر بھروسہ نہیں۔ انسوس کہ عیسائی بار بار آتھم کا ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ آتھم الہام کی مینا میں قریب جا پہنچا اور وہ مُردہ خدا اُس کو بچا نہ سکا کیونکہ مُردہ مُردہ کو مدد نہیں دے سکتا۔ جو مقبول شرط چاہیں مجھ سے کر لیں۔ میں میدان میں کھڑا ہوں اور صاف صاف کہتا ہوں کہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔ عیسائیوں کے ہاتھ میں ایک مُردہ ہے جس کو امتحان کرنا ہو میرے مقابلہ میں آوے۔

لعنتی ہے وہ دل جو بغیر مقابلہ کے انکار کرے اور پلید ہے وہ طبیعت جو بغیر آزمائش کے منکر رہے۔ اے حق کے طالبو۔ مُردہ پرستی کے مذہب کو جلد چھوڑو کہ عیسائیوں کے ہاتھ میں

اے خدائے میرے قادر خدا مدد کر کہ لوگوں نے افراط اور تفریط کی راہیں لے لی ہیں۔ بعض نے تیری کلام کے بیانات تیرے کلام کے اشارات تیرے کلام کے دلالات تیرے کلام کی نحو اور بکلی چھوڑ کر بے بنیاد لکیر کو اسکی جگہ پسند کر لیا اور بعض نے تیرے کلام کو بھی چھوڑا اور لکیر کو بھی چھوڑا اور صرف اپنی ناقص عقل کو اپنا رہبر بنا لیا اور امام الرسل کو چھوڑ کر یورپ کے تاریک خیالی محبوب فلاسفوں کو اپنا امام بنا لیا۔

اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دو سکر لیے لیے جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکن کر دو۔ جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ بحث ہیں۔ تمہارے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدائے تعالیٰ نے بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اس لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وکان وعد اللہ مفعولاً انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیبت و معین الحق۔

۲۸۳

ضرورت الامام

راہب عیسائی دین کے مرنے کے بعد اکثر ایسے ہی تھے۔

چھٹے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ امام الزمان

اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے۔ اور اسکے الہامات دوسروں پر

قیاس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کمیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے

ممکن نہیں۔ اور اسکے ذریعہ سے علم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں اور دینی عقیدے اور

معضلات حل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔

غرض جو لوگ امام الزمان ہوں انکے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتی۔ بلکہ

نصرت دین اور تقویت ایمان کیلئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اُن کو نہایت

صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور اُنکی دعا کا جواب دیتا ہے۔ اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ

منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے

بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال

کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک

کلمہ اندازہ پردہ ایک کلمہ پھینک جلتے اور بھاگ جاتے۔ اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا۔

اور کہاں گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ اُن سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ لپٹے پاک اور

روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی۔ بلکہ وہ تو

بسا اوقات اپنے تمیز ایسا پاتے ہیں کہ گویا اُن سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے اور امام الزمان کی الہامی

پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتے

ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوتیں اور انکشاف اسلئے اُنکے الہام

کو دیا جاتا ہے کہ اُنکے پاک الہام شیطان الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔

واضح ہو کہ شیطان الہامات ہونا حق ہے اور بعض نا تمام سالک لوگوں کو ہوا کرتے ہیں۔ اور

حدیث النفس بھی ہوتی ہے جسکو اصناف احلام کہتے ہیں۔ اور جو شخص اس سے انکار کرے۔ وہ

کہ بطور بحالی پیشگوئی پر ایسا لے آویں اور اس کی تفصیل یا اس بات کو کہ وہ کس ضرور سے ظہور پذیر ہوگی حوالہ بخدا کریں اور میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ اقرب بامن جس سے ایمان سلامت رہ سکتا ہے یہی مذہب ہے کہ محض الفاظ پیشگوئی پر زور نہ ڈالا جائے اور حکم کی راہ سے یہی دعویٰ نہ کیا جائے کہ ضرور اس کا ظہور ظاہری صورت پر ہی ہوگا۔ کیونکہ اگر خدا نخواستہ انجام کلر ایسا نہ ہوا تو پھر پیشگوئی کی صداقت میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہو کر ایمان ہاتھ سے گیا۔ ایسی کوئی وصیت پھر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی کہ تم نے پیشگوئیوں کو ظاہر ہو کر عمل کرتے رہنا کسی استعارہ یا تمویل وغیرہ کو ہرگز قبول نہ کرنا اب سمجھنا چاہیے کہ جب کہ پیشگوئیوں کے سمجھنے کے بارہ میں خود انبیاء سے امر کا غلطی ہے تو پھر امت کا کوئی اطلاق یا اجتماع کیا چیز ہے۔

اسوا اس کے ہم کئی دفعہ بیان کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی پر اجتماع امت بھی نہیں۔ قرآن شریف قلمی طور پر اپنی آیات میں صحت میں صحت کے قوت ہو جانے کا قائل اور ہمیشہ کہنے اُس کو رحمت کرتا ہے۔ بخاری صاحب اپنی صحیح میں صرف امامکم منکم کہہ کر ختم ہو گئے ہیں یعنی صحیح بخاری میں صرف یہی صحیح کی تعریف لکھی ہے کہ وہ ایک شخص تم میں سے ہوگا اور تمہارا امام ہوگا۔ ہاں دمشق میں عند اللہ کرتے کی حدیث مسلم میں موجود ہے مگر اس پر جمع امت ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ یہ بھی ثابت ہونا مشکل ہے کہ مسلم کا وہ حقیقت ہی مذہب تھا کہ دمشق کے نقطے سے صحیح ہی دمشق مراد ہے اور اگر ایسا فرض بھی کریں تو فقط ایک شخص کی رائے ثابت ہوتی۔ مگر پیشگوئیوں کے بارہ میں جبکہ خدائے تعالیٰ کے پاک فریوں کی رائے اجتماع غلطی ہو معصوم نہیں ہو سکتی تو پھر مسلم صاحب کی رائے کیونکر معصوم ٹھہرے گی۔

میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ اس بارہ میں عام خیال مسلمانوں کا گواہی میں بولیا یہی داخل ہوں اجتماع کے نام سے ملامت نہیں ہو سکتا مسلمانوں نے صورت پیشگوئیوں کو مان لیا ہے ان کی طرف سے یہ ہرگز دعویٰ نہیں اور نہ ہونا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ اس بات پر تدار نہیں

میں مغتری ہوں ان کی نگاہ و خیال میں  
لعنت ہے مغتری پہ خدا کی کتاب میں  
توریت میں بھی نیز کلام مجید میں  
کوئی اگر خدا پہ کرنے کچھ بھی افترا  
پھر یہ عجیب غفلت ربّ قدیر ہے  
پچیس سال سے ہے وہ مشغول افترا  
ہر روز اپنے دل سے بناتا ہے ایک بات  
پھر بھی وہ ایسے ثورخ کو دیتا نہیں مزا  
پھر یہ عجیب تہ ہے کہ جب حلیا میں  
کرتا نہیں ہے ان کی مدد وقت انتظام  
اپنا تو اس کا وعدہ رہا سارا طاق پر  
کیا وہ خدا نہیں ہے جو فرقان کا ہے خدا  
آخر یہ بات کیا ہے کہ ہے ایک مغتری  
جب دشمن اسکو پیچ میں کوشش سے لگتے ہیں  
اک اتفاق کر کے وہ باتیں بناتے ہیں  
پھر بھی وہ نامراد مقاصد میں ہتے ہیں  
ذلت میں جاتے۔ یہاں اگر ایم ہوتا ہے

دنیا کی خیر سے مری موت و نڈل میں  
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں  
لکھا گیا ہے رنگ و عیدِ شدید میں  
ہو گا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی مزا  
دیکھے ایک کو کہ وہ ایسا شریر ہے  
ہر دن ہر ایک رات یہی کام ہے رہا  
کہتا ہے یہ خدا نے کہا بھگو آج رات  
گوا نہیں ہے یاد جو پہلے سے کہہ چکا  
ایسے کے قتل کرنے کو غالب ہوں یا میں  
تافتری کے قتل سے قصہ ہی ہو تمام  
نصوں کی سعی و جہد یہی کچھ نہیں نظر  
پھر کہیں وہ مغتری سے کرے اس قدر وفا  
کرتا ہے ہر مقام میں اس کو خدا بری  
کوشش بھی مستند کہہ بس مری جلتے میں  
سو جھوٹ اور فریب کی تہمت لگاتے ہیں  
جاتا ہے بے اثر وہ جو سو بار کہتے ہیں  
کیا مغتری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے

توضیح مرام

۵۴

سچ کا وہ بیان دنیا میں آتا

ایک ہی صورت کے دو امر دو متناقض معنوں پر محسوس ہو سکیں یہ بات اہل اللہ کے خور کے قابل ہے کہ اگر حضرت مسیح کی وہ تاویل جو انہوں نے یوحنا کے آسمان سے اترنے کی نسبت کی ہو فی الواقع صحیح ہے تو کیا حضرت مسیح کے نزول کے مقدمہ میں جو اسی پہلے مقدمہ کا ہم شکل ہے اسی تاویل کو کام میں نہیں لانا چاہیے۔ جس حالت میں ایک نبی اس سرسبز راز کی اصل حقیقت کھول چکا ہے اور قانون قدرت بھی اسی کو چاہتا اور اسی کو مانتا ہے تو پھر اس صاف اور سیدھی راہ کو چھوڑ کر ایک پیچیدہ اور قابل اعتراض راہ اپنی طرف سے کھودنا کیونکر قبول کرنے کے لائق ٹھہر سکتا ہے۔ کیا ذی علم اور ایماندار لوگوں کا کاشفس جس کو مسیح کے بیان سے بھی پوری پوری مدد مل گئی ہے کسی اور طرف اپنا رخ کر سکتا ہے۔ اور سچی لوگ تو اس وقت سے دس برس پہلے ہی یہ پیشگوئی بھی مانگریزی اخباروں کے ذریعے سے شائع کر چکے ہیں کہ تین برس تک مسیح آسمان سے اترنوالا ہے۔ اب جو خدا تعالیٰ نے اسے اترنے والے کا نشان دیا تو مسیحوں پر لازم ہے کہ سچے پہلے وہی اس کو قبول کریں تا اپنی پیشگوئی کے آپ ہی کذب نہ ٹھہریں۔

یہ ساری لوگ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ حضرت مسیح اٹھائے جانے کے بعد بہشت میں داخل ہو گئے۔ لو کا کی انجیل میں تو حضرت مسیح ایک چور کو تسلی دیکر کہتے ہیں کہ آج تو میرے ساتھ بہشت میں داخل ہو گا۔ اور عیسائیوں کا عقیدہ بھی متفق علیہ ہے کہ کوئی شخص بہشت میں داخل ہو کر پہلے سے نکالا نہیں جائیگا گو یکساں ہی ادنیٰ درجہ کا آدمی ہو۔ چنانچہ یہ عقیدہ مسلمانوں کا بھی ہے۔ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ یعنی جو لوگ بہشت میں داخل کئے جائیں گے پھر اس سے نکالے نہیں جائیں گے اور قرآن شریف میں اگر حضرت مسیح کے بہشت میں داخل ہونے کا تصریح کہیں نہ کریں لیکن ان کے وفات پاجانے کا تین جگہ ذکر ہے اور مقدس بندوں کیلئے وفات پانا اور بہشت میں داخل ہونا ایک ہی حکم میں ہی

چو عاشرہ قال اللہ تعالیٰ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم ویکو سورۃ مائدہ الجزو نمبر ۱  
وانما من اهل الکتاب الا لیؤمنوا قبل موتہ تک سورۃ نساء الجزو نمبر ۶  
اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک وانا فعلی الی تک سورۃ آل عمران الجزو نمبر ۱۷

۱۷ الجزو ۲۹ تک المائدہ ۱۱۸ تک النسا ۱۵۹ تک آل عمران ۵۶۱

یہ حوالہ صفحہ 371 پر درج ہے

مرام صفحہ 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 154 از مرزا قادیانی

ازالہ اوہام

۲۲۳

قصہ

## قرآن شریف کی وہ تین آیتیں جن کے سچ ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہوتا ہے

۱) پہلی آیت۔ یا عیسیٰ ان متوفیک ولا نعک الی وسطک من الذین کفروا  
وجاعل الذین اتبعوک فرق الذین کفروا الی یوم النقیامۃ۔ یعنی اے عیسیٰ میں  
تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں کی  
تتمتوں سے پاک کر دینے والا ہوں اور تیرے قہقہے کو تیرے منکروں پر قیامت تک قلم  
دینے والا ہوں۔

۲) دوسری آیت جو سچ ابن مریم کی موت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے بل دفعہ  
اللہ الیک یعنی سچ ابن مریم مقتول اور مصلوب ہو کر مردود اور طعن لوگوں کی موت  
سے نہیں مرا۔ جیسا کہ مسلمانوں اور یودیوں کا خیال ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت  
کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھایا۔ جاننا چاہیے کہ اس جگہ دفع سے مراد وہ موت جو  
جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے و دفعہ مکانا  
علینا یہ آیت حنفت اور ایس کے حق میں ہے اور کہ شک نہیں کہ اس آیت کے یہی  
معنی ہیں کہ ہم نے ایس کو موت سے کر مکانی ہند میں پہنچا دیا کیونکہ اگر بغیر  
موت کے آسمان پر چڑھ گئے تو پھر وہ ضرورت موت سے ایک انسان کے لئے ایک لاشی  
پر چڑھ جوں کر نذر سے لگا کر یا تو وہ کسی وقت اور ہی فوت ہو جائیں اور یا زمین پر  
فوت ہوں۔ مگر یہ دونوں شق قطع ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جسم خاکی  
موت کے بعد پھر خاک ہی میں داخل کیا جاتا ہے اور خاک ہی کی طرف محدود کرتا ہے۔  
اور خاک ہی سے اس کا حشر ہوگا۔ اور ایس کا پھر زمین پر آنا اور وہاں انسان کو

۱۵ آں لمان ۵۶۱ سے تا ۱۵۹ سے مریم ۵۸

یہ حوالہ صفحہ 371 پر درج

ازالہ اوہام صفحہ 598 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 423 از مرزا قادیانی

طود پر اس کا وجود یہ ہے۔ پس تمام ٹھوکرانگی حدیثوں کے سبب سے تمہی جو آخر کار اُنکے بے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی۔ اور ممکن ہو کہ وہ لوگ اُن حدیثوں کے معنوں میں بھی غلطی کرتے ہوں۔ یا حدیثوں میں بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں۔ غرض شاید مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہوگی کہ یہودیوں میں حضرت مسیح کے منکر الہودیت ہی تھے۔ انہوں نے ان پر شور مچایا۔ اور تکفیر کا فتویٰ لکھا اور اُنکو کافر قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابوں کو مانتا نہیں۔ خدا نے انیاس کے دو بار ہانسنے کی خبر دی اور یہ انیس پشکوئی کی تاویلیں کرتا اور بغیر کسی قرینہ معارفہ کے اُن خبروں کو اپنی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح کا نام انہوں نے صرف کافر ہی نہیں بلکہ کھنڈ بھی رکھا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر دین موسوی باطل ہے۔ وہ اُن کیلئے فیج اروج کا زمانہ تھا۔ جھوٹی حدیثوں نے اُن کو دھوکا دیا۔ غرض حدیثوں کے پڑھنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہیے کہ ایک قوم پہلے اس حدیث کو تورات پر قاضی ٹھہرا کر اس حالت تک پہنچ چکی ہو کہ ایک سچے نبی کو انہوں نے کافر اور دجال کہا اور اُس سے انکار کر دیا۔ تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متیر تک اندر مفید کتاب ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جس میں معارف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابیں بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اور اس احتیاط سے

یہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کافر کا فتویٰ لکھا گیا۔ اس وقت وہ پولوس بھی کنفرنس کی جماعت میں داخل تھا جس نے بعد میں اپنے تئیں رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا۔ شیخ حضرت مسیح کی زندگی میں تکاپت دشمن تھے جس قدر حضرت مسیح کے نام پر انجیلیں لکھی گئی ہیں ان میں سوا ایک میں بھی یہ پشکوئی نہیں ہے کہ میرے بعد پولوس تو برک کے رسول بن جائیگا اس شخص کے گزشتہ سالوں کی نسبت لکھتا ہے کہ ضرورت نہیں کہ عیسائی خوب جانتے ہیں۔ انہوں نے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جنگ دہاں تک میں رہے بہت دکھ دیا تھا اور جب وہ صلیب سے نہات پا کر کشمیر کی طرف چلے گئے تو اُس ایک جھوٹی خبر کے ذریعے حاریدوں میں اپنے تئیں داخل کیا۔ ثلثت کا مسئلہ گراؤد عیسائیوں پر سنا کر جو توریجک ٹیٹے اسی حال تھا۔ حال کر یا وہ شہاب کو بہت دوست ہے کہ وہ یہاں قبیلہ میں ثلثت کو داخل کیا تاہم بہت سے لوگ انہیں پرست خوش ہو جائیں۔ منہ



انسان کو اس میں تدبیر کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ بلکہ بعض خوشی طبیعت کے آدمیوں کو بچنے کا موقع ہی نہیں ملتا کیونکہ وہ تو اپنے خیالات کے خلاف سنتے ہی آگ بولجاتے ہیں اللہ ان کے منہ میں جھاگ آنے لگ جاتا ہے۔ برخلاف اس کے کتاب کو انسان ایک انگ جیسے میں لے کر بیٹھ جاوے گا تو تدبیر کا بھی موقع ملتا ہے اور چونکہ اس وقت مذمتی کون نہیں ہوتا اس واسطے خالی الذہن ہو کر سوچنے کا اچھا موقع ملتا ہے۔ مگر ایسے ہم لے دوسرے پہلو کو بھی اچھے سے نہیں دیکھنا اور اس فرض کے واسطے مختلف شروہوں میں گئے تبلیغ کی ہے۔ بعض مقامات میں تو ہمارا اینٹ پتھروں سے بھی مقابلہ کیا گیا ہے۔ ابھی آپ کے نزدیک تبلیغ نہیں کی گئی۔

ہم اپنا کام ختم کر چکے ہیں  
ہم نے اپنی زندگی میں کوئی کام دنیوی نہیں دکھا۔ ہم قادیان میں  
ہوں یا لاہور میں جاں ہوں ہمارے انھیں کی یاد میں ہیں

مستولی رنگ میں اور متولی طور سے تو اب ہم اپنے کام کو ختم کر چکے ہیں۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو۔ البتہ اب تو ہماری طرف سے دعائیں باقی ہیں۔ خدا نے بھی کوئی امر باقی اٹھانیں رکھا۔ معجزات اس کثرت اور عیبت سے دکھانے ہیں کہ دشمن ان کی عظمت اور شوکت کو مان گئے ہیں۔ اب اگر کوئی ہایت نہ ہو تو یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَخْبَيْتَ (قصص ۱۷۵)

خدا تعالیٰ کے سلسلے کو ہٹک اور سخت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہیے۔ اس نے  
بست بڑا ارادہ کیا ہے۔ اسلام کی خیر ہی میں ہے۔ ایک دفعہ ہم دلی میں

گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرے سوا کسی سے نہ استعمال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دلون اور حضرت عیسیٰ گنڈہ آسمان پر بٹھایا۔ یہ تو تمہارے لیے مفید ہوا یا مفروضہ اس سوال کا جواب تم خود ہی سوچ لو۔ ایک لاکھ کے قریب لوگ اسلام سے مُرتد ہو گئے ہیں۔ ہر قوم اللہ ہر فرقے میں سے، سینا، شیطان قریشی وغیرہ۔ یہ تو حضرت عیسیٰ کو بار بار زندہ کرنے کا تجربہ ہے۔ مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کر کے دیکھو اللہ وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے اللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعل شہادت سے دی، وفات شدہ مان لو۔ ان میں سے ایک شخص جو کہ بے قد کا تھا وہ بولا کہ آپ صبح کتے ہیں آپ اپنا کام کئے جاویں میں نے آپ کا طریقہ سمجھا ہے۔ واقع میں اسلام کی خیر ہی میں ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے حق میں توئی کا لفظ استعمال کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رویت سے نعل شہادت دی کہ ان کو معراج کی مات مرووں کے ساتھ دیکھا۔ جلا زندوں کو مرووں سے کیا تعلق؟ حضرت عیسیٰ اگر زندہ ہوتے تو ان کے واسطے تو کوئی انگ کو ٹھہری چاہیے تھی نہ کہ وہ بھی مرووں کے ساتھ ہی رہیں۔ توئی کا لفظ مجھ وفات کے ہم معنی سے آسمان پر چڑھ جانے کے ہرگز

ازالہ اولام

۳۵۳

عقود دوم

## نور افشاں مطبوعہ ۲۳ اپریل کا اعتراض

پہلے نور افشاں میں مسیح کے صعود کی نسبت یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کے  
صعود کی نسبت گیارہ شاگرد بچشم دید گاہ موجود ہیں جنہوں نے اُسے آسمان کو جہان تک  
مد نظر رہے جاتے دیکھا چنانچہ معترض صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں رسول اللہ کے  
اعمال باب اول کی یہ آیتیں پیش کی ہیں

(۳) اُن پر دیکھا اپنے گیارہ شاگردوں پر (اُس نے) یعنی مسیح نے اپنے مرنے کے پیچھے  
آپ کو بہت سی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک اہمیں نظر آتا رہا اور خدا کی  
بادشاہت کی باتیں کہتا رہا اور اُن کے ساتھ ایک جاہلوں کے حکم دیا کہ یروشلم سے باہر  
نہ جاؤ..... اور وہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اُپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُن کی  
نظر سے چھپا لیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے  
تھے دیکھو درود سفید و شاک پیئے ہوئے اُن کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے  
اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سو  
آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا۔

اب پادری صاحب سون اس مہارت پر خوش ہو کر کھڑے ہیں کہ حقیقت اسی  
جسم فلکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ لیکن انہیں معلوم ہی  
کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے مسیح کو دیکھا اور اُس کے شاگردوں سے کہہ سنا بہر  
ایسے شخص کا بیان کیونکر قابلِ اعتماد ہو سکتا ہے جو شہادت روت نہیں اور نہ کسی  
دیکھنے والے کے نام کا اُس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سراسر غلط فہمی سے بھرا  
ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ  
وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظاہر کر رہی ہے

۲۹۶

ذات کی نسبت فسوب کر لیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف فسوب تھی اور فسوب کرنے کے وقت یہ نہ فرمایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسیٰ کی طرف فسوب کریں تو اسکے اور معنی ہر سنگ اور جب میری طرف فسوب ہو تو اسکے اور معنی ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تغیر و تبدل ہوتی تو رفع فقہ کے لئے یہ میں فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقع پر فرمادیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں یوں نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن فلما توفیتی کہہ کر جناب الہی میں ظاہر کرونگا کہ بگڑنے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی فلما توفیتی کہہ رہے ہیں کہ میری وفات کے بعد میری امت کے لوگ بگڑے کیونکہ فلما توفیتی سے میں تو اپنا وفات پانا مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب فلما توفیتی نکلیگا تو اس سے وفات پانا مراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اٹھایا جانا مراد ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کر کے نہیں دکھلایا جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنی فرماد لئے ہیں۔ پس اب ذرہ آنکہ کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ جبکہ فلما توفیتی کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ دونوں شریک ہیں گویا یہ آیت دونوں کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنی کر دوںوں اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اس جگہ توفی کے معنی زندہ آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے تو تمہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اٹھائے جانے میں حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ آیت میں دونوں کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہر حال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پا گئے ہیں۔ اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لئے یہیں جگہ حاشیہ میں اخولم حتیٰ لی اللہ سید مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت

۲۳

۲۴۷

عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے اور اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت دینا چاہیے۔ اور ثابت کرنا چاہیے کہ کس وقت یہ جعل بنایا گیا ہے اور اس صورت میں دوسرے انبیاء کی قبروں کی نسبت بھی تسلی نہیں رہے گی اور امان ٹاٹھ جائیگا۔ اور کہنا پڑیگا کہ شاید وہ تمام قبریں جعلی ہی ہوں۔ بہر حال آیت فاما توفیتی سے یہی معنی ثابت ہوئے کہ مار دیا۔ بعض نادان نام کے مولوی کہتے ہیں کہ یہ تو سچ ہے کہ اس آیت فلما توفیتی کے ماننا ہی معنی ہے نہ اور کچھ لیکن وہ موت نزول کے بعد وقوع میں آئے گی اور اب تک واقع نہیں ہوئی۔

لیکن افسوس کہ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اس طور سے آیت کے معنی فاسد ہو جاتے ہیں کیونکہ آیت کے معنی تو یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ جناب الہی میں عرض کریں گے کہ میری امت کے لوگ میرے مرنے کے بعد بگڑے ہیں۔ یعنی جب تک میں زندہ تھا وہ سب صراطِ مستقیم پر قائم تھے اور میرے مرنے کے بعد میری امت بگڑی۔ نہ میری زندگی میں۔

سو اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک فوت نہیں ہوئے تو ساتھ ہی یہ بھی اقرار کرنا پڑیگا کہ ان کی امت بھی اب تک بگڑی نہیں۔ کیونکہ آیت اپنے منطوق سے صاف

لے جب میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت حضرت سید مولوی محمد سعیدی طرابلسی الشامی سے بذریعہ خط دریافت کیا تو انہوں نے میرے خط کے جواب میں یہ خط لکھا جس کو میں ذیل میں مودتاً ترجمہ لکھتا ہوں۔

يا حضرت مولانا امامنا السلام عليكم ورحمة الله وبركاته نسأل الله الشافي ان يشفيكم  
امامنا سألتم عن قبر عيسى عليه السلام وحالات اخرى مما يتعلق به فابينه مفصلا في  
حضرتكم وهو ان عيسى عليه السلام ولد في بيت لحم وبينه وبين بلدة القدس ثلاثة  
اقواس وقبره في بلدة القدس والى الآن موجود وهناك كنيسة وهي اكبر الكنائس  
من كنائس النصراني ودخلها قبر عيسى عليه السلام كما هو مشهور وفي تلك الكنيسة  
ايضا قبرا لله من عيسى ولكن كل من القبرين عليهما دكان اسم بلدة القدس في عهد  
بنى اسرائيل يروشلهم ويقال ايضا اورشليم وسميت من بعد المسيح ايليا ومن بعد  
الفتح الاسلامية الى هذا الوقت اسمها القدس والاعاجم تسميها بيت المقدس

۲۵

۲۹۹

جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہو گئے اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی آیتوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے اپنی کتاب سراج منیر میں ان کی وفات کی تصریح کی۔ معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گذر گئے۔ پر ابھی تک ہمازے مخالفوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ بیخوب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ تو حد سے گذر گئے۔ جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں انہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب ہم اس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتلانا چاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب کجا رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے بڑھے۔ لیکن نہایت ضروری امر جس کے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض حوام کا بل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی منہ سے نکال دیئے

بصلیٰ یا فابیوم ولیلۃ ومنها الی القدام ساعۃ فی الریل والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ادام اللہ وجودکم وحفظکم وایدکم ونصرکم علی اعدائکم۔ امین۔  
کتبہ خدامکم محمد السجیدی الطرابلسی عفا اللہ عنہ

ترجمہ لے حضرت مولانا امامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا بخشنے۔ (میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کے آیا تھا) جو کچھ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں ہیں کوس کا نام ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اُس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اسکے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور وہ دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اسکے اور شلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیار کھا گیا اور پھر فتح اسلام کے بعد اس وقت تک اس شہر کا نام

۲۷

## خاتمہ کتاب

خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے محافلوں کو ذیل کرنے کیلئے اور اس واقعہ کی سچائی ظاہر کرنے کیلئے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ جو مرتکزین علم ظن و ادراک میں یوز آصف کے نام سے قبر موجود ہے وہ حقیقت بلا شک شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ ہم مصلحتی جس پر طب کی ہزار کتاب جگہ اس زیادہ گواہی دہی ہے اس بات کا پہلا ثبوت ہے کہ جناب سید علیہ السلام نے مدینہ کے نجات پائی تھی وہ ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوگا۔ اس امر کی تفصیل میں کئی کتابیں ملاحظہ فرمائیے۔ یہ مضمون لکھا ہے کہ یہ مضمون سقظہ اور ہر قسم کے زعم کیلئے بنائی جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے طیارہ ہونی تھی یعنی اس زخموں کیلئے جو آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر تھے۔ اس مضمون کے ثبوت میں میرے پاس بعض وہ طبی کتابیں بھی ہیں جو قریباً سات سو برس کی قلمی لکھی ہوئی ہیں۔ یہ طبیب قرظ مسلمان نہیں ہیں بلکہ عیسائی ہونے کی وجہ سے بھی جن کی کتابیں اب تک موجود ہیں۔ قیصر دوم کے کتب خانہ میں بھی بدیہی زبان میں ایک قراہین تھی اور اتمہ صلیب سے دو سو برس گزرنے سے پہلے ہی اکثر کتابیں دنیا میں شائع ہو چکی تھیں پس بنیاد اس مسئلہ کی کہ حضرت سید صلیب پر فوت نہیں ہوئے اول خود انجیلوں سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور پھر مرمی صلیب نے علمی تحقیقات کے رنگ میں اس ثبوت کو دکھلایا۔ پھر بعد اس کے انجیل جو حال میں تبت سے دستیاب ہوئی اس نے عاف گواہی دی کہ حضرت عیسیٰ ضرور ہندوستان ملک میں آئے ہیں۔ اس کے بعد اور بہت سی کتابوں میں واقعہ کا پتہ لگا اور کثیر کثیر اعلیٰ جو قریباً دو سو برس کی تصنیف ہے اس کے صفحہ ۸۲ میں لکھا ہے کہ سید نصیر الدین کے حزار کے پاس جو دوسری قبر ہے عام خیال ہے کہ یہ ایک پغمبر کی قبر ہے۔ اور پھر یہی مؤرخ اسی مضمون میں لکھا ہے کہ ایک شہزادہ کشمیر میں گیا اور ملک سے آیا تھا اور سید احمد نقوی اور سید احمد علی نے وہاں دو چہرے پر عبادت کی خدا کی طرف سے نبی ہوا۔ اور کشمیر میں اکثر کشمیریوں کی دعوت میں مشغول ہوا جس کا نام یوز آصف ہے اور اکثر صاحب کشف خود ملاحظہ فرماتے ہیں کہ جو واقف کامرشد ہے فوائد میں کہ اس قبر سے برکات نبوت ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ عبارت تاریخ اعلیٰ کی فارسی میں ہے جس کا ترجمہ کیا گیا۔ اور کتب مکتوبہ میں کالج میگزین ستمبر ۱۸۹۱ء اور اکتوبر ۱۸۹۱ء میں بہ تقریب دیو لو کتاب شہزادہ یوز آصف جو منہ مفضل تھا۔ مرنے سے فوراً مرکا اور نظام نے لکھی ہے تحریر کیا ہے کہ یوز آصف شہزادہ تھیں جو ایشیا اور یورپ میں شہو آفاق ہو چکا۔ پادریوں نے کچھ آمیزگی کر دی۔ یعنی یوز آصف کے سوانح میں جو حضرت سید علیہ السلام کی تعلیم اور اخلاق سے بہت مشابہ ہے شاید یہ تحریریں پادریوں نے اپنی طرف سے زیادہ کر دی ہیں۔ لیکن یہ خیال مرامر سادہ لوحی کی بنا پر ہے۔ بلکہ یاد دہانی کو اوقات یوز آصف کے سوانح میں ہے بلکہ اس کے پہلے تمام ہندوستان اور کشمیر میں شہور ہو چکے تھے اور اس کے بعد کہ ہرانی کتابوں میں اس کا ذکر ہے اور اب تک وہ کتابیں موجود ہیں پھر پادریوں کو کھریں کیلئے کیا گناہش تھی۔ ان پادریوں کا یہ خیال کہ شاید حضرت سید علیہ السلام کے حوالی سے اس ملک میں آئے ہونگے اور یہ تحریریں یوز آصف کے سوانح میں ان کی ہیں یہ مرامر غلط خیال ہے بلکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یوز آصف حضرت سید علیہ السلام کا نام ہے جس میں زبان کے پھر کا ذکر ہے

یوز آصف تیسرا ہے۔ اب بھی بعض کشمیریوں نے یوز آصف کے عیسیٰ صاحب ہی کہتے ہیں جیسا کہ لکھا گیا۔ والسلام علی من اتبع الهدی

۳۲۳

چشمہ سیسی

کا خدا بننا باطل کر کے دکھلا دیا۔ صلیبی عقیدہ کو پاشن پاشن کر دیا۔ اور نخل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا نہایت درجہ ناقص لہ نکتا ہونا اس کا بیانیہ ثبوت پہنچا دیا تو پھر عیسائیوں کا جوش مزہد نفسانیت کی وجہ سے ہونا چاہیے تھا۔ پس جو کچھ وہ افتراء کریں تو خدا ہے جو شخص مسلمان ہو کر پھر عیسائی بننا چاہے اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر اور بالغ ہو کر پھر یہ چاہے کہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو جائے اور وہی نطفہ بن جائے جو پہلے تھا۔ مجھے تعجب ہے کہ عیسائیوں کو کس بات پر ناز ہے۔ اگر حق کا خدا ہے تو وہ وہی ہے جو مدت ہوئی کہ مر گیا اور سری نگر محلہ خانیار کشمیر میں اس کی قبر ہے اور اگر اس کے معجزات میں تو وہ دوسرے نبیوں سے بڑھ کر نہیں ہیں بلکہ ایسا ہی نبی کے معجزات اس سے بہت زیادہ ہیں۔ اور بموجب بیان یہودیوں کے اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا جس نے قرب اور مکر تھا۔ اور پیشگوئیوں کا یہ حال ہے جو اکثر جھوٹی نکلی ہیں۔ کیا بائبل مولیوں کو وعدہ کے موافق بائبل تخت بہشت میں نصیب ہو گئے کوئی پادری صاحب تو جو لب دیں؟ کیا دنیا کی بادشاہت حضرت عیسیٰ کو ان کی اس پیشگوئی کے موافق مل گئی جس کے لئے ہتھیار بھی خریدے گئے تھے کوئی تو بولے؟ اور کیا اسی زمانہ میں حضرت مسیح اپنے دعوے کے موافق آسمان سے اترے؟ میں کہتا ہوں اترنا کیا ان کو تو آسمان پر جانا ہی نصیب نہیں ہوا۔ یہی رائے یودپ کے محقق علماء کی بھی ہے بلکہ وہ صلیب پر سے نیم مردہ ہو کر نکالے گئے۔ اور پھر پوشیدہ طور پر بھاگ کر ہندوستان کی راہ سے کشمیر میں پہنچے۔

مت

یہودیوں کے اس بیان کی ضد حضرت مسیح کے قول میں تائید پائی جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح بائبل میں فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے لوگ اس کا بھروسہ نہیں لگتے ہیں انکو کوئی نشان نہیں دکھلایا جائے گا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ نے کوئی معجزہ یہودیوں کو دکھلایا ہوتا تو مزید یہودیوں میں خرافات کے وقت میں معجزات کا جملہ دینے کا منہ

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امر دہلی کو ہمارے مقابلہ کیلئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے مشاہدہ کیا کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہتا کہ کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موسیٰ بچالیں اور دوبارہ آتا کر خاتم الانبیاء بناویں، بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور انکو بڑا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نوری منشأ کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث امامکرمینک کے مطابق اور مسلم کی حدیث اتمکم منکم کے ذریعے اسی امت مروجہ میں سے مسیح موعود پیدا ہوا۔ تا موسیٰ بسلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکا دے۔ بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریباً بچا پس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُتے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر بچا پس کروڑ کے ساتھ بچا پس کروڑ اور ملا دے۔ کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہی مقولہ تھا کہ پیران نہ سے پند فریداں سے پرانند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کیساتھ اُترتے دیکھے گی۔ اور پادری لوگ اگر مولویوں کا گلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اُس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہوگا کیا اسلام دنیا میں ہوگا بعنت اللہ علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر متحدہ خان یار میں مدفون ہے۔ اُس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بہا بندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا ہوتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر ہیسائیوں کو مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہاں تک کہ جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اطراہ کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار گذرا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا۔ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ۔ اب آسمان کی طرف

ملا



## مکتوب نمبر ۲۳۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچ کر باعث شدت علالت طبع اخویم مولوی غلام علی صاحب بہت ترزدہ ہوا اور خط کے پڑھنے کے بعد جناب الہی میں بہت دعا کی گئی اور پھر رات کو بھی دعا کی گئی اور اسی طرح میں انشاء اللہ القدر، بہت جدوجہد سے دعا کروں گا۔ آپ بھی ان کے حق میں دعا کریں اور ان کو مطمئن کریں کہ گو کیسے عوارض شدید ہوں، خدا تعالیٰ کے فضل کی راہیں ہمیشہ کھلی ہیں اس کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہئے۔ ہاں اس وقت اضطراب میں توبہ و استغفار کی بہت ضرورت ہے۔

یہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو شخص کسی بلا کے نزول کے وقت میں کسی ایسے غیب اور گناہ کو توبہ نصوح کے طور پر ترک کر دیتا ہے جس کا ایسی جلدی سے ترک کرنا ہرگز اس کے ارادہ میں نہ تھا تو یہ عمل اس کے لئے ایک کفارہ عظیم ہو جاتا ہے اور اس کے سینہ کے کھلنے کے ساتھ ہی اس بلا کی تاریکی کھل جاتی ہے اور روشنی امید کی پیدا ہو جاتی ہے۔ سو مولوی صاحب کو آپ بخوبی سمجھادیں کہ دلی استغفار سے خدا تعالیٰ سے زیادہ ربط پیدا کر لیں۔ اور مجھے جس قدر ان کے لئے ترزدہ اور غم ہے خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور میں انشاء اللہ بہت دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ ان پر فضل وارد کرے اور جلد ترصحت کامل بخش کر اس خوشخبری کو اس عاجز تک پہنچا دے۔ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

یہ عاجز باعث دورہ مرض و علالت طبع کل لاہور نہیں جاسکا، بالفصل میاں جان محمد کو بھیج دیا ہے کہ سلطان احمد کو اسی جگہ لے آوے۔ اس عاجز کی طبیعت ستر کے لائق نہیں۔ مرض دوران سراور دل کے ڈوبنے کی یکدفعہ طاری حال ہو جاتی ہے۔ پھر موت نصب العین معلوم ہوتی ہے مگر اس وقت تو وہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

جو کچھ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشق حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثل سچ کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں حرج کیا ہے؟ درحقیقت اس عاجز کو مثل سچ بننے کی کچھ حاجت

۱۔ الملک: ۲

## علمائے ہند کی خدمت میں نیا نامہ

اے براہدان دین و علمائے شمع متین! آپ صاحبان سپہی بلن معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے بوٹیل موجود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لگ مسیح موعود خلیل کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا امام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہدین احمدیہ کے کئی مقالات پر تصریح و صراحت کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہو گا میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ التزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری طہرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اس قدر شبہت ہے اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے یہ رسالوں میں اپنے تجزیوں وہ موجود ٹھہرایا ہے جس کے اُنے کا قرآن شریف میں اجمالاً احادیث میں تصریحاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ میں پہلے ہی براہدین احمدیہ میں تصریح لکھ چکا ہوں کہ میں وہی مثیل موعود ہوں جس کے لئے نبی روحانی طور پر قرآن شریف میں دورا دوراً اشارتِ نبویہ میں پہلے سے ظہور ہو چکا ہے۔ تمہارے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۶ جلد سات میں جس میں بلا جہاں احمدیہ کا ریلوے لکھا ہے ان تمام اہمات کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل و جان مان چکے ہیں مگر پھر بھی سنا جاتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کو جس دورہ گول کا شہر اور غرقاؤں کے

گواہ رہے اور خداوند عظیم و مسیح اول الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو ماننا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک فیروز بہب کا آدمی بھی مسلمان کہلائے گتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تاسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے تو فقط شیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح مدحیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مشابہت رکھتی ہے۔ غرض میں ایک مسلمان ہوں۔ اتیا المسبلون انا حکم وانا کم حکم بامر اللہ تعالیٰ خلاصہ کلام یہ کہ میں محدث اللہ ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور بائیسہ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں جو صدی چار و ہم کے لیے مسیح ابن مریم کی نخصلت اور رنگ میں مجدد دین جو کہ رب اسنوت والا درخ کی طرف سے آیا ہوں۔ میں مضرئی نہیں ہوں۔ وقد خاب من افتراء۔ خدا تعالیٰ نے دنیا پر نظر کی اور اس کو نخلت میں پایا اور مصلحت جلاو کے لیے ایک اپنے عاجز بندہ کو خاص کر دیا۔ کیا تمہیں اس سے کچھ تعجب ہے کہ دودھ کے موافق صدی کے سر پر ایک مجذوب بھیجا گیا اور جس نبی کے رنگ میں چاہا خدا تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا کیا ضرور نہ تھا کہ خبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی۔ بھائیو! میں مصلح ہوں بدعتی نہیں۔ اور معاذ اللہ میں کسی بدعت کے پھیلانے کے لیے نہیں آیا۔ حق کے اظہار کے لیے آیا ہوں اور ہر ایک بات جس کا اثر اور نشان قرآن اور حدیث میں پایا نہ جاتے اور اس کے برخلاف ہو۔ وہ میرے نزدیک احمق اور بجا ایلیا ہے مگر ایسے لوگ تھوڑے ہیں جو کلام الہی کی تہ تک پہنچتے اور ربانی پیشگوئیوں کے باریک بیدوں کو سمجھتے ہیں۔ میں نے دین میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں کی۔ بھائیو! میرا وہی دین ہے جو تہذیب و تمدن کا سرچشمہ ہے اور میرا مقصد ہے جو تمہارا مقصد ہے۔ اور وہی قرآن شریف میرا دلی ہے۔ اور میرا مایا اور میری دستاویز ہے۔ جس کا ماننا تم پر بھی فرض ہے۔ ہاں یہ سچا اور باکل سچا ہے کہ میں حضرت مسیح ابن مریم کو فوت شدہ اور داخل موتی یقین رکھتا ہوں اور جو آنے والے مسیح کے بارے میں پیشگوئی ہے۔ وہ اپنے حق میں یقینی اور قطعی طور پر اعتقاد رکھتا ہوں۔ لیکن اسے بھائیو یہ اعتقاد میں اپنی طرف سے اور اپنے خیال سے نہیں رکھتا۔ بلکہ خداوند کریم جلت شانہ نے اپنے اہام و کلام کے ذریعہ سے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ مسیح ابن مریم کے نام پر آنے والا تو ہی ہے۔ اور مجھ پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے وہ دلائل یقینیہ کھول دیتے ہیں جن سے ہر تمام یقین و قطع حضرت عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کا فوت ہو جانا ثابت ہوتا ہے۔ اور مجھے اسی قاعدہ مطلق نے بار بار اپنے کلام خاص سے شرف و مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ کی یہودیت خدا کو نہ کے لیے تجھے عیسیٰ بن مریم کے رنگ اور کمال میں بھیجا گیا ہے۔ سو میں استعارہ کے طور پر ابن مریم کو دیکھوں۔ جس کا یہودیت کے زبانہ اور تنصیر کے غلبہ میں آنے کا وہ تھا جو غربت اور روحانی قوت اور روحانی اسطر کیساتھ

لازم ہے کیونکہ جو لوگ خدا کے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر نکلے نہیں پوتے اور بغیر بچھلے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمانے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تک خدا کے تعالیٰ کی طرف سے بعض عبادات کے ادا کرنے کے بارہ میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی تب تک اہل کتاب کی سنن و سنہ پر قدم مارنا بہتر جانتے تھے اور بروقت نزل وحی اور دریافت اہل حقیقت کے اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ سو اسی لحاظ سے حضرت مسیح بن مریم کی نسبت اپنی طرف سے بلا ہین کوئی بحث نہیں کی گئی تھی۔ اب جو خدا تعالیٰ نے حقیقت امر کو اس عاجز و بظاہر فرمایا تو علم طہ پر اس کا اعلان از بس مشہور تھا لیکن مجھے اگر کچھ انکسوس ہے تو اس زمانہ کے ان مولوی صاحبان پر ہے کہ جنہوں نے قبل اس کے جو مسیحی تخریب پر خور اور غرض کی نگاہ کوئی رد لکھنے شروع کر دیے ہیں مصنفین اور محققین خوب سمجھتے ہیں کہ جس قدر حال کے بعض مولوی صاحبوں نے مجھے اپنی دیرینہ رائے کا مخالف ٹھہرایا ہے غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ حقیقت اتنی بڑی مخالفت نہیں ہے جس پر اتنا شور مچایا گیا۔ میں نے صرف ٹیبل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف ٹیبل ہو تا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دین نزاری بھی ٹیبل مسیح آجائیں ہاں اس زمانہ کے لئے میں ٹیبل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے ثبوت ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں کہ ٹیبل مسیح بہت ہو سکتے ہیں بلکہ امارت بنویہ کا بھی یہی خشاء پایا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے دجال پیدا ہوں گے اب ظاہر ہے کہ جب تیس دجال کا آنا ضروری ہے تو حکم لیکٹی دجال جیسے تیس مسیح بھی آنے چاہئیں پس اس بیان کے رد سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس کا حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور اوشاہت

۲۵۷

اور اولیاء کرام سے میرے پاس موجود ہیں مگر غور سے دیکھنا اور مجھ سے سننا شرط ہے۔  
 میں نے ان ثبوتوں کو صفائی کے ساتھ کتاب آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے اور کھول کر  
 دکھلایا ہے کہ جو لوگ اس انتظار میں اپنی عمر اور وقت کو کھوتے ہیں کہ حضرت مسیح پھر اپنے خلکِ قالب کے  
 ساتھ دنیا میں آئیں گے وہ کس قدر منشاء کلام الہی سے دور جا پڑے ہیں اور کیسے چاروں طرف کے  
 فسادوں اور خرابیوں نے انکو گھیر لیا ہے میں نے اس کتاب میں ثابت کر دیا ہے کہ مسیح موعود  
 کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور دجال کا بھی۔ لیکن جس طرز سے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے وہ بھی مسیح  
 اور درست ہو گا کہ جب مسیح موعود سے مراد کوئی قبیل مسیح لیا جائے جو اسی امت میں پیدا ہو۔ اور  
 نیز دجال سے مراد ایک گروہ لیا جائے اور دجال خود گروہ کو کہتے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے مخالفوں نے  
 بڑی ذلت پہنچانے والی غلطی اپنے لئے اختیار کی ہے گو یا قرآن اور حدیث کو یکطرف چھوڑ دیا ہے  
 وہ اپنی نہایت درجہ کی بلاہمت سے اپنی غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے اور اپنے موٹے اور سطحی خیالات پر  
 مغرور ہیں۔ مگر انکو شرمندہ کر سوا الا وقت نزدیک آتا جاتا ہے۔

میں نہیں جانتا کہ میرے اس خط کا آپ کے دل پر کیا اثر پڑے گا مگر میں نے ایک واقعی نقشہ  
 آپ کے سامنے کھینچ کر دکھلا دیا ہے۔ ملاقات نہایت ضروری ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے  
 ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کے جلسہ میں ضرور تشریف لادوں۔ انشاء اللہ القدر آپ کیلئے بہت مفید ہو گا  
 اور جو بند سفر کیا جاتا ہے وہ عند اللہ ایک قسم عبادت کے ہوتا ہے۔ اب دعا ختم کرنا ہوں آئندہ کہنا  
 من عندہ در حکم فی الدنیا والآخرۃ۔ والسلام

خاکسار

(دہم دسمبر ۱۸۹۲ء)

غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ

چرانے کی تہیت سے اپنی سیاہ کاری میں مدد بنا سکتا ہے۔ کب ٹھہر سکتی تھی۔ نیز خاکسار  
 عمرن کرتا ہے کہ منشی احمد جان صاحب لدھیانوی ایک بڑے صوفی مزاج آدمی تھے اور اپنے  
 عاقد کے ایک مشہور پیر مجاہد نقیین تھے۔ مگر افسوس کہ حضرت صاحب کے دعوئے سیرت سے  
 پہلے ہی فوت ہو گئے۔ ان کو حضرت سیح مودود سے اس درجہ محبت تھی کہ ایک دفعہ انہوں  
 نے آپ کو مخاطب کر کے یہ شعر فرمایا۔

ہم مریضوں کی ہے تمہیں نظر ۔ تم سبھا بنو خدا کے بیٹے

منشی صاحب موصوف کی لڑکی سے حضرت خلیفہ اول کی شادی ہوئی۔ اور حضرت مولوی  
 صاحب کی سب زینہ اولاد انہی کے بطن سے ہے۔ منشی صاحب کے دروں صاحبزادے  
 قادیان میں ہی ہجرت کر کے آگئے ہوئے ہیں۔ اور منشی صاحب کے اکثر بلکہ قریباً سب  
 متبعین احمدی ہیں۔ نیز خاکسار عمرن کرتا ہے۔ کہ مولوی تید سرور شاہ صاحب منشی  
 صاحب مودود سے خود نہیں ملے لہذا انہوں نے کسی اور سے یہ عاقد بنا ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب بخاری نے کہ ایک

دفعہ حضرت سیح مودود علیہ السلام نے چند بہانوں کی دعوت کی اور ان کے واسطے گھر میں  
 کھانا تیار کروایا۔ مگر میں جسوقت کھانے کا وقت آیا تنے ہی اور جہان آگئے اور مسجد مبارک  
 بہانوں سے بھر گئی۔ حضرت صاحب نے اندک کھلا بھیجا کہ اور جہان آگئے ہیں کھانا زیا  
 بجاؤ۔ اس پر بیوی صاحبہ نے حضرت صاحب کو اندر بلوا بھیجا۔ اور کہا کہ کھانا تو تیار  
 ہے۔ صرف ان چند بہانوں کے مطابق پکا یا گیا تھا۔ جن کے واسطے آپ نے کہا تھا مگر  
 شاید باقی کھانے کا تو کچھ کھینچ تان کر انتظام ہو سکیگا۔ لیکن زندہ بدعتی ہوتے ہی توڑا  
 ہے۔ اس کا کیا کیا جاوے۔ میرا خیال ہے کہ نہ ہو سکتی ہی نہیں۔ یہ بہانوں کی کھانا  
 دیتی ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ نہیں یہ مناسب نہیں۔ پھر زندہ کا برتن میرے پاس  
 لاؤ۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اس برتن پر نعال ڈھا لکھ دیا اور پھر نعال کے نیچے  
 اپنا لالہ گزار کر اپنی انگلیاں زندہ میں داخل کر دیں اور پھر کہا اب تم سب کے واسطے کھانا کھا  
 خدا برکت دیجائے۔ چنانچہ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ زندہ سب کے واسطے آیا اور سب

کچے ساتھ رہی اور شروع سے ہی اپنے آپ کو بیعت میں سمجھا اور اپنے بیٹے بتائے  
 الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔ خاک روضہ کرتا ہے۔ کہ ابتدائی بیعت کے  
 وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیحیت اور ہندویت کا دعویٰ نہ تھا۔  
 بلکہ عام مجددانہ طریق پر آپ بیعت لیتے تھے۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے  
 پوچھا کہ حضرت مولوی صاحب کے علاوہ اور کس کس نے پہلے دن بیعت کی  
 تھی؟ والدہ صاحبہ نے یہاں جہاد صاحب سنوری اور شیخ عادل علی صاحب  
 کا نام لیا۔

(۱۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب  
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ مسیحیت شائع کرنے لگے تو اس وقت آپ  
 قادیان میں تھے۔ آپ نے اس کے متعلق ابتدائی رسالے بھی لکھے۔ پھر آپ  
 لدھیانہ تشریف لے گئے اور وہاں سے دعویٰ شائع کیا۔ والدہ صاحبہ نے  
 فرمایا۔ کہ دعویٰ شائع کرنے سے پہلے آپ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ کہ میں ایسی  
 بات کا اعلان کرنے لگا ہوں جس سے ملک میں مخالفت کا بہت شور پیدا ہوگا۔  
 والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ اس اعلان پر بعض ابتدائی بیعت کرنے والوں کو یہی شکوک  
 لگ گئی۔

(۱۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ  
 جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سبھا کوٹ میں میر ولد شاہ صاحب کے مکان  
 پر تھے۔ اور سورہے تھے۔ میں نے اپنی زبان پر ایک فقرہ جاری ہوتے سنا۔  
 میں نے سمجھا کہ الہام ہوا ہے پھر آپ بیدار ہو گئے۔ تو میں نے کہا۔ کہ آپ کو یہ  
 الہام ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تم کو کیسے معلوم ہوا؟ میں نے کہا مجھے آواز  
 سنائی دی تھی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ الہام کے وقت آپ کی کیا حالت ہوتی  
 تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور ملتے پر پسینہ آ جاتا تھا۔  
 خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود اپنے مکان کے چھوٹے

اور سب سے پہلے حضرت مولانا مولوی نور الدین (.....) نے بیعت کی اور اس دن چالیس کے قریب آدمیوں نے بیعت کی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ کچھ لوگ بیعت میں شامل ہوتے رہے۔

### مسیح موعود ہونے کا دعویٰ اور اس کا اعلان

لیکن 1891ء میں ایک اور تغیر عظیم ہوا یعنی حضرت مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جن کے دوبارہ آنے کے مسلمان اور مسیحی دونوں قائل ہیں، فوت ہو چکے ہیں اور ایسے فوت ہوئے ہیں کہ پھر واپس نہیں آسکیں گے اور یہ کہ مسیح کی بعثت ثانیہ سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو ان کی خوبو پر آوے اور وہ آپ ہی ہیں۔ جب اس بات پر آپ کو شرح صدر ہو گیا اور بار بار الہام سے آپ کو مجبور کیا گیا کہ آپ اس بات کا اعلان کریں تو آپ کو مجبوراً اس کام کے لیے اٹھنا پڑا۔ قادیان میں ہی آپ کو یہ الہام ہوا تھا۔ آپ نے گھر میں فرمایا کہ اب ایک ایسی بات میرے سپرد کی گئی ہے کہ اب اس سے سخت مخالفت ہوگی اس کے بعد آپ لدھیانہ چلے گئے اور مسیح موعود ہونے کا اعلان 1891ء میں بذریعہ اشتہار کیا گیا۔

### علماء زمانہ کی شدید مخالفت اور مباحثہ لدھیانہ

اس اعلان کا شایع ہونا تھا کہ ہندوستان بھر میں شور مچ گیا اور اس قدر مخالفت ہوئی کہ الامان اوی علماء جو آپ کی تائید کرتے تھے آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

### مولوی محمد حسین بٹالوی کی مخالفت

مولوی محمد حسین بٹالوی جنہوں نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں آپ کی تائید میں



## تخصیص گولڑیہ

ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنے دعویٰ کے متعلق جس قدر ثبوت ہیں اجمالی طور پر انکو اب تک اکٹھا کر دیا جائے۔ سو اولیٰ تہیہی طور پر اس بات کا کھٹا ضروری ہے کہ میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ہمارے علماء کا یہ خیال ہے کہ وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں جو نبیل نازل ہوئی تھی آخری زمانہ میں آسمان پر سے نازل ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے کہ قرآن شریف اس خیال کے مخالف ہے اور آیت **فَلَمَّا توفيتنى كنت انت الرقيب عليه** اور آیت **كأنما يكلان الطعام** اور آیت **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الامم لآيات فيها نبيون وفيها تموتون** اور دوسری تمام آیتیں جن کا ہم اپنی کتابوں میں ذکر کر چکے ہیں اس پر قطعیۃ الدلالت ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور انکی موت کا انکار قرآن سے انکار ہے اور پھر اس کے بعد اگرچہ اس بات کی ضرورت نہیں کہ ہم احادیث سے حضرت مسیح کی وفات کی دلیل ڈھونڈیں لیکن پھر بھی جب ہم حدیثوں پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کافی حصہ اس قسم کی حدیثوں کا موجود ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو تیس برس عمر لکھی ہے اور جن میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر عیسیٰ اور موسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ اور ان میں لکھا گیا ہے کہ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ مدعوں میں داخل ہیں۔ چنانچہ معراج کی تمام مشین جو حج بخدا میں ہیں وہ اس بات پر گواہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام معراج کی بات میں وفات شدہ مدعوں میں دیکھے گئے۔ اور سب سے بڑھ کر حدیثوں کے مدد سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہو گیا تھا کہ گذشتہ تمام نبیوں میں حضرت عیسیٰ بھی داخل ہیں سب کے سب فوت ہو چکے ہیں یہی

لے الما کلا ۱۱۸، لے الما کلا ۷۹، لے ال عمران: ۱۲۵، لے الاحزاب: ۲۶

اقول۔ میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ ہدی ہوں جو مصداق من ولہ فاطمہ و  
 من حترتی وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اور مسیح موعود کسے  
 کسی حدیث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔ ان ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین  
 کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ ہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور  
 مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں مستحکم نہیں۔ اور جس قدر افترا و اُلن حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور  
 حدیث میں ایسا افترا نہیں ہوا غلطاً و عیاسی وغیرہ کے عہد میں خلیفوں کو اس بات کا بہت  
 شوق تھا کہ اپنے تئیں ہدی موعود قرار دیں۔ پس اس وجہ سے بعض حدیثوں میں ہدی کوئی عباس  
 میں سے قرار دیا۔ بعض میں بنی فاطمہ میں سے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ رجل من امتی  
 کہ وہ ایک آدمی میری امت میں سے ہوگا۔ مگر وہ اصل تمام حدیثیں کسی اعتبار کے حلق نہیں یہ صرف  
 میرا ہی قول نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء و اہل سنت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور ان حدیثوں کے مقابلہ پر  
 یہ حدیث بہت مستحکم ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لا مہدی الا عیسیٰ یعنی  
 کوئی ہدی نہیں عیسیٰ ہی ہدی ہے جو آنے والا ہے۔

قولہ پشین گوئیاں یا حضرت علی اشد علیہ وسلم کی میں میں علماء نے بھی تادل کی ہے  
 کثر ایسی پائی جاتی ہیں جو بطور رد یا کے منکشف ہوئی ہیں۔ الخ

اقول۔ اس اعتراض کو میں نہیں سمجھ سکا اس لئے جواب سے مجبوری ہے۔  
 قولہ۔ اہل ظاہر تو چشم باطن نہیں رکھتے اس لئے ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو  
 نہ پہچانا کچھ تعجب نہیں۔ مگر جو لوگ اہل اشد و اہل باطن میں ان لوگوں کو تو حضرت کو  
 قدیہ الہام وغیرہ پہچانا نہ سکی ہے جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم رسالہ تذکرۃ العادیل  
 نام ہدی موعود کے محل میں لکھتے ہیں کہ بطل الاثام و عاصب الاطراق آئمہ ہدیہ بیت کنند۔  
 اقول۔ یہ تمام اقوال ان بنو ہدیہ کہ ہدی موعود بنی فاطمہ سے یا بنی عباس سے آئے گا  
 اور اہل اہل قلب اس کی بیعت کریں گے مگر میں ابھی تک چکا ہوں کہ اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے

۲۲۸

پنجابی میں اسلئے اقل یہ کارروائی پنجاب میں شروع ہوئی۔ لیکن امر وہ بھی مسیح موعود کی سچا  
ہمت کے دور نہیں ہو سکتے اس سچ کا کافر کش دم ضرور امر وہ تک بھی پہنچے گا۔ یہی ہماری طرف سے  
دعویٰ ہے۔ اگر مولوی احمد حسن اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد جسکو وہ قسم کے ساتھ شائع کریگا  
امروہہ کو طاعون سے بچا سکا اور کم سے کم تین جاٹے امن سے گذر گئے تو میں خدا تعالیٰ کی  
طرف سے نہیں۔ پس اس سے بڑھ کر اور کیا فیصلہ ہوگا۔ اور میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر  
کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اول  
میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اُس وقت آسمان پر  
تحسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی اور میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ  
وہ امر وہہ میں رہتا ہو اور خواہ امر تیسریں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور  
میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے  
پاک رہیگا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائیگا کیونکہ اُسے خدا تعالیٰ کے  
مقابل پر گستاخی کی اور یہ امر کہ مولوی احمد حسن صاحب تک محدود نہیں بلکہ اب آسمان  
عام مقابلہ کا وقت آگیا اور جس قدر لوگ مجھے جھوٹا سمجھے ہیں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی جو  
مولوی کر کے مشہور ہیں اور پیر علی شاہ گولڑوی جس نے بہتوں کو خدا کی راہ سے روکا ہوا ہے اور عبد الجبار  
اور عبد الحق اور عبد الواحد غزنوی جو مولوی جبار اللہ صاحب کی جماعت میں سے تھے کہلاتے ہیں اور شی  
الہی بخش صاحب کو ٹنٹ جنہوں نے میرے مخالف الہام کا دعویٰ کر کے مولوی جبار اللہ صاحب کے  
سید بنا دیا ہے اور اس قدر صریح جھوٹ سے نفرت نہیں کی اور ایسا ہی نذیر حسین دہلوی جو ظالم طبع  
اور تکفیر کا بانی ہے۔ ان سب کو چاہیے کہ ایسے موقع پر اپنے الہاموں اور اپنے ایمان کی عزت رکھ لیں  
اور اپنے اپنے مقام کی نسبت اشتہار دیدیں کہ وہ طاعون سے بچا یا جائیگا یا نہیں مخلوق کی  
سراسر بھلائی اور گورنمنٹ کی غیر خواہی ہو اور ان لوگوں کی عظمت ثابت ہوگی اور وہی سمجھے  
جائیں گے ورنہ وہ اپنے کاذب اور مفتری ہونے پر ہر گز کاوش نہ کریں۔ اور ہم عقرب انشا اللہ  
اس بلکہ میں ایک مفصل اشتہار شائع کریں گے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

۲۲

دافع البلاء صفحہ 22 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 238 از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 387 پر درج ہے

غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جاسے۔ اگر کوہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں، تحدیث کے معنی کسی نعت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔ اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نبی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لیے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موبہت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر پشم خود کچھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کروں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر انتم را کرنا لغتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہونے جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں گھرے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ علی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لیے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لیے جن کے دلوں پر پرہے ہیں۔ وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کریگا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کون نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہرے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں۔

اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ نبی مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ نبی مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول عقدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے، اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سوا اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ

”من نستم رسول و نیا در وہ ام کتاب“

اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ اس بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے

الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جبکہ علماء و مخالف ہو گئے تھے تو وہ لوگ ہزار ہا اعتراض کرتے۔ لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جبکہ یہ علماء میرے موافق تھے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ انکو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہو گا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آئیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی انکو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔ بغرض اعتراض کرنے والے اپنے اعتراضوں کے وقت میں یہ نہیں سوچتے کہ جس شخص نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہے وہ تو وہ شخص ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اعزاز اور اکرام کے الہامات ہیں اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ عزت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کبھی خوش قسمت وہ امت ہے جس کے اول سر میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہے اور حدیثوں سے صاف طور پر ثابت ہے کہ اگرچہ وہ ایک شخص امت میں سے ہے مگر انبیاء کی اس میں شان ہے۔ پھر ایسے شخص کے حق میں صلوٰۃ اللہ سلام کیوں غیر موزون اور غیر محل ہے۔ نہ معلوم کہ ان لوگوں کی عقلوں پر کیا پتھر پڑے کہ جس شخص کو تمام نبی ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک عزت دیتے آئے ہیں اس کو ایک ایسا ذیل سمجھتے ہیں کہ صلوٰۃ اللہ سلام بھی اس پر کہنا حرام ہے یہی وجہ تو ہے کہ ہم بار بار ان لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور سمجھو کہ جس شخص کو مسیح موعود کے بیان فرمایا گیا ہے وہ کبھی معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ خدا کی کتابوں میں اس کی عزت انبیاء علیہم السلام کے ہم پہلو رکھی گئی ہے۔ تم اگر یہ مانو تو تم پر ہمارا

لک درجۃ فی السماء و فی الذین ہم یُبصرون۔ و لک

تیرا آسمان پر ایک درجہ اور مرتبہ ہے اور نیز ان لوگوں کی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔ اور تیرے لئے

نَزِي آيَاتٍ وَ نَهْدَم مَا يَعْمُرُونَ۔ الحمد لله الذی

جہ نشانی دکھائیں گے اور جو عمارتیں بناتے ہیں ہم ڈھلا دیں گے۔ اُس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے

جعلک المسیح ابن مریم لا یُسئل عما یفعل و ہم

مسیح ابن مریم بنایا۔ وہ ان کاموں سے پوچھا نہیں جاتا جو کرتا ہے۔ اور لوگ اپنے کاموں سے

یُسئلون۔ و قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا

پوچھے جاتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے۔

قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ انی مہین من اراد

اُس نے کہا کہ ایک نسبت جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ میں اُس شخص کی امانت کروں گا جو تیری

اھانتک۔ انی لا یخاف لدی المرسلون۔ کتب اللہ

امانت کا ارادہ کریگا۔ میرے قریب میں میرے رسول کسی شخص سے نہیں ڈرا کرتے۔ خدا نے کچھ چھوڑا ہے کہ

چہ خاتمان کا پاک کلام جو میری کتاب براہین و حویہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اس میں خدا تعالیٰ نے تصریح ذکر

کر دیا ہے کہ کس طرح اُس نے مجھے عیسیٰ بن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اسکے ظاہر کیا

کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے نبوت کی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل

ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔ پھر دوسرے مقام میں اسی مرتبہ کے متعلق فرمایا

فاجاءہ الجنان الی جذع النخلة قال یا لیتف مت قبل هذا و کنت نسیاً منسیاً۔

اس جگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے کہ جب اس مامد میں مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کا تولد

ہوا اور اسی لحاظ سے یہ مامد ابن مریم ہونے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو درود زہ سے مشابہت رکھتی ہے اس کو

امت کی خشک جڑ کے سامنے لانی جن میں فہم اور تقویٰ کا پھل نہیں تھا اور وہ طیار تھے کہ ایسا دعویٰ

مشکوٰۃ امت کی تھیں لگا دیں اور دیکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اُسکے حق میں کریں تب اُس نے اپنے

دل میں کہا کہ کاش میں پہلے اس سے مر جاتا اور ایسا بھلا بسرا ہوتا کہ کوئی میرے نام کو واقع نہ ہوتا کہ

لہذا وہ احمد کے رنگ میں ہو گئیں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے۔  
 یعنی جمالی طہ کی خدات کے ایام میں اور اخلاقی کمالات ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ ہمسے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹیل موشی بھی تھے اور ٹیل عیسیٰ بھی۔ موشی جمالی رنگ میں آیا  
 تھا اور جلال اور الہی غضب کا رنگ اس پر غالب تھا مگر عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا تھا  
 اور فروتنی اس پر غالب تھی۔ سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مٹی کو مدنی زندگی  
 میں یہ دونوں نمونے جلال اور جمال کے ظاہر کر دیئے اور پھر چاہا کہ آپ کے بعد آپ کی  
 فیض یافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں اپنی دونوں نمونوں کو ظاہر  
 کرے۔ سو آپ نے محمدی یعنی جمالی نمونہ دکھلانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو  
 مقرر فرمایا کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا  
 پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام  
 پر جبر کرے اس لئے خدا نے جمالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا  
 یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا۔ سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو  
 پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا  
 ہے اور خدا نے تمہیں اس عیسیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضا کے بنایا۔ سو اب  
 وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا شن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہیے کہ تم میں خدا کی  
 مخلوق کے لئے عام ہمدی ہو اور کوئی چھل اور دھوکا تمہاری طبیعت میں نہ ہو  
 تم اسم احمد کے منظر ہو۔ سو چاہیے کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو  
 اور خادمانہ حالت جو عائد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو اور تم کمال طہ  
 پر خدا کی کیونکر حمد کر سکتے ہو جب تک تم اس کو رب العالمین یعنی تمام دنیا کا  
 پالنے والا نہ سمجھو اور تم کیونکر اس اقرار میں پتے ٹھہر سکتے ہو جب تک ایسا ہی  
 اپنے تئیں بھی نہ بناؤ۔ کیونکہ اگر تو کسی نیک صفت کے ساتھ کسی کی تعریف کرتا

ازالہ اولیٰ

۴۶۴

مقدم

جس کا محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے تولد ہوتا۔ جس کا اسمان پر ابن مریم نام ہے تو کیوں  
خدا تعالیٰ کی قدرت میں ابن مریم کہہ دیا کہ جسے عبور نہ سکتی۔ سو اس نے محض اپنے  
فضل سے بغیر کسی زمین مالک کے اس ابن مریم کو روحانی پیدائش احمد علیؑ کی بخشی  
جیسا کہ اس نے خود اس کو اپنے امام میں فرمایا تم احیینا ک بعد ما اهلنا القرون  
الاولیٰ وجعلناک المسیح ابن مریم۔ یعنی پھر ہم نے تجھے زمرہ کیا بعد اس کے جو  
پہلے قرآن کو ہم نے پاک کر دیا اور تجھے ہم نے مسیح ابن مریم بتایا یعنی بعد اس کے جو امام علیؑ  
پر مشائخ اور علماء میں موت روحانی پیدائش گئی۔ انجیل میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح  
ستاروں کے گرنے کے بعد گئے گا۔

اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف  
میں پیش گوئی موجود ہے۔ قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی ۱۴۰۰ سو برس تک مدت  
شمارائی ہے۔ مدت کے اولیاء بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس مدت کو مانتے ہیں اور  
آیہ وانا علی ذہاب ہم لقادرون جس کے حساب عمل مشککہ مدویں پہلای  
ہائیک سلخ کی لاقول کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں نئے ہائیک کے نکلنے کی اشارت  
ہمیں ہوئی ہے جو فلام احمد قلوبانی کے مددوں میں بحساب عمل پائی جاتی ہے اور یہ  
آیت کہ هو الذی یصل رسولہ بالهدی ویدیون الحق لیظہرہ علی الدین معلہ  
درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے کیونکہ تمام اولیاء اور روحانی قلبیہ بجز  
اس زمانہ کے کسی اور زمانہ میں ہرگز ممکن نہیں تھا وہ یہ کہ یہی زمانہ ہے کہ جس میں ہزاروں  
ہم کے اعتراضات و شبہات پیدائش ہو گئے ہیں اور انوار اقسام کے عقلی عملے اسلام پر  
کئے گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے وان من شیء الا عندنا خزائنه وما  
سنزلہ الا بقدر معلوم یعنی ہر ایک چیز ہمارے پاس خزانے میں مگر بقدر  
معلوم اور بقدر ضرورت ہم ہی کو اتار دیتے ہیں۔ سو جس قدر معارف و حقائق بطور قرآن میں

اور نون ۱۹۱ تک صفحہ ۱۰۱ سے جمرہ ۲۲



یہاں تک کہ میں نہیں کرتا ہے اور جو اسلام کا زندہ چہرہ دکھاتا ہے اور تازہ پائزہ نشانیوں سے اس کی تائید کر رہا ہے اور ہر طرف سے اسلام کی مدد کر رہا ہے اور دشمنوں اس کا دماغ شکنجہ بھابھ سے رہا ہے وہ اس کی نظروں میں جمل ہے۔

**صغالیٰ ذہن کیلئے تقویٰ ضروری ہے** سو بھگنا چاہیے کہ صغالیٰ ذہن میں تو آخر تقویٰ ہی ہے۔

ماہل ہوتا ہے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔  
 اَللّٰهُمَّ اِنِّهٖ تَابَ لَا رَيْبَ فِیْہِ وَہٗدٰی قَلْمٌ شَاقِقِیْنِ (المعرقۃ: ۲۰۶) یعنی یہ کتاب نہیں کو ہدایت نصیب کرتی ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جن میں تقویٰ نہیں۔ وہ تو اندھے ہیں۔  
 اگر کوئی ایک تکرار سے اور خدا تعالیٰ کا خوف کر کے اس کو دیکھتا ہے تب تو اس کو سب کچھ اس میں سے نظر آجاتا ہے اور اگر خداوند تعالیٰ کی پناہ آنکھوں پر باندھی ہوئی ہے تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا۔

**شیطان کا مغلوب ہونا یا مس مومنون کے ہاتھوں مفقود ہے** یاد رکھنا چاہیے کہ وہ جہاں اصل میں شیطان کے منظر

کو دیکھتے ہیں جس کے سامنے میں دراوہدایت سے گمراہ کہنے والے ہیں لیکن آخری زمانہ کی نسبت پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس وقت شیطان کے ساتھ بہت جگہ ہوں گے لیکن اگر شیطان مغلوب ہو جائے گا گوہر نبی کے زمانہ میں شیطان مغلوب ہوتا رہا ہے مگر وہ صرف فرضی طور پر تھا حقیقی طور پر اس کا مغلوب ہونا یا مس کے ہاتھوں سے مفقود تھا اور خدا تعالیٰ نے یہاں تک غلبہ کا وعدہ دیا ہے کہ جَبَّارِ الْمَلٰٓئِکَۃِ اَتَّبِعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنِّیْ یُوْجِبُ الْقِیٰمَۃَ رَاٰی عَمْرٰنُ ۝۵۸ فرمایا ہے کہ تیرے حقیقی بھائیوں کو بھی دوسروں پر قیامت تک غلبہ رکھوں گا۔ فرض شیطان اس آخری زمانہ میں پورے نسل سے جگہ کر رہا ہے مگر آخری فتح بھاری ہی ہوگی۔ یہ تو تم بھینٹے ہی ہو اور تمہارے نزدیک ہے ایک معمولی سی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ مرچے ہیں اور اس بات میں تم نے ہر طرف سے فتح بھی حاصل کر لی ہے۔

۱۔ بد ہے۔ اور یہی اندھا نوح سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسی طرح جو متقی نہیں وہ قرآن کے لفظ سے کچھ مدد بھی نہ پا سکے گا۔ جو تعصب سے نظر کرتا ہے۔ بات بات میں بدعتی سے کام لیتا ہے وہ جنت کو اگر فرشتہ ہی آئے تو بھی ماننے کا نہیں۔ (بد بد جلد ۱ نمبر ۱ صفر و صراط و جندی مشائخ)

۲۔ بد ہے۔ اصل میں ہلا اور وہ بدعتوں کے لیے ہے۔ ایک تو ایک نبی کو اپنے کے لیے دوسرا شیطان کو اپنے کے لیے۔ (بدر حوالہ مذکور)

۴۹۹

تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس قبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی اور

۴۹۹

کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور حصر ان غایب نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کہ اس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

برجہ یقین کامل پہنچ کر منکر ہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا بِاللُّغَةِ الْاَرَبِيَّةِ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَّلَ۔ صَدَقَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ وَكَانَ اَمْرُ اللهِ مَفْعُوْلًا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اید نیز اس الہام پر اس معارف و حقائق کو

تادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بغیر ذرت حقہ اترا ہے۔ خداوند اسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا نے تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حقہ سوم کے الہامات میں بھی ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے سَمَوَاتٍ مَّبْنُوَاتٍ اَلَّذِي اَنْزَلْنَا رِسُوْلًا بِالْحَقِّ اَلَّذِي يَدْعُوْا اِلَيْهِ اَلَّذِي

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں تو

ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی طریت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت

ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بھدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

لے الصفہ : ۱۱

پہلی فصل

4-1

براہین احمدیہ

نے منع کیا ہے اور اسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اس کے شارع نے دی ہے تو

برخلاف قسم دوم کے کہ اس میں انکار جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت میں خدا کی محبت اور اس کے غیر کی عداوت داخل نہیں تریں کہ پھر وہ ریشہ ظلم کا نہیں باقی ہو کیونکہ اس نے جس ربوبیت کو

خَلَقَ اَوْدَمَ فَاكْرَمَهُ - پید کیا آدم کو پس اکرام کیا اس کا۔ جَدِيَّ اللهُ فِيْ حَلِيِّ الْاَنْبِيَاءِ

جبری اللہ نبیوں کے حلوں میں۔ اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب لہر شاد و

ہدایت اور مورد وحی الہی ہونے کا دراصل حلقہ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار

منا ہے اور یہ حلقہ انبیاء امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے

اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعْلَمَاءُ اُمَّتِيْ

كَانِيْبِيَاءِ بِنِيِّ اِيْتِ رَاثِيْل - پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام ان کو سپرد

کیا جاتا ہے۔ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا - اور تمھے تم ایک

گڑھے کے کنارہ پر سو اس سے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان ملنا سرفی

عَسَى رَبُّكُمْ اَنْ يُّرْحَمَكُمْ عَلَيْكُمْ وَاِنْ عُدْتُمْ عَدُوْنَا جَعَلْنَا جَهَنَّمَ

لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف توجہ ہے جو تم پر

رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی

طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس

مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور

نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضح اور آیات بینہ

سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکشی رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب

خدائے تعالیٰ بجز مین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائیں گا اور

حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور

براہین احمدیہ

۶۰۲

پہلی فصل

وہ اس صورت میں بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمہ داری

جیسا کہ چاہیے تھا ادا نہیں کیا۔ اور لقاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے۔ لیکن جب اس کی سرشت میں محبت الہی اور موافقت باشد بخوبی داخل ہوگئی۔ یہاں تک کہ خدا اس کے کان ہو گیا جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو گئیں

سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تہلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔ اور یہ زمانہ اس زمانہ کیلئے بطور ارہامس کے واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اتمامِ محبت کریگا۔ اب بجائے اسکے جمالی طور پر یعنی نقاد و احسان اتمامِ محبت کر رہا ہے۔

تَوْبُوا وَاصْلِحُوا وَاِلَى اللّٰهِ تَوَجَّهُوا وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلُوا وَاَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ توبہ کرو اور نسیق اور فحور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اُسپر توکل کرو اور صبر اور صلوة کے ساتھ اُس سے مدد چاہو۔ کیونکہ نیکوں سے بریاں دور ہو جاتی ہیں۔ بُشْرٰی نَكَ يَا اَحْمَدِ عی۔ اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِی۔ عَرْشَتُ كَرَامَتِكَ بِسِیْرِ عی۔ خوشخبری ہو تجھے اسے میرے احمد۔

تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگا یا ہے۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَخْضَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ وَاَعْيُنُهُمْ اَفْرَاجُهُمْ ذٰلِكَ اَدْرٰكٌ لِّهٖمْ۔ مؤمنین کو کہہ سے کہ اپنی آنکھیں نامحرموں سے بند رکھیں اور اپنی ستر گاہوں کو اور کانوں کو نالائق اُمیر سے بچادیں۔ یہی اُن کی پاکیزگی کیلئے ضروری اور لازم ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن کے لیے منہیات سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔

چشم گوش و دیدہ بندے حق عزیزین یاد کن فرمانِ قل للمؤمنین

نورال مسیح

۱۱۳

ضمیمہ

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہو کہ میں عالم الغیب ہوں جیتک مجھے  
 خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ قوت ہو گیا  
 ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی کو میں نے  
 حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی  
 تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں پھر کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا  
 اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء  
 ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسریٰ صلیب کر گیا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر  
 قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہو کہ هو الذی ارسل رسولہ  
 بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور  
 پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ  
 میں صاف اور روشن طور پر مسیح موجود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو  
 میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آدھ تانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال  
 سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وہی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے  
 اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلے کھلے وحی کے  
 جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔  
 پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے  
 مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آدھ تانی کے رسمی عقیدہ  
 پر جمار ہا۔ جب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھل دی جائے  
 تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔  
 پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تو امر بے  
 جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن

کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا مگر یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اپنے اجتہاد میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے مگر انسان کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ لازمہ بشریت ہے۔ میں نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر واپس آئیں گے مگر یہ بھی میری غلطی تھی جو اس الہام کے مخالف تھی جو براہین احمدیہ میں ہی لکھا گیا۔ کیونکہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور مجھے اس قرآنی مشکوٰۃ کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خاص تھی۔ اور آنے والے سب موعود کے تمام صفات مجھ میں قائم کئے۔ سو خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت تھی جو میں باوجود ان الہامی تصریحات کے ان الہامات کے منشاء پر اطلاع نہ پاسکا اور ایسے عقیدہ کو جو ان الہامات کے مخالف تھا براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ اس تحریر سے میری برت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ الہامات براہین احمدیہ کے میری بناوٹ ہوتے جن میں واقعی طور پر مجھے سب موعود قرار دیا گیا تھا تو میں اپنے بیان میں ان الہامات سے اختلاف نہ کرتا بلکہ اسی وقت سب موعود ہونے کا دعویٰ کر دیتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ میرا اپنا عقیدہ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھا ان الہامات کی نشا سے جو براہین احمدیہ میں درج ہیں صریحاً نقیض پڑا ہوا ہے جس سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ الہامات میری بناوٹ اور منصوبہ سے میرا اور منزہ ہیں۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ یہ انسان کا کام نہیں کہ باہر سے پہلے ایک دعوے سے الہامی عبارت لکھ کر اس دعوے کی تمہید قائم کرے اور پھر الہامات کے بعد ایسا دعویٰ کرے جس کی بنیاد ایک مدت دراز پہلے قائم کی گئی ہے۔ ایسا باریک مگر نہ انسان کر سکتا ہے نہ خدا اس کو اپنے افتراؤں میں اس قدر جسارت دے سکتا ہے۔

اس تمام تقریر سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات کی بحث میں

+ وہ یقیناً ہے۔ مَوْلَانِی لَا تَسَلْ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی وَرُوْبِنَا نَحْنُ لِيُكْفِرْنَا عَلٰی بَدِيْنٍ وَّكَلٰهٖ - منہ

اپنی علمی اور عملی حالت میں قوت پیدا کرے کیونکہ وہ خدا جس کو کسی نے بھی نہیں دیکھا اسپر یقین لانے کے لئے بہت گواہوں اور زبردست شہادتوں کی حاجت ہے جیسا کہ دو آیتیں قرآن شریف کی اس واقعہ پر گواہ ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ فَلَيْتَ إِذْ اجْتَنَبْتَهُمْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ

یعنی کوئی قوم نہیں جس میں ڈرا نیوالا نبی نہیں بھیجا گیا یہ اسلئے کہ تاہر ایک قوم میں ایک گواہ ہو کہ خدا موجود ہے اور وہ اپنے نبی دنیا میں بھیجا کرتا ہو۔ اور پھر جب ان قوموں میں ایک مدت دراز

گزرنے کے بعد باہمی تعلقات پیدا ہونے شروع ہو گئے اور ایک ملک کا دوسرے ملک سے تعارف اور شناسائی اور آمد و رفت کا کسی قدر دروازہ بھی کھل گیا اور دنیا میں مخلوق پرستی اور ہر ایک قسم کا

گناہ بھی انتہا کو پہنچ گیا۔ تب خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تا بذریعہ اس تسلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبع کیلئے مشترک ہے دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بناوے اور جیسا کہ وہ واحد لا شریک ہے۔

ان میں بھی ایک وحدت پیدا کرے اور تا وہ سب مل کر ایک وجود کی طرح اپنے خدا کو یاد کریں اور انکی وحدانیت کی گواہی دیں اور تا پہلی وحدت قومی جو ابتدائے آفرینش میں ہوئی اور آخری وحدت

اقوامی جس کی بنیاد آخری زمانہ میں ڈالی گئی یعنی جس کا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

مبعوث ہونے کے وقت میں ارادہ فرمایا۔ یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدا نے واحد لا شریک کے وجود اور انکی وحدانیت پر دوہری شہادت ہو کیونکہ وہ واحد ہے اسلئے اپنے تمام نظام جسمانی اور

روحانی میں وحدت کو دوست رکھتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ

قیامت تک ہمدرد اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اسلئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت

کرتی تھی یعنی مشہور گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا

تھا۔ وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک

۸۳

قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی اُمت میں سے ایک نائب مقرر کیا

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہو اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے

پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اتوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَ عَلَىٰ الدِّينِ مُطْلَقًا** یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تغلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت اُن سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئیگا کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کیلئے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے۔

(۱) اول یہ کہ پورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کیلئے آسانی اور سہولت کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابل برداشت مشقتیں دور ہو جائیں اور سفر بہت جلدی طے ہو سکے گویا سفر سفر ہی نہ رہے اور سفر کو جلد طے کرنے کے لئے فوق العادت اسباب میسر آجائیں کیونکہ جب تک مختلف ممالک کے باشندوں کیلئے ایسے اسباب اور سامان حاصل نہ ہوں کہ وہ فوق العادت کے طور پر ایک دوسرے سے مل سکیں اور آسانی ایک دوسرے کی ایسے طرز سے ملاقات کر سکیں کہ گویا وہ ایک ہی شہر کے باشندے ہیں تب تک ایک قوم کے لئے یہ موقعہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ اُن کا دین تمام دنیا کے دینوں پر

لہ الصفحہ : ۱۰



خدا نہیں چاہتا کہ اس کو اسی حالت میں چھوڑ دے۔ اس لئے اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوبارہ اسلام میں زندگی کی روح پھونکے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں ان کی سچائی پر صد ہا علامتیں ہوتی ہیں۔ ان کی تعلیم ایک کامل بصیرت پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ اپنی طاقت عملی کی وجہ سے لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ ان میں ایک خارق عادت کشش پائی جاتی ہے اس لئے ان کی قوت جاذبہ ہزار ہا سعیدوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور ان کے لئے خدا تعالیٰ آسانی نشانوں کو ظاہر کرتا ہے تا ان کی سچائی پر گواہ ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے مبعوث ہونے کی علت غائی کو پا لیتے ہیں اور نہیں مرتے جب تک ان کی بعثت کی غرض ظہور میں نہ آجائے۔ پس اگرچہ پہلی چار علامتیں میرے دعوے کے متعلق ثابت ہو چکی ہیں۔ لہذا میری تعلیم علی وجہ البصیرت ہے اور اسلام کا پاک اور خوبصورت چہرہ ظاہر کرتی ہے اور میری طاقت عملی میری استقامت سے ظاہر ہے کہ میں پچیس برس سے لعن طعن مخالفوں کا نشانہ ہو رہا ہوں۔ میرے پر خون کے مقدمات بنائے گئے اور گورنمنٹ کو آکسایا گیا اور کفر کا فتویٰ دیا گیا اور مجھے سخت ڈرایا گیا۔ پھر وہ کون سی چیز تھی جس نے میری استقامت کو بحال رکھا۔ کیا وہ خدا کے ساتھ پاک تعلق نہ تھا؟ اور جو مجھ میں قوت کشش وغیرہ بھیجی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ جب میں نے خدا کی طرف دعوت شروع کی تو میں اکیلا تھا اور اب تین لاکھ سے زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے اور جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گزرتا مگر باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے کلیٹ کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ طلسم غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہو اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

والسلام  
نقطہ غلام احمد

☆ اہم ۲۳ جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۹

دروازہ بند ہو جائے کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ شرارت انتہاء کو پہنچتی ہو اور قطعی فیصلہ کا وقت آجاتا ہے تو مخالفوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کنعان کیلئے جو کافروں اور منکروں سے تھا دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ (دیکھو سورہ ہود رکوع ۲) اور ایسا ہی جب فرعون ڈوبنے لگا تو خدا پر ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جائے تو البتہ قبول ہوتا ہے۔ ولینذیقنہم من العذاب الادی دون العذاب الاکبر لعلہم یرجعون یعنی جب خفیف سے آثار عذاب کے ظاہر ہوں تو اس وقت کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اسلئے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس عذاب الہی کا دنیا میں صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اس کا انتہاء اور غایت نہایت ہی سخت ہے لہذا لوگوں کو چاہیے کہ اس خاص ہلاکت کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کر لیں اور خدا اور رسول اور امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ ترک معصیت دعا و استغفار کے ساتھ اس کا دفعیہ چاہیں اور اپنے اندر ایک نیک پاک بندہ پیدا کریں تا اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ بختہ وعدہ ہے کہ وہ ایسے وقت میں ہمیشہ مومنوں ہی کو نجات دیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا کذبت حقاً علینا نجر المومنین۔ اب ہم اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو اور کل مومنوں کو اس بلا سے بچا دے اور وہ راہ راست کی طرف رہنمائی کرے اور باہم صلح و صلاحیت حاصل کرنے کی توفیق بخشنے آمین ثم آمین۔ اب میں اپنی جماعت کے روحانی بھائیوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس غضب الہی کی آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کیلئے ہمارے پاس دو سامان ہیں۔ ایک ایمان اور دوسرا تقویٰ۔ ایمان تو یہ ہے کہ ہم اپنے کامل یقین سے جان لیں کہ ہمارے پاس اس عذاب الہی سے بچنے کیلئے اپنے ہادی و مولا حضرت

۱۶۷

۱۶۸

جن کا ذکر حدیث فریفا اور روایا صحیحہ میں ہوا ایک مصلحت نہ ہوں۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ابھی تک میں اپنے اندر مالی یا علمی ایسا استعداد نہیں دیکھتا جس سے میں اپنے تئیں معقول پیرا ہوں حضرت موصوف کا ناصر قرار دے سکوں۔ کیونکہ یہ عاجزان دونوں باتوں میں ابھی تک بے سروسامان ہیں اور تہید سے لیکن خدا تعالیٰ کے ان وعدوں اور تسلیوں پر مجھے دی گئی ہیں ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ بلکہ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جبرائیلؑ کے حصہ میں

لہ السعیدۃ: ۲۲۔ ۲۵ یونس: ۱۰۴

۴۲۸

امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور انکے مخلصانہ اتباع کے بغیر کوئی صورت نہیں۔  
 اگر ہم ہمیں گے تو حضور ہی کی مخلصانہ اتباع کے سبب اور اگر مرینگے تو انکی ہی مخالفت کے باعث گویا کہ  
 ہماری زندگی اور موت حضور کی اطاعت اور مخالفت پر موقوف ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ ہم اس بات سے  
 ہر وقت ڈرتے اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو ٹٹولتے رہیں کہ کسی امر میں ہم اپنے ہادی و ہدایا کی  
 اور انکی امن بخش اطاعت سے باہر نہ رہ جائیں تاکہ اچانک عذاب الہی کا شکار نہ بنیں کیونکہ اس عذاب سے  
 بچنے کیلئے امن و پناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں جو اسکے اندر ہے گا یقیناً نجات  
 جائیگا کیونکہ ہمارا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جو اب دنیا کو ہلاک کر کے عدم کی راہ دکھا رہا ہے  
 صرف حضرت امام الزمان علیہ السلام کی مخالفت کے سبب ہے اس لئے یہ بات سنت اللہ کے برخلاف ہے  
 کہ یہ عذاب حضرت اقدس کے مخلص متبعین پر بھی کسی طرح کا اثر ڈالے جیسا کہ قرآن کریم کی صراحتاً  
 سے یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ گذشتہ زمانوں میں حضرت انبیاء علیہم السلام کے مخلص ایماندار  
 عذاب الہی کے وقت نجات پاتے رہے ہیں اور یہ بات صرف پہلے ہی نہ تھی بلکہ اب بھی جیسا کہ  
 فرمایا: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ مگر مومن مخلص بننا شرط ہے کیونکہ اگر مومن نہ ہوگا تو وہ  
 حضرت لوط کی بیوی اور حضرت نوح کے بیٹے کی طرح صوف جسمانی قرابت یا تعلق کی وجہ سے بچ نہیں سکتا  
 اس لئے ہر ایک مومن احمدی بھائی کو لازم ہے کہ حضرت امام الزمان کی چھوٹی اور بڑی مخالفت سے ڈرتا  
 ہو اور کانپتا ہو اور ہر وقت استغفار اور دعائیں مشغول رہے تاکہ جو باریک باریک امر وہیں تو انکی  
 کے سبب ہم سے اکثر اوقات مخالفت ہو جاتی ہو اس کا کفارہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اسکے انتقام  
 کیلئے اپنے مواخذہ سے محفوظ رکھے۔ اور جہانت تک ہمارے معلومات ہیں ہر ایک امر میں اپنے ہادی

(۱۷)

مقرر ہو رہا نہ ہو اس نیا سواٹھا یا نہ جاؤنگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے تل نہیں ملتے اور اس کا مادہ  
 اور کئی نہیں سکتا اس لئے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلالی  
 نزول کا رسول ہوں اور وہ یہ ہے کہ اب تک حضرت مسیح موعود کا جلالی نزول تھا۔ اور اب سے  
 اے جلالی شروع ہوگا یعنی پہلے لوگوں کو جلالی پر لیا جائے گا اور پھر جلالی نزول ہوگا۔ خدا تعالیٰ اپنے جلالی اور  
 قہری حربہ کے ساتھ متنبہ کریگا اور اسی امر کی منادی کیلئے میں مامور ہوں۔ ص ۴۲۸

ڈریہ بات اسکی بالکل سچ ثابت ہوگئی (سہ الروم : ۴۸)

اعلان \* (۱) ۲۱۸  
حق (۷)

# طاعون کا علاج

اسمائی نشان  
فی تائید مسیح النوران

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم

مکہ، پنجاب و ہندوستان کے لوگوں پر یہ امر معنی نہیں کہ ان چند سال کے اندر آفت طاعون نے اس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دیا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قدم رکھتی ہو صفائی کئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کے ہیبت ناک صموں کے نظارہ سے دل کانپتے اور بدنوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسمانی بجلی کی طرح دنیا کو کھاتی جاتی ہے۔ لوگ اپنے گھروں اور شہروں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں۔ عزیزوں اور اقارب میں تفرقہ ہو

تنبیہ۔ واضح ہو کہ اشتہار چراغین کا محض اس غرض سے کتاب حقیقۃ الامم کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے کہ تاہر ایک منصف مزاج معلوم کر لے کہ یہ شخص جو اپنے اعمال کی سزا پا چکا ہے پچھلے میری تصدیق کرتا تھا اور پھر نفس اندہ کی کشش سے بعض پادریوں سے اتفاق کر کے مرتد ہو گیا اور مجھے دجال و غیرہ ناموں سے پکارا اور میرے مخالف کتاب منادۃ السج اور اعجاز محمدی لکھی۔ اب ہر ایک منصف مزاج خود انصاف کی نظر سے دیکھ سکتا ہے کہ یہ سی پراغیرین ستن جسٹس میری تائید میں اشتہار لکھا تھا اور جس وقت تک یہ مصدقین میں رہا خدا نے طاعون وغیرہ سے اسکو محفوظ رکھا۔ پھر جب اسنے جاننا اور تبادہ میں گرفتار ہو کر زندہ رہا تو اب پکڑا گیا اور میری پیشگوئی کے مطابق اور نیز اپنے مبارک کی رُو سے ہلاک ہوا۔ فالحمد لله علیٰ ذلک.

خاتمہ نمبر ۱۔ میں اچکے ہی بات کو بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ اعلان حقیر میری طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

رہا ہے۔ دنیا کے دم میں دم نہیں رہا۔ مخلوق باپنی بچاؤ کی مختلف تدبیروں میں مشغول ہے مگر افسوس کہ اس کی اصل حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔

میرے دل میں بہر دی بنی نوع کا ایک جوش ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کو حقیقی اقلع اور یقینی علاج اس عاجز پر ظاہر فرمایا ہے اسلئے میرا دل و ایمان و بہر دی بنی نوع انسان مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں اس اہل علاج کو جو اس آفت کے دفعیہ کیلئے کافی دشمنی ہے اور جسکے اندر دنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں پبلک پر ظاہر کروں تاکہ جسکی قسمت میں اس سعادت سے محروم لینا مقصود ہے نجات پائیں۔

پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ قریباً عرصہ ایک سال سے اس عاجز پر کشفی رنگ میں ظاہر فرما رہا ہے کہ زمانہ روحانی

قیامت یعنی صلح و صلاحیت کا زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہے جس کو اہل اسلام کے محاورہ میں فتح اسلام اور مسیحیوں کے نزدیک مسیح کے جلالی زول اور اسکی بادشاہت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور وہ ایسا زمانہ ہے جس میں شیطانی تسلط اور دجالی فتنہ دنیا سے اٹھائی جائیگی اور زمین روز روشن کی طرح خدا کے جلال کی معرفت سے سمور ہوگی اور حقیقی خدا پرستی ابدی راستہ بازی امن و محکامی دنیا میں قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ کو لڑائی نہ کریں گے۔ مذہبی مخالفتیں تمام دنیا سے اٹھ جائیں گی اور اہل دنیا ایک ہی طریقہ دین میں ہو کر صلح و صلاحیت کا کامل نمونہ ظاہر کریں گے اور قومیں جسامانی اور روحانی نعمتوں سے مالا مال ہو کر نہایت امن و چین کی حالت میں اپنی زندگی بسر کریں گی اور تمام جنگ جہاد فتنہ و فساد و بغض و عداوت کفر و مصیبت رنج و مصائب دنیا سے اٹھائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ شیر اور بیل بھیڑ اور بھیڑیا اب

کی طرف سے ہوں کیونکہ اس نے مجھے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے اہم تبرک زمانہ کی چگونگی حالات پر گواہی دینے کیلئے مامور فرمایا ہے جیسا کہ سورہ بروج آیت والیوم الموعود و ثنا ہللا و مشہود کے مفہوم سے ثابت ہے کیونکہ یوم الموعود ہی زمانہ عباد مشہود سے مراد حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور شاہد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب مدوح کی صداقت پر گواہی دینگے اسلئے میں اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر مہلن کر رہا ہوں جیسا کہ بلا شک شبہ حضرت اقدس میرزا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کیلئے بحیثیت ماموریت منصب امامت پر مشرف ہیں اور جناب کی اطاعت خدا کی خوشنودی کا سبب اور مخالفت اس کے قہر و غضب موجب ہے۔ لہذا دنیا کے زیادہ

ۛ (باوجود اس قدر علم کے پھر بھی مختلف سے نہیں ڈرا)

x (مقل مطابق اصل)

## مسح موعود اولیٰ نے کائنات

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ اس بات کے ثابت ہونے کے بعد کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی فوت ہو گیا ہے ہر ایک مسلمان کو یہ ماننا پڑے گا کہ فوت شدہ نبی ہرگز دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتا کیونکہ قرآن اور حدیث دونوں بالاتفاق یہ بات پر شاہد ہیں کہ جو شخص مر گیا پھر دنیا میں ہرگز نہیں آئے گا۔ اور قرآن کریم انہم لا یرجعون کہہ کر ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے اُنی کو رخصت کرتا ہے۔ اور قصہ عزیرؑ وغیرہ جو قرآن کریم میں ہے اس بات کے مخالف نہیں کیونکہ لغت میں موت بمعنی نوم اور غشی بھی آیا ہے۔ دیکھو قاموس اور جو عزیرؑ کے قصہ میں ہڈیوں پر گوشت چڑھانے کا ذکر ہے وہ حقیقت میں ایک الگ بیان ہے جس میں یہ جتنا نا منظور ہے کہ رحم میں خدا تعالیٰ نے ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اس کی ہڈیوں پر گوشت چڑھاتا ہے اور پھر اس میں جان ڈالتا ہے۔ ماسوا اس کے کسی آیت یا حدیث سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ عزیرؑ دوبارہ زندہ ہو کر پھر بھی فوت ہوا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عزیرؑ کی زندگی دوم دنیوی زندگی نہیں تھی ورنہ بعد اس کے ضرور کہیں اس کی موت کا بھی ذکر ہوتا۔ ایسا ہی قرآن کریم میں جو بعض لوگوں کی دوبارہ زندگی لکھی ہے وہ بھی دنیوی زندگی نہیں۔

اب حدیثوں پر نظر پور کرنے سے بخوبی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم اترنے والا ہے جس کی تعریفیں لکھی ہیں کہ وہ گندم گون ہو گا اور ہال ہال کے سیدھے ہوں گے اور مسلمانوں کے لئے گالور مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے آئے گا اور مغرب شریعت جس کو وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد دلائے گا اور منور ہے کہ وہ اس وقت نازل ہو جس وقت امتداد تک شر اور فتنہ پہنچ جائیں اور مسلمانوں پر

ازالہ اوہام

۴۶۰

صدم

وہ سنسنیل کا زمانہ ہو جو وہ دیوں پر ان کے آخری دنوں میں آیا تھا۔

اس زمانہ کے بعض نو تعمیر یافتہ ایسے شخص کے آنے سے ہی شک میں ہیں جو پریم کے نام پر آئے گا وہ کہتے ہیں کہ عظیم ہمشان شخص جو ہمدشوں میں بیان کیا گیا ہے اگر واقعی طور پر الہی آدمی آنے والا تھا تو پہلے تو قرآن کریم میں اس کا ذکر ہوتا جیسا کہ وہابہ الارض اور دغلی اور یا جوج اور ماجوج کا ذکر ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ ہر غلطی پر ہیں خدا تعالیٰ نے اپنے کشف مروج سے اس عاجز پر ہمارا کیا ہے کہ قرآن کریم میں مثالی طور پر ان پریم کے آنے کا ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیل موثی قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے انا رسولنا الیہ حکم رسولنا شاہدا علیہ کما ارسلنا انی فرعون رسولنا اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ کی طرح اور کفار کو فرعون کی طرح ٹھہرایا ہے جو پوری جگہ فرمایا وعلیہ الذین امنوا منکم دخلوا فی الصلوات لیست خلیفتہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکن لہم وینہم انذی یرتقی لہم ولیمبد لہم من بعد خوفہم امننا یعبد ولہی لای شرا کون لہ شیئا ومن کفر بعد کمالک فاوکثک ہم الفاسقون (ابجد نمبر ۱۰۰۰۰۰) یعنی خدا تعالیٰ نے اس امت کے مومنوں اور نیکو کاروں کے لئے وعدہ فرمایا ہے کہ ہمیں انہوں میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے پہلوں کو بنایا تھا یعنی اسی طرز اور طریق کے موافق ہاہ نبیر اسی مدت اور زمانہ کے مشابہ اور اسی صورت جسطالی اور جلالی کی مانند جو نبی اسرائیل میں سنت اللہ گذر چکی ہے اس امت میں بھی خلیفہ بنائے جائیں گے اور ان کا سلسلہ خلافت اس سلسلے سے کم نہیں ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلیفہ کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور حق کی طرف خلافت اس طرز سے ہائے وحق لاف ہوگی جو بنی اسرائیل کے خلیفوں کے لئے مقرر کی گئی تھی پھر آگے فرمایا گیا ہے کہ ان خلیفوں کے بارے سے زمین پر

۱۹۱۰ء قہ ۵۶۰

۲۸۱

ایمان اصلاح

مگر یاد رہے کہ کسی فرقہ متقدمین یا متاخرین نے یہ نہیں نکھا کہ مسیح کو ایسی جہان میں خدا تعالیٰ نے چھپایا ہے۔ ان مسلمان صوفیوں کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ مسیح کا آسمان فرشتوں کے کا حصول ہر لمحہ رکھے ہوئے نازل ہونا باطل ہے کیونکہ یہ صورت ایمان بالغیب کے مخالف ہے۔ اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ جب فرشتے زمین پر اترنے نظر اٹھائے تو اس وقت دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ اور اس وقت کا ایمان منظور نہ ہوگا۔ اور فرماتا ہے کہ فرشتوں کو زمین پر اترتے دنیا کے لوگ ہرگز دیکھ نہیں سکتے۔ اور جب دیکھیں گے تو اس وقت یہ دنیا نہیں ہوگی۔ مگر جبکہ قرآن شریف کے نصوص صریحہ اور آیات قطعیۃ الدلالت سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ فرشتوں کا نزول اس وقت ہوگا کہ جبکہ ایمان کا نابے فائدہ ہوگا۔ جیسا کہ جان کنلن کے وقت جب فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ وقت ایمان لانے کا وقت نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں یا تو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ مسیح کے نزول کے بعد ایمان نفع نہیں دینگا۔ مگر یہ عقیدہ تو صریح باطل ہے۔ کیونکہ اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا۔ اور مل باطلہ ہو جائے گی اور استبازی ترقی کرے گی۔ پس جبکہ یہ عقیدہ رکھنا درست نہ ہو تو بالضرورت برعایت نصوص صریحہ قرآن شریف کے اس دوسرے پہلو کو ماننا پڑا کہ فرشتوں کا اور ان کے ساتھ مسیح کا نازل ہونا بالکل معمول نہیں ہے بلکہ بوجہ قرینہ بیحد نفع صریح قرآن کے اس نزول کے تاویلی طور پر منے ہونگے۔ کیونکہ جسمانی طور پر حضرت عیسیٰ کا آسمان سے فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا نفع صریح قرآن سے مخالف اور محاذیں پڑا ہے۔ یہی شکل تھی جو اکابر اسلام کو پیش آئی اور یہی شکل کی وجہ سے امام مالک و ابن مبارک نے کھلے کھلے طور پر بیان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور ایسی وجہ سے امام ابن جزم بھی ان کی فوت کے قائل ہوئے۔ اور ایسی وجہ سے تمام اکابر علماء معتزلہ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ دنات پائے۔ غرض آسمان سے نازل ہونے کا بطلان نہ صرف آیت قل سبحان ربی سے ثابت ہوتا ہے۔

۱۲۷

۱۵۵

بنا اسرائیل: ۹۴

جلد 136 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 381 از مرزا کا دیانی یہ حوالہ صفحہ 396 پر درج ہے



میں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہوا اور جس کو میں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء "آخِرَةُ اللَّهِ إِلَى وَقْتِ مَسْتَقِي"۔

فرمایا۔ چھوٹے زمانے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈال گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ بدجلد ۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء "میں پچاس یا ساٹھ اور نشان دکھلاؤں گا۔"

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء "چند روز ہوئے یہ المام ہوا تھا۔"

إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَاظٍ نَّافِلَةٍ لَكَ۔

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ عمووم کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ انسانی لہجے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔"

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحمیم مرتد مندوب رسالہ "الذکر الحکیم" نمبر ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحمیم مرتد۔ ایشیائی جرنل نمبر ۸۵ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

۱۔ ترجمہ از مرتبہ) اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے وقت مقررہ تک۔

۲۔ الحکم میں یہ الفاظ ہیں "میں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا۔"

۳۔ ترجمہ السام، "ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔" (حقیقتہ اوی صفحہ ۹)

روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۹۹

کی حادث کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال

سورہ پیرے گیا کہ میں جانتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سورہ پیرے شاید اُس غریب نے  
کئی رسول میں بھی کیا ہوگا۔ مگر قہری بخش نے خدا کی رضا کا بخش دیا۔

پس یہ خدا کی رحمت اور خدا کا فضل ہے جو اُس نے ہمیں اُن تکالیف سے بچایا۔  
جن میں ہمارے مخالف گرفتار ہیں۔ میں اُس واحد لا شریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ  
مباہلہ سے پہلے بھی وہ ہمیشہ میرا متکفل رہا۔ مگر مباہلہ کے بعد کچھ ایسے برکات روحانی اور  
جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں میں ان کی نظیر نہیں دیکھتا۔

آٹھواں امر مباہلہ کے بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا۔ کتاب  
ست سخن کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی تالیف کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ سامان  
عطا کئے جو تین سو برس سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے۔ میری یہ کتاب  
سولہ لاکھ صاحبان کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ  
اُن کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں باوانانک صاحب کی نسبت  
ثبوت کر چکا ہوں کہ باوا صاحب درحقیقت مسلمان تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کا  
ورد تھا۔ آپ بڑے صالح آدمی تھے۔ آپ نے دو مرتبہ حج بھی کیا۔ اور اولیاء اسلام کی قبور  
پر اعتکاف بھی کرتے رہے۔ جنم ساکھوں میں آپ کے وصایا میں اسلام اور توحید اور نماز روزہ  
کی تاکید پائی جاتی ہے۔ آپ نانک کے بہت پابند تھے۔ اور جنس نفیس خود باگ بھی دیا کرتے تھے آخری  
شادی آپ کی ایک نیکیخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی جس سے کھاجا تا ہے کہ آپ نے ہل  
مسلمانوں کے ساتھ تعلق برشتہ بھی پیدا کر لیا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی بھاری  
بانکار وہ چولہ ہے جس پر کمر شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے  
بانکار کے طور پر گرتہ کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ اس کے جمع کرنے کے لئے کوئی وصیت کی۔ پھر اس چولہ  
کو چھڑا جس پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ اور جس پر جلی تلم سے یہ لکھا ہوا تھا۔ اِن اللّٰہِ مَعْنٰہِ  
اللّٰہِ الْاِسْلَامِ یعنی وہ دین چھوٹے ہی مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد مباہلہ تیار  
ہوئی۔ یہ وہ علیہ ربانی ہے جو مجھ کو یہی عطا کیا گیا۔ اور خدا نے اس تہلیل کا ثواب مجھ  
کو ہی عطا فرمایا۔

نواں امر مباہلہ کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونے کا موجب ہوا یہ ہے کہ اس

میں ہر پانچ سالوں سے کرا بھرت کے مولیٰ تمام میل اپنے ہائی پانچوں کے جسے اس پر اور ہر یک خدمت میں حاضر میں گواہی  
نگاہ میں رہ میں وقت کہ ہے ہیں۔ منہ ۰

میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے

عصر میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے میرے اتھ میں بیعت کی اور بعض کا دماغ پہنچ کر اور بعض نے ہندوچہ خط تو بہ کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدر بنی آدم کی توبہ کا ذریعہ جو محمد کو شہر لایا گیا یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضا مندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری وصیت کروانوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔ اور ایام مہابہ کے بعد گیا ہندو جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ مسجد میں روتے اور آجہد میں تفتوح کرتے ہیں۔ پاک ل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں۔ اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے نوجو دوست جیسا کہ خواجہ کمال الدین بی۔ اسے بڑی سرگرمی سے دین کی اشاعت میں کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے چہرہ پر نیک نعتی کے نشان پائا ہوں۔ وہ دین کے نئے سہاوش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے نوجو دوست میرزا یعقوب بیگ نے میرزا ابوبیک جویاں صلح ہیں۔ بارہا میں نے ان کو نماز میں روتے دیکھا ہے۔

یقیناً ظاہر ہے

غرض یہ سب اس راہ میں خدا ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے محب غلص میرزا محمد ابراہیم صاحب اس راہ میں وہ صدق رکھتے ہیں کہ جس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور ہمارے محب دوست غلصی زین الدین محمد ابراہیم صاحب اجنیر بیہلی وہ ایمانی جوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ تمام بیہلی میں ان کا کوئی تکلیف بھی ہے۔ ہمارے غلص اور محبت و اخلاص میں جو مولوی حکیم نور الدین صاحب کا ذکر کرنا اس پر ضروری نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کے ہمال کے میرے پاس ان فقرائے رنگ میں بیٹھے ہیں جیسا کہ ان صاحب رضی اللہ عنہم نے طریقی اختیار کر لیا تھا۔

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیے کہ اس بارغ کی ترقی اور سرسبز جہالتی کے مہابہ کے بعد کس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت نے کیا ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھ۔ ہماری امرتسر کی غلص جماعت۔ ہماری لاہور کی غلص جماعت۔ ہماری سیالکوٹ کی غلص جماعت۔ ہماری کپور تھلہ کی غلص جماعت۔ ہماری ہندوستان کے شہروں کی غلص جماعتیں وہ نور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک با فرست آدمی ایک محل میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً بھولے گا کہ یہ خدا کا ایک مجوزہ ہے جو ایسا غلص ان کے دل میں بھر دیتے۔ ان کے چہرہ پر ان کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت جس کا خدا صدق کا نمونہ دکھانے کیلئے تیار کرنا

دکوال اور جہد الحق کے مہابہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا جسے مہابہ کا

ہاتھ سے لویا جان ہا اطلہ کا مرجان ضروری ہے یہ موت بھگتے ہوئے نول پر حیرت زدگانہ سے ظہور میں نہ آوے

**بقیہ حاشیہ**

ہے اس جلسہ کے جلسے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں جس رنگ اور ذرا نیت کی قبولیت میرے مضمون کے پیش نظر پیدا ہوئی۔ اور جس طرح دلی پوشش سے لوگوں نے مجھ اور میرے مضمون کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا کچھ ضرورت نہیں کہیں اس کی تفصیل کروں۔ بہت سی گواہیاں اس بات پر سن چکے ہو کہ اس مضمون کا ہنر خدایہ پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا۔ کہ گویا ملائکہ آسمان سے نور کے طبقے نے کھڑے ہو گئے تھے۔ ہر ایک آل اس کی طرف ایسا کھینچا گیا تھا۔ کہ گویا ایک دست خلیب اس کو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جا رہا ہے۔ جب لوگ بے اختیار ہل اٹھے تھے کہ اگر یہ مضمون ذہن تا آج بااثر محمد حسین دغیرہ کے اسلوب کو سبکی اٹھانی پڑتی۔ ہر ایک چکا رہتا تھا کہ آج اسلوب کی فتح ہوئی۔ مگر سوچو کہ کیا یہ فتح ایک دجال کے مضمون سے ہوئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا ایک کافر کے بیان میں یہ علامات اللہ یہ برکت اللہ یہ تاثیر ڈال دی گئی۔ وہ جو ہون بکھلتے تھے اور آٹھ ہزار مسلمان کو کافر کہتے تھے جیسے محمد حسین بٹالوی خدانے اس جلسہ میں کیوں ان کو ذلیل کیا۔ کیا یہ وہی الہام نہیں کہ میں تیری امانت کریموں کی امانت کروں گا اس جلسہ اعظم میں ایسے شخص کو کیوں عزت دی گئی جو مولویوں کی نظر میں ایک کافر مرتد ہے۔ کیا کوئی بروی اس کا جواب دے سکتا ہے۔

پھر علاوہ اس عزت کے جو مضمون کی خوبی کی وجہ سے عطا ہوئی۔ اسی روز وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی اس مضمون کے بارے میں پہلے سے شائع کی گئی تھی۔ یعنی یہ کہ یہی مضمون سب مضمونوں پر غالب آئے گا

اور وہ اشتہارات تمام تعلقوں کی طرف جلسہ سے پہلے روانہ کئے گئے تھے۔ شیخ محمد حسین بٹالوی اور مولوی محمد شاہد اور شامشاہد رفیع کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ سو اس روز وہ الہام بھی پورا ہوا اور شہر لاہور میں دھوم مچ گئی کہ نہ صرف مضمون اس شان کا نکلا جس سے اسلام کی فتح سمجھی بلکہ ایک الہامی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔

اس روز ہماری جماعت کے بہادر سپاہی اور اسلام کے سزور کن جنتی نانی صاحب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے مضمون کے پڑھنے میں وہ بافت خصانت دکھائی کہ گویا ہر لفظ میں ان کو روح القدس مدد سے رہا تھا۔

سو یہ حقیقتی اور قبولیتیں ہم کو سہا پہلہ کے ہند ہیں۔ اب کوئی مولوی ہمیں بھاوے

یہ کہ آج کل کے مضمونوں کی نسبت سراسر ان کا اور بھی ہے

یہ کہ آج کل کے مضمونوں کی نسبت سراسر ان کا اور بھی ہے

یہ کہ آج کل کے مضمونوں کی نسبت سراسر ان کا اور بھی ہے

بیت المقدس

یعنی خدا تعالیٰ میرے اٹھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اللہ جس سے

کہ جہنم نے مباہلہ کے بعد کوئی حرت دنیا میں پائی۔ کوئی قبولیت اس کی لوگوں میں پہلی کوئی مال  
توحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کوئی علمی فضیلت کی پگڑی اس کو پہنائی گئی۔ صوفی فضول گئی کے  
لوہ سے ایک سڑا ہونے کا دھوی کیا تھا کہ یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بددستی سے وہ دھونے  
بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی صورت کے پیش میں سے ایک چوہا بھی سیدنا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابلے  
خدا تعالیٰ نے میرے لہام کو پورا کر کے مجھے لڑا ہلا کیا +

یہ دست برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کہتے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس  
مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیہم ان یتدبروا ویفکرو انی عندنا العشرة الكاملة۔

بلاخرہ مباہلہ ہر ایک مخالف مکر کٹھن پختہ کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں۔

یقیناً لکھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے جہنم کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہر پر انعام و اکرام کیا اللہ اس  
کو ذلیل کیا۔ اللہ اس کا بیٹے کا دھوی بھی بھڑاتا تھا۔ اور کوئی حرت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے

اس کے تمام دعویٰ کو رد کیا۔ اس سے بڑھ کر اس مباہلہ میں ہر گاہ۔ میں نے اس سے بڑھ کر دعا

نہیں کی۔ کیونکہ وہنا مجھ اور ضعیف تھا۔ اللہ اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی مگر اب

میں بددعا کروں گا۔ سو چاہیے کہ ہر ایک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا

ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صوفی ایک نہ ہو۔ بلکہ کہے کم

دشمن ہوں۔ اور ہر ایک شخص جو گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا

باد عرب کا یا باد فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دعویٰ مز

کو کے نہیں بلکہ حسب منطوق وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ یہود اللہ بکم الیسا

ولا یرید بکم العساسة یہ تجویز قرابہائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ

سے مباہلہ کرے۔ مگر شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انہما اتہم میں

صفحہ ۱۶ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اللہ صحت حوالہ

نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل

کی دعا اس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

وَعَا

اے خدا! عظیم ذمیر میں جو ظالمین ظالموں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

♦ مہلت غزنی نے ۱۲ شبائے ۱۴۱۰ھ کو اس اجنت کی میری کر دھو لیکے جو اس کے سترہ گئی ہے ایک شہارویا ہے اس اشتہار میں میر  
میں گاہ پر بیجا ہے شہزادہ تاج پال نے لکھی ہے کہ اس میں لکھنے کے لئے تین تین لکھ کر ہے بہت خوب ہی نشان دکھائے

ہر ایک طرف اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گیا۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا

تشریح

جس کا نام غلام احمد ہے وہی مسیح موعود ہونے میں کاذب اور منفری اور کافر جانتا ہوں اور یہ تمام الہام میں جو میں نے انعام ہتھم کے صفحہ ۱۵ سے صفحہ ۶۲ تک اس اشتہار میں لکھے ہیں سب میرے نزدیک ختم یا شیطانی وساوس ہیں۔ تیری طرف سے نہیں ہیں۔ پس اے خدا کے قلمدار اگر تو جانتا ہے کہ میں پہنچے اس امر میں پتا ہوں اور اس کا یہ دعویٰ تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں بلکہ وہ درحقیقت کافر ہے تو اس اہمیت پر جو میرا پروردگار نے اس منفری کو ایک سال کے اندر پاک کرنے کا لوگ اس کے فقرے سے امن میں آیا میں اور گریہ منفری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو مجھ پر جو میں اس کو کافر اور کذاب سمجھتا ہوں دیکھ اور ذلت سے بھر رہا غلاب آج کے دن سے ایک برس کے اندر نازل کر۔ آمین۔

یہ اشتہار جب کسی مبالغہ کرنے والے کی طرف سے بغیر کسی تغیر تبدیل کے آئیے۔ تو ایک شخص کو کہا جائیگا کہ اس اشتہار کو جاری جماعت میں پڑھے تب اس کے ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہے گی اور ایسا ہی کہا جائیگا کہ اگر بالو اور مبالغہ ہوا۔ ایسا ہی میری طرف سے اس اشتہار آنے کے بعد اس ضمنوں کی تحریر مبالغہ ہو گی۔ کہ میں وہ تمام الہامات جو انعام ہتھم کے صفحہ ۶۲ تک لکھے گئے ہیں اس اپنی تحریر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھوں گا۔ کہ اے خدا کے قلمدار جو عظیم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا کیا ہے بنالیسا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ بلکہ میرا اختراع ہیں یا شیطانی وساوس ہیں تو تمہاری تاریخ سے ایک برس گزرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعویٰ تیرے الہام سے ہے۔ اور یہ سب الہامات تیرے الہامات میں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ تو اس مخالف کو جو اپنے اشتہار مبالغہ کے ذریعے سے میری کفریہ کتاب اور مجھ کو کاذب جانتا ہے۔ ایک سال کے عرصہ میں نہایت نیک کی مار میں مبتلا کر۔ آمین۔ اور جب اشتہار اس مخالف مبالغہ کے پاس پہنچے تو جاننے کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جائے اور بعد ختم ہونے کے بعد اس کے ساری جماعت آمین کہے۔

ہر جو مبالغہ مان لوگوں کے لئے ہے جو پچاس کو سس سے لے کر تمام پہنچتے ہیں۔ لیکن گھاس کو س کے اندر ہوں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی اور شہناز احمد سرسری اور احمد شاہ

اور سنگ پکڑ جائے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کروں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں۔ اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔ پس جبکہ میں پتھروں سے اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے سامنے کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ معمولی بچشیں آپ لوگوں سے بہت بڑھ چکی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی وقتاً قرآن اور حدیث سے بپا یہ شہوت بہنچ گئی۔ اس طرف سے کتابیں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں۔ طرف ثانی نے بھی ہر ایک تکبیس اور تزدیر سے کام لیا۔ پاک کتابوں کے نیک روگوں پر بڑے بڑے اثر پڑے۔ اور ہزار ہا سعید لوگ اس جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجے اچھی طرح کھل گئے۔ اب پھر اسی بحث کو پھیرنا یا فیصلہ شدہ باتوں سے انکار کرنا محض شرارت اور بے ایمانی ہے۔ کتابیں موجود ہیں۔ ان میں مباہلہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کر سکتا ہوں۔ پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اب اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی ناسخی درخواست کرے گا میں سمجھوں گا۔ اس کو حق کی طلب نہیں بلکہ سنجائی کو ٹالنا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اہل مسنون طریق مباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مذہبی کے ساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہرا دیں۔ وہ

برتری اور جدال حق غزوی اور میان جدال بتا غزوی تو ان کے لئے یہ طریق احسن ہے۔ کہ وہ بالواجب مباہلہ کریں۔ آدمی سافت میں طے کروں اور آدمی وہ طے کریں۔ اور ایک درمیانی جگہ میں مباہلہ ہو جائے۔ یہ بدی آخری اتمام حجت ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص ظلم کو نہیں چھوڑے گا۔ تو اس پر خدا تعالیٰ کی جنت پوری ہو گئی۔ وائسلام علی من اتبع الهدی۔ منہ

۳۱۹

ولا تطلقوا ابایدیکم لى التهلكة۔ پس ہم گنہگار ہونگے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے۔ اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا مصیبت ہے حج کرنا مشروط بشرائط ہے مگر فقہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطع حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود موعود کو کہ کیا ہم قرآن کے قطع حکم کی پیروی کریں یا اس حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔

ماسوا اس کے میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا قبل اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر بموجب نعویں قرآنیہ حدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھانی چاہئیں تا آن پر عمل کیا جائے۔ اور اگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ بافتقاد آپ کے مامور ہو کر آئیگا قبل دجال ہے جس کی تادیل ہمارے نزدیک اہلاک بل باطلہ بذریعہ حج و آیات ہے تو پھر دی کام پہلے کرنا چاہیے۔ اگر کچھ دیانت و تقویٰ ہے تو ضرور اس بات کا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں اگر پہلے کس فرض کو ادا کریگا۔ کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا یہ کہ پہلے دجالی فتوں کا قلعہ تمام کرے گا۔ یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں ہے صحیح بخاری یا مسلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے تو لو ہم بہر حال حج کو جائیں گے۔ ہرچہ با دا باد۔ لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال نقتن دجالیدہ ہے تو جب تک اس کام سے ہم فراغت نہ کریں حج کی طرف رخ کرنا خلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجال سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے

۴ اس جگہ کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ نزالہ آلام میں یہ لکھا ہے کہ دجال کا طواف برفیق سے ہوگا جس طرح چور گھول کا طواف برفیق سے کرتا ہے اب یہ بیان اس کے مخالف ہے۔ کیونکہ دجال درحقیقت ایک گروہ مسلمین



وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔ دیکھو وہ حدیث جو مسلم میں لکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود اور دجال کو قریب قریب وقت میں حج کرتے دیکھا۔ یہ مدت کہو کہ دجال قتل ہوگا کیونکہ آسمانی حربہ جو مسیح موعود کے ہاتھ میں ہے کسی کے جسم کو قتل نہیں کرتا بلکہ وہ اس کے کھرا اور اس کے باطل عذرات کو قتل کرے گا۔ اہل آخر ایک گروہ دجال کا ایمان لاکر حج کریگا۔ سوجب دجال کو ایمان اصحیح کے خیال پیدا ہونگے وہی دن ہمارے حج کے بھی ہونگے۔ اب تو پہلا کام ہمارا جس پر خدا نے ہمیں لگا دیا ہے دجالی فتنہ کو ہلاک کرنا ہے کیا کوئی شخص اپنے آقا کی مرضی کے برخلاف کام کر سکتا ہے؟

قولہ ۱۔ آتم کی پیشگوئی غلط نکلی۔

اقول:۔ لعنة الله على الكاذبين۔ آتم کی پیشگوئی شرطی تھی اور شرط سے مصلحت اپنی یہی تھی کہ تا آتم اس سے فائدہ اٹھائے ملے نیز کچھ لوگوں کا امتحان ہو جائے۔ سو آتم نے دلی رجوع کر کے اور رجوع کے نشان دکھلا کر شرط سے فائدہ اٹھالیا۔ قسم اور عہد سے اس نے نکلا کیا۔ پھر الہام کے مطابق ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ بعد مر گیا۔ اگر پیشگوئی جھوٹی نکلی تھی تو اب آتم کہاں ہے؟ اسے نا انصاف لوگو! میں کہاں تک بار بار تمہیں کجھاؤں۔ ان رسالوں کو دیکھو جو آتم کے بارے میں میں نے شائع کئے ہیں۔ خدا نے آتم کو اپنے الہام کے مطابق مار دیا۔ خدا نے آتم کو خاک میں ملا لیا۔ اور تم کہتے ہو کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ میں

کام ہے مجرمیں پر شرک اور ناپاک پیروی پاتے ہیں۔ پس قرین اور احادیث پر نظر جمین کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ ایک گروہ دجالین قیامت تک اس فکر میں رہیں گے کہ حق کو نقصان پہنچادیں اور ان کا طوائف چھل کے طوائف سے مشابہ ہے جو رات کو گھروں کا طوائف کرتے ہیں۔ لیکن وہ گھوٹوں کو خدا بصیرت ان طوائف بخش دیگا ان کا طوائف ایمان اور ہدایت پانے سے ہوگا۔ سو اصل جتنے حدیث لکھی ہیں کہ حدیث طوائف دجال کے مددوں پہلو پر پوری ہوگی۔ چنانچہ واقعات خارجیہ بھی اسی کی گواہی دے رہی ہیں جس عیسائی رسوم کیلئے تیار معلوم ہوتے ہیں اور معلوم میں وہ عیسائی مذہب سے منہ ہونگے ہیں۔ اور بعض عیسائی کی طرح خانہ خدا کی پرانی کے ٹکر میں ہیں اور طرح طرح کے ٹکر کر رہے ہیں۔ مستند

کے لئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آ گیا۔ ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں۔ اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دو رین سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے اور دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔ میں نے ان کے لئے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القاء کیا گیا کہ ابتداء سے مسیح موجود کیلئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔ سو یہ وہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے ساتھ شامل کی گئیں۔ انبیاء علیہم السلام کے اتفاق سے زرد چادر کی تعبیر بیماری ہے اور دو زرد چادریں دو بیماریاں ہیں جو دو حصہ بدن پر مشتمل ہیں اور میرے پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی کھولا گیا ہے کہ دو زرد چادروں کو مراد دو بیماریاں ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کافر مودہ پورا ہوتا۔

یاد رہے کہ مسیح موجود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ (۱) وہ دو زرد چادروں کے ساتھ اترے گا (۲) اور نیز یہ کہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا (۳) اور نیز یہ کہ کافر اسکے دم سے مریں گے (۴) اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا غسل کر کے حمام میں سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر سے موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے نظر آئیں گے (۵) اور نیز یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا (۶) اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا (۷) اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا (۸) اور نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اسکی اولاد ہوگی (۹) اور نیز یہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا (۱۰) اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل کیا جائیگا۔ وتلك عشرة كاملة۔

پس دو زرد چادروں کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ دو بیماریاں ہیں جو

تہ

۵۸۱

حقیقت الہی

کہ میں آپ کے افتراء کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کرونگا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش کرونگا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دکھ دیا ہے اسلئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مڑوں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کر کے آپ کا ذب ہونا ثابت نہ کرے۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ دسمبر ۱۹۱۷ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

بر مقام فلک شدہ یارب گرامیدے دہم مدارعجب۔ بعد ۱۱۔  
انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہر حال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کریگا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ دریا خشک ہو سکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہو لے۔

اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۹ میں بالوالہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے  
یریدون ان یرواطمثک و اللہ یرید ان یریک انعامہ۔ الانعامات المتواترة۔  
انت منی بمنزلہ اولادی۔ واللہ ولیک وربک فقلنا یا نارکونی بردا۔  
یعنی بالوالہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا عیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہونگے اور تجھ میں عیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے لیساً بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی عیض ایک ناپاک چہرے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔  
اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی طمٹ انسانی ترقیات کا قیوہ ہے۔ اسی بناء پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کر سکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا۔ اسی وجہ سے ہر ایک نبی محضی کمزوریوں پر نظر کر کے استغفار

ظاہر ہے کہ بیچ ابل فی سم انخراط اشارے کے ظہور ہے۔ اور دراج میں سے ایک درجے کی علامت کنا پہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت پہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا بچنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے پس جن لوگوں کو میرا وہ رتقہ جو میں نے حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام کی خدمت میں دکھا تھا اور اس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ قلین حثان مقام دید جنتن ومن دونہا جنتن پٹہ کی کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں یہاں اللہ تعالیٰ ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرماتے گا وعدہ فرماتا ہے جس کی تعریف درمیانی فقرات ہیں۔ یعنی اون میں چٹے ہونگے۔ لولو اور مرجان ہونگے سرانے ہونگے وغیرہ وغیرہ اور فرماتا ہے کہ اون دو جنتوں سے درجے دو جنت اور بھی ہیں یعنی جیسے مرنے کے بعد اون کو دو جنت ملیں گے ایسے ہی اسی دینی زندگی میں ہی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی حدیۃ اعنی احد فی الاحقۃ اعنی۔ اس کی تشریح ہے۔

اب یہاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ہر بانی فرما کر کھول کر لکھیں کہ ان کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ یوہی اقراض کر دینا تو بڑا آسان ہے خود کسی صنت کے موافق چکر بتادیں۔ اب میں مختصر طور پہ اون خوابوں اور کشلوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور پورے نوائے ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی سلطان بادشاہ کی چیل چار ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

برائین احمدیہ صحیفہ

۸۱

میرے حالات کو کچھ اپنے عقائد کے برخلاف پا کر اپنے دلوں میں کہا کہ یا الہی کیا تو ایسے انسان کو اپنا خلیفہ بنائے گا کہ جو ایک مفسد آدمی ہے جو ناحق قوم میں پھوٹ ڈالتا ہے اور علماء کے سلمات سے باہر جاتا ہے۔ تب خدا نے جواب دیا کہ جو مجھے معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں۔ یہ خدا کا کلام ہے کہ جو مجھ پر نازل ہوا اور وہ حقیقت میرے اور میرے خدا کے درمیان ایسے باریک راز ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی۔ مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے جو قابل بیان نہیں۔ اور اس زمانہ کے لوگ اس سے بے خبر ہیں پس یہی معنی ہیں اس وحی الہی کے کہ قال لکی اعلم ما لا تعلمون۔ پھر بقیہ تزیید یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ شخص مجھ سے نزدیک ہوا۔ اور میرا قرب کامل اس نے پایا۔ اور پھر بعد اس کے بعضی مخلوق کے لئے انکی طرف توجہ ہوا اور مجھ میں اور مخلوق میں ایک واسطہ ہو گیا جیسا کہ دو قوموں میں دتر ہو۔ اور اس لئے کہ وہ اس درمیانی مقام پر ہے وہ دین کو از سر نو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔ یعنی بعض غلطیاں جو مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں اور ناحق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان غلطیوں کو منسوب کیا جاتا ہے۔ ان سب غلطیوں کو ایک حکم کے منصب پر ہو کر دگر کرے گا۔ اور شریعت کو جیسا کہ ابتدا میں سیدھی تھی سیدھی کر کے دکھائے گا۔

پھر انہی شیگوئیوں کے بارے میں برائین احمدیہ میں اور بھی ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ نُصْرَتَ وَقَالُوا لَا تَحِينَ مَنَامًا۔ اَمْرٌ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرُونَ۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔ اِن يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا وَيَقُولُوا هٰذَا جِئْنَا بِمِثْلِ مَا كُنَّا نَعْمُوْنَ اَللّٰهُ فَانصُرُوْنِيْ بِمَا كُنَّا نَعْمُوْنَ اَللّٰهُ وَاعْلَمُوْا اِنَّ اَللّٰهُ بِمِجْيَا اَلْاٰمِرٰتِ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ وَمَنْ كَانَ لِلّٰهِ كٰنًا لِلّٰهِ لَهٗ۔ قَلْبٌ اِنْ اَفْتَرَيْتَ فَعَلَىٰ اَجْرَامٍ شَدِيْدًا۔ يَا اَحْمَدِيْ اَنْتَ مَرَادِيْ وَمَعْنٰی غَرِيْبَتِ كَرَامَتِكَ بِيَدِيْ۔ اَكَانَ لِلنَّاسِ مَجِيْبًا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ جَمِيْبٌ لَا يُسْتَعْلَمُ

کشتہ فر

۵۰

تقویت الایمان

کیا جلتے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اتل اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افتراء کے طود پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیا کہ اب میں مریم مریم ہو عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیز و خود کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں۔ مگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گزر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا۔ تو میں اسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا۔ سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائیگی۔ اسلئے کہ اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پردہ چھائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اسپر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۹۶ میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاطہ ٹھہرایا گیا اور آخر کی عیسیٰ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بزرگیہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طے سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس برتر معنی کی مجھے خبر نہ دی۔ حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی۔ مگر مجھے اسکے معنی اور تیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا اسی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا خواہاں ہی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود خیر کا دعویٰ نہیں چیکت کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ بھاد سے۔ سو اس وقت تک حکمت الہی کا یہی

تقویۃ الایمان

۵۱

کشتی نوح

تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آتے۔ مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار تصریح لکھا گیا ہے۔ اجملاً ایک الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں۔ اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں۔ لیکن یہ یاد ہے کہ صد ہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا۔ اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے۔ اور وہ اس زمانہ کا ہے جبکہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نوحؑ کا الہام کیا۔ پھر بعد اسکے یہ الہام ہوا تھا۔ فاجاءها المنخفض الى جنح النخلة قالت يا ليتني مت قبل هذا وكنت نسيا منسيا۔ یعنی پھر مریم کو پھر اس عاجز سے ہے۔ دروزہ تنہ کججور کی طرف لے آئی یعنی عوام الناس اور جاہل اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا۔ جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر تو ہیں مگر کالیان دیں اور ایک طوفان برپا کیا۔ تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس پہلے مرعاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا۔ یہ اس شور کی طرف اشارہ ہے جو ابتداء میں مولویوں کی طرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعوے کو برداشت نہ کر سکے۔ اور مجھے ہر ایک جملہ سوانہوں فنا کرنا چاہا۔ تب اس وقت جو کرب اذلق نا بھول کا شور و غوغا دیکھ کر میرے دل پر گزرا۔ اس پر جبکہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے۔ اور اسکے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا اَلْقَدْ جِئْتَنِي قَرِيْبًا۔ مَا كَانَ اَبُوكَ اَمْرًا سَوْءًا وَمَا كَانَتْ اٰهْلِكَ بِغِيْبًا۔ اور پھر اسکے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ اَلَيْسَ اِنَّهُ بِكَافٍ حَبِيْبًا۔ وَ لَيْسَ اِنَّهُ اٰيَةٌ لِلنَّاسِ وَ رَحْمَةٌ مِّنَّا وَ كَانْ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيْهِ تَمَثُّوْنَ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ اور ۱۳۔ ترجمہ اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا کر دیا اور قابلِ نعرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے۔ تیرا باپ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے۔

نوٹ۔ اس الہام مجھے یاد آیا کہ شارح من فضل شاہ یا ہر شاہ نام ایک تہذیبیہ والہ صاحب کے بہت

۵۲

نہ صرف حدیثوں میں بلکہ قرآن شریف سے بھی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ سورہ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر لودی اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا کیونکہ ایک زمانہ میسے پر صرف مریمی حالت کا گذرا۔ اور پھر جب وہ مریمی حالت خدا تعالیٰ کو پسند آگئی تو پھر مجھ میں اس کی طرف سے ایک روح پھونکی گئی۔ اس روح پھونکنے کے بعد میں مریمی حالت سے ترقی کر کے عیسیٰ بن گیا۔ جیسا کہ میری کتاب براہین احمدیہ حصہ سابقہ میں مفصل اس بات کا تذکرہ موجود ہے۔ کیونکہ براہین احمدیہ حصہ سابقہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنة یعنی سے مریم تو اوروہ جو تیرا رفیق ہے دونوں بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اور پھر اسی براہین احمدیہ میں مجھے مریم کا خطاب دیکر فرمایا۔ نفخت فیک من روح الصدق یعنی اسے مریم! میں نے تجھ میں صدق کی روح پھونک دی۔ پس استعارہ کے رنگ میں روح کا پھونکنا اس عمل سے مشابہ تھا جو مریم صدیقہ کو ہوا تھا۔ اور پھر اس عمل کے بعد آخر کتاب میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا۔ جیسا کہ فرمایا کہ یا عیسیٰ ائی متوفیک و اذکک الیٰ - یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینگا اور مومنوں کی طرح میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک اُمّی نسوہ ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں اُمّی بھی ہوں اور نبی بھی۔ گروہ نبی بوا تبدالہ کی برکت سے نقلی طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی ہے اور میرا نام عیسیٰ بن مریم ہونا ہی اس لیے جس پر نادانی اعتراض کرتے ہیں کہ حدیثوں میں تو آنے والے عیسیٰ کا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا ہے۔ مگر شخص تو ابن مریم نہیں ہے۔ اور اس کی والدہ کا نام مریم نہ تھا۔ اور نہیں جانتے کہ جیسا کہ سورہ تحریم میں وعدہ تھا میرا نام پہلے مریم رکھا گیا اور پھر خدا کے فضل نے مجھ میں نفع روح کیا۔ یعنی اپنی ایک ظلمت کو ابلیس نے اُس مریمی حالت سے ایک دوسری حالت پیدا کی اور اس کا نام عیسیٰ رکھا۔ اور چونکہ وہ حالت



ازالہ اوہام

۲۵۶

حصہ

بہ تم خوب سمجھ سکتے ہو کہ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب جیل اور بے ایمانی اور ضلالت جھڑپوں سے مدینہ میں دشمنان کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے دنیا میں یہ سب جہانے کی اہل زمین میں حقیقی ایمان داری ایسی کم ہو جائے گی کہ گویا وہ آسمان پر اٹھ گئی ہوگی اور قرآن کریم ایسا متروک ہو جائے گا کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا ہوگا۔ تب ضرور ہے کہ فارس کی اہل سے ایک شخص پیدا ہو اور ایمان کو دنیا سے بے کر پھر نہ کہہ کر نازل ہو۔ سو فیہنا بھوکہ نازل ہونے والا ان مریم بھی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ و والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیداوار کا موجب ٹھہرے تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا۔ اور تربیت کی کار میں لیا اور اس اپنے بڑے کا نام ان مریم رکھا۔ کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منسوب کیا جس کے ذریعہ سے اس نے قلب سلیم کھلایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو خیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پا کر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھ گیا۔ اور پھر اس نے اپنے ماں سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھایا اور پھر ایمان اور عرفان کے ذریعہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا۔ سو وہ ایمان اور عرفان کا ثمرہ سے دنیا میں محفوظ کیا اور زمین میں جو ششوں پڑی تھی اور تاریکی تھی اس کے رکشوں اور آہلو کرنے کے فکر میں لگ گیا۔ ایسی مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلسلہ اربعہ میں کسی سلسلہ میں یہ داخل ہو پھر اگر یہ آقا مریم نہیں تو کون ہے؟

اور اگر اب بھی تمہیں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جہنی اختلافات کی وجہ سے لعنت ہلائی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن تعان نہیں ہوتا۔ لیکن ایک طرف بہت آسان ہے اور وہ حقیقت قائم مقام مہاجر ہی ہے جس سے کاؤب اور صادق کو قبول اور وہی تعریف ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے جو قبل میں موٹی قلم سے لکھتا ہوں۔

نسخہ الہامیہ

۸۳

فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى مِنْ

ہ توہرات و انجیل و قرآن دیکھت زیادہ تر وفا کنندہ وعدہ را  
تورات اور انجیل اور قرآن میں اللہ وعدہ کا وفا کرنے والا اور

اللَّهِ وَعَدًّا وَاصْدَقَ قِيلًا وَلَمَّا كَانَ وَعْدُ

د زیادہ تر راست گو از خدا تعالیٰ  
راست گو خدا تعالیٰ سے زیادہ کون ہے۔  
دہرگاہ کہ وعدہ اور جس وقت کہ وعدہ

الْمُشَابَهَةِ فِي سِلْسَلَتِي إِلَّا سِخْلَافٍ وَعَدًّا الْكِدِّ

شابہت در سلسلہ ہر دو خلافت بود  
شابہت خلافت کے دونوں سلسلہ میں تھا۔

بِالنُّونِ الثَّقِيلَةِ مِنْ اللَّهِ صَادِقَ الْوَعْدِ الَّذِي

کہ از طرف خدا تعالیٰ نون ثقیلہ مؤکد کردہ شدہ بود  
اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ مؤکد کیا گیا تھا

هُوَ أَوَّلُ مَنْ وَفَى - إِقْتَضَى هَذَا الْأَمْرُ أَنْ

ایں امر تقاضا کرد  
اس بات نے تقاضا کیا

يَأْتِي اللَّهُ بِآخِرِ السَّلْسَلَةِ الْمَحْمَدِيَّةِ خَلِيفَةً

ہ آخر سلسلہ محمدیہ  
سلسلہ محمدیہ کے آخری وہ خلیفہ آئے

هُوَ مِثْلُ عَيْسَى فَإِنْ عَيْسَى كَانَ آخِرَ خُلَفَاءِ

ہ عیسیٰ علیہ السلام جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام خلیفہ آخری بود  
کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو گئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کوئی علیہ السلام کے خلیفوں میں آخری خلیفہ

مَلَّةٌ مُّوسَىٰ كَمَا مَضَىٰ ۗ وَوَجِبَ أَنْ لَا يَكُونَ

از خلفائے سلسلہ موسیٰ علیہ السلام چنانکہ گذشت۔ و واجب شد اینکہ نباشد  
جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ

هَذَا الْخَلِيفَةَ مِنَ الْقُرَيْشِ وَأَنْ لَا يَأْتِيَ مَعَ

این خلیفہ کہ او از خلفا و است از قریش و اینکہ نیاید  
جو خاتم الخلفہ ہے قریش میں سے نہ ہو۔ اور کوار نہ آئے

السَّيْفِ وَلَا يُؤْمَرُ لِلْوَعْدِ ۗ لِيَتِمَّ لِمَنْ شَاءَ مِنْهَا

بشیر و نہ حکم کند برائے جنگ  
اور جنگ کا حکم نہ کرے

كَمَا لَا يَخْفَىٰ ۗ وَوَجِبَ أَنْ يَظْهَرَ تَحْتَ حُكُومَةٍ

چنانکہ پوشیدہ نیست و واجب شد اینکہ  
جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور یہ بھی لازم ہوا کہ وہ

قَوْمٍ آخَرِينَ الَّذِينَ هُمْ كَقَوْمِ مِثْلِ قَوْمِ مِثْلِ قَوْمِ مِثْلِ قَوْمِ

قوم دیگر کہ باشند  
ظہر ہوسے جو وہ قوم مثل اس قوم کے ہو کہ حضرت سید

الْمَسِيحِيِّ زَمَنٍ مِّنْ حُكُومَتِهِمْ فَأَنْظِرُ إِلَىٰ هَذِهِ

علیہ السلام نہ نازد حکومت مثل ظہر ر۔ میں ہیں  
عبدالہم اس کی حکومت کے زمانہ میں ظہر ہولے تھے۔ میں اس مشابہت کو دیکھ

الْمُضَاهَاةَ فَإِنَّهَا أَوْضَحُّ وَأَجْرٌ وَأَنْتَ تَعْدُرُ

اس مشابہت را چرا کہ آن واضح تر و روشن تر است۔ و تو میدان کہ  
کہ کیوں واضح اور روشن تر ہے اور تو جانتا ہے کہ

حصہ پنجم

۲۰۳

ضمیمہ برائے احمدیہ

لو عیسیٰ دینا چاہتا جو مفضوب علیہم قرار پائیں گے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ نے جو وقتہ نماز میں بھی یہی دعا سکھلائی جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ فاتحہ میں یہ تعلیم فرماتا ہے :-  
 اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین  
 پس انعت علیہم سے مراد انبیاء و پیغمبر ہیں اور مفضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو قبول نہیں کیا تھا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ اس امت میں سے یہود سیرت بھی ہونے والے ہیں جو حضرت عیسیٰ کے وقت تھے۔ پس ضرور ہے کہ ان کے ساتھ اسی امت میں سے ایک عیسیٰ بھی ہو جس کے انکار سے وہ اس قسم کے یہودی بن جائیں گے جو مفضوب علیہم ہیں۔ اب وہ لوگ جو کلمہ کو علامت کرتے ہیں کہ تو نے اپنے تئیں عیسیٰ کیوں بنایا درحقیقت یہ علامت ان کی طرف ہی رجوع کرتی ہے کیونکہ اگر وہ یہود نہ بنتے تو میں بھی عیسیٰ نہ بنتا۔ مگر ضرور تھا کہ خدا کا کلام پورا ہوتا عجیب نادان ہیں۔ یہود ہونے کے لئے آپ تیار ہیں مگر عیسیٰ کو باہر سے لیتے ہیں۔

۱۳۶

خلاصہ کلام یہ کہ ہماری سلسلہ کی عبادت بالکل اسرائیلی سلسلہ کے مطابق بنائی گئی ہے۔ یہی حکمت ہے کہ اس سلسلہ کا عیسیٰ بھی خاندان بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ مسیح بھی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا تھا۔ وجہ یہ کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اس کا باپ نہ تھا صرف ماں اسرائیلی تھی۔ یہی مشابہت اس جگہ موجود ہے۔ جس بیان کر چکا ہوں کہ میری بعض آہیات رسالات میں سے تئیں اور خدا کی وحی بھی مجھ پر ظاہر کیا اور جس طرح حضرت عیسیٰ نے باپ کے ذریعہ سے مدوح حاصل نہیں کی تھی وہی طرح میں نے بھی علم اور معرفت کی مدوح کسی روحانی باپ سے یعنی استاد سے حاصل نہیں کی۔ پس ان تمام باتوں میں مجھ میں اور حضرت عیسیٰ میں شدید مشابہت ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ نے اسرائیلی سلسلہ کے مقابل پر ہماری سلسلہ قائم کر کے عیسیٰ بننے کے لئے مجھے چن لیا۔ صمد سلسلہ اسلام میں حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا نام

حصہ چہم

۲۹۱

ضمیمہ براہین احمدیہ

درد سے انتظار کی امیدیں پالی جاتی ہیں اور تمہارے بزرگ تو معصوم نہ تھے مگر ان میں باوجود اسکے کہ تمہیں میں نبی اور خدا سے وحی پانے والے بھی تھے سب غلطی میں مبتلا رہے اور یہ عقیدہ سرستہ بنا کر لیا اس نیا کے دوبارہ آنے سے کوئی اور نبی مراد ہے۔ ضرور کہ حقیقت الیاس ہی نازل ہوگا۔ اور اس وقت تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے کسی نبی یا ولی کو یہ راز سرستہ کچھ نہ آیا کہ الیاس کے دوبارہ آنے سے مراد یہی نہیں ہے نہ کہ حقیقت الیاس۔ پس یہ کوئی نئی بات نہیں کہ اس امت کے بعض بزرگ کسی ایک بات کے سمجھنے میں مدعو کہ کھادیں۔ اور عجیب تر یہ کہ اس مسئلہ میں ان بزرگوں کا اتفاق نہیں۔

بہت سے ایسے علماء و گندے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ ان میں سے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ جیسا کہ لکھتے ہیں۔ قد اختلف فی عیسیٰ علیہ السلام محل موتی اومیت و

قال ملائک ملت یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہونے میں اختلاف ہے کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ اور مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ مر گیا ہے۔ اور محمد بن ابی نعیم اور ابن العربی صاحب اپنی ایک کتاب میں جوہن کی آخری کتاب لکھتے ہیں کہ عیسیٰ تو آئیگا مگر باندی طور پر یعنی کوئی اور شخص اس امت کا عیسیٰ کی صفت پر آجائیکا مزیوں کا یہ عقو شدہ مسئلہ ہے کہ بعض کا میں اس طرح بد دوبارہ دنیا میں آجاتے ہیں کہ ان کی روحانیت کسی اور پر قبلی کرتی ہے اور اس وجہ سے وہ دوسرا شخص گویا پہلا شخص ہی ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی ایسا ہی اصول ہے اور ایسے آدمی کا نام وہ لوٹا رکھتے ہیں۔

اور یہ خیال کہ کوئی زندہ آدمی آسمان پر چلا گیا اور آگم ہو گیا یہ بھی ایک پرانا خیال پایا جاتا ہے جس کے پہلے وقتوں میں کچھ اور معنی تھے اور پھر جاہلوں نے کچھ لیا کہ حقیقت کوئی شخص مع جسم آسمان پر چلا جاتا ہے اور پھر آتا ہے۔ سید احمد صاحب برطوی کی نسبت بھی کچھ ایسے ہی خیالات ان کے گردہ کے لوگوں میں آج تک شائع ہیں۔ گویا وہ بھی حضرت عیسیٰ کی طرح پھر آئیں گے۔ اور اگرچہ وہ پہلی آمد میں حضرت عیسیٰ کی طرح ناکام رہے مگر دوسری مرتبہ خوب تلواریں چلائیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ بڑے بڑے دعوے کر کے پھر ناکام اور نامراد دنیا سے چلے گئے تھے ان کی پر وہ پوشی کے لئے یہ باتیں بنائی گئیں۔

ایام اصلاح

۴۰۷

ہو کر مانا پڑے گا۔ میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ یہ دو قسم کی برکتیں جن کا نام عیسوی برکتیں اور  
 محمدی برکتیں ہیں مجھ کو عطا کی گئی ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پا کر اس بات کو جانتا ہوں  
 کہ جو دنیا کی مشکلات کے لئے میری دعائیں قبول ہو سکتی ہیں دوسروں کی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔  
 اور جو دینی اور قرآنی معارف حقائق اور اسرار مع لوازم بلاغت اور فصاحت کے میں لکھ  
 سکتا ہوں دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ اگر ایک دنیا میں ہو کر میرے اس امتحان کے لئے  
 آدھے تو مجھے غالب پائے گی۔ اور اگر تمام لوگ میرے مقابل پر اٹھیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے  
 میرا ہی پتہ بھاسی ہوگا۔ دیکھو میں صاف صاف کہتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں کہ اس وقت  
 اے مسلمانو! تم میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو مفسر اور محدث کہلاتے ہیں اور قرآن کے معارف اور  
 حقائق جاننے کے مدعی ہیں اور بلاغت اور فصاحت کا دم مارتے ہیں اور وہ لوگ بھی موجود ہیں  
 جو فخر اکر کہلاتے ہیں اور ہستی اور قادی اور نقشبندی اور سہروردی وغیرہ ناموں سے اپنے  
 تئیں موسوم کرتے ہیں۔ اٹھو اور اس وقت ان کو میرے مقابلہ پر دو۔ پس اگر میں اس دعوے  
 میں جھوٹا ہوں کہ یہ دونوں شاخیں یعنی شان عیسوی اور شان محمدی مجھ میں جمع ہیں۔ اگر میں  
 نہیں ہوں جس میں یہ دونوں شاخیں جمع ہونگی اور ذوالبوزین ہوگا تو میں اس مقابلہ میں مغلوب ہو  
 جاؤں گا ورنہ غالب آجاؤں گا۔ مجھے خدا کے فضل سے توفیق دی گئی ہے کہ میں شان عیسوی  
 کی طرف سے دنیوی برکات کے متعلق کوئی نشان دکھاؤں۔ یا شان محمدی کی طرف سے حقائق و  
 معارف اور نکات اور اسرار شریعت بیان کر دوں اور میدان بلاغت میں قوتِ ناطقہ کا  
 گھوڑا دوڑاؤں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اور محض اسی کے

منہ

→ ہوتو کے جلسے میں بھی اس کا امتحان ہو چکا ہے۔ میرا مضمون دوسرے مضمونوں کے مقابل پر پڑھو۔ منہ  
 بہرہ شان عیسوی کے متعلق جو نشان ہیں یعنی دنیوی برکات کے نشان وہ بہت خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر ظاہر  
 کئے ہیں جن کی میں اپنی بعض کتابوں میں تصدیق کر چکا ہوں اور بعض نشان ایسے ہیں جو ابھی نہیں لکھے گئے مگر یہ خدا  
 کے فضل سے کس میدان ہے اگر تھی کے طالب جمع ہوں تو ہزاروں نشان ظاہر ہو سکتے ہیں۔ منہ

۱۸۱

یہ حوالہ صفحہ 409 پر درج ہے

اصلاح صفحہ 160 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 407 از مرزا قادیانی

بالکل جھوٹ تھی۔ اور اس کا نام عبدالحمید تھا۔ نہ عبدالحمید جیسا اس نے بیان کیا تھا۔ نہ وہ بنگلہ کا برہمن تھا۔ بلکہ پیدائشی مسلمان علاقہ جہلم سے تھا۔ اس کا چچا برہان الدین غازی ایک مشہور مذہبی جنونی ہے۔ اور ان کا تمام کا تمام خاندان میرزا قادیانی پر فدائی مرید ہے۔ یہ نوجوان عیسائی مذہب کے متلاشیوں کی طرح گجرات میں رہا تھا۔ اس نے اپنے چچا کے چالیس روپے پورا کر بڑے کاموں میں خرچ کئے۔ جس پر اس کے چچا نے میرزا قادیانی کے پاس اس کو بھیج دیا۔ میں خود بیاس گیا۔ اور پھر اس سے دریافت کیا۔ اور پانچ گواہوں کے سامنے اس نے کھلا کھلا اقرار کیا کہ اُسے میرزا غلام احمد نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے۔ وہ موقع کی تلاش میں تھا کہ جب کبھی وہ مجھے سویا ہو یا کسی اور حالت میں پائے تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور ایسی چیز سے پھوڑے۔ اس نے یہ تمام واقعات اپنی مرضی سے لکھے۔ میں اس لکھے ہوئے کاغذ کو پیش کرتا ہوں جس پر اس نے آٹھ گواہوں کے سامنے دستخط کئے۔ میری واقفیت میرزا صاحب سے

کا قائم مقام ہو جائے۔ تا اگر ایسی خوش بیانی سے کسی کا دقت خوش ہو تو اس سوانح نویس کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے دعا بھی کرے۔ اور صفحات تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں کہ جن بزرگ محققوں نے نیک متی اور انانہ عام کے لئے قوم کے ممتاز شخصوں کے تذکرے لکھے ہیں انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دلدرا صاحب کا نام غلام احمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ چچا اور میرے بزرگوں کے

چچا مراد سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدائے تعالیٰ کے متواتر ایہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ نادے فارسی الاصل ہیں۔ وہ تمام ایہامات میں نے ان ہی دلوں میں برہمن احمد کے حصہ دوم میں درج کر دئے تھے جن میں سے میری نسبت ایک ایہام ہے خذوا التوحید

## علمائے ہند کی خدمت میں نیا نامہ

۱۹۰۰ء

اے براہ راں دین و علمائے مشرق متین! آپ صاحبان میری ان محوضات کو توجہ  
 ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے بوٹیل موجود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال  
 کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے  
 جو میں نے خدائے تعالیٰ سے ہا کر براہیدین احمدیہ کے کئی مقالات پر تصریح  
 درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہو گا میں نے  
 یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر  
 مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا  
 ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور  
 اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں  
 جن کی تصریح انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح ہی مریم کی زندگی سے اس قدر  
 شباهت ہے اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے ان رسالوں میں  
 اپنے تئیں وہ موجود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں  
 تصریحاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ میں تو پہلے ہی براہین احمدیہ میں تصریح لکھ چکا ہوں کہ میں وہی  
 مثیل موجود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآنی شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے  
 درج ہو چکی ہے۔ تعجب کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ  
 اشاعت المسئۃ نمبر ۶ ہلد سائٹ میں جس میں براہین احمدیہ کا رپوٹ لکھا ہے ان تمام  
 الہامات کی اگر حایمانی طور پر نہیں مگنا سکتا تو یہ تصدیق کر چکے اور بدل و جان مان چکے ہیں  
 مگر پھر بھی سنا جا رہا ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کو بھی پورے لوگوں کا شور اور فریاد کہہ کر



کشتہ زح

۵۲

تقریبہ الایمان

مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیں گے۔ اور یہ بات ابتداء سے مقدر تھی اور ایسا ہی ہونا تھا۔ یہ عیسیٰ بن مریم ہے۔ جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔ یہی قول حق ہے۔ یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے۔ اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسیٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا نشان قرار دیا ہے۔ اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس کو اپنا نشان بناؤ گے۔ اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی۔ اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے۔ اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آئیوا والا تھا۔ جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور آنے والا ہی ہے۔ اور شک محض تاہم ہے۔ جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورت پرست ہیں حقیقت پر اٹکی نظر نہیں دیکھتے۔ یہ سب یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کے عظیم الشان مقاصد میں سے یہ دُعا ہے کہ [هُدًى نَا الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ صِرَاطِ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ]۔ اور جس طرح انجیل کی دُعا میں روٹی مانگی گئی ہے۔ اس دُعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تھیں۔ یہ مقابلہ بھی قابلِ نظر ہے۔ اور جس طرح حضرت مسیح کی دُعا قبول ہو کر عیسا میوں کو روٹی کا سامان بہت کچھ مل گیا ہے۔ اسی طرح یہ قرآنی دُعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے قبول ہو کر اختیار و ابرار مسلمان بالخصوص انکے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وراثت ٹھہرائے گئے۔ اور دراصل مسیح موعود کا اس اُمت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دُعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اختیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی

مجتہد کہنے سے اور بہت تعلق تھا۔ جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کو کسی نے ان کو خبر دی تو وہ بہت روئے۔ اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے۔ یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا؟ ان کا باپ تو نیک مزاج اور افتراء کے کاموں سے دور اور سیدھا اور صاف بل مسلمان تھا۔ ایسا ہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعویٰ کیا۔ منہ

۵۳

کشتی لوح صفحہ 48 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 52 از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 410 پر درج

کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اہل اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افتراء کے طود پر یہ الہام بنانا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دینا کہ اب میں مریم ہوں عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیز و خود کر و اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں۔ مگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا۔ تو میں اسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا۔ سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس حکمت پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائیگی۔ اس لئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پردہ دل پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اسپر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاطہ ٹھہرایا گیا اور آخر کی عینہ کے بعد جو دس عینہ سے زیادہ نہیں بزرگوار اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طے سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس برتر خلق کی مجھے خبر نہ دی۔ حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی۔ مگر مجھے اسکے معنوں اور ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا اسی حقیقہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ بچھا دے۔ سو اس وقت تک حکمت الہی کا یہی

لک درجۃ فی السماءِ و فی الذین ہم یُبصرون۔ و لک

تیرا آسمان پر ایک درجہ اور مرتبہ ہے اور نیز ان لوگوں کی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔ اور تیرے لئے

نَزَلَتْ آیات و نہدم ما یعمرون۔ الحمد لله الذی

ہم نشان دکھائیں گے اور جو عمارتیں بناتے ہیں ہم ڈھادینگے۔ اُس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے

جعلک المسیح ابن مریم لا یُسئل عما یفعل و ہم

سیح ابن مریم بنایا۔ وہ ان کاموں سے پوچھا نہیں جاتا جو کرتا ہے۔ اور لوگ اپنے کاموں سے

یُسئلون و قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا

پوچھے جاتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے۔

قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ انی مہین من اراد

اُس نے کہا کہ اگلی نسبت جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ میں اُس شخص کی اہانت کرونگا جو تیری

اھانتک۔ انی لا یخاف لدی المرسلون۔ کتب اللہ

اہانت کا ارادہ کریگا۔ میرے قریب میں میرے رسول کسی شخص سے نہیں ڈرا کرتے۔ خدا نے کلمہ چھوڑا ہے کہ

خدا تعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اس میں خدا تعالیٰ نے تصریح ذکر

کر دیا ہے کہ کس طرح اُس نے مجھے عیسیٰ بن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اسکے ظاہر کیا

کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریم مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل

ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔ پھر دوسرے مقام میں اس مرتبہ کے متعلق فرمایا

فاجاءہ المنامن الی جذع النخلۃ قال یا لیتف مت قبل هذا و کنت نسیا منسیا۔

اس جگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے کہ جب اس مامور میں مریم مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کا تولد

ہوا اور اس لحاظ سے یہ مامور ابن مریم بننے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو دروزہ سے مشابہت رکھتی ہے اسکو

امت کی خشک جڑ کے سامنے لانی جن میں فہم اور تقویٰ کا پھل نہیں تھا اور وہ طیار تھے کہ ایسا دعویٰ

سُنکر افترا کی تہمتیں لگا دیں اور دیکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اُسکے حق میں کریں تب اُس نے اپنے

دل میں کہا کہ کاش میں پہلے اس سے مر جاتا اور ایسا بھولا بھرا ہو جاتا کہ کوئی ایسے نام سے واقف نہ ہوتا۔

ہونگے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔ اے فانی انسانو! ہتھیار چھوڑ جاؤ۔ اور سوچو کہ مجزب کے مجرہ کیا ہوتا ہے کہ اس قدر مخالفوں کے جنگ و جدل کے بعد آخر براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں۔ تم ثابت نہیں کر سکتے کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا مگر اس وقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ آباد کئے جاویں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر اتر سر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ حالانکہ براہین کے زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی تھی صرف اکیلا تھا۔ پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی۔ تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دو ہزار رنگ نہ پڑتا۔ لیکن اب تو مولویوں اور ان کے تابعداروں کی مخالفانہ کوششوں نے اس ہجاز پر دو ہزار رنگ پڑھا دیا اور بجائے اسکے کہ حسب مضمون **اِنَّ يٰۤاَيُّكَ كَاذِبًا فَعَلَيْكَ كَذِبُ بَعْضِ صَادِقِ** ہونے کی وجہ سے اس آیت کی مقرر کردہ علامت سے بریت مل جاتی۔ اب تو اسکے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے میں بائیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور ہزار ہا اہل فضل و کمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب دوسرا بجز اس آیت کا دیکھو **وَ اِنَّ يٰۤاَيُّكَ صَادِقًا يٰۤاَيُّصِبُكَ بَعْضُ الَّذِي يٰۤاَيُّعِدُّ كُمْ رَيْبًا** بھی کیسا اعجازی رنگ میں پورا ہوا۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ **اِنِّي مَهِيْنٌ مِّنْ اِرَادَاتِكَ** ہر ایک شخص جو تیری امانت کرے گا وہ اپنی امانت نہ دیکھ لے۔ اب ان مولویوں سے پوچھ لو کہ انہوں نے میرے مقابل خدا کے حکم کو کوئی ذلت بھی دیکھی ہے یا نہیں۔ اب کون میری توہین کرنا والا بل سکتا ہو کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو یصیبك بعض الذي يعدك ہے میری تائید کیلئے ظہور میں نہیں آئی بلکہ قرآن شریف نے بعض کے لفظ سے جتنا دیا کہ وعيدك پیشگوئی کیلئے بعض کا نمونہ کافی ہے اور اس جگہ نمونے تھوڑے نہیں۔ کیا مخالفوں کی اس میں کچھ تھوڑی ذلت ہے کہ غلام دستگیر اپنی کتاب فتح رحمانی میں یعنی صفحہ ۲۴ میں میرے پر عام لفظوں میں بڑے عالمانہ فریقہ میں سو کاذب پر بڑے عاقل کے خود ہی چند روز کے بعد مر گیا۔ محمد حسینی

اے دیکھو کہ کیا یہ مجرہ نہیں کہ جس مولوی نے تمہارے بعض نادان ملازم سے میرے پرفتنی کفر کا لکھوا دیا تھا۔ وہ سب اہل کفر کے خود ہی مر گیا۔ منہ

نام الصلح

۳۷۹

دوست کو کبھی خواب میں بصورت دیگر۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف لفظ عیسیٰ یا مسیح ہی اگر احادیث میں ہوتا تو مشیل کی گنجائش تھی۔ لیکن ابن مریم سے اصل ہی کا آثار ثابت ہوتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر ایک نبی کی شہادت نبی ہی دیتا چلا آیا ہے جیسا کہ اخیر میں مسیح علیہ السلام کی شہادت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بھی ایک شاہد کی ضرورت ہے جو نبی ہو۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اس واسطے مسیح نبوت کی حالت میں تو نہیں آئیں گے بلکہ امتی ہونگے مگر نبوت ان کی شان میں منہر ہوگی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی کا مشیل نبی ہوتا ہے۔ آدم کا مشیل مسیح۔ موسیٰ کا مشیل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایلیا کا مشیل عیسیٰ۔ پس مسیح کا مشیل بھی نبی ہونا چاہیے نہ کہ امتی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح موعود کی علامت جس ایک نرالی وضع کی نکالی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مسیح دعویٰ کریں گے تو میں ان کے والدین کو تلاش کروں گا۔ کیونکہ باپ تو اول سے ہی ندارد ہے اور ماں مرچکی ہے۔ پس اگر اس کے والدین ثابت نہ ہو سکے تو پھر اس کے مسیح ہونے میں کیا شک رہے گا۔

سبح اسرائیلی کے دوبارہ آنے پر یہ دلیل قطعی پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
وجیہا فی الدنيا والآخرة۔ اور چونکہ مسیح نے اپنی زندگی عشرت اور ذلت میں گزرائی  
اس واسطے وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتے کیونکہ وجاہت و نبوت ان کو بالکل نصیب  
نہیں ہوئی۔ لیکن اس آیت کے مصداق بننے کے لئے خدا ان کو پھر ظاہر کرے گا اور وجاہت

۴ نوٹ ۱۔ ہم بھی کہتے ہیں مشیل آیا۔ اصل آیا۔ مگر بطور بروز۔ دیکھ لو اقباس نام کتاب جس میں کچھ  
یہ تمام روز۔ " وہ عاقبت کٹل گا ہے برابر اب ریاضت چنان تصرف میفرماید کہ فاعل  
انفال شان میگردد۔ و این مرتبہ را صوفیہ بروز میگنند۔ و بعض بر آند کہ روح عیسیٰ وہ ہدی  
بروز کند۔ و نزول عبارت ازین بروز است مطابق این حدیث لاسہدی، الا عیسیٰ ابن مریم۔  
دیکھو صفحہ ۵۲ کتاب اقباس الانوار۔ منقول

۱۵۳

ایام الصلح صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 379 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 412 پر درج۔

سوا اول ہم ان ہر تنقیحوں میں سے پہلی تنقیح کو بیان کرتے ہیں سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں معینہ موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریناً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص نبی والا ہو جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہو گا اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہو اور بالضرورت اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ ایک مسیح موعود آئیوا لا اگرچہ یہ سچ ہو کہ اکثر ہر ایک حدیث اپنی ذات میں مرتبہ احاد سے زیادہ نہیں مگر اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ جس قدر طرق متفرقہ کی رو سے احادیث نبویہ اس باب سے میں مدون ہو چکی ہیں ان سب کو یکجائی نظر کے ساتھ دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضرور آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کے آنے کی خبر دی ہے اور پھر جب ہم ان احادیث کے ساتھ جو اہلسنت و جماعت کے ہاتھ میں ہیں ان احادیث کو بھی ملاتے ہیں جو دوسرے فرقے اسلام کے مثلاً شیعہ وغیرہ انہیں بھروسہ رکھتے ہیں تو اور بھی اس تواریخ کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہے اور پھر اسکے ساتھ جب صد ہا کتابیں مقصوفین کی دیکھی جاتی ہیں تو وہ بھی اسی کی شہادت سے رہی ہیں۔ پھر بعد اسکے جب ہم بیرونی طور پر اہل کتاب یعنی نصاریٰ کی کتابیں دیکھتے ہیں تو یہ خبر ان کو بھی ملتی ہے اور ساتھ ہی حضرت مسیح کے اس فیصلہ سے جو ایلیا کے آسمان سے نازل ہونیکے بارہ میں ہے یہ بھی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی خبریں کبھی حقیقت پر محمول نہیں ہوتیں لیکن یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اسکے توارسے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جنکی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کیا جائیں تو ایسا کتابیں ہزاروں سے کچھ کم نہیں ہونگی۔ ان یہ بات اس شخص کو سمجھانا مشکل ہے کہ جو اسلامی کتابوں سے بالکل بیخبر ہے اور حقیقت ایسے اعتراض کر نیوالے اپنی بدقسمتی کی وجہ سے کچھ ایسے بیخبر ہوتے ہیں کہ انہیں یہ نصیرت حاصل ہی نہیں ہوتی کہ غلام واقعہ کس قدر قوت اور مضبوطی کے ساتھ اپنا شہرت کھینچے ہے پس ایسا ہی صاحب مضمون نے کسی سے سن لیا ہے کہ احادیث اکثر احاد کے مرتبہ پر ہیں اور کتب

۲۰۱

مٹھ گئی تھیں انکی قطعیت اور تو اتر کی نسبت کلام کرنا تو درحقیقت جنون اور دیوانگی کا ایک شعبہ ہے مثلاً  
 آج اگر کوئی شخص یہ بحث کرے کہ یہ پنج نمازیں جو مسلمان پنجوقت ادا کرتے ہیں انکی رکعات کی تعداد ایک تھی  
 امر ہے کیونکہ مثلاً قرآن کریم کی کسی آیت میں یہ مذکور نہیں کہ تم صبح کی دو رکعت پڑھا کرو اور پھر جمعہ کی دو اور  
 عیدین کی بھی دو دو۔ یہی احادیث تو وہ اکثر احاد میں جو مفید یقین نہیں تو کیا ایسی بحث کرنا الا حق پر ہو گا۔  
 مگر احادیث کی نسبت ایسی ہی باتیں قبول کی جائیں تو سب سے پہلے نادہی ہاتھ سے جاتی ہے کیونکہ قرآن نے تو نماز  
 پڑھنے کا کوئی نقشہ کھینچ کر نہیں دکھلایا صرف یہ نمازیں احادیث کی صحت کے بھروسہ پر پڑھی جاتی ہیں۔  
 اب اگر مخالف یہی اعتراض کرے کہ قرآن نے نماز کا طریق نہیں سکھلایا اور جس طریق کو مسلمانوں نے  
 اختیار کر رکھا ہے وہ مردود ہے کیونکہ احادیث قابل اعتبار نہیں تو ہم ایسے اصول پر آپ ہی پابند ہونے  
 سے کہ بیشک احادیث کچھ بھی چیز نہیں اس اعتراض کا کیا جواب دے سکتے ہیں بجز اسکے کہ اعتراض کو  
 قبول کر لیں بلکہ اس صورت میں اسلام کی نماز جنازہ بھی بالکل بیہودہ ہوگی کیونکہ قرآن میں اس بات کا  
 کہیں ذکر نہیں کہ کوئی ایسی نماز بھی ہے کہ جس میں سجدہ اور رکوع ہیں۔ اب سوچو دیکھو کہ احادیث  
 کے چھوڑنے سے اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے ؟

اور خود یہ بات قلت تدبر کا نتیجہ ہے کہ ایسا خیال کر لیا جائے کہ احادیث کا حاصل صرف استفادہ ہے  
 کہ محض ایک یاد آدمی کے بیان کو مستبر سمجھ کے اسکی روایت کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیال کر  
 لیا جائے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ احادیث کا سلسلہ تعامل کے سلسلہ کی ایک فرع اور اطراف بعد الوقوع  
 کے طور پر ہے مثلاً محدثین نے دیکھا کہ کر ڈھا آدمی مغرب کے فرض کی تین رکعت پڑھتے ہیں اور فجر کی دو  
 اور صبح الگ ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ ضرور پڑھتے ہیں اور آمین بھی کہتے ہیں گو بالجہر یا بالسر اور قند  
 اخیرہ میں التحيات پڑھتے ہیں اور ساتھ اسکے دہ دہا کی دعائیں ملاتے ہیں اور دونوں طرف سلام دیکر نماز  
 سے باہر ہوتے ہیں۔ سو اس طرز عبادت کو دیکھ کر محدثین کو یہ ذوق اور شوق پیدا ہوا کہ تحقیق کے طور پر  
 اس وضع نماز کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاویں اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے اسکو ثابت  
 کریں۔ اب اگرچہ یہ بات سچی ہے کہ انھوں نے ایسے سلسلے کی بہم رسانی کیلئے یہ کوشش نہیں کی کہ ایک ایک

کیا جلتے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے جلد اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افراد کے طور پر یہ الہام بنانا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیا کہ اب میں مریم میں عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیز و خود کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں۔ مگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا۔ تو میں اسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا۔ سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائیگی۔ اسلئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مرویہ میں میں نے پروردگار بانی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اسپر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفلح کی گئی اور استخوان کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں ہذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طے سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس ہتر مخفی کی مجھے خبر نہ دی۔ حالانکہ وہ سب خدا کی وحی ہو اس راز پر مشتعل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی۔ مگر مجھے اسکے معنوں اور ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا یہی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں چاہیے کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ بھادے۔ سو اس وقت تک حکمت الہی کا یہی



حصہ اول

۱۳۵

ازالہ اوہام

تا کروڑ ہادی ہلاکت سے بچ جاتے مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس کو ایک عقدہ درمیان میں رکھ کر صادقوں اور کاذبوں کا امتحان منظور تھا اسی بنا پر اور اسی مدعا کی غرض سے تمثیل کے پیرایہ میں یا استعارہ کے طور پر بہت باتیں ہوتی ہیں جن پر نظر ڈالنے والے وہ گروہ ہو جاتے ہیں ایک وہ گروہ جو فقط ظاہر پرست اور ظاہر بین ہوتا ہے اور استعارات سے بگلی متکر ہو کر ان پیشگوئیوں کے ظہور کو ظاہری صورت میں دیکھنا چاہتا ہے یہ وہ گروہ ہے جو وقت پر حقیقت حقہ کے ماننے سے اکثر بے نصیب اور محسروم رہ جاتا ہے بلکہ سخت درجہ کی عدولت اور

اور محب و اثنی مولوی حکیم نور الدین صاحب اس جگہ حکایاں میں تشریف لاتے اور انہوں نے اس بات کے لئے درخواست کی کہ جو سلمی حدیث میں لفظ مشق و نیز اور ایسے چند مجمل الفاظ ہیں ان کے اطلاق کے لئے جناب اٹھی میں توجہ کی جائے لیکن چونکہ ان دونوں میں میری طبیعت طویل اور داغ کا قابل مدد و حمد تھا اس لئے میں ان تمام مقاصد کی طرف توجہ کرنے سے محبتہً باز رہا صرف توڑی سی توجہ کرنے سے ایک لفظ کی تشریح یعنی مشق کے لفظ کی حقیقت میرے پرکھوں گئی اور نیز ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص عارث نام یعنی حراثت آئے ملا جو ابو داؤد کی کتاب میں لکھا ہے یہ خبر صحیح ہے اور یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی درحقیقت یہ دونوں اپنے بصدائق کی رو سے ایک ہی ہیں۔ یعنی ان دونوں کا بصدائق ایک ہی شخص ہے بلکہ عاجز ہے۔

سوا اول میں مشق کے لفظ کی تعبیر و الہام کے ذریعے سے مجھ پر کھولی گئی بیان کرتا ہوں پھر بعد اس کے ابو داؤد والی پیشگوئی جس طور سے مجھے سمجھائی گئی ہے بیان کر دوں گا۔ پس واضح ہو کہ مشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ قصبہ کا نام مشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو زیدی الطبع اور زیدی طبع کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام انہی کی کچھ عظمت نہیں جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس آلود کے عکسوں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خوف بھی ان کی نظر میں سسل اور آسان ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور خدا کے قائلے کا موہم ہونا ان کی نگاہ میں ایک وسیلہ مستحب ہے جو انہیں کچھ نہیں دکھاتا اور جو کربیب کو

بغض اور کینہ تک لوٹ پہنچتی ہے جس قدر دنیا میں ایسے نبی یا ایسے رسول آئے مصلحتی نسبت پہلی کتابیں میں پیشگوئیاں موجود تھیں ان کے سخت منکر اور اشد دشمن وہی لوگ ہوئے ہیں کہ جو پیشگوئیوں کے الفاظ کو ان کی عسہری صورت پر دیکھنا چاہتے تھے جتنا ایلیا ہی کا آسمان سے اترتا اور خلیق اللہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں آتا یا نبل میں اس طرح پر لکھا ہے کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اٹھا یا گیا پھر دوبارہ وہی نبی دنیا میں آئے گا۔ ان ظسہری الفاظ پر یہودیوں نے سخت پنجہ مارا تو اسے اور باوجودیکہ حضرت مسیح جیسے ایک بزرگوار نبی نے صاف صاف گواہی

دیا کہ میں ہی کی طرف آنا چاہیے اس لئے ضرور تھا کہ مسیح ایسے لوگوں میں ہی نازل ہو۔ فرض مجھ پر ہے ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشورہ ثابت پائی جاتی ہے اور خدا نے قضاے لئے مسیح کے آنے کا جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہی مسیح نہیں ہے جس پر نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں کے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کے بعد سے مسیح کے اور نیز امام حسین سے بھی مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ دمشق پایہ تخت تیرے پہنچا ہے اور تیرے یوں کا مصوبہ ہے جس سے ہزار طرح کے کمالانہ احکام نازل ہوئے وہ دمشق ہی ہے اور تیرے یوں کو لفظ یہودیوں سے بہت مشابہت ہے جو مسیح کے وقت میں ہی ایسا ہی حضرت امام حسین کو بھی ملتی نظر سادہ زندگی کی رو سے حضرت مسیح سے غایت دور جو کہ مماثلت ہے پس مسیح کا دمشق میں آنا صاف ثابت کرتا ہے کہ کوئی مشیل مسیح جو حسین سے کمال مشابہت رکھتا تھا جس کی زندگی کے مماثلت رکھتا ہے۔ تیرے یوں کی تکیہ اور طرز کرنے کے لئے جو مشیل یہودی میں آئے گا اور ظاہر ہے کہ تیرے یوں کی مسیح لوگ یہودیوں سے مشابہت رکھتے ہیں یہ نہیں کہ دراصل یہودی میں ہی لے دمشق کا لفظ صاف طور پر بیان کر رہے کہ مسیح جو آئے وہ ہے وہ جو اصل مسیح نہیں ہے بلکہ عیساکر تیرے یوں کی مشیل یہودی میں ایسا ہی مسیح جو آئے وہ ہے وہ بھی مشیل مسیح ہے اور عینی اللطرت ہے یہ نکتہ ایک نہایت لطیف نکتہ ہے جس پر غور کرنے سے صاف طور پر کمال جاتا ہے کہ دمشق کا لفظ محض بہتارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ چونکہ امام حسین کا نظریہ مادہ واقعہ خدا نے تھانے کی تصریح بہت عظمت اور وقت رکھتا ہے اور یہ واقعہ حضرت مسیح کے واقعہ سے ایسا مترنگ ہے کہ عیسائیوں کو بھی اسی

کسی اونچی عمارت پر آکر اتاریں گے پھر کسی زمین کے ذریعے حضرت ایلیاؑ اپنے اتر آئیں گے اور یہودیوں کے تمام مخالفوں کو روئے زمین سے نابود کر ڈالیں گے اور چونکہ ان کی کتابوں میں جو کتب الہامیہ ہیں یہ بھی لکھا ہے کہ ضرور ہے کہ مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے اترے۔ اسی وقت کی وجہ سے یعنی اس سبب سے کہ ایلیا ان کے گمان میں اب تک آسمان سے نہیں اترے مسیح ابن مریم پر وہ ایمان نہیں لائے اور صاف کہہ دیا کہ ہم نہیں جانتے کہ تو کون سے کیونکہ وہ مسیح جس کی ہمیں منتظر ہے ضرور ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے اتر کر اس کی راہوں کو

اب پہلے ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ یہ قصبہ طوریاں جو ہر اس کے لئے کہ اکثر یزیدی الطبیح لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مناسبت اور شاہت و کتاہ اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک اور نئے مناسبت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث سے ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً ایک بملہ انسان کو کہہ دیتے ہیں کہ یہ شیر ہے اور شیر نام رکھنے میں یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ شیر کا طرح اس کے بچے ہوں اور نہ کسی بدن پر شتم ہوا اور ایک دم بھی ہو بلکہ صفت شمیاعت کے لحاظ سے ایسا اطلاق ہو جاتا ہے اور عام طور پر جمیع انواع استعارات میں ایسی قاعدہ ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اسی عام قاعدہ کے موافق اس قصبہ قاریان کو دمشق سے مشابہت دی اور اسپارہ میں قاریان کی نسبت بھی یہ بھی الہام ہوا کہ اخسوج منہ الیوز ہدیون۔ یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ اب اگر چہ میرا یہ دعویٰ تو نہیں اور نہ کسی کامل تصریح سے خدا تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور وہ اسباب کا شاہدِ کامل ہے کہ اس نے قاریان کو دمشق سے مشابہت دی ہے اور ان لوگوں کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یزیدی الطبیح ہیں یعنی اکثر وہ لوگ جو اس جگہ رہتے ہیں وہ اپنی فطرت میں یزیدی لوگوں کی فطرت سے مشابہ ہیں اور یہ بھی مدت کے الہام ہو چکا ہے کہ انا انزلناہ قدیمنا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل مکان وعد اللہ مفعولاً یعنی ہم نے اس کو

ازالہ اوہام

۱۳۹

حصہ اول

دستگیر ہے اس کے کتاب میں ہر چند حضرت مسیحؑ نے بہت زور دے کر انہیں کہا کہ وہ ایلیاؑ جو  
 نے والا تھا یہی یحییٰ زکریا کا بیٹا ہے جس کو تم نے شناخت نہیں کیا۔ لیکن یہودیوں نے مسیح  
 کے اس قول کو ہرگز تسلیم نہیں کیا بلکہ خیال کیا کہ یہ شخص تو ریت کی پیشگوئیوں میں الحاد اور  
 تحریف کر رہا ہے اور اپنے مرشد کو ایک حکمت دینے کے لئے ظاہری معنی کو کھینچ تان کر کچھ کا  
 کچھ بنا رہا ہے۔ سو ظاہر پستی کی شامت لے یہودیوں کو حقیقت فہمی سے محروم رکھا اور مجتہد  
 الفاظ پر زور مارنے اور استعارہ کو حقیقت سمجھنے کی وجہ سے اہل لعنتوں کا ذخیرہ انہیں ملا۔

قادیان کے قریب انار ہے اور سہان کے ساتھ آنرا اور سچائی کے ساتھ آتا۔ اور ایک دفعہ وعدہ اللہ کا پورا  
 ہونا تھا۔ اس الہام پر تفسیر فرم کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا نے تعالیٰ کی طرف سے  
 اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتہ میں بطور پیشگوئی کے پہلے لکھا گیا تھا۔ اب جو نکتہ قادیان کو  
 اپنی خاصیت کی رو سے دمشق سے مشابہت دی گئی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا  
 نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر پیشگوئی بیان کی گئی ہوگی۔ کیونکہ کسی  
 کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا اور ظاہر ہے جو راہیں اسی  
 میں بھی چھپ چکا ہے بصراحت و باواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں یا احادیث  
 نبویہ میں ہمہ پیشگوئی ضرور موجود ہے اور جو نکتہ موجود نہیں تو بجز اس کے اور کس طرف خیال جا سکتا  
 ہے کہ خدا نے تعالیٰ نے قادیان کا نام قرآن شریف یا احادیث نبویہ میں کسی اور پیرائے میں ضرور  
 لکھا ہوگا اور اب جو ایک نئے الہام کی بات پایا ہے ثبوت پہنچ گئی کہ قادیان کو خدا نے تعالیٰ کے نزدیک دمشق  
 سے مشابہت ہے۔ تو اس پہلے الہام کے معنی بھی اس سے کھل گئے گو یا یہ فقرہ جو اللہ جل شانہ نے الہام کے طور  
 پر اس عاجز کے دل پر القا کیا ہے کہ انا انزلنہ قریباً من القادیان اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا  
 انزلنہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة الیہیضاء۔ کیونکہ اس عاجز کی  
 سکنی جگہ قادیان کے شرقی کنارے ہے منارہ کے پاس۔ پس یہ فقرہ الہام الہی کا کہ صکان  
 وعد اللہ ملعولاً۔ اس آیت سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیشگوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے  
 اس بات تک یہ عاجز پہنچا تھا کہ الہام تھا قل لو کان الامر من عند غیر اللہ لوجدتم

۳۰۲

میں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ مَا  
 غَطَّتِ الدِّينِ كَلْبَةً۔ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے اور اسلامی محبت کی وہ بند آواز جس کے نیچے  
 تمام آوازیں دب جائیں وہ ازل سے مسیح کے لیے خاص کی گئی ہے اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بند  
 مینار پر قرار دیا گیا ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اونچی نہیں۔ اسی کی طرف براہین احمدیہ کے اس اہمام میں  
 اشارہ ہے جو کتاب مذکور کے صفحہ ۵۲۲ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ "بخرام کو وقت تو نزدیک رسید  
 و پائے محمدیوں بر منار بلندتر حکم افتاد" ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد بھی مسجد اقصیٰ ہے کیونکہ وہ صدر اسلام سے  
 دور تر اور انتہائی زمانہ پر ہے۔ اور ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا  
 نزول مسجد اقصیٰ کے شرقی منارہ کے قریب ہوگا۔

اب اسے دو ستویہ منارہ اس لئے ضیاء کیا جاتا ہے کہ تاحدیث کے موافق مسیح موعود کے زمانہ کی یادگار  
 ہو اور نیز وہ عظیم پیشگوئی پوری ہو جائے جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے کہ سُبْحَانَ الَّذِي  
 أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِي  
 جِسْمَ الْبَشَرِ لَمَّا نَزَّلْنَا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ۔ مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔ دمشق کا ذکر اس حدیث میں  
 جو مسلم نے بیان کیا ہے اس غرض سے ہے کہ تم اعدائے کی تخم ریزی اول: دمشق سے شروع ہوئی ہے اور

☆ بنی اسرائیل: ۲

سہ الصف: ۱۰

عہ حاشیہ: بعض احادیث میں یہ پایا جاتا ہے کہ دمشق کے شرقی طرف کوئی منارہ ہے جس کے قریب مسیح کا نزول  
 ہوگا۔ سو یہ حدیث ہمارے مطلب سے کچھ مٹانی نہیں ہے کیونکہ ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ ہزار ایہ گانوں میں کانا آقا دیان  
 ہے اور ہاری یہ مسجد جس کے قریب منارہ لیا ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہی واقع ہے۔ حدیث میں اس بات کی  
 تصریح نہیں کہ وہ منارہ دمشق سے ملتی اور اس کی ایک جزد ہوگا بلکہ اس کے شرقی طرف واقع ہوگا۔ پھر دوسری حدیث  
 میں اس بات کی تصریح ہے کہ مسجد اقصیٰ کے قریب مسیح کا نزول ہوگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ ہی مسجد اقصیٰ کا  
 منارہ ہے اور دمشق کا ذکر اسی غرض کے لیے ہے جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ اور مسجد اقصیٰ سے مراد وہی جگر و شلم  
 کی مسجد نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے جو باعتبار بعد زمانہ کے خدا کے نزدیک مسجد اقصیٰ ہے۔ اس سے کس کو  
 انکار ہو سکتا ہے کہ جس مسجد کی مسیح موعود بنا کرے وہ اس لائق ہے کہ اس کو مسجد اقصیٰ کہا جائے جس کے سنے میں مسجد  
 اقصیٰ کیونکہ جبکہ مسیح موعود کا وجود اسلام کے لیے ایک انتہائی دلیل ہے اور تشریح ہے کہ وہ آخری زمانہ میں اور بعد تر صدر دنیا  
 میں آسانی برکات کے ساتھ نازل ہوگا۔ اس لیے ہر ایک مسلمان کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کی مسجد مسجد اقصیٰ ہے  
 کیونکہ اسلامی زمانہ کا خط مندرجہ ہے اس کے انتہائی نقطہ پر مسیح موعود کا وجود ہے لہذا مسیح موعود کی مسجد پہلے زمانہ  
 سے جو صدر اسلام سے بہت ہی بعید ہے اس وجہ سے مسجد اقصیٰ کہلانے کے لائق ہے اور اس مسجد اقصیٰ کا منارہ

کا نزول ہے وہ دمشق میں واقع ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منارہ سے اُس مسجد اقصیٰ کا منارہ مراد لیا ہے جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے یعنی مسیح موعود کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی۔ اور یہ مسجد فی الحقیقت دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تا دمشق مفاہد کی اصلاح کرے اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارہ المسیح کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لیے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور معہ سود واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مُردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی روح پھونکی جائے گی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی جو انسان بناتے ہیں بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام آغا زئی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سواب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مسلمات نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے اس کی ایسی ہی شان ہے کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہر سے سید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دینے گئے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے چھپے بند جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریک کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریک نہ مقابلہ مت کر۔ جو شخص ایک

گالیاں بھی دیں لیکن اکثر نہایت محبت کا اظہار کرتے اور ہذا ابن المہدی کہتے اور سلام کرتے مگر بارہو اس کے پولیس والوں نے کہا کہ اندر نہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے اور اس طرح ہمیں اندر بند کر دیا گیا۔ اس پر ہم نے برٹش قونصل کو فون کیا..... اس پر ایسا انتظام کر دیا گیا کہ لوگ اجازت لے کر اندر آتے رہے..... غرض عجیب رنگ تھا کالجوں کے لڑکے اور پروفیسر آتے۔ کاپیاں ساتھ لاتے اور جو میں بولتا لکھتے جاتے اگر کوئی لفظ رہ جاتا تو کہتے یا اسناد ذرا ٹھہریے۔ یہ لفظ رہ گیا ہے۔ گویا انجیل کا وہ نفاذ تھا جہاں اسے استاد کرتے حضرت مسیح کو مخاطب کرنے کا ذکر ہے اگر کسی مولوی نے خلاف بولنا چاہا تو وہی لوگ اسے ڈانٹ دیتے ایک مولوی آیا جو بڑا بااثر سمجھا جاتا تھا۔ اس نے ذرا نا واجب باتیں کیں تو تعلیم یافتہ لوگوں نے ڈانٹ دیا اور کہہ دیا کہ ایسی بیسوہ باتیں نہ کرو۔ ہم تمہاری باتیں سننے کے لئے نہیں آئے اس پر وہ چلا گیا اور دو سامعزرت کرنے لگے کہ وہ بے وقوف تھا۔ اس کی کسی بات پر ناراض نہ ہوں یہ ایک غیر معمولی بات تھی۔ پھر منارۃ البیضاء کا بھی عجیب معاملہ ہوا۔ ایک مولوی عبدالقادر صاحب (المغربی۔ ناقل) حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے دوست تھے۔ ان سے میں نے پوچھا کہ وہ منارہ کہاں ہے جس پر تمہارے نزدیک حضرت بیٹی نے اترنا ہے کہنے لگے۔ مسجد امویہ کا ہے لیکن ایک اور مولوی صاحب نے کہا کہ بیسائیوں کے محلہ میں ہے ایک اور نے کہا حضرت بیٹی آکر خود بنائیں گے۔ اب ہمیں حیرت تھی کہ وہ کونسا منارہ ہے۔ دیکھ تو چلیں صبح کو میں نے ہوٹل میں نماز پڑھائی اس وقت میں اور ذوالفقار علی خان صاحب اور ذوالنہشت اللہ صاحب تھے یعنی میرے پیچھے دو مقتدی تھے۔ جب میں نے سلام پھیرا تو دیکھا سامنے منارہ ہے اور ہمارے اور اس کے درمیان صرف ایک سڑک کا فاصلہ ہے۔ میں نے کہا یہی وہ منارہ ہے اور ہم اس کے مشرق میں تھے۔ یہی وہ سفید منارہ تھا اور کوئی نہ تھا۔ مسجد امویہ والے منارہ نیلے سے رنگ کے تھے جب میں نے اس سفید منارہ کو دیکھا اور پیچھے دو مقتدی تھے تو میں نے کہا کہ وہ حدیث بھی پوری ہو گئی "۱۰۰"۔

"دمشق میں توقع سے بہت بڑھ چڑھ کر کامیابی ہوئی..... اخبارات نے لے لے تعریفی مضامین شائع کئے۔ دمشق کے تعلیم یافتہ طبقے نے نہایت مہربانی اور دلچسپی لی۔ تمام وہ اخبارات جن میں ہمارے مشن کے متعلق خبریں اور مضامین نکلتے تھے کثرت سے فوراً فروخت ہو جاتے تھے" ۱۰۱۔

حضرت غلیفۃ المسیح الثانی نے اوپر شیخ عبدالقادر مغربی کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کا ایک خاص واقعہ بھی ہے جس کا بیان کرنا ضروری ہے۔ ان صاحب نے جو دمشق کے ادیب شہیر تھے حضور سے کہا کہ ایک جماعت کے معزز امام ہونے کی حیثیت سے ہم آپ کا اکرام کرتے ہیں۔ مگر آپ یہ امید نہ رکھیں کہ ان علاقوں میں کوئی شخص آپ کے خیالات سے متاثر ہو گا کیونکہ ہم لوگ عرب نسل کے ہیں اور عربی

افسوس کہ ہماری قوم کے لوگ استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے سخت پہچول میں پھنس گئے ہیں اور ایسی مشکلات کا سامنا نہیں پیش آگیا ہے کہ اب ان سے آسانی نکلتا ان لوگوں کیلئے سخت دشوار ہے اور جو نکلنے کی راہیں ہیں وہ انہیں قبول نہیں کرتے۔ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت کعب بن جریج جب آسمان سے اترے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہو گا اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کشفی استعارہ قرار دے کر معجزین کے مذاق اور تجاربہ کے موافق اس کی تعبیر کرنا چاہیں

یکہ کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندلی حالت کو جو اس وقت بغایت طویل ہو چکی ہوگی دینی مسیح تعلیم سے دست کر دے گا اور ان کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو عملی دور فرما کر جو اہل علم و عقائد و معارف ان کے سامنے رکھے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لینے لیتے چک جائیں گے اور ان میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مفلس اور نادار نہیں رہے گا بلکہ جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کو بحیثیت طیب فلاصلقت کی اور شہوت خیر میں معرفت کا پلا پلا جائے گا اور علوم حق کے پوتوں سے ان کی جھولیاں بڑھ کر دی جائیں گی اور جو غصہ اور لب لہاب قرآن شریف کا ہے اس خطر کے بھرے ہونے شیشے ان کو دتے جائیں گے۔

طبری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ مسیح موجود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خسرو زیدوں کو قتل کرے گا اور وہ حال کسب چشم کو قتل کٹائے گا اور جس کا فرنگ اس کے دم کی ہوا پہنچے گی وہ فی القور مر جائے گا سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ مسیح دنیا میں آکر صلیبی مذہب کی شاخ ڈھوکے کو اپنے پیروں کے پیچھے کھلے گا اور ان لوگوں کو جن میں خسرو زیدوں کی بے حیائی اور توکل کی بے شرمی اور نجاست عہدی ہے ان پر سوالیہ طالعہ کا اختیار کر لیں سب کا کام تمام کرے گا اور وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بھی خراب۔ بلکہ ایک دنیا ٹینٹ اس میں نکلا تھا اور انکو تین جھنڈوں کی سیف قاطع سے نزم کر کے ان کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا اور نہ صرف ایسے ایک چشم لگے بلکہ ہر ایک کا فر و دین محمدی کو منظر استحقار دیکھتا ہے۔ سبھی دھال کے بھالی دم سے روحانی طور پر مارا جائے گا۔ فرض یہ سب عبادتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز بے



اسلام علیکم۔ اللہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ بندہ کل امام میں فضیلت نہیں۔ بلکہ اعمال صالحہ میں فضیلت ہے۔ اور اس میں کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے۔ سونیک کا عمل میں کوشش چاہیے تاکہ موجب نجات ہو۔ والسلام۔  
مرزا غلام احمد

پونکہ کچھ مدت سے حضرت کی طبیعت میں  
سیح موعود کے پنے نمازیں جمع کی جائیں گی

کے دوسرے حصہ میں اکثر خواب ہوجاتی  
ہے۔ اس لیے نماز مغرب اور عشاء گھر میں باجماعت پڑھ لیتے ہیں۔ باہر تشریف نہیں لاسکتے۔  
ایک دن نماز مغرب کے بعد چند عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا جو سننے کے قابل ہے (ایڈیٹر تشریح)

فرمایا:

کوئی یہ نہ دل میں گمان کرے کہ یہ روز گھر میں جمع کر کے نماز پڑھا دیتے ہیں اور باہر نہیں جاتے۔ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی کہ آئینہ شخص نماز جمع کیا کرے گا۔ سوچھ بیٹنے تک تو باہر جمع کروا مارا بولا۔  
اب میں نے کہا کہ عورتوں میں بھی اس پیشگوئی کو پورا کر دینا چاہیے۔ چونکہ بغیر ضرورت کے نماز جمع کرنا ناجائز  
ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے مجھ کو بیمار کر دیا اور اس طرح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کر دیا۔  
برایک مسلمان کا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرے۔ کیونکہ وہ پورا نہ ہو تو آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نمود پانڈ جوئے ٹھہرتے ہیں۔ اس لیے ہر ایک کو وہ بات جو اس کے اختیار میں ہو نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے موافق پوری کر دینی چاہیے اور خدا تعالیٰ خود بھی سامان متیا کرتا ہے جیسا کہ  
مجھ کو بیمار کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کر دے۔ جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ایک صحابی سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ میں کسری کے سولے کے کرے  
پہنائے جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کسری کا ٹک ٹک ہوا۔ آنحضرت جرد  
نے اس کو سولے کے کرے جو ٹوٹ میں آئے تھے، پہنائے۔ حالانکہ سولے کے کرے یا کوئی اور چیز سولے  
کی مردوں کے لیے ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے  
یہ بات نکلی تھی اس لیے پوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے انسان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
قول کو پورا کر لے لے کوشش کرنی چاہیے۔

فرمایا کہ:

روز و چادروں سے مراد  
دیکھو میری بیماری کی نسبت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس لئے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اُدپر کے دھڑکے اور ایک نیچے کے دھڑکے۔ یعنی سراق اور کثرتِ بول۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنی یہ کرتے ہیں۔ کہ دُہ پرج جو گیوں کی طرح دو چادریں اوٹھے ہوئے آسمان نیچے اتریں گے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ چونکہ معجزوں نے ہمیشہ زرد چادر کے معنی بیماری کے ہی لکھے ہیں۔ ہر ایک شخص جو زرد چادر دیکھے یا کوئی آند زرد چیز تو اس کے معنی بیماری کے ہی ہوں گے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آزما سکتا ہے کہ اس کے معنی یہی ہیں۔

### صلح پسندی کے ساتھ دو عورتوں کے جھگڑے پر فرمایا کہ :

قرآن شریف میں آیا ہے وَالْقُلُوبُ خَائِفَاتٌ (النساء: ۱۲۹)  
اس لیے اگر آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو جائے تو صلح کریں

چاہیے کیونکہ اس میں خیر اور برکت ہے میرا یہ مطلب نہیں کہ غیر مذاہب کے ساتھ بھی یہ بات رکھی جاسکتے بلکہ ان کے ساتھ سخت مذہبی عداوت رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ مذاہب کی غیرت نہ ہو انسان کا مذاہب ٹیک نہیں ہوتا۔ اب یہ جو ہندو عیسائی ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتے ہیں تو کیا ہم ان کے ساتھ صلح رکھ سکتے ہیں بلکہ ان کی مصلوں میں بیٹھنا اور ان کے ساتھ دوستی کرنا اور ان کے گھروں میں جانا تو معیشت میں داخل ہے

### بھگڑوں کی بنیاد بدظنی ہوتی ہے

ان آپس میں جو ایک لڑکھ میں ہوں تو لڑائی جھگڑا کی

زیادہ تر بنیاد بدظنی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ لڑخ

میں دو تہائی آدمی بدظنی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ تیا مت کے دن میں لوگوں سے پوچھوں گا کہ اگر تم مجھ پر بدظنی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرتے تو اس کے احکام پر کیوں نہ چلتے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ پر بدظنی کی اور گھرا اختیار کیا۔ اور بعض تو خدا کے وجود تک کے منکر ہو گئے۔ تمام انسانوں اور ملائحوں کی وجہ یہی بدظنی ہے۔

زلزلہ کی نسبت باتوں میں فرمایا کہ :

قرآن شریف میں زلزلہ آنے کی خبر دی گئی ہے کہ

مسیح کے وقت ایسے زلزلے آئیں گے کہ شدت میں نہایت ہی سخت ہوں گے۔ اب تک ان مولویوں نے

### پیشگوئیوں کے مطابق زلزوں کا وقوع

تب وہ شخص زندہ ہو کر ایک روشن اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ اس کے سامنے آجائے گا اور اس کی الوہیت سے انکار کرے گا سو وہ حال اسی قسم کی گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہو گا کہ ناگہاں مسیح ابن مریم ظہر ہو جائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اترے گا مگر ابن ماجہ کا قیل ہے کہ بیت المقدس میں اترے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ <sup>مکہ</sup> مکہ کے شکر میں اترے گا یہاں حضرت حمادی ہونگے اور پھر فرمایا کہ جس وقت وہ اترے گا اُس وقت اس کی زرد پوشاک ہوگی یعنی زرد رنگ کے دکھڑے اُس نے پہنے ہوئے ہوں گے یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اُس کی صحت کی حالت اچھی نہیں ہوگی اور دونوں تسمیلی اُس کی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گی۔ مگر بخاری کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مریم کو بجائے دو فرشتوں کے دو آدمیوں کے کندھوں پر اٹھ کر رکھ کر طواف کرتے دیکھا۔ پس اس حدیث کے لہذا صغالی سے یہ بات کھلتی ہے کہ دمشق حدیث میں جو دو فرشتے لکھے ہیں وہ دراصل وہی وہ آدمی ہیں کہ دوسری حدیث میں بیان کئے گئے ہیں اور ان کے کندھوں پر اٹھ رکھنے سے مطلب یہ ہے کہ وہ مسیح کے درگاہ اور انصار ہو جائیں گے۔

اور پھر فرمایا کہ جس وقت مسیح اپنا سب جھکائے گا تو اُس کے سینہ کے قطرات حشرخ ہوں گے اور جب اوپر کو اٹھائے گا تو بالوں سے قطرے سینہ کے چاندی کے حائل کی طرح گریں گے جیسے موتی ہوتے ہیں اور کسی کافر کے لئے ممکن نہیں ہو گا کہ ان کے دم کی رھا پا کر جیتا رہے بلکہ فی الفور مر جائے گا اور وہ <sup>مکہ</sup> ان کا ان کی حد نظر تک پہنچے گا۔ پھر حضرت ابن عمر جب الیاس میں لگیں گے اور اترے کے دروازہ پر بیت المقدس کے درہات میں ہو ایک گاؤں ہے اس کو جاپٹیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔ وقت توجیۃ الحدیث۔ یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر یہ حدیث میں

من الضربة فلا تهنوا ولا تحزنوا وان الله معكم وان كنتم معه بالصدق والطاعة. ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة. والآن اعيد اليكم البدر في المرة الثانية. وان الفقم قريب ولكن لا بالسيف والمحنة. بل بالتضرعاً وعقد الهمة والادعية. فلا تظنوا ظن السوء واسعوا الي كالصحابة ولا تموتوا الا وانتم مسلمون وصلوا على محمد خير البرية. وان هذه مائة كيلة البدر عدة. وكيلة القدر مرتبة فابشروا ببدركم وانتظروا ايام النصر.

## في ذكر اهل الجرائد والاختيار

لعلك تقول بعد ذلك ان اهل الجرائد والاختيار يستحقون ان يصلحوا مفسد البلدان والديار. فاقول رحمك الله انه خطأ في الافكار. اتبرء من هؤلاء امراض النفوس. ووساوس القسوس. نعم لا شك ان هذه الصناعات تفيد قومنا لورعوه حق المراعات. و تكون كهتاد الى مجاهل. وتعود الى مناهل. وتكون كناصر للدينيات. وان الجرائد ترمى الغائب كالمشهود. والغائب كالموجود. وتكون الوصلة الى بعض الخفايا. بل قد تعين على فصل القضايا. وترى

الخاصية. اقل بلدة بأرض الناس فيها اسمها بدعيانه. وهي اول ارض قامت الاشرار فيها للاهانة. فلما كانت بيعة الخلعين. حربة لقتل الدجال المعين. باشاعة الحق المبين. اشير في الحديث ان المسيح يقتل الدجال على باب اللد بالضربة الواحدة. فاللد ملحق من لفظ لهيانه كما لا يخفى على ذوي الطرفة

دجال اسی دجال کے رنگ میں قوت کے ساتھ خروج کر رہا ہے اور گویا مثالی وظیفی وجود کے ساتھ ہی ہے اور جیسا کہ وہ اول زمانہ میں گر جائیں جگر اڑا ہوا لظسرا یا تھاب وہاں بند سے مخلصی پا کر عیسائیوں کے گر جا سکیں اور دنیا میں ایک آفت برپا کر رہا ہے۔

ایسا ہی یا جوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی ذی بطن قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورہ کف میں فرماتا ہے و تو کنا بعضہم یومئذ یسوج فی بعض یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں اس لئے ہر ایک مسعود و مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اُس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے دشمن ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور بہار ہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔

ایشا ہی داہۃ الارض یعنی وہ علماء و عظیمین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتداء سے چلے آتے ہیں۔ لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی مدد سے زیادہ کثرت ہوگی اور ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے۔

اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسی اللہ چیزوں کے ہمارے میں جو آسمانی قوت

لیکن یہ بات صحیح بخاری سے بھی معلوم ہو چکی ہے کہ مسیح ابن مریم فوت شدہ جماعت میں داخل ہے اور یحییٰ بن زکریا کے ساتھ دوسرے آسمان میں موجود ہے۔ اور خدا تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ کوئی شخص میری طرف بغیر مرنے کے آ نہیں سکتا۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ مسیح اس کی طرف اٹھایا گیا سو وہ ضرور مر گیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں اس کو انی متوقیثک ورافعلک الیٰ سے پکارا ہے۔ سو لفظ متوقیث جن عام معنوں سے تمام قرآن اور حدیثوں میں مستعمل ہے وہ یہی ہے کہ روح کو قبض کرنا اور جسم کو محض چھوڑ دینا۔ یہ بڑے تعصب کی بات ہے کہ تمام جہان کے لئے توفیق کے یہی معنی روح قبض کرنے کے ہوں۔ لیکن مسیح ابن مریم کے لئے جسم قبض کرنے کے معنی لئے جاویں۔ کیا ہم خاص عیسیٰ کے لئے کوئی نئی لفظ بنا سکتے ہیں جو کبھی اشد اور رسول کے کلام میں مستعمل نہیں ہوئی اور نہ عرب کے شعراء اور زبان قان کبھی اس کو استعمال میں لائے۔ پھر جس حالت میں توفیق کے یہی مثل متعارف معنی ہیں کہ روح قبض کی جائے خواہ بطور ناقص یا بطور تام۔ تو پھر رفع سے رفع جسم کیوں مراد لیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس چیز پر قبضہ کیا جائے گا رفع بھی اسی کا ہوگا۔ نہ یہ کہ قبض توفیق کا ہمارا جسم کا رفع کیا جائے۔ غرض برخلاف اس متبادرا اور مسلسل معنوں کے جو قرآن شریف سے توفیق کے لفظ کی نسبت اہل سے آخر تک سمجھے جاتے ہیں ایک نئے معنی اپنی طرف سے گھڑنا ہی تو الحاد اور تحریف ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچاویے اگر یہ کہا جائے کہ توفیق کے معنی تفسیروں میں کئی طور سے کہئے گئے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ مختلف اور متضاد اقوال ہی صلے اشد علیہ وسلم کے بیان سے نہیں لئے گئے ورنہ ممکن نہ تھا کہ وہ بیان جو چشمہ وحی سے نکلا ہے اس میں اختلاف اور تناقض واہ پاسکتا بلکہ وہ مفسرین کے صرف اپنے اپنے بیانات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کبھی اللہ کا کسی خاص معنی پر اجماع نہیں ہوا۔ اگر ان میں سے کسی کو وہ بصیرت دی جاتی جو اس

۵۶: آل مریم

یہ حوالہ صفحہ 420 پر درج ہے

ازالہ اوہام صفحہ 745 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 501 از مرزا قادیانی

۳۹۴

اربعین نمبر ۲

یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مسیح کو رنج سے بے نصیب ٹھہرانے کے لئے صلیب کا  
 حیلہ سوچا تھا تا اس سے دلیل پکڑیں کہ عیسیٰ بن مریم بن صادقوں میں سے نہیں ہے  
 جن کا رنج الی اللہ ہوتا رہا ہے۔ مگر خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے  
 بچاؤں گا۔ اور اپنی طرف تیرا رنج کہ دنیا جیسا کہ ابراہیم اور دوسرے پاک نبیوں کا رنج ہوا  
 سو اسی طرح ان لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اتنی برس  
 یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کو دنیا جیسا کہ ابراہیم اور دوسرے پاک نبیوں کا رنج ہوا  
 جیسا کہ یہودی صلیب سے قیجہ عدم رنج کا نکالنا چاہتے تھے۔ اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ  
 میں تمام خبیث مرضوں سے بھی تجھے بچاؤں گا جیسا کہ اندھا ہونا تا اس سے بھی کوئی بد قیجہ  
 نہ نکالیں۔ اور خدا نے مجھے اطلاع دی کہ بعض ان میں سے تیرے پر بد دعائیں بھی کرتے  
 رہیں گے مگر ان کی بد دعائیں میں انہی پر ڈالوں گا۔ اور وہ حقیقت لوگوں نے اس خیال سے  
 کہ کسی طرح تو تقویٰ کے نیچے مجھے لے آئیں منصوبہ بازی میں کبھی نہیں کی۔ بعض  
 مولویوں نے قتل کے فتوے دیئے۔ بعض مولویوں نے جھوٹے قتل کے مقدمات بنائے کیلئے  
 میرے پر گواہیاں دیں۔ بعض مولوی میری موت کی جھوٹی پیشگوئیاں کرتے رہے۔ بعض مسجدوں  
 میں میرے مرنے کے لئے ناک دگر کرتے رہے۔ بعض نے جیسا کہ مولوی غلام سید محمد قسودی نے اپنی  
 کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھی والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے  
 تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان  
 تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پرانی  
 موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے۔ پس کیا یہ

ۛ: الباقی آئندہ کے بارے میں یہ ہے تنزل الرحمة علی ثلاث العین و علی الخیرین - یعنی  
 تیرے تین عضووں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی ایک آنکھ باقی دو اور۔ منہ

۵۲

قبول کرتا ہے جسے مجھے بھیج رہے۔ انسان میں اس سے زیادہ کوئی خوبی نہیں کہ تقویٰ کی راہ کو اختیار کر کے مامورین اللہ کی لڑائی سے پرہیز کرے اور اس شخص کی جلدی سے تکذیب تکمے جو کہتا ہے کہ میں مامورین اللہ ہوں اور شخص تجدید دین کے لئے صدی کے سر بھیجا گیا ہوں۔ ایک متقی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اس چودھویں صدی کے سر جس میں ہزاروں حملے اسلام پر ہوئے ایک ایسے مجتہد کی ضرورت تھی کہ اسلام کی حقیقت ثابت کرے۔ اس میں مجدد کا نام اس لئے مسیح ابن مریم رکھا گیا کہ وہ کھلیب کے لئے آیا ہے اور خدا اس وقت چاہتا ہے کہ جیسا کہ مسیح کو پہلے زمانہ میں یہودیوں کی صلیب سے نجات دی تھی اب عیسائیوں کی صلیب سے بھی اس کو نجات دے۔ چونکہ عیسائیوں نے انسان کو خدا بنانے کے لئے بہت کچھ افترا کیا ہے۔ اس لئے خدا کی فیرت نے چاہا کہ مسیح کے نام پر ہی ایک شخص کو مامور کر کے اس افترا کو نیست و نابود کرے۔ یہ خدا کا کام ہے اور ان لوگوں کی نظر میں عجیب۔

قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ مسیح وفات پا کر آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لہذا اس کا نزول بُرہنہ کی ہے نہ کہ حقیقی اور آیت فلما توفیتہ فی مخرج ظاہر کیا گیا ہے کہ واقعہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہ میں آگیا۔ کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بگڑ گئے نہ کہ ان کی زندگی میں۔ پس اگر فرض کریں کہ اب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تو ماننا پڑے گا کہ عیسائی بھی اب تک نہیں بگڑے۔ اور یہ صریح باطل ہے بلکہ آیت تو بتاتی ہے کہ عیسائی صرف مسیح کی زندگی تک حق پر قائم ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے عہد میں ہی خرابی شروع ہو گئی تھی۔ اگر عیسائیوں کا زمانہ بھی ایسا ہوتا کہ اس زمانہ میں ہی عیسائی حق پر قائم ہوتے تو خدا تعالیٰ اس آیت میں صرف مسیح کی زندگی کی قید نہ لگاتا بلکہ عیسائیوں کی زندگی کی بھی قید لگا دیتا پس اس جگہ سے ایک نہایت عمدہ نکتہ عیسائیت کے زمانہ فساد کا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ درحقیقت عیسائیوں کے زمانہ میں ہی عیسائی مذہب میں شرک کی تخم ریزی ہو گئی تھی۔ ایک شریعہ یہودی پلوں نام جو یونانی زبان سے بھی کچھ حصہ رکھتا تھا جس کا ذکر ٹھنوی اردی میں بھی ہے عیسائیوں میں اٹھا اور ظاہر کیا۔ کہ جس عالم کشف میں عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ اس شخص نے عیسائی مذہب میں بہت سا اضافہ کر



سراج منیر

۲۲

اس کے ہاتھ سے دین اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ بخشا اور ابتداء میں ضرور ہو کہ اس مامور اور اسکی جماعت پر ظلم ہو لیکن آخر میں فتح ہوگی اور یہ دین اس مامور کے ذریعہ سے تمام ادیان پر غالب جائیگا اور دوسری تمام ملتیں بیتہ کے ساتھ ہلاک ہو جائیں گی۔ دیکھو! یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے اور یہ وہی پیشگوئی ہے جو ابتداء سے اکثر علماء کہتے آئے ہیں کہ مسیح موعود کے حق میں ہو اور اسکے وقت میں پوری ہوگی اور براہین احمدیہ میں شترہ برس سے مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے درج ہے تاخذا ان لوگوں کو شرمندہ کرے کہ جو اس عاجز کے دعویٰ کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں۔ براہین خود گواہی دیتی ہے کہ اسوقت اس عاجز کو اپنی نسبت مسیح موعود ہونے کا خیال بھی نہیں تھا اور پیمانے عقیدہ پر نظر تھی۔ لیکن خدا کے الہام نے اسی وقت گواہی دی تھی کہ تو مسیح موعود ہے۔ کیونکہ جو کچھ آثار نبویہ نے مسیح کے حق میں فرمایا تھا الہام الہی نے اس عاجز پر جاری کیا۔ یہاں تک کہ اسی براہین احمدیہ میں نام بھی عیسیٰ رکھ دیا۔ چنانچہ صفحہ ۵۵۶

براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و  
 جماعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو الی یوم القیامة ثلثة صد اولین  
 و ثلثة من الاخرین۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے بعضی وفات دینگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا  
 اور تیرے تابعین کو ان لوگوں پر غلبہ بخشاؤنگا جو مخالف ہونگے اور تیرے تابعین دو قسم کے  
 ہوں گے پہلا گروہ اور پچھلا گروہ۔ یہ آیت حضرت مسیح پر اسوقت نازل ہوئی تھی کہ جب  
 آنکی جان یہودیوں کے منسوبوں سے نہایت گھبراہٹ میں تھی اور یہودی اپنی خیانت  
 سے اُنکے مصلوب کرنے کی فکر میں تھے تا مجرمانہ موت کا داغ انہرگ کر توریث کی ایک  
 آیت کے موافق انکو طعون ٹھہراویں کیونکہ توریث میں لکھا تھا کہ جو گڑھی پر لٹکایا جائے  
 وہ لعنتی ہے۔ چونکہ صلیب کو جرائم پیشہ سے قدیم طریق سزا دہی کی وجہ سے ایک مناسبت  
 پیدا ہوگئی تھی اور ہر ایک خونی اور نہایت درجہ کا بدکار صلیب کے ذریعہ سے سزا پاتا تھا اسلئے  
 خدا کی تقدیر نے راستبازوں پر صلیب کو حرام کر دیا تھا تا پاک کو پلید سے مشابہت پیدا  
 نہ ہو۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ کوئی نبی مصلوب نہیں ہوا تا انکی سچائی عوام کی نظر

۲۱

سراج منیر صفحہ 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 43 از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 422 پر

آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ البر ونبیر، سورہ آل عمران۔ وَلَوْ لَا أَنْ تُصِيبَهُمْ  
مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا  
رَسُولًا فَتَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ وَلَوْ لَا دَفَعُ اللَّهُ  
النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ

آیت میں تعلیم کی گئی ہے۔ جو فرمایا ہے۔ غَیْرِ الْمَخْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔  
یہ وہ مرتبہ ہے جس میں انسان کو خدا کی محبت اور اس کے غیر کی عداوت  
سرشت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور بطریق طبعیت اس میں قیام پکڑتی ہے۔

ہرگز نہیں مانیں جب تک خدا کو بچشم خود دیکھ نہ لیں۔ سفید بجز ضربہ ہلاکت کے کسی چیز کو باور نہیں کرتا  
میرا اور تیرا دشمن ہے۔ کہ خدا کا امر ایسا ہے سو تم جلدی مت کرو۔ جب خدا کی مدد آئی تو کہا جائیگا  
کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں۔ کہیں گے کہ کیوں نہیں۔ اَلَّذِي تَتَوَقَّعُكَ وَرَأَيْكَ اِلَى رَجَائِعِ  
الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَهْتَدُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَ  
كَانَ اللَّهُ بِكُمْ رَعُوفًا رَحِيمًا۔ الْآيَاتِ اُولِيَاءِ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ  
يَحْزَنُونَ۔ تَمُوتُ وَاَكَارِضُ بِمِثْلِكَ فَاذْخُلُوا الْجَنَّةَ اِنْ شَاءَ اللَّهُ اٰمِنِينَ۔  
سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَطِبَّتُمْ فَاذْخُلُوهَا اٰمِنِينَ۔ سَلَامٌ عَلَيْكَ جُعِلَتْ مَجَارِكُ  
سَمِعَ اللَّهُ اِنَّكَ سَمِيعٌ الدُّعَاءِ اَنْتَ مُبَارَكٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ اَمْرًا  
النَّاسِ وَبَرَكَاتُهُ اِنَّ رَبَّكَ لَعَلَّ اِلْمَا يُرِيدُ۔ اَذْكَرُ نِعْمَتِي اَلَّتِي اَنْعَمْتُ  
عَلَيْكَ وَاِنِّي فَضَّلْتُكَ عَلَى الْعٰلَمِينَ۔ يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي  
اِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَاَدْخُلِي جَنَّتِي۔ مَن رَّبُّكُمْ  
عَلَيْكُمْ وَاَحْسَنُ اِلَىٰ اٰحِبَّائِكُمْ وَعَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوْنَ اَتَعْلَمُونَ۔ وَاِنْ تَعَدُّوا  
نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ میں تم کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور جو  
لوگ تیری متابعت اختیار کریں۔ یعنی حقیقی طور پر اللہ و رسول کے متبعین میں داخل  
ہو جائیں۔ تو ان کے مخالفوں پر جو انکاری ہیں۔ قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ یعنی

لہ آل عمران: ۱۰۳۔ علیہ القصص: ۸۱

براہین احمدیہ

۶۶۲

باب

منصب اسی کو پہنچتا ہے کیونکہ امراض روحانی پر اسی کو اطلاع ہے اور ازالہ مرض اور استرداد صحت پر وہی قادر ہے۔ پھر بعد اسکے بطور استدلال کے فرمایا کہ اللہ وہ ذات کاملہ رحمت ہے کہ اُس کا قدیم سے یہی قانون قدرت ہے کہ اُس تنگ حالت میں وہ ضرور معینہ برساتا ہے کہ جب لوگ نا اُمید ہو چکے ہیں۔ پھر زمین پر اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے اور وہی کارساز حقیقی اور ظاہر و باطناً قابل تعریف ہے یعنی جب سختی اپنی نہایت کو پہنچ جاتی ہے اور کوئی صورت مخلصی کی نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اُس کا یہی قانون قدیم ہے کہ وہ ضرور عاجز بندوں

۵۵۲

نہیں جو اُس سے باہر ہو۔ کوئی حکمت نہیں جو اُس کے محیط بیان سے رہ گئی ہو۔ کوئی نور نہیں جو اُس کی متابعت سے نہ ملتا ہو۔ اور یہ باتیں بلا شوت نہیں۔ کوئی ایسا امر نہیں جو صرف زبان سے کہا جاتا ہے بلکہ یہ وہ متحقق اور بدیہی الثبوت صداقت ہے کہ جو تیرہ سو برس سے برابر اپنی روشنی دکھلاتی چلی آئی ہے اور ہم نے بھی اس صداقت کو اپنی اس کتاب میں نہایت تفصیل سے لکھا ہے اور دقائق اور معارف قرآنی کو اس قدر بیان کیا ہے کہ جو ایک طالب صادق کی تسلی اور تشفی کے لئے بحر عظیم کی طرح

۵۵۳

۵۵۴

تیری بخششوں نے ہم کو گمراہ کر دیا۔ یہ سب اصرار ہیں کہ جو اپنے اپنے اوقات پر چسپاں ہیں جن کا علم حضرت عالم الغیب کو ہے پھر بعد اسکے فرمایا ہوشعنا نعسا۔ یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔ پھر بعد اسکے دو فقرے انگریزی میں جن کے الفاظ کی صحت باعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں آئی لو لو۔ آئی شیل گو یو بر لارج پارٹی اوف اسلام۔ چونکہ اس وقت بیٹے آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں اور نہ اسکے پورے پورے معنی کھلے ہیں اسلئے بغیر معنوں کے لکھا گیا ہے۔ پھر بعد اسکے یہ الہام ہے۔ یا عیسٰی اِنَّا مَسْوِقِيكَ وَ رَافِعُكَ اِلٰی (و مَطْهَرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اَتَّبَعُوْكَ نُوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثَلَاثًا مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثَلَاثًا مِنَ الْاٰخِرِيْنَ۔ اسے عیسٰی نے

تو وہی قادر ہے۔

تو وہی قادر ہے۔

۵۵۵

یہ فقرہ ہے کہ کتاب سے ماہین میں رہ گیا ہے۔ (براہین احمدیہ جلد ۳۳ صفحہ ۴۳۷ حاشیہ)

براہین احمدیہ جلد ۵۵۷-۵۵۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۶۶۴-۶۶۵ اور ۴۴۱-۴۴۲ یہ حوالہ ص ۴۲۳ پر درج

کی خبر لیتا ہے اور انکو ہلاکت سے بچاتا ہے اور جیسے وہ جسمانی سختی کے وقت رحم فرماتا ہے اسی طرح جب روحانی سختی یعنی ضلالت اور گمراہی اپنی حد کو پہنچ جاتی ہے اور لوگ راہِ راست پر قائم نہیں رہتے تو اس حالت میں بھی وہ ضرور اپنی طرف سے کسی کو مشرفِ بوحی کر کے اور اپنے نورِ خاص کی روشنی عطا فرما کر ضلالت کی جہلک تازی کی کو اسکے ذریعے اٹھاتا ہے اور چونکہ جسمانی رحمتیں عام لوگوں کی نگاہ میں ایک واضح امر ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آیت حمد و حمد میں اول ضرورت فرقان مجید

۵۵۵

جو شہادہ ہے میں اب یہ کیونکر ہو سکے کہ کوئی شخص صرف موندہ کی واہیات باتوں سے اس نورِ بزرگ کی کسر شان کرے۔ ہاں اگر کسی کے دل کو یہ وہم پکڑتا ہے کہ یہ تمام دقائق و معارف و لطائف و خواص کہ جو قرآن شریف میں ثابت کر کے دکھائے گئے ہیں کسی دوسری

۵۵۶

کمال پر بخشوں گا یا وفات دہنگا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعین کو نون پر جو منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشرکوں کو محنت اور زہد اور برکات کے رُوسے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھوں گا۔ پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اور پھلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے اور پھر بعد اسکے اردو میں الہام فرمایا میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا سے قبول کریگا اور بڑے زور اور محلوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اَلْفِتْنَةُ هَلُمَّا فَاَصْبِرْ كَمَا صَبَرُ الْاُولُو الْعِزْمِ۔ اس جگہ یہ فتنہ ہے سوا اولو العزم نبیل کی طرح صبر کر۔ فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَلَّةً دُجَا۔ جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجل کر گیا تو انہیں پاش پاش کر دے گا۔ قُوَّةُ الرَّحْمٰنِ لِعَبْدِ اللّٰهِ حَمْدٌ۔ یہ خدا کی کثرت ہے کہ جو اپنے بند کے لئے وہ غن مطلق ظاہر کرے گا مَقَامٌ لَا تَقْرٰنِ الْعَبْدُ فِیْهِ یَسْتَعِی الْاَعْمَالِ۔ یعنی عبد اللہ الصبر ہونا ایک مقام ہے کہ جو بطریق مہبت خاص عطا ہوتا ہے کہ شمسوں سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یَا اَدُوْدُ عَامِلٌ بِالْمَنَانِ رِفْقًا دَرِهْمًا تَاوَادَ اِحْتِمًا وَنَحِيَّةً فِیْهِ اَبَا حَسَنٍ وَنَهًا۔ وَ اَمَّا بِتَقَمَّتِ رَبِّكَ فَخَدِي

۵۵۷

طور سے خبر دے سکتا ہے کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دوسرے دن کا پتہ دینا اور صورتِ موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ابنِ قیدوں کے ساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہے۔ کیا دور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبریں دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اسکی دنیا میں کئی نظیر پیش کرو۔ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیے کہ اس ملک میں اور اسکے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے کہ جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہے۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اسکی نظیر نہیں! یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہنچے ہیں جنہیں بعض آریہ صاحبوں کے جوشوں اور نامناسب منصوبوں کا تذکرہ ہے۔ میرے پاس وہ خط بحفاظت موجود ہیں۔ اور اس جگہ کے بعض آریہ کو میں نے وہ خط دکھلا دیئے ہیں۔ چنانچہ ایک خط جو گوجرانوالہ سے ایک معزز اور رئیس کا مجھ کو پہنچا ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ "اس جگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکر ام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور وہ سوا کے لئے جو نشان دہی کرے اور غار جاسنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے۔ اور اس انجمن کے ممبر قریب قریب شہروں کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، بٹالہ اور خاص گوجرانوالہ کے ہیں) منتخب ہوئے ہیں۔ اور تجویز ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہو کر کسی شریطامع کو اس کام کیلئے مامور کریں تا وہ موقعہ پا کر قتل کرے۔" چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے شہروں اور دیہات سے وصول کیا جائیگا۔ پھر بعد اس کے

یہی خبر اجاڑ پیسہ اخبار میں بھی لکھی ہے۔ منہ

ہاں احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا عیسیٰ ان متوقیك جو ستر برس سے شائع ہو چکا ہے اسکے اس وقت خوب معنی کئے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کے اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود انکے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اور اس جگہ یہاں یہود ہنود کو کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی تو قتل سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس حاتم نے عیسیٰ کا نام اس جگہ چسپاں کر دیا ہے۔ منہ

اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی۔ خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا۔ پس اس جگہ گویا ہتھارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق ہو۔ پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا۔ اسکے پیدا ہونے کے بارے میں یہ الہام ہوا۔ يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ كُنْ تَوَّابًا وَاذْكُرْ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ رَبِّكَ فَتَكُونَ مِنَ الصَّادِقِينَ۔ اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جس کی روح کا نفع صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے مریم عیسیٰ بن مریم کہلا یا۔ کیونکہ مریم عیسیٰ جیسی حیثیت مریم حیثیت خدا کے نفع سے پیدا ہوئی۔ دیکھو صفحہ ۴۹۶۔ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا۔ کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا۔ اور پھر بعد اسکے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک امت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔ یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے۔ اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کی ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے۔ قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو۔ اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ التحریم میں تھی۔ یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا۔ اور پھر مریم عیسیٰ بنایا جائے گا۔ گویا اس میں ہی پیدا ہوگا۔ وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہام سے پوری ہوئی۔ کیا یہ انسان کی فکر سے ہے؟ کیا یہ سیرا اختیار میں تھا۔ اور کیا میں اس وقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا۔ تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کیلئے کوئی آیت آتا رہی جلتے اور اس اعتراض کو مجھے سبکدوش

تمہید ہشتم جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔  
وہ حقیقت میں اس قبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت سے اور یہ بدیہی اور

کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران  
غاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جہل اور اُلوگی اور ناتوانی اور غم اور حزنی اور  
درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

درجہ یقین کامل پہنچ کر منکدر ہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا: اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَاَنْزَلْنَاهُ  
وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَاِلٰى حَقِّ نَزْلٍ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَاَسْوَءُ مَا كَانُوا يَكْفُرُوْنَ  
مَفْحُوْلًا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر اذ معارف و حقائق کو  
قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورتِ حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بغیرِ حقہ اُتارا ہے۔  
خدا اور اُسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا  
وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے  
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا نے تعالیٰ  
اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حقہ سوم کے الہامات میں بھی ہو چکا  
ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے: سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَنْزَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهَدٰى وَاِذْ يَنْزِلُ الْوَحْيُ  
لِيُظْهِرَ لِقَوْمٍ عَلٰى الدِّيْنِ الْكَلِمَۃَ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں  
پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے  
ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں تو  
اُن کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر  
ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے  
رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت  
ہی متشابه واقع ہوئی ہے کہ یا ایک ہی جوہر کے دو گوشے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں  
اور بھدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

میں سچا ہوں تو چاہتا ہوں کہ کوئی ہلاک شدہ میرے ہاتھ سے بچ جائے۔ اسے حضرت ابراہیم  
 پادری صاحبان جو اپنی قوم میں معزز اور ممتاز ہو۔ آپ لوگوں کو اللہ جل شانہ کی قسم ہے  
 جو اس طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اگر آپ لوگوں کے دلوں میں ایک ذرہ اس صادق انسان کی  
 محبت ہے جس کا نام عیسیٰ مسیح ہے تو میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ ضرور میرے مقابلہ کیلئے  
 کھڑے ہو جاؤ۔ آپ کو اس خدا کی قسم جو جس نے مسیح کو مریم صدیقہ کے پیٹ سے پیدا کیا۔  
 جس نے انجیل نازل کی۔ جس نے مسیح کو وفات دیکر پھر مردوں میں نہیں دکھا بلکہ اپنی  
 زندہ جماعت ابراہیم اور موسیٰ اور یحییٰ اور دوسرے نبیوں کے ساتھ شامل  
 کیا اور زندہ کر کے انھیں کے پاس آسمان پر بلا لیا جو پہلے اس سے زندہ کئے گئے تھے  
 کہ آپ لوگ میرے مقابلہ کے لئے ضرور کھڑے ہو جائیں۔ اگر حق تمہارے ہی ساتھ ہے  
 اور سچ مسیح خدا ہی ہے تو پھر تمہاری فتح ہے۔ اور اگر وہ خدا نہیں ہے اور ایک  
 عاجز اور ناتوان انسان ہے اور حق اسلام میں ہے تو خدا تعالیٰ میری سہی گئے گا۔ اور  
 میرے ہاتھ پر وہ امر ظاہر کرے گا جس پر آپ لوگ قادر نہیں ہو سکیں گے۔ اور اگر آپ  
 لوگ یہ کہیں کہ ہم مقابلہ نہیں کرتے اور نہ ایمانداروں کی نشانیاں ہم میں موجود ہیں  
 تو اور اسلام لانے کی شرط پر یکطرفہ خدا تعالیٰ کے کام دیکھو۔ اور چاہئے کہ تم میں سے  
 جو نامی اور پیشرو اور اپنی قوم میں معزز شمار کئے جاتے ہیں وہ سب یا ان میں سے کوئی  
 ایک میرے مقابلہ پر آئے۔ اور اگر مقابلہ سے عاجز ہو تو صرف اپنی طرف سے یہ  
 وعدہ کر کے کہ میں کوئی ایسا کام دیکھ کر جو انسان سے نہیں ہو سکتا ایمان لے آؤں گا  
 اور اسلام قبول کروں گا جس سے کسی نشان کے دیکھنے کی درخواست کریں اور چاہئے کہ  
 اپنے وعدہ کو بہ ثبوت شہادت بارہ کس عیسائی و مسلمان و ہندو یعنی چار عیسائی



ان کے مواضع سے کیوں پھیرتے ہو۔

سوم قرینہ جو امام بخاری نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ آنے والے مسج اور اصل مسج بزرگم کے علیہ میں جا بجا التزام کامل کے ساتھ فرق ڈال دیا ہے۔ ہر ایک جگہ جو اصل مسج میں مریم کا علیہ لکھا ہے اس کے چہرہ کو احمر بیان کیا ہے اور ہر ایک جگہ جو آنے والے مسج کا علیہ بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا ہے اس کے چہرہ کو گندم گون ظاہر کیا ہے اور کسی جگہ اس التزام کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ چنانچہ صفحہ ۲۸۹ میں دو حدیثیں امام بخاری لایا ہے۔ ایک ابو ہریرہ سے اور ایک ابن عمر سے۔ اور ان دونوں میں یہ بیان ہے کہ معراج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو جو اصل عیسیٰ ہے دیکھا اور اس کو سرخ رنگ پایا۔ اور پھر اس کے آگے اپنی سالم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسج کو خواب میں دیکھا اور اس کا گندم گون علیہ بیان کیا۔ پھر صفحہ ۱۰۵۵ میں ابن عمر سے روایت ہے کہ آنے والے مسج کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا اور معلوم ہوا کہ وہ گندم گون ہے اور مجال کو سوخ رنگ دیکھا (جو اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ سرخ رنگ قوم سے پیدا ہوگا) اور صفحہ ۱۰۸۹ میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے ابن مریم کو گندم گون دیکھا۔ اسی طرح امام بخاری نے اپنی کتاب میں یہ التزام کیا ہے کہ وہ اصل مسج کے علیہ کو روایت ثقات صحابہ سرخ بیان کرتے ہیں اور آنے والے مسج کا علیہ گندم گون ظاہر کہتے ہیں جس سے انہوں نے ثابت کیا ہے کہ آنے والا اور ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب اللباس میں بھی آنے والے مسج کا علیہ گندم گون لکھا ہے جو صفحہ ۸۷۶ کتاب اللباس

اور مجملہ افادات امام بخاری کے یہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو صحیح بخاری کے

۶۵۲ اور ۲۶۲ میں ہے یعنی حدیث ما من مولود یولد الا والشیطن یمتص

صدقہ کی طرف عاید ہوتا ہے اس سے ذرا پرہیز نہیں کرتے اور باوجود اس تمام بے ادبی کے دعویٰ محبت مسخر رکھتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ بیسیل کے رُو سے تعدد نکاح نہ صرف قولاً ثابت ہے بلکہ بنی اسرائیل کے اکثر نبیوں نے جن میں حضرت مسیح کے دادا صاحب بھی شامل ہیں عملاً اس فعل کے جواز بلکہ استحباب پر فہر لگادی ہے۔ اسے ناخدا ترس عیسائیوں بہ اگر ظہم کیلئے ایک ہی مجرور ہو نا ضروری ہے تو پھر کیا تم داؤد جیسے راستباز نبی کو نبی اللہ نہیں مانو گے یا سلیمان جیسے مقبول الہی کو ظہم ہونے سے خارج کر دو گے۔ کیا بقول تمہارے یہ دائمی فعل ان انبیاء کا جن کے دلوں پر گویا ہر دم الہام الہی کی تار لگی ہوئی تھی اور ہر آن خوشنودی یا ناخوشنودی کی تفصیل کے بارے میں احکام وارد ہو رہے تھے ایک دائمی گناہ نہیں ہے جس سے وہ اخیر عمر تک باز نہ آئے اور خدا اور اسکے حکموں کی کچھ پروا نہ کی۔ وہ غیر تمہارا اور نہایت درجہ کا غیر خود جس نے نافرمانی کی وجہ سے تھوڑے اور عباد کو ہلاک کیا۔ لوط کی قوم پر پتھر برسائے۔ فرعون کو سوت تمام شریعہ کے ہولناک طوفان میں غرق کر دیا۔ کیا اُس کی شان اور غیرت کے لائق ہے کہ اُس نے ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور موسیٰؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ اور دوسرے کئی انبیاء کو بہت سی بیویوں کے کرنے کی وجہ سے تمام عمر نافرمان پکارا اور پتے سرکش دیکھ پھر ان پر عذاب نازل نہ کیا بلکہ انہیں سے زیادہ تر دوستی اور محبت کی۔ کیا آپ کے خدا کو الہام آتا ہے کہ لے کوئی اور آدمی نہیں ملتا تھا۔ یا بہت سی جہوداں کرنیوالے ہی اُس کو پسند آگئے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نبیوں اور تمام برگزیدوں نے بہت سی جہوداں کر کے اور پھر زوحانی طاقتوں اور قبولیتوں میں سب سے سبقت لیا کہ تمام دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ دوست الہی بننے کے لئے یہ راہ نہیں کہ

نہجہ انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جوہر کرنے کی فکر میں تھے مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے وہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔ منہ

۲۰۴

ہو جاتے ہیں اور دماغ میں جب کسی قسم کا تشنج ہو جائے یا اور پیدا ہو۔ یا خون یا کوئی اور مادہ ٹھہر جائے اور کسی سدا نام یا غیر نام کو پیدا کرے تو فحشی یا مرگی یا سکتہ معافاتی ہو جاتا ہے۔ پس ہمارا قدیم کا تجربہ ہمیں یقینی طور پر سکھاتا ہے کہ ہماری روح بغیر تعلق جسم کے بالکل نکلی ہے۔ سو یہ بات بالکل باطل ہے کہ ہم ایسا خیال کریں کہ کسی وقت میں ہماری مجرد روح جس کے ساتھ جسم نہیں ہے کسی خوشحالی کو پاسکتی ہے مگر تم تقے کے طور پر اس کو قبول کریں تو کریں لیکن معقولی طور پر اس کے ساتھ کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ بالکل نہیں سمجھ سکتے کہ وہ ہماری روح جو جسم کے ادنیٰ ادنیٰ خلل کے وقت بیکار ہو کر بیٹھ جاتی ہے وہ اس لذت کو گر کا بل حالت پر رہے گی جبکہ بالکل جسم کے تعلقات سے محروم کی جانے لگی۔ کیا ہر روز ہمیں تجربہ نہیں سمجھنا کہ روح کی صحت کے لئے جسم کی صحت ضروری ہے جب ایک شخص ہم میں سے میر فرقت ہو جاتا ہے۔ تو ساتھ ہی اس کی روح بھی بڑھی ہو جاتی ہے۔ اس کا تمام علمی سرباب بڑھاپے کا پور پڑا کر لے جاتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

يَكْفُرُ بِمَا يَكْفُرُ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ بِرَشِيحَاتِهِ

یعنی انسان بڑھا ہو کر ایسی حالت تک پہنچ جاتا ہے کہ پھر پشیمان ہو کر جاہل بن جاتا ہے پس ہمارا یہ مشاہدہ اس بات پر کافی دلیل ہے کہ روح بغیر جسم کے کچھ چیز نہیں پھر یہ خیال بھی انسان کو حقیقی سچائی کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ اگر روح بغیر جسم کے کچھ ہوتی تو خود بخود ہی کام لے لیتا کہ اس کو خواہ مخواہ جسم فانی سے پرورد سے رہتا۔ اور پھر یہ مان سوچنے کے لائق ہے کہ خود بخود ہی انسان کو غیر متناہی ترقیات کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس جب اس حالت میں انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقت جسم کے حاصل نہیں کر سکتا تو کیوں امید رکھیں کہ ان نامتناہی ترقیات کو جو ناپید آگیاں ہیں۔ بغیر رفاقت جسم کے خود خود حاصل کر لے گا۔

سوان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح کے خیال کا مادہ ہونے کے لئے ہوسکتی

لہ الحجج : ۶

۹۰

اصل کے ٹوٹے جسم کی رفاقت نُدوح کے ساتھ دائمی ہے گو موت کے بعد یہ فانی جسم نُدوح سے الگ ہو جاتا ہے مگر عالمی مذخ میں مستطاب طور پر ہر ایک نُدوح کو کسی قدر اپنے اہمال کا مزہ چکھنے کے لئے جسم ملتا ہے۔ وہ جسم اس جسم کی قسم میں سے نہیں ہوتا بلکہ ایک ٹوٹے سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اہمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے۔ گویا کہ اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں۔ ایسا ہی خدا کے کلام میں ہم بار ذکر آیا ہے۔ اور بعض جسم ثورانی اور بعض فلسفانی قور دینے ہیں جو اہمال کی روشنی یا اہمال کی ظلمت سے تیار ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ لازیک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معتدل نہیں۔ انسان کامل اسی زندگی میں ایک ثورانی وجود اس کیفیت جسم کے علاوہ پا سکتا ہے۔ اور عالم مکاشفات میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ اگرچہ ایسے شخص کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک موٹی عقل کی حد تک ٹھہرا ہوا ہے۔ لیکن جن کو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اہمال سے تیار ہوتا ہے۔ تعجب اور استعجاب کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائیں گے۔

غرض یہ جسم جو اہمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی مسائم پرندہ میں نیک و بد کی جسد ادا کو موجب ہو جاتا ہے۔ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا بعض مردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ اور میں نے بعض فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا ہے کہ گویا وہ دُھوئیں سے بنایا گیا ہے۔ غرض میں اس کوچہ سے ذاتی واقعیت لکھتا ہوں اور میں نور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ایسا ہی ضرر دہ مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ ثورانی خواہ فلسفانی۔ انسان کی یہ غلطی ہوگی۔ اگر وہ ان نہایت ہر ایک معارف کو صرف عقل کے ذریعہ سے سمجھ کرنا چاہے۔ بلکہ جاننا چاہیے کہ جیسا کہ آنکھ شیریں چیز کا مزہ نہیں بتا سکتی۔ اور نہ زبان کسی چیز کو دیکھ سکتی ہے۔ ایسا ہی وہ علوم معاد و جہ پاک مکاشفات سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ صرف عقل کے ذریعہ سے ان کا فائدہ مل نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں مجاہدت کے جاننے کے لئے علیحدہ علیحدہ وسائل رکھے ہیں۔ پس ہر ایک

صفحہ اول

۲۳۳

ازالہ اوہام

مسیح ابن مریم کا فوت ہو جانا ثابت ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی فرقان حمید میں رافعك الی اللہ کا لفظ بھی تو موجود ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ زندہ ہو کر پھر آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اس وہم کا جواب یہ ہے کہ آسمان کا تو کہیں اس جگہ ذکر بھی نہیں اس کے معنی تو صرف اس قدر ہیں کہ میں اپنی طرف تجھے اٹھا لوں گا اور ظاہر ہے کہ جو نیک آدمی مرتا ہے اسی کی طرف روحانی طور پر اٹھایا جاتا ہے کیا خدا تعالیٰ دوسرے آسمان پر بیٹھا ہوا ہے جہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کی روح ہے اور نیز جس حالت میں تشریح شریف اور حدیث کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلاشبہ فوت ہو گئے تھے تو پھر اس ثبوت کے بعد رفع سے مراد جسم کے ساتھ اٹھایا جانا کمال درجہ کی غلطی ہے بلکہ صریح اور بدیہی طور پر سیاق و سباق قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ وجہ یہ کہ قرآن شریف میں صاف طور پر لکھا گیا ہے کہ ہر ایک مومن جو فوت ہوتا ہے تو اس کی روح خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھائی جاتی ہے اور بہشت میں داخل کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرغیة فادخلی عبادی وادخل جنتی یعنی اسے وہ نفس جو خدا تعالیٰ سے آرام یافتہ ہے اپنے رب کی طرف چلا آ۔ تو اس سے راضی دو تجھ سے راضی پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میرے بہشت میں اندر آ۔ اس جگہ صاحب تفسیر معالم اس آیت کی تفسیر کر کے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷۵ میں لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بندہ مومن وفات پانے پہ ہوتا ہے تو اس کی طرف اللہ جل شانہ دو فرشتے بھیجتا ہے اور ان کے ساتھ کچھ بہشت کا تحفہ بھی بھیجتا ہے اور وہ فرشتے اگر اس کی روح کو لے کر آتے ہیں کہ اسے نفس مطمئنة تو روح اور ریحان اور اپنے رب کی طرف جو تجھ سے راضی ہے نکل آ۔ تب وہ روح مشک کی اس خوشبو کی طرح جو بہت لطیف اور خوش کرنے والی ہو

۱۳۲

۲۸-۳۱

و تركتهم كالميت المتنكر	ان يشتموا فلقد نزعنا ثيابهم
در مجموع مردہ نامشناختہ اشیاں را گزاشتم	اور ہٹانام دیند چہ ہٹا کر کہیں پہلے آویشا اتقن شایر کتہ
إني أرى الطاف رب أكبر	هم يشتمون ولا يخالسا <sup>ن</sup> هم
چرا کہ من مہربانہائے رب کبیر خود می بینم	ایشان دشنام می دہند و می از زبان شایر ترسم
منی بمنزلة المحب الموثر	نزلت ملامة لا <sup>ئ</sup> می من حبه
بمنزلہ دوست مخصوص خود مرا می نماید	از محبت خداے خود طامت ملامت کنندگان
ستري يروق الحق بعد تبصر	يا لا <sup>ئ</sup> می دع <sup>ع</sup> كل لوم وانتظر
ز بعد از چشم منی حاصل شدن حق را خواہی دید	اے ہمت کنند من طامت را بگذار و صبر کن
كبرت عليك وليتعالم تكبر	جئت وصايا فاهدی لكنها
لیکن بر تو گراں آمد و کاش گران نیاید ندے	و ہتہائے من اندھے ہدایت بزرگ ہستند

ایہا النامرتدبر والظرفۃ عین۔ ولا تقلوا انفسکم لین۔ ان موالمسیح ثابت  
 اے مہمان برے یک طرفہ ہیں تدبر کنید و برائے خود لے نفس خود را پاک مکنید۔ یقیناً موت مسیح بقرآن ثابت  
 بالقرآن۔ ثم بالحديث ثم بشهادة اللغة و اهل اللسان ثم بالعقل و الفراسة  
 است۔ باز ثبوت آن بحدیث ہم رسید۔ یا از لغت و اہل زبان ثابت گشت۔ باز از روی عقل و فرست  
 والوجدان۔ ثم بنظائر سابق الزمان۔ فلا یزیل الامر الثابت کیدا الانسان۔  
 و وجدان۔ و باز بنظائر زمان گذشتہ تحقیق این معنی گشتہ ہیں امر ثابت را فریب انسان نہ تواند کرد  
 والنزول ایضا حق نظر اعلیٰ تو اثر الآثار۔ وقد ثبت من طرق و الاخبار  
 و نزول از ندے تو اثر آثار ہم راست است۔ چرا کہ از طرق متعددہ ثابت گشتہ۔  
 فتعالوا الخلیفة ترفع هذا التناقض من بین بعض الاحادیث و بین مجموع  
 ہیں بسوئے آن کہہ یابید کہ این تناقض ما از در میان بعض احادیث و مجموعہ احادیث و فرقان بردارد۔

حصہ اول

۱۲۲

ازالہ اوہام

افسوس کہ ہماری قوم کے لوگ استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے سخت پہچل میں پھنس گئے ہیں اور ایسی مشکلات کا سامنا نہیں پیش آگیا ہے کہ اب ان سے آسانی نکالنا ان لوگوں کیلئے سخت دشوار ہے اور جو نکلنے کی راہیں ہیں وہ انہیں قبول نہیں کرتے۔ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت سید جب آسمان سے اترینگے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کشفی استعارہ قرار دے کر مجتہدین کے مذاق پورے تجارت کے موافق اسکی تعبیر کرنا چاہیں

ایک یہ کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت دہرہ بگڑی ہوئی ہوگی دینی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا اور ان کے روحانی اغلاص اور باطنی ناواری کو جملہ درد فراہم کرے اور ان کے علم و حقائق و معارف ان کے سامنے رکھے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو پتے پتے چک جائیں گے اور ان میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مخلص اور نادر نہیں رہے گا بلکہ جس قدر سچائی کے سہو کے لیے ہیں ان کو مجتہد طیب غذا صداقت کی اور شہرت غیر میں معرفت کا پتلا پاجائے گا اور علوم حق کے پوتوں سے ان کی جھولیاں پڑ کر دی جائیں گی اور جو مغضوب اور لب لباب قرآن شریف کا ہے اس صبر کے پھرے ہوئے شیشے ان کو وٹے جائیں گے۔

دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب مسیح موعود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خسرو زین کو قتل کرے گا اور وہ حال کسب حشم کو قتل کر دے گا اور جس کا فرنگ اس کے دم کی ہوا پہنچے گی وہ فی الفور مرجائے گا سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ سچ دنیا میں اگر صلیب طہیب کی شان و شوکت کو اپنے پیروں کے پیچھے کھلے گا اور ان لوگوں کو جن میں خسرو زین کی بے حیائی اور نوکری کی بے شرمی اور سجاست ظہری ہے ان پر مدائلی قاطعہ کا اختیار چلا کر ان سب کا کام تمام کرے گا اور ہر لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بکلی ندارد۔ بلکہ ایک دنیا ٹینٹ اس میں نکلا ہے اور انکو تین جھتوں کی سیف قاطعہ سے طرز کر کے ان کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا اور صرف ایسے ایک چشم لوگ بلکہ ہر ایک کافر و دین محمدی کو بنظر استعمار دیکھتا ہے کسی دوائی کے مطلق دہے روحانی طور پر مارا جائے گا۔ فرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز بے

فی علم الله رب العالمین - لیعلم الناس ان تفرغ الاسلام و شیعو عتہ  
 کان من الله لا من المحاریبن - و انی انا المسیح النازل من السماء . و  
 ان وقتی وقت ازالة الظنون و اراة الاسلام كالشمس فی الضیاء . ففکروا  
 ان کنتم عاقلین - و ترون ان الاسلام قد وقعت جذته اربان کاذبة یسعی  
 لتصدیقها - و اعین کلیلة یجاهد لتبریقها - و ان اهلها انما واطریق الرنق  
 و الحلم فی دعواتهم و اروا التواضع و الذل عند ملاقاتهم - و قالوا ان الاسلام  
 اولغ فی الابدان المدی لیبلغ القوة و العلی - و انا ندعوا الخلق متواضعین .  
 فرأى الله کیدهم من السماء و ما ارید من البهتان و الازدرار و الافتراء . فخلق  
 مطلع هذا الدین بنور البرهان - و ارى الخلق انه هو القائم و الشایع  
 بنوریه لا بالسيف و السنان - و منع ان یقاتل فی هذا الحین - و هو حکیم  
 یعلمنا برتضاع كأس الحکمة و العرفان - و لا یفعل فعلا لیس من مصالح  
 الوقت و الأدان - و یرحم عبادة و یحفظ القلوب من الصداء و الطمانع من  
 الطغیان - فانزل مسیحه الموعود و المهدی المعهود - لیحصم قلوب الناس  
 من وساوس الشیطان و تجاراتهم من الخسوان - و لیجعل المسلمین کرمل یمون  
 ما اصطفاه - و اصاب ما اصابه - فثبت ان الاسلام لا یتعطل السیف و السهم  
 عند الدعوة - و لا یغرب الصعدة و لكن یأتی بدلائل تحکی الصعدة فی اعداء  
 الغریبة - و كانت الحلیة قد اشدت فی زمننا لرفح الالتماس - لیعلم الناس  
 حقیقة الامر و یعرفوا السر کالاکیاس - و للاسلام مشرب قد احتوی کل نوع  
 حفاة - و القرآن کتاب جمع کل حلادة و طلاوة - و لكن الاعداء لا یرون  
 من الظلم و الضیم - و یلسابون انسیاب الایم - مع ان الاسلام دین خصه  
 الله بهذه الأثرة - و فیه بركات لا یبلغها احد من الملة - و کان الاسلام فی



۴۰۹

ختم الله على قلوبهم فهم لا ينظرون الى الحق ولا يقصدونه ولا  
 يبجلون ويحتقرون الذي ارسله الله الى عباده ويقولون قد  
 انبأنا الله انه كافر كذاب. ويصرون على قولهم وهم يكذبون. و  
 يقولون ان البركات كلها منوطة بالبيعة. وما لهذا الرجل شرف  
 بيعة شيخ من المشايخ. وما بيعتهم الا كصفقة المغبون. وان  
 قولهم الا كذب نحتة الصواغون. يا حسرة عليهم الا يعلمون.  
 ان المسيح ينزل من السماء بجميع علومه. ولا ياخذ شيئاً من الارض  
 ما لهم لا يشعرون. الا يعلمون ان الذين يرسلون من لدن ربهم  
 لا يحتاجون الى بيعة احد. وهم من ربهم يتعلمون. وكل علم منه  
 ياخذون. به يبصرون وبه يسمعون وبه ينطقون. ليسكن

ترجمہ: و میخواتم درختان پر مزودہ اسلام را آبیاری کنم و شما با من ستیزید۔  
 نمی بینید کہ اسلام غریب گردیدہ و بر سرش رسیدہ آنچه نہ گوشتے شنیدہ و  
 نہ چشم دیدہ۔ و نہ گویندہ گوئیدہ۔ در شگفت ام کہ ازیں حالت ہا زلزہ شما را  
 نمی گیرد و الے نمی رسد۔ وغیرت و اشتعل پنچہ بردا من شما نزنند۔ مرد خوانم  
 شمارا یا مخذت می باشید۔ آگاہ می باشید کہ فتنہ ہا عظیم شدہ و تاریکیہا  
 عام گردیدہ۔ و زمین آنچه در باطنش مدفون بود بروں انداختہ و خود را پرداختہ و  
 بدعات بیضہ ہا گذاشتہ۔ و تعلیمات قرآن رخت از عالم برداشتہ۔ جان ہا  
 بہ پستی گرائیدہ و مائل بدنیاشدہ و در زیر چادر گمراہی سردر کشیدہ۔ و در  
 سوراخ خواہشہائے بد فرو خزیدہ۔ و ہر قوم را حق گذاشتہ و راہ کج را

چسپر بحال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندہ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنی میں تو ام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صغی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس قانون قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی نحو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہو۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کیلئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولاہیت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست

۱۵۷

میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آئیوا مسیح میں ہی چلا۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر چاہا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہونگے۔ اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر عمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اسکے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح بن ماری جو آنے والا تھا تو ہی ہے۔ اور ساتھ اس کے صد ہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کیلئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پرچہ کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیت الدلائل سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر ہی امت میں سے آئیگا اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صد ہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیت الدلائل آیات اور نصوص صریحہ حدیث نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے مجرم میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اُس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اُس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ پس یہ اُس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے، وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

مجھے عیسیٰ کر کے پکارا گیا۔ کیونکہ بعد نفع ربانی مریٰ حالت عیسیٰ بننے کیلئے مستعد ہوئی جس کو اعتقاد کے رنگ میں عمل قرار دیا گیا پھر آخر اسی مریٰ حالت سے عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ اسی رمز کے لئے کتاب کے آخر میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ اور کتاب کے اول میں مریم نام رکھا گیا۔ اب شرم اور حیا اور انصاف اور تقویٰ کی آنکھ سے اول سورۃ تحریم میں اس آیت پر غور کر لیں جس میں بعض افراد اس امت کو مریم سے نسبت دی گئی ہے اور پھر مریم میں نفع روح کا ذکر کیا گیا ہے جو اس عمل کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے عیسیٰ پیدا ہونے والا ہے۔ پھر بعد اس کے برائین احمدیہ حصہ سابقہ کے یہ تمام مقامات پڑھو اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر خوف کرو کہ کس طرح اُس نے پہلے میرا نام مریم رکھا اور پھر مریم میں نفع روح کا ذکر کیا اور آخر کتاب میں اسی مریم کے روحانی عمل سے مجھے عیسیٰ بنا دیا۔ اگر یہ کا دوبار انسان کا ہوتا تو ہرگز انسان کی قدرت نہ تھی کہ دوسرے سے ایک زمانہ ہزار پہلے یہ طبیعت معارف پیش بندی کے طور پر اپنی کتاب میں داخل کر دیتا۔ تم خود گواہ ہو کہ اُن وقت اور اس زمانہ میں مجھے اس آیت پر اطلاع بھی نہ تھی کہ میں اس طرح پر عیسیٰ رح بنایا جاؤنگا۔ بلکہ میں بھی تہااری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے برائین احمدیہ حصہ سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں اور یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے مگر پھر بھی تم متنبہ نہ ہوئے اور برائین احمدیہ حصہ سابقہ میں میں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر رکھ دیا اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے اور میری آنکھیں اس وقت تک بالکل بند ہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو دکھایا کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی توفیق ہو چکا ہے اور وہ واپس نہیں آئیگا اس زمانہ اور اس امت کیلئے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ یہ میری غلط رائے جو برائین احمدیہ حصہ سابقہ میں صیح ہو گئی یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان تھا اور ہم بناوٹ پر گولہ لگاتے

حصہ اول

۱۹۶

ازالہ اوہام

۱۹۷

اختارتك لنفسى شانك  
مجيب و اجرتك قريب الارض  
والسما معك كما هو معي  
جری اللہ فی  
حل الانبیاء  
لا تفت انتك انت الاعلی  
ینصرك الله فی موطن ان  
یومی لفصل عظیم كتب الله  
لا غلبن انا ورسلی الا ان  
حزب الله هود الخلبون۔

تو میری ہر اد اور میرے ساتھ ہے میں نے تیری کرامت  
کا درخت ثابت اور مستحکم کر دیا تو میری درگاہ میں و میرے  
میں نے تجھے اپنے لئے چنا تیری شان عجیب اور تیرا اجر  
قرب ہے۔ تیرے ساتھ زمین و آسمان ایسا ہے جیسا کہ دو  
میرے ساتھ ہے۔ تو خدا کا پہلوان ہے نبیوں کے مخلوق میں  
مت خوف کر کہ غلبہ تجھ کو ہے۔ خدا الٰہی میدانوں میں تیری  
مدد کرے گا۔ میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہے۔ میں نے  
لکھ چھوڑا ہے کہ ہمیشہ میں اور میرے رسول ہی غالب  
ہیں گے۔ یاد رکھ کہ خدا کا ہی گروہ غالب رہا کرتا ہے۔

یہ وہ الہامات ہیں جو براہین میں صفحات مذکورہ بالا میں ہم لکھ چکے ہیں۔ جو  
صراحتاً و کنایتاً اس عاجز کے قبیل موعود ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔

ہاں براہین میں اس بات کا الہامی طور پر کچھ فیصلہ نہیں کیا گیا کہ حضرت مسیح ابن مریم  
کے نزول کے جو لوگ منتظر ہیں کہ وہی مسیح بپشت سے نکل کر فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ  
رکھے ہوئے آسمان سے زمین پر اتر آئیں گے اس کی اصل حقیقت کیا ہے بلکہ میں نے براہین  
میں جو کچھ مسیح بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ  
کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں۔

۱۹۸

سوائے ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے میں نے براہین میں لکھ دیا تھا کہ میں صرف مثیل موعود ہوں۔  
اور میری خلافت صرف روحانی خلافت ہے لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور روحانی  
دونوں طور پر خلافت ہوگی یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے صرف اس سرسری پیروی  
کی وجہ سے ہے جو ظہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے

لازم ہے کیونکہ جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں پوتے اور بغیر بھلائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تک خدائے تعالیٰ کی طرف سے بعض عبادات کے ادا کرنے کے بارہ میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی تب تک اہل کتاب کی سنن و سنیر پر قدم مارنا بہتر جانتے تھے اور بروقت نزل وحی اور دریافت اہل حقیقت کے اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ سو اسی لحاظ سے حضرت مسیح بن مریم کی نسبت اپنی طرف سے بلا ہونے کوئی بحث نہیں کی گئی تھی۔ اب جو خدا تعالیٰ نے حقیقت امر کو اس عاجز پر ظاہر فرمایا تو عام طور پر اس کا اعلان از بس ضروری تھا لیکن مجھے اگر کچھ افسوس ہے تو اس زمانہ کے ان مولوی صاحبان پر ہے کہ جنہوں نے قبل اس کے جو مسیحا کی تحریر پر غور اور غور کی نگاہ کریں رد لکھنے شروع کر دیے ہیں مصنفین اور محققین خوب سمجھتے ہیں کہ جس قدر حال کے بعض مولوی صاحبوں نے مجھے اپنی دیرینہ رائے کا مخالف ٹھہرایا ہے غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ حقیقت اتنی بڑی مخالفت نہیں ہے جس پر اتنا شور مچایا گیا۔ میں نے صرف ٹیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف ٹیل ہو نامیرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی ٹیل مسیح آجائیں ہاں اس زمانہ کے لئے میں ٹیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں کہ ٹیل مسیح بہت ہو سکتے ہیں بلکہ احادیث نبویہ کا بھی یہی منشاء پایا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے درجن پیدا ہوں گے اب ظاہر ہے کہ جب تیس درجن کا آنا ضروری ہے تو حکم لیکھنے کی مجال جیسے تیس مسیح بھی آنے چاہیں پس اس بیان کے رُہ سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس کا عدشوں کے بعض ناسپہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت

نورال مسیح

۱۱۳

ضمیمہ

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہو کہ میں عالم الغیب ہوں جیتک مجھے  
 خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ قوت ہو گیا  
 ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی کو میں نے  
 حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی  
 تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں نے کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا  
 اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء  
 ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسریٰ صلیب کر گیا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر  
 قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہو کہ هو الذی ارسل رسوله  
 بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور  
 پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ  
 میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو  
 میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال  
 سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے  
 اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھل کھل وحی کے  
 جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔  
 پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے  
 مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ  
 پر چارہا سب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جانے  
 تب تو اسے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔  
 پس جب اس بارہ میں انتہائی خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدح بما تو مرینے  
 جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن

یونس نبی کی پیشگوئی جو خدا کے لئے تھی اسکے ساتھ کوئی شرط تو بہرہ غیرہ کی نہیں تھی تب بھی خدا کا حکم  
 گیا۔ اور کوئی مسلمان یا عیسائی نہیں کہہ سکتا کہ یونس جھوٹا تھا۔ دیکھو کتاب یونس نبی اور درجہ منثور۔  
 اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جسکی توجہ سے انکا  
 اسلام ہی ہو گا تھا دھونا پڑتا ہو۔ اگر انکے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے جنہیں دوسرے  
 نبی شریک غالب ہیں اور پھر تعجب یہ کہ ہزار ہا پیشگوئیں پر جو عین معنائی سے پوری ہو گئیں ان پر نظر  
 نہیں ڈالتے۔ اور اگر کوئی ایک پیشگوئی حقاقت سے سمجھ میں نہ آئے تو بار بار اسکو پیش کرتے ہیں کیا یہ ایماندارانہ  
 اگر انکو طلب حق ہوتی تو ان کیسے طریقہ تصفیہ آسان تھا کہ وہ خود قادیان میں آتے اور میں انکی  
 آمد و رفت کا خرچ بھی شے دیتا اور بطور مہمانوں کے انکو رکھتا تب وہ دل کھول کر اپنی تسلی  
 کر لیتے۔ ذوریشیے بغیر دریافت پوری حقیقت کے اعتراض کرنا بوجو حماقت یا تصعب اور کیا اس کا  
 سبب ہو سکتا ہو۔ اسی طرح کے جو قوف ایک مرتبہ پانسو کے قریب حضرت مسیح کو مرتد ہو گئے تھے کہ اس  
 شخص کی پیشگوئیاں صحیح نہیں نکلیں اور وہ اصل یہود اسکو یطی کے مرتد ہونیکا بھی یہی سبب تھا کہ عطا  
 ہتھیار بھی خرچ کئے تھے مگر بت سب کچھ وہی اور وہاں کے تخت والی پیشگوئی پوری نہ ہوئی آخر یہود  
 بیزاد ہو کر مرتد ہو گیا۔ مسیح کو یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ یہ بے ایمان ہو جائیگا اور خواہ مخواہ اسکے لئے بھی بہشتی تخت  
 کا وعدہ کیا۔ ایسا ہی بعض مخالفوں نے حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔  
 اور غریبوں کی طویل دلالت کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کا رجحان اسی طرف تھا کہ انکو  
 کعبہ کے طواف کیلئے اجازت دیکائی جیسا کہ پیشگوئی تھی اسپر بعض بد بخت مرتد ہو گئے اور حضرت عمر  
 رضی اللہ عنہ چند روز ابتلاہ میں رہے اور آخر اس لغزش کی معافی کیلئے کئی اعمال نیک بجلائے جیسا کہ  
 انکے نقل و ظاہر ہے۔ یہ نونے بد بختوں کیلئے موجود ہیں مگر پھر بھی اسوقت کے نادان مخالف بد بختی  
 کی طرف ہی دوڑتے ہیں اور شقاوت سر پر سوار ہے باز نہیں آتے کیا کیا اعتراض بنا کر کہے ہیں  
 مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موجود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنیکا اقرار  
 موجود ہے۔ اسے نادانوں اپنی حماقت کیوں خواب کرتے ہو۔ اس اقرار میں کہاں لکھا ہو کہ یہ خدا کی



نورالاسیح

۱۱۳

ضمیمہ

وحی سے بیان کرتا ہوں اصرار ہے کہ اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں جیتکے  
 خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ قوت ہو گیا  
 ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی کو میں نے  
 حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی  
 تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں نے کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا  
 اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلق  
 ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کس صلیب کرے گا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری  
 قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هو الذی ارسل رسولہ  
 بالهدی و دین الحق لیظہر علی الدین کلہ تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور  
 پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ  
 میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو  
 میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال  
 سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے  
 اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلے کھلے وحی کے  
 جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔  
 پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے  
 مجھے بڑی شدت و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ  
 پر جمار ہا۔ جب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھل دی جانے  
 تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔  
 پس جب اس بارہ میں انتہائی خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدح بما تو مریض  
 ہو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن

کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا مگر یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اپنے اجتہاد میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے مگر انسان کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے۔ کیونکہ سہو و نسیان لازماً بشریت ہے۔ میں نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر واپس آئیں گے مگر یہ بھی میری غلطی تھی جو اس الہام کے مخالف تھی جو براہین احمدیہ میں ہی لکھا گیا۔ کیونکہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے اور قرآنی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خاص تھی۔ اور آنے والے سچ موعود کے تمام صفات مجھ میں قائم کئے۔ سو خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت تھی جو میں باوجود ان الہامی تصریحات کے ان الہامات کے منشاء پر اطلاع نہ پاسکا اور ایسے عقیدہ کو جو ان الہامات کے مخالف تھا براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ اس تحریر سے میری برت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ الہامات براہین احمدیہ کے میری بناوٹ ہوتے جن میں واقعی طور پر مجھے سچ موعود قرار دیا گیا تھا تو میں اپنے بیان میں ان الہامات سے اختلاف نہ کرتا بلکہ اسی وقت سچ موعود ہونے کا دعویٰ کر دیتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ میرا اپنا عقیدہ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھا ان الہامات کی منشا سے جو براہین احمدیہ میں درج ہیں صریحاً نقیض پڑا ہوا ہے جس سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ الہامات میری بناوٹ اور منصوبہ سے مترا اور منترہ ہیں۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ یہ انسان کا کام نہیں کہ بارہ برس پہلے ایک دعوے سے الہامی عبارت لکھ کر اس دعوے کی تمسید قائم کرے اور پھر سالہا سال کے بعد ایسا دعویٰ کرے جس کی بنیاد ایک مدت دراز پہلے قائم کی گئی ہے۔ ایسا باریک مگر نہ انسان کر سکتا ہے نہ خدا اس کو ایسے افتراؤں میں اس قدر جہالت دے سکتا ہے۔

اس تمام تقریر سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات کی بحث میں

ۛ وہ بیات ہے۔ ۛ مُحَمَّدٌ الَّذِي أُرْسِلَ رَسُولًا بِالْمَدَىٰ دَرِينِ النَّبِيِّ لِيُظَهِّرَهُ عَلَىٰ بَدِينِ كَلْبِهِ - منہ

حقیقۃ الہی

۶۰۲

تقر

زالی زندگی نہیں۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ آسمانی زندگی رکھتے ہیں۔ اور سورہ نور کو خور سے پڑھو۔ اُس میں یہی پاؤ گے کہ آنے والے خلیفے سب اسی اُمت میں سے ہیں۔ اور جبکہ یہود اسی اُمت میں سے بھی پیدا ہونے والے ہیں تو تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ مسیح موعود بھی اسی اُمت میں سے ہو۔ اور مجھے کب خواہش تھی کہ میں مسیح موعود بنتا۔ اور اگر مجھے یہ خواہش ہوتی تو میں براہین احمدیہ میں اپنے پہلے اعتقاد کی بناء پر کیوں لکھتا کہ مسیح آسمان سے آئیگا۔ حالانکہ اسی براہین میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ میں نے پہلے اعتقاد کو نہیں چھوڑا تھا جب تک خدا نے روشن نشاںوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھڑویا۔ پس میں یقین کو چھوڑ کر تمہاری ظنی روایات کو کیونکر قبول کر سکتا ہوں اور بصیرت کو چھوڑ کر ظنی ڈھکوسلے کیونکر اختیار کر سکتا ہوں جن کا باطل ہونا خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا جیسا کہ یہودیوں کی روایات اور احادیث کا باطل ہونا خدا نے حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کر دیا۔ پس وہ بصیرت جو زبردست نشاںوں کے ساتھ دی گئی ہے میں اسکو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ خدا نے مجھ پر ظاہر کر دیا ہے کہ وہ کُل روایتیں صحیح نہیں تھیں کچھ تو صحیح تھیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور کچھ ردی اور موضوعات کا ذخیرہ تھا جس کا غلط ہونا کھل گیا۔ اور کچھ احادیث صحیحہ کے سمجھنے میں غلطیاں تھیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مسیح موعود کا نام حکم کیوں رکھا جاتا۔ کیونکہ اگر مسیح موعود پر واجب ہے کہ وہ ظاہر ہو کر سب روایات کو مان لے تو پھر کن معنوں سے وہ حکم کہلا سکتا ہے۔ ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے شناخت کیا جاتا ہے اور ہر ایک غلام کی عزت اُسکے آقا کی عنایات سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اور ہر ایک خوشبو اپنی شہادت آپ دیتی ہے۔ پس کیوں مجھ سے جلدی کرتے ہو اور کیوں زبان کی ناپاکی کو انتہا تک پہنچانے ہو۔ صبر کرو اور تقوٰے سے کام لو۔ اگر میں صادق نہیں اور چوروں اور رہزنیوں کی طرح ہوں تو کب تک یہ چوری اور رہزنی پیش جاسکتی ہے۔

آنکہ آید از خدا آید بد و نصرت دواں  
صادقان را از خدا نور سے عنایت می شود

خدمتِ او می کند شمس و قمر چوں چاکراں  
عشقِ آن یارِ ازل می تابد اندر رُوئے شان

۱۶۳

صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۶، ۵۱۵- روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۷۷)

۱۸۹۱ء

”اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے چنانچہ اُس کا امام یہ ہے کہ

”مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدُ اللَّهِ مَعْمُولًا. اَنْتَ مَعِينٌ وَ اَنْتَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ۔ اَنْتَ مُصِيبٌ وَ مَعِينٌ لِلْحَقِّ۔“

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۱، ۵۶۲- روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

۱۸۹۱ء

”خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

تُو مغلوب ہو کر لینے بنظاہر مغلوبوں کی طرح حقیر ہو کر پھر آخر غالب ہو جائے گا اور انجام تیرے لئے ہو گا۔ اور ہم وہ تمام بوجھ بوجھ سے آمار لیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تیری توحید، تیری عظمت، تیری کمالت پھیلا دے۔ خدا تعالیٰ تیرے چہرہ کو ظاہر کرے گا اور تیرے سایہ کو لمبا کر دے گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور اور عملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ عنقریب اُسے ایک ملک عظیم دیا جائے گا (.....) اور خزان اُس پر کھولے جائیں گے (.....) یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ ہم عنقریب تم میں ہی اور تمہارے ارد گرد نشان دکھلاویں گے۔ نجات قائم ہو جائے گی اور فتح کھلی کھلی ہوگی۔ کیا تیرے لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک بھاری جماعت ہیں۔ یہ سب بھاگ جائیں گے اور پٹھیا پھیر لیں گے۔ اگر یہ لوگ تجھے چھوڑ دیں گے پڑیں نہیں چھوڑوں گا اور اگر لوگ تجھے نہیں بچائیں گے پڑیں تجھے بچاؤں گا۔ میں اپنی چکار دکھاؤں گا اور قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ اُسے ابراہیم تجھے پر سلام۔ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ سُن لیا نشتِ رات تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تعزیر۔ خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ نبی کو طیب سے جدا نہ کرے۔ وہ تیرے مجد کو

لے (ترجمہ از ترقیب) اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ اُس سے ساتھ ہے اور نور روشن حق پر قائم ہے۔ تُو راہِ صواب پر ہے اور حق کا مددگار ہے۔

حیاتہ وبرکاتہ و اشراقاتہ ولا یقدرونہ حق قدرہ ولا یدرون ما شأنہ وما  
برہانہ، و یغیذون صحف اللہ وراء ظهورہم و یکبون علی حدیث ضعیف  
ولو یعارض القرآن وما کانوا من المنتہین۔

و واللہ ما قلت قولانی و فاة المسیح و عدم نزولہ و قیامی مقامہ  
الا بعد الالہام المتواتر المتتابع النازل کالو ابل و بعد مکاشفات صریحہ  
بینہ منیرة کفلق الصبح و بعد عرض الالہام علی القرآن الکریم و الاحادیث  
الصحیحہ النبوتہ، و بعد استخارات و تضرعات و ابتہالات فی حضرة رب  
العالمین۔ ثم ما استعجلت فی امری هذا بل آخرتہ الی عشرستین بل زدت  
علیہا و کنت لحکم واضح و امر صریح من المنتظرین۔ و کنت صنف کتابا فی  
تلك الايام التي مضت علیہا عشرستین و سمیتہ الپراہین، و کتبت فیہ  
بعض الہاماتی التي ألهمت من ربی من قبل تألیف ذلك الكتاب، و كانت

قد ینکون من نوع المجازد الاستعارة، و قد اذل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ذلك  
الموسی و تأویلاتہ کثیرة کما فی رؤیة سور الذهب و القیص و البقر و غیرہا من الرؤی  
التي هی مشہورة فی القوم فلا حاجة الی ان نقص علیک۔ و قدر ای رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فی رؤیا أخرى الدجال المسیح و اضعأ یدیه علی منکب رجلین یطوف بالبيت  
فلوحنا تلك الموسی علی الظاهر لوجب ان ینکون الدجال مسلما مؤمنا لان الطواف من  
شعائر المسلمین۔ ثم من هذه الاحادیث تدل علی ان الدجال کان موجودا فی زمان  
النبي صلی اللہ علیہ وسلم و قدر آة تمیم الداری و زعم القوم انه ینخرج فی آخر الزمان  
ولا یدع قرية الا یدخلها و یتملك و یتسلط علی البلاد کلہا و لا یبقی فی زمانہ ارض  
الا یاخذ ما غیر مکه و طیبہ، و لكن الاحادیث الاخری تعارضہا و تکذب هذه القصص،  
فانظر اولا تدبر اذ انصافا فی حدیث مسلم عن جابر قال: سمعت النبي صلی اللہ علیہ  
وسلم یقول قبل ان یموت بشہر: تسألونی عن الساعة و انما علمها عند اللہ، و  
أقسم باللہ ما علی الارض من نفس منقوسة یاقی علیہا مائة سنة و هی حیة یومئذ،

راہب عیسائی دین کے مرنے کے بعد اکثر ایسے ہی تھے۔

چھٹے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے۔ اور اسکے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کیفیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اور انکے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں اور دینی عقیدے اور معصلات محل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں غرض جو لوگ امام الزمان ہوں انکے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتی۔ بلکہ نصرت دین اور تقویت ایمان کیلئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور انکی دعا کا جواب دیتا ہے۔ اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلوخ اندازہ پر پردہ ایک کلوخ پھینک ہلستا اور بھاگ ہلستا۔ اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا۔ اور کہاں گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ ان سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہوتا اور دیتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی۔ بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تمیز ایسا پاتے ہیں کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے اور امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں ظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ چاک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اسلئے انکے الہام کو دیا جاتا ہے کہ انکے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔ واضح ہے کہ شیطانی الہامات جو ناحق ہے اور بعض نا تمام سالک لوگوں کو ہذا کرتے ہیں۔ اور حدیث النفس بھی ہوتی ہے جسکو اخفاث اسلام کہتے ہیں۔ اور جو شخص اس سے انکار کرے۔ وہ

حقیقۃ الہی

۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ رُسُلِهِ مُحَمَّدٍ  
وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ

بعد خدا واضح ہو کہ مجھ اس رسالہ کے لکھنے کے لئے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ میں جس طرح اور صد ہا طرح کے فتنے اور بے بنیاد پید ہو گئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہونہ حدیث الرب ہے اور کھنا چاہیے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ ایک خواب بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ کیونکہ اگر شیطان بڑا جھوٹا ہو لیکن کبھی کبھی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے۔ ہاں وہ لوگ جو اپنے صدق اور وفا اور سچی الہی میں کمال

پہنچے جس طرح جبکہ ایک تہ آفتاب پر بادل چھا ہوا ہو اور دوسرے ساتھ اس کے گرد و خبا بھی اٹھا ہوا ہو اس صورت میں آفتاب کی روشنی صاف طور سے زمین پر نہیں پڑ سکتی اسی طرح جب نفس پر اپنی ذاتی تاریکی اور شیطان کا غلبہ ہو تو روحانی آفتاب کی روشنی صاف طور سے اُس پر نہیں پڑے گی اور جیسے جیسے وہ گرد و خبا اور بکھڑا ہوا جا جائے گا وہ روشنی صاف چھٹی جاگی ہے یہی ظاہری الہی کی ہے۔ مصفاوی بھی لوگ پاتے ہیں جن کے دل صاف ہیں اور جن میں اور خدا میں کوئی روک ٹوک نہیں۔ پھر یہ بھی یاد ہے کہ وہ الہام جس کے شامل حال نصرت ہو جو اور اگر امام اور مراد ان کی نہیں ہیں میں ملائیں پائی جائیں۔ اور قبولیت کے آثار اُس میں نمودار ہیں وہ بغیر مقبول الہی کے کسی کو نہیں ہو سکتا اور شیطان کے اقتدار سے یہ باہر ہے کہ کسی جھوٹے ملک کی تائید اور مدد میں کوئی قدرت نالی کا الہام اُس کو دے اور اُس کو عزت دینے کیلئے کوئی خلاق قدرت اور مصفا غیب اُس پر ظاہر کرے تا اُس کے دوسرے پر گماہ ہو۔ منہ

۳

حقیقۃ الہی ص 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 3 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 434 پر درج ہے۔

کی طرح یقین بٹھا دیا گیا۔ تب میں نے یہ پیغام لوگوں کو سنا دیا۔ یہ خدا کی حکمت عملی میری سچائی کی ایک دلیل تھی اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر ایک نشان تھا۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور انسانی منصوبہ اکی بڑھتی تو میں براہین احمدیہ کے وقت میں ہی یہ دعویٰ کرتا کہ میں مسیح موعود ہوں مگر خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ ورنہ میرے مخالف مجھے بتلا دیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنا لیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔ کیا یہ امر قابل غور نہیں جو ظہور میں آیا۔ کیا یہ طریق بے ایمانی نہیں براہین احمدیہ کی اس جہالت کو تو پیش کرتے ہیں جہاں میں نے معمولی اور رسمی عقیدہ کی رو سے مسیح کی آمد ثانی کا ذکر کیا ہے اور یہ پیش نہیں کرتے کہ اسی براہین احمدیہ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی موجود ہے۔ یہ ایک لطیف استدلال ہے جو خدا نے میرے لئے براہین احمدیہ میں پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ ایک دشمن بھی گواہی دے سکتا ہے کہ براہین احمدیہ کے وقت میں میں اس سے بیخبر تھا کہ میں مسیح موعود ہوں تبھی تو میں نے اس وقت یہ دعویٰ نہ کیا۔ پس وہ الہامات جو میری بیخبری کے زمانہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیتے ہیں انکی نسبت کیونکر شک ہو سکتا ہے کہ وہ انسان کا افتراء ہیں کیونکہ گروہ میرا اختراع ہوتے تو میں اسی براہین میں ان سے فائدہ اٹھاتا اور اپنا دعویٰ پیش کرتا اور کیونکر ممکن تھا کہ میں اسی براہین میں یہ بھی لکھ دیتا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ ان دونوں متناقض مضمونوں کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اس وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا ایک منصف صحیح کو اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے کہ درحقیقت میرے دل کو اس وحی الہی کی طرف سے غفلت رہی جو میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی۔ میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔

اگر براہین احمدیہ میں نقطہ یہ ذکر ہوتا کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ اور میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا تو البتہ ایک جلد باز کسی قدر اس کلام سے فائدہ



اب دیکھو کہ ایک طرف تو یہ شخص میرے سچے موعود ہونے کا اقرار کرتا ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ میری تصدیق کے بارہ میں ایک خواب بھی پیش کرتا ہے جو سچی نکلی۔

پھر اسی کتاب کے آخر میں اور نیز اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام دجال اور شیطان بھی رکھتا ہے اور مجھے خائن اور حرامخو اور کذاب ٹھہراتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ عبد الحکیم خان نے اپنے ان دونوں متناقض بیانات میں چند روز کا بھی فرق نہیں رکھا۔ ایک طرف تو مجھے مسیح موعود

کہا اور اپنے خواب کے ساتھ میری تصدیق کی اور پھر ساتھ ہی دجال اور کذاب بھی کہہ دیا۔

مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ ایسا کیوں کیا مگر ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اس شخص کی حالت ایک غنط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔

ایک طرف تو مجھے سچا مسیح قرار دیتا ہے بلکہ میری تصدیق میں ایک سچی خواب پیش کرتا ہے جو پوری ہو گئی۔ اور دوسری طرف مجھے سب کافروں سے بدتر سمجھتا ہے کیا اس بڑھکر کوئی

اور تناقض ہو گا۔ اور جن عیبوں کو وہ میری طرف فسوب کرتا ہے اسکو خود سوچنا چاہیے خالی جب خواب کی رو سے میری سچائی کی اسکو تصدیق ہو چکی تھی بلکہ میری تصدیق کیلئے خدا نے حسن بیگ کو

طاعون سے ہلاک بھی کر دیا تھا تو کیا ایک دجال کیلئے خدا نے اسکو مارا اور کیا خدا کو وہ عیب معلوم نہ تھے جو بیس سال کے بعد اسکو معلوم ہو گئے۔ اور یہ عذر اس کا قابل قبول نہ ہو گا کہ

مجھ کو شیطانی خواب آتی ہو گی اور یہ بھی یا ایک شیطانی خواب تھی۔ کیونکہ یہ تو ہم قبول کر سکتے ہیں کہ اس کو بوجہ فطرتی مناسبت کے شیطانی خوابیں آتی ہوں گی اور شیطانی الہام

وہ اب عبد الحکیم کیلئے لازم ہے کہ محمد حسن بیگ کی قبر پر جا کر وہ دے کہ اے بھائی تو تکذیب میں سچا تھا اور میں جھوٹا۔

میرا گناہ معاف کر اور خدا سے معلوم کہ مجھے بتلا کہ ایک کذاب اور دجال کیلئے کیوں اس نے مجھے ہلاک کر دیا۔ منہ سے

چچہ یہ بات بھی خور کے لائق ہے کہ جو شخص بیس سال تک عمر اور تقریر میں میری تائید کرتا اور منالغوں کے ساتھ جھگڑتا رہا۔

اب بیس سال کے بعد کوئی نئی بات اسکو معلوم ہوئی۔ جو عیب اس نے مجھے میں وہ تو وہی ہیں جن کا جواب وہ آپ دیکر دیتا تھا۔

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہو کہ میں عالم الغیب ہوں جیتک مجھے  
خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ قوت ہو گیا  
ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمالی سادگی کو میں نے  
حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی  
تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں نے کمال عقیدہ کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا  
اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء  
ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسے علیہ السلام کہے گا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر  
قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہو کہ هو الذی ارسل رسولہ  
بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور  
پر درج تھا خدا کی سکت علی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ  
میں صاف اور روشن طور پر مسیح موجود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو  
میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال  
سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے  
اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھل کھل وحی کے  
جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے  
مجھے بڑی شدت سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ  
پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میں نے پر اصل حقیقت کھل دیکھنے  
تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدح بما توہرینے  
جو تجھے حکم پہتا ہو وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن

کی طرح یقین بٹھا دیا گیا۔ تب میں نے یہ پیغام لوگوں کو سنا دیا۔ یہ خدا کی حکمت عملی میری سچائی کی ایک دلیل تھی اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر ایک نشان تھا۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور انسانی منصوبہ کی جڑ ہوتی تو میں براہین احمدیہ کے وقت میں ہی یہ دعویٰ کرتا کہ میں مسیح موجود ہوں مگر خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موجود بناتی ہے یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتادیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موجود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔ کیا یہ امر قابل غور نہیں جو ظہور میں آیا کیا یہ طریق ہے ایمانی نہیں براہین احمدیہ کی اس عبارت کو تو پیش کرتے ہیں جہاں میں نے معمولی اور رسمی عقیدہ کی زد سے مسیح کی آمد ثانی کا ذکر کیا ہے اور یہ پیش نہیں کرتے کہ اسی براہین احمدیہ میں مسیح موجود ہونے کا دعویٰ بھی موجود ہے۔ یہ ایک لطیف استدلال ہے جو خدا نے میرے لئے براہین احمدیہ میں پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ ایک دشمن بھی گواہی دے سکتا ہے کہ براہین احمدیہ کے وقت میں میں اس سے بیخبر تھا کہ میں مسیح موجود ہوں تبھی تو میں نے اس وقت یہ دعویٰ نہ کیا۔ پس وہ الہامات جو میری بیخبری کے زمانہ میں مجھے مسیح موجود قرار دیتے ہیں انکی نسبت کیونکر شک ہو سکتا ہے کہ وہ انسان کا افتراء ہیں کیونکہ اگر وہ میرا اختراع ہوتے تو میں ہاں براہین میں ان سے فائدہ اٹھاتا اور اپنا دعویٰ پیش کرتا اور کیونکر ممکن تھا کہ میں اسی براہین میں یہ بھی لکھ دیتا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ ان دونوں متناقض مضمونوں کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اس وقت مسیح موجود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا ایک منصف جمیع کو اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے کہ درحقیقت میرے دل کو اس وحی الہی کی طرف سے غفلت رہی جو میرے مسیح موجود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی اس لئے میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔

اگر براہین احمدیہ میں فقط یہ ذکر ہوتا کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ اور میرے مسیح موجود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا تو البتہ ایک جلد باز کسی قدر اس کلام سے فائدہ

وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفر والى يوم القيمة - انك اليوم  
 لدينا مكيين امين - انت متى بمنزلة توحيدى وتفريدى فحان ان تعان و  
 تعرف بين الناس ويعلمك الله من عنده تقيم الشريعة - وتعي الدين  
 انا جعلناك المسيح بن مريم - والله يعصمك من عنده ولولم يعصمك  
 الناس - والله ينصرك ولولم ينصرك الناس - الحق من ربك فلا تكونن من  
 الممترين - يا احمدى انت مرادى ومعنى - انت وجيه فى حضرتى - اخترتك  
 لنفسى - قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحبكم الله ويغفر لكم ذنوبكم و  
 رحم عليكم وهو ارحم الراحمين - هذه نبذة من الهاماتى - ومن جملة الهام  
 انا جعلناك المسيح بن مريم - والله قد كنت اعلم من ايام مديدة  
 اننى جعلت المسيح ابن مريم والى نازل فى منزله ولكن اخفيتة نظراً  
 الى تاويله - بل ما بدلت عقيدتى وكنت عليها من المستمسكين وتوقفت  
 فى الاظهار عشر سنين - وما استعجلت وما بادرت وما اخبرت حبا ولا  
 عدوا ولا احداً من الحاضرين - وان كنتم فى شك فاسئلوا علماء الهند  
 كم مضت من مدة على الهامى - يا عيسى انى متوفيك - ادقر والبراهيين  
 وكنت انتظر الخيرة والرضاء وامر الله تعالى حتى تكرر ذلك  
 الالهام - ورفع الظلام - وتواتر الاعلام - وبلغ الى عدة يعلمها  
 رب العلمين - وخطبت للاظهار بقوله - فاصدع بما توامر - وظهرت  
 علامات تعرفها حاسة الاولياء - وعقل ارباب الاصطفاة وجمل الصبيح  
 واكد الامر - وشرح الصدر - واطمان الجنان - وافق القلب - وتبين انه

یا قوم لم تتعالمون وانتم تبصرون - ولم تتجاملون وانتم تعلمون - اما علمتم عاقبة الذين كانوا يستهزؤن - تلذغون كالزنبور - وتوذون رجلاً اعتم كالسراج بالنور - وتهترون بروية البدر - وابدرو الصلحاء وانتم تظلمون - وجاء الناس وانتم تهربون - وكفر من مستهزء اخبروا بموتى كانتهم الهوا من الله العلام - واصروا عليه واشاعوه في الاقوام - فاذا الامر بالزند - ورد الله مزاحهم عليهم كالجد - وما توافى اشرع وقت بعد الهامهم وتركوا حشيش ندامة وذلة لا تعامهم .

وسرت مود ما اذوني الا ليظهر الله بهم بعض الايات - وقد قصصنا قصصهم في حقيقۃ الوحی لتكون تبصرة للطالبين والطالبات - واقرب القصص من هذا الوقت قصة رجل مات في ذى القعدة - وكان يلعننى و يسببى وكان اسمه سعد الله وكان سبه كالصعدة - واذا بلغ شتمه الى منتهاه وسبق في الايداء كل من سواه - اوحى الى ربى في امره و خزيه وقطع نسله بما قضاه وقال ان شانك هو الابتر - فاشعت بين الناس ما اوحى ربى الاكبر ثم بعد ذلك صدق الله الهامى - فاردت ان افصله في كلامي - واشيع ما صنع الله بك الفتان - وعدت عباد الله الرحمن - فمنعنى من ذلك وكيل حنان من جماعتى وخوفنى من ارادة اشاعتى - وقال لو اشعتها لا تأمن مقت الحكام ويترك القانون الى الاتام - ولا سبيل الى الخلاص - ولات حين مناص - وتلزمك المصائب ملازمة الغريم - والمال معلوم بعد التعب العظيم - وليست الحكومة تارك المحرمين - فالخير في اخفاء هذا الوحى كالمحتاطين - فقلت انى ارى الصواب في تعظيم الالهام - وان الاخفاء معصية عندى ومن سير الشام وما كان لاحد ان يضرم دون بارئ الاتام - ولا ابالى بعد تحديد الحكام -

آتم کے مقدمہ میں دیکھ چکے ہو کہ باوجود اس کے بہت سے منصوبوں کے پھر آخر حق ظاہر ہو گیا۔ کیا تمہارے دل قبول نہیں کر گئے کہ آتم کا قسم سے انکار کرنا اور نالاش سے انکار کرنا اور عملوں کا ثبوت دینے سے انکار کا صوفی ہی وجہ سے تھا کہ اس نے صوفی اہل باہمی شرط کے موافق حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ باوجود اس کے کہ علامتی اشتہاروں کی بہت ہی اس کو مار پڑی مگر وہ الزام سے اپنے تئیں بڑی نکر سکا جو اس کے اقرار خوف اور بے ثبوت ہونے حقداروں سے اس پر وارد ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ اس موت نے اس کو آپکا جس سے وہ قناریا۔ اور ضرور تھا کہ وہ انکار کے بعد جلد مرتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی پاک پیش گوئیوں کے رد سے بھی سزا اس کے لئے ٹھہری تھی۔ سو اس خدا سے خوف کرو۔ جس نے آتم کو بڑی سزا دیوں کے گرد لب میں ڈال کر خرابی دینے کے موافق پاک کر دیا۔ خدا کی کھلی کھلی پیش گوئیوں سے منہ پھیرنا یہ بدبختوں کا کام ہے۔ نہ نیک لوگوں کا۔ اور جھوٹ کے مزار کو کسی طرح نہ چھوڑنا۔ یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔ میاں حسام الدین عیسائی لکھتے ہیں کہ آتم چار دن تک بیہوش رہا۔ مگر وہ اس کا سر نہیں بیان کر سکے کہ کیوں چار دن تک بیہوش رہا۔ سو جانتا چاہیئے۔ کہ یہ چار دن کی سخت جان کندن کے ان چار اختراؤں کی اسی دنیا میں اس کو سزا دی گئی جو اس نے بہر فورانی کے اہتمام کا انکرا کیا۔ سانپ چھوٹنے کا انکرا کیا۔ لادھیانہ اور فیروز پور کے حملہ کا انکرا کیا اور عیسائیوں کے خوش کرنے کے لئے اصل وجہ خوف کو چھپایا۔ سو عیسائیوں کے لئے اس سے زیادہ اور کوئی شرم کی جگہ نہیں کہ آتم ان مذہب کے جھوٹا ہونے پر گواہی دے گیا۔ اب اگر آتم کی گواہی پر اعتبار نہیں تو اس نے طریق سے دو بار ہجرت اشد کو پورا کر لینا چاہیئے۔ اور اس نے طریق میں کوئی شرط بھی نہیں سیدھی بات ہے کہ اگر باہم دعا کرنے کے بعد جس کے ساتھ فریقین کی طرف سے آمین بھی ہوگی۔ میرے مقابل کا شخص ایک سال تک خدا تعالیٰ کی فوق العادت عذاب سے گریز تو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں تاہاں مذکورہ بالا ادا کر دیا۔

اور میں حضرت پادری صاحبان کو دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ اس طرح کا طریق دعائوں کے

تسلی بخش دودھ نامہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا، مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اٹھ تھائی نے انہیں انفرادی میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سرچ لیں کہ جو کچھ ساتھ تعلق رکھ کر اس دودھ معظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیونکہ ڈوگ ہو سکتے ہیں جو آرم کے جسم میں پڑے ہوئے فتنے و فوج کی دہا ہوں پر کار بند ہیں؛ نہیں ہو گئے نہیں۔ جو اٹھ تھائی کے اس دودھ کی تپ قد کرتے ہیں اور میری باتوں کو فتنہ کہانی نہیں جانتے، تو یاد رکھو اور دل سے شکر لو۔ میں ایک بد پرہیزان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت اہمیت تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک، بلکہ اس سبھی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس پر گزیدہ انسان کا ل کی حالت تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور سستی کی مدد سے لکھا گیا ہے۔ اگر ان باتوں کا اثر میری ذات تک پہنچتا، تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر و متاثر نہ ان کی پر ماضی، مگر اس پر نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود اللہ تعالیٰ کی پر گزیدہ ذات تک پہنچ جانا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب حیران سے کر سکتے ہو کہ اگر اس بد صفت سے جسے لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے لگ آؤ گئے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکتوب پر غالب رہو گے) کی تپ پائیں تو اس کا اندازہ ہے، تو پھر اس بات میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک کہ اس کے دوسرے گونہ کے مینڈ تک نہ پہنچ جائے۔

اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو انہوں میں داخل ہے پس اس کی باتوں کو دل کے کالوں سے سناؤ اور اس پر عمل کرنے کے لیے ہر تپ تیار ہو جاؤ۔ لیکن ان لوگوں میں سے نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے بسا اللہ کی نجاست میں بکرانہی طلب فرم دیتے ہیں۔ فقط

مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کر دوں گا۔ کہ میں جھوٹا ہوں

واقعی ذلت نہ پہنچی یا ہمیں کوئی واقعی عزت حاصل نہ ہوئی جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کر دوں گا۔

ہاں اس کے وہ مباہلہ درحقیقت میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اس میں یہ مدعا تھا کہ پہنچ

پر مدعا کروں اور نہ میں نے بعد میں کبھی اس بات کی طرف توجہ کی۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ میں نے کبھی بددعا نہیں کی۔ اور اپنے دل کے جوش کو برگز اس طرف توجہ نہیں دیا۔ لیکن

اب تاہل مولویوں کا مسلم اتہار سے گزر گیا۔ اس لئے اب میں آسانی فیصلہ کے لئے خود ہر ایک

مکھڑے مباہلہ کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اس لئے کہ بعد میں شہادت پیدا نہ ہوں میں

نے یہ لازمی شرط ٹھہرا دی ہے کہ جو لوگ مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں کم سے کم ہندوستانی

میں سے مباہلہ کی درخواست کریں تاہل مولویوں کی مدد صفائی سے ثابت ہو۔ اور کسی تاہل مولوی کی گواہی نہ ہے

اور کسی بعد میں یہ شک ہے کہ مقابلاً ہر صورت ایک آدمی تھا۔ سو اتفاقاً اس پر کوئی مصیبت آگئی۔

بعض نبیوت طبع مولوی ہو یہ ہودیت کا غیر لپٹے مند کہتے ہیں۔ سچائی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہا

کرتے ہیں کہ گزشتہ مباہلہ میں جو بددعا کو قیام ہوئی۔ کیونکہ آئتم کے متعلق جو پیش گوئی کی تھی اس

میں آتم نہیں مرا۔ مگر یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے کہ کب اور کس

وقت یہ لہانہ ہر کیا گیا تھا کہ آتم ضرور مصلوہ کے اندر رہے گا اور کس اسشتہار یا کتاب

میں ہم نے لکھا تھا کہ اس عرصہ میں بغیر کسی شرط کے آتم کی نسبت موت کا حکم ہے دنیا میں

جائیں سے نیا دہلیا اور کرامت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو

اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اسے مؤذون اور مولوی۔ اور

گند زور جو تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی پکی گواہی کو چھپایا۔ اسے

انہی سے کہے کیونکہ سچائی کی تیر شعلوں کو کیونکر چھپا سکتے ہو۔ کیا ضرور مدعا تھا کہ خدا اس

پیشگوئی میں اپنی شرفا کا خاکہ دکھاتا۔ اسے ایمان اور انصاف سے ڈرنا چاہئے اور سچ کہہ کر کیا اس

پیشگوئی میں کوئی ایسی شرط نہ تھی جس پر قدم بنا آتم کا اس کی موت میں تاخیر ڈال سکتا تھا۔

موت جھوٹ مت بلو اور وہ نہایت نکھار جو عیسائیوں نے کھائی۔

آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام جگہوں کے ساتھ پوری ہو گئی۔ اب اس

پیشگوئی کو ایک پیشگوئی نہ سمجھو بلکہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر ٹھہری ہیں۔

(۱) اقل وہ پیشگوئی جو برابین احمدیہ کے صلوہ ۲۴۱ میں مدعا ہے۔ جس نے آج بھی پوری ہو

مباہلہ



کے پورے کرنے سے مجبور ہیں کیونکہ گوشہ گزین ہیں۔ حکام سے میل ملاقات نہیں رکھتے۔ اور باعث دردِ شاد  
صفت کے ایسی ملاقاتوں سے گراہیت بھی رکھتے ہیں، لیکن مولوی نذیر حسین صاحب اور ان کے شاگرد مولوی  
صاحب جو اب دہلی میں موجود ہیں ان کاموں میں اول درجہ کا جوش رکھتے ہیں۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے  
کہ اگر ہر دو مولوی صاحب موصوفہ حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھنے میں حتیٰ پر ہیں اور قرآن کریم اور حدیث  
صحیحہ سے اس کی زندگی ثابت کر سکتے ہیں تو میرے ساتھ پابندی شرائط مندرجہ اشتہار ۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء  
بالاتفاق بحث کریں۔ اور اگر انہوں نے بقبول شرائط مندرجہ اشتہار ۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء بحث کے لیے مستعدی  
ظاہر نہ کی اور لوج اور بے اصل باتوں سے مال دیا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کی وفات کو  
قبول کر لیا۔ بحثوں میں ہر نتیجہ طلب یہ ہو گا کہ آیا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح  
ابن مریم جس کو انجیل ملی تھی اب تک آسمان پر زندہ ہے اور آخری زمانے میں آئے گا۔ یا یہ ثابت ہوتا ہے  
کہ وہ درحقیقت فوت ہو چکا ہے اور اس کے نام پر کوئی دوسرا اسی اہمیت میں سے آئے گا۔ اگر یہ ثابت  
ہو جائے کہ وہی مسیح ابن مریم بحسدہ العنصری آسمان پر موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعوے سے خود  
دست بردار ہو جائے گا ورنہ بحالت ثمنی بعد اس اقرار کے کھانے کے کہ درحقیقت اسی اہمیت میں سے  
مسیح ابن مریم کے نام پر کوئی اور آنے والا ہے۔ یہ عاجز اپنے مسیح موجود ہونے کا ثبوت دے گا۔ اور اگر اس  
اشتہار کا جواب ایک ہفتہ تک مولوی صاحب کی طرف سے شائع نہ ہو تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے گریز کی  
اور حتیٰ کے طالبوں کو محض نصیحتا کہا جاتا ہے کہ میری کتاب ازالہ ادہم کو خود خورد کھیں اور ان مولوی صاحبوں  
کی باتوں پر نہ جائیں۔ ساتھ جزو کی کتاب ہے۔ اور یقیناً سمجھو کہ معارف اور دلائل یقینیہ کا اس میں ایک دوریا  
بتا ہے۔ صرف سے قیمت ہے۔ اور واضح ہو کہ یہ درخواست مولوی سید نذیر حسین صاحب کی کہ  
مسیح موجود ہونے کا ثبوت دینا چاہیے اور اس میں بحث ہونی چاہیے، بالکل حکم اور خلاف طریق انصاف اور  
حق جوئی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ مسیح موجود ہونے کا اثبات آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہو گا۔ اور آسمانی نشانوں  
کو ہر اس کے کون مان سکتا ہے کہ اول اس شخص کی نسبت جو کوئی آسمانی نشان دکھاوے یہ الیمان ہو  
جاوے کہ وہ خلاف قال اللہ قال الرسول کوئی اعتقاد نہیں رکھتا۔ اور نہ ایسے شخص کی نسبت جو مخالف  
قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے ولایت کا لگان ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا  
ہے۔ اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھاوے۔ تو وہ نشان کرامت تصور نہیں ہوتا بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے  
چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے لیے اشتہار میں جو تصدیقیں چھپوایا تھا اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں  
اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے  
کہ قرآن اور حدیث اس دعوے کے مخالف ہیں اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا سکتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک

یہ خدا کا کلام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اے جو خلقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے۔  
ہماری اس مہلک بیماری کیلئے شفاعت کی۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس  
مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باسثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں بلکہ اسکی شفاعت و حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی  
شفاعت ہے۔ اے عیسائی مشنریو! اب رہنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک  
جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اے قوم شیعو! سپر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے  
کیونکہ میں مسیح کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہے۔ اور اگر میں اپنی  
طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی  
رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُس سے لڑنے والے ٹھہرو۔  
اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اسوقت میری طرف دوڑتا ہے میں اسکو  
اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے  
نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا  
سامان اُسکے پاس نہیں۔ سچا شفیع میں ہوں جو اُس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اُس کا  
ظہل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اسکی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے خدا نے اسوقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ  
پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے  
سید و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اس لئے  
اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔  
جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اُس نے اس دوسرے  
مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیت کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے  
ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

یعنی کہ تمہارا عرصہ صبر کر کہ میں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کروں گا۔ اور یہ پختہ کا دن تھا اور ذی الحجہ ۱۲۱۳ھ کی دوسری تاریخ تھی جبکہ یہ الہام ہوا۔ اور اس الہام کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ رب اصفح زوجتی ہذا کا معنی ہے اے میرے خدا میری اس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا۔ اور بیماری سے تندرست کر۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس بچے کے پیدا ہونے کے وقت کسی بیماری کا اندیشہ ہے۔ سو اس الہام کو میں نے اس تمام جماعت کو سنا دیا جو میرے پاس قادیان میں موجود تھے اور انوریم مولوی عبدالکریم صاحب نے بہت سے خط لکھ کر اپنے تمام معزز دوستوں کو اس الہام سے خبر کر دی۔ اور پھر جب ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کا دن پڑھا جس پر الہام مذکورہ کی تاریخ کو جو ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا۔ پورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی لڑکے کی مجھ میں رُوح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا۔ اِنِّیْ اَسْقَطُ مِنْ اللّٰهِ وَاصِیْبَہ۔ یعنی اب میرا وقت آگیا اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گر دوں گا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۹ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو۔ میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔ اور عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اسکے ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ جو تھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے

بچہ پیدا ہونے کے بعد جیسا کہ الہام کا منشاء تھا میری بیوی بیمار ہو گئی چنانچہ اب تک بعض عوارض مرض موجود ہیں اور اعراض شدیدہ سے بفضلہ تعالیٰ صحت ہو گئی ہے۔ منشاء

کہتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اسکو نا کامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑے۔ عیسائی مذہب کے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اسکے صفحہ ۲۴۱ میں پائوگے اور وہ یہ ہے:- ولین ترضی عنک الیہود والنصاری وخرقوالہ بنین و بنات بشیر علم قل هو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفراً احد۔ ویمکون ویمکر اللہ واللہ خیر الما کرین۔ الفتنۃ ما هنا فاصبر مک اصبر اولوالحزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق۔ یعنی تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحو نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے (نصاریٰ سے مُراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کیلئے بیٹھے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کرے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اُس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لا شریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شرمچار کھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قُرب اور وجاہت کے رُوسے واحد لا شریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جو اُس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔

زندگی بخش جاہم احمد ہے	کیڑی پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا	سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے بھل کھایا	میرا استل کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو	اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ بائیس شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اھا اگر تمہارے رُوسے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے

سناؤل

۱۸۰

ازالہ اوہام

مسح کا شیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے شیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا نے تعالیٰ نے ایک قلعی اور قیستی پیشگوئی میں میرے ہر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریعے سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسح سے مشابہت ہوگی وہ اسکا سے اترے گا اور زمین والہاں کی راہ سیدھی کرے گا وہ امیروں کو رستگاری بخیرے گا اور ان کو بوشہادت کے زنجیروں میں مقید ہیں رانی دیکھا۔ فرزندوں کو بستہ گرامی وار جنت و مظهر الحق والصلوات کا ان اللہ نزل من السماء لیکن یہ ماجسن ایک خاص پیشگوئی کے مطابق جو خدا نے تعالیٰ کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے مسح موعود کے نام پر آیا ہے۔ واللہ اعلم و علمہ احکم۔

گویم سخن اگر چہ نثارند باورم  
کلاں برگزیدہ راز و صدق منظرم  
حیف است گر بیدہ نہ بینند منظرم  
زانساں کہ آمد بہت و راجار مصرورم  
سید جدا کند ز سحائے احمرم  
ہوں خود ز مشرق است خجستی تیرم  
عیسیٰ کماست تباہ نمدہا بنسیرم

جائیکہ از مسح و نزول سخن رود  
کاندر ولم و مید خداوند کردگار  
موعودم و بحسلیہ ماثور آدمم  
رغم چون گندم است و بوفرق بین است  
ایں مقدم نہ جار شکوشت التباس  
از کلمہ متانہ شترقی مجہدار  
لینک منم کہ حسب اشارات اندم

کر اسے ہٹایا۔ لیکن وہ پھر آکر بیٹھ گئی۔ اس نے پھر ہٹایا تو وہ پھر بیٹھ گئی۔ اس پر اسے کبھی پر سخت طیش آیا اور ایک بڑا پتھر اٹھا کر اس کبھی پر دے مارا کہ یہ کبھت میرے آقا کو سونے نہیں دیتی لیکن اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ اس کا آقا اس کبھی کے ساتھ ہی اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ آج موعود کی نبوت کا انکار کرنے والا یہ نہیں خیال کرتا کہ وہ بھی اس نوکر کی طرح ایک کبھی کے اڑانے کے لئے جو درحقیقت اس کے اپنے وہم کا نتیجہ ہے (ورنہ اسکی حقیقت کوئی نہیں) اپنے آقا کا سر کچلنے پر تیار ہو گیا ہے۔ اسلام کو تباہ کر رہا ہے جو شخص ایک شاخ کے پھانے کے لئے جڑ کاٹتا ہے وہ یاد رکھے کہ نہ جڑ رہے گی نہ شاخ۔ اسلام میں نبوت کا مسئلہ ہی تو ایک زبردست مسئلہ ہے جو اسے پچھلے ادیان پر فضیلت دیتا ہے آنحضرت ﷺ کے فیض سے نبوت کامل جاتی تو ایک کمال ہے جو آپ کو دوسرے انبیاء سے افضل ثابت کرتا ہے ورنہ محدث تو پہلے انبیاء کی امتوں میں بھی ہوتے تھے پس اگر آنحضرت ﷺ کی امت میں بھی محدث ہی آسکتے ہیں تو آپ کو دوسرے انبیاء پر کیا فضیلت ہوگی؟ ہمارا نبی خاتم النبیین ہے وہ کل کمالات کا جمع کرنے والا ہے کل خوبیاں اس پر ختم ہو گئیں وہ خاتم النبیین ہی نہیں وہ خاتم النبیین بھی ہے دنیا کے پردہ پر کسی جگہ کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس سے فیض نہ پائے لیکن اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ خاتم النبیین ہے یعنی نہ صرف نبی ہے بلکہ نبی گر ہے دنیا میں بہت سے نبی گزرے ہیں مگر ان کے شاگرد محدثیت کے درجہ سے آگے نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی ﷺ کے کہ اس کے فیضان نے اس قدر وسعت اختیار کی کہ اس کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا درجہ بھی پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو نقلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے مسیح ناصری جیسے اولوالعزم نبی پر اسے فضیلت دی اور یہ سب کچھ صرف آنحضرت ﷺ کے فیضان سے ہوا نہ اس کے اپنے زور سے۔ پس اے آنحضرت ﷺ کی محبت کا دم بھرنے والا مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرنا درحقیقت آنحضرت ﷺ کی قوت فیضان کا انکار کرنا ہے اور مسیح موعود کے نبی ہونے سے آنحضرت ﷺ کی شان میں نقص نہیں آتا۔ اور نہ آپ ﷺ کی اس میں ہتک ہے بلکہ یہ سراسر عزت ہے اور وہ عزت ہے جس میں کوئی اور رسول آپ کے ساتھ شامل نہیں جہاں فیروارث ہو وہاں غیرت ہوتی ہے لیکن جہاں اپنا شاگرد اور روحانی فرزند وارث ہو وہاں غیرت کا کیا تعلق شاگرد کا بڑھتا تو استاد کی قابلیت پر دلیل ہوتا ہے نہ کہ اس سے استاد کی قابلیت پر کوئی حرف آتا ہے پس مسیح

خدا ہو جاتے ہیں پس گویا چولہ صاحب بزبان حال ہر ایک مذہب کے انسان کو کہہ رہا ہے۔ کہ  
اسے غافل تو کہاں جانتا ہے اور کن خیالات میں لگے ہے اگرچہ مذہب کا لالچ تو ادھر آ اور  
اس خدا پر ایمان لائیں کی طرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جانتے ہیں کہ وہی حقیر فانی اور کامل  
خدا اور تمام صبروں سے منزہ اور تمام صفات کا طہ سے تعین ہے۔

## یا وانانک صاحب چپ پاویوں کا حملہ

عجیب بات ہے کہ اس زمانہ کے پاویوں میں قدر دوسرے مذاہب پر کتہہ جینی کرنے کیلئے اپنا وقت  
اور اپنا مال خرچ کر رہے ہیں اس کا کڑواں حصہ بھی اپنے مذہب کی آنائیں اور تحقیق میں خرچ نہیں  
کرتے مگر جو شخص ایک ملین انسان کو خدا بنا رہا ہے اور اس انہی ابدی غیر متغیر خدا پر یہ مصیبت  
بھاری کتنا ہے کہ وہ ایک محبت کے مہل میں تو زمین تک پہنچ کر رہا اور خون جوش کھاتا اور انسان  
کی طرح ایک گنہ گار سے پیدا ہوا اور کھڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا ایسے قابل شرم و عقدا مانوں کو  
چاہیے تھا کہ کفار کا ایک جھوٹا منصوبہ پیش کرنے سے پہلے اس قابل رحم انسان کی  
خدائی ثابت کرتے اور پھر دوسرے لوگوں کو اس عجیب خدا کی طرف جاتے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ  
ان لوگوں کو اپنے مذہب کا ذرا بھی فکر نہیں۔ تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ ایک پرچہ امریکن مشن  
پریس بوسٹون میں سے پنجاب لبریرس بک سوسائٹی کی کارڈ ہائیں کیسٹلے ایم والی مینجر کے  
ہتہام سے نکلا ہے جس کی سرخی یہ ہے۔ وہ گروہ انسان کو خدا کا فرزند بنا رہا ہے۔ ہمارے ہاں پرچہ میں  
سکھتے ہیں پر حملہ کرنے کے لئے آگرتہ کا یہ شرط بتائی تقریر میں لکھا ہے۔

بے سوچاؤ اور گریں سوچ چٹھے ہزار۔ ایستپان ہندیوں گدین کور انھل  
یعنی اگر سوچاؤ نکلے اور ہزار سوچ طلوع کرے تو اتنی روشنی ہونے پر بھی گدو یعنی مرشد  
اور اسی کے بغیر سخت اندھیلا ہے پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ ہمارے سکھ بھائی تاحی  
دس ہزاروں کو گدو مان بیٹھے ہیں اور اس سے گدو کو نہیں ڈھونڈتے جو منس کو دی بنا سکتے ہیں

یہ کسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق یہاں کی کے بعد بلا توقع ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے موید تھے۔ پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چُپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اٹھو اور جاگو اور تلاش کرو۔ کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس پیشگوئی کو تسلیم کریگا

جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کسی ٹوٹھی کو کسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بکار بنے تو اس سے بچو نہ گئے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکانے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں شہرہ ہو گیا کہ میں ایک ایسا درد بتا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائیکہ بشرطیکہ پڑھنے سے حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے ظہیر پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر بریکٹ فٹنگی کہ یہی کہنا پڑتا تھا۔ کہاں صاحب نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور قدیروں پر قرآن ہی جلیں پڑنا چھپا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا یہی آپ کا طریق تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آنالے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سننے ہی کا بنی جان کی فکر چڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جائیں۔ سو جیسا کہ سجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سننا کہ سجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دار خدا کا خدا کو۔ خدا کا حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا۔ کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیے نہ کہ مجوسی۔ اسی سلسلہ پر تمہیں بھی بھٹی خریلیس کے شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاد دہانی نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگے کہ بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا امید خیال کرتے تھے۔

ان آپ کو گالیاں دینی اور بدذہانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنی ادنی بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جانے انسانی نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی اتہ سے کسر کمال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر عجوبہ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کی بنی ذات کی نسبت تورات میں پایا جاتا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا



مگر شاید بعض ہدایات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کرتے ہیں۔

پھر ایک اور بیشکونی نشان الہی ہے جس کا ذکر بریلین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے  
یا احمد فاضل الرحمن علی شہتیک۔ اسے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیری لہریں پہاڑی  
کئے گئے ہواں کی تصدیق کئی سال سے ہوتی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلین فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اردو کے حق میں تھیں جو آپ کے وقت سے پہلے پدی ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے  
کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا  
ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری پوری گئی عیسائی  
بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر سوخ  
حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت رو سیاہی ہوئی اور پھر افسوس ہے  
کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں۔ عقل اور کائناتوں دونوں اس تعلیم کے منہ پر ٹلنے مار رہے ہیں۔ آپ کا  
ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے تورات کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس استاد نے  
آپ کو زیر کی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو  
مض سادہ لوح دکھا۔ بڑھاپے آپ علمی اور عملی قوی میں بہت کچھ تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک بڑے شیطان  
کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پاری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطان الہام بھی ہوا  
تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔  
آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو  
یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ غلط ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا  
باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخٹھے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے عجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی عجز  
نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے چھو مانگے وہلوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام  
کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنہا کیا۔ اور نہ چاہا کہ سبزہ رنگ کر لیا اور نہ

مگر شاید بعض ہذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور مشکوٰۃ نشان الہی ہے جس کا ذکر برائین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے  
یا آخند فاضل الرحمة علی شفقتیک۔ اسے دھرم فصاحت بلاغت کے چشمے تیری لیون کی جہاں  
کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلخ نصیح میں تالیف کر کے

بلکہ اور دل کے حق میں تھیں جو آپ کے تولد سے پہلے پدی ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے  
کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا منتر کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالموود سے چرا کر لکھا  
سہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری چوری گئی عیسائی  
بہت شرمناہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ  
حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت رد سیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے  
کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں تھی اور کائناتوں دونوں اس تعلیم کے منہ پر ٹلنے مار رہے ہیں۔ آپ کا  
ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے قرابت کو سبقتاً سبقتاً پڑھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت  
نے آپ کو زبردستی سے کچھ بہت صبر نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو  
محض سادہ لوح لکھا۔ پھر جہاں آپ علمی اور عملی قوتوں میں بہت کچھ تھے۔ اسی دہ سے آپ بیک مرتبہ شیطان  
کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو زہنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا  
تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔  
آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت انداز میں بہتے تھے اور ان کو  
یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ غلط ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا  
باناہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخٹے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے عجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی عجز  
نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے بھونکنے والوں کو گنہ گاریاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام  
کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنواہ کیا۔ اور نہ چاہا کہ مجھ کو ملک کرنا سکھایا اور نہ

ازالہ اوہام

۲۵۲

حصہ اول

اور اگر یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف کے ایسے معنی کرنا کہ جو پہلوں سے منقول نہیں ہیں الحاد ہے جیسے مولوی عبد الرحمن صاحبزادہ مولوی محمد لکھنوالہ نے اس عاجز کی نسبت لکھا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسے اجنبی معنی نہیں کئے جو مخالفت ان معنوں کے ہوں جن پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع ہو۔ اکثر صحابہ مسیح کا فوت ہو جانا مانتے رہے، و مجال معبود کا فوت ہو جانا مانتے رہے پھر مخالفانہ اجماع کہاں سے ثابت ہوا۔ قرآن شریف میں مسیح کے قریب ایسی شہادتیں ہیں جو مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت ہیں مگر یہی ہیں۔ غرض یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اترے گا نہایت لغو

۳۰۱ جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شیخ القبر جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راست باز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعے سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صریحاً مکتوبہ میں قوادیر ہے جس کو دیکھ کر یقین کو ایمان نصیب ہوا۔

۳۰۲ اب جاننا چاہیے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزے کی طرح صرف عقل تھا۔ تاریخ ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور کچھ قسم کے جانور طیار کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کٹی کے ربانے یا کسی بھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک

۱۵۲

لہ النمل: ۲۵

یہ حوالہ صفحہ 443 پر درج ہے

ازالہ اوہام صفحہ 154-155 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 254-255 از مرزا قادیانی

اور یہ اصل بات ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین تیسو یا چار سو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں ورنہ ایک یا دو کے کہ بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی ان حضرات کی ہر ہر غلطی ہے کہ تینوں کریم کے معانی کو بزبانہ گذشتہ محدود مقید سمجھتے ہیں مگر ان مثال کو تسلیم کر لیا جاوے تو پھر قرآن شریف مجزہ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر ہو بھی تو شاید ان عربوں کے لئے جو بلاغت شناسی کا مذاق رکھتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ کھلا کھلا اجماع قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ایک زبان پر روشن

عجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑی معنی کا کام و حقیقت ایک رسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی مصنوعات کے بنانے میں عقل تیز کا ہاتھ ہے اور جیسے انسان میں قوت موجود ہے انہیں کے موافق اجماع کے طور پر بھی بدلتی ہے جیسے ہمارے سید مولیٰ نے صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی قوی ہودقائی اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے سو انہی کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا۔ جو جامع معارف و معارف الہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت نے اپنے ولدا ایمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی مجزہ دکھایا جو ان کے معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کہ وہ کہ حال کے زمانہ میں بھی دکھایا جاتا ہے کہ اکثر مستحق ایسی چٹیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور لڑتی بھی ہیں اور دم بھی بھاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چٹیاں گل کے ذریعے سے بہا دی جاتی ہیں۔ جیسی اور گلکے میں سے کھلونے بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے گلوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے گلکے آتے ہیں۔ اور جو قرآن شریف کے لکھنے سے پہلے تھا اس سے بھرا تھا ہے اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ وہی کہ چڑیوں سے مراد وہ آدمی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا فریق بنایا اور ان کا صحبت میں سے کہہ نندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روخ ان میں چھونکسوی جس سے وہ ہنسا زکینے گئے۔

انسانوں کے یہی قریب قریب ہیں کہ ایسے ایسے محال و لائق عمل بالقرینہ کے گروہوں

ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی شکر نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہڈیاں ہے۔  
پھر ایک اور عیسائی نشان الہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اود وہ یہ ہے  
الرحمن علم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور

کی دکان میں تب کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہکٹیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ بالکل جھوٹ نکلا۔ کیونکہ اجمل زہر کے ذریعے سے یورپ میں بہت خود کشی ہو رہی ہے۔ ہزار امرتے ہیں۔ ایک پارہی گوکیسا ہی مشابہ تین رتی اسٹرنٹینا کھانے سے دو گھنٹے تک ہسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پیدا کر بیٹے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے پھلا ایک پارہی صرت ہت سے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھائے۔

مکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شبکہ دنیوی کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمین میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے جیسا ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوئے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پارہی لہری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ ادا آپ کے ساتھ میں سا کر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا پھر اسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور صلہ ہے۔ تین دایاں اور تینیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے تھوان سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنیروں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناصبت درمیان ہے ورنہ کوئی پر سیزگار لسان ایک جوان کنیری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پہنچا پاک ادا لگا دے اور زنا کاری کی کمانی کو پلید مٹا اس کے سر پہلے ادا اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے بچھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس جہن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک تجلہ سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو طیلا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔ اب اعتراض یہ ہے کہ اگر حقیقت معجزہ کے طور پر یہ عمل تھا تو کیوں وضع عمل تک ممبر نہیں کیا گیا؟ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ عہد تو یہ تھا کہ مریم دست العزرا کی خدمت میں رہے گی پھر کوئی عہد شکنی کر کے اور اس کو خدمت بیت المقدس سے الگ کر کے یوسف تجار کی بیوی بنایا گیا؛ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ تودیت کے رد سے بالکل حوام لود ناجائز تھا کہ عمل کی حالت میں کسی عورت کا نکاح کیا جائے۔ پھر کیوں خلاف حکم تودیت مریم کا نکاح میں عمل کی حالت میں یوسف سے کیا گیا حالانکہ یوسف اس نکاح سے تراض تھا اور اس کی پہلی بیوی موجود تھی۔ وہ لوگ جو تعدد ازواج سے منکر ہیں شاید ان کو یوسف کے اس نکاح کی اطلاع نہیں۔ فرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز عمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ مگر یہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کی مد سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ عمل محض خدا کی قدرت سے تھا؛ خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزار ہا کیرے کوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قوی سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ مقتضی حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لئے مذہب چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی یا فوسوس؛ اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے نہایت تعلق کے شبہات شائع کئے۔ پس اگر کوئی اعتراض قابل حل ہے تو یہ اعتراض ہے نہ کہ مریم کا ہارون بھائی قرار دینا کچھ اعتراض ہے۔ قرآن شریف میں تو یہ بھی لفظ نہیں کہ ہارون نبی کی مریم ہاشیرہ تھی۔ صرف ہارون کا نام ہے نبی کا لفظ وہاں موجود نہیں۔ اصل بات یہ ہے

صلیوہ ولکن شبہ لہم (الجزء سورہ نساء) اس آیت میں دونوں حلال کا جواب ہے اور خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ نہ تو عیسیٰ کی ناجائز ولادت ہے اور نہ وہ صلیب پر مرے بلکہ دعو کے سے سمجھ لیا گیا کہ مر گیا ہے۔ اس لئے وہ مقبول ہے اور اس کا اور نبیوں کی طرح خدا کی طرف رافع ہو گیا ہے۔ اب کہاں ہیں وہ مولوی جو آسمان پر حضرت عیسیٰ کا جسم پہنچاتے ہیں یہاں تو سب جھگڑا ان کی رُوح کے متعلق تھا جسم سے اس کو کچھ علاقہ نہیں۔

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس کہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے انکی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو انکی خدائی کو دوتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ باتم لجا نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر چھوٹی نکلیں بعد آج کل زمین پر ہے جو اس عقده کو حل کر کے ان لوگوں پر واویلا ہے جو میرے معاملہ میں سچ کو جھوٹ بنا رہے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کا نہایت فضل ہو کہ جس وہ شخص لوگوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہوگا جو اس نبی مقبول کا سچا تابع ہے۔ میں اُن نادانوں کو کیا کہوں اور کیونکر اُنکے دل میں سچائی کی محبت ڈال دوں جو نقالوں کی طرح پھرتے ہیں اور ٹھٹھا اور ہنسی اُن کا کام ہے اور مسخری اُن کا شیوہ ہے۔ صد ہا نشان آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں مگر اُن کے نزدیک اب تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ میں نے سنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ میں اس طور کے فیصلہ کیلئے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے چھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہی مر جائے اور نیز یہ بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ اعجاز المسیح کی مانند کتاب تیار کیے جو ایسی ہی فصیح بلغ ہو اور انہیں مقاصد پر مشتمل ہو۔ سو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے

کشتہ نوح

۷۱

تقویۃ الایمان

کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزار ہا تمہارے جیسے نشتہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کھتے جاتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پر ہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے ہنر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدایا اسکے بندوں کی بھردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک میر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی اچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ ایسے زیادہ پس کیسی قسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے کلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہو اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کیلئے حلال ہو۔ حقیقتی حالت میں دیوانہ کی طرح کس کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے! اور تمہارے جوش میں بیباکی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ بھی خوشحالی کو نہیں پائیگا جیسا کہ مر گیا ہے۔ عین تم تھوڑے دنوں کیلئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی بہت کم گزر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔ ایک انسان گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے حقیقی ٹھہراؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

یہ کہ لوگ جو جس قدر شراب پیئے نقصان پہنچا دیتے ہیں۔ اس سبب کہ یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیار کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ مسلمانوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں۔ تم مسلمان کہو کہ کس کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہرا تا۔ پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو۔ کیا تمہارا نہیں ہے؟ منہ



۴۲۴

ہیں ایک طرف پھر موڑے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔  
پھر شراب کو دکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے اس کی عم ریزی سکانے کی۔ شراب کے جائز  
رکنے سے اکوڑا لوگوں کی گروں پر چھٹی پھر مٹی جب انسان نشہ کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر پھولنا  
مشکل ہے یہ نشہ بھی کیا شیے ہے۔ کہ ایک طرف زندگی کو کھا جاتا ہے دوسری طرف زندگی کا شہیر  
بھی ہے نشہ والوں کو نشہ نہ بیٹا تو موت تک نوبت تکھی جاتی ہے۔

### ایک نشہ کا حال

ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے تین دن سے نشہ نہیں ملا اس کی  
حالت بہت رومی تھی اور نشہ کے لئے مجھ سے پورے طلب کرتی تھی میں نے تعجب کیا کہ یہ نہ مدنی کا  
سوال کرتی ہے نہ کپڑے کا اور نشہ کے لئے بے قرار ہے۔ اسے عادت ہوگی اور اب اس کی زندگی  
کا گوا جزو ہو گیا ہے اس لئے اس کو اپنے جان میں سہا جان کر میں نے ایک پورے اسے دے دیا۔  
اس موقع پر حضرت اقدس نے حکیم نور الدین صاحب سے سوال کیا کہ کتنے عرصہ کے بعد  
انسان کسی نشہ کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ پھر اسے پھوڑ نہیں سکتا اور مجبور ہو جاتا ہے حکیم  
صاحب نے کہا کہ کسی جگہ شاید نظر سے تو نہیں گزرا مگر پالیس دن میں ایسا ہو سکتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ :-

ہر ایک شیے کے لئے پالیس دن ہی ہیں بات یہ ہے کہ شراب اور اس کے بن بھرا (جگ  
الیون و فیو) ایسی خراب شیے ہیں کہ ان سے مٹی پیدا ہوتی ہے مگر پھر وہ بھبھ کیسے اچھا ہو سکتا  
ہے جس میں ایسی تعلیم ہو ہاں ایک صورت ہے یہ نشہ پھوٹ سکے کہ جیٹانہ میں بند ہوں دارود  
بھی ایسا ہو کہ کسی سے سازش نہ کرے پھر شاید یہ عادت پھوٹ جاوے۔

فرمایا کہ :-

یعنی جو نشہ نہیں چھوڑے تو معلوم ہوا کہ اس وقت بھی مع قاسم نے مرشد کی تقلید کی ہے۔

کہ

شاید کوئی یہ اعتراض کرے کہ ادا کل اسلام میں تو حرمہ تھی نہیں۔ ۳ برس کے بعد  
حرمہ ہوئی تو جواب یہ ہے کہ اسلام تو آہستہ آہستہ مٹا کر جاتا تھا اور قوم بن مدی تھی جب  
قوم بن گئی تو حکم آیا ابتداء میں دس ماہ تک یہ صحیفہ تھی کہ پالی بھی بھولا ہوا ہوگا شراب کا کیا ذکر

۴

پیدا کرتا ہے۔ جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے۔ آخر جیسے بہت سے  
تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہو گیا ہے۔ اسی طرح کسی دن دیکھ لو گے کہ تنگ آنکھ  
اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہو گا۔ ورنہ انجمن ام یہ ہو گا۔ کہ  
چار پائیوں کی طرح حور میں اور مرد ہو جائیں گے۔ اور مشکل ہو گا کہ یہ شناخت کیا جائے  
کہ ظلال شخص کس کا بیٹا ہے۔ اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے  
ہیں۔ جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے۔ اور نہ صرف ایک موت اُن کو  
یاد ہوتی ہے۔ بلکہ وہ ہر وقت عظمت الہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ حالت  
شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔  
خون مسیح کی دلیری اور شراب کا جوشش تقویٰ کی بیٹکنی میں کامیاب ہو گیا ہے۔ ہم اندازہ  
نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خوابیں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر  
اسلام کی طرح ہمدہ کی رسم ہوتی۔ تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا  
دشمن ہے۔ ہم یسپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے۔  
تو شوق سے شراب پیا کریں۔ کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں۔  
کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں۔ شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان  
بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے۔  
ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ٹڈ لگتا ہے۔ چہ جائیکہ  
پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ تبھی اس وقت ایک اپنا سرگزشت قصہ یاد آتا ہے۔ اور  
فہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔  
اور بعض وقت تو آٹھ دفعہ ایک ایک ویں میں پیشاب آیا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ پیشاب  
میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت  
ضعف تک ذہن پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں زیادہ پیس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں۔ تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے بینہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا۔ تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔ اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا۔ تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ میں نے تجھے شفا دیدی۔ تب اسی وقت مجھے آرام ہو گیا۔ انہی باتوں سے میں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جسوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے روح پیدا کی اور نہ ذرات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں۔ اور ترقیات سے نئی نئی روح وہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کر نیا لانا ہوتا۔ تو ہم تو زندہ ہی مر جاتے۔ عجیب ہے۔ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے۔ اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مجھے وہ مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سرد اور دوران سرد اور وہابی خون کم ہو کر تھپیر سرد ہو جانا۔ بعض کم ہو جانا۔ دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دُعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دُعا کی۔ کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ایسا نہیں ہوگا۔

بہت انسان جنت خود خدا کی تھی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاسے۔ تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے۔ محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ آپریشن کے فوراً پریشانی میں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ منہ

کو ایک غلام مستقیم باہم نکھدیا جاوے تو شاید ایک مسافر کی دو منزل طے کرنے تک بھی وہ دکھائیں  
 عقلمند ہوں۔ عبادت سے فرقت ہے اندون رات سوا عیاشی اور دنیا پرستی کے کام نہیں پس اس  
 نام تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یسوع کے مصلوب ہونے سے اس پر ایمان لانے والے گناہ سے نکل نہیں سکے  
 بلکہ جیسا کہ مذکورہ سے ایک تیز دھاڑ دیا کا پانی اور گرد کے چہیت کو تہاہ کر جا گیا ہے ایسا ہی کفار  
 پر ایمان لانے والوں کا حال ہوتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ عیسائی لوگ اس پر زیادہ بحث نہیں کریں گے  
 کیونکہ جس حالت میں ان نبیوں کو جن کے پاس خدا کا فرشتہ آتا تھا۔ یسوع کا کفارہ ہکا یوں روک نہ  
 سکا تو پھر کہ جس جملہ اور عیشیہ جملہ اور خشک پاویوں کو ناپک کاسوں سے روک سکتا ہے۔ خنز  
 عیسائیوں کے خدا کی کیفیت یہ ہے جو ہم بیان کر چکے۔

تیسرا مذہب ان مذہبوں کے مقابل پر عین کا ایسی ہم ذکر کر چکے ہیں اسلام ہے  
 اس مذہب کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطلق ہے۔ اگر تمام مذہبوں  
 کی کتابیں ہوں جو کائنات کے سارے قسیمی خیالات اور تصورات بھی خود ہو جائیں تب بھی وہ خدا جس  
 کی طرف تکیں رہنا ہی کتا ہے۔ آئینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئیگا اور اس کی  
 قلت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر ایک ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دے گی فرض وہ خدا  
 جس کا پتہ قرآن شریف بتاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا بلکہ موافق آیتہ  
 کیہ السموات برویکم قالوا بلیٰ کے ہر ایک ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے  
 اس کا حکم ہمارا ہے۔ اس کی طرف بھگنے کے لئے ہر ایک طبیعت میں یکشش پائی جاتی ہے۔ اس  
 کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک جڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر ایک چیز کو اپنی  
 ہے کیونکہ ذرہ طلب اس بات کو مانتا ہے کہ کشش جس کی طرف بھگنے کیلئے ہم چیزوں میں پائی جاتی  
 ہے وہ ہمیشہ ہی اس کی طرف ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف  
 اشارہ کیا ہے کہ ان من شئیں الا لیسبتم بجمدا یعنی ہر ایک چیز اس کی پاکی اور اس کے عباد  
 پیاگہ ہے گناہ اس چیز کو مانتا نہیں تھا تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔

کہہ سکتا ہے یہ اسلوب ہے جو اپنے خدائی اور عریٰ شریکوں کا ایک نتیجہ ہے۔ رنہ

لکھتا ہوں ذرا آنکھیں کھول کر پڑھو اور وہ یہ ہے: وقد كنت اعلم ان  
 خلقي ولما سكن اظواني منكم فلما في اعلم اني اخلص اليه لفتحت  
 لفتادك ولو كنت عديدا لغسلت عن قدميه ردكيدوس، یعنی یہ تو مجھے معلوم  
 تھا کہ جی اسخرا زمان آتے والا ہے۔ مگر مجھ کو یہ خبر نہیں تھی کہ وہ تم میں سے ہی الے  
 اہل عرب پیدا ہو گا۔ پس اگر میں اس کی خدمت میں پہنچ سکتا تو میں بہت ہی  
 کوشش کرتا کہ اس کا دیدار مجھے نصیب ہو اور اگر میں اس کی خدمت میں ہوتا تو  
 میں اس کے پاؤں دھویا کرتا۔ اب اگر کچھ غیرت اور شرم ہے تو مسیح کے لیے یہ تعظیم  
 کسی بادشاہ کی طرف سے جو اس کے زما میں تھا پیش کر دو اور تقدیر ہر اردو پر ہم  
 سلا اور کچھ ضرورت نہیں کہ نخل سے ہی بلکہ پیش کر دو۔ اگرچہ کوئی نجاست میں  
 پڑا ہوا تھی ہی پیش کر دو اور اگر کوئی بادشاہ یا مہر نہیں تو کوئی چھوٹا سا نواب  
 ہی پیش کر دو۔ اور یاد رکھو کہ میرا پیش نہ کر سکو کے پس یہ عذاب  
 بھی جہنم کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہ آپ ہی بات کو اٹھا کر پیر آپ ہی لازم  
 ہو گئے۔ کتابا سن اثنا باسن اثنا باسن! خوب یاد رکھی ہو!

مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا ایک کھا و پیو۔

شرابی سے زائد نہ عابد نہ حق کا پرستار۔ متکبر۔ خود بین۔ خدائی کا  
 دعوائے کرنے والا۔ مگر اس سے پہلے اور بھی کئی خدائی کا دعوائے کرنے والے  
 گذر چکے ہیں۔ ایک مصر میں ہی موجود تھا۔ دعویٰ کو الگ کر کے کوئی  
 اخلاقی حالت جوئی الحقیقت ثابت ہو ذرا پیش نہ کرو تا حقیقت معلوم  
 ہو۔ کسی کی محض باتیں اس کے اخلاق میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ آپ امتزاج  
 کرتے ہیں کہ مرتد جو خود خونی اور اپنے کام سے سزا کے لائق ٹھہر چکے تھے

ہزار ہا درپہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے حیرت  
اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہنر ہے۔

پھر ایک اور بیگونی نشان الہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اللہ یہ ہے  
الترجمان علم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور

کیا وہ نہیں تب کا یہ کہنا کہ میرے پیرو نہ پہنچائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ بالکل جھوٹ  
سکلا۔ کیونکہ سب سے زیادہ سے یورپ میں بہت خوردگشی ہو رہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک  
پاری کو کیسا ہی مٹا جو تین دن اسٹریٹو کھانے سے دو گھنٹے تک تسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ  
کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پیدا کر بیٹھے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا  
یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پاری صرت بات سے ایک الٹی ہوئی کو سیدھا کر کے تو  
دکھائے۔

میں نے کچھ معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو درخو کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی  
بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے  
بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی اٹھائی کرتے ہوئے  
اسی تالاب سے آپ کے حجرات کی پوری لہری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ  
اگر آپ کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں  
سوا کر اور فریک اور کچھ نہیں تھا پھر اس میں کہ تالاب عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دایاں اور نائیاں آپ کی زنا کار اور کسی  
عورت میں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط  
ہوئی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ ہندی مناصبت درجیاں ہے  
ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پہ پھانک ہاتھ  
لگا دے اور زنا کاری کی کمانی کو لپیٹ مٹراس کے سر پہ لے ادا اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر لے  
بجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس عین کا آدمی ہو سکتا ہے۔

پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ میوے سے اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے  
ہمارے سید و مولیٰ الفضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور  
نیک بخت ہوتی تھیں اور نہجیت کر لینے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور ٹھا کر صرف زبانی  
تلقین تو یہ کرتے تھے مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو  
جو ان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب  
بیٹھی ہے گویا نعل میں ہے یہی ہاتھ لبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے یہی پیروں  
کو کھڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے۔ اور  
گو وہیں تماشہ کر رہی ہے بیسوس صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں  
اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ کہتے جو ان  
اور شراب پینے کی عادت اور پھر مخرود اور ایک خوبصورت کسی عورت  
سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم نگاری ہے کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے  
اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسی کے چھونے سے بیسوس کی شہوت نے  
جنبت نہیں کی تھی۔ افسوس کہ بیسوس کو یہ بھی بیسوس نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر  
نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لینا نہجیت زانیہ کے چھونے  
سے اور تازہ واداکر نے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔  
اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے بیسوس کے  
منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اسے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔ اہدیہ  
بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف ہیں سے تھی۔ اور  
زنا کاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔

قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ بھائی نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کسی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اُسکے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُسکے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جہاں عورت اُسکی خدمت کرتی تھی۔ وہی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں جو بچے ایلید بنا یا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور اُسکے خاص مُریدوں میں داخل ہوئے تھے۔ اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو بجاہت ثابت کرتی ہے کیونکہ بمقابلہ اُسکے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔ پس اس کا مصوم ہونا یہی امر ہے اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اُسکی ماں متی شیطان سے پاک ہیں اُسکے معنی نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ طیبہ یسوع حضرت عیسیٰ اور اُسکی ماں پر سخت ناپاک الزام لگانے تھے اور دونوں کی نسبت نمود بائبل شیطان کا مول کی قیمت لگاتے تھے۔ سو اس فقرہ کا رد ضروری تھا پس اس حدیث کے اس زیادہ کوئی معنی نہیں کہ یہ طیبہ الزام جو حضرت عیسیٰ اور اُسکی ماں پر لگانے گئے ہیں یہ صحیح نہیں بلکہ ان معنیوں کے وہ جس شیطان سے پاک ہیں اور اس قسم کے پل ٹھوکا داتہ کسی مذہبی کو کسی پیش نہیں یا حسنہ



۴۲۲

کہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا :-

کیا وجہ ہے کہ اس نے سچ کا ذکر نہ کیا کہ ایک انجر کے درخت کی طرف گیا اور جانا تھا کہ اس میں پھل نہیں ہے پھر وہ جانا تھا کہ صلیب لٹی ہے اور دعائیں کرتا رہا کہ مجھے نجات ملے۔  
 وخبیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے ثبوت میں فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا (س : ۷۷) کی دلیل پیش کرتے ہیں اس کے مقابلہ کا ایک فقیر بھی انجیل میں نہیں ہے اور خبیر خدا کی تمام عمر کا یہ حوالہ ہے فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا (س : ۷۷) استغفار کے اصل معنی توبہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معنی جو اس سے نیچے درجے پر ہیں کہ میرے گناہ کے بد نتائج جو مجھے ملتے ہیں میں ان سے محفوظ رہوں۔

سچ تو خود کبجروں سے چل طو اتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔

(بعد از نماز مغرب)

پھر اس کے بعد اذان ہو کر نماز مغرب ہوئی اور حضرت اقدس حسب معمول شہ نشین پر چلے کر ہوئے اور فرمایا کہ :-

### الزامی جواب

مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں شیخہ عورت اور شیخہ یہودی عاشق سلوی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلوی شیخہ کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لئے اس شیخہ نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنا لیا گیا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک لوت پہنچائی۔

جس طرح بد نظریاں ان لوگوں نے نکالی ہیں ویسے ہی ہمارا بھی حق ہے ان کے نزدیک نواہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک ہزار عورت صلیب پر چلی ہے جن کو نکالی ہے ہالوں میں کھنسی کرتی ہے اور یہ منت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کو داتے جاتے ہیں یہ بھی پہنچو کہ گناہ ہے یا نہیں۔ ان کو لازم تھا کہ اعتراض نہ کرتے جو واقعات ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں وہی پیش کرنے پڑتے ہیں اور کیا جواب دیں۔ یہ کئی چھوٹا اعتراض نہیں ہے کہ ان کو کبجروں سے کیا تعلق تھا اور اگر کہو کہ اس کبجری نے توبہ کی تھی تو کبجری کی توبہ کا اقرار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی

لے الہد جلد براسطے سورہ ہر اکوہ ۱۱۱

۲۲۲

ہیں ایک طرف پھر موڑے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔  
پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے اس کی ہم ریزی سکا لے کی۔ شراب کے جائز  
رکنے سے اکوٹھا لوگوں کی گردن پر چھری پھر گئی جب انسان نشہ کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر چھوڑنا  
مشکل ہے یہ نشہ بھی کیا شے ہے۔ کہ ایک طرف زندگی کو کھا جاتا ہے دوسری طرف زندگی کا شہتیر  
بھی ہے نشہ والوں کو نشہ نہ سٹا تو موت تک نہایت قتلج جاتی ہے۔

### ایک نشہ کا حائل

ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے تین دن سے نشہ نہیں ملا اس کی  
حالت بہت بدی تھی اور نشہ کے لئے مجھ سے پیرہ طلب کرتی تھی میں نے تعجب کیا کہ یہ نہ مدنی کا  
سوال کرتی ہے نہ کپڑے کا اور نشہ کے لئے ہے قرار ہے۔ اسے عادت ہوگی اور اب اس کی زندگی  
کا کوئی جزو ہو گیا ہے اس لئے اس کو اپنے بیان میں سچا جان کر میں نے ایک پیرہ اسے دے دیا۔  
اس موقع پر حضرت اقدس نے حکیم نور الدین صاحب سے سوال کیا کہ کتنے عرصہ کے بعد  
انسان کسی نشہ کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ پھر اسے چھوڑ نہیں سکتا اور مجبور ہو جاتا ہے حکیم  
صاحب نے کہا کہ کسی جگہ شاید نظر سے تو نہیں گزرا مگر چالیس دن میں ایسا ہو سکتا ہے۔  
حضرت اقدس نے فرمایا کہ :-

ہر ایک شے کے لئے چالیس دن ہی ہیں بات یہ ہے کہ شراب اور اس کے بن بھرا (جنگ  
المعدن و فیو) ایسی خراب شے ہیں کہ ان سے مٹی پیدا ہوتی ہے مگر پھر وہ زہر کیسے اچھا ہو سکتا  
ہے جس میں ایسی تعلیم ہو ہاں ایک صورت ہے یہ نشہ چھوٹ سکے کہ بیٹھانہ میں بند ہوں دارود  
بھی ایسا ہو کہ کسی سے سازش نہ کرے پھر شاید یہ عادت چھوٹ جاوے۔  
فرمایا کہ :-

یعنی جو نشہ نہیں چھوڑے تو معلوم ہوا کہ اس وقت بھی صبح قحطی نے مرشد کی تقلید کی ہے۔

شاید کوئی یہ اعتراض کرے کہ اوائل اسلام میں تو حرمیت تھی نہیں۔ ۳ برس کے بعد  
حرمیت ہوئی تو شراب یہ ہے کہ اسلام تو آہستہ آہستہ منکال کرتا جاتا تھا اور قوم بن مدی تھی جب  
قوم بن گئی تو حکم آگیا ابتداء میں تو صحابہ کو یہ معیت تھی کہ پانی بھی بھولا ہوا ہوگا شراب کا کیا ذکر  
ہے

کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور نچر بہ بلند آواز سے بلکہ چیخیں مار کر کہیں تیار رہا ہے کہ بیگانہ عورتوں کو دیکھنے میں ہرگز انجام بخیر نہیں ہوتا۔ یورپ جو زنا کاری سے بھر گیا۔ اس کا کہا سبب ہے یہی تو ہے کہ نامحرم عورتوں کو بے تکلف دیکھنا عادت ہو گیا اول تو نظر کی بد کاریاں ہوئیں اور پھر مخالفت بھی ایک معمولی امر ہو گیا پھر اس سے ترستی ہو کر بوسہ لینے کی بھی عادت پڑی یہاں تک کہ استاد جو ان لڑکیوں کو اپنے گھروں میں لے جا کر یورپ میں بوسہ بازی کرتے ہیں۔ اور کوئی منع نہیں کرتا۔ شیر پیوں پر فسق و فجور کی باتیں لکھی جاتی ہیں۔ تصویروں میں نہایت درجہ کی بد کاری کا نقشہ دکھایا جاتا ہے جو نہیں خود چھپواتی ہیں کہ میں ایسی خوبصورت ہوں اور میری ناک ایسی اور آنکھ ایسی ہے۔ اور ان کے عاشقوں کے تامل لکھے جاتے ہیں اور بد کاری کا ایسا دریا بہ رہا ہے کہ نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں نہ آنکھوں کو نہ اٹھوں کو نہ منہ کو یہ یسوع صاحب کی تعلیم ہے کاش! ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا۔

تایید بد کاریاں ظہور میں نہ آتیں اس شخص نے پارسی اور تقویٰ کا خون کر دیا اور اور الحاد اور باہت کو تمام ملک میں پھیلا دیا۔ کوئی عبادت نہیں کوئی عبادت نہیں بجز کھانے پینے اور بد نظریوں کے اور کوئی بھی شکر نہیں پھر زہر پر زہر یہ کہ ایک جمونے کفارہ کی اہدوسے کر گت ہوں پر دلیر کر دیکھوں عقلمند اس بات کو باور کرے گا کہ زہر کو مسہل دیا جائے اور بکر کے زہر بے مواد اس سے نکل جائیں۔ یہی حقیقی طور پر ہی دور ہوتی ہے کہ جب نیکی اس کی جگہ لے لے یہی قرآنی تعلیم ہے کسی کی خود کشی سے دوسرے کو کیا فائدہ کس قدر کہ نادانی کا خیال اور قانونِ قیام کے

سیرۃ المہدی حقہ سوم

۲۹۱

فرمایا۔ وہ ہمارے مقابل پر جواب لکھے۔ خدا اس کا سارا علم سب کر لیا۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا کہ وہ کوئی جواب نہیں لکھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس میں مشبہ نہیں کہ ظاہری علم کے لحاظ سے مولوی محمد حسین ثلوی بہت بڑے عالم تھے اور کسی زمانہ میں ہندوستان کے علم دوست طبقہ میں ان کی بڑی قدر تھی۔ مگر خدا کے سچ کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر انہوں نے سب کچھ کھو دیا۔

۹۱۶ [بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ مصنف صاحب نے مولانا کو جب لاہور میں طاعون ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس یہ بات پیش ہوئی کہ حضور نے اپنا تمسک میں لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین اور مصنف صاحب نے مولانا کو مرنے سے روک کر لیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ان کو مرنے دو۔ خدائی کام کی تاویل ہی ہو سکتی ہے۔ آخر وہ طاعون سے ہی مر گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مصنف صاحب نے مولانا کو مرنے سے روک کر لیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نمودار فرعون قرار دیکر اس کے مقابلہ پر اچھاپ کو مرنے کے طور پر پیش کیا مگر بالآخر حضرت صاحب کے سامنے طاعون سے چمک چمک کر جا کر مر گیا۔

۹۱۷ [بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک روز بنالہ میں مسجد بننے کے لئے گیا۔ اس وقت میں جب بنالہ جاتا تھا تو مولوی محمد حسین صاحب کے بچے جو پڑھا کرتا تھا۔ انہوں نے بنالہ میں خلیفیاں والی مسجد میں مجھ پڑھانا تھا۔ جب انہوں نے خلیفہ شریعہ کیا تو کہنے لگے کہ دیکھو مرزا حضرت مسیح نامہری کو ساہنسیوں اور گنڈیلوں سے تشبیہ دیتا ہے۔ اس کی ایک جگہ کتاب ہے مجھے یا الفاظ شکر نہایت جوش پیدا ہوا۔ اور میں نے اسی وقت اشکر مولوی صاحب کو دکھا کر رونے شروع کیا۔ آپ پیش کرتے ہیں، لکھتے ہوئے اور کس سے تشبیہ ہو سکتی ہے۔ مولوی صاحب نے یہ کلمات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی یہ کہا کہ خلیفہ میں بولنا منع ہے۔ بلکہ خاموشی سے بات کر لی گئی۔ اس وقت اسی مخالف کے بچے نماز پڑھنے کی ممانعت نہ ہوئی تھی۔

۹۱۸ [بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ قبول ہمارے مخالفین کے جب سچ آئیگا اور لوگ لیکو

لٹنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جگہ میں سڑ مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا اور اللہ باہر سڑوں کا شکار کیلئے پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے لوگوں کی آمد سے تو سائنسیوں اور گنہگاروں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کینے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عربی کے رواج دینے کی طرف توجہ تھی تو ان دنوں میں حضرت صاحب مجھے بھی عربی فقرات سکھواتے تھے اور ان میں نصیحت کے لئے بھی کبھی کبھی مناسب فقرے لکھوا دیتے تھے چنانچہ ایک دفعہ کا سبق شعروں میں بنا کر دیتا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ درمیان سال بعد توڑے سے شعر کہتا ہے وہی اشعار آپ نے انجام آتم میں دہرا کر دیئے اور وہ شعر جو اس وقت یاد کرائے تھے یہ ہیں۔

۱۔ اطلع ربك الجبار اهل الاوامر اپنے جبار اور صاحب حکم کی طاقت کو	و خف قهرا و اترك طريق القصاص اور اس کے قہر سے ڈر اور دیری کا طریقہ چھوڑ دے
۲۔ وكيف على النار النها برتصنير اور تو دوزخ کی آگ پر کس طرح صبر کرے گا	وانت فا ذى عند حوالهوا جدر تو کچھ تو دہر کی گرمی سے بھی ٹھیک ہوتی ہے۔
۳۔ و والله ان الفسق يصل مدقو اور خدا کی قسم جگہ ہی ایک جگہ کرنے لاسنہ ہے	كلمتس افنى ناعه فى النواظر جو سناہ کی کمال کی طرح دیکھنے میں بھی معلوم ہوتا ہے
۴۔ فلا تخفروا الطغوى فان الهنا پس سرکش نہ اختیار کرو کیونکہ ہمارا خدا	غیور علی حوماتہ غیر قاصر بڑا تر ہے اور اپنی حوام کی بڑی عزت نہ کرنا لکھنا بڑی عزت ہے
۵۔ ولا تقعدن يا بن الکرام بمفسد اور بے بدگوئی کے بیٹے تو خیروں کے پاس نہ بیٹھا	فترجه من حب الشرير كخاسر کیونکہ تو خیروں سے محبت کر کے نقصان ہی منائے گا۔
۶۔ ولا تصبن ذنبا صغیرا کھتین اور پھرے گناہ کو بھلا نہ سمجھو	فان واد الذب احدى الکبا شر یہ جو چھوٹا گناہ ہو تو پسند کرنا اور ایک کبیرہ گناہ ہے
۷۔ واخذ نفسى توبه ثلثه توبه اور میں نے اپنے نفس کی توبہ تین توبہ	وموت اللش خيل له من مناصكم اور موت لاش خیل لہ من مناصکم

غیر عورتوں کے دیکھنے سے اپنے تنیں بچانا پڑتا ہے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے تنیں دُور رکھنا پڑتا ہے۔ خدا کے مواخذہ سے خوف کر کے حقوق عبادت کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ہر ایک سال میں برابر تیس یا اسیس روز خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے اور تمام مالی و بدنی و جانی عبادت کو بجالانا پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بد بخت جو پہلے مسلمان تھا عیسائی ہو گیا تو ساتھ ہی یہ تمام بوجھ اپنے سر پر سے اتار لیتا ہے۔ اور سونا اور کھانا اور شراب پینا اور اپنے بدن کو آرام میں رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور بیک وقت تمام اعمالِ شاقہ سے دستکش ہو جاتا ہے اور حیوانوں کی طرح بجز اکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی کام اُس کا نہیں ہوتا۔ پس اگر یسوع کے گذشتہ بلا فقرہ کے یہی معنی ہیں کہ میں تمہیں آرام دے گا تو بیشک ہم قبل کرتے ہیں کہ وہ حقیقت عیسائیں کو اس چند روزہ سفلی زندگی میں بوجھ اپنی بے قیدی کے بہت ہی آرام ہے۔ یہاں تک کہ ان کی دنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکئی کی طرح ہر ایک چیز پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور وہ خنزیر کی طرح ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے پرہیز کرتے ہیں اور مسلمان سور سے۔ مگر یہ بلا نوش دونوں ہضم کر جاتے ہیں۔ سچ ہے "عیسائی باش ہرچہ خواہی بکن"۔ سور کو حرام ٹھہرانے میں تو ریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں یہاں تک کہ اُس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اسکی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اُس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نذوق تھا۔ یسوع کا شرابی کیابی ہونا تو غیر ہم نے مان لیا۔ مگر کیا اُس نے کسی سور بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مثال میں بیان کرتا ہے کہ تم اپنے موتی سوروں کے آگے مت پھینکو۔ پس اگر موتیوں سے مراد پاک کلمے ہیں تو سوروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اس مثال میں یسوع صاف گواہی دیتا ہے کہ سور پلید ہے کیونکہ مشتبہ اور مشتبہ پر میں مناسبت شرط ہے۔

عرض عیسائیں کا آرام جو انکو ملا ہے وہ بے قیدی اور راحت کا آرام ہے۔

بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگندگی ترفیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو جن پر تمام سلسلہ تمدن کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے اور انسانی قوی کے دخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کو کھیت نکال کر رکھ دیا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیل کے دخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بد دعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھوایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو بحق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بد زبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو دلدلہ الحرم تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بڑے بڑے لوگوں کے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھا دے پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی دخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کسی تو عفو اور درگندگی کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرآن معلومت ہو اور کسی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس وہ حقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے عزم ہے کہ خدا تعالیٰ کی بھی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ

قرآن شریف نے نہ نافرمانی عفو اور درگندگی کو جائز نہیں رکھا۔ کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں اور  
سیرانہ نظام ہم پر ہم پر جتنے جگہ اس عفو کی عبادت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ نہ

مگر شاید بعض ہذا ذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔  
پھر ایک اور پیشگوئی نشان الہی ہے جس کا ذکر بریلین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے  
یا آسمن فاضت الرحمة علی شفقتیک۔ اسے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیری لہو کی جاری  
کئے گئے بس اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلینغ نصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اردوں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولد سے پہلے پھدی ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے  
کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مخرب کھاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالموود سے چرا کر لکھا  
ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری پوری گئی عیسائی  
بہت شرمناک ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ  
حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاسی ہوئی اور پھر افسوس ہے  
کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں تھی اور کائناتوں اس تعلیم کے منہ پر لٹا چھ مار رہے ہیں۔ آپ کا  
ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے تورات کو سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے  
نے آپ کو زبردستی سے کچھ بہت صدمہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو  
محض سادہ لوح لکھا۔ پھر آپ علمی اور عملی قوموں میں بہت کچھ تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتد شیطان  
کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پاہی صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا  
تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ ہی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انھیں حکمت سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے لیکن  
یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ غلط ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا  
باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخٹے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات کیے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ  
نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے جو مانگے وہ ان کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام  
کی اولاد ٹھہرا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کہنا کیا۔ امدن چاہا کہ معجزہ مانگ کر اولاد کو حرام





ہوتا رہا۔ بلکہ خدا نے اس کی چھائی گرم کرنے کو ایک اور لڑکی بھی اُسے دی اور  
 آپ کے خدا کی شہادت موجود ہے کہ داؤد اور یاکے قصہ کے سوا اپنے تمام  
 کاموں میں راستباز ہے کیا کوئی عقلمند قبول کر سکتا ہے کہ اگر کثرت ازدواج  
 خدا کی لطف میں بڑی تھی تو خدا اس لڑکیوں کو جو کثرت ازدواج میں سب  
 سے بڑھ کر مومن ہیں۔ ایک مرتبہ بھی اس عمل پر سرزنش نہ کرتا ہے پس بخت بے ایمانی  
 ہے کہ جو بات خدا کے پہلے لیبوں میں موجود ہے اور خدا نے اسے قابل اعتراض  
 نہیں ٹھہرایا اب شہادت اور خجاست سے جناب مقدس نبوی کی  
 نسبت قابل اعتراض ٹھہرائی جاوے۔ اسوس یہ لوگ ایسے بے شرم ہیں کہ  
 آنا بھی نہیں سوچتے۔ کہ اگر ایک سے اوپر بیوی کرنا ناکاری ہے تو حضرت  
 مسیح جو داؤد کی املا و کبلانے ہیں۔ ان کی پاک ولادت کی نسبت سخت  
 شہر پیدا ہو گا اور کون ثابت کر سکے گا۔ کہ ان کی بڑی نانی حضرت داؤد  
 کی پہلی ہی بیوی تھی ۛ

پھر آپ حضرت عالیئہ صدیقہ رضہ کا نام لے کر اعتراض  
 کرتے ہیں کہ جناب مقدس نبوی کا بدن سہدن لگانا اور زبان چوسنا  
 خلاف شرع تھا اب اس ناپاک تعصب پر کہاں تک ردویں۔ ایسے  
 نادان بوجہ حلال اور جائز نکاح ہیں۔ ان میں یہ سب باتیں جائز سمجھتی ہیں  
 یہ اعتراض کیسا ہے کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردی اور زوجیت انسان کی  
 صفات محمود ہیں سے ہے یا سچرا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔  
 جیسے بہرہ اور گونا گونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت  
 بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین  
 صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل

حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نزد سے سکے اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آنادی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دائرہ سے باہر اور ہر مکمل گتیں اور آخر تا کفنتی فسق و فجور تک زوبت پہنچی ہے:

اسے ناولان فطرت انسانی اور اس کے سچے پاک جذبات سے اپنی بیویوں سے پیار کرنا اور حسن معاشرت کے بہرہ جازو اسباب کو برتنا انسان کا طبعی اور فطرتی خاصہ ہے اسلام کے مانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسے برتنا اور اپنی جماعت کو ایک نمونہ دیا۔ صحیح نے اپنے نقص تعلیم کی وجہ سے اپنے محفوظات اور اعمال میں یہ کمی رکھ دی۔ مگر چونکہ طبعی تقاضا تھا اس لئے یورپ اور عیسویت نے خود اس کے لئے ضوابط نکالے اب تم خود انصاف سے دیکھ لو کہ گندی سیاہ بدکاری اور ملک کا ملک زمینوں کا ناپاک چکر بن جانا پابند پارکوں میں ہزاروں ہزار کار و مزدور میں کتوں اور کتوں کی طرح اوپر تلے ہونا اور آخر اس ناجائز آدای سے تنگ آ کر آہ و فغان کرنا اور برسوں دیوثیوں اور سیاہ رویوں کے مصائب جھیل کر اخیر میں مسوؤۃ طلاق پاس کرنا یہ کس بات کا نتیجہ ہے کیا اس قدوس مظهر منہی انبی اسی کی معاشرت کے اس نمونہ کا جس پر خباثت ہانپی کی توجہ یک سے آپ معترض ہیں۔ یہ نتیجہ ہے۔ اور مالک اس لامبتہ میں بعض اور زہریلی ہوا چلی ہوئی ہے یا ایک سخت نقص نالائق کتاب پولوسی انجیل کی مخالف فطرت اور ادھوری تعلیم کا یہ اثر ہے۔ اب دوڑا نو ہو کر ٹھیکو۔ اور پوم اجسزا کی تصویر کھینچ کر فوراً کرو:

چشمہ مسیحی

۲۲۶

مقدمہ

محمد کو خطیب مہیا ہے۔ لود وہ اپنے خط میں کتاب ینایح الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی کتاب ہے ایک خوفناک منہ کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی عظمت کی وجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ لود وہ برکات جو خواتعانی نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں۔ اور نادان مولوں نے ہمیں کافر کا فرہنے سے ہم میں لود عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اب وہ نمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے کرد فریب کچھ کام کرتے تھے۔ لود اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوئی۔ لود روشنی امتاریگی میں یہ آخری جنگ ہے جس میں روشنی مظفر اور منصور ہو جائیگی۔ لود تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اندکچھ ضرورت تھا کہ پادری صاحبوں کے ان بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا لیکن ایک شخص کے اصرار سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے لود لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین

لود رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں لود ان کو خدا کا نبی سمجھتے ہیں

✽ اس جنگ کے ختم سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ تواری یا بندوق سے یہ جنگ ہو گا۔ وجہ یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خدا تعالیٰ نے منسوخ کر دیئے ہیں کیونکہ ضرورت تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں اس قسم کے جہاد منسوخ نہ جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے کہ مسیح بخاری میں بھی مسیح موعود کی نسبت یہ حدیث ہے کہ یضع الحرب۔ منہ

✽ یہ کہ تم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خواب شنوں کے نکالے وہ الزامی حوالہ کے نگیں ہے۔ لود وہ اصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔ افسوس مگر حضرات پادری صاحبان تہذیب اور خدا ترسی سے کام لیں لود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں زدیں تو وہی طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی نہیں سے جس سے تھے زیادہ اوب کا خیال رہے۔ منہ

آپ کے سر پر ندی کا کلاہ تھا۔ اور گورداسپور کے مقدمہ میں زری دار لنگی تھی۔  
 خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اولؑ کا دوسرا نکاح خود پیر صاحب کی ہمشیرہ سے ہوا  
 تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ عام طور پر حضرت صاحب کے سر پر سفید طبل کی پگڑی ہوتی تھی  
 جس کے اندر نرم رومی ٹوپی ہوا کرتی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان  
 کیا۔ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 کی والدہ کی اشد تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے  
 فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت توڑنے کے لئے ماں کا ذکر کیا ہے اور  
 صدیقہ کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے۔ جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں بھر جانی کا نئے  
 سلام آکھناں واں جس سے مقصود کا نا ثابت کرنا ہوتا ہے نہ کہ سلام کہنا اسی طرح اس نیت  
 میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صدیقیت  
 کا اظہار۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پنجابی کا معروف محاورہ بھابی کا نئے سلام ہے اس لئے شاید مولوی  
 صاحب کو الفاظ کے متعلق کچھ سہو ہو گیا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا منشا  
 نہیں تھا کہ نعوذ باللہ حضرت مریم صدیقہ نہیں تھیں بلکہ عرض یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی والدہ کے  
 ذکر سے خدا تعالیٰ کی اصل غرض یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو انسان ثابت کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان  
 کیا کہ ایک دفعہ امام علیہ میں نماز جمعہ کے لئے مسجد اقصیٰ میں تمام لوگ سمانہ سکتے تھے۔ تو کچھ  
 لوگ جن میں خواجہ کمال الدین صاحب بھی تھے۔ ان کو مشوں پر درجواب مسجد میں شامل ہو گئے  
 ہیں اور پہلے ہندوؤں کے گھر تھے نماز ادا کرنے کے لئے چلے گئے۔ اس پر ایک ہندو مالک  
 مکان نے گالیاں دینا شروع کر دیں کہ تم لوگ یہاں شہد باکھانے کے لئے آجاتے ہو اور میرا  
 مکان گرانے لگے ہو۔ غرضیکہ کافی عرصہ تک ہد زبانی کرتا رہا۔ نماز سے سلام پھیرتے ہی حضور  
 علیہ السلام نے فرمایا کہ بدست مسجد میں آجائیں۔ چنانچہ بدست آ گئے اور بعد جمع صلواتی حضور

وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عورت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اسکے چاروں بھائیوں کی بھی عورت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی تمثیروں کو بھی مقدمہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتوں کے پیٹ سے ہیں۔ اور مریم کی وہ شاہن ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ عمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعظیم تو ریت عین عمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتوں کے عہد کو کہوں تاق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیا بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف بخاری کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف بخاری کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

اب سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چھو نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کریگا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس کو بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں ہی نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں ہی نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص لیسے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدگلی سے یعنی شراب سے اور قمار بازی سے۔ بد نظری سے

شکاک۔ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یقودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یونان۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے آسیا۔ لیبیا۔ دیکھو کتب پائسٹرک پبلڈس مسٹرفارڈسکاپولس ایلی گایز مطبوعہ لندن ۱۸۸۷ء ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۶ء



یہ لوگ دراصل یہودی ہی ہیں۔ لور برتیر صاحب اپنی کتاب وقائع عالمگیری میں یہ بھی ثابت کرتے ہیں

یادگار کے لئے اس غیر کے نام پر جو عرب میں ہے جہاں یہودی رہتے تھے رکھا تھا۔

تیسوا قرینہ ایک یہ بھی ہے کہ افغانوں کی شکلیں بھی اسرائیلیوں سے بہت ملتی ہیں۔ اگر ایک جماعت یہودیوں کی ایک افغانوں کی جماعت کے ساتھ کھڑی کی جائے تو اس سمجھتا ہوں کہ ان کا موہنہ اور ان کا اونچا ناک اور چہرہ بیضادی میسا باہم مشابہ معلوم ہو گا کہ خود دل بول اٹھیں گا کہ یہ لوگ ایک ہی خاندان میں سے ہیں۔ چوتھا قرینہ افغانوں کی پوشاک بھی ہے۔ افغانوں کے لمبے کرتے اور بچھے بے دم کی وضع اور پہلے اسرائیلیوں کا ہے جس کا انجیل میں بھی ذکر ہے۔

پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چیزیں فرق نہیں سمجھتے اور عہد میں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتا ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر نختہ شہادت ہے۔ مگر خوانین مریدی کے بعض قبائل میں یہ معاملت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض بلذات نکاح سے پہلے عمل بھی ہو جاتا ہے جس کو برا نہیں مانتے بلکہ منسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہودیوں کی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔

چھٹا قرینہ افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے پر یہ ہے کہ افغانوں کا یہ بیان کہ قیس ہمارا مورث اعلیٰ ہے ان کے بنی اسرائیل ہونے کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی کتب مقدمہ میں سے جو کتاب پہلی تاریخ کے نام سے موسوم ہے اس کے باب ۹ آیت ۲۶ میں قیس کا ذکر ہے۔ لہذا وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اس سے پہلے پتہ چلتا ہے کہ یا قویٰ اسی قیس کی اولاد میں سے کوئی دوسرا قیس ہو گا۔ جو مسلمان ہو گیا ہو گا اور یہ کہ مسلمان ہونے والے کا کوئی اور نام ہو گا اور وہ اس قیس کی اولاد میں سے ہو گا۔ لور پھر باعث غلط حافظہ اس کا نام بھی قیس سمجھا گیا۔ پھر حال ایک ایسی قوم کے موہنہ کے قیس کا لفظ نکلنا جو کتب یہود سے بالکل بے غیر تھی اور بعض ناخواندہ تھی۔ یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ یہ قیس کا لفظ انہوں نے اپنے باپوں سے سنا تھا کہ ان کا مورث اعلیٰ ہے پہلی تاریخ آیت ۲۹ کی یہ عبارت ہے۔ "لہذا قیس پیدا ہوا اور قیس سے ساؤل پیدا ہوا اور ساؤل سے یہوئان۔"

مسائلوں قرینہ اخلاقی حالتیں ہیں۔ جیسا کہ مریدی افغانوں کی زود رنجی اور تلون مزاجی اور خود غرضی اور گردن کشی اور کج مزاجی اور کج روی لہذا دوسرے جذبات نفسانی اور خوبی خیالات اور جاہل اور بے شعور ہونا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یہ تمام صفات وہی ہیں جو تودیت اور دوسرے صحیفوں میں اسرائیلی قوم کی مکتی گئی ہیں۔ لہذا قرآن شریف کھول کر سورۃ بقرہ سے بنی اسرائیل کی صفات اور عادات اور اخلاق اور افعال پڑھنا شروع کر دو جیسا معلوم ہو گا کہ تو یہ مریدی افغانوں کی اخلاقی حالتیں بیان ہو رہی ہیں۔ اور یہ رائے پہلے تک سمات ہے کہ اکثر نظریوں نے بھی یہی خیال کیا ہے۔ برتیر نے جہاں یہ لکھا ہے کہ کشمیر کے مسلمان کشمیری بھی دراصل بنی اسرائیل ہیں وہاں بعض نظریوں کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لہذا ان تمام لوگوں کو ان دنوں فرقوں میں سے ٹھیک لایا ہے جو مشرکی ہیں مگر بنی جن کا اب اس زمانہ میں پتہ چاہے کہ وہ درحقیقت سب سے سب مسلمان ہو گئے



چشمہ سبھی

۳۵۵

تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام دلوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔

غرض آپ پر لازم ہے کہ اس راہ کی طرف توجہ کرو کہ کیونکر ایک سچا مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے شناخت ہو سکتا ہے۔ پس یاد رہے کہ وہی سچا مذہب ہے جس کے ذبیحہ سے خدا کا پتہ لگتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں صرف انسانی کوششیں پیش کی جاتی ہیں۔ گویا انسان کا خدا پر احسان ہے جو اس نے اس کا پتہ دیا۔ مگر اسلام میں خود خدا تعالیٰ ہر ایک زمانہ میں اپنی اَنَا الْمَوْجُودُ کی آواز سے اپنی ہستی کا پتہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اس زمانہ میں بھی وہ مجھ پر ظاہر ہوا۔ پس اس رسول پر ہزاروں سلام اور برکات جس کے ذبیحہ ہم نے خدا کو شناخت کیا۔

بلاخر میں دوبارہ انفس سے لکھتا ہوں کہ آپ کا یہ قول کہ حضرت مریم کا تخت ہارون ہونا آپ پر بجا اثر ڈالتا ہے میری نگاہ میں آپ کی بہت نادانیت ظاہر کرتا ہے۔ اس بے ہودہ اعتراض پر پہلے علماء نے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ اگر استدلال کے رنگ میں یا لہ بنا پر خدا تعالیٰ نے مریم کو ہارون کی ہمیشہ ٹھہرا کر تو آپ کو اس سے کیوں تعجب ہوا۔ جبکہ قرآن شریف بجا خود بد بار بیان کر چکا ہے کہ ہارون نبی حضرت موسیٰ کے وقت میں تھا۔ اور یہ مریم حضرت عیسیٰ کی والدہ تھی جو چودہ سو برس بعد ہارون کے پیدا ہوئی۔ تو کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ من واقعات سے بے خبر ہے اور نعوذ باللہ اس نے مریم کو ہارون کی ہمیشہ ٹھہرانے میں غلطی کی ہے کس درجہ کے خبیث طبع یہ لوگوں میں کہ یہودہ اعتراضات کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہو جس کا نام ہارون ہو۔ عدم علم سے عدم شنے کو لازم نہیں آتا۔ مگر یہ لوگ اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے اور نہیں دیکھتے کہ انہیں کس قدر اعتراضات کا نشانہ ہے۔ دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو بیس کی غذا کر دیا گیا تاکہ ہمیشہ بیت المقدس کی غلام ہو۔ اور تمام عمر خاندانہ کے لیے جس جہد سات پینے کا عمل نمایاں ہو گیا۔ تب عمل کی حالت میں ہی

قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نخل سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔ اب اعتراض یہ ہے کہ اگر حقیقت معجزہ کے طور پر یہ عمل تھا تو کیوں وضع حمل تک مہر نہیں کیا گیا؟ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ جہد تو یہ تھا کہ مریم مدت العمر سبک کی خدمت میں رہے گی پھر کیوں ہتھکنی کر کے اور اس کو خدمت بیت المقدس سے الگ کر کے یوسف تجارت کی بیوی بنایا گیا؟ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ توریت کے رد سے بالکل حرام اور ناجائز تھا کہ حمل کی حالت میں کسی عورت کا نکاح کیا جائے۔ پھر کیوں خلاف حکم توریت مریم کا نکاح میں حمل کی حالت میں یوسف سے کیا گیا حالانکہ یوسف اس نکاح سے ناراض تھا اور اس کی پہلی بیوی موجود تھی۔ وہ لوگ جو تعدد ازدواج سے منکر ہیں شاید ان کو یوسف کے اس نکاح کی بطوح نہیں۔ غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ لہذا ہم قرآن شریف کی تعلیم کی مدد سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا، خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزار ہا کیرے کوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قوی سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لئے مذکور ہو چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی۔ افسوس! اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے نہایت تعلق کے شبہات شائع کئے۔ پس اگر کوئی اعتراض قابل حل ہے تو یہ اعتراض ہے نہ کہ مریم کا بارون بھائی قرار دینا کچھ اعتراض ہے۔ قرآن شریف میں تو یہ بھی لفظ نہیں کہ بارون نبی کی مریم ہاشیرہ تھی۔ صرف بارون کا نام ہے نبی کا لفظ وہاں موجود نہیں۔ اصل بات یہ ہے

رکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واسطہ ہے اور ان کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔

اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توجہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تشلیث اور ابلیت ہے۔ ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے۔

وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے۔ اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ منظرہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دنیا کے لوگ اس بات کو نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ کو ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب میں اس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دوسروں کے دلوں میں کیونکر اتارا جائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے۔

۲۷۴

کہ میں ان آسمانی نشانوں کی حضرت عالی قیصرہ ہند میں اطلاع دوں۔ میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ آج کل عیسائیت کے بارے میں سکھایا جا رہا ہے۔ یہ حضرت یسوع مسیح کی حقیقی تعلیم نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مسیح دنیا میں پھر آتے۔ تو وہ اس تعلیم کو شناخت بھی نہ کر سکتے۔

ایک اور بڑی بھاری مصیبت قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس خدا کے دائمی پیار اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے یہودیوں نے تو اپنی شرارتوں اور بد ایمانی سے لعنت کر کے سے نبی کے مفہوم کو جارتو رکھا۔ لیکن عیسائیوں نے بھی اس بہتان میں کسی قدر شراکت اختیار کی۔ کیونکہ یہ گمان کیا گیا ہے کہ گویا یسوع مسیح کا دل نہیں دلی تک لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی رہا ہے۔ اس بات کے خیال سے پکا جاملوں کا پتا ہے۔ اور وہ جو کہ ذرہ ذرہ پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ کیا مسیح کا پلک دل اور خدا کی لعنت !!! گو ایک سیکنڈ کے لئے ہی ہو۔ افسوس! ہزار افسوس کہ یسوع مسیح جیسے خدا کے پیارے کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ کسی وقت اس کا دل لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی ہو گیا تھا۔

اس وقت ہم یہ عاجزانہ التماس کسی مذہبی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک کامل انسان کی حفظ عزت کیلئے پیش کرتے ہیں اور یسوع کی طرف سے رسول کی طرح جو کہ جس طرح کشفی عالم میں اسکی زبان سے سننا حضرت قیصرہ ہند میں پہنچا دیتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ صاحبِ معدوم اس غلطی کی اصلاح فرمائیں۔ یہ اس زمانہ کی ایک فاحش غلطی ہے کہ جبکہ لوگوں نے لعنت کے مفہوم پر غور نہیں کیا۔ لیکن اب ادب تقاضہ کرتا ہے کہ نہایت جلدی میں غلطی کی اصلاح کر دی جائے اور خدا کے اس اعلیٰ درجہ کے پیارے اور برگزیدہ کی عزت کو بچایا جائے۔ مگر باوجود عرب اور عبرانی میں لعنت کا لفظ خدا سے دو بار اور برگزیدہ کیلئے آتا ہے۔ اس لیے اس کی اہمیت کو نہیں لیا جاتا ہے کہ جب

۷۲

وہ بالکل خدا سے برگشتہ اور بے ایمان ہو جائے۔ اور خدا اُس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے۔ اسی لئے لُغَت کے رُو سے لعین شیطان کا نام ہے یعنی خدا سے برگشتہ ہوئی والا اور اسکا نافرمان۔ پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا کے ایسے پیارے کی نسبت ایک سیکڑا کیلئے بھی تجویز کر سکیں کہ نحوذباتہ کسی وقت دل اُسکا درحقیقت خالص برگشتہ اور اُس کا نافرمان اور دشمن ہو گیا تھا؟ کس قدر بیجا ہو گا کہ ہم اپنی نجات کا ایک فرضی منصوبہ قائم کرنے کیلئے خدا کے ایسے پیارے پر نافرمانی کا دواغ لگا دیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ کسی وقت وہ خدا سے باغی اور برگشتہ بھی ہو گیا تھا۔ اس سے بہتر ہے کہ انسان اپنے لئے دوزخ قبول کرے۔ مگر ایسے برگزیدہ کی پاک عزت اور بے لوث زندگی کا دشمن نہ بنے۔

جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے۔ وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترک جادو کی طرح ہے اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے۔ اور یسوع کی مجھ میں اسی دعویٰ کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور ہر ایک کو بتلایا گیا ہے کہ اگر چاہے تو نشانوں کے ذریعہ سے اس دعویٰ میں اپنی تسلی کرے۔ اور اس جگہ اس قدر لکھنے کی میں نے اسلئے جرات کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے۔ اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سُنیں۔ اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا۔ ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب اللہ معظم کے حضور میں یسوع کی طرف سے الچی ہو کر بادب التماس کر صل کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب مدد و مدد کروڑہا انسانوں کی جان و مال و آبرو کی محافظ ٹھہرائی گئی ہیں۔ بلکہ چونکہ دل اور پرندہ دل کے آرام کیلئے بھی حضرت موصوف نے قوانین جاری کئے ہیں۔ کیا خوب ہو کہ جناب کو اس جیسی ہوتی تو ہمیں پر بھی نظر ڈالنے کیلئے توجہ پیدا ہو۔ جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہو۔ کیا خوب ہو کہ جناب مدد و مدد دنیا کی تمام لغات کے رُو سے عموماً اور عربی اور عبرانی کے رُو سے خصوصاً لفظ

عجیب قدرت دکھلاتا ہے کہ جب امام مذکور بحالت زار نزار گھروا پس آیا تو اثر الہام برعکس پایا یعنی لڑکے کے آثار رد و بصحت دیکھے غرض کہ موندہ منحوس سے یہ کلمہ نکلنا ہی تھا کہ دم بدم لڑکے کو آرام ہونے لگا۔ جب لوگوں نے عجیب الدعوات صاحب ریہ وہی لفظ بند کی لیاقت کا ہے، کی بنی اڑائی تو جواب دیا کہ الہام غلط نہیں ہو سکتا۔

دایم یہ بچہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ تمام بڑا قعتہ پراقترا آریہ کا۔

اب دیکھنا چاہیے کہ وہ کنج جو ولد لڑنا کھلاتے ہیں وہ بھی تھوٹ بولتے ہوئے شرتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی جس قوم میں اس جنس کے شریف و امین لوگ ہیں وہ کیا کچھ ترقیاں نہیں کریں گے۔ اب اس نیک ذات آریہ پر فرض ہے کہ ایک جلسہ کرا کر ہمارے رد و بد اس بہتان کی تصدیق کراوے تا اصل راوی کو حلف سے پوچھا جائے اور اس بے اصل بہتان کے لئے نہ صرف ہم اس راوی کو حلف دیں گے بلکہ آپ بھی حلف اٹھائیں گے فریقین کے حلف کا یہ مضمون ہو گا کہ اگر پچ اپنے حافظہ کی پوری یادداشت سے بلا ذرہ کم و بیش میں نے بیان نہیں کیا تو اے خدا لئے قادر مطلق اور اے پریشہ سرشتی ماں ایک سال تک اپنے قہر عظیم سے ایسی میری بیخ کنی کرا اور ایسا ہیبت ناک عذاب نازل فرما کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو اور پھر اگر ایک سال تک آسمانی عذاب سے اصل راوی محفوظ رہا تو ہم اپنے جھوٹا بولنے کا خون شہماں دیدیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ خدا تبارک و تعالیٰ ایسے بہتان صریح کو بے فیصلہ نہیں چھوڑے گا۔ یہ تو ہمارے لئے اور ایک ملہم من اللہ کے لئے ممکن بلکہ کثیر الوقوع ہے جو کوئی نواب یا الہام شتیبہ طور پر معلوم ہو جس کی احتمالی طور پر کئی معنی کئے جائیں مگر یا فترا کہ قلعی طور پر ہیں الہام ہو گیا کہ دین محمد جان محمد کا لڑکا اب مرے گا اس کی قبر کھودو

معلوم نہیں کہ کہاں تک خدا تعالیٰ کے علم میں میرے آیام دعوت کا سلسلہ ہوا اسلئے یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا ہوا فرما کر نیوالا اور جھوٹا طہم ہننے والا اپنے ابتدائے افترا سے تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے اور خدا اس کی نصرت اور تائید کر سکتا ہے اور اسکی کوئی نظیر پیش نہیں کرتے۔ اسے بیگ لٹو! جھوٹ بولنا گواہ کھانا ایک برابر ہے۔ جو کچھ خدا نے اپنے لطف و کرم سے میرے ساتھ معاطہ کیا یہاں تک کہ اس مدت دراز میں ہر ایک دن میرے لئے ترقی کا دن تھا۔ اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنے کے لئے اٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو روکا کیا۔ اگر اس مدت اور اس تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کرو۔ ورنہ بموجب آیت لَوْ تَقُولُ عَلَيْنَا يَهْ ثَابِتٌ مَّشَاهِدٌ لِّمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ لَوْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

۱۹۔ ایسواں نشان یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید صاحب نے جو نواب بہاولپور کے پیر تھے میری تصدیق کے لئے ایک خواب دیکھا جس کی بنا پر میری محبت خدا تعالیٰ نے اُنکے دل میں ڈال دی اور اسی بنا پر کتاب اشارات فریدی میں جو خواجہ صاحب موصوف کے طفوظات ہیں جا بجا خواجہ صاحب موصوف میری تصدیق فرماتے ہیں۔ اہل فخر کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دیکھا ہری جھگڑوں میں بہت کم پڑتے ہیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُنکو بذریعہ خواب یا کشف یا الہام پتہ ملتا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں۔ پس چونکہ خواجہ غلام فرید صاحب پیر صاحب العلم کی طرح پاک باطن تھے اسلئے خدا نے اُن پر میری سچائی کی حقیقت کھول دی اور کئی مولوی جیسے مولوی غلام دستگیر خواجہ صاحب کو میرا کذب بنانے کیلئے آپکے گاؤں میں پہنچے جیسا کہ کتاب اشارات فریدی میں خواجہ صاحب نے خود یہ حالات بیان کئے ہیں اور بعض غزنویوں کا بھی خواجہ صاحب موصوف کے پاس خط پہنچا مگر آپ نے

۲۰۔ یہ یاد ہے کہ اگر میرے زمانہ الہام کو اس تاریخ سے لیا جائے جب اقل حدتہ براہین احمدیہ کا کھلنا تھا تو اس سال سے میرے الہام کے زمانہ کو ستائیس سال کے قریب ہوتے ہیں اور جب براہین احمدیہ کے چہارم حصہ سے شمار کیا جائے تو تب پچیس سال گزر گئے ہیں اور جب وہ زمانہ لیا جائے کہ جب پہلے الہام شروع ہوا تب تیس سال ہوتے ہیں۔ منہ

## علمائے ہند کی خدمت میں نیا نامہ

بے براہِ دانِ دین و علمائے شیعہ مستحقین! آپ صاحبان میری اپنی معروضات کو توجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے بوٹیل موجود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لگ سچ ہو گیا کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الزام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر بسراہدین احمدیہ کے کئی مقالات پر تصریح صحیح کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہو گا میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں سچ من مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری طہرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے مشابہت ہے اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے ان رسالوں میں اپنے تئیں وہ موجود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں تصریحاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ میں تو پہلے ہی براہین احمدیہ میں تصریح لکھ چکا ہوں کہ میں وہی مثیل موجود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے ظہور ہو چکی ہے۔ تمہیں کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۶ ہلد سات میں جس میں بلا میں احمدیہ کا رد لکھا ہے ان تمام الزامات کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل و جان مان چکے ہیں مگر پھر بھی مستجاب ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کو بھی پورے دل کا شور اور غوغا دیکھ کر



۲۷۳

رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے حاصل ہے اور ان کا طول میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔

اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعوے اور تسلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توجہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابلتیت ہے۔ ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے۔

وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے۔ اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ معطرہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دنیا کے لوگ اس بات کو نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ کو ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب میں اس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دوسروں کے دلوں میں کیونکر اتارا جائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے۔

۲۱

محبوب حقیقی کو جاننے اور کشمیر کے غلطے کو اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے فخرِ نجات۔ کیا ہی خوش قسمت ہے سرنگر اور انروزہ اور خان یلہ کا محلہ جس کی خاک پاک میں اس ابدی شہزادہ خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہر جسم ودیوت کیا۔ اور بہت سے کشمیر کے مہم جوہوں کو حیاتِ جاودانی اور حقیقی نجات سے محنت دیا۔ ہمیشہ خدا کا جلال اس کے ساتھ ہو۔ آمین سو جیسا کہ وہ نبی شہزادہ دنیا میں غربت اور مسکینی سے آیا۔ اور غربت اور مسکینی اور علم کا دنیا کو نمونہ دکھلایا۔ اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ اس کے نمونے پر مجھے بھی جو امیری اور حکومت کے خاندان سے ہوں اور ظاہری طور پر بھی اس شہزادہ نبی اللہ کے حالات کی مشابہت رکھتا ہوں ان لوگوں میں کھڑا کرے جو ملوٹی اخلاق سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ سو اس نمونے پر میرے لئے خدا نے یہی چاہا ہے کہ میں غربت اور مسکینی سے دنیا میں رہوں۔ خدا کے کلام میں قدیم سے وعدہ تھا کہ ایسا انسان دنیا میں پیدا ہو۔ اسی لحاظ سے خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔ یعنی ایک شخص جو جیسے مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہم رنگ ہے۔ خدا نے مسیح علیہ السلام کو رومی سلطنت کی ماتحت جگہ دی تھی اور اس سلطنت نے اسی کے حق میں عہد اکوئی ظلم نہیں کیا مگر یہودیوں نے جو ان کی قوم تھے بہت ظلم کیا اور بڑی تورین کی اور کوشش کی کہ سلطنت کی نظر میں اس کو باغی ٹھہرا دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنتِ برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے اور یہوں کی نسبت تو انہیں عدالت بہت صاف اور اس کے حکام پلاٹوں سے زیادہ تریزیر کی اور فہم اور عدالت کی روشنی اپنے دل میں رکھتے ہیں اور اس سلطنت کی عدالت کی چمک اور سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے یہی سلطنت کے غلط حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے جس کی تحقیق کا پتہ شبہات کے پتے سے بڑھ کر ہے۔

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنی

مماثلت کا عقدہ لیا ہے۔ مگر اس اُمت کا مسیح موجود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل پر کھڑا کیا گیا ہے۔ تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ آجائے۔ اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس ابن مریم پر ابتلاء بھی اسرائیلی ابن مریم کی طرح آئے۔ اول جیسا کہ عیسیٰ بن مریم محض خدا کے نفع سے پیدا کیا گیا۔ اسی طرح مسیح بھی سورۃ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفع سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا۔ اور جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کی پیدائش پر بہت شور مچا تھا۔ اور اندھے مخالفوں نے مریم کو کہا۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا فَرِيًّا۔ اسی طرح اس کو بھی کہا گیا اور شور کیا مت مچایا گیا۔ اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت مخالفوں کو عیسیٰ کی نسبت یہ جواب دیا وَلَتَجْعَلُنَّ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔ یہی جواب خدا تعالیٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں رُوعلنی وضع حمل کے وقت ہر استعارہ کے رنگ میں تھا۔ مخالفوں کو دیا۔ اور کہا کہ تم اپنے فریبوں سے اس کو نابود نہیں کر سکتے۔ میں اس کو لوگوں کے لئے رحمت کا نشان بناؤں گا۔ اور ایسا ہونا ابتداء سے مقدر تھا۔ اور پھر جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسیٰ پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفحاء طیار کیا۔ اور دوسرے فاضلوں نے اس پر فتویٰ دیا۔ یہاں تک کہ بیت المقدس کے صد ہا عالم فاضل جو اکثر اہل حدیث تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی ٹہریں لگادیں۔ یہی معاملہ مجھ سے ہوا۔ اور پھر جیسا کہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسیٰ

\*حاشیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگر بہت فرسے تھے۔ مگر وہی ہر جگہ جلتے رہتے تھے۔ ہو گئے تھے۔ (۱) ایک وہ جو توریت کے پابند تھے۔ اسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تھے۔ وہاں پر فرقہ اہل حدیث تھا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجھتے تھے۔ یہ اہل حدیث اسرائیلی بلاد میں بیت صیون کے قیام سے ایسے ایسے حدیث پر عمل کرتے تھے جو اکثر توریت کی معارضہ القیض تھیں اور انکی یہ نکتہ تھی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مہمان کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہیں۔ ان پر حدیث کی روشنی سے اطلاع

سکھوں کے زمانہ کے عوض ہم کو ملی ہے یوں ہی رد کریں۔

اور میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح بن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزادی تہارا شیوہ ہو، نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو گا۔ اور میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا اند تمام لوگوں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام منفی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کراتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے خدا کے لئے آتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق لیں جو کپڑوں کو لول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دینے جاتا ہے یہاں تک کہ آخراگ کی تاثیر میں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر بہتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھر مل پر مالتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور لول کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدم جدا ہوتی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے پیسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے

جس حالت میں اسلامی قوموں میں سے کروڑوں لوگ روئے زمین پر ایسے پائے جاتے ہیں جو جہاد کا بہانہ رکھ کر غیر قوموں کو قتل کرنا ان کا شیوہ ہے بلکہ بعض تو ایک عمن گو نمٹ کے زیر سایہ وہ کر بھی پوری صفائی سے ان سے محبت نہیں کر سکتے۔ سچی ہمدردی کو کہاں تک نہیں پہنچا سکتے اور نہ نفاق اور دورنگی سے بکلی پاک ہو سکتے ہیں اس لئے حضرت مسیح کے اوتار کی سنت ضرورت تھی۔ سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور نحو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔

اور دوسری قسم ظلم کی جو خالق کی نسبت ہے۔ وہ اس زمانہ کے عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو خالق کی نسبت کہاں غلو تک پہنچ گیا ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ایک بزرگ نبی ہیں اور بلاشبہ عیسیٰ مسیح خدا کا پیارا خدا کا برگزیدہ اور دنیا کا نور اور ہدایت کا آفتاب اور جناب الہی کا مقرب اور اس کے تخت کے نزدیک مقام رکھتا ہے۔ اور کروڑوں انسان جو اس سے سچی محبت رکھتے ہیں اور اس کی دستوں پر چلتے ہیں اور اس کی ہدایات کے کار بند ہیں۔ وہ جہنم سے نجات پائیں گے لیکن بائیں یہ سخت غلطی اور کفر ہے کہ اس برگزیدہ کو خدا بنایا جائے۔ خدا کے پیاروں کو خدا سے ایک بڑا تعلق ہوتا ہے اس تعلق کے لحاظ سے اگر وہ اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہہ دیں یا یہ کہیں کہ خدا ہی ہے جو ان میں بولتا ہے اور وہی ہے جس کا جلوہ ہے تو یہ باتیں بھی کسی حال کے موقع میں ایک سنے کے رو سے صحیح ہوتے ہیں جن کی تاویل کی جاتی ہے۔ کیونکہ انسان جب خدا میں فنا ہو کر اور پھر اس کے نور سے پردہ کشش پا کرنے سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسے لفظ اس کی نسبت مجازاً بولنا قدیم محلوہ اہل معرفت ہے کہ وہ خود نہیں بلکہ خدا ہے جو اس میں ظاہر ہوا ہے۔ لیکن اس سے وہ حقیقت یہ نہیں کہتا کہ وہی شخص وہ حقیقت رب العالیوں ہے اس نازک محل میں اکثر عوام کا قدم پھسل جاتا ہے اور ہزاروں بزرگ اور دلی اور اوتار جو خدا بنائے گئے وہ بھی وہ اصل انہی لغزشوں کی وجہ سے بنائے گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب

پہلی فصل

۵۹۳

براہین احمدیہ

۴۹۹ تمہید ہشتم جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس قبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت سے ہے اور یہ بدیہی اور

۴۹۹ کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسراں عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جہل اور اُلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

بدرجہ یقین کامل پہنچ کر منکور ہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَدْ يَمِينًا الْقَلْبَانِ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَّلَ۔ صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَ كَانَ اَمْرُ اللهِ مَشْعُورًا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو ایسے نیز اس الہام پر اس معارف و حقائق کو

قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورتِ حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بغیر ذرہ حقہ اُتارا ہے۔

خدا اور اُس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوزی ہوئی اور جو کچھ خدائے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدائے تعالیٰ

اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حقہ سوم کے الہامات میں بھی ہو چکا

ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے سَعَى الَّذِي اَدْمَسَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْاَلْحَقِّ

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں

پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے

ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو

ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر

ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے

رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت

ہی متشابه واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں

اور جذبی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طوہر

لے الصفحہ : ۱۰

پہر حضرت اقدس سنے ڈون کی اس تمدنی پر بحث کی ہے جو اس نے اپنے مخالفوں کے لیے کی ہے کہ میرے مخالف ہلاک ہو جائیں گے خصوصاً مسلمان حضرت جبرائیل نے بڑے پُر زور اور پُر شوکت الفاظ میں لکھا ہے کہ :

کُل مسلمانوں کو ہلاک کرنے کی کوئی قدرت نہیں اور علاوہ ازیں یہ امر مشکوک ہو سکتا ہے اس کو یہ کلمہ کی گنجائش ہے کہ مسلمان ہلاک تو ہو ہی جائیں گے مگر چنانچہ یا ساٹھ سال کے اندر۔ اور وہ خود اس حربہ میں ہلاک ہو جائے گا۔ پھر کون اس سے پوچھنے والا ہو گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ سارے مسلمانوں کو چھوڑ کر تیسرے مقابلہ میں آئے اور میں عیسائیوں کے خود ساختہ خدا کی نسبت تمام مسلمانوں سے زیادہ کراہت اور نفرت رکھتا ہوں۔ یہاں تک کہ اگر کُل مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے خدا کی نسبت ترازو کے ایک کپے میں رکھ دی جاوے اور میری نفرت ایک طرف تو میرا کپہ اس سے بھاری ہو گا۔ اور میں اپنے شخص کو جو دعوت کے پیٹ سے نکل کر خدا ہولے کا دعویٰ کرے بہت ہی بڑا گنہگار اور ناپاک انسان سمجھتا ہوں، مگر ہاں میرا یہ مذہب ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اس نام سے پاک ہے اس لیے کسی عیسوی نہیں کیا۔ میں اسے اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں اگرچہ خدا تعالیٰ کا فضل مہر پر اس سے بہت زیادہ ہے۔ اور وہ کام جو میرے پیروں کو کیا گیا ہے، اس کے کام سے بہت ہی بڑھ کر ہے، تاہم میں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں اور میں نے اسے بار بار دیکھا ہے۔ ایک بار میں نے ادریسؑ کو ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھلایا تھا۔ اس لیے میں اصدقہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔

غرض اس طرح پر حضرت جبرائیل نے بلحاظ اپنے کام اور ماموریت کے اور خدا تعالیٰ کے ان فضلوں اور لطفوں کے جو حضرت مسیح موعود کے شامل حال ہیں تمدنیٹ بالتمسک اور تبلیغ کے طور پر ذکر فرمایا اور ساتھ ساتھ کہا کہ

وہ میں خدا سے ہوں اور مسیح جبر سے ہے

ان ائمہ کے پیش کرنے کے بعد آپ نے پھر پُر شوکت اور تمدنی کے ساتھ اس کو مقابلہ کے لیے دعوت کی ہے کہ

اگر وہ سچا ہے تو اسے چاہیے کہ مقابلہ کے لیے نکلے اور یہ دُعا کرے کہ

ہم دونوں میں سے جو کا ذہب ہے وہ صادق کے سامنے ہلاک ہو

یہ غلام ہے اس عمر کا جو ہم نے اپنے طور پر لکھا ہے۔ اصل چٹلی تمبر کے آئینہ تک انشاؤں اور اشارات کے لیے ہے۔

ازالہ اوہام

۲۷۳

حصہ دوم

جنت اور نار کی حقیقت بھی ظاہر کی گئی ہے پھر کیونکر ممکن تھا کہ اس کی تفسیر میں غلطی کر سکتے غلطی کا احتمال صرف ایسی پیشگوئیوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل دینیہ سے ان کا کچھ عسلاوہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک نہایت توفیقی راز ہے جس کے یاد رکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبہ نبوت کی حاصل ہوتی ہے اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ظہور جبرئیل سے ہونے کی صورت میں کسی نمونہ کے موافق منکشف نہ ہوتی ہو اور نہ دجال کے شریک کے گدھکی اس کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عقیقہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ ذابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف اشلہ قریب اور صور تشابہ اور اور تشابہ کے طرز بیان میں حد سائنک فیض من کی نعیم بلکہ انسانی قوی کے ممکن ہر اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور ایسے امور میں اگر وقت طور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو شاہان نبوت پر کچھ جوائے حرف نہیں مگر قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ ہمارے سید و مصلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو یقینی اور قطعی طور پر سمجھ لیا تھا کہ وہ ابن مریم جو رسول اللہ نبی نامہ صری صاحب نخیل ہو وہ ہرگز دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا۔ بلکہ اس کا کوئی سنی آئے گا جو وہ ہمہ مشامت روحانی اس کے نام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پائیگا۔

اور معطلہ ان علامات کے جو اس عاجز کے سچ موعود ہونے کے بارے میں ہائی مانتی ہیں وہ خدمات خاصہ ہیں جو اس عاجز کو سچ ابن مریم کی خدمات کے رنگ پر سپرد کی گئی ہیں۔ کیونکہ سچ اُس وقت ہو دیا میں آیا تھا کہ جب تورات کا مغز اور لیلین یہودیوں کے دلائل سے اٹھایا گیا تھا اور وہ زمانہ حضرت موسیٰ سے چھو سو برس بعد تھا کہ جب سچ ابن مریم یہودیوں کی اسلحہ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پس ایسے ہی زمانہ میں یہ عاجز آیا کہ جب قرآن کیم کا مغز اور لیلین مسلمانوں کے دلوں پر سے اٹھایا گیا اور یہ زمانہ بھی حضرت مشیل موسیٰ کے وقت سے اسی زمانہ کے قریب قریب گند چکا تھا جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان میں زمانہ تھا۔

۱۱۳



قاله خير حافظا و خير ما أزرنا - ومن الآية المباركة العظيمة ان الله اذا وجد فساد المتنصرين ورائهم انهم يصدون عن الدين صدودا - و رأى انهم يؤذون رسول الله و يحترقونه و يطردون ابن مريم اطرا كبيرا فاشتد غضبه غير قمن عنده و نادى و قال انى جاءك عيسى ابن مريم ركان الله على كل شئ مقتدرا - فانا غيرة الله التى قارت فى وقتها - لى يعلم الذين غلوا فى عيسى ان عيسى ما تفرّد كتفرد الله و ان الله قادر على ان يجعل عيسى واحدا من أمة نبيه و كان هذا وعدا مفعولا - يا اخوان هذا هو الامر الذى اخفاه الله من اعين القرون الاولى - و جلى تفاصيله فى وقتنا هذا يخفى ما يشاء و يبدي و قد خلت مثله فيما مضى - و فى اختتام هذا السطور انى

توجه را از جا بروده و از راه صواب بروى انداخته - نگاه نمى كنيد بر سر اين صده كه چشم در راه آن بوده ايد؟ نمى بينيد ظلمت سايه گسترده و لشكر بائى فرومايگان فراهم آمده؟ چرا بيدار نمى شويد؟ اسلام صورت يتيمى بيم زده پيدا كرده و همت مسلمانان بچل شتر لاغر رو به سستى نهاده - و خوف خدا مانند مساعى مفقود گرديده - و علم قرآن مثل زنده در گور شده - اينها همه بى بينيد و تجايل ميكنيد! - اے مردمان از حزم و ديانت اندیشه فرمائيد و از رحمت خداوندى احترام بجوئيد - و آن فضل را پس پشت مياندازيد كه بوقت خود ظهور آورده - ز نهاد اعراض از آن منمائيد - و اگر گفت بر ما شنوا و وصيت هائى مرا كه امروز ميكنم پذيراي شويد ان شاء تعالى از شما راضى شود و شما را شمو كثير گرداند - و بركات خود

عینک و هذاک، لا تخوفنی من سیف بتار ولا رمح ولا نار، وقد قتلنا قبل  
سیفک بسیف لا تعلمه، وذقنا طعم نار لا تعرفها، وانا ان شاء اللہ بعد  
ذک من المنعمین۔ ایہا العزیز! ان الذین اخلصوا قلوبہم للہ واسلموا  
وجوہہم للہ وشربوا کأسا من حب اللہ، فلا یضیعہم اللہ ربہم ولا یترکہم  
مولاہم، ولو عاد اہم کل ورق الا شجار، وکل قطرة البحار، وکل ذرة الاحجار،  
وکل ما فی العالمین۔ بل الذین یطیعونہ ولا یتغنون الا مرضاتہ ہم  
قوم لا یحزنہم الا فراقہ، واذ وجدوا ما یتغوا فلا یبق لہم ہم  
ولا غم بعد ذک ولو قتلوا او احرقوا، ولا یضرہم سب قوم ولا لعن فرقة  
ویمجد اللہ کل لعنة بركة علیہم وکل سب رحمة فی حقہم، الا یعلم  
ربنا ما فی صدورنا؟ اأنت أعلم منہ؟ فلا تکن من المستعجلین۔

یا اخی! ما ترک السبیل، وما عاصیت الرب الجلیل، ولیس کتابنا  
الا الفرقان الکریم، ولیس نبینا وحبوبنا الا المصطفی الرحیم، ولعنة  
اللہ علی الذین ینخرجون عن دینہ مثقال ذرة، فہم یدخلون جہنم  
لمحورین۔ ولکن یا اخی! ان فی کتاب اللہ نکاتاً ومعارف لا یرا حہا عقیدة  
ولا یناقضہا حکم، ولا یلقاها من الامم الا الذی وجد وقت ظہورہا،  
وکان من المنقطعین المبعوثین۔ واللہ أسرار و أسرار وراء أسرار لا  
تطلع نجومہا الا فی وقتہا، فلا تجادل اللہ فی اسرارہ أجتزئ علی ربک  
وتقول: لما فعلت کذا! ولم ما فعلت کذا! یا اخی! فومن غیب اللہ  
الی اللہ ولا تدخل فی غیوبہ، ولا تزخد قائق المعارف المتی دق ماخذہا  
فی ظواہر الشرع، ولا تقف ما لیس لک بہ علم. وثبت نفسك علی سبیل المتقین۔  
ما کان ایمان الاخیار من الصحابة و التابعین بنزول المیسر

عليه السلام الا جماليا، وكانوا يؤمنون بالنزول مجملا، ويفضون  
تفاصيلها الى الله خالق السموات والارضين، وكيف يجوز نزول المسيح  
عليه السلام على المعنى الحقيقي، والله قد أخبر في كتابه العزيز أنه  
توفي ومات، وقال: يَا عَيْشَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ - (١)  
وقال: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ - (٢)  
وقال: فَيُؤَمِّسُكَ الَّتِي قَعَضَ عَلَيْهَا الْمَوْتَ - (٣)  
وقال: وَحَرَامٌ عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ - (٤)  
وقال: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - (٥)

یعنی ما تو اکلہم کما استدلال بہ الصدیق الا کبر عند وفات النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم، فما بقى شك بعد ذلك في وفات المسيح و  
امتناع رجوعه ان كنتم بالله وآياته مؤمنين -

وقد ختم الله برسولنا النبيين، وقد انقطع وحى النبوة، فكيف  
يجيئ المسيح ولا نبى بعد رسولنا؟ أيجيئ معطلاً من النبوة  
كالمعزولين؟ وقد بشرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن المسيح  
الآتى يظهر من أمتة وهو أحد من المسلمين. وفي الصحاح أحاديث  
صحيحة مرفوعة متصلة شاهدة على وفات عيسى عليه السلام،  
خصوصاً في البخارى (١)، بيان مصرح في هذا الأمر، فالعجب كل  
العجب على فهد رجل يشك في وفاته بعد كتاب الله ورسوله

(١) آل عمران: ٥٦ (٢) المائدة: ١١٨ (٣) الزمر: ٢٣ (٤) الانبياء: ٩٧  
(٥) آل عمران: ١٢٥ (٦) اعنى صحيح البخارى -

وحی اللہ لا تلبیس الشیاطین۔ ثم ما اکتفیت بهذا بل عرضته علی الكتاب  
والسنة ودعوتُ اللہ ان یؤیدنی۔ فدقق اللہ نظری فیہما وجعلنی من  
المؤیدین۔ وظهر علی بالنصوص البیئة القرآنیة والحديثیة ان المسیح بن  
مریم علیہ السلام قد توفی ولحق باخوانہ من النبیین۔ وکنت اعلم ان  
وفاة المسیح حق ثابت بالنصوص البیئة القطعیة القرآنیة والحديثیة  
واعلم ان انہما فی لا غبار علیہ ولا تلبیس ولا تخلیط۔ ومعذک کان یقین  
بان اعتقاد المسلمین فی نزول المسیح حق لا شبهة فیہ ولا ریب ففسر علی  
تطبیقہما وکنت من المتحیرین۔ فما قنعت بالنصوص فقط لانی وجدت  
فی الاحادیث رائحة قليلة یسیرة من دخن الاختلاف بظاهر النظر وان  
کانت الدلائل القریة القاطعة معاد بایدینا وکان القرآن معنا کله  
بل ابتغیت معرفة تامة نقیة بیضاء التي يتلا اذ کل شی من شقوقها ر  
تبلغ الی الحق الیقین۔ فتضرعت فی حضرة اللہ تعالیٰ وطرحت بید یدیه  
متمنیاً للكشف سر النزول وكشف حقيقة الدجال لاعامه علم الیقین  
وارنه عین الیقین۔ فتوجهت عنایتہ لتعلیمی وتفہیمی وانہمت و  
علمت من لدنہ ان النزول فی اصل مفهومہ حق ولكن ما فهم المسلمون  
حقیقته۔ لان اللہ تعالیٰ اراد اخفاره۔ فقلب قضایا ومکرمه وابتلاءه  
علی الافہام فصرف وجوهہم عن الحقیقة الروحانیة الی الخیالات  
الجسمانیة فكانوا بها من القانعین۔ وبقی هذا الخبر مکتوماً مستوراً  
کالحب فی السفیلة قرناً بعد قرن۔ حق جانہ من انشاء اغراب الاسلام

و کثرت الآثام. وغلبت طمة عبدة الصليب فصا لواعل المسلمين بالافقراء والمييين.  
 واحلوا سفك عمتاقى كانوا كصيد الحرمين. فصبت علينا مصائب كنا لانستطيع  
 بحصاها وضائق الارض علينا تورمت مقلتنا باستشراف الناصرین. فاراد الله ان  
 ياتى بصبح الصداقة. ويعين طلاب الحقيقة من الاعالى والادانى. بنضو الوشاح  
 عن مخدرة المعانى. ويشفى صدور المؤمنین. وكنا احق بها واهلها لاننا راينا باعيننا  
 اطراء المسيح وازدراء المصطفى ودعوة الناس الى الوهية ابن مريم وسب خير الوردى.  
 وسمعتا المسب مع الشرك والمييين. واحرقنا بالنارین. فكشف الله الحقيقة علينا  
 نتكون النار علينا بردا وسلاما. وكان حقا على الله نصر المضطربین. فاخبرنى  
 ربى ان النزول روحانى لا جسمانى وقد مضى نظيره فى سنن الاولین. وان الله  
 لا يتبدل سنته ولا عاداته ولا يكلف نفسا الا ريسها. وكذلك يفعل و هو  
 خير الفاعلين. والمسرفى ذلك ان لانا نبيا عند هب الاهوية المهلكة و  
 ابتداء المسالك الشاغرة تدليات وتنزلات الى هذا العالم فاذا جاء وقت  
 تدلى نبى ونزوله بمجيش فتنة توذيه يطلب من ربه محط انواره. ومظهر ارادته  
 وانظاره. ووارث روحانيته ليكون هذا المظهر له من المنشطين. فيحدث له  
 ربه عبدا من عباده ويلقى ارادته فى قلبه فيكون هذا العبد اشد مناسبة و  
 اقرب جوهر من ذلك النبى ويشابهه من حيث الهوية المبعوثية مشابهة  
 تامة كاملة كانه هو. ويكمل ما تزييف فى قومه المخذولين. وذلك سر عظيم  
 من الاسرار السماوية. ما يفهمه عقول سطحية ولا يلقاها الا الذين  
 اتوا العلم من عند الله وما كان لعين لاقت الاعتلال ان تجتلى  
 الهلال نطوبى للمبصرين. وقد جرت عادة الله تعالى على انه لا يكشف  
 قناع الاخبار الآتية عن كل جهة الا فى وقتها ويبقى قبل الوقت بعض  
 انما ضات ومعان مطوية ومستيرة مكتومة ابتلاء للذين يجدون ايمان  
 ظهورها فيطمئنوا فى زمانهم. ليهينهم او يكرههم بامتقائهم وقد

اور علماء وقت اُن کو حسیل کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عیوبت ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کا الہام طابت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجلس مکاشفات نبویہ اور استعلاات سر بستہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو نظر انکار دستہز اماں کو دیکھتے ہیں حالانکہ صولح میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کھلے ظہر و بطن دونوں میں اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کثوف و الہامات اولیاء کو حدیث مسیح کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔ ہم نے جو رسالہ فتح اسلام لکھی تو ضیح مرہم میں اس اپنے کشفی والہامی امر کو شائع کیا ہے کہ مسیح موعود سے مراد وہی عاجز ہے میں نے سنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افرختہ ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بد فہمیاں سے بھر دیا ہے کہ جو خارج اجماع اور بر خلاف عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں ان کی بڑی غلطی ہے۔

اول تو یہ جانتا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزویا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدائے شگوتوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جبہ بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔ اور یہ شگوتوں کے بارے میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں ہی پوری ہوں بلکہ اکثر پیش گوئیوں میں ایسے ایسے سربراہ شہید ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور یہ شگوتی مخفا بنیاد کو ہی جو یہ وہ وحی تامل ہو گئی میں نہیں دیکھتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سیدہ مولیٰ آپ اس بات کا اصرار کرتے ہیں کہ بعض پیش گوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور ان کا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ گو فرس کے طور پر رسائی امت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں۔ سلف صلح ہمیشہ اس طریق کو پسند کرتے رہے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلَیْ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

## احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں نے مصافحا کر ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں۔ کہ یہ لگ و نفاہ مسیح کے قائل ہیں اور وہ لگ و نفاہ مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہئے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میل و نیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور مچا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی جبکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی طوائف اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں میں ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہو گا اور اسکی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہو گا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا آپ کے شک و شبہوں میں کبھی موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اس کے امتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اس کو امتی بنایا جائیگا اور وہی تو مسلم نبی مسیح موعود کہلائیگا۔ یہ طریق عزت اسلام سے بہت بعید ہے جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایسی امت میں سے یہود پیدا ہونگے تو انیسویں کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوئے اس امت میں سے اور مسیح باہر سے آئے۔ کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہو کہ اس امت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہونگے جن کا نام یہود رکھا جائیگا۔ ایسا ہی اسی امت میں سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام عیسیٰ موعود رکھا جائیگا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتارا جائے اور اسکی مستقل نبوت کا ہمارا تار کر امتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ بیکار روانی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ امتی آنکو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی یہود سے ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا تصور ہے۔

ڈھکا۔ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا ایسا عقیدہ ہے یہ سراسر افتراء ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا جہاں سے آیت پر پڑا تھا کہ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ پھر جو انکی امت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے۔ چنانچہ معتزلات تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں ہو کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہاد ہی خطا ہے جو اسرائیلی نہیں سے ہیں بعض پیشگوئیوں کے کہنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ



کے پاس صحابہ بیٹھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اللہ فی  
اصحابی۔ گویا صحابہ خدا کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اور دور ہی  
بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا قرب بندگان خدا کا قرب ہے  
اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَؑ اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک بتر ہے جس  
کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مامورین اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان  
نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسب موقع انکی اصلاح  
بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ ان کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔  
اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں۔  
جو آج ہی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں ان میں ان کے مذاق اور مرضی کے  
خلاف ہوں تو وہ محروم گئے۔ لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے۔ وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی  
کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے جس  
میں تبدیلی نہیں ہے۔ وہ من کان فی حنینہ الخلی کا مصداق ہے۔ مجھے بہت سوز  
گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل  
میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر میری دہی حالت ہے۔ لَعَلَّكَ  
بِاِخْتِ لَفْسَاكَ اَلَا يَكُوْنُوْنَ اٰمُوْمِيْنَ ۝

### صرف وفات مسیح مقصد نہیں

میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لئے جاویں یا اس سے  
کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو۔ کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز  
نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔  
اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی۔ جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن بہانا کام  
اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی

اشد الانكار۔ وعلى حياته يصترون وتلك كلمة بها يموتون - فاجتنب ذلك ان كنت من الذين يؤمنون بالفرقان ولا يكفرون - ولا تكن كمثل الذين تركوا كلام الله وراء ظهورهم فلا يباليون - ويقولون ان المسلمين اجمعوا على حياته كلابلهم يكذبون - وابن الاجماع وفيهم المعتزلون - واذا قيل لهم الا تفكرون في قول ربكم فلما توفيتني اوبه لا تؤمنون - فليس جوابهم الا ان يخرقوا آيات الله ويقولوا ان معنى التوفى رفع الروح مع الجسم العنصرى انظر كيف عن الحق يعدلون - ويعلمون ان هذا القول قول يجيب به عيسى بحضرة العزة يوم القيامة اذ يسئله الله عن ضلالة الامة وكذلك في الفرقان تقرءون - فحجبت والله كل العجب من شانهم ومن عقلم وعرفانهم - الا يعلمون انه ما كان لبشر ان يحضر يوم النشور - من قبل ان يقبض روحه ويكون من اصحاب القبور - ما لهم لا يتدبرون - وقد حشا الصحابة التراب فوق خير البرية - ومزاره موجود الى هذا الوقت في المدينة المنورة - فمن سوا الادب ان يقال ان عيسى مامات وان هو الا شريك عظيم - يأكل المحسنات يخالف الحصة بل هو توفى كمثل اخوانه - ومات كمثل اهل زمانه - وان عقيدة حياته قد جاءت في المسلمين من الملة النصرانية - وما اتخذوه الها الا بهذه الخرصية - ثم اشاعها النصارى ببذل الاموال في جميع اهل البدر والحضر - بما لم يكن احد فيهم من اهل الفكر والنظر - واما المتقدمون من المسلمين فلم يصدر منهم هذا القول الاعلى طريق العثار والعثرة - فهم قوم معذورون عند الحضرة بما كانوا خاطئين غير متعمدين - وما اخطأوا الا من وجه الطبايع الساذجة والله يعفو عن كل مجتهد يجتهد بصحة النية - ويؤدي حق التحقيق من غير خيانة على قدر الاستطاعة - الا الذين جاءهم الامام الحكم مع البيئات

حصہ پنجم

۲۶۴

ضمیمہ براہین احمدیہ

تا

رہتے تھے اس ملک میں تو شاید نادار کوئی ایسا ساں گذرتا ہوگا کہ زلزلہ نہ آتا ہو۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ زلزلے آتے رہے ہیں اور سخت زلزلے بھی آتے رہے ہیں حضرت عیسیٰ نے اپنی زندگی میں جب وہ اس ملک میں تھے اور ابھی کشمیر کی طرف سفر نہیں کیا تھا کئی زلزلے خود دیکھے ہونگے۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان معمولی حوادث کا نام پیشگوئی کیوں رکھا جائے۔ پس جس تسخیر کو آپ نے میری پیشگوئیوں میں تلاش کرنا چاہا اور نامراد رہے اگر آپ حضرت عیسیٰ کی ان پیشگوئیوں میں تلاش کرتے تو بغیر کسی محنت کے فی الفور آپ کو بل جاتا۔ اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے زلزلہ کا نام زلزلہ ہی رکھا کوئی ماہل نہیں کی۔ کیا آپ مجھے حضرت عیسیٰ کا کوئی ایسا فقرہ دکھلا سکتے ہیں جس میں لکھا ہو کہ میں پیشگوئیوں میں زلزلے سے مراد درحقیقت زلزلہ ہے کوئی استعارہ نہیں۔ اور بغیر حضرت عیسیٰ کی

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے بلکہ وہ صلیب پر چکر دہنیا طور پر ایرانی اور افغان تہذیب کا میر کہتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور ایک ایسی عمر وہاں بسر کی۔ آخر فوت ہو کر مری نگر علقہ خانیاد میں مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی قبر ہے۔ بیزار دیتبولک باہ اور صلیب پر آپ فوت نہیں ہوئے۔ کچھ زخم بدن پر آئے تھے جن کا مرہم عیسیٰ کے ساتھ علاج کیا گیا تھا اور اسی مرہم کا نام اسی وجہ سے مرہم عیسیٰ رکھا گیا۔

جس طرح مدد سے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد کی رطائی میں مجروح ہوئے تھے اور کچھ زخم تیاروں کے پیشانی مبارک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آئے تھے اور سر تا پا خون سے آلود ہو گئے تھے اسی طرح بلکہ اسی سے بہت کم حضرت عیسیٰ کو صلیب پر زخم آئے تھے پھر نہ معلوم کدلیوں لوگوں کو حضرت عیسیٰ کے کسی شہر کا نہ محبت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم تو قبول کرتے ہیں مگر حضرت عیسیٰ کا مجروح اور زخمی ہونا ان کی شان سے بلند تر سمجھتے ہیں اور شہر ڈالتے ہیں کہ انکی نسبت ایسا کیوں کہتے ہو اور ان کو تمام دنیا سے الگ ایک خصوصیت دینا چاہتے ہیں۔ وہی آسمان پر چڑھ کر پھر زمین پر اترنے والے۔ وہی اس قدر ایسی عمر پانے والے۔ مگر خدا نے ان کو پیدائش میں ہی لکھا نہیں رکھا بلکہ کچھ حقیقی بھائی اور کچھ حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں۔ مگر عکبر بنی کی شہر طے صوفیہ کیلئے تھے۔ نہ کوئی دوسرا بھائی تھا نہ بہن۔

یہ حوالہ صفحہ 467 پر درج ہے

براہین احمدیہ پنجم ضمیمہ صفحہ 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 262 از مرزا قادیانی

الزمان - نحتوا من عند انفسهم ان مہدیہم مستتر فی سفارۃ - وینخرج فی آخر الزمان و  
یحیی مصابۃ رسول اللہ لیتقاتلہم باذیۃ - وان حسینا بن علی وان کان ما نجاہم من ظلم  
یزید - ولكن ینتیجہم بدمہ فی الیوم الآخر من عذاب شدید - وكذلك کل من حو  
ونجاب تحت هذا الجواب - وصحبت ان فرقة من الوهابیین الہندیین ینتظرون  
کمثل هذه الفرق شیخہم سید احمد الیریلوی وانفردوا اعمارہم فی خلوات منتظرین  
فہولاء کلہم محل رہم بمالم یرجع احد من کبراہم الی هذا الحین - بل رجوا المنتظرین  
الیہم وکمرحسوات فی قلوب المعبورین - فملخص القول ان عقیدۃ رجوع المسیح  
وحیاتہ کانت من نسج النصارى ومفتریاتہم - لیطمئنوا بالامانی ویزتوا الیہود  
وہمزاتہم - واما المسلمون فدخلوها من غیر ضرورۃ - وأخذوا من غیر شبکۃ - و  
اکلوا السم من غیر حلاوة - ولذا قبلوا رکتا من رکتی الملة النعوانیۃ - فاحسوا انکار  
من الرکن الثانی ارضی الکفلة - وانا فضلنا هذه الامور کلها فی الکتاب - وکفای  
هذا ان کنت من الطلاب - ان الذین ظنوا من المسلمین ان عیسی نازل من السماء  
ما اتبعوا الحق بل ہم فی دای الخلال یتیہون - مالہم بذالك من علم ان ہم الا  
ینحرون - أمر لوتوا من البرهان او علموا من القران فہم بہ مستمسکون - کلا  
بل اتبعوا احوال الذین ضلوا من قبل وترکوا ما قال ربہم ولا یبالون - وقد ذکر  
الفرقان ان عیسی قد تولى فی اى حدیث بعد ذالك یؤمنون - الا یفکرون فی مرق  
مبئی المسیح ام علی القلوب اقلالها ام ہم قوم لا یبصرون - ان الله کان قد منن  
علی بنی اسرائیل بموسى والنبیین الذین جاؤا من بعدہ منهم فحسوا انبیاکوم  
ففریقا کذبوا وفریقا یکتلون - فاراد الله ان ینزع منهم نعمتہ وریزما قوماً اخرین  
ثم ینظر کیت یبطلون - فبعث مثل موسی من قوم بنی اسرائیل وجعل علماء  
امتہ کانبیاء سلسلۃ الکلیم وکسر غرور الیہود بها بما کانوا یتکبرون - وانی  
نبینا کما اوتی موسی وزیادۃ وأتاه من الکتاب والمخلطام کمثله واحرق بہ  
قلوب الذین کلموا واستکبروا لعلہم یرجعون - فکا الله خلق الازواج کما

ضمیمہ حقیقتہ الوحی

۶۷۰

الاستفتاء

من تلك الآيات ولم تتبعون ما تشابه من القول وتكون البيئات المحكمات  
 الا تعلمون ان الكفار طلبوا في هذه الآية مجرة الصعود الى السماء من  
 نبينا خيرا الانبياء وزبدة الاصفياء. فاجابهم الله ان رفع بشر مع جسمه  
 ليس من عادته بل هو خلاف مواعيده وسنته ولو فرض ان عيسى رفع مع  
 جسمه الى السماء الثانية. فامحق هذا المنع وهذه الآية الم يكن عيسى بشرا  
 عند حضرة العزرة. ثم اتي حاجة اشتدت لرفعه الى السموات العلى، أرهقت  
 الارض بضيقها او ما بقى مفر من ايدي اليهود فيها فرفع الى السماء ليخفى  
 ايها الناس لا تجاوزوا حدود النجم القويم، وزنوا بالقسط المستقيم  
 ووالله ان موت عيسى خير للاسلام من حياته. وكل فتم الدين في حياته. استبدلوا  
 الذي هو شر بالذي هو خير. ولا تفرقون بين النفع والضير. ووالله لن يجتمع  
 حيات هذا الدين وحيات ابن مريم، وقد رثيم ما عثر حياته الى هذا الوقت  
 وما هدم، وترون كيف نصر النصارى حياته وقد ام، وجرح الدين الاقوم. و  
 لعانت ضيرة فيما بين يدينا كيف يتوقع خيرة فيما خلفنا. واذا جرت بنا الى طول  
 الزمان مضرات حياته. فاي خير يرجى من هذه العقيدة بعد ذلك مع ثبوت  
 معرآته، والعاقلة لا يعرض عن مجرباته. وان الله يوافي دروب الحكمة. ويرحم  
 عباده ويعصمهم من ابواب الضلالة. ولا شك ان حيات عيسى وعقيدة نزوله  
 باب من ابواب الاضلال. ولا يتوقع منه الا انواع الوبال. والله في افعاله حكيم  
 لا تعرفونها ومصالح لا تمسونها. ففكر ارحمكم الله ان عقيدة حيات عيسى كما  
 تصرون عليه الى هذا الآن ثم عقيدة نزوله في اخر الزمان امر ما اذا دم مثقال  
 ذرة. وما ايدد بيننا الذي هو خير الاديان. بل ايدد دين النصارى وادخل  
 افواجا من المسلمين في اهل الصليبان. فلا ادري اتي حاجة احسستم

الشرك والفجور ولست من الملمومين، فلو كان رجوعه الى الدنيا امر حقا قبل يوم  
القيامة فيلزم منه انه يكذب كذا باشيئا عند سؤال حضرة العزّة. وهذا باطل  
بالبداهة فالنزول باطل من غير الشك والشبهة فاستيقظوا يا فتیان۔  
این انتم من تعلیم القرآن۔ بل مات عیسیٰ کما ماتت اخوانه من النبیّین۔ ولم یبق  
کما تقرّون فی اخبار خیر المرسلین، اقرّتم فی حدیث سید الکائنات۔ انه  
فی السماء فی حجر علیّ من الاموات۔ کلاب هو میت ولا یعود الى الدنيا الى  
یوم یبعثون، ومن قال متعمداً اخلاص ذلك فهو من الذین هم بالقرآن یكفرون  
الا الذین خلوا من قبلهم عند ربهم معذرون، ویشهد القرآن انه یقول  
یوم القیامة۔ انی ما كنت مطلعاً علی ارتداد الامّة۔ ولا اعلم انهم اتخذوا فی القبا  
من دون رب البریة۔ وكذلك یبرء نفسه من علم نساد النصارى ووقوعهم  
فی الضلالة۔ فلو كان نازلاً قبل القیامة۔ لكان من شأنه ان یمدق بحضرة  
الله كما هو طریق البریة۔ بل هو من حیل الرسالة والامامة۔ فكيف یظن انه  
یختار الكذب یرتكب جرم اخفاء الشهادة۔ ویقول یارب ما عدت الى الدنيا  
ولیس لی علم باحوال امتی ولا اعلم ما صنعوا بعدی۔ فان هذا کذب شلیع  
تقشر منه الجلدة وتأخذ منه الرعدة۔ ولوفرضنا انه یقول کمثل هذه  
الاقوال۔ ویخفی متعمداً ازمن عوده الى الدنيا عند سؤال الله ذی الجلال

روى الامام البخارى عن المخيرة بن النعمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
انه يجاه برجال من امتى (یعنی يوم القیامة) فیؤخذ بهم ذات الشمال فاقول یا رب  
اصحابی فیقال انک لا تدرى ما احدثوا بعدک فاقول كما قال الصالح (یعنی حیث)  
وکتبت علیهم شهیداً اما دمت فیهم فلما توفیتنى کنت انت الرقیب علیهم کذا روى  
البخارى فی معنى التوفى عن ابن عباس قال متوفیک میتک۔ منه

لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور وہ حقیقت  
 جو الیاس نبیؑ کو دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی۔ اس سے کچھ  
 عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے کیسے موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ اس کا  
 انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہو گا اور امتی بھی۔ مگر کیا مریم کا بیٹا امتی  
 ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اس نے براہ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 پیروی سے درجہ نبوت پایا تھا؟ **هَذَا هُوَ الْحَقُّ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَعَلَّامٌ لِّمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ**  
**وَإِنَّكُمْ كُنْتُمْ نِسَاءً كُذِّبْتُمْ وَأَنْفُسَكُمْ تَتَّبِعُونَ فَبِمَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ**  
**عَلَى الْكَاذِبِينَ**۔ اور ہزاروں شمش کی جگہ اور تاویل کی جگہ یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آیا ہو گا کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کی طرف دوڑیں  
 تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل پڑھے گا اور  
 جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف  
 متوجہ ہو گا اور شراب پیئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ  
 پرواہ نہیں رکھیگا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی پائی  
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے  
 آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دے گا۔ اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔

حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ ان کی  
 پہلی آمد میں ان کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کدوری دکھلاتے رہے۔  
 پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آبد ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسری نکالیں گے۔  
 تا اس طرح پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے۔ مگر اب وہ زمانہ آنا جاتا ہے کہ خود عیسائی  
 ایسے عقائد سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جب انکی عقلیں ترقی کریں گی تو وہ بہت  
 آسانی سے اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا تیار ہو کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح  
 وہ بھی مشیرہ صحابہ اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

كنت السواد لناظري فحسى عليه الناظر من شارب بعدك فليمت فحليتك كنت لعائد  
یعنی اے میرے پیارے نبی! تو تو میری آنکھوں کی تیلی تھی اور میرے دیدوں کا نور تھا۔ پس  
میں تو تیرے مرنے سے اندھا ہو گیا۔ اب تیرے بعد میں دوسروں کی موت کا کیا غم کروں۔  
عیسیٰ مرے یا موسیٰ مرے۔ کوئی مرے مجھے تو تیرا ہی غم تھا۔ دیکھو عشق و محبت اسے کہتے ہیں  
جب صحابہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ نبی افضل الانبیاء جن کی زندگی کی اشد ضرورت تھی عمر طبعی  
سے پہلے ہی فوت ہو گئے تو وہ اس کلمہ سے سخت بیزار ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
تو مر جائیں مگر کسی دوسرے کو زندہ رسول کہا جائے۔ انہوں نے آج کل کے مسلمانوں پر کہ پادریوں  
کے ہاتھ سے اس بحث میں سخت ذلیل بھی ہوتے ہیں اور لا جواب اور کھسیانے ہو کر بحث کو  
ترک بھی کر دیتے ہیں مگر اس عقیدہ سے باز نہیں آتے کہ زندہ رسول فقط عیسیٰ علیہ السلام ہے  
جو آسمان کے تخت پر بیٹھا ہوا دوبارہ آنے سے محمدی ختم نبوت کو داغ لگانا چاہتا ہے۔  
انہوں نے یہ علماء اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ حضرت سید المرسلین و سید الانبیاء صلی اللہ  
علیہ وسلم کو ایک مردہ رسول قرار دینا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک زندہ رسول ماننا اس  
میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ہتک ہے اور یہی وہ جو با عقیدہ ہے جس کی  
شامت کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس زمانہ میں مرتد ہو چکے ہیں اور اصطلاح لے ہوئے  
گرجاؤں میں بیٹھے ہوئے ہیں مگر پھر بھی یہ لوگ اس باطل عقیدہ سے باز نہیں آتے۔ بلکہ  
میری مخالفت کی وجہ سے اور بھی اس میں اصرار کرتے اور حد سے بڑھتے جاتے ہیں۔ بلکہ  
بعض نابکار بولوی یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عیسیٰ مسیح سے نسبت ہی  
کیا ہے وہ تو از قسم ملائکہ تھا نہ انسان۔ اور صاف اور صریح اور روشن دلائل حضرت مسیح  
کی موت پر پیش کئے گئے ان کو میرے بعض سے مانتے نہیں۔ اور ان کی اس ہندو کی مثال  
ہے کہ ایک ایسے موقع پر جہاں صرف مسلمان رہتے تھے سخت بھوکا اور قریب الموت ہو گیا  
مگر مسلمانوں کے کھانے جو نہایت نفیس اور لذیذ موجود تھے جن کو اس ہندو کے کبھی باپ دادے



حصہ پنجم

۲۰۶

ضمیمہ برائے ابن احمد

ہاں اسبگہ ایک طالب حق کا یہ حق ضرور ہے کہ وہ یہ سوال پیش کرے کہ اس میں کیا حکمت اور مصلحت تھی کہ تدریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مشیل موسیٰ کر کے بیان کیا گیا لیکن انجیل میں خود عیسیٰ کر کے ہی بیان کر دیا گیا۔ اور کیوں جائز نہیں کہ عیسیٰ سے مراد وہ حقیقت عیسیٰ ہی ہو اور وہی دوبارہ آنے والا ہو۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو کسی طرح دوبارہ نہیں آسکتے کیونکہ وہ وفات پا گئے۔ اور ان کا وفات پا جانا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صریح لفظوں میں بیان فرما دیا ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس جماعت میں آسمان پر بھیجے ہوئے دیکھ لیا جو اس جہان سے گند چکنے ہیں۔ پھر تیسری شہادت یہ کہ تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کے اجماع سے تمام نبیوں کا فوت ہو جانا ثابت ہو گیا۔ پھر بعد اس کے فضل سلیم کی شہادت ہے جو شہادت شامہ ذکورہ کی مؤید ہے کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے عقل نے اس واقعہ کی کوئی نظیر نہیں دیکھی اور کوئی نبی آج تک نہ کسی مع جسم خاکی آسمان پر گیا اور وہاں آتا۔ پس چار شہادیں باہم مل کر قطعی فیصلہ دیتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم خاکی جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم خاکی زمین پر آنا یہ سب ان پر نہیں ہیں۔ افسوس کہ اسلام بت پرستی سے بہت دور تھا۔ لیکن آخر کار اسلام میں بھی بت پرستی کے رنگ میں یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کو ایسی خصوصیتیں دی گئیں جو دوسرے نبیوں میں نہیں پائی جاتیں۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس قسم کی بت پرستی سے مہلک بخشے۔ عیسیٰ کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ کی زندگی میں اسلام کی موت ہے۔ خدا وہ دن لاوے کہ غافل مسلمانوں کی نظر اس راہِ راست پر پڑے۔ آمین

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قطعی طور پر ثابت ہے تو پھر یہ گمان بیدار مت باطل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور ہا سوال مذکورہ کے اس حصہ کا جواب کہ ایک امتی کا عیسیٰ نام رکھنے میں کیا مصلحت تھی اور کیوں انجیل

آپ ہمیں چند وساوس کا جواب دیتے ہیں جن کا جواب بعض حق کے طالبوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے اور اکثر ان میں وہ وساوس ہیں جو عبد الحکیم خان اسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے تحریراً یا تقریراً لوگوں کے دلوں میں ڈالے اور اپنے مرتد ہونے پر ایسی فہر لگا دی کہ اب غالباً اس کا خاتمہ ایسی پہ ہوگا۔ میں نے ان چند وساوس کا جواب منشی برہان الحق صاحب شاہجہان پور کے اصرار سے لکھا ہے جو انہوں نے نہایت انکسار سے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ میں ذیل میں منشی برہان الحق کے خط کی اصل عبارت ہر ایک سوال میں لکھ کر اس کا جواب دیتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

## سوال (۱)

تزیان القلوب کے صفحہ ۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے۔ اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے کہ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ پھر یو یو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے خدا نے اس اُمت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ پھر یو یو صفحہ ۴۷۸ میں لکھا ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔

الجواب۔ یاد ہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی ہوشی ہے نہ کچھ غرض۔ کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تمیں بہتر ٹھیراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے قُلْ أَجْرُ دُنْفُسِی مِنْ ضَرْبِ الْمَخْطَابِ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے بڑھ کر اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے۔ یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توہم کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ

لے یہ جہالت۔ یو یو کے صفحہ ۴۷۸ میں ہے اس لئے ۲۷۵ کی جگہ ۴۷۸ کر دیا گیا ہے۔ (مسح)

۱۴۹

میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ انیوا لاسج میں ہی پڑا۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر چاہا تھا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سو نازل ہونگے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر عمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اسکے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہی مسیح ہو گا جو آنے والا تھا تو ہی ہے۔ اور ساتھ اس کے صد ہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میں تصدیق کیلئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پرچہ کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلائل سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موجود کے نام پر اسی امت میں سے آئیگا اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صد ہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلائل آیات اور نصوص صریحہ صدقہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موجود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہوا۔ مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے تجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اُس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مرنے لگا۔ مگر اُس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دے گا۔ پس یہ اُس خدا سے پوچھو کہ ایسا کرنے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا تصور ہے۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے، وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

رکتی تھی کہ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز داماد کی موت کا خبر کھانے لگتا۔ اور اس طرح ہلساں ہو کر ریحان الی الحق کرتے۔ کیا انسان میں یہ غاصبت نہیں کہ چشم دید تجربہ اس پر سخت اثر ڈالتا ہے۔ سو درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ کی موت نے اس کے وارثوں کو خاک میں ملادیا۔ اور ایسے غم میں ڈالا کہ گریاؤں اور سخت خوف میں پڑ گئے اور دعائیں اور تضرع میں لگ گئے۔ سو ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اس جگہ بھی تاخیر فرماتا۔ جیسا کہ آتم کے متعلق کی پیشگوئی میں تاخیر ڈالی۔ ہم عربی مکتوب میں لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی مشروط بہ شرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کر چکے ہیں کہ وحید کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی تخلف پذیر ہو سکتی ہے جیسا کہ انس کی پیشگوئی میں ہوا۔

سو چاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی۔ تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لٹنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان پر تو ڈال کوئی بھگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور نہایت صفائی سے ٹاک کٹ جائے گی۔ اور ذات کے سیلاب داغ ان کے مخوس چہروں کو بندوں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔ سنو اور یاد رکھو کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک لیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو ان کی تکذیب انہیں پر لعنت ہے۔ چاہیے کہ اپنی جانوں پر رحم کریں اور رُوسیا ہی کے ساتھ نہ مریں کیا انس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ مناب ٹل گیا۔ جس میں کوئی مشط بھی نہ تھی۔ اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تہیہ کے لئے یہ نشان تھا اس کے مرتبے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا ہمارے لیکر روتے تھے اور پیشگوئی کی منزلت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد صحت کا پ اٹھے تھے اور عورتیں جنہیں یاد کر آتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں چنانچہ وہ لوگ اس دن تک غم اور خوف میں تھے جب تک ان کے داماد سلطان کی مبعوث گئی۔ پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق ظہور میں آیا۔ خدا کے الہام میں جو قوی توبی

اور اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے چند پہلوں میں مشط طے نہیں ہو سکتا۔ ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ ہر توجہ و دلدادہ۔ یعنی وہ شخص جو میری پیشگوئی اور نیز وہ صاحب بلاد ہوگا۔ بظاہر چکے تھے اور لاداکر ان تمام خطوں میں کہہ کر وہ ہر ایک شہر کی طرف سے اور اولاد

## مکتوب نمبر ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ      نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

از طرف عاجز عائد باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم و مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اس کو غور سے پڑھا۔ جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی ان کریمانہ قدرتوں کو، جن کو میں نے بذات خود آزمایا ہے اور جو میرے پر وارد ہو چکی ہیں تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے اور بڑے بڑے مصائب شدائد سے مخلص بنھتا ہے اور جس کی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہے ضرور اُس پر مصائب نازل کرتا ہے تا اُسے معلوم ہو جاوے کہ کیونکر وہ نومیدی سے امید پیدا کر سکتا ہے۔

غرض فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر و کریم و رحیم ہے۔ البتہ صبر چاہیے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت سے وابستہ ہے۔ جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز جھلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا تو اللہ جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔ اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے زیادہ تر کامل معالج اور کوئی بھی نہیں۔ ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ہم بالکل اپنے تئیں نکلے اور بے ہنر سمجھیں اور ہر طرف سے قطع امید کر کے ایک ہی آستانہ کے منتظر رہیں۔ سو اگر آپ مجھے بشرط صبر و خلیب کہنے کی اجازت دیں تو میں اسی کامل معالج سے آپ کے علاج کی درخواست کرتا رہوں گا۔ بشرطیکہ آپ غلت نہ کریں۔ طلبگار باید صبور و حمول۔

اب مجھے کسی تدبیر ظاہری پر اعتقاد نہیں رہا۔ میں جانتا ہوں کہ تدبیر صائب بھی تب ہی سو جھتی ہے کہ جب خود قادر مطلق بند سے رہا کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوں اس طرح کہ جس طرح کوئی نہایت راحت بخش نشاط میں ہوتا ہے کہ ہم ایسا قادر و کریم اپنا مولانا رکھتے ہیں کہ جو قدرت بھی رکھتا ہے اور رحم بھی۔ آج میں نے چار کتابیں سیالکوٹ میں رجسٹری کرا کر بھیج دی ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا ہے۔ والسلام ☆

خاکسار۔ غلام احمد از قادیان

۲۲ فروری ۱۸۸۷ء

☆ الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۳

## مکتوب نمبر ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرئی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ ذوا معلومہ سے آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاٹھی و سستی و رطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم وعلّمہ احکم۔

اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں۔ تو میں خواہشمند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں۔ کبھی کبھی دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی ہے اس لئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے۔ لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے جس کام میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو راست کرے۔ اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا۔ مگر میں شکر گزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض خطرناک حواریں سے مجھ کو نکلی عطا کی۔ فالحمد للہ علی احسانہ۔ مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امرتسر سے واپس منگوایا گیا۔ فیروز پور کو وہ خاص ترجیح کونسی تھی؟ بلکہ میری دانست میں حال کے زمانہ میں دنیوی واقف کاروں سے کوئی معاملہ نہیں ڈالنا چاہئے کہ وہ عہد شکنی میں بڑے دلیر ہوتے ہیں۔ عمدہ اور سیدھا طریق یہ ہے کہ قانونی طور پر کارروائی کی جائے۔ اللہ جل شانہ بھی قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جب کوئی داد ستد تم کو تو اس معاملے کے بارے میں تحریر ہونی چاہئے۔ مطیع ایسا ہونا چاہئے جن کے پریس میں استاد

مئی ۱۸۸۳ء

” ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف تبدیل ہو گئی ہے اور آسودہ حال اور شکر گزار ہیں اور نہایت حمد کی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تھی چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی۔“

(مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۳ء مندرجہ الحکم جلد ۲ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۸)

مئی ۱۸۸۳ء

” پھر یہ اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الہی بخش نام کو منت منے کہ جو اس کتاب کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت چاس روپیہ بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی اس روز سے دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دعا کے لئے الحاج ہرچکا تھا مگر یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا اس لئے ان کے لئے دعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دی گئی تھی تو اس دن خیال آیا کہ آج منشی الہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ سو بعد نماز صبح وقت صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الہی بخش دونوں کے لئے دعا کی گئی۔ بعد دعا اس جگہ الہام ہوا۔“

سَدِّحَيْنِيهِمَا مِنَ الْفَقْرِ

... نوٹ سے نجات دیں گے... پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آ گیا کہ سرائے کا کام جاری ہو گیا ہے۔  
... میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۳ء مندرجہ الحکم جلد ۲ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۸ نمبر ۱۲

نومبر ۱۸۹۳ء

” ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت پیش آئی کہ باعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا... میری حالت ترقی کا عدم تھی اور پیرائے سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا... کہ آپ باعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے... غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دو انیس بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دو انیس میرے

لے براہین احمدیہ۔ (مرتب)

لے مراد نواب علی محمد خان صاحب آف جھڑ۔ (مرتب)

لے نواب علی محمد خان صاحب آف جھڑ۔ (مرتب)

لے جہا۔ نومبر ۱۸۹۳ء کو دہلی میں ہوئی۔ (مرتب)

یہ حوالہ صفحہ 473 پر درج ہے

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 98، 99 طبع چہارم، از مرزا قادیانی

منہ میں ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دو اینس نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلِ یقین سے معلوم کیا کہ وہ پُر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں بل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے: (تریق العلوب صفحہ ۲۵، ۲۶۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴)

۱۸۸۳ء  
 اِنَّ اللّٰهَ يَبْشُرُنِيْ فِيْ اَبْتَائِيْ بِبَشَارَةٍ بَعْدَ بَشَارَةٍ حَتّٰى يَبْلُغَ عَدَدَهُمْ  
 اِلٰى ثَلَاثَةِ وَاَتْبَاعِيْ يَوْمَ قَبْلِ وُجُوْدِهِمْ بِالْاِلٰهَامِ

(انجامِ آتم صفحہ ۱۸۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۸۲)

۳۰ دسمبر ۱۸۸۳ء  
 اِنِّيْ فَضَّلْتُكَ عَلٰى الْعَالَمِيْنَ قُلُّ اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا  
 (مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۳ء مندرجہ الحکم جلد ۱۹ نمبر ۲ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۲)

۱۸۸۵ء مارچ  
 ”معتف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجددِ وقت ہے اور روحانی طور پر اسکے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض برکت متابعت حضرت خیر البشر افضل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بعد و حرمان ہے۔“

(اقتدارِ ضمیر ترجمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۱۹)

۸ مارچ ۱۸۸۵ء  
 ”عاجز مؤتلف براہین احمدیہ حضرت قادی مطلق جمل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی نامہری اسرائیلی (سیح) کی طرز پر کمال مسیحی، فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاحِ خلق کے لئے کوشش کرے

لے (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے پیشوں کے بارہ میں بشارت کے بعد بشارت دی یہاں تک کہ ان کی تعداد تین تک پہنچائی اور مجھے ہی کی پہچان سے پہلے اللہ کے ذریعہ ان کی خبر دی۔ (نوٹ: اندر شب) اس کے متعلق حضرت ائمہ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رعایت سے فرمایا ”جسب میری شادی ہوئی اور میں ایک مینہ قادیان شیرگر پھر واپس دہلی گئی تو ان ایام میں حضرت مسیح موعود نے مجھے ایک خط لکھا کہ میں نے خواب میں تم سے تیس جوان لڑکے دیکھے ہیں: (سیرۃ الممدی صفحہ اول صفحہ ۱۲) لے (ترجمہ از مرتب) میں نے تجھ کو تمام جوانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔“



مجھ پر ہا کر جیسا کہ لوٹے کو دھوتے وقت کرتے ہیں پھینک دیا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ دودھ تھا۔ تو مجھے سخت ندامت ہوئی لیکن حضور نے بڑی نرمی اور دلجوئی سے فرمایا۔ اور بار بار فرمایا۔ کہ بہت اچھا ہوا کہ آپ نے اسے پھینک دیا۔ یہ دودھ اب خراب ہو چکا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ علاوہ ولداری کے حضرت صاحب کا منشا یہ ہوگا کہ لوٹے وغیرہ کی قسم کے برتن میں اگر دودھ زیادہ دیر تک پڑا رہے تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہاں عبد العزیز صاحب حضرت صاحب کے پرانے مخلصین میں سے ہیں اور اب ایک عرصہ سے پڑا رکھے کام سے بٹھا رہے ہو کہ قادیان میں سکونت پذیر ہو چکے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی عبدالعزیز صاحب کی بہت سی روایات مجھے مکرم مرزا عبدالحق صاحب دیکھ کر اور داسپوہ نے لکھ کر دی ہیں۔ نیز انشاء اللہ خیراً۔

۵۱۸  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ منشی عبدالعزیز صاحب اولوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک شخص مسی سالون ساکن سسکیواں نے میرے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی میت کی تھی۔ اب وہ مقبرہ پیشتی میں دفن ہیں۔ ان کو نزول الماد کی بیماری تھی۔ حضرت خلیفہ اولیٰ کو آنکھیں دکھائیں تو فرمایا۔ کہ پہلے پانی آکر مینائی بالکل جاتی رہے گی۔ تو پھر ان کا علاج کیا جائے گا۔ ان کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ طریق اختیار کیا۔ کہ جب کہیں وہ قادیان آتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھنے کا موقع پاتے تو حضور کا شملہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگا لیتے۔ کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری نزول الماد جاتی رہی اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی آنکھیں درست رہیں۔ کسی علاج وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو اس قسم کی سبب اور اذ شفا کے نونے اس وقت مسلم کی زندگی میں بھی کثرت سے ملتے ہیں اور حدیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔

۵۱۹  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ عاقلہ عابد علی صاحب مرحوم خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے تھے۔ کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی۔ تو ایک لڑکے تک تیرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو زہد جام عشق کے نام سے مشہور ہے۔ بنوا کا استعمال کیا۔ چنانچہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اولیٰ بھی فرماتے تھے۔ کہ میں نے اپنے سوا ایک بلالہ

امیر کو کھلایا۔ تو خدا کے فضل سے اس کے ماں بیٹا پیدا ہوا۔ جس پر اس نے پیرے کے کولے ہمیں  
تور دیئے۔

سخنزد جام عشق یہ ہے۔ جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔  
زعفران۔ دارچینی۔ جالفل۔ ایون۔ مشک۔ عطر قرعہ۔ شکر۔ قرقفل یعنی لونگ۔ ان سب  
کو ہون کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفار میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک  
گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے  
یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا۔ اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم۔  
خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل نے بیان کیا کہ  
روغن سم الفار کی مقدار اجزاء کی مقدار سے ڈھائی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی اگر یہ اجزاء ایک  
ایک تولہ کی صورت میں جمع کئے جائیں تو روغن سم الفار ڈھائی تولہ ہوگا۔ اور اسی طرح مولوی صاحب  
نے بیان کیا کہ ان اجزاء میں بعض اوقات مردارید بھی اسی نسبت سے یعنی فی تولہ چودہ پر ڈھائی  
تولہ مردارید زیادہ کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور  
حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ روغن سم الفار اس طرح تیار کروایا کرتے تھے کہ مثلاً ایک تولہ سم الفار  
کو باریک پیس کر اُسے دو سیر دودھ میں حل کر کے دہی کے طور پر جاگ لگا کر جمادیتے تھے اور پھر  
اس دہی کو بلو کر جو ممکن نکلتا تھا اسے بصورت گھی صاف کر کے استعمال کرتے تھے۔ اور نسخہ میں  
جو روغن سم الفار کی مقدار بتائی گئی ہے۔ وہ اسی روغن سم الفار کی مقدار ہے نہ کہ خود سم الفار  
کی۔ اور تیار شدہ دعائی کی خوراک نصف رتی سے ایک رتی تک ہے جو دن رات میں ایک دفعہ  
کھائی جاتی ہے اور کسی کسی ناغہ بھی کرنا چاہیے۔

۵۰۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح علیہ  
علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہمارے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور الہام ہے کہ نزلت الرحمة  
على الثلاثة العین و علی الاخوانین۔ یعنی تمہارے تین اعضاء پر دعائی رحمت کا نزول  
ہے ایک ان میں سے آنکھ ہے اور دوا اور اعضاء ہیں۔ فرماتے تھے۔ دوسرے دوا اعضاء کا نام

نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بوسا کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر  
 بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جہا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے  
 جدا ہو۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سوسنی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا حلال انداز نہیں۔  
 جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگر چہ نظر آتے  
 ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہو۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا۔ یہی بھید ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں۔ اور اس میں  
 دو زندگی نہیں آئی اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا اور کشمیر سری نگر محلہ خان یار  
 میں ٹسکی قبر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کے مرجانے کی خبر دی ہے۔ اور اگر اس آیت کے  
 اور معنی ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے؟ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر  
 وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں۔ تو گویا قرآن نے اسکے مرنے کا کہیں ذکر نہیں کیا  
 کہ وہ کسی وقت مر گیا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی۔ مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کے  
 مرنے کی خبر نہ دی۔ اس میں کیا راز ہے؟ اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی اس آیت میں خبر ہے کہ فَلَمَّا  
 تَوَفَّيْتِنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةُ آيَاتٍ تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسا ئیل  
 کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں۔ غرض اگر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتِنِي کے معنی ہیں کہ جس زندہ عیسیٰ کو  
 آسمان پر اٹھالیا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جس کی زندگی

جیسا محققوں نے اسی رشتہ کو ظاہر کیا ہے۔ دیکھو کتاب سو پر نیچرل بیسٹری صفحہ ۵۱۲۔ مگر تفصیل پہلے صفحہ ۱۸  
 ہماری کتاب تحفہ گو راویہ کا صفحہ ۱۳۹ دیکھو۔

اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ وہ دنیا میں آئے والے  
 ہوتے تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسیٰ کا جس جھوٹ ٹھہرتا ہو کہ مجھے عیسا ئیل بگڑنے کی خبر نہیں۔  
 جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس برس رہا اور کہہ دیا عیسا ئیل کو دیکھا جو اسکو خدا جانتے تھے اور عیسا ئیل  
 تھے اور تمام عیسا ئیل کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کیوں پائی میں یہ خدا کر سکتا ہو کہ مجھے عیسا ئیل کے بگڑنے کی خبر نہیں۔

۱۹۲

من جعلتها هذا الهام، أعني يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي ومطهرك من  
الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة،  
وان الله قد سماك في هذا عيسى؛ ومن جعلتها الهام آخرها طيني ربي فيه  
وقال اني خلقتك من جوهر عيسى وانك وعيسى من جوهر واحد وكشيئ  
واحد؛ ومن جعلتها الهام سمي فيه كل من خالفني من العلماء اليهود و  
النصارى. ثم ما ألهمت الى عشر سنين يمثل هذه الالهامات وما كنت  
أدرى اني أومر بعد هذه المدة الطويلة وأسن مسيحا موعودا من الله تعالى  
بل كنت ظلمت ان المسيح نازل من السماء كما هو مركز في مدارك القوم؛ ولكني  
كنت اقول في نفسي تعجبا ان الله ليم سماك عيسى ابن مريم في الهامه المتواتر  
المتتابع ولیم قال انك وانه من جوهر واحد، ولیم سمي المختالفين اليهود  
والنصارى؛ فظهرت على معاني تلك الالهامات والاشارات بعد

وعن ابن مسعود لا يأتي مائة سنة وعلى الارض نفس متفوسة اليوم رواه مسلم،  
وهكذا ذكر البخاري في صحيحه والمضمون واحد لا حاجة الى الاعادة. فوجب  
من هذا على كل مؤمن ان يؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله  
صلى الله عليه وسلم والا فكيف يمكن التخلف فيما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
يوس من الله تعالى مؤكدا بقسمه، والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تأويل  
فيه ولا استثناء والافأى فائدة كانت في ذكر القسم؛ فتدبرك المفتشين المحققين.  
واما تطبيق هذين الحديثين فلا يمكن الا بعد تأويل حديث الدجال وجعله من  
قبيل الاستعارات؛ فنقول ان حديث خروج الدجال يدل على خروج طائفة  
الكذابين في آخر الزمان من قوم النصارى، وفي الحديث اشارة الى انهم يشابهون  
آباءهم المتقدمين في مكرهم وخذيعتهم وانواع فتنتهم وحوسمهم على اضلال الناس  
كانهم هم، الا ان آباءهم كانوا مقيدين بالسلاسل والاغلال ولكن هؤلاء يخرجون  
من ذلك السجن ويضع الله عنهم اغلالهم فيعيشون يمينًا وشمالًا ويفسدون في الارض

۲۶

یہ حوالہ صفحہ 476 پر درج ہے

عمامت البشریٰ صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا قادیانی

ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة - پس ہم گنہگار ہونگے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے۔ اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا مصیبت ہے حج کرنا مشروط بشرائط ہے مگر فقہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود سوچ لو کہ کیا ہم قرآن کے قطعی حکم کی پیروی کریں یا اٹھیں حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔

ماسوا اس کے میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا تول اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر بموجب نعوس قرآنیہ و حدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھانی جائیں تا ان پر عمل کیا جائے۔ لہذا اگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ باعتبار آپ کے مامور ہو کر آئیگا قبل دجال ہے جس کی تاویل ہمارے نزدیک اہل باطلہ بذریعہ حج و آیات ہے تو پھر وہی کام پہلے کرنا چاہیے۔ اگر کچھ دیانت و تقویٰ ہے تو ضرور اس بات کا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں آکر پہلے کس فرض کو ادا کریگا۔ کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا یہ کہ پہلے دجالی فتوں کا قصہ تمام کرے گا۔ یہ مسئلہ کچھ بائبل نہیں ہے حج بخاری یا سلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے تو تو ہم بہر حال حج کو جائیں گے۔ ہرچہ باءا باد۔ لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصالِ فتن دجالیہ ہے تو جب تک اس کام سے ہم فریفت نہ کریں حج کی طرف رخ کرنا خلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے

۴۱۹  
۴۱۸  
۴۱۷  
۴۱۶  
۴۱۵  
۴۱۴  
۴۱۳  
۴۱۲  
۴۱۱  
۴۱۰  
۴۰۹  
۴۰۸  
۴۰۷  
۴۰۶  
۴۰۵  
۴۰۴  
۴۰۳  
۴۰۲  
۴۰۱  
۴۰۰  
۳۹۹  
۳۹۸  
۳۹۷  
۳۹۶  
۳۹۵  
۳۹۴  
۳۹۳  
۳۹۲  
۳۹۱  
۳۹۰  
۳۸۹  
۳۸۸  
۳۸۷  
۳۸۶  
۳۸۵  
۳۸۴  
۳۸۳  
۳۸۲  
۳۸۱  
۳۸۰  
۳۷۹  
۳۷۸  
۳۷۷  
۳۷۶  
۳۷۵  
۳۷۴  
۳۷۳  
۳۷۲  
۳۷۱  
۳۷۰  
۳۶۹  
۳۶۸  
۳۶۷  
۳۶۶  
۳۶۵  
۳۶۴  
۳۶۳  
۳۶۲  
۳۶۱  
۳۶۰  
۳۵۹  
۳۵۸  
۳۵۷  
۳۵۶  
۳۵۵  
۳۵۴  
۳۵۳  
۳۵۲  
۳۵۱  
۳۵۰  
۳۴۹  
۳۴۸  
۳۴۷  
۳۴۶  
۳۴۵  
۳۴۴  
۳۴۳  
۳۴۲  
۳۴۱  
۳۴۰  
۳۳۹  
۳۳۸  
۳۳۷  
۳۳۶  
۳۳۵  
۳۳۴  
۳۳۳  
۳۳۲  
۳۳۱  
۳۳۰  
۳۲۹  
۳۲۸  
۳۲۷  
۳۲۶  
۳۲۵  
۳۲۴  
۳۲۳  
۳۲۲  
۳۲۱  
۳۲۰  
۳۱۹  
۳۱۸  
۳۱۷  
۳۱۶  
۳۱۵  
۳۱۴  
۳۱۳  
۳۱۲  
۳۱۱  
۳۱۰  
۳۰۹  
۳۰۸  
۳۰۷  
۳۰۶  
۳۰۵  
۳۰۴  
۳۰۳  
۳۰۲  
۳۰۱  
۳۰۰  
۲۹۹  
۲۹۸  
۲۹۷  
۲۹۶  
۲۹۵  
۲۹۴  
۲۹۳  
۲۹۲  
۲۹۱  
۲۹۰  
۲۸۹  
۲۸۸  
۲۸۷  
۲۸۶  
۲۸۵  
۲۸۴  
۲۸۳  
۲۸۲  
۲۸۱  
۲۸۰  
۲۷۹  
۲۷۸  
۲۷۷  
۲۷۶  
۲۷۵  
۲۷۴  
۲۷۳  
۲۷۲  
۲۷۱  
۲۷۰  
۲۶۹  
۲۶۸  
۲۶۷  
۲۶۶  
۲۶۵  
۲۶۴  
۲۶۳  
۲۶۲  
۲۶۱  
۲۶۰  
۲۵۹  
۲۵۸  
۲۵۷  
۲۵۶  
۲۵۵  
۲۵۴  
۲۵۳  
۲۵۲  
۲۵۱  
۲۵۰  
۲۴۹  
۲۴۸  
۲۴۷  
۲۴۶  
۲۴۵  
۲۴۴  
۲۴۳  
۲۴۲  
۲۴۱  
۲۴۰  
۲۳۹  
۲۳۸  
۲۳۷  
۲۳۶  
۲۳۵  
۲۳۴  
۲۳۳  
۲۳۲  
۲۳۱  
۲۳۰  
۲۲۹  
۲۲۸  
۲۲۷  
۲۲۶  
۲۲۵  
۲۲۴  
۲۲۳  
۲۲۲  
۲۲۱  
۲۲۰  
۲۱۹  
۲۱۸  
۲۱۷  
۲۱۶  
۲۱۵  
۲۱۴  
۲۱۳  
۲۱۲  
۲۱۱  
۲۱۰  
۲۰۹  
۲۰۸  
۲۰۷  
۲۰۶  
۲۰۵  
۲۰۴  
۲۰۳  
۲۰۲  
۲۰۱  
۲۰۰  
۱۹۹  
۱۹۸  
۱۹۷  
۱۹۶  
۱۹۵  
۱۹۴  
۱۹۳  
۱۹۲  
۱۹۱  
۱۹۰  
۱۸۹  
۱۸۸  
۱۸۷  
۱۸۶  
۱۸۵  
۱۸۴  
۱۸۳  
۱۸۲  
۱۸۱  
۱۸۰  
۱۷۹  
۱۷۸  
۱۷۷  
۱۷۶  
۱۷۵  
۱۷۴  
۱۷۳  
۱۷۲  
۱۷۱  
۱۷۰  
۱۶۹  
۱۶۸  
۱۶۷  
۱۶۶  
۱۶۵  
۱۶۴  
۱۶۳  
۱۶۲  
۱۶۱  
۱۶۰  
۱۵۹  
۱۵۸  
۱۵۷  
۱۵۶  
۱۵۵  
۱۵۴  
۱۵۳  
۱۵۲  
۱۵۱  
۱۵۰  
۱۴۹  
۱۴۸  
۱۴۷  
۱۴۶  
۱۴۵  
۱۴۴  
۱۴۳  
۱۴۲  
۱۴۱  
۱۴۰  
۱۳۹  
۱۳۸  
۱۳۷  
۱۳۶  
۱۳۵  
۱۳۴  
۱۳۳  
۱۳۲  
۱۳۱  
۱۳۰  
۱۲۹  
۱۲۸  
۱۲۷  
۱۲۶  
۱۲۵  
۱۲۴  
۱۲۳  
۱۲۲  
۱۲۱  
۱۲۰  
۱۱۹  
۱۱۸  
۱۱۷  
۱۱۶  
۱۱۵  
۱۱۴  
۱۱۳  
۱۱۲  
۱۱۱  
۱۱۰  
۱۰۹  
۱۰۸  
۱۰۷  
۱۰۶  
۱۰۵  
۱۰۴  
۱۰۳  
۱۰۲  
۱۰۱  
۱۰۰  
۹۹  
۹۸  
۹۷  
۹۶  
۹۵  
۹۴  
۹۳  
۹۲  
۹۱  
۹۰  
۸۹  
۸۸  
۸۷  
۸۶  
۸۵  
۸۴  
۸۳  
۸۲  
۸۱  
۸۰  
۷۹  
۷۸  
۷۷  
۷۶  
۷۵  
۷۴  
۷۳  
۷۲  
۷۱  
۷۰  
۶۹  
۶۸  
۶۷  
۶۶  
۶۵  
۶۴  
۶۳  
۶۲  
۶۱  
۶۰  
۵۹  
۵۸  
۵۷  
۵۶  
۵۵  
۵۴  
۵۳  
۵۲  
۵۱  
۵۰  
۴۹  
۴۸  
۴۷  
۴۶  
۴۵  
۴۴  
۴۳  
۴۲  
۴۱  
۴۰  
۳۹  
۳۸  
۳۷  
۳۶  
۳۵  
۳۴  
۳۳  
۳۲  
۳۱  
۳۰  
۲۹  
۲۸  
۲۷  
۲۶  
۲۵  
۲۴  
۲۳  
۲۲  
۲۱  
۲۰  
۱۹  
۱۸  
۱۷  
۱۶  
۱۵  
۱۴  
۱۳  
۱۲  
۱۱  
۱۰  
۹  
۸  
۷  
۶  
۵  
۴  
۳  
۲  
۱

ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة۔ پس ہم گنہگار ہونگے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے۔ اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا معصیت ہے حج کرنا مشروط بشرائط ہے مگر فتنہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود سوچ لو کہ کیا ہم قرآن کے قطعی حکم کی پیروی کریں یا اس حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔

ماہوا اس کے میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا تول اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر بموجب نعویں قرآنیہ و حدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھلائی جائیں تا ان پر عمل کیا جائے۔ لہذا اگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ باعتبار آپ کے ماورد ہو کر آئیگا قتل دجال ہے جس کی تاویل ہمارے نزدیک اہلاک مل باطلہ بذریعہ حج و آیات ہے تو پیروی کام پہلے کرنا چاہیے۔ اگر کچھ دیانت و تقویٰ ہے تو ضرور اس بات کا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں اگر پہلے کس فرض کو ادا کریگا۔ کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا یہ کہ پہلے دجالی فتنوں کا قصہ تمام کرے گا۔ یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں ہے صحیح بخاری یا سلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے تو لو ہم بہر حال حج کو جائیں گے۔ ہرچہ باءا باد۔ لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتن دجالیدہ ہے تو جب تک اس کام سے ہم فراغت نہ کریں حج کی طرف رخ کرنا خلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے

اس جگہ کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ لہذا آہام میں یہ لکھا ہے کہ دجال کا طواف برقی سے ہوگا جس طرح چور گھوڑوں کا طواف برقی سے کرتا ہے اب یہ بیان اس کے مخالف ہے۔ کیونکہ دجال درحقیقت ایک گروہ مسلمین



جاتی ہے

ایک شخص نے عرض کی کہ مناعت مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ  
مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے ؟

فرمایا :-

یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے صرف دو دن کا راستہ مدینہ اور مکہ میں تھا مگر آپ نے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام کر سکتے تھے۔ لیکن حج کے واسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہاں تک پہنچنے اور امن کے ساتھ حج ادا کرنے کے وسائل موجود ہوں۔ جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا ہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خوف نہیں کرتے تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا فرض ہے کہ ہم حج نہیں کرتے کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ میں لے گا اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے ؟ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مژدہ ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار طعن کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دے گا تاکہ آئندہ مولویوں کا فتنہ راج ہو۔ تاقی شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراض ان کا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی پڑتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔

فرمایا :-

توکل

توکل کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی طرف ٹھکنے والے کسی شائع نہیں ہوتے۔ جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اس کو مواسے وقت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہمیشہ سے سنت اللہ ہی چلی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اس کو پاتے ہیں اور جو اس کے پیچھے دوڑے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگر چند روز کھردریب سے کچھ حاصل بھی کریں تو وہ لامحالہ ہے کیونکہ آفران کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں مددہ لوگ وہی گذرے ہیں جنہوں نے دین کے تقابہ میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی۔ ہندوستان میں طلبہ الدین اور مسیحی الدین خدا کے اولیاء گذرے ہیں۔ ان لوگوں نے

نے اس ڈنہی پر کون ہماریخ تو صبح نہیں لیکن اندازاً جولائی سنہ ۱۹۱۷ء کی کسی تاریخ کے یہ معلومات ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (مرتب)



۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء

وقت سیر

ایک الہام

فرمایا کہ:

مجھے الہام ہوا اگر اس کا آخری حصہ یہ ہے دوسرے الفاظ یاد نہیں رہے جو الفاظ یاد ہیں وہ یہ ہیں **فِيهِ خَيْرٌ وَبَرَكَاتٌ**۔ اس کا ترجمہ بھی بتلایا گیا اس میں تمام دنیا کی بھلائی ہے۔

منافعوں کے اس اعتراض پر کہ مرزا صاحب حج حج نہ کرنے پر اعتراض کا جواب کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا:

کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ جو خدمت خدا تعالیٰ نے اول رکھی ہے اس کو پس انداز کر کے دوسرا کام شروع کر دیوے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عام لوگوں کی خدمات کی طرح طبعین کی عبادت کام کرنے کی نہیں ہوتی۔ وہ خدا تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی سے ہر ایک امر کو بجالاتے ہیں۔ اگرچہ شرعی تمام احکام پر عمل کرتے ہیں مگر ہر ایک حکم کی تقدیم و تاخیر الہی ارادہ سے کرتے ہیں۔ اب اگر ہم حج کو چلے جاویں تو گویا اس خدا کے حکم کی مخالفت کر نیوالے ٹھہرنے لے اور **مِنْ اَسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا** (ال عمران ۹۸) کے بارے میں کہتا ہے حج الکریم میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ناز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو حج ساقط ہے۔ حالانکہ اب جو لوگ جاتے ہیں ان کی کئی نمازیں فوت ہوتی ہیں۔ مامورین کا اول فرض تبلیغ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ سال مکہ میں رہے آپ نے کتنی دفعہ حج کئے تھے؟ ایک دفعہ بھی نہیں کیا تھا۔

سوال :- کیا قرآن میں کوئی صریح آیت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حج بلا ہجرت

حضرت عیسیٰ کی بے باپ پیدائش

کے پیدا ہونے تھے؟ فرمایا کہ:-

جواب :- یسعی اور عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو ایک جامع کرنا اس امر بدولت کرتا ہے کہ جیسے یسعی علیہ السلام کی پیدائش خارق طریقے سے ہے ویسے ہی مسیح علیہ السلام کی بھی ہے۔ پھر یسعی علیہ السلام کی پیدائش کا حال بیان کر کے یہ بھی بتلایا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا حال بیان کیا ہے یہ ترتیب قرآن بھی بتلاؤں کہ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف ترقی کی ہے یعنی جس قدر معجزات نملیٰ کی قوت یسعی کی پیدائش میں ہے اس سے بڑھ کر مسیح کی پیدائش میں ہے۔ اگر اس میں کوئی معجزانہ بات نہ تھی تو یہ یسعی حضرت زکریا علیہ السلام بہت ہی بڑھے تھے اور انکی بیوی بانجھ تھی۔ (الحکم جلد ۱ صفحہ ۲۸۰ مورخہ ۱۹۰۳ء)

کھنٹیں نے ابھی بیعت نہ کی تھی۔

خاکسار عرومن کرتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب روم کے حضرت صاحب سے قریب تعلقات تھے جو نابا حضرت خلیفۃ الاولیاء کے واسطے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب روم نے بیعت کچھ بڑھ کر بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرومن کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش آوازگی کے علاوہ ان کی زبانوں میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۷۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد امین صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ احکامات نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے منب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصیبت اور خیر نہیں رکھا۔ رات کو وقت درود و وظائف دشفا پڑھتا اور دعا گنج ہر شے۔ درود تاج۔ حزب الہم۔ دعائے سریانی وغیرہ انہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عرومن کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مال کھانا سے انتظام نہیں تھا۔ کچھ بھروسہ ہی جائز اور وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام بنا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تھاپ جہاد کے کام میں نہ ہک رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج ہل کر دیا۔ احکامات ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوئے مگر ماموریت کے بعد وجہ قلبی جہاد اور دیگر معروفیت کے نہیں بیٹھے سکے۔ کیونکہ یہ نیکیاں احکامات سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کسی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رکعت وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۷۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد امین صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی معمول میں مائی اور پیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آنے تک باہر ایک طرف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور واژنہ آنکھوں کی یہ حالت

اس الہام الہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بارہا آزما گیا ہے کہ وحی الہی میں دلی تسلی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑ سے اس خاصیت کی وہ یقین ہے جو وحی الہی پر ہو جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اس کے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ الیس اللہ بکاف عبدہ تو میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کریگا۔ تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاو اہل نام کو جو ساکن قادیان ہو اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اسکو سنایا اور اس کو امرتسر بھیجا کہ تاحکم مولوی محمد شریف کلا نوری کی معرفت اسکو کسی گیند میں گھدوا کر اور مہر بنوا کر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعے سے وہ انگلشٹری بصرہ (الندف) ایس بجایا مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے یہ اس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گننام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گننامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اسکے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع فرمایا اور ایسی متواتر فتوحات سے

مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی اُمید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اسی نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہیے کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک شرح ہو جاتا ہے یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوانی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہیے کہ یہ پیشگوئی یعنی ایس اشد بکاؤن عہدہ کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مغتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت اور ادبار اور اقبال ہے۔ اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیسٹ برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو۔ تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ہزار ہا روپیہ کی آمدنی اس طرح ہی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں اور نیشنل ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔

۲۲۱۔ تیسرا نشان۔ ڈپٹی عبد اشد آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو بہت صفائی سے پوری ہو گئی ہے اور یہ دراصل دو پیشگوئیاں تھیں۔ اول یہ کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مر جائیگا وہ سہری یہ کہ اگر وہ اپنے کلام سے باز آجائے گا جو اُس نے شائع کیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت

چہ حاتم۔ مگر چہ منی آمدوں کے ذریعہ ہزار ہا روپے آچکے ہیں۔ مگر اُس سے زیادہ وہ ہیں جو خدا مخلص لوگوں نے اگر دئے اور جو خطوط کے اندر نوٹ آئے اور بعض مخلصوں نے نوٹ یا سونا اس طرح بھیجا جو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھ اب تک معلوم نہیں کہ ان کے نام کیا کیا ہیں۔ منہ



۱۸۹۶ء "أَلْقَىٰ نِيَّ رُوَيْحِي أَنَا كَتَبْتُ هَذِهِ الْمَكْتُوبَةَ فِي الْعَرَبِيَّةِ وَالتَّرْجُمَةَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَ  
أَرَعَى النَّوَاطِرَ فِي النَّوَاصِرِ الْأَصْلِيَّةِ وَأَوْسَعَ التَّيْلِيغَةَ بِاللُّسِينِ الْإِسْلَامِيَّةِ لِيَكُونَ  
بَلَاغًا تَأْتِي نَظْمًا لِلطَّالِبِينَ." (انجام آتم صفحہ ۷۵، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۷۵، ۷۶)

۱۸۹۶ء "يَا أَحْمَدِي أَنْتَ مَرَادِي وَمَعِينِي. يَحْمَدُكَ اللَّهُ مِنْ عَرْشِهِ"  
(انجام آتم صفحہ ۷۷، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۷۷)

۱۸۹۶ء "أَنْتَ عَيْسَى الَّذِي لَا يُضَاعُ وَقَتُّهُ. كَيْمِثْلِكَ دُرٌّ لَا يُضَاعُ. جَرِيئُ اللَّهِ  
فِي حَبْلِي الْأَنْبِيَاءِ." (انجام آتم صفحہ ۷۷، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۷۷)

۱۸۹۶ء "إِنِّي مُرْسِلُكَ إِلَى قَوْمٍ مُفْسِدِينَ. وَإِنِّي جَائِعُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا. وَإِنِّي مُسْتَخْلِفُكَ  
إِنَّمَا مَا كَابَرْتِ سُنَّتِي فِي الْأَوَّلِينَ." (انجام آتم صفحہ ۷۸، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۷۸)

۱۸۹۶ء "إِنَّكَ أَنْتَ وَبَنِي الْمَيْمِجِ بْنِ مَرْيَمَ. وَأُرْسِلْتَ لِيَقَعَّ مَا وَعَدَ مِنْ قَبْلُ  
رَبِّكَ الْأَكْوَمَ. إِنَّ وَعْدَهُ كَانَ مَفْعُولًا وَهُوَ أَصْدَقُ الصَّادِقِينَ"  
(انجام آتم صفحہ ۸۰، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۸۰)

۱۔ (ترجمہ از مرتب) میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں اس کتاب کو عربی زبان میں لکھوں اور فارسی میں اس کا ترجمہ کروں،  
اور اس طرح دیکھنے والوں کو ختم، سبزہ زاروں میں پھراؤں اور تبلیغ کو اسلامی زبانوں میں پھیلاؤں تاکہ کھانا جان حق کے لئے  
تبلیغ مرتبہ کمال کی پہنچ جائے۔

۲۔ یعنی مکتوب مشہور کتاب انجام آتم صفحہ ۷۲ تا ۷۸، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۷۲ تا ۷۸۔ (ترجمہ)  
۳۔ (ترجمہ از مرتب) اسے سبزہ زاروں میں پھراؤں اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے  
۴۔ (ترجمہ از مرتب) تو عیسیٰ ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جاتا۔ تیرے جیسا موت ضائع نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرستادہ  
نبیوں کے لباس میں۔

۵۔ (ترجمہ از مرتب) میں تجھے ایک مفسد قوم کی طرف بھیجا ہوں۔ اور میں تجھے لوگوں کا امام بنانا ہوں۔ اور میں تجھے  
اکرام سے خلیفہ مقرر کرتا ہوں جیسا کہ پہلے لوگوں میں میری سنت رہی ہے۔

۶۔ (ترجمہ از مرتب) تو ہی میری طرف سے مسیح ابن مریم ہے۔ اور اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تا وہ جو وعدہ تیرے رب اکرم

عملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اَللّٰهُ حَافِظُهُ۔ عِنَايَةُ اَللّٰهِ حَافِظُهُ۔ نَحْنُ نَزَّلْنَاهُ  
 وَرَاقَاةً لِّعَايِنَتِهِمْ۔ اَللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ بِخَيْرٍ فَوَنُوكَ مِنْ  
 دُوْنِهِ اَيُّمَّةٌ اَكْثَرٌ۔ لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى۔ تَتَّصِرُكَ اَللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ مِنْ بَيْنِ  
 لَفْظِ عَظِيْمٍ۔ كَتَبَ اَللّٰهُ لَكَ لِقَابًا اَعْلٰى اَنَا وَرَسُوْلِيْ۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ۔ اَنْتَ مَعِيْ وَ اَنَا  
 مَعَكَ۔ خَلَقْتُ لَكَ لَيْلًا وَ نَهَارًا۔ اِهْتَمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّ قَدْ غَفَرْتُ لَكَ۔ اَنْتَ بِسِتْرِيْ  
 بِسَنِيْلَةٍ لَا يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنَّ اَصْحَابَ الْكُفْرِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيَاتِنَا  
 عَجَبًا۔ قُلْ هُوَ اَللّٰهُ عَجِيْبٌ۔ لَمْ يَزِدْهُ فِىْ شَيْءٍ۔ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ  
 مَا قَنَطُوْا۔ كُنْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔ وَبَيِّنِ الْاٰيَاتِ الْكَلِمَةَ لِقَوْمٍ  
 قَدْ مَرَّ بِذِيْ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ اِلَيْهِ يُنْفَعُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ۔ سَلَامٌ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ  
 صَافِيْنَا وَ تَجِيْنَاةً مِنَ الْفِتْرِ۔ تَقْرٰنُ ذٰلِكَ اِلَيْكَ۔ فَاتَّخِذْ ذٰلِكَ مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّیٰ

(اربعین نمبر ۷ صفحہ ۶ تا ۹ مطبوعہ دہلی ۱۹۷۳ء۔ روحانی خزائن جلد ۱، صفحہ ۲۳۱ تا ۲۳۵)

ترجمہ :- اسے احمد بخدا نے تجھ میں برکت ڈالی۔ اس نے تجھے قرآن سکھایا تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرا دے جن کے  
 باپ داد سے نہیں ڈرائے گئے۔ اور تاکہ مجرموں کی راہ گھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون کون مجرم ہے۔ کہ وہ  
 کیسے پر خدا کا حکم نازل ہوا ہے اور میں تمام مومنوں سے پہلا ہوں۔ وہ خدا جس نے اپنے فرستادہ کو بھیجا۔ اس کے  
 دو امر کے ساتھ اُسے بھیجا ہے ایک تو یہ کہ اُس کو نعمت ہدایت سے مشرف فرمایا ہے..... اور دین الحق عطا کیا گیا  
 ہے..... کہ وہ اسلام کی خوبی اور فوقیت ہر ایک پہلو سے تمام مذاہب پر ثابت کر دے..... اور تم ایک گڑھے کے  
 کنارہ پر تھے۔ خدا نے تمہیں اس سے نجات دی۔ اور یہ ابتداء سے مقدر تھا۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اور وہ  
 ہنسی کرنے والوں کے لئے کافی ہو گا۔ یہ تمام کاروبار خدا کی رحمت سے ہے۔ وہ اپنی نعمت تیسرے پر پوری کرے گا،  
 تاکہ لوگوں کے لئے نشان ہو۔ اُن کو کہہ دے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے  
 محبت کرے۔ اور اُن کو کہہ دے کہ میرے پاس میری سچائی پر خدا کی گواہی ہے پس کیا تم خدا کی گواہی قبول کرتے ہو یا نہیں۔  
 اور اُن کو کہہ دے کہ تم اپنی جگہ پر کام کرو اور میں اپنی جگہ پر کرتا ہوں پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کے ساتھ ہے  
 خدا نے تمہیں تمہاری فرمائش ہے کہ تم پر رحم کرے اور اگر تمہیں ثمنہ پیر یا تو وہ بھی ثمنہ پیر ہے گا اور سچائی کے مخالف ہمیشہ  
 کے زندان میں رہیں گے۔ جتنے کو یہ لوگ ڈراتے ہیں۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے میرا نام متوکل رکھا  
 خدا وحی پر سے تیری تعریف کر رہا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے اور تیسرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا  
 کے نور کو اپنے ثمنہ کی چھونکوں سے بچا دیں مگر خدا اُس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کرے اگرچہ شکر  
 کراہت کریں۔ ہم عنقریب اُن کے دلوں میں کعب ڈالیں گے جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ جاری طوت  
 رجوع کرے گا تو تمہیں جانے گا کہ کیا یہ سچ نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا اور کہتے ہیں کہ یہ صرف بناوٹ ہے۔ اُن کو کہنے

يُكْتَفَى الصَّدَقُ وَيَخْسَرُ الْغَايِرُونَ. اَقِيْمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي. اَنْتَ مَعِيَ وَاَنَا مَعَكَ  
 سِرُّكَ سِرِّي. وَصَفَعْنَا عَنْكَ وَزَدْنَا الَّذِي اَنْقَضَ ظَهْرَكَ. وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ. يَهْوُوْنَكَ  
 مِنْ دُوْنِهِ. اَيُّمَّةُ الْكُفْرِ. لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلَى. غَرَسْتُ لَكَ بِيَدِي رَحْمَتِي  
 وَقَدَّرْتِي. لَنْ يَجْعَلَ اللهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا. يَنْصُرَكَ اللهُ فِيْ مَوَالِيْنِ.  
 كَتَبَ اللهُ لَالِخْلَبِيْنَ اَنَا وَرُسُلِيْنَ. لَا سَبِيْلَ لِكَلِمَاتِهِ. اِنَّهُ الَّذِيْ جَعَلَكَ الْمَيْسِرَةَ  
 ابْنَ مَرْيَمَ. قُلْ هَذَا فَعَلَّ رَبِّيْ وَرَبِّيْ اَجْرَدُ نَفْسِيْ مِنْ ضَرْوِبِ الْخِطَابِ.  
 يَا عِيْسَى ابْنِيْ مُتَوَقِّفْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا  
 اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. نَظَرَ اللهُ اِلَيْكَ مَعْطَرًا. وَقَالُوْا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيْهَا  
 قَالَ اِنِّيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. وَقَالُوْا اِكْتَابُ مُنْتَلَى مِنْ الْكُفْرِ وَالْكَذِبِ. قُلْ  
 تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَرِيسَاءَنَا وَرِيسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ  
 نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلُ لَعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ. سَلَامٌ عَلَيَّ اِبْرٰهِيْمَ صٰلِحِيْنَا وَا  
 نَجِيْنَا مِنَ الْغِيْمِ. تَقَرَّرْنَا بِذٰلِكَ. يٰٓاٰدُودُ عَمٰلِ الْاِنْسٰنِ رِفْعًا وَاِحْسٰنًا. تَمَوَّتْ  
 وَاَنَارَ مِنْ يَنْتِكَ. وَاَللهُ يَعِصْمُكَ مِنَ النَّاسِ. كَذَّبُوْا بِاَيَاتِيْ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِئُوْنَ.

اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا۔ اس دن حق آئے گا اور سچ کھولا جائے گا۔ اور جو خسران میں ہیں ان کا خسران ظاہر  
 ہو جائے گا۔ میری یاد میں نماز کو قائم کر۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تم نے تیرا وہ  
 بوجھ اتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور تیرے ذکر کو ہم نے بلند کیا۔ تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔ یہ کفر  
 کے پیشوا ہیں۔ مت ڈر غلبہ تجھی کو ہے۔ میں نے اپنی رحمت اور قدرت کے درخت تیرے لئے اپنے ہاتھ سے لگائے۔  
 خدا ہرگز ایسا نہیں کہ سے گا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ الزام ہو۔ خدا تجھے کسی میدانوں میں فتح دے گا۔ خدا کا یتیم  
 نوازش ہے کہ نہیں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اس کے کلموں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے  
 مسیح ابن مریم بنایا۔ کہ یہ خدا کا افضل ہے اور میں تو کسی خطاب کو نہیں چاہتا۔ آتے جیسی ایں میں تجھے وفات دوں گا  
 اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ خدا نے تیرے پر خوشبودا  
 نظر کیا اور لوگوں نے دلوں میں کہا کہ اسے خدا کیا تو ایسے مُخسَد کو اپنا خلیفہ بنائے گا۔ خدا نے کہا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں  
 تمہیں معلوم نہیں۔ اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کفر اور کذب سے بھری ہوئی ہے۔ ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم اپنے  
 بیٹوں اور عورتوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں پھر مبارک کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ ابراہیم یعنی اس  
 عاجز پر سلام ہم نے اس سے دل دوستی کی اور تم سے نجات دی۔ یہ ہمارا ہی کام تھا جو ہم نے کیا۔ ایشے داؤد لوگوں  
 سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ گواہی حالت میں ترے گا کہ میں تجھ سے راضی ہوں گا۔ اور خدا تم کو لوگوں کے



نعمۃ الحق

۷۳

خلافت چاہیں گے کہ اس سلسلہ میں ناکامی رہے اور لوگ اس طرف رجوع نہ کریں اور نہ قبول کریں پر ہم چاہیں گے کہ لوگ رجوع کریں۔ آخر مدار ہی ارادہ پورا ہوگا۔ خود لوگوں کا اس طرف رجوع ہو جائیگا اور وہ قبول کرتے جائیں گے (۲) دوسری پیشگوئیوں میں یہ خبر دی گئی ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ قدر دور سے مالی امداد بھی جائیگی اور دور دور سے خطوط آئیں گے اور اس قدر تواتر اور کثرت سے آئی مددیں گی کہ جن راہوں سے وہ ملتی مدد آئیگی وہ تمہیں گہری ہو جائیں گی۔ (۳) تیسری پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اس قدر لوگ ارادت اور اعتقاد سے قلابان میں آئیں گے کہ جن راہوں سے وہ آئیں گے وہ تمہیں ٹوٹ جائیں گی (۴) چوتھی پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ لوگ تیرے ہلاک اور تباہ کرنے کے لئے کوشش کریں گے مگر تیرے محافظ میں گے (۵) پانچویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں دنیا میں تجھے شہرت دوں گا۔ اور دور دور تک مشہور ہو جائیگا اور تیری مدد کی جائے گی۔ (۶) چھٹی پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اس قدر لوگ کثرت سے آئیں گے کہ قریب ہے کہ تو تھک جائے یا باعث کثرت اذحام ان توبہ خلقی کرے (۷) ساتویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ بہت سے لوگ اپنے اپنے وطنوں سے تیرے پاس قلابان میں ہجرت کر کے آئیں گے اور تمہارے گھروں کے کسی حصہ میں رہیں گے وہ اصحاب الصفا کہلائیں گے۔

یہ سات پیشگوئیاں میں جن کی خبر ان کلماتِ وحی الہی میں دی گئی ہے۔ اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ ساتوں پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ کیونکہ علماء اور سیرت والوں نے کفر کے فتوے تیار کر کے اور طرح طرح کے منصوبے تراش کر کے ناخنوں تک زور لگایا کہ تیسری طرف کوئی رجوع نہ کرے اور جیسا کہ بلائے طاق رکھ کر خدا تعالیٰ سے جنگ کیا اور کوئی ذمہ نہ کر اور فریب اور دھوکہ دینے کا اٹھا نہ رکھا۔ اور بعض نے میری نسبت جھوٹی خبریں کہیں تاکسی طرح گورنمنٹ کو ہی افروختہ کریں اور بعض نے جاہل مسلمانوں کو افروختہ کیا تا وہ دکھ دیتے رہیں مگر آخر کار وہ سب نامراد رہے اور یہ پورا زمین میں پھیلی نہ رہ سکا اور ایک جہاں کی

قسمیں کھا کر کہا کہ یہی وہ جہل معبود ہے تو کہا اس کے وہ جہل معبود ہونے میں کچھ شک رہ گیا ہے۔ اب ابن صیاد کا حال سننے کے اس کا انجام کیا ہوا سو یہ مسلم کی حدیث سے واضح ہوتا ہے اور وہ یہ ہے و عن ابن مسعود الخدری قال صحبت ابن صیاد الی مسکة فقال لی ما لقیبت من الناس یزعمون انی الدجال النست سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انہ لا یرسلہ لہ وقد ولد لی الیس قد قال وہو کافر وانا مسلم اولیس قد قال لا یدخل المدینة ولا مسکة وقد اقبلت من المدینة وانا ارید مسکة کیا اور اب سعید خدری سے روایت ہے کہ میں نے بہراہی ابن صیاد کے معزم کہ سفر کیا تب اس سفر میں ابن صیاد نے مجھ کو کہا کہ لوگوں کی یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی ان باتوں سے مجھے بہت ایذا پہنچتی ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ جہل معبود میں ہی ہیں اور تم ہلکتے ہو کہ اصل حقیقت اس کے برخلاف ہے تو نے سنا ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ وہ جہل باؤلدر میگا اور میں صاحب اولاد ہوں اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ جہل کافر ہو گا اور میں مسلمان ہوں اور فرمایا تھا کہ وہ جہل مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکیگا۔ اور میں مدینہ سے تو آیا ہوں اور مکہ کی طرف چلا جاتا ہوں۔

اب دیکھنا چاہیے کہ یہ کیسا عجیب معاملہ ہے کہ بعض صحابہ و قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ابن صیاد ہی وہ جہل ہے اور صحیحین میں برفایت جا رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے قسم کھانے پر کہ وہ جہل معبود ہی شخص ہے خاموشی اختیار کر کے زنی رائے ظاہر کر دی کہ وہ حقیقت وہ جہل معبود ابن صیاد ہی تھا اور صحیح مسلم میں ابن صیاد کا شرف باسلام ہونا

کے ابن صیاد کا یہ بیان کہ لوگ مجھے وہ جہل معبود سمجھتے ہیں معذرتوں میں بات ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو جہل معبود سمجھتے تھے نہ کوئی اور وہ جہل اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس وقت ہر اجماع ہو گیا تھا کہ ابن صیاد ہی وہ جہل معبود ہے۔ منسلا

وذرء هذا إبيان بعض العلماء واما صاحب الانسان الكامل عبد الكريم

یہ تو بعض علماء کا قول ہے مگر صاحب کتاب انسان کامل عبدالکریم نے

الذی هو من المتصوفین فبلغ الامر الی النہایة وقال ان التثلیث

جو متصوفین میں سے ہے اس بارے میں حدیثی اور کہا کہ تثلیث

بمعنی حق ولا حرج فیہ وان عیسیٰ کذا وکذا بل اشار الی انه لیس

ایک معنی کے روح سے حق ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں اور عیسیٰ ایسا ہوا اور ایسا ہو بلکہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ

بمخلوق ومنہم من اعتدی فی کذبہ وقال بسم الله الارب والابن و

وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے نہیں ہوا اور بعض آدمی جھوٹ بولنے میں بہت بڑھ گئے اور یہ لکھا کہ بسم اللہ الارب والابن

روح القدس كذلك ایدوا القرية ونصرها وكان الكذب في اول الامر

روح القدس اسی طرح انہوں نے جھوٹ کی تائید کی اور جھوٹ کو مدد دی اور جھوٹ پہلے پہلے تو

قلیلاً ثم من جاء بعد کاذب الحق بکذبہ کذاباً اخر حتی ارتفعت

تھوڑا تھا پھر جو شخص ایک جھوٹے کے بعد آیا اس نے کچھ اپنی طرف سے بھی پہلے جھوٹ پر زیادہ کیا یہاں تک کہ جھوٹ کی

عمارة الكذب وجعل ابن عجزة ابن الله وبعد ذلك جعل الله العلمین

عمارت بہت اونچی ہو گئی اور ایک بڑھیا عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بنا یا گیا اور پھر خدا کر کے مانا گیا خبردار ہوا کہ

اللعنة الله على الكاذبین ان عیسیٰ الانبیاء کا نبیاء اخرین وان

جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ عیسیٰ صوف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ

هو الا خادم شریعة النبی المعصوم الذی حرم الله علیه المراضع حتی

اس نبی معصوم کی شہ بیعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانیر الم حرام کی گئی تھیں یہاں تک کہ

اقبل علی ثدی اتمہ وکلمہ ربہ علی طور سینین جعلہ من المحبوبین ہذا ہو موسیٰ

اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچا یا گیا اور اس کا خدا کو سینا میں اس سے حکلام ہوا اور اس کو پہنچا بنا یا یہ وہی موسیٰ

ذو الفاندة) کما انہ سے علی جبل وکلمہ الشیطان عیسیٰ علی جبل فانظر الفرق بینہما ان کنت من الناظرین

خدا ایک پہاڑ پر موسیٰ سے حکلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسیٰ سے حکلام ہوا اس میں دونوں اسم کے

مکالمے میں غور کر اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ و فرض علینا ان نو من  
مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات ایمان لادیں  
انہ حی فی السماء ولم یمت و لیس من المیتین۔

کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔

واما نزول علیہ من السماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحامیۃ  
مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا اپنی کتاب سماتہ البشری  
و خلاصتہ انا لانجد فی القرآن شیئا فی ہذا الباب من غیر خبر و قاتہ  
میں بخوبی ثابت کر دیا ہے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ہم قرآن میں بغیر وفات حضرت عیسیٰ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے اور

الذی نجد ہا فی مقامات کثیرۃ من الفرقان الحمید نعم جاء لفظ النزول  
وفات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ کئی مقامات میں پاتے ہیں  
ہاں بعض احادیث میں نزول کا

فی بعض الاحادیث و لکنہ لفظ قد کثر استعمالہ فی لسان العرب  
لفظ آیا ہے لیکن وہ لفظ ایسا ہے کہ زبان عرب میں اکثر استعمال اس کے

علی نزول المسافرین اذا نزلوا من بلدة ببلدة او من ملک بملک  
سافروں کے حق میں ہے جب وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں وارد ہوں اور یہ ایک ملک سے دوسرے  
متنخر بین و النزول هو المسافر کما لا یخفی علی العالمین۔  
ملک میں سفر کر کے آئیں اور نزول تو مسافر کہہ ہی کہتے ہیں جیسا کہ جاننے والوں پر پوشیدہ نہیں۔

واما لفظ التوفی الذی یوجد فی القرآن فی حق المسیح و غیرہ  
مگر توفی کا لفظ جو قرآن میں حضرت مسیح اور دوسروں کے حق میں پایا جاتا ہے سو اس میں بغیر معنی مارنے کے  
من بنی آدم فلا سبیل فیہ الی تاول اخری بغیر الالاتہ و اخذنا  
اور کوئی تاول نہیں ہو سکتی اور یہ معنی مارنے کے ہم نے

معناہ من النبی و من اجل الصحابة لا من عند انفسنا و انت تعلم  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے بزرگ صحابہ سے لئے ہیں یہ نہیں کہ اپنی طرف سے گھڑے ہیں اور تو جانتا ہو کہ

السماء، وانت تعلم ان جسمه العنصرى مدفون في المدينة، فمأصني  
 هذا الحديث الا الحياة الروحانية والرفع الروحاني الذي هو سنة الله  
 بأصفيائه بعد ما توفاهم، كما قال عز وجل: يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ،  
 ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ، وَمَا مَعْنَىٰ قَوْلِ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ إِلَّا الْمَعْنَىٰ الَّذِي يَفْهَمُ  
 مِنْ قَوْلِ رَافِعِكَ إِلَىٰ: فَإِنَّ الرَّجُوعَ إِلَىٰ اللَّهِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً وَالرَّفْعَ إِلَىٰ اللَّهِ  
 أَمْرًا وَاحِدًا، وَقَدْ جَرَتْ عَادَةُ اللَّهِ تَعَالَىٰ أَنَّهُ يَرْفَعُ إِلَيْهِ عِبَادَهُ الصَّالِحِينَ،  
 بَعْدَ مَوْتِهِمْ وَيُؤْوِيهِمْ فِي السَّمَوَاتِ بِحَسَبِ مَا رَاتِبَهُمْ؛ وَلَا جَلَّ ذَلِكَ لِقَىٰ  
 نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلِّ نَبِيٍّ خَلَا مِنْ قَبْلِهِ فِي لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ فِي السَّمَوَاتِ  
 فَوَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَوَجَدَ عِيسَىٰ وَابْنَ خَالَتِهِ يَحْيَىٰ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ  
 وَوَجَدَ مُوسَىٰ فِي السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ. وَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ صَحِيحَةٌ تَجِدُهَا فِي الْبُخَارِيِّ  
 وَغَيْرِهِ مِنَ الصَّحَاحِ؛ ثُمَّ الَّذِينَ لَا يَرِيدُونَ الْحَقَّ يَتَعَامُونَ وَيَنْسُونَ رَفْعَ  
 الْأَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ وَيَصْرُونَ عَلَىٰ حَيَاةِ عِيسَىٰ وَرَفْعِهِ، وَيَقْرَأُونَ حَدِيثَ الْمِعْرَاجِ  
 ثُمَّ يَنْسَوْنَهُ وَيَضَيِّعُونَ أَعْمَارَهُمْ غَافِلِينَ.

أعيسى حي ومات المصطفى؛ تلك اذا قسمة ضيزى! اعدا لواهو  
 أقرب للتقوى. واذا ثبت ان الانبياء كلهم احياء في السموات، فأى  
 خصوصية ثابتة لحياة المسيح، أهو يأكل ويشرب وهم لا يأكلون ولا  
 يشربون؟ بل حياة كليهم الله ثابت بنص القرآن الكريم؛ ألا تقرء في  
 القرآن ما قال الله تعالى وعز وجل: فَلَا تَكُنْ فِي مَرِيَّةٍ مِنْ لِقَائِهِ؛  
 وانت تعلم ان هذه الآية نزلت في موسى فهو دليل صريح على حيات موسى  
 عليه السلام؛ لانه لقي رسول الله صلى الله عليه وسلم والاموات لا  
 يلاقون الاحياء، ولا تهم مثل هذه الآيات في شأن عيسى عليه السلام؛ نعم

ہوتا ہے مگر کبھی مدتوں اور برسوں کے بعد ایک قسم کی جنائت اس میں پیدا ہو جاتی ہے جو نہایت شیریں اور لذیذ ہوتی ہے اب جس شاعر نے اس جنات کو کبھی نہ دیکھا ہو اور معمولی قدیم تلمی کو دیکھتا آیا ہو بے شک وہ اس بات کو ایک امر طبعی کی نقیض سمجھے گا ایسا ہی بعض دوسری نوع کی چیزوں میں بھی دور دراز عرصہ کے بعد کوئی نہ کوئی خاصہ نادر ظہور میں آجاتا ہے کچھ شعور اعرصہ گذرا ہے کہ منظر گدڑہ میں ایک ایسا بکر پیدا ہوا کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا جب اس کا شہر میں بہت پرچا پھیلا تو میکانف صاحب ڈپٹی کمشنر منظر گدڑہ کو بھی اطلاع ہوئی تو انہوں نے یہ ایک عجیب امر قانون قدرت کے برخلاف سمجھ کر وہ بکر اپنے ڈوبرو منگوا یا چنانچہ وہ بکر جب ان کے ڈوبرو دوا لیا تو شاید قریب ڈیڑھ سیر دودھ کے اس نے دیا اور پھر وہ بکر بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر محاسب خانہ لاہور میں بھیجا گیا تب ایک شاعر نے اس پر ایک شعر بھی بنایا اور وہ یہ ہے :- منظر گدڑہ جہاں پر ہے مکانف صاحب عالی پ  
یہاں تک فضل باری ہے کہ بکر دودھ دیتا ہے :- اسکے بعد میں معتبر اور ثقہ اور معزز آدمی نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے چشم خود چند مردوں کو عورتوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ امیر علی نام ایک سید کا لڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے ہی پرورش پایا تھا کیونکہ اس کی ماں مرگئی تھی۔ ایسا ہی بعض لوگوں کا تجربہ ہے کہ کبھی ریشم کے کیرے کی مادہ ہے نر کے انڈے دیدیتی ہیں اور ان میں سے بچے نکلتے ہیں۔ بعض نے یہ بھی دیکھا کہ چڑھتی خشک سے پیدا ہوا بس کا آدھا قطر تو مٹی تھی اور آدھا چوہا بن گیا۔ حکیم فاضل قرشی یا شاید علامہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک بیمار ہم نے دیکھا جس کا کان ماؤنٹ ہو کر بہر ہو گیا تھا پھر کان کے نیچے ایک ناسود سا پیدا ہو گیا جو آخر وہ سوراخ سے ہو گئے اس سوراخ کی راہ سے وہ برابر سن لیتا تھا گو یا خدا نے اسکے لئے دوسرا کان عطا کیا۔ ان دونوں طبیعوں میں سے ایک نسا اور غالباً قرشی نے خود اپنی اڈی میں سوراخ ہو کر اور پھر اس راہ سے مدت تک برازیلے پاخانہ کتے رہنا سہا کر کیا ہے۔ جالبینوس سے سوال کیا گیا کہ کیا انسان آنکھوں

۲۹۶

۱۳ جون ۱۹۰۵ء

خدا تعالیٰ کے ائمہ میں سب کچھ ہے  
ایک شخص بیمار لٹنے کے واسطے آیا اس کے  
ساتھ کا ذکر تھا۔ فرمایا :

خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی بات انہونی نہیں ہے۔ میرا سب کا لہو کا لہو اسحاق سمیت بیمار ہوا تھا کرتے  
پڑوسی ظاہر کی خدمتوں کے لئے اللہ ہوا :

سَلَامٌ قَوْلًا قَلْبًا رُبِّ رَحِيمٌ

یہ خدا کا رحم ہے کہ کوئی بھی اس سے غم نہیں سڈیا سرائے خالی ہے اور کوئی موت فوت نگیں ہوتی ہے۔ خدا  
اس کی پروا نہیں کرتا اور کسی جہاں کوئی بڑے بڑے علماء سے ملدیں پر اعتراضوں کو دیکھتا ہے۔ وہاں تو خدا تعالیٰ اپنا نام  
بھی چل دیتا ہے اور عجزہ نکالی کرتا ہے۔ یوں تو سرنگ کی ترسج یا ڈکھ کی بات نہیں جن کو ہم کہتے ہیں کہ برگیبے وہ  
خدا سے نہ جانی میں چلا جاتا ہے۔ اور وہ جہاں تک آسکیوں کے لیے بہت عمدہ ہے مگر جہاں کوئی اعتراض دین کے  
لیے ہزام مکتب ہے ذلک خدا تعالیٰ جہاں بات ظاہر کرنا ہے عرضی حکام ہی ایسا کہتے ہیں کہ کسی اہم ٹکی ضرورت  
یکے وقت قانون کی بھی پروا نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ اس لئے وہ گھبرائے ہیں۔  
اور سے اٹھا کر احوال یاد کر دیتا ہے۔

هُوَ الشَّافِعِي

لب اور معالجات کا ذکر تھا۔ فرمایا :

یہ سب فنی باتیں ہیں۔ علاج دہی ہے جو خدا تعالیٰ اندر کر دیتا ہے جو ڈاکٹر کہتا ہے کہ یہ علاج یعنی ہے  
وہ اپنے مرتبہ اور طبیعت سے آگے بڑھ کر قدم رکھتا ہے۔ بجز اولے کے ہے کہ میرے پاس ایک دھما ایک بیمار  
آیا۔ میں نے بعد دیکھنے مالالتی کے حکم لگایا کہ یہ ایک مہینہ کے بعد مر جائے گا۔ تیس سال کے بعد میں نے  
اس کو زندہ پایا۔

بعض اور یہ کہ بعض طبائع کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے۔ اسی بیماری میں ایک کے واسطے ایک دوا سفید  
پڑتی ہے اور دوسرے کے واسطے ضرور زہاں ہوتی ہے جب بڑے دن ہوں تو مرض سب میں نہیں آتا۔ اور اگر میں  
بکہ میں آہانے تو پھر علاج نہیں سوچتا۔ اسی واسطے سلطان حسین علیہ السلام کے وارث ہونے تو انہوں نے ہر امر  
میں ایک بات بڑھائی۔ یعنی دیکھنے کے وقت سُبْحَانَكَ يَا مَلِكُ يَا قَدِيرُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (العقودہ، ۳۳) کا شکر

اس جگہ اس بات کا جواب دینا بھی مناسب ہے کہ اگر سب امور قوانین ازلیہ وابدیہ میں داخل ہیں یعنی پہلے ہی سے بندھے ہوئے چلے آتے ہیں تو پھر معجزات کیا شے ہیں سو جاننا چاہیے کہ بیشک یہ تو سچ ہے کہ قوانین ازلیہ وابدیہ سے یا یوں کہو کہ خدائے تعالیٰ کے ازلی ارادہ اور اُس کے تصادق سے کوئی چیز باہر نہیں گوہم اُس پر اطلاع پادیں یا نہ پادیں۔ جف القلم بما ہو کائین مگر اسی عادت الہیہ نے جو دوسرے لفظوں میں قانونِ قدرت سے موسوم ہو سکتی ہے۔ بعض چیزوں کے ظہور کو بعض کے ساتھ مشروط کر رکھا ہے پس جو امور ازلی ابدی ارادہ نے مقدسوں کی دعاؤں اور انکی برکاتِ انعام اور انکی توجہ اور انکی عقدِ محبت اور انکی اقبالِ اہم سے وابستہ کر رکھے ہیں اور انکی تفرعات اور اتہامات پر مرتب کی جاتی ہیں وہ امور جب انہیں شرائط اور انہیں وسائلی سے ظہور میں آتے ہیں تب ان امور کو اُس خاص حالت میں معجزہ یا کرامت یا نشان یا خارقِ عادت کہنام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس جگہ خارقِ عادت کے لفظ سے اس شبہ میں نہیں پڑنا چاہیے کہ وہ کونسا امر ہے جو عادت الہیہ سے باہر ہے کیونکہ اس عمل میں خارقِ عادت کے قول سے ایک مفہوم اضافی مراد ہے یعنی یوں تو عادت ازلیہ وابدیہ خدائے کریم عملِ شانہ سے کوئی چیز باہر نہیں مگر اُس کی عادات جو بنی آدم سے تعلق رکھتی ہیں۔ در طور کی ہیں ایک عادت عامہ جو ہر پودہ میں اسباب ہو کر سب پر موثر ہوتی ہیں دوسری عادت خاصہ جو توسط اسباب اور بلا توسط اسباب خاص ان لوگوں سے تعلق رکھتی ہیں جو اُسکی محبت اور رفا میں کھوئی جاتی ہیں یعنی جب انسان بخلی خدائے تعالیٰ کی طرف انقطاع کر کے اپنی عادت بشریہ کو استرنا حق کے لئے تبدیل کر دیتا ہے تو خدائے تعالیٰ اُسکی اُس حالتِ مُبدلہ کے موافق اُسکے ساتھ ایک خاص معاملہ کرتا ہے جو دوسروں سے نہیں کرتا یہ خاص معاملہ نسبتی طور پر گویا خارقِ عادت ہے جسکی حقیقت انہیں پرکھتی ہے جو عنایتِ الہی سے اُس طرف کھینچے جاتے ہیں۔ جب انسان اپنی بشری عادتوں کو جو اُس میں اور اُسکے رب میں حائل ہیں شوقِ توفیق الہی میں توڑتا ہے تو خدائے تعالیٰ بھی اپنی عام عادتوں کو اُس کے لئے توڑ دیتا ہے یہ توڑنا بھی عادت



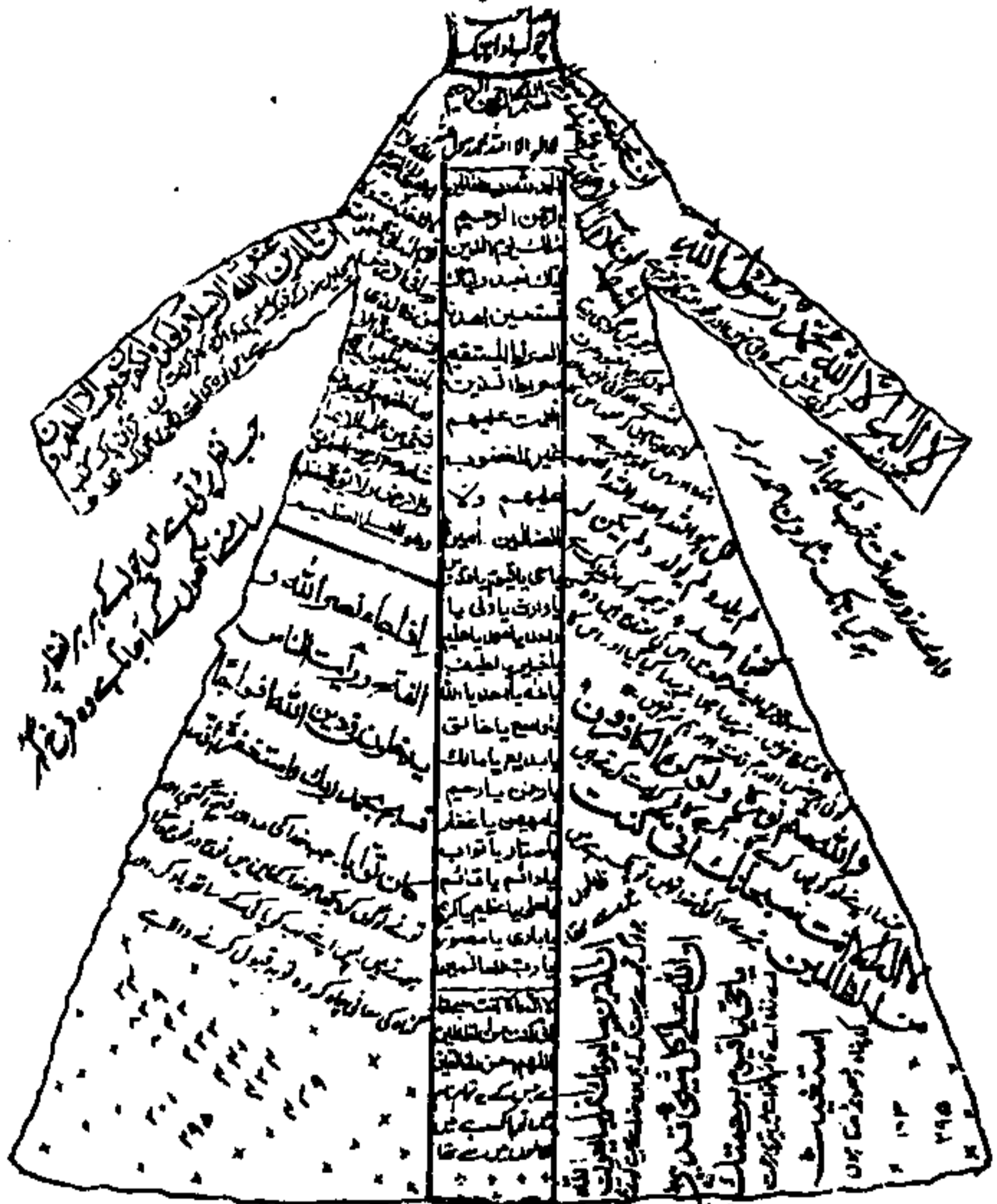
ازلیتہ میں سے ہے کوئی کس قدر نہیں ہے جو مورد اعتراض ہو سکے گویا قدیم قانون حضرت احدیت  
 جل شانہ اسی طور پر چلا آتا ہے کہ جیسے جیسے انسان کا بھروسہ خدا کے تعالیٰ پر بڑھتا ہے ایسا ہی  
 اس طرف سے الوہیت کی قدرتوں کی چمکار اور اس کی کزبیاں زیادہ سے زیادہ اُسپر پڑتی ہیں اور  
 جیسے جیسے اس طرف سے ایک پاک اور کامل تعلق ہوتا جاتا ہے ایسا ہی اس طرف سے بھی کامل  
 اور لطیف برکتیں ظاہر و باطن پر اُترتی ہیں اور جیسا جیسا محبت الہی کی موجیں عاشق صادق  
 کے دل سے اٹھتی ہیں ایسا ہی اس طرف سے بھی ایک نہایت عارف اور شغاف دریا سے محبت کا  
 زور شور سے چھوٹتا ہے اور اثرہ کی طرح اس کو اپنے اندر گھیر لیتا ہے اور اپنے الہی زور کھینچ کر  
 کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے اور جیسا یہ امر صاف صاف ہے ویسا ہی ہمارے نیچر کے مطابق بھی  
 ہے ہم تم بھی جیسے جیسے دوستی اور محبت اور اخلاص میں بڑھتے ہیں تو اس دو طرفہ معانی محبت کی  
 یہی نشانی ہوا کرتی ہے کہ دونوں طرف سے آثارِ خلوص و اتحاد و یگانگت کے ظاہر ہوں نہ صرف ایک  
 طرف سے ہو ہر ایک دوست اپنے دوست کے ساتھ عوام الناس کا نسبت معاملہ خارق عادت رکھتا  
 ہے جب انسان اپنی پہلی زندگی کی نسبت ایک ایسی نئی زندگی حاصل کرتا ہے جسکو نسبتی طور پر برق  
 عادت کہہ سکتے ہیں تو اسی دم سے وہی قدیم خدا اپنی تجلیاتِ نادرہ کے رُوح سے ایک نیا خدا اُسکے  
 لئے ہو جاتا ہے اور وہ عادتیں اُس کے ساتھ طور میں لاتا ہے جو پہلی زندگی کی حالت میں کسی خیال  
 میں ہی نہیں آتی تھیں۔ خالق کی کل جس سے عجائباتِ قدسیہ حرکت میں آتی ہیں انسان کی تبدیل یافتہ  
 روح ہے اور وہ سچی تبدیلی یہاں تک آثارِ بنیادیں دکھاتی ہے کہ بعض اوقات ایک ایسے طور سے جو  
 محبتِ دل پر امتیاز پکڑتا ہے اور عشقِ الہی کے پُر زور جذبات اور صدق اور یقین کی سخت کششیں  
 ایسے مقام پر انسان کو پہنچا دیتی ہیں کہ اُس عجیب حالت میں اگر وہ آگ میں ڈالا جائے تو اُسپر کچھ  
 اثر نہیں کر سکتی مگر وہ شیریں اور بھیریلیں اور ریچھوں کے آگے پھینک دیا جائے تو وہ اُس کو  
 نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اُس وقت وہ صدق اور عشق کے کامل اور قوی تجلیات سے بشریت  
 کے خواص کو پیدا کر کے اور ہو جاتا ہے اور جس طرح لوہے کے ظاہر و باطن پر آگ مستولی ہو کر

ازلیتہ میں سے ہے کوئی مستحدث نہیں ہے جو مورد اعتراض ہو سکے گویا قدیم قانون حضرت احدیت  
جل شانہ اسی طور پر چلا آتا ہے کہ جیسے جیسے انسان کا بھروسہ خدا کے تعالیٰ پر بڑھتا ہے ایسا ہی  
اُس طرف سے الوہیت کی قدرتوں کی چھکار اور اُس کی کرنیں زیادہ سے زیادہ اُسپر پڑتی ہیں اور  
جیسے جیسے اس طرف سے ایک پاک اور کامل تعلق بننا جاتا ہے ایسا ہی اُس طرف سے بھی کامل  
اور طیب برکتیں ظاہر و باطن پر اُترتی ہیں اور جیسی جیسی محبتِ الہی کی موجیں عاشق صادق  
کے دل سے اٹھتی ہیں ایسا ہی اُس طرف سے بھی ایک نہایت عارف اور شفاف دریائے محبت کا  
زور شور سے چھوٹتا ہے اور اثرہ کی طرح اُس کو اپنے اندر گیر لیتا ہے اور اپنے الہی زور کھینچ کر  
کبھی کا کہیں پہنچا دیتا ہے اور جیسا یہ امر صاف صاف ہے ایسا ہی ہمارے نچر کے مطابق بھی  
ہے ہم تم بھی جیسے جیسے دوستی اور محبت اور اخلاص میں بڑھتے ہیں تو اُس دوطرفہ معنائی محبت کی  
یہی نشانی ہوا کرتی ہے کہ دونوں طرف سے آثارِ غلوں و اتحاد و یگانگت کے ظاہر ہوں نہ صرف ایک  
طرف سے ہو ہر ایک دست اپنے دست کے ساتھ عوام الناس کی نسبت معاملہ خارقِ عادت رکھتا  
ہے جب انسان اپنی پہلی زندگی کی نسبت ایک ایسی نئی زندگی حاصل کرتا ہے جسکو نسبتی طور پر خارق  
عادت کہہ سکتے ہیں تو اسی دم سے وہی قدیم خدا اپنی تجلیاتِ نادرہ کے رُوح سے ایک نیا خدا اُسکے  
لئے ہو جاتا ہے اور وہ عادتیں اُس کے ساتھ طور میں لاتا ہے جو پہلی زندگی کی حالت میں کسی خیال  
میں ہی نہیں آتی تھیں۔ خلاق کی کل جس سے عجائباتِ قدسیہ حرکت میں آتی ہیں انسان کی تبدیل یافتہ  
روح ہے اور وہ سچی تبدیلی یہاں تک آثارِ نمایاں دکھاتی ہے کہ بعض اوقات ایک ایسے طور سے ظہور  
محبت دل پر امتیاز پکارتا ہے اور عشقِ الہی کے پُر زور جذبات اور صدق اور یقین کی سخت کششیں  
ایسے مقام پر انسان کو پہنچا دیتی ہیں کہ اُس عجیب حالت میں اگر وہ آگ میں ڈالا جائے تو اُلٹا اُسپر کچھ  
اثر نہیں کر سکتی اگر وہ شیریں اور بھیریلوں اور ریحیلوں کے آگے پھینک دیا جائے تو وہ اُس کو  
نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اُس وقت وہ صدق اور عشق کے کامل اور قوی تجلیات سے بشریت  
کے خاص کو پہنچا کر کچھ اور ہو جاتا ہے اور جس طرح لوہے کے ظاہر و باطن پاک مستولی ہو کر

تہ صرف ظاہری نظر سے کامل طور پر دیکھا بلکہ باطنی نظر سے بھی دیکھا امدہ تمام پاک کلمات جو عربی میں لکھے تھے جن کو ہر ایک سمجھ نہیں سکتا وہ ہم نے پڑھے اور ان سے نہایت پاک نتائج نکلے۔ سو دیکھنا ہم سے پہلے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ اس وقت تک چولہا تھی کہ وہ ہمارے وجود کا منظر تھا۔

بعض لوگ اللہ کے جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہا آسمان سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے اتہ سے کھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی کون انسان کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتیں صرف اتنی ہی ہیں اس سے آگے نہیں۔ ایسے کو دہانت تک ایسا تو ان لوگوں کے ہیں جو توحید کل بنجری یا برہمہ کے نام سے موسوم ہیں اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ باہا صاحب کو قرآنی آیات الہامی طور پر معلوم ہو گئے ہوں اور ان دنوں سے لکھے گئے ہوں۔ لہذا جو جب آیت ما رخصت اذ رخصت و لکن اللہ رخصی ما سب فضل خدا تعالیٰ نازل ہوا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن آسمان سے نازل ہوا ہے اور ہر ایک دہانی الہام آسمان سے ہی نازل ہوتا ہے۔ دین اسلام درحقیقت سچا ہے اور اس کی تائید میں خدا تعالیٰ بڑے بڑے عجائبات دکھاتا ہے اگرچہ اس غیب الغیب کا جو وہ اس آگ سے بھی زیادہ مخفی ہے جو پتھروں اور ہر ایک جسم میں پوشیدہ ہے۔ مگر ہم کبھی کبھی اس وجود کی دنیا پر چکا رہتی رہتی ہے ہر ایک چیز میں منہری آگ ہوتی ہے۔ مگر لوگوں میں خدا تعالیٰ نے اپنی ذات کی شناخت کی ایک آگ رکھی ہے۔ جب کبھی بے انتہا درد مندی کی حقائق سے وہ آگ بھڑک اٹھتی ہے تو دل کی آنکھوں سے وہ غیر مرئی ذات نظر آجاتی ہے اور نہ موت ہی بلکہ جو لوگ اس کو سچے دل سے ڈھونڈتے ہیں اور جوڑ میں ایک نہایت درجہ کی پیاس کے ساتھ اس کے آستانہ کی طرف دوڑتے ہیں۔ ان کو وہ پانی خدا طلب ضرور پلا جاتا ہے جس نے اپنے قیاسی انکوں سے خدا تعالیٰ کو پہچانا اس نے کیا پہچانا۔ درحقیقت پہچاننے والے وہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ نے آپ اللہ کے لہا چھوٹا کر دیا ہے۔

کہاں ہیں جو بھرتے ہیں الفت کا دم [ اطاعت سے سر کو بنا کر قدم  
ادھر آئیں دیکھیں یہ تصویر ہے یہی پاک پولہ جہاں گیر ہے



دیکھو اپنے میں کو کس کس صدق دکھ گیا وہ پہلوں کا نہ دکھتا تھا کسی دشمن سے اور

ست جہن ص 52 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 172، از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 492 پر درج ہے

میں لگ گیا اور زمین کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ میں تو صرف خاکی ہوں اور ان تختوں سے بڑی ہوں جو مجھ پر رکھی جاتی ہیں۔ پس میں نے اس کو ایک متواضع اور کس نفسی کرنے والا آدمی پایا۔

(نور الحق حصہ اول صفحہ ۴۱ - روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۵۶، ۵۷)

(ب) "خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں، ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشتی بیداری کھلتی ہے، یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال دیکھا گیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت یسوع مسیح ان چند مقامات سے ہو کفارہ اور تشلیٹ اور اہلیت ہے ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری انترہ جو ان پر کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔

یہ کاشف کی شہادت ہے دلیل نہیں ہے بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے اور وہ حضرت مسیح کو کشتی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گویا ہی لے سکتا ہے کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بڑوں کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔" (تذقیہ صبر صفحہ ۳۱ - روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۳)

۱۸۹۳ء

"وَرَأَيْتُهُ مَرَّةً أُخْرَى قَائِمًا عَلَى عَثَبَةٍ بَابًا وَفِي يَدِهِ قِرْطَاسٌ كَسَمِيفِيَّةٍ قَائِمًا فِي قَلْبِي  
أَنَّ فِيهَا أَسْمَاءَ عِبَادٍ يُحِبُّونَ اللَّهَ وَيُحِبُّهُمْ وَبَيَانَ مَرَاتِبٍ قَرِيبَةً عِنْدَ اللَّهِ فَقَرَأْتُهَا فَأَذَانِي  
أَخْبَرَهَا مَكْتُوبٌ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فِي مَرَاتِبِي عِنْدَ رَبِّي."

مَومِنِي بِمَنْزِلَةِ تَوْجِيْدِي وَتَفْرِيدِي فَكَأَنَّ يَعْزُوتُ بَيْنَ النَّاسِ -

(ترجمہ) اور ایک مرتبہ میں نے اس کو دیکھا کہ میسر دروازہ کی دہلیز پر کھڑا ہے اور ایک کاغذ خط کی طرح اس کے ہاتھ میں ہے۔ سو میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس خط میں ان لوگوں کے نام درج ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کو دوست رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ انہیں دوست رکھتا ہے اور اس میں ان کے ان مراتب قرب کا بیان ہے جو عند اللہ ان کو حاصل ہیں۔ پس میں نے اس خط کو پڑھا، سو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے آخر میں میرے مرتبہ کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید اور عنقریب وہ لوگوں میں مشہور کیا جائے گا۔

(نور الحق حصہ اول صفحہ ۴۱ - روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۵۷)

۱۸۹۳ء

(الف) "فَالْحَقُّ الَّذِي آرَأَنَا الْحَقَّ الْحَكِيمُ وَأَنَا اللَّطِيفُ الْعَلِيمُ هُوَ أَمَّ  
حَزْبَةَ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ سَمَادِيَّةٌ لَا أَرْضِيَّةٌ وَمَحَارِبَاتُهُ كَلَّمَا بِأَنْظَارِ دُخَانِيَّةٍ لَا بِسَلْبَةِ

لہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ (مرقب)

کیا نامہ؟ کیا ان کی تعلیم کا اثر اسی زمانہ تک محدود تھا یا اب بھی ہے؟ اور اگر ہے تو کہاں اور کس ملک میں؟

انسویں آتا ہے اگر مہیسی اب آبادی تو وہ تو اس قوم کو پہچان بھی نہ سکیں۔ ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور آپ محبت نہیں رکھتے ہوں گے کیونکہ آپ کو ان کی خبر نہیں۔ ہم نے تو ان کو بار بار دیکھا ہے۔ بلکہ ہم تو جانتے ہیں کہ اب بھی خود آپ لوگوں کے گھر میں ہی تفرقہ ہے، اختلاف ہے۔ بعض ایسے فرقے میسائیوں میں اب بھی موجود ہیں جو حضرت مسیحی کو خدا نہیں مانتے بلکہ صرف ایک برگزیدہ نبی مانتے ہیں۔ اور قرآن شریف سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے تو جب گھر میں ہی اختلاف ہے تو کیوں وہ راہ ترک نہیں کی جاتی جو کہ بالاتفاق خطرناک ثابت ہو چکی ہے۔ باقی رہا یہ کہ اب دنیا میں کیا ہوگا سو اس کے متعلق ہم صرف اتنا کہ دنیا کا نبی سمجھتے ہیں کہ دنیا اپنی اس موجودہ حالت پر نہیں رہے گی بلکہ اس میں ایک عظیم الشان تغیر اور انقلاب واقع ہوگا۔

سوال :- مسیح کو آپ نے کس طور سے دیکھا ہے۔ آیا جسمانی رنگ میں دیکھا ہے؟

جواب :- فرمایا کہ :-

ہاں جسمانی رنگ میں اور میں حالت بیداری میں دیکھا ہے۔

سوال :- ہم نے بھی مسیح کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں مگر وہ روحانی رنگ میں ہے۔ کیا آپ نے بھی اسی طرح دیکھا ہے جس طرح ہم دیکھتے ہیں۔

جواب :- نہیں ہم نے ان کو جسمانی رنگ میں دیکھا ہے اور بیداری میں دیکھا ہے۔

اس تقریر کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ :-

ان کے واسطے پائے تیار ہے لہذا ان کو چائے پلان جاوے

اور اس طرح سے جلسہ درخواست ہوا۔ انگریزوں نے حضرت اقدس کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور کچھ

کھانا اور چائے پینے کے بعد مدسکو دیکھتے ہوئے جہاں ایک طالب علم ہاں نکلا اس محمد منظور علی شاہ

نے سورہ مریم کی چند ابتدائی آیات نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائیں کیونکہ اس وقت ان کی قرآن

شریف کی گھنٹی تھی۔ قرآن شریف سکر وہ خوش ہوئے اور پھر بنا کر چلے گئے۔

کھانا کھانے کے میر پر بیٹھے ہوئے انہوں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے ایک سوال کیا کہ مرزا صاحب

کی وفات کے بعد کیا ہوگا؟ جبکہ جواب مفتی صاحب عارف نے لیا یہ کہ آپ کی وفات کے بعد وہ ہوگا جو خدا کو نکلے

ہوگا اور ہمیشہ انبیاء کی امت کے بعد جا کرتا ہے۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۶۶ ص ۴۵۱ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۱ء)

میں بمقامی عبداللہ صاحب کو جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہمارا یہ مذہب ہے کہ تم میرا بی خود را  
بیغرائے قدر۔ یہ آپ سے بھی قدیم ہے۔ سید فضل شاہ صاحب کہتے تھے کہ اس دن سے  
پتے سجھ لیا کہ ہمارا ان سے مقابلہ نہیں یہ ہم سے آگے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جیوت  
سید فضل شاہ صاحب نے یہ روایت بیان کی اس وقت میاں عبداللہ صاحب سنوری بھی پاس  
بیٹھے تھے۔ اور بیٹے دیکھا کہ ان کی آنکھیں پُر نہ تھیں۔

(۸۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت  
صاحب نے ۱۸۸۳ء میں ارادہ فرمایا تھا کہ قادیان سے باہر جا کر کہیں چل کھی فرمائیں گے۔  
اور ہندوستان کی سبزی کرنگے چنانچہ اپنے ارادہ فرمایا کہ سو جان پور ضلع گورداسپور  
میں جا کر فلوٹ میں رہیں۔ اور اسکے متعلق حضور نے ایک اپنے ہاتھ لکھا ہوا پوسٹ کارڈ  
بھی مجھے روانہ فرمایا۔ یعنی عرض کیا کہ مجھے بھی اس سفر اور ہندوستان کے سفر میں حضور  
ساتھ رکھیں۔ حضور نے منظور فرمایا۔ مگر پھر حضور کو سفر سو جان پور کے متعلق بالہام ہوا کہ  
تہاری عقدہ کشائی ہو شیار پور میں ہوگی۔ چنانچہ اپنے سو جان پور جانیکا ارادہ ترک کر دیا  
اور ہوشیار پور جانے کا ارادہ کر لیا۔ جب آپ ۱۸۸۳ء میں ہوشیار پور جانے  
گئے تو مجھے خط لکھ کر حضور نے قادیان بلایا۔ اور شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو خط لکھا کہ  
میں دواہ کی واسطے ہوشیار پور آنا چاہتا ہوں۔ کسی ایسے مکان کا انتظام کریں جو شہر  
کے ایک کنارہ پر ہو اور اس میں بالا خانہ بھی ہو شیخ مہر علی نے اپنا ایک مکان بوٹولہ کے  
نام سے مشہور تھا خالی کر دیا۔ حضور پہلی میں بیٹھ کر دریا یا اس کے راستہ تشریف لے گئے  
میں اور شیخ مہر علی اور فتح خاں ساتھ تھے۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ فتح خاں  
رسول پور تحصیل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور کا رہنے والا تھا اور حضور کا بڑا معتقد تھا مگر بعد  
میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے اثر کے نیچے مرتد ہو گیا۔ حضور جب دریا پر پہنچے تو چونکہ  
کشتی تک پہنچنے کے رستہ میں کچھ ہانی تھا۔ اس لئے مارج نے حضور کو اٹھا کر کشتی میں بٹھلایا  
جہر حضور نے اسے ایک روپیہ انعام دیا۔ دریا میں جب کشتی چل رہی تھی۔ حضور نے  
مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میاں عبداللہ کمال کی صحبت اس سفر دریا کی طرح ہے جس میں

انہ

اگر ان کو لکھا جائے تو کئی ورق ہو جاویں۔ چنانچہ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ پھر  
 مولود کے متعلق الہامات بھی اسی پلڑے میں ہوئے تھے۔ اور بعد پلڑے کے ہوشیار پور سے  
 ہی اپنے اس پیگمٹی کا اعلان فرمایا تھا اور خاکسار عرض کرتا ہے ملاحظہ ہو اس شہانہ ۲ فروری  
 ۱۸۸۶ء) جب پالیس دن گزر گئے تو پھر آپ حسب اعلان بیس دن اور وہاں ٹھہرے۔  
 ان دنوں میں کئی لوگوں نے دعوئیں کیں اور کئی لوگ مذہبی تہاؤں و خیالات کے لئے آئے  
 اور باہر سے حضور کے پرانے ملنے والے لوگ بھی جہاں آئے۔ انہی دنوں میں مہلی دہرے  
 کرا کا مباحثہ ہوا۔ جو سرور چشمہ آریہ میں درج ہے۔ جب دو چینی کی مدت پوری ہو گئی تو حضور  
 صاحب واپس ماسی رائے سے ماہرین روانہ ہوئے۔ ہوشیار پور سے پانچ چھ میل کے  
 فاصلہ پر ایک بزرگ کی قبر ہے جہاں کچھ باہیمہ ساگا ہوا تھا۔ وہاں پہنچ کر حضور تھوڑی دیر  
 کے لئے پہلی سے اتر آئے اور فرمایا یہ عمدہ سایہ دار جگہ ہے۔ یہاں تھوڑی دیر ٹھہر جاتے ہیں  
 اسکے بعد حضور قبر کی طرف تشریف لیگے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ساتھ ہو گیا۔ اور شیخ حامد علی  
 اور حقان جلی کے پاس ہے آپ مقبرہ پر پہنچ کر اس کا دروازہ کھول کر اندر گئے اور قبر  
 کے سرانے کھڑے ہو کر دیکھنے لگے اور اٹھائے اور تھوڑی دیر تک دعا فرماتے رہے پھر واپس  
 آئے اور قبر سے مخاطب ہو کر فرمایا جب بنے دعا کیلئے لگے اٹھائے تو جس بزرگ کی یہ قبر وہ  
 قبر سے نکل کر دانا ہو کر میرے سامنے بیٹھ گئے۔ اور اگر آپ ساتھ نہ ہوتے تو میں ان سے  
 بائیں بھی کر لیتا۔ ان کی آنکھیں موٹی موٹی ہیں۔ اور رنگ سا نکلا ہے پھر کہا کہ دیکھو اگر یہاں  
 کوئی جاو رہے تو اس سے اسکے حالات پوچھیں۔ چنانچہ حضور نے جاو رہے دریافت کیا۔  
 اسنے کہا میں نے ان کو خود نہیں دیکھا کیونکہ ان کی وفات کو قریباً ایک سو سال گذر گیا  
 ہے۔ ماں اپنے باپ یا دادا سے مناسبت ہے کہ یہ اس علاقہ کے بڑے بزرگ تھے۔ اور اس  
 علاقہ میں ان کا بہت بڑا مقام حضور نے پوچھا ان کا طبع کیا تھا؟ وہ کہنے لگا کہ سننے سے معلوم  
 رنگ تھا اور موٹی موٹی آنکھیں تھیں۔ پھر ہم وہاں سے روانہ ہو کر تادیان پہنچ گئے۔  
 خاکسار نے میاں عبداللہ صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت صاحب اس غلوت کے زمانہ میں  
 کیا کرتے تھے اور کس طرح عبادت کرتے تھے؟ میاں عبداللہ صاحب نے جواب دیا کہ یہ معلوم نہیں



حسائل

۱۷۱

ازالہ اوہام

دعویٰ کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور معنی نہیں ہو سکتے بلکہ وہ تو مستحق تامل ہیں۔  
کو سوال بخدا کرتے رہے ہیں۔

پھر یہ بھی ہم بخوبی ظاہر کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کو صرف علیٰ سببی الفنا تک محدود رکھنے میں بڑی مشکلات ہیں قبل اس کے جو سچ آسمان سے اُترے صدرا اعتراض پہلے اسی سے اُتر رہے ہیں ان مشکلات میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور ہمیں اس بات کی کیا حاجت؟ کہ لندن مریم کو آسمان سے اُتارا جائے اور اہل کابوٹھکے ہلکے ہونا تجویز کیا جائے اور ان کی اس طرح پر حقیر کی جلتے کسی شخص یا امت کہے اور وہ پیچھے مقتدی میں اور اور وہ شخص ان کے زور و لوگوں سے رحمت امامت و خلافت لے اور وہ ہمدرد حسرت دیکھتے رہیں اور اعدا مسلمین بن کر اپنی نبوت کا دم نہ مار سکیں اور ہم اس قریب بالشک بلکہ سراپا شرک سے بھرے ہوئے کلمے کو کیوں منہ سے بولیں کہ وہ جہاں یک چشم خدائے تعالیٰ کی طرح اپنے اقتدار سے مُردوں کو زندہ کرے گا اور صریح صریح خدائی کی علامتیں دکھلاوگا اور کوئی شے سے یہ نہیں کہیں گے کہ اسے یک چشم خدا پہلے تو اپنی آنکھ درست کر لیا وہ تو حیدر و اسلام نے ہمیں سکھائی ہے ایسی قدرتیں کسی مخلوق میں بھاری کھتی ہے کیا اسلام نے ان ایہیات باتوں کو اپنے پیغمبروں کے پیچھے کھیل نہیں دیا؟ عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک خود جہاں بھی گویا ایک حصہ خدائی کا رکھتا ہے اور کہتے ہیں کہ اُس خد کا پیدا کرنا وہ جہاں ہی ہے۔ پھر جبکہ وہ جہاں بھی رحمت اور خالق بھی ہے تو اس کے خدا ہونے میں کس کی گنجی؟ اور اس گتے کی یہ تعریف کرنے میں کہ وہ مشرق و مغرب میں ایک لفظ میں سیر کر کے کامرگ ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ وہ جہاں سے مراد باقی قبل تو میں ہوں اور گدھا صافی کا یہی ریل جو جو مشرق اور مغرب کے ملکوں میں ہزار ہا کوسوں تک چلتے دیکھتے ہو پھر سچ کے بارہ میں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کیا طبی اور نفسی لوگ اس خیال پر نہیں منسبیں گے کہ جبکہ ہمیں راہا ہستی فٹ تک زمین سے لوہر کی طرف جانا موت کا موجب ہے تو حضرت سچ اس جسم منصری کے ساتھ

آسمان تک نہ کوئی پہنچ گئے اور کیا یہ مخالفوں کے لئے ہنسنے کی جگہ نہیں ہوگی کہ علیہ اول اور  
 اخیر کے اختلاف کی وجہ یہ بیان کی جاتے کہ تغیر عمر کے بعد کے علیہ میں فرق آگیا ہوگا۔  
 ایک اور بات ہمارے علم کے لئے نور کے لائق ہے کہ ہادیہ میں مرد ایک دجال کا ذکر  
 نہیں بلکہ بہت سے دجال لکھے ہیں اور لیکل دجال عیسیٰ کی شکل پر تدرک انظر ڈال کر  
 یہ بات آسانی سمجھ سکتی ہے کہ عیسیٰ کے لفظ سے مثیل عیسیٰ مراد ہونا چاہیے اس ہادیہ کی بات  
 کو وہ حدیث اور بھی تائید دیتا ہے جو مثیل مصطفیٰ کی نسبت ایک پیشگوئی ہے جس کو  
 دوسرے لفظوں میں **مہدی** کے نام سے موصوم کرتے ہیں کیونکہ اس حدیث میں ایسے  
 لفظ ہیں جی سے بصراحت یہ پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئی میں اپنے  
 ایک مثیل کی خبر سے ہے ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ وہ **مہدی** مطلق اور مطلق میں **مہدی**  
 مانند ہوگا **مواطی** **امید** **مہدی** **وامم** **ابید** **امم** **ابنی** یعنی میرے نام جیسا اس کا  
 نام ہوگا اور میرے باپ کے نام کی طرح اس کے باپ کا نام۔ اب دیکھو کہ خلاصہ اس حدیث  
 کا یہی ہے کہ وہ میرا مثیل ہوگا اس صورت میں ایک مانتا کو نہایت آسانی سے یہ بات سمجھ  
 سکتی ہے کہ جیسے حدیث میں ایک مثیل مصطفیٰ کا ذکر پہلا سا ہی مثیل مسیح کا ذکر بھی ہے۔  
 دیکھو کہ ایک جگہ مثیل مصطفیٰ اور دوسری جگہ خود مسیح ہی آجائیں گے فتدبر۔  
 اب ظاہر ہے کہ جس قسم ہم نے اپنے الہامی عقیدہ کی تائید میں دلائل عقلی نقلی و شرعی  
 لکھے ہیں وہ ہمارے اثبات مدعا کے لئے کافی ہیں اور اگر اس جگہ ہم بطور فرض محال تسلیم بھی  
 کر لیں کہ ہم بخلی شہادہ پیش آمدہ کا تصدیق نہیں کر سکتے تو اس میں بھی ہرگز کوئی حرج  
 نہیں کیونکہ الہام آئی و کشف مسیح ہمارا مؤید ہے اس لئے ہماری قلیل ہمارے لئے کافی ہے۔  
 ایک متدین عالم کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ الہام اور کشف کا نام شکر چپ ہو جاتے  
 اور نبی چون و چل سے باز آجاتے مگر مخالف الہامی لوگوں کے ہاتھ میں بعض مادیات کی زد سے  
 کچھ دلائل ہیں تو ہمارے پاس ایسے نقلی و شرعی دلائل ہیں کہ توڑنے میں ترقی و ترقی

۱۷۵

ازالہ اوہام صفحہ 147 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 174، 175 از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 494 پر درج ہے

تمام صد اقتوں پر مشتمل ہے۔ (۷) وہ مفصل کتاب ہے (۳) وہ ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے اور دارالسلام کے طالب ہیں (۳) وہ ظلمات کو نور کی طرف نکالتا ہے اور نامعلوم باتیں کھاتا ہے (۵) ہدایت اسی کی ہدایت ہے (۶) باطل اس کی طرف کسی طور سے راہ نہیں پاسکتا (۷) جس سے اس کو پہنچا مارا اس نے عروہ و فنی سے پہنچا مارا (۸) وہ سب سے زیادہ سیدھی راہ بتلاتا ہے (۹) وہ حق الیقین ہے اس میں فن اور شک کی جگہ نہیں (۱۰) وہ حکمت بالغہ ہے اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے (۱۱) وہ حق ہے اور میزان حق ہے یعنی آپ بھی سچا ہے اور سچ کی شناخت کیلئے محکم بھی ہے (۱۲) وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتوں کی اس میں تفصیل ہے اور حق اور باطل میں ذوق کر لے (۱۳) وہ قرآن کریم ہے کتاب مکنون میں ہے جس کے ایک حصے یہ ہیں کہ سمیعہ فطرت میں اس کی نقیض نہ قوت ہے یعنی اس کا یقین فطری ہے جیسا کہ فرمایا ہے فطرتنا لله التي فطر الناس علیہا (۱۴) وہ قول فصل ہے اس میں کچھ بھی شک نہیں (۱۵) وہ اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے (۱۶) وہ ایمانداروں کیلئے ہدایت اور شاہی ہے۔ اب فرمائیے کہ عظیمتیں اور خوبیاں کہ جو قرآن کریم کی نسبت بیان فرمائی گئیں احادیث کی نسبت ایسی تعریفوں کا کہاں ذکر ہے؟ پس میرا مذہب "فرقہ ضالہ نچریہ" کی طرح یہ نہیں ہے کہ میں عقل کو مقدم رکھ کر قال اللہ اور قال الرسول پر کچھ نکتہ چینی کروں۔ ایسے نکتہ چینی کرنے والوں کو لمحہ اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں بلکہ میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم کو پہنچایا ہے اس سب پر ایمان لانا ہمیں صرف عاجزی اور انکسار کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ قرآن کریم ہر ایک درجہ سے احادیث پر مقدم ہے اور احادیث کی صحت و عدم صحت پر کھنے کیلئے وہ محکم ہے اور مجھ کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی اشاعت کیلئے مامور کیا ہے تا میں جو ٹھیک ٹھیک خشتہ قرآن کریم کا ہے لوگوں پر ظاہر کروں۔ اور اگر اس خد متکذاری میں غلط وقت کا میرے پر اعتراض ہو اور وہ مجھ کو فرقہ ضالہ نچریہ کی طرف منسوب کریں تو میں ان پر کچھ انوس نہیں کرتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ وہ بصیرت انہیں عطا فرمائے جو مجھے عطا فرمائی ہے۔ نچریوں کا اول دشمن میں ہی ہوں اور ضرورتاً کہ غلط میری مخالفت کرتے کیونکہ بعض احادیث کا یہ منشا پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو علماء اسکی مخالفت کریں گے اسی کی طرف مولوی صدیق حسن صاحب مرحوم نے آشا القیامہ میں اشارہ کیا ہے اور حضرت مجدد صاحب سرہندی نے بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے کہ "مسیح موعود جب آئیگا تو علماء وقت اسکو اہل الرائے کہیں گے یعنی یہ خیال کریں گے کہ یہ حدیثوں کو چھوڑتا ہے اور قرآن کریم کا پابند ہے اور اسکی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے" و السلام علی من اتبع الهدی۔

غلام احمد قادیانی ۲۱ جولائی ۱۸۹۱ء

۲۸۱

اللہ تعالیٰ کا فریق ہے کہ ہمیں راہ سے کوئی بدی کرے اسی راہ سے گرفتار کیا جاتا ہے۔ چونکہ نیکرام نے زبان کی چھری کو اسلام کے برخلاف حد سے بڑھ کر چلایا۔ اس واسطے خدا نے اس کو چھری سے مزادی۔  
فرمایا:-

نیکرام کے معاملہ میں فیہ کا ہاتھ کام کرتا ہوا صاف دکھائی دیتا ہے۔ ایک شخص کا شدہ ہونے کے لیے اس کے پاس آنا، اس کا اس پر بھروسہ کرنا یا تنگ کہ اپنے گھر میں بلا تکلف اس کو لے جانا۔ شام کے وقت دیگر طاقتوں کا چل جانا، ان کا اکیلا رہ جانا، عین عید کے دوسرے دن اس کا اس کام کے لیے ملازم ہونا، نیکرام کا کتے کتے کھڑے ہو کر انگریزی اور اپنے پیٹ کو سامنے نکالنا اور چھری کا وارکاری پڑنا، مرتے وقت تک اس کی زبان کو خدا تعالیٰ نے ویسا بند کرنا کہ باوجود ہوش کے اور اس علم کے کہ ہم نے اس کے برخلاف پیشگوئی کی ہوئی ہے ایک سینکڑے واسطے اس شجر کا نکلنا ہی نہ کرنا کہ بے مرزا صاحب پر شک ہے۔ پھر آج تک اس کے تال کا پتہ نہ چلنا، یہ سب خدا کے فعل ہیں جو ہیبت ناک طوفان پر اس کی قدرت اور طاقت کو جلوہ دے رہے ہیں۔  
فرمایا کہ:-

نیکرام بڑا ہی زبان داز تھا اور اس کے بعد ایسا کوئی پیدا نہیں ہوا کیونکہ اِذَا صَدَقَ كَسْرِي فَلَا كَسْرِي بَعْدًا۔ اب اللہ تعالیٰ زمین کو ایسے لوگوں سے پاک رکھے گا۔

فرمایا کہ:-

### معجزات اور شعبہ بازی میں فرق

دنیا کے اندر جو نشانات حضرت موسیٰ یا دیگر انبیاء نے

اس طرح کے دکھائے جیسا کہ سوئسے صدی کا سانپ بتانا۔ یہ سب شہر میں ڈالنے والی باتیں ہیں۔ خصوصاً اس زمانہ کے درمیان جبکہ ہر طرح کی شعبہ بازیوں مداری لوگ دکھاتے ہیں کہ انسان کی سمجھ میں ہرگز نہیں آتا کہ یہ امر کس طرح سے ہو گیا اور اگر بزرگ ایسے ایسے کہ توت شعبہ بازی کے دکھاتے ہیں کہ مرا ہوا آدمی واپس آجاتا ہے اور ٹوٹی ہوئی چیزیں ثابت دکھائی دیتی ہیں جیسا کہ آئین اکبری میں بھی ابو الفضل نے ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ایک شعبہ باز آسمان پر لوگوں کے سامنے چڑھ گیا اور اوپر سے اس کے اعضاء ایک ایک ہو کر گرے اور اس کی بیوی سستی ہو گئی لیکن وہ آسمان سے پھرتا آیا اور اس نے اپنی بیوی کے لیے مطالبہ کیا اور ایک وزیر پر شہ کیا کہ اس نے چھپا رکھی ہے اور یہ اس پر عاشق ہے اور پھر اس کی تلاش کی، اجازت بادشاہ سے لیکر اسی کی منزل سے نکالی۔  
فرمایا:-

ایسی صدوں میں پھر سوائے اس کے اور کچھ باقی نہیں رہتی ہے کہ انسان ایمان سے کام لے اور انبیاء کے کاموں کو خدا کی طرف سے سمجھے اور شعبہ بازوں کے کاموں کو دھوکا اور فریب خیال کرے اور اس طرح سے یہ

شیخ ہونے کے باعث سے کم فہم لوگوں کے لیے بڑی بڑی دقتیں پیش آگئی ہیں۔ سوسطائی تقریروں نے لوگوں کی بدائع میں طرح طرح کی تشبیہ دیاں پیدا کر دی ہیں۔ جو امور نہایت معقولیت میں تھے وہ ان کی آنکھوں سے چھپ گئے ہیں۔ جو باتیں بغایت درجہ نامعقول ہیں ان کو وہ اعلیٰ درجہ کی صداقتیں سمجھ رہے ہیں۔ وہ حرکات جو نثار انسانیت سے مغائر ہیں ان کو وہ تذبذب خیال کئے بیٹھے ہیں۔ اور جو حقیقی تذبذب ہے اس کو وہ نظراً استخفاف و استحقار سے دیکھتے ہیں۔ پس ایسے وقت میں اور ان لوگوں کے علاج کے لیے جو اسپرہی گھر میں محقق بن بیٹھے ہیں اور اپنے ہی منہ سے میاں مٹھو کلاتے ہیں۔ ہم نے کتاب براہین احمدیہ کو جو تین سو براہین قطعیہ عقیدہ پر مشتمل ہے بغرض اثبات عقانیت قرآن شریف جس سے یہ لوگ بکمال نخوت منہ پھیر رہے ہیں، تالیف کیا ہے۔ کیونکہ یہ بات اہل بیہات ہے جو سرگشتہ عقل کو عقل ہی سے تسلی ہو سکتی ہے اور جو عقل کاربندہ ہے وہ عقل ہی کے ذریعہ سے راہ پر آسکتا ہے۔

اب ہر ایک مومن کے لیے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس کتاب کے ذریعہ سے تین سو دلائل عقلی حقیقت قرآن شریف پر شائع ہو گئیں اور تمام مخالفین کے شبہات کو دفع اور دُور کیا جائے گا۔ وہ کتاب کب تک بندگاہ خدا کو فائدہ پہنچائے گی اور کب فروغ اور جاہ و جلال اسلام کا اس کی اشاعت سے چمکے گا۔ ایسے ضروری امر کی اعانت سے وہی لوگ لا پرواہ رہتے ہیں۔ جو حالت موجودہ زمانہ پر نظر نہیں ڈالتے اور مفاسد منتشرہ کو نہیں دیکھتے اور حواقب امور کو نہیں سوچتے یا وہ لوگ کہ جن کو دین سے کچھ غرض ہی نہیں اور خدا اور رسول سے کچھ محبت ہی نہیں۔ اسے عزیز و عزیز اس پر آشوب زمانہ میں دین اسی سے برپا رہ سکتا ہے۔ جو بمقابلہ زور طوفان گمراہی کے دین کی سچائی کا زور بھی دکھایا جائے۔ اور ان بیرونی حملوں کے جو چاروں طرف سے ہو رہے ہیں عقانیت کی قوی طاقت سے مدافعت کی جائے۔ یہ سخت تاریکی جو چہرہ زمانہ پر چھا گئی ہے۔ یہ تب ہی دُور ہوگی کہ جب دین کی حقیقت کے براہین دنیا میں بکثرت چمکیں اور اس کی صداقت کی شعاعیں چاروں طرف سے چھوٹی نظر آئیں۔ اس پر گذرہ وقت میں وہی منظرہ کی کتاب رومانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق حقیقت کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہ کو کھولتی ہو۔ اور اس حقیقت کے اصل قرار گاہ تک پہنچاتی ہو کہ جس کے جاننے پر دلوں کی تشنگی موقوف ہے۔

اسے بزرگو! اب یہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو شخص بغیر اعلیٰ درجہ کے عقلی ثبوتوں کے اپنے دین کی خیر نالی چاہے تو یہ خیال محال اور طبع خام ہے۔ تم آپ ہی نظر اٹھا کر دیکھو جو کسی بیعتیں خود ارادائی اختیار کرتی جاتی ہیں اور کیسے خیالات بگڑتے جاتے ہیں۔ اس زمانہ کی ترقی علوم عقیدہ نے یہی اثاثر کیا ہے۔ حال کے تعلیم یافتہ لوگوں کی بدائع میں ایک عجیب طرح کی آزاد منشی برپا ہوتی جاتی ہے۔ اور وہ سعادتمند و سادگی اور غربت اور صفا باطنی میں ہے وہ ان کے مغرور دلوں سے باکل جاتی رہی ہے اور جن جن خیالات کو وہ سیکتے ہیں۔ وہ اکثر ایسے ہیں کہ جن سے ایک

والا پتے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالفت بھی ہمارے مرے کے بعد زندہ رہیں گے اور مخالفوں کے وجود کا قیامت تک ہونا ضروری ہے جیسے وَجَاءَ مِنْ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوَقَّ الَّذِينَ كَفَرُوا (الذین اتبعوا قولك من ان سے ظاہر ہے۔

ہم تو ایسی باتیں سن سکر حیران ہوتے ہیں۔ دیکھو ہماری باتوں کو کیسے اٹ پٹ کر پیش کیا جاتا ہے اور عربین کو نہ میں وہ کمال حاصل کیا ہے کہ سیدوں کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔ کیا یہ کسی نبی، دل، قلب، خوش کے زندہ میں ہوا کہ اس کے سب اعداد مر گئے ہوں؛ بلکہ فریادیں باقی رہ ہی گئے تھے۔ ان اتنی بات صحیح ہے کہ پتے کے ساتھ جو جھوٹے بنا رہتے ہیں تو وہ پتے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوتے ہیں جیسے کہ ہمارے ساتھ بنا رہ کر نہیں کمال ہوتا ہے۔

**جماعت کو خود سوچ کر عام سوالوں کا جواب دینا چاہیے** بجے تو اپنی جماعت پر انوسس ہوتا ہے کہ کیا ان میں اتنی عقل

ہی نہیں۔ کہ ایسے اعتراض کرنے والے سے پوچھیں کہ یہ ہم نے کہا ہے کہ بغیر بنا رہنے کے ہی جھوٹے پتے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ جگہ تو نکالو جہاں یہ کھسا ہے ہماری جماعت کو چاہیے کہ عقل میں فہم میں ہر طرح سے ترقی کریں اور ایسی باتوں کا خود سوچ کر جواب دیا کریں اور اپنی ایمانی روشنی سے ان باتوں کو عمل کیا کریں۔ مگر دنیا داری کے دھندوں میں مت لہری جاتی ہے۔ اتنا نہیں کر سکتے کہ معترض سے ہماری کتاب کی وہ جگہ ہی پوچھیں جہاں یہ کھسا ہے کہ پتے کی زندگی میں سب جھوٹے مر جاتے ہیں۔ بلکہ جھوٹے تو قیامت تک رہیں گے۔

**مبتلین کیلئے حضرت اقدس کی کتب کے مطالعہ کی اہمیت** فرمایا۔ اس تحریک سے بجے

یہ بھی یاد آ گیا ہے کہ وہ لوگ جو اشاعت اور تبلیغ کے واسطے باہر جاویں۔ وہ ایسے نہ ہوں کہ اٹ پٹ کر ہماری باتوں کو کچھ ٹھکانا ہی بناتے رہیں اور بات تو کچھ ٹھکانا ہی سمجھنے لگ جاویں۔ دوسروں کو تو ہمارے دعویٰ سے آگاہ کریں اور خود ہماری کتابوں کو کبھی پڑھا بھی نہ ہو۔ اس طرح سے ہی تحریف ہوا کرتی ہے۔ ایسے وقتوں میں صرف زبان فیصد نہیں ہونا چاہیے بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیے۔

ہم پر الزام لگانے جاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ام حسین کی توہین کی جاتی ہے حالانکہ ہم ان کو راجتبار اور شقی سمجھتے ہیں۔ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہت بے عزتی کی جاتی ہے اور ان کو گال دی جاتی ہے حالانکہ ہم ان کو ایک اولوالعزم نبی اور خدا تعالیٰ کا راجتبار بندہ سمجھتے ہیں۔ ہاں اگر قبلی کامر جانا

# ملفوظات

## حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

\* (۳۱) اگست ۱۸۸۰ء کو جناب ہالو نظام مصطفیٰ صاحب مدظل کشتروز پر کہاؤ کاوان دارالامان کئے تھے اس تقریب پر حضرت محمد علی الارض علیہ السلام نے ہلور تبلیغ مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ جو حکم کی اس اور اگلی اشاعتوں میں درج ہوئی ہے۔ واللہ العلیٰ و هو خیر الرقی۔ ایڈیٹر

### نئی بات سنتے ہی اس کی مخالفت نہ کریں

اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سمجھتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سمجھتا اس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا اس لئے جب کوئی کسی نئی بات کو سنے تو اسے یہ نہیں چاہئے کہ سنتے ہی اسکی مخالفت کے لئے تیار ہو جاوے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بیہ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مد نظر رکھ کر تمنا کی میں اس پر سوچے۔ میں جو کچھ اس وقت کہنا چاہتا ہوں وہ کوئی معمولی اور سرسری لگاؤ سے دیکھنے کے قابل بات نہیں بلکہ بہت ہی اور حکیم الشان بات ہے میری اپنی بنائی ہوئی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی بات ہے اس لئے جو اس کی کھنڈ کی لئے جرات اور دلیری کرتا ہے وہ میری کھنڈ نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی کلمات کی کھنڈ کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھنڈ پر دلیر ہوتا ہے مجھے اس کی کھنڈ سے کوئی بچ نہیں ہو سکتا البتہ اس پر رم ضرور آتا ہے کہ نادان اپنی نادانی سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے۔

### ہر صدی کے سر پر تہذیب کا ظہور

یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسی کو بھی اس سے بے خبری نہ ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک تہذیب کو بھیجتا ہے

\* یہاں سے سید الامان کی ہندو ہند کی تاریخ ہے۔

حافظ صاحب نے فی الفور بلا تامل منقولہ کیا کہ میں اس بارہ میں مباہلہ کروں گا۔ کیونکہ میرا یقین ہے کہ یہ تینوں مسلمان ہیں۔ تب اسی بات پر حافظ صاحب نے عبدالحق سے مباہلہ کیا۔ اور گواہان مباہلہ منشی محمد یعقوب اور میاں نبی بخش صاحب اور میاں عبدالہادی صاحب اور میں عبدالرحمن صاحب عمر پوری قرار پائے اور جب حسب دستور مباہلہ فریقین اپنے اپنے نفس پر لعنتیں ڈال چکے اور اپنے منہ سے کہنے لگے کہ یا الہی اگر ہم اپنے بیان میں سچائی پر نہیں تو ہم پر تیری لعنت نازل ہو۔ یعنی کسی قسم کا عذاب ہم پر وارد ہو۔ تب حافظ صاحب نے عبدالحق سے دریافت کیا کہ اس وقت میں بھی اپنے آپ پر بحالت کاذب ہونے کے لعنت ڈال چکا اور خدا تعالیٰ سے عذاب کی درخواست کر چکا اور ایسا ہی تم بھی اپنے نفس پر اپنے ہی منہ سے لعنت ڈال چکے اور بحالت کاذب ہونے کے عذاب الہی کی اپنے لیے درخواست کر چکے۔ لہذا اب میں تو اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس لعنت اور اس عذاب کی درخواست کا اثر مجھ پر وارد ہوا۔ اور کوئی ذلت اور رسوائی مجھ کو پیش آگئی تو میں اپنے اس عقیدہ سے رجوع کر لوں گا۔ سو اب تم بھی اس وقت اپنا ارادہ بیان کرو کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے نزدیک کاذب ٹھہرے اور کچھ لعنت اور عذاب کا اثر تم پر وارد ہو گیا تو تم بھی اپنے اس تکفیر کے عقیدہ سے رجوع کرو گے یا نہیں۔ فی الفور عبدالحق نے صاف جواب دیا کہ اگر میں اپنی اس بددعا سے تورا اور بندر اور پتھر بھی ہو جاؤں۔ تب بھی میں اپنا یہ عقیدہ تکفیر پر گزرنہ چھوڑوں گا اور کافر کا ٹرکنے سے باز نہیں آؤں گا۔ تب حاضرین کو نہایت تعجب ہوا کہ جس مباہلہ کو حق اور باطل کے آزمائش کے لیے اس نے میاں ٹھہرایا تھا اور جو قرآن کریم کی رو سے بھی حق اور باطل میں فرق کرنے کے لیے ایک معیار ہے کیونکہ اور کس قدر جلد اس معیار سے یہ نفس پھر گیا اور زیادہ تر ظلم اور تعصب اسکا اس سے ظاہر ہوا کہ وہ اس بات کے لیے تیار ہے کہ فریق مخالفت پر مباہلہ کے بعد کسی قسم کا عذاب نازل ہو اور وہ اس کے اس عذاب کو اپنے صادق ہونے کے لیے بطور دلیل اور حجت کے پیش کرے، لیکن وہ اگر آپ ہی مورد عذاب ہو جائیں تو پھر مخالفت کے لیے اس کے کاذب ہونے کی یہ دلیل اور حجت نہ ہو۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ یہ قول عبدالحق کا کس قدر امانت اور دیانت اور ایمان داری سے دور ہے۔ گویا مباہلہ کے بعد ہی اس کی اندرونی حالت کا مسخ ہونا کھل گیا۔ یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی کھسا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کی قبول کرنے کی توفیق بکلی ان سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ قرآن کریم اسی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے۔ **وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلَّتْ بَلْ لَعْنَةُ اللَّهِ يَكْفُرُونَ فَعَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ**۔ **وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلَّتْ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا**۔ یعنی کافر تھے ہیں کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ ایسے رقیق اور پتلے دل نہیں کہ حق کا انکشاف دیکھ کر اس کو قبول کریں۔ اللہ جنتاً اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ کچھ خوبی کی بات نہیں بلکہ لعنت



۲۲۶

بہت سے اعتراضات محض نادانی اور ناہنجی سے قرآن شریف پر کئے گئے ہیں حالانکہ وہ تمام باتیں حق اور حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ مگر تعصب ایک ایسی بلا ہے جو خود کو کرنے نہیں دیتا اس مضمون کے لکھنے کے وقت مندرجہ ذیل مجھے الہام ہوئے سادہ میں نے بہتر سمجھا کہ ان کو لکھ دوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

انہم ماصنعوا هو كيدٌ مسلحٌ ولا يقبلُ الساجر حيث أتى۔ أنت وحقٌ بمنزلة رضى۔ أنت منى بمنزلة بجمع التائب جلاء الحق وزهق الباطل۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خفا تمام حاضرین کو بلکہ تمام دنیا کو راہ راست پر لادے۔ آمین۔ والسلام على من اتبع الهدى۔

الرافت

ناکسار میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود  
۴ دسمبر ۱۹۰۶ء روزدوشنبہ ۲۵۔ شوال ۱۳۲۵ھ ۱۷۔ کمر ۱۹۶۴ء۔

کھینچے گا۔ وہ خود لو لے کر بھاگا ہے۔ بچہ جاویں گے۔ کہ جھوٹا ہے۔ کون نصف اس صلہ کو سن سکتا ہے۔ کہ ایک دی  
کتا ہے۔ کہ تمہارا دین ناقص ہے۔ تم یہ احکام دیدے کمال دیا اگر ناقص ہیں تم یہ جو یہ دیتے ہو میں فرصت نہیں۔ دید  
ہاں موجود ہیں۔ بھلا یہ کیا جو بچہ اس جواب سے آتم جو بٹے پھرتے ہو۔ میں حالت میں ہم پانسو روپیہ نقد دینا  
کرتے ہیں۔ ٹونوں نکھ دیتے ہیں۔ رحیم شری کرادیتے ہیں۔ تو پھر اگر تمہارا دید بھی کچھ چیز ہے۔ تو کس دن  
کے واسطے رکھا ہوا ہے۔ دس دین روز کی ہم سے قیمت لے لو۔ یہ ملت دیا تم کو اپنا مدعا کار بنا لو ہم کو وہ احکام کمال  
جو ہم نیچے فرماں مجید سے نکال کر نکھیں گے۔ یا یہ آزار کر دو۔ کہ یہ احکام ہمارے نزدیک ناجائز ہیں۔ تب پھر انکے ناجائز  
ہو چکا ہے اور دید سے والد۔ غرض تم ہمارے ماتھے سے کہاں بھاگ سکتے ہو۔ سادہ یہ جو تم محض شرارت سے  
بارادہ زمین حضرت خاتم الانبیاء کی نسبت ہرزہ بانی کرتے ہو۔ محض تمہاری بنا سلی ہے۔ اپنے پردے میں ہی تم سے  
اسے ایسی انتہا سب سے قبول کی نسبت نکھی ہے۔

ہم کو خدا نے یہ شرف بخشا ہے کہ ہم سید پیغمبروں کی تعظیم کرتے ہیں

اور جیسا کہ خدا نے ہم کو دیا ہے۔ نجات سب مخلوقات کی اسلام میں سمجھتے ہیں۔ تم اگر حضرت خاتم الانبیاء  
پر کچھ اعتراض ہے۔ تو زبان تمہاری سے وہ اعتراض جو سب سے بھاری ہو تحریر کر کے پیش کرو۔  
ہم تحریر کر دیتے ہیں۔ کنگرہ اعتراض تمہارا منج ہوا۔ تو ہزار روپیہ (تستہ) ہم تم کو دیں گے۔ اور تم ایک ٹونوں نکھو کہ اگر  
وہ اعتراض جو بھلا نکلا۔ تو سو روپیہ بلو جو انہ تم کو دے گے۔ اسباب اگر ہماری ہو تحریر شکریہ پر جاؤ۔ اس شرط پر بحث  
شروع نہ کرو۔ تو ہر ایک نصف پھر جائیگا۔ کہ وہ سب زمین تم نے ایمان سے کی تھی۔ اکثر لوگوں کا اکثر قاعدہ ہے کہ انہ  
پر شکرتے ہیں۔ اور تمہا بڑا چراغ لے بیٹھے ہو۔ دنیا کو بڑی چیز سمجھتا ہے۔ کہ موت سے ڈرتے نہیں۔ ورنہ ایسے  
آفتاب کی توہین کرنا جو لہ دنیا کا ہے نیا مردگی ہے۔ جو لے آدمی کی یہ نشان ہے۔ کہ باہلوں کے دورو

زیست لاف گزات مارتے ہیں۔ عجب کرنی داس پرا کر پھے کہ ذرا خیرت دیکر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے۔ وہیں داخل

ہو جاتے ہیں۔ اب ہم نیچے وہ احکام فرماں مجید کے نکلے ہیں۔ کہ جن میں ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ دید میں یہ تمام احکام

مزدور ہو کر موجود ہیں۔ اسلئے دین ناقص تسلیم ہے۔ چاہو تم کہتے ہو کہ میں انہ کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں

اور لعنت اس شخص پر کہ جھوٹا ہے۔

اول۔ خدا تعالیٰ کی نسبت جو احکام فرماں مجید کے ہیں۔ خلاصہ آیات کا نیچے لکھنا ہوں۔

(۱) تم خدا کو اپنے مسوں اور رسول کا رب سمجھو۔ جس نے تمہارے مسوں کو بنایا۔ آئی نے تمہاری رسول کو پیدا کیا۔

تھا تم سب کا خالق ہے۔ اس میں کوئی چیز جو نہیں ہوگی۔

(۲) آسمان اور زمین اور سوج اور پانی اور ہوا اور جتنی نعمتیں زمین و آسمان میں نظر آتی ہیں۔ یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش

# قادیانیت سے اسلام تک

محمد بن خالد

ایسے خوش نصیبوں کی ایمان پرور  
فکر انگیز اور المناک داستان

- جو گمراہی اور ضلالت کے تاریک و عمیق گڑھے سے نکل کر اسلام کے پر نور اور ابدی اجالے میں آگئے۔
- جو گمراہی کی جھوٹی نبوت سے قادیانی لڑکا کے سر بستہ رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔
- جنہوں نے ”جھوٹی نبوت“ کے ایوانوں میں زلزلہ پھا کر دیا۔
- جس کے مطالعے سے قلب سلیم کا حامل ہر قادیانی اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔

یہ کتاب تاریخی سے روشنی کی طرف اور ضلالت سے ہدایت کی طرف آنے والے راہ حق کے مسافروں کے ہوش ربا تجربات و حوادث کا نچڑ ہے۔

## راہ حق کے یہ مسافر!!!

- اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانیت، مذہب کے نام پر اہموں، وسوسوں، مفروضوں اور خام خیالیوں کا ایک گورکھ مندر ہے۔
- وہ تسلیم کرتے ہیں کہ قادیانیت دھوکہ دہی، فریب کاری، طمع سازی، جعل طرازی اور فتنہ سامانی کی ایک بندگی ہے۔
- وہ اعلانیہ اقرار کرتے ہیں کہ قتل و غارت، تخریب کاری، بدبخت گردی، سہانہ دشمنی، اور جرائم پیشگی قادیانی قیادت کا نصب العین ہے۔
- وہ مانتے ہیں کہ دین بیزاری، وطن دشمنی اور غداری قادیانیوں کا ”ٹریڈ مارک“ ہے۔
- وہ یقین رکھتے ہیں کہ قادیانیوں کے ”بند شہر“ ربوہ اور قادیان اخلاق سے متصف، شرافت سے عاری اور حیا سے بے بہرہ جنسی بھیڑیوں کی کھلی شکار گاہیں ہیں۔

انٹہا حق کی پاداش میں ان ”مظلومین“ پر مصائب کے دریا بہا کر دیئے جائیں اور ان کے پروردگار سے دعا ہے کہ ان کو

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب..... جس کا مطالعہ وقت کا مطالبہ ہے  
آئیے! پڑھیے!! اور اپنے سرمایہ دین و ایمان کی حفاظت کا سامان کیجیے!

گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے والے حق کے متلاشی قادیانیوں کے لیے ایک رہنما کتاب

# کلمب مناظرہ

تقریبین خالد

ایک قادیانی سے فیصلہ کن مناظرہ جس کے نتیجے میں وہ قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام کی آغوش میں آ گیا

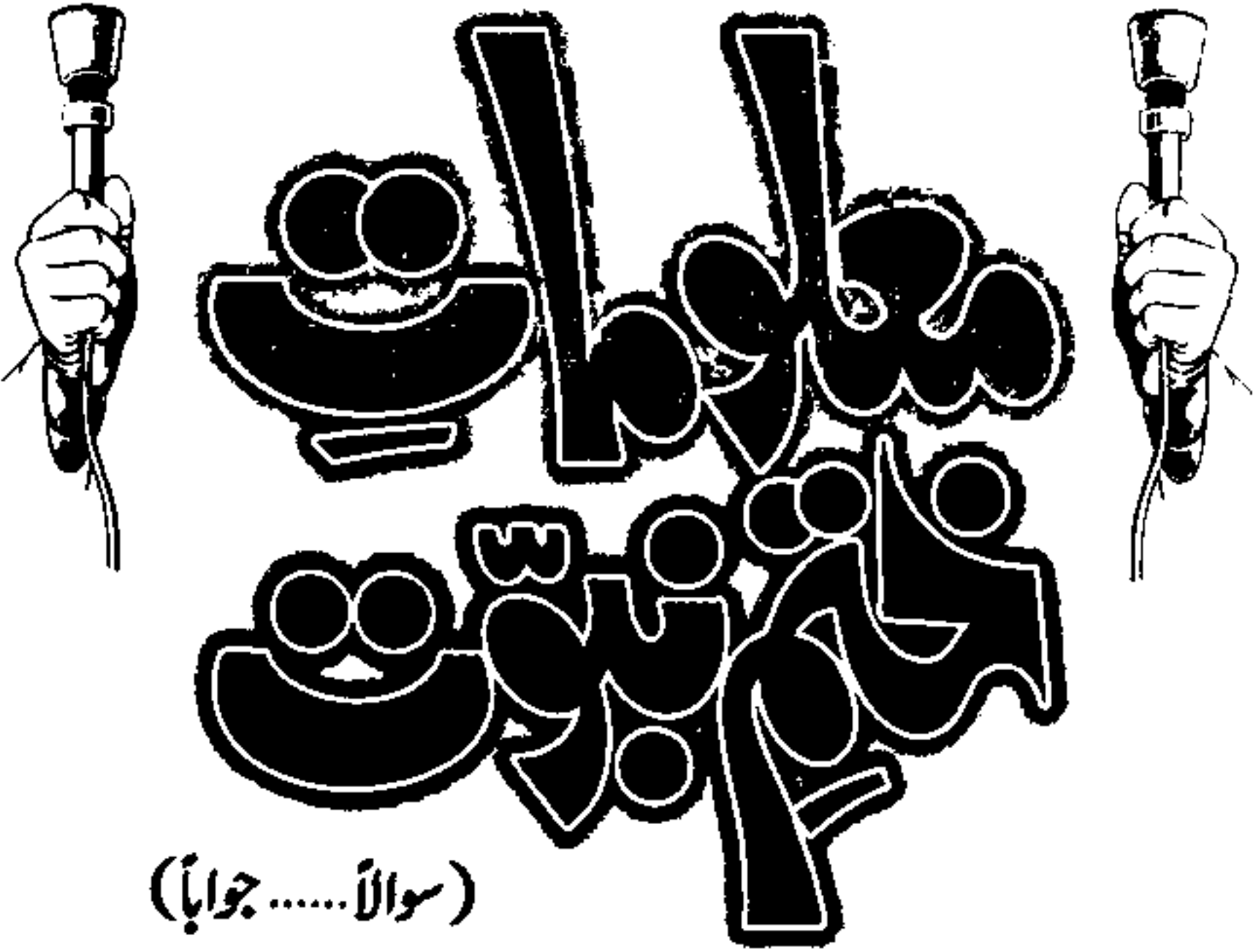
ایسی ہی حقیقتیں اور دلچسپ کتاب جو اپنے اندر لیے ہوئے ہے

- ① قادیانی مناظر کی عبرتناک شکست
  - ① قرآن و حدیث کے فولادی دلائل و براہین کی طوفان خیزی
  - ① قادیانی باطل تاویلات اور شکوک و شبہات کا خاتمہ
  - ① قادیانی دجل و تلپیس کی نقاب کشائی
  - ① قادیانی اعتراضات کے دندان شکن جوابات
  - ① ہر صفحہ نئی کتاب..... ہر سطر نیا انکشاف..... ہر لفظ نئی معلومات
- مستند حوالہ جات سے مزین یہ کتاب تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے تمام مجاہدین کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کے تمام افراد کے لیے بے حد اہمیت کی حامل ہے جو دلائل و براہین کی روشنی میں ”قادیانیت کا اصل چہرہ“ دیکھنا چاہتے ہیں۔

کلمب مناظرہ قادیانیوں کے خلاف ایک نیا اور دلچسپ کتاب ہے۔ (ان شاء اللہ)

کارکنان تحفظ ختم نبوت کے لیے خصوصی رہایت

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے موضوع پر سکولوں، کالجوں اور دینی مدارس میں منعقدہ انعام گھر اور دیگر کونز مقابلوں میں پوچھے جانے والے [350] سے زائد اہم سوالات اور جوابات کا مجموعہ



(سوالاً..... جواباً)

محمد رفیق خاں

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

- جسے آپ ختم نبوت کا "مختصر انسائیکلو پیڈیا" بھی کہہ سکتے ہیں۔
- جو آپ کو بے شمار کتابوں سے بے نیاز کر دے گی۔
- جو تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کے موضوع پر لکھی جانے والی خاص اور اہم کتابوں کا نچوڑ ہے۔
- جو دلچسپ، حیرت انگیز اور انکشافاتی معلومات سے لبریز ہے۔
- جو مسلمانوں کے اندر ختم نبوت سے محبت و عقیدت اور اس کی اہمیت و فضیلت کا شعور پیدا کرتی ہے۔

پڑھیے اور اپنے قلب و ذہن کو ایک نئی ایمانی و ایقانی جلا بخشیے

کارکنان تحفظ ختم نبوت کے لیے خصوصی رہایت برائے ہر سال پر دستیاب ہے

حضور نبی کریم ﷺ کی عزت ناموس پر قربان ہو جانے والے خوش نصیبوں کا ایمان افزہ تذکرہ

# شہیدانِ ناموس رسالت

غازی علم دین شہید	غازی حاجی محمد مانگ	شہدائے جنگ یمامہ
غازی عبداللہ شہید	غازی فاروق احمد	غازی میاں محمد شہید
غازی زاہد حسین	غازی عامر عبدالرحمن چیمہ	غازی احمد دین شہید
غازی عبدالقیوم شہید	غازی مرید حسین شہید	شہدائے تحریک ختم نبوت 1953ء
غازی منظور حسین شہید	غازی محمد صدیق شہید	غازی عبدالرشید شہید
غازی بابو معراج دین شہید	غازی محمد عمران وحید	غازی عبدالمنان

## شہیدانِ ناموس پر اور بہت سے دوسرے اہم مقالات

- ظلمت دہری میں ”چراغِ اسم محمد ﷺ“ کی اجلی اور کول لوؤں سے اجالا کرنے والے ضروریز و ضیاء بار ماہتابی و آفتابی کرداروں کا روشن تذکرہ
  - تھانوں کی تنگ و تاریک حوالاتوں، پھانسی گھاٹوں کی بے نور فضاؤں اور جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں ”آبروئے مازہم مصطفیٰ ﷺ است“ کا ورد کرنے والے کفن بردوش مجاہدوں کی زندہ جاوید روداد اور انوکھے مشاہدات
  - ایک ایسی کتاب جس کا ایک ایک لفظ ناموس رسالت ﷺ پر حملہ آور ہونے والے بدطینت انسان نما اہلیوں کے ایوانوں کے لیے برق قضا کی حیثیت رکھتا ہے۔
  - یہ کتاب محض ایک کتاب نہیں..... خواجہ بطحا ﷺ کی حرمت پر کٹ مرنے والوں اور دشمنان رسالت مآب کے ناپاک وجود سے دھرتی کو پاک کرنے والی پاکیزہ ہستیوں کا مختصر مگر مبسوط انسائیکلو پیڈیا ہے۔
- اپنی نوعیت کی اس کتاب کا مطالعہ آپ کے جذبہ ایمانی کو ایک نیا ولولہ عطا کرے گا

# علامہ اقبال اور فتنہ قادیانیت

فتنہ قادیانیت

شہرہ آفاق دانشوروں کی فکر انگیز، تحقیقی اور تاریخی تحریریں

- مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
- (ر) جسٹس جاوید اقبال
- پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر
- آغا شورش کاشمیریؒ
- نعیم آسیؒ
- محمد عطا اللہ صدیقی
- خالد نظیر صوفی
- سید نذیر نیازی
- پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ
- مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- صاحبزادہ خورشید احمد گیلانیؒ
- میر ظکیل الرحمن
- ڈاکٹر وحید قریشی
- ڈاکٹر وحید عشرت
- ڈاکٹر عبدالغنی فاروق
- پروفیسر خالد شبیر احمد
- جعفر بلوچ
- علیم ناصری
- عبدالمجید خاں ساجد
- محمد ضیف شاہد
- حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدرویؒ
- کلیم اخترؒ

## ایک ایسی کتاب جو

- علامہ اقبالؒ کے عشق رسالت مآب ﷺ، غیرتِ اسلامی اور حمیتِ ملی کے آئینہ دار ایمان افروز واقعات اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔
- علامہ اقبالؒ کے افکار و نظریات کی روشنی میں قادیانیت کی فتنہ طرازیوں کا مکمل محاکمہ، تجزیہ اور تحلیل کرتی ہے۔
- علامہ اقبالؒ کے مقالات، خطبات، توضیحات، شاعری اور مکاتیب کو جو قادیانیت کے خلاف قولِ فیصل اور حرفِ آخر کا درجہ رکھتے ہیں، اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

علامہ اقبال سے دلی محبت اور فتنی ارادت رکھنے والوں کے لیے ایک شہکار کتاب

ماہر اقبالیات جناب محمد سہیل عمر ڈائریکٹر اقبال اکادمی اور نامور کالم نگار جناب حافظ شفیق الرحمن ایڈیٹر انچیف اردو سپر ڈاٹ کام کی گرانقدر علمی تقاریر کے ساتھ

کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لیے خصوصی رعایت

ہر اٹھنے بک سال پر دستیاب ہے

گفتگو ہو یا مباحثہ، تقریر ہو یا مناظرہ

# قادیانیوں کو الواب کیجئے!

حزقین خالد

ایک شاہکار کتاب جس کے مطالعے سے آپ قادیانیوں کو ہر موضوع پر آسانی سے شکست دے سکتے ہیں۔

- قادیانی نعرہ ”محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں“ کی نقاب کشائی
- قادیانیوں کی آئینی اور شرعی حیثیت
- قادیانیوں سے مناظرہ کیسے کریں؟
- ایک فیصلہ کن مباحثہ
- قادیانی راسپیوٹینوں کے عبرت ناک انجام
- قادیانی نبیوں کے بھیانک حالات اور ان کی بربادی کے ہوش ربا واقعات

یاد رہے کہ تاریخی حقائق، واقعات، دو عالموں سے اوٹل رہتے ہیں

پہلے، حال سے زیادہ ماضی، ماضی اور دلائل سے زیادہ اثر انگیز

ایک ایسی کتاب جسے آپ بار بار پڑھنا چاہیں

کارکنانِ محفلِ عظیمِ نبوت کے لیے خصوصی رہایت



کارکنان تحفظ ختم نبوت کے لیے ایک گرانقدر تحفہ

# تحفظ ختم نبوت اہمیت اور فضیلت

دینی غیرت و حمیت پر مبنی ایک فکر انگیز دستاویز

محمدتین خالد

ایک ایسی تاریخی و تحقیقی کتاب

- ① جو جنگ یمامہ سے لے کر آج تک (14 صدیوں پر مشتمل) دینی غیرت و حمیت اور ایمانی جرأت و بسالت سے لبریز و لولہ انگیز حقائق و واقعات سے مزین ہے۔
- ② جو ”ختم نبوت زندہ باد“ کا ورد کرنے والے کفن بردوش مجاہدوں کی زندہ و جاوید روداد اور چشم کشا مشاہدات و تجربات پر مبنی ہے۔
- ③ جس میں ”شہیدان ناموس رسالت ﷺ“ کے ماہتابی اور آفتابی کرداروں کا روشن تذکرہ ہے۔
- ④ جو قلم کی سیاہی سے نہیں، دلی سوز و گداز اور خون جگر سے لکھی گئی ہے۔
- ⑤ جس کے مطالعہ سے خون رگوں میں جوش مارتا اور قاری تاریخ کے جھردکوں سے ہر واقعہ اپنی پریم آنکھوں سے براہ راست دیکھتا ہے۔
- ⑥ جس کا ہر لفظ پاکیزہ، ایمان پرور، پرسوز اور باطل شکن ہے۔
- ⑦ جس کے مطالعہ سے ہر مسلمان کے روح و قلب میں محبت رسول ﷺ کے خوابیدہ جذبات و احساسات اجاگر ہو جاتے ہیں۔
- ⑧ جس میں ”غداران ختم نبوت“ کا عبرتناک انجام، ہر قادیانی نواز کے لیے عبرت و نصیحت کا سبق لیے ہوئے ہے۔
- ⑨ جو قادیانی اور قادیانی نوازوں کی آنکھوں کا آشوب اور ان کے حلق میں چھتا کاٹکا ہے۔
- ⑩ جس کا مطالعہ کارکنان ختم نبوت کے ایمان و ایقان کو ایک نئی زندگی بخشتا ہے اور وہ ایک نئے ولولے اور تازہ جذبے کے ساتھ اس محاذ پر برسرِ پیکار رہتے ہیں۔

آنکھوں کے راستے دل میں اتر جانے والی یہ کتاب ہر مسلمان کے لیے ایک گرانقدر تحفہ ہے۔  
اسے پڑھئے..... مجھے..... اور اس کی روشنی کو پھیلائے..... خلاصہ محمدی ﷺ آپ کی نظر ہے!

کارکنان تحفظ ختم نبوت کے لیے خصوصی رہنمائی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

# ناموں میں رسالت

## کے خلاف

## مغرب کی شرانگیزیوں

تذقیینِ خلد

- آزادی اظہار کے نام پر مغرب کی اسلام دشمنی
- ملعون لوگوں کی ناپاک داستانیں
- گستاخان رسول کے شیطانی چہروں کی رونمائی
- تہہ در تہہ سازشیں بے نقاب ہوتی ہیں!

کارکنانِ تبلیغِ عامِ نبوت کے لیے مخصوصی رہایت

# قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا

جدیدین حالہ

انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت کے سلسلہ میں  
قادیانی عقائد و عزائم کا مبسوط محاکمہ

کارکنانِ اعلیٰ علم دہوت کے لیے خصوصی رہایت

مشید و ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی  
کے موضوعات پر نئی نہایت مستند، وسیع، تحقیقی، فکرائیگز اور ایمان پرور

## کتابیں

- ⊖ جنہوں نے بے شمار قادیانیوں کے افکار و عقائد بدل کر رکھ دیئے
- ⊖ دینی سکا لرا اور نامور محقق **مفتی محمد تقی عثمانی** کے حقائق کشا قلم سے
- ⊖ ایک ایسا انداز تحریر جو قاری کے دل و دماغ پر اپنے انٹ نقوش چھوڑ جاتا ہے

آئیے! خود پڑھیے! دوستوں کو تحفہ میں دیجیے!! اور فتنہ قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد میں  
حصہ لے کر امت مسلمہ کے دین و ایمان کے سرمائے کی حفاظت کا سامان کیجیے!!!

شہیدانِ ناموس رسالت ﷺ

تحفظِ ختمِ نبوت اہمیت اور فضیلت

قادیانیت سے اسلام تک

ثبوت حاضر ہیں!

ربوہ و قادیان، جو ہم نے دیکھا

قادیانیت، اُس بازار میں

علامہ اقبالؒ اور فتنہ قادیانیت

اسلام، انٹرنیٹ پر

معلوماتِ ختمِ نبوت (سوالا جوابا)

اسلام کا سفیر (قائد اعظمؒ)

کامیاب مناظرہ

وحید الدین خان، اسلام دشمن شخصیت

# QADYANIAT IN THE EYES OF LAW

## فتنہ قادیانیت کے خلاف

# عقائدِ فیصلہ

تذقیۃ خلد

- وہ محکم فیصلے جن کا ہر لفظ قول فیصلہ ہر سطر برہان قاطع اور ہر جملہ شاہد عدل ہے۔
- وہ تاریخ ساز فیصلے جنہوں نے ملت کی بے زمام ناقہ کو منزل تک پہنچانے میں رہبر کا کردار ادا کیا۔
- وہ شفاف فیصلے جو کذب کو صداقت کا آئینہ دکھاتے ہیں۔
- وہ عہد آفریں فیصلے جنہوں نے حق و باطل کے مابین خط امتیاز کھینچ کر رکھ دیا۔
- وہ واضح فیصلے جنہوں نے جعلی نبوت کے پیروکاروں کے چہروں پر پڑے تقدیس کے ہر نقاب کو الٹ دیا۔
- وہ آئینہ صفت فیصلے جس میں قادیانی گروہ کا سربراہ اور اس کے پیروکار اپنا اصل چہرہ دکھ کر بلبلا اٹھے۔

- قادیانیوں کی زہریلی سازشوں اور تخریبی کارروائیوں کی لرزہ خیز رواد ہیں۔
- قادیانیوں کی طرف سے شان رسالت ﷺ میں توہین قرآن مجید اور کلمہ طیبہ میں تحریف شعائر اسلامی کا تسخیر آئین کا مذاق اور قانون کی خلاف ورزیوں کا وہ حقائق نامہ ہے جس نے ہر قادیانی کو سوائے زمانہ گستاخ رسول "سلمان رشدی" قرار دیا ہے۔
- جوں سیاستدانوں، آئین شناسوں، وکیلوں، صحافیوں، دانشوروں، علماء اور طالب علموں کے لیے ایک راہنما کتاب کا کام دیں گے۔

یہ  
عقائد  
فیصلہ

پیشگی ایک مثال پر دستیاب سے

کارکنان تحفظ ختم نبوت کے لیے خصوصی رعایت

عالمِ اسلام میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

# ثبوتِ قادیانیت تحت حاضریں!

قادیانی مذہب کے عقائد و عزائم، مضحکہ خیزیوں، تضاد بیانیوں اور کذب و ریا پر مبنی ناقابلِ تردید اور ہوش رُبا عکس شہادتیں

محمد متین خالد

ہیرت انگیز  
معلومات

یہ ایک ایسی تاریخی و تحقیقی کتاب ہے

ہوشربا  
انکشافات

سارے راز  
بے نقاب

- جو قادیانیوں کی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیوں اور گناہوں کے گہرے اندر تاریخی ثبوت لیے پڑے ہیں۔
- جسے 10 سال کی شبانہ روز انتحار محنت کے بعد مکمل کیا گیا ہے
- جس میں قادیانی تہمت اور انہجانات و رساں کے 50 ہزار سے زائد صفحات کو نکالنے کے بعد قادیانیوں کے مذہب عقائد و مذہبِ ناسم کے قرہی ثبوت کیا کر دیے گئے ہیں۔

سنسنی خیز  
واقعات

بند کتابوں کی  
کہانی

- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنے قائد مکہ نبی اور بیباک تصویر دیکھ کر ماہِ ہلاکت پاسکتا ہے۔
- جو ساہوکار مسلمانوں کو ہت نہ انداز سے بچانے کے لیے ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہو سکتی ہے۔

ناقابلِ تردید  
حقائق

ہر گھم اور  
لاٹھیری کی  
ضرورت

- جس کا مطالعہ عملاً لڑھیلا، ٹوکلا، اساتذہ اور طلبہ کو فتنہ قادیانیت کے عملاً مشہور و ناگوار اور مٹوسس معلومات کا ذخیرہ فراہم کرے گا۔
- جسے قادیانیت کے خلاف ہر دلتی مستند بحث اور مناظر میں مستند حوالے کی حیثیت سے پیش کیا جاسکتا ہے۔
- جسے تمام کتابتیں کر کے جیلوں میں رکھ کر اور نامور اہل علم و دانش کی خواہش اور سرپرستی میں شہرت کیا گیا۔

قادیانیت  
پر مکمل  
انسانیکو پنہیل

ایک ایسی دستاویز جس کا شدتوں سے انتظار تھا پڑھے اور تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے آگے بڑھے!

الحمد مارکیٹ، 40- اردو بازار، لاہور۔  
فون: 7223584، 7352336، 7232336 گیس۔  
www.ilmoirfanpublishers.com  
E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com

علم و فن پبلشرز